فہرست مضامین

تاریخ اسلام جلد دوم

باب پنجم

عہد خلافت عثمانی

پہلی فصل

صفحہ ۱۱۵ تا ۵۲۸

حضرت عثمانؓ کی جانشینی اور آپکے عہد کے ابتدائی واقعات

مجلس شوریٰ کا اجلاس۔ ہر رکن دعویدار خلافت ہے۔ عبد الرحمٰن بن عوف کا تہدیہ۔ سب کی اپنے دعوؤں سے دست برداری۔ حضرت علیؓ کا ارشاد۔ حضرت علیؓ کا دوسرے حضرت عثمانؓ کو۔ اور حضرت عثمانؓ کا حضرت علیؓ کو۔ حضرت علیؓ و سعد کو اپنے موافق کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی عام رائے معلوم کرنے میں حضرت عبد الرحمٰن کی کوشش۔ مشورہ کا پچھلا دن۔ حضرت عبد الرحمٰن کی دست برداری اور اس کی وجہ۔ حضرت عثمانؓ و علیؓ سے عبد الرحمٰن کی پوشیدہ گفتگو۔ مسلمانوں کے مجمع عام سے مشورہ۔ حضرات عمار و مقداد کا مشورہ۔ عبد اللہ بن ابی سرح اور عبد اللہ بن ربیعہ کا مشورہ۔ بنی ہاشم و بنی امیہ میں اختلاف۔ عبد الرحمٰن بن عوف کی آخری کارروائی۔ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت۔ حضرت علیؓ کی ابتدائی شکایت۔ مقداد اور عبد الرحمٰن کی گفتگو۔ مقداد بعد بھی حضرت علیؓ کے طرفدار رہے۔ حضرت علیؓ کا ارشاد۔ حضرت عثمانؓ کے انتخاب کا اصلی سبب۔ حضرت طلحہؓ نے بھی بیعت کر لی۔ مغیرہ کے قول پر عبد الرحمٰن کی برہمی۔ اجلاس انتخاب میں اہل شوریٰ کے خطبے۔ بیعت کا وقت۔ حضرت عثمانؓ کا پہلا کام۔ حضرت عثمانؓ کا خطبہ اور عام بیعت۔ عبید اللہ بن عمرؓ کا

مجنونانہ جوشِ انتقام حضرت عمرؓ کے قتل کی سازش، حضرت علیؓ کا فتویٰ، اور حضرت عثمانؓ کا فیصلہ، زیادہ بے احتیاطیاں اور سزا، قتلِ ہرمزان کا واقعہ اس کے بیٹے کی زبانی، اس واقعہ کی تحقیق، حضرت عثمانؓ کے آخر عہد کے والیانِ ملک، قاضیوں کا تقرر، مغیرہ کی معزولی اور سعد کا تقرر، عام الرعاف، بغاوتِ اہلِ اسکندریہ اور اُن کی سرکوبی، ابن عاص کی عدالت گستری اور فیاضی، فصیلِ اسکندریہ کا انہدام، الجزیرہ کی شورش اور اس کی اصلاح، سعد کی معزولی اور ولید کا تقرر، اس تغیر کا باعث، سعد اور ابن مسعود میں نزاع، اہلِ کوفہ میں پہلا تفرقہ، بغاوتِ آذربائیجان اور اس کی سزا، فتح آرمینیہ، لشکرِ عراق مسلمانانِ شام کی کمک پر، آرمینیہ پر شام سے حملہ، رومیوں کا زبردست حملہ، ایک بہادر خاتونِ عرب، حبیب کے کارنامے، ان کی اور فتوحات، سلمان بن ربیعہ کی فتوحات، حضرت معاویہ کا روم پر حملہ، رومیوں پر دوسرا حملہ، افریقہ پر ابن ابی سرح کی فوج کشی، کابل و سیستان پر چند متفرق واقعات۔

دوسری فصل

صفحہ ۵۲۹ تا ۵۳۹

عہدِ عثمانی مسجدِ مکہ کی توسیع سے مسجدِ نبوی کی توسیع تک

مسجدِ مکہ کی توسیع، عبداللہ بن سعد والیِ مصر کا پہلا جہادِ افریقہ، عمرو بن عاص اور عبداللہ میں نزاع، عمرو کی معزولی، عبداللہ کا دوسرا جہادِ افریقہ، جرجیر حاکمِ افریقہ، اس سے مقابلہ، عبداللہ بن زبیر کا افریقہ جانا، دشمنوں کی قوت کو شکست، اثنا۔ ابن زبیر کی کامیاب تدبیر اور فتح، دیگر فتوحاتِ افریقہ، کامل فتح، جرجیر کی بیٹی کا انجام، خمس کا مروان کو ملنا، قیصر و اہلِ افریقہ میں اختلاف۔ اور قیصر کا غلبہ، اندلس پر پہلا بحری حملہ، عبداللہ بن نافع والیِ افریقہ، ایرانِ روم سے جہاد، بحری جہاد، حضرت فاروقؓ کو اس سے اختلاف تھا، حضرت عثمانؓ سے بحری جنگ کی اجازت، مستعد مجاہدین کی فتحِ قبرص، شرائطِ صلح، ابودرداء کی چشمِ عبرت میں، اُم حرام کی شہادت، پہلے امیر البحرِ اسلام عبداللہ بن قیس اُن کی شہادت، ان کے قائم مقام، حضرت عثمانؓ کی محرمِ بیوی نائلہ، ابوموسیٰ اشعری سے اہلِ بصرہ کی ناراضی، ان کی معزولی، عبداللہ بن عامر والیِ بصرہ، اور بہت سے والیوں کا تقرر اور ان کے کارنامے۔ بغاوتِ فارس، مسلمانوں کو شکست، دوسرا حملہ اور فتح، فتوحِ داراب گرد، گور، تا بہ خیبر، اصطخر پھر فتح ہوا، خلافت کی جانب سے انتظامات۔ ابن خازم کے عروج کی ابتدا، مسجدِ نبوی کی توسیع۔

Marfat.com

تیسری فصل

صفحہ ۵۴۰ تا ۵۵۱

مختلف واقعات عہد عثمانی آغاز مخالفت تک

حضرت عثمانؓ سے پہلا اختلاف، صحابہ کو اختلاف پسند نہ تھا، والی کوفہ، ولید کا ابتدائی طرز عمل، ان سے مخالفت، ان پر مے کشی کا الزام، حد جاری ہونا اور معزولی، سعید بن عاص حاکم کوفہ، ان کا پہلا خطبہ، کوفے کی بدنظمی، ہدایات خلافت، ان کے مطابق عمل، حضرت عثمانؓ کا خطبہ، سعید کا جہاد طبرستان میں، حاکم بصرہ ابن عامر کی مہم خراسان، سعید قومس میں، فتح جرجان، طمیسہ کا سخت معرکہ، اہل جرجان کی سرکشی زمانہ مابعد میں، قتیبہ کے ہاتھ سے ان کی اصلاح، علاقہ قفقاز پر حملہ، قرأت قرآن میں اختلاف، جمع قرآن کی جانب حضرت عثمانؓ کی توجہ، آپ کے مرتب کیے ہوئے نسخہ ہائے قرآن۔ آنحضرتؐ کی انگشتری مبارک کا کنویں میں گر کے غائب ہو جانا، ابوذر غفاری کا واقعہ، جناب معاویہ میں اور ان میں اختلاف۔ ان کی وجہ سے فقرا میں شورش، معاویہ نے آزمایا اور سچا پایا، بارگاہ خلافت میں ان کی شکایت، حضرت ابوذر مدینے میں، ابوذر ربذہ میں، ان کی وفات، جمعہ میں تیسری اذان، معاویہ کیونکر سارے شام کے حاکم ہو گئے، شام پر رومیوں کا بحری حملہ، بحری جنگ ذات الصواری، فتح اسلام شکست نعیب، قسطنطین کا انجام۔ حضرت عثمانؓ کی مخالفت کا آغاز۔

چوتھی فصل

صفحہ ۵۵۲ تا ۵۶۵

یزدجرد کا مارا جانا اور ابن عامر کے کارنامے

یزدجرد کا بھاگنا، برف باری سے لشکر اسلام کی تباہی، یزدجرد مرو میں، اور اس کا مارا جانا۔ اس میں اختلاف روایات، شہریار عجم کی آوارہ گردی، مرو میں اس کی حالت، اس کے ساتھ حاکم مرو کا سلوک، نیزک کا یزدجرد سے ملنا، اس کی گستاخی اور دغا بازی، یزدجرد چکی والے کے یہاں، ماہویہ کی قساوت قلبی، کمال بے رحمی سے یزدجرد کا

مارا جانا ؛ قتل یزدجرد کی اور روایت ؛ یزدجرد کا زمانہ حکمرانی ؛ ابن عامر کی مہم جہاد کا آغاز ؛ کرمان ؛ فتح سجستان کی مہیں ؛ فتح طبسین ؛ علاقہ کوہستان کی فتح ؛ فتح رستاق زام فتح باخرز و جوین ؛ بیہق پر دھاوا ؛ ایک بہادر سالار کی شہادت ؛ فتح بیہق ؛ فتوح بست و اسفرائن وغیرہ ؛ نیشاپور کا محاصرہ ؛ اور اس کی فتح ؛ فتح نسا و ابی ورد ؛ فتح سرخس ـ فتح طوس ـ فتح ہرات و بادغیس و بوشنج ؛ فتح مرو ؛ فتح سنج ؛ طخارستان پر فوج کشی ؛ فتح رستاق خف کفرستان میں اذان ؛ فتح مرو رود ؛ فتح رستاق بخ ؛ ایک فیصلہ کن لڑائی ؛ جنگ جوزجان ؛ مجاہدین کو ان کے سپہ سالار اعظم کی نصیحت ؛ جوزجان کی فتح ؛ فتح طالقان و فاریاب ؛ فتح بلخ ؛ خوارزم پر حملہ ؛ اس میں ناکامی ؛ نوروز کا نذرانہ ؛ کرمان میں مجاشع کی کارگزاریاں اور فتح ہمید ؛ فتح سیرجان ؛ فتح جیرفت ؛ افاغنہ پر حملہ ؛ سیستان میں ربیع کے کارنامے ؛ فتح زالق ؛ فتح کرکویہ ؛ فتح روشت ؛ فتح ناشرود و سرداد ؛ فتح زرنج ؛ فتح ... ؛ رستم ؛ بغاوت سیستان ؛ حسن بصری ربیع کے منشی تھے ؛ عبدالرحمن بن سمرہ نئے والی سیستان ؛ فتح زرنج ؛ فتح کش ؛ فتح دوان ؛ بے طمع بت شکنی ؛ فتح کابل و زابلستان ؛ سیستان پھر باغی ہو گیا ؛ فتوں کی شکر گزاری میں ابن عامر کا حج ؛ فتح سمنگان ؛

پانچویں فصل

صفحہ ۱۴۵ تا ۱۸۵

دیگر فتوحات اسلام اور حضرت عثمان رض کے مخالفین

چند واقعات ؛ قسطنطنیہ پر مسلمانوں کا پہلا حملہ ؛ ایک مجاہدہ خاتون ؛ بغاوت قفقاز ؛ جنگ بلنجر ؛ ذوالنون کی شہادت اور مسلمانوں کو شکست ؛ ترکستان میں قارن کی شورش ؛ چالاک ابن خازم ؛ ان کی کارگزاری ؛ فتح عظیم ؛ قارن مارا گیا ؛ ابن خازم حاکم خراسان ؛ حضرت عباس و دیگر اکابر صحابہ کی وفات ؛ روم و مصر میں عربی حملے ؛ ترکستان میں فتحیں ؛ قبرص دوبارہ فتح ہوا ؛ قبرص میں مسلمانوں کا آباد ہونا ؛ سعید والی کوفہ اور ان کے ہم صحبت کوفے میں فتنے کا آغاز ؛ حضرت عمر کی مآل اندیشی ؛ یہی واقعہ دوسری روایت سے ؛ مخالفین خلافت ؛ مخالفین اور حضرت معاویہ ؛ ان لوگوں کی کیفیت بارگاہ خلافت میں ؛ دشمنان خلافت اور عبدالرحمن بن خالد ؛ ایک اور بارگاہ خلافت میں ؛ بصرے کا فتنہ ؛ عبداللہ بن سبا ؛ اس کے عقائد ؛ اس کی خفیہ گیری ؛ علاقوں کی تفتیش

Marfat.com

عمار بن یاسر کا فتنے میں پڑ جانا؛ ۳۳ھ کا حج؛ وفات مقداد؛

چھٹی فصل

صفحہ ۵۷۹ تا ۵۹۰

خلافتِ عثمانی کے آخری پُرشورش ایام

شورش کا بڑھنا؛ کوفہ کا معززین سے خالی ہو جانا؛ یزید بن قیس کا فتنہ؛ نکالے ہوئے مفسدوں کا واپس آنا؛ ان کی فتنہ انگیزی؛ اصلاح اور اس میں ناکامی؛ شورش جرعہ؛ سعید کے ایک غلام کا مارا جانا؛ شورش جرعہ دوسری دفعہ؛ ابن عبد القیس کی حضرت عثمانؓ سے گستاخانہ گفتگو؛ اور آپ کی ناراضی؛ ممتاز والیوں کی مدینہ میں طلبی؛ ان سے مشورہ؛ ابن عامر کی رائے؛ سعید اور حضرت معاویہ کی رائیں؛ عبد اللہ بن سعد کی رائے؛ عمرو بن عاص کی رائے؛ والیوں کی واپسی؛ ابو موسیٰ اشعری کا تقرر ولایت کوفہ پر؛ ابو موسیٰ کی فہمایش اہل کوفہ کو؛ حذیفہ قرقیسا میں؛ خلافت کی نازک حالت۔ حضرت علیؓ کا مشورہ حضرت عثمانؓ کو؛ حضرت عثمانؓ کا جواب؛ باہمی رد و قدح؛ حضرت عثمانؓ کا خطبہ؛ شورش اور بڑھی؛ غلط شہرت کی تفتیش؛ حج میں امیر المومنین اور والیوں کا مجمع؛ حضرت عثمانؓ کا استفسار؛ سعید کا جواب؛ ابن سعد کا جواب؛ معاویہ کا جواب؛ عمرو بن عاص کا جواب؛ حضرت عثمانؓ کا اندیشہ؛ معاویہ کو ہوس خلافت ہونے کی بنا؛ مدینے میں معاویہ کی تقریر؛ حضرت علیؓ اور معاویہ میں ایک جھڑپ؛ حضرت عثمانؓ کا ارشاد؛ جن لوگوں کو جو دیا گیا تھا ان سے واپس لیا گیا؛ معاویہ کا مشورہ اور حضرت عثمانؓ کا نہ ماننا؛ معاویہ کی آخری تقریر اکابر صحابہ کے سامنے؛

ساتویں فصل

صفحہ ۵۹۱ تا ۶۰۳

بلوائیوں کی شورش

خلافت راشدہ کو صدمہ؛ حضرت عثمانؓ کی ابتدائی ہر دلعزیزی؛ اعتراض اور اس کا جواب؛ دوسرا اعتراض؛

Marfat.com

اس کا جواب۔ بنی اُمیہ کا خیال، حضرت عثمانؓ کشمکش میں، عام اہل مدینہ کی مخالفت، جناب معاویہ کی اہل کو دھمکی، معاویہ کا خوفناک مشورہ، حضرت عثمانؓ کی نیک نفسی، معاویہ کا آخری مشورہ، اور انتقام خون عثمانؓ کا حق حاصل کرنا، بیرونی بلاد میں غدر کا انسداد، خود بعض مدینے والوں نے بلوائیوں کو بلایا، روانگی مصر کے بلوائیوں کی، کوفے کے بلوائیوں کی، بصرے کے بلوائیوں کی، مصر والوں کی اطلاع حضرت عثمانؓ کو، آپ کی تقریر مجمع عام میں، عبداللہ بن سعد کی ناکامی، بلوائیوں کے پڑاؤ، اور ان کے ارادے، حضرت طلحہ و زبیر اور علیؓ کے طرفدار، ان کے وکیل مدینہ میں، تینوں صاحبوں نے انکار کیا، اور حضرت عثمانؓ کے معاون ہیں، حضرت عثمانؓ کی خواہش سے حضرت علیؓ کا جانا، اور بلوائیوں کو واپس کرنا، حضرت عثمانؓ کا علانیہ اقرار، مروان نے ان کی رائے بدل دی، مروان کی مفسدانہ تقریر، حضرت علیؓ کی پریشانی، آپ کی غصہ کی گفتگو حضرت عثمانؓ سے، جناب نائلہ کا حضرت عثمانؓ کو سمجھانا، جناب عثمانؓ کا حضرت علیؓ کے گھر جانا، اور بے نتیجہ واپس آنا، عمرو بن عاص کی سخت کلامی، بلوائیوں کے پھر واپس آنے کا سبب، حضرت عثمانؓ کا خط، اس کا تذکرہ حضرت عثمانؓ کے سامنے، اہل حضرت عثمانؓ کے سامنے، حضرت عثمانؓ کا خط سے انکار، اہل مصر کا اصرار کہ خلافت کو چھوڑ دیجیے، حضرت عثمانؓ کا اس سے انکار، اہل مصر کا دعویٰ، اور حضرت عثمانؓ کا جواب، حضرت عثمانؓ کا محاصرہ، ابتدائی ایام محاصرہ میں اپنا ملک کی امامت، بلوائیوں کی پہلی جبر دستی، اہل مدینہ کو مدد سے روکتے ہیں، حضرت علیؓ کو بنی اُمیہ کی دھمکی، حضرت عثمانؓ نماز پڑھانے سے بھی روکے گئے۔

آٹھویں فصل

صفحہ ۶۰۴ تا ۶۲۱

حضرت عثمانؓ کی شہادت

مروان کا غلط مشورہ، حضرت علیؓ سے استعانت، وقتی صلح اور امن، پھر بلوائیوں کا نرغہ، حضرت عثمانؓ کا جواب، کوٹھے پر سے آپ کی تقریر، مخالفوں کا جواب، آپ کے حامی و معاون، آپ کے پاس آنے جانے اور مروانے پانی کی روک، پانی پہونچانے میں حضرت علیؓ کی ناکامی، ام المومنین ام حبیبہ کی ناکامی، کوٹھے پر سے آپکی تقریر، محمد بن ابی بکر کی کجروی، قافلہ حج کے ساتھ ابن عباس، حضرت طلحہ پر تہمت، مددگاران خلافت کی آمد، قتل عثمانؓ پر باغیوں کی آمادگی، آپ کے دروازے کا معرکہ، آپ کا اپنے طرفداروں کو روکنا، لوگ باہر نکل آئے، ابن سلام کی نصیحت باغیوں کو، پھر اُن کی خوشخبری آپ کو، نیار بن عیاض کا مارا جانا، ان کے قاتل کے دینے سے حضرت عثمانؓ کا انکار

آپ کے دروازے میں آگ لگائی گئی، آپ کی استقامت، پھر آپ اپنے طرفداروں کو روکتے ہیں، مغیرہ بن شعبہ کا مشورہ، حضرت عثمانؓ کا جواب، بلوائیوں پر حملہ، مروان کا اتفاق سے بچ جانا، محمد بن ابی بکر کی آخری تدبیر، دوسرے مکان سے ہوکر جا پہونچنا، جن لوگوں کو قتل کی جرأت نہ ہوئی، محمد بن ابی بکر کی گستاخی، حضرت عثمانؓ کا مرنے کے لیے تیار ہونا، بدمعاشوں کا زغہ، آپ کی انگلیاں کٹ گئیں، کاری ضرب اور شہادت۔ حضرت نائلہ کی انگلیاں کٹنا، ایک بدمعاش کا مارا جانا، آپ کی شہادت کی شہرت، حضرت علیؓ کو بیحد صدمہ، زمانۂ شہادت اور عمر وغیرہ، آپ کے خون آلود کرتے کا معٰویہ کے پاس جانا، شام کی کمک کا راستے سے واپس جانا، بدمعاشوں کا نادم ہونا، تین دن کے بعد دفن ہونا، دفن میں مزاحمتیں اور جھگڑے، آپ کی شہادت پر مرثیے۔ اصل حقیقت، حضرت عثمانؓ کی برأت، بدمعاش مدینے سے کیوں نہ نکالے جا سکے، انکی شورش، اور آپ کو شہید کرنا، آپ کی شان شہادت، تمام کبار صحابہ کی برأت۔

نویں فصل

صفحہ ۱۲۲ تا ۱۳۱

حضرت عثمانؓ کے حالات زندگی پر ایک عام نظر

آپ کا خاندان، خوبیاں اور ہر دلعزیزی، بہترین بنی اُمیہ، کب ایمان لائے، دامادی رسالتؐ کا فخر، توحید پر ثابت قدمی، ہجرت حبش، ہجرت مدینہ، حُلیہ مبارک، حضرت رسول اللہ اور حضرت ابراہیمؑ سے مشابہت، کنیت، شرکت غزوۂ بدر، دوسری لخت جگر رسالت سے نکاح، لقب ذی النورین، بیویاں اور اولاد، اولیات حضرت عثمانؓ، دولتمندی اور خدمت دین، بیر رومہ کی خریداری، مسجد نبویؐ کی توسیع، غزوۂ تبوک کے لیے فیاضی، اُحد میں بھاگنا اور قصور کی معافی، بیعت حدیبیہ میں آپ کی فضیلت، خدمت رسالت، رسول خداؐ کا دعائیں دینا، حفظ قرآن، عبادت، قحط زدوں کی کفالت، عدیم المثال فیاضیاں، غلام آزاد کرنا، سادگی، خوف آخرت، صبر و شکر، رسول اللہ صلعم نے شہادت کی خبر دے دی تھی، ہر سال حج کیا، خاندان نبوت کا احترام، کبوتر بازی اور غلیل بازی سے روکنا، مخالفین نیک نفس نہ تھے، محمد بن حذیفہ، محمد بن ابی بکر، کعب بن ذی الحبکہ، عمیر بن ضابی، کمیل بن زیاد، حضرت علیؓ کی برأت، تمام اچھے لوگ آپ کے خون سے بری تھے۔

باب ششم

خلافتِ علی مرتضیٰؓ

پہلی فصل

صفحہ ۶۲۶ تا ۶۴۷

حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت

اختلاف صحابہ؛ شہادت عثمانؓ کے بعد دوسرا دن؛ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت بر بنائے روایت اول؛ دوسری روایت؛ مدینہ کی حالت؛ انتخاب خلیفہ میں اختلاف؛ سعد کا خلافت سے انکار؛ حضرت علیؓ کا بمجبوری قبول کرنا؛ طلحہ و زبیر پر جبر؛ حضرت علیؓ کا خطبہ؛ طلحہ و زبیر کی علانیہ بیعت؛ سعد اور عبداللہ ابن عامر کا اول؛ جن اکابر صحابہ نے بیعت نہیں کی؛ بیعت کرنے والوں کی شرط؛ حضرت علیؓ کی تقریر؛ قتل عثمانؓ کی تحقیق؛ قاتلین عثمانؓ کو سزا دینے پر حضرت علیؓ کا عذر؛ حضرت علیؓ سے ناراضی کا آغاز؛ حضرت علیؓ کی استمالت بغرض غلاموں کی روک؛ بدویوں کی ناراضی؛ اور دونوں کی سرکشی؛ طلحہؓ زبیر کو مدینہ میں روکنا؛ مغیرہ کا مشورہ حضرت علیؓ کو؛ عبداللہ بن عباس کا مشورہ؛ حضرت علیؓ کا انکار؛ ابن عباس کا حکومت شام سے انکار؛ بیعت علیؓ کی اطلاع دینا ممالک اسلام میں؛ معویہ کا انکار اور مغیرہ کا حکومت شام لینے میں عذر؛ اس زمانے کے والیان ملک؛ حضرت علیؓ کے جدید عامل؛ جدید عامل شام کی ناکامی؛ مصر کی حالت بصرے کی حالت؛ کوفہ کی حالت؛ یمن کا حال؛ حضرت علیؓ کی تجویز؛ اہل کوفہ کی اطاعت؛ معویہ کے پاس حضرت علیؓ کا خط؛ معویہ کا جواب؛ اس جواب کے مدینے پر پہنچنے کی شان؛ مدینہ میں تصدی شورش؛ حضرت حسنؓ اور حضرت علیؓ میں گفتگو؛ مغیرہ کی علیحدگی؛ اہل مدینہ کی فکر؛ طلحہ و زبیر کی امیدیں؛ ان کا مدینہ سے کوچ؛ فوج کشی و ترتیب لشکر؛ حضرت علیؓ کا خطبہ اعلان جنگ؛ حضرت عائشہؓ طلحہ و زبیر کی ... کی اطلاع؛ اہل مدینہ کی سستی؛ ابن عمر کی علیحدگی؛ ان کا مدینہ سے بھاگ جانا؛ حضرت علیؓ کا تردد و اطمینان؛

Marfat.com

دوسری فصل

صفحہ ۶۴۹ تا ۶۶۴

بصرے پر حضرت عائشہؓ کا تسلط

حضرت عائشہؓ کی مخالفت، آپ کا خطبہ، اختلاف، جوشِ مخالفت، مخالفت کی قوت، ابن عامر کی رائے اور اس پر اعتراض، مدینے جانے میں تامل، عبداللہ بن عمر کا انکار اور عذر، اور امہات مومنین کی علیحدگی، لشکر کی تیاری، بصرے روانہ ہونا، مروان کی فتنہ انگیزی، یوم النحیب، بنی امیہ کے خیالات، فرزندان عثمانؓ، ناقہ عائشہؓ، آپ کا بصرے میں پہونچنا، بصرے کے باہر پڑاؤ، اور اہل شہر کو خبر، والی و معززین بصرہ، عثمان بن حنیف والی بصرہ کی مخالفت، عمران و ابوالاسود حضرت صدیقہؓ کی خدمت میں، حضرت طلحہ کی خدمت میں، حضرت زبیرؓ کی خدمت میں، اس سفارت کا انجام، والی کا ارادہ پرخاش، ایک فریب کی کارروائی، اور اس میں ناکامی، دونوں طرف کے لوگوں کا جماؤ، طلحہؓ و زبیرؓ کی تقریریں، مجمع کے مختلف خیالات، چل گئی، حضرت عائشہؓ کا معجزنما خطبہ، آپ کے خطبہ کا اثر، ایک مخالف کا حضرت صدیقہؓ کو سمجھانا، طلحہ و زبیر پر ایک مخالف کا اعتراض، لڑائی شروع ہو گئی، حضرت صدیقہؓ کا ہٹ جانا، اُن بے گستاخوں کا مارا جانا، بھنڈارخانے کے پاس کی لڑائی، شروطِ صلح، اہل بصرہ کا سفیر مدینے میں، مدینے میں اخفائے حق کا جوش، حضرت علیؓ کا حکم عثمان کو، عثمان کی مخالفت معاہدہ، مسجد کا ہنگامہ، عثمان بن حنیف کی گرفتاری، اُن پر ظلم ہونے کی دوسری روایت، تیسری روایت، اس روایت کے مطابق طلحہ و زبیر اور اہل بصرہ کی گفتگو، حکیم کا سفر، اسی روایت کے مطابق، اس کی اور ابن زبیر کی گفتگو، اس کا حملہ، اس کا مارا جانا، قاتلین عثمانؓ سے انتقام، بصرے کے طرفداران علیؓ، تقسیم وظیفہ و انعام، اور شہر والوں کو اطلاع، طلحہ و زبیر کے ہاتھ پر بیعت، اس فتنے سے زبیر کا اندیشہ۔

تیسری فصل

صفحہ ۶۶۵ تا ۶۸۱

مدینے سے حضرت علیؓ کی روانگی، کوفہ پر قبضہ اور لڑائی سے قبل کے واقعات

حضرت علیؓ کو اطلاع، آپ کے رفقا، حضرت ام سلمہؓ کی رفاقت، مدینے سے روانگی، عبداللہ بن سلام کا

Marfat.com

روکنا اور ناکامی؛ ربذہ میں ورود حضرت حسنؓ کے خیالات؛ حضرت علیؓ کا جواب؛ آپ کا ... ؛ آپ کا خطبہ؛ ربذہ سے کوچ؛ آپ کا اصلی مقصد؛ بنی طے کا خلوص اطاعت؛ آپ کے لشکر کی شان؛ ... کی خبریں؛ ابن حنیف کے حالات کی اطلاع؛ بصرے کی خبریں؛ عثمان بن حنیف کی عاجزی؛ ذی قار ... بصرے کی اور خبریں؛ سفارت کی ناکامی؛ ابوموسیٰ اشعری کی مخالفت؛ کوفے سے سفیروں کی واپسی؛ دوسرے سفیر اشتر اور ابن عباس؛ ابوموسیٰ کی مخالفانہ تقریر؛ یہ سفیر بھی ناکام رہے؛ تیسرے سفیر حضرت حسنؓ اور عمار؛ حضرت حسنؓ کا ارشاد؛ ابوموسیٰ کا جواب؛ عمار کی برہمی؛ اور اس کا انجام؛ حضرت عائشہؓ کی سفارت کوفہ میں؛ ... سفیر؛ ابوموسیٰ کا مسلک؛ حضرت عائشہؓ کا مخالف سفیر؛ قعقاع کی تقریر؛ عبد الخیر اور ابوموسیٰ میں مباحثہ؛ اس زمانے کے چار فریق؛ ابوموسیٰ کی تائید؛ عمار کی تقریر؛ حضرت حسنؓ کی تقریر؛ حضرت حسنؓ کی تقریر کا اثر؛ اہل کوفہ حضرت علیؓ کے طرفدار ہو گئے؛ اشتر کوفہ میں؛ اُن کے داخلہ کی شان؛ قصر امارت پر کیونکر قبضہ کیا؛ کوفے سے امداد؛ اہل کوفہ اُن کا شمار؛ ان کے سامنے حضرت علیؓ کی تقریر؛ آپ کے سفیر زبیر ہمراہ؛ آپ کے سفیر قعقاع؛ قعقاع حضرت عائشہؓ کی حضوری میں؛ اُمید صلح؛ بصرے کے صلح جو حضرت علیؓ کے پاس؛ حضرت علیؓ کی ایک تقریر؛ مخالفان عثمانؓ سے آپ کی بیزاری؛ دشمنان عثمانؓ کی کانفرنس؛ اشتر کی رائے؛ ابن سوداء کی رائے؛ علباء کا مشورہ؛ ابن سوداء کا جواب؛ عدی کا مشورہ؛ سالم کا خیال؛ شریح کا مشورہ؛ آخری تجویز۔

چوتھی فصل

صفحہ ۱۸۲ تا ۱۹۴

قتال جنگ جمل اور طلحہؓ و زبیرؓ کو شکست

ذی قار سے روانگی؛ حضرت علیؓ کے لشکر کی ترتیب؛ حضرت عائشہؓ کے لشکر کی ترتیب؛ میدان جنگ؛ جو لوگ ام المومنین کو چھوڑ کر حضرت علیؓ سے مل گئے؛ حضرت علیؓ کی کوشش صلح؛ حضرت زبیرؓ کا انتظار صلح؛ طلحہ و زبیر دونوں صلح کے امیدوار ہیں؛ حضرت علیؓ لڑائی سے بچنا چاہتے ہیں؛ دونوں طرف کے نیک نفس جنت میں جائیں گے؛ اس اندیشے سے بچنے کی احتیاط؛ پیام صلح؛ احنف بن قیس؛ اس کی سرگذشت اُس کی زبانی؛ احنف حضرت علیؓ کی خدمت میں؛ اُس کی علیحدگی؛ میدان جنگ میں علیؓ و طلحہؓ و زبیر کی ملاقات؛ حضرت علیؓ کا اعتراض؛ حضرت طلحہ سے گفتگو؛ حضرت زبیر سے گفتگو؛ رسول اللہ صلعم کی پیشین گوئی؛ حضرت زبیر کی لڑائی سے دستکشی؛ عبد اللہ ...

Marfat.com

...زبیر کا ان کو پھر آمادہ کرنا، زبیر کی علیحدگی کا دوسرا سبب، نصرانی الاصل کعب کی بدنیتی، معززطرفداران ام المومنین ...ل کی فرودگاہیں، لشکر عائشہؓ کی تعداد، آپ کی طرف سے پیام صلح، لشکر علیؓ کی فرودگاہیں، باہمی میل جول، ...ضرت علیؓ کے لشکر کی تعداد، کلیتہً صلح ہو گئی، فتنہ انگیزوں نے بلا اجازت لڑائی چھیڑ دی، طلحہ و زبیر کی حیرت، ...فتنیوں کی چالاکی، حضرت علیؓ کی تیاری اور حیرت، دونوں طرف کے اصول جنگ، حضرت عائشہؓ کا میدان میں آنا، ...ر و عمار کا مقابلہ، جناب عائشہؓ کی طرف شکست، اس کا باعث، زبیر کی واپسی، اور شہادت، قاتل کا انجام ...ضرت زبیر کی تلوار، حضرت طلحہ کی شہادت، مرتے وقت حضرت علیؓ کی بیعت، اور اپنی حالت پر افسوس۔

پانچویں فصل

صفحہ ۹۵ تا ۱۲۱

جنگ جمل کا اختتام و انجام

حضرت صدیقہؓ کا میدان میں آنا، آپ پر دشمنوں کا نرغہ، آپ بھاگے ہوؤں کو للکارتی ہیں، آپ کے ...للکارنے کا اثر، حضرت علیؓ کی سرگرمی، ام المومنین کی ہیبت، زید بن صوحان کا مارا جانا، سخت ترین معرکہ آرائی، ...ضرت عائشہ کی سپہ سالاری، آپ کے جاں نثاروں کا غلبہ، ایک بہادرانہ غلط فہمی، حضرت عائشہؓ کا جوانمردوں کو ...جوش دلانا، محمل پر نرغہ، ناقہ مبارک کے آگے کا معرکہ، عمار اور ابن یثربی کا مقابلہ، ابن یثربی کا قتل، اور رجز ...اور حرث ضبی، اس کا شعار، اور بہت سے ناقے پر قربان ہونے والے، محمد بن طلحہ کی شہادت، بہت سے ...قاتلوں کا مقتول، بہت سے مقتولوں کا قاتل، حریم رسالتؐ کی شمع کے اور پروانے، عدی بن حاتم کی ناکامی، ...عبداللہ بن زبیر کا میدان میں آنا، ان کا اور اشتر کا مقابلہ، اور دونوں کا بچ جانا، اس جنگ میں اشتر کے کارنامے، ...شریف شہدائے مہارگیر، نامور زخمی، ناقہ کی کوچیں کاٹنے کا حکم، حضرت علیؓ کی طرف کے نقصانات، ایک لڑنے والے کا ...جوش، اشتر کے حوصلے کا پست ہو جانا، قعقاع کا حملہ، فریب سے ناقہ عائشہؓ تک پہنچنا، اور کوچیں کاٹنا، ...ان کو ناقہ سے جدا کرنا، طرفداران عائشہ کی شکست، حضرت عائشہؓ اور ان کے بے مہر بھائی، بہن بھائیوں کا ملنا ...دوسری روایت سے، عمار و حضرت عائشہؓ کی گفتگو، حضرت علیؓ سے گفتگو، ایک گستاخ کو گستاخی کی سزا، کیا چیز آپ کو ...سب سے زیادہ ناگوار ہوئی، حضرت علیؓ کو بھی آپ کی توہین گوارا نہ تھی، بصرے میں آپ کی اقامت گاہ، زخمیوں کا

Marfat.com

اُٹھانا، اور شہدا کا دفن، مقتولین پر حضرت علیؓ کے خیالات، ان کی نماز جنازہ، دونوں فریق کے مقتولوں کی تعداد، احنف بارگاہ مرتضوی میں، آپ کا داخلہ بصرے میں، سب لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی، حضرت ابوبکرہؓ، ابن عباس کو والی بصرہ، اور زیاد کو مہتمم خزانہ کیا، مسلمانوں کے تین گروہ، شیعیان علی، شیعیان عثمانؓ، قاعدین، آپ حضرت عائشہؓ کے پاس، حضرت علیؓ کا حلم، حضرت عائشہؓ کا احترام، حضرت عائشہؓ نے بھی دونوں فریقوں کو ناجی بتایا، صدیقہؓ کی مدینے جانے کی تیاری، رخصت ہونا، اطاعت کا عہد کرنا، روانگی، عبداللہ بن زبیر، عقبہ بن ابی سفیان، اور عبدالرحمن دیکھیے فرزندان حکم، ابن عامر، مروان،

چھٹی فصل

صفحہ ۱۳ تا ۲۸

جنگ جمل اور جنگ صفین کے درمیان کا زمانہ

تقسیم انعام، پیروان ابن سبا، اہل مدینہ کو اطلاع، سبائیوں کی نافرمانی، حسکہ اور عمران سیستان میں، ان کی سرکوبی، ممالک مقبوضہ۔ خلافت کی حالت، محمد بن حذیفہ اور محمد بن ابی بکر، قیس بن سعد، محمد بن حذیفہ کا قتل، ولایت قیس، خربتا کے شیعیان عثمانؓ، معویہ اور قیس، معویہ کا خط قیس کے نام، قیس کا جواب، معویہ کا دوسرا خط، قیس کا آخری خط، معویہ کی چالاکی، حضرت علیؓ کا تردد، قیس کی جگہ محمد بن ابی بکر کا تقرر، قیس مدینے میں، حضرت علیؓ کی خدمت میں، محمد بن ابی بکر حاکم مصر، اہل خربتا سے جھگڑا، خراسان کا بندوبست، عمرو بن عاص، ان کا پیشتر ہی حالات سے آگاہ ہو جانا، ان کا خاموشی کا زمانہ، بیٹوں سے مشورہ لینا، معویہ سے جا ملنا، جریر بن عبداللہؓ، ان کی سفارت، جواب میں تاخیر، شرحبیل بن سمط کا مشورہ معویہ کو، شام والوں کی حالت، جریر کی واپسی، ان میں اور اشتر میں نزاع، اور ان کا معاویہ سے جا ملنا، حضرت علیؓ کی روانگی، عمرو بن عاص کی کارروائی، لشکر شام کی ترتیب، اور دونوں مقدمۃ الجیش، لشکر مرتضوی اور دوسرے حصے، حضرت علیؓ نے پل تیار کیا، فرات کے پار،

ساتویں فصل

صفحہ ۲۹ تا ۴۳

جنگ صفین کے ابتدائی مرحلے اور معرکے

پیش رو فوجوں کا سامنا، اشتر کی سپہ سالاری، پہلی چھیڑ، دوسری لڑائی، اشتر کا حملہ، عمرو بن...

Marfat.com

...پہنچنا، خود حضرت علیؓ آپہونچے، پورے دونوں لشکروں کا سامنا، حضرت علیؓ کا پیام، پانی لینے کی اجازت مانگنا
...اجازت نہ دینا، پانی کے لئے لڑائی، اور کامیابی، حضرت علیؓ کی فیاضی، دو روز کی خاموشی، آپ کے سفیر اور
...پیام حجت، بشیر سے گفتگو، شیث کی تقریر، معاویہ کا جواب، سفارت کا فیصلہ اور آغاز جنگ، چھوٹے چھوٹے
...جوہوں کا لڑنا، آغاز ۳۷ھ اور التوائے جنگ، حضرت علیؓ کی دوسری سفارت، عدی کی تقریر، معاویہ کا
...جواب، یزید بن قیس کی گفتگو، معاویہ کی جوابی تقریر، معاویہ کا زیاد کو لالچ دینا، اور ناکام رہنا، معاویہ کی سفارت
...حضرت علیؓ کے پاس، حبیب کی تقریر، اُس کے جواب میں بدمزگی، ان سفیروں کے آگے حضرت علیؓ کا خطبہ، یہ سفارت
...بھی ناکام رہی، اہل شام کو علیؓ کا آخری پیام، لڑائی کی تیاریاں، حضرت علیؓ کی نصیحت اپنے سپہگروں کو، ترتیب
...فوج عراق، ترتیب لشکر شام، لڑائی کا پہلا روز، دوسرا روز، تیسرا روز، چوتھا روز، پانچواں روز، چھٹا روز، ساتواں روز
...تمام لڑائی کا ارادہ، آپ کا خطبہ جنگ، تیاری، حضرت علیؓ کے انتظامات جنگ، جنگ صفین کا پہلا دن،

آٹھویں فصل

صفحہ ۷۴۴ تا ۷۶۰

صفین کا قیامت خیز معرکہ

حملۂ عظیم، ترتیب فوج مرتضوی، لشکر شام کی مستعدی، میمنہ کی لڑائی، عبد اللہ بن بدیل کی تقریر،
حضرت علیؓ کی تقریر، یزید بن قیس کی تقریر، اہل شام کا غلبہ، قلب مرتضوی کو شکست، میسرہ کی بھی پسپائی، خود علیؓ حربگاہ میں
...زور بازوی مرتضوی، آپ پر زغنہ، آپ کی شجاعت، آپ بنی ربیعہ میں، مالک اشتر کی کارگزاری، اشتر میمنہ پر،
...بنی ہمدان کی جاں بازی، اشتر کا اور ان کا ساتھ، زیاد کا زخمی ہونا، اہل شام کی پسپائی، ابن بدیل کی حالت،
...ان کی شجاعت، اور مارا جانا، معاویہ اور انکی شجاعت کا اعتراف، اشتر کی اور کارگزاریاں اور اہل شام کی پسپائی،
...اشتر کا معاویہ کو مقابلے پر بلانا، جندب کا مارا جانا، اور بہادر جان دینے والے، ایک بہادر متمنی مرگ، شمر اور
...حضرت علیؓ کی رفاقت، ابن مکشوح کا خالد کے بیٹے پر حملہ، اور مارا جانا، اور نامور جان دینے والے، لشکر کوفہ کی
...پسپائی، حضرت علیؓ کی اور تقریر، بشیر و مالک کی لڑائی، ابن طفیل کی شجاعت اور بہادریاں، بھائی بھائی کا سامنا،
...ملے کی بہادری، آنکھ پھوٹنے پر فخر، بنی نخع کی مردانگی، ٹانگ کٹنے پر ناز، حضرت عمرؓ کے فرزند عبید اللہ، خالد بن عمرؓ

Marfat.com

ان پر بدگمانی ؛ اور برأت ؛ ذوالکلاع اور عبید اللہ بن عمر مارے گئے ؛ حضرت عمار کی تلوار زنی ؛ عمار کی ...
اُن کا حملہ ؛ ہاشم اُن کے ہمراہ ہوئے ؛ اُن کی اور ابن عاص کی گفتگو ؛ مسلمانوں کا عمار سے لڑتے ڈرنا ؛ اُن کی ...
ان کا مارا جانا ؛ رسول خدا صلعم کی پیشین گوئی ؛ مدعیان قتل عمار ؛ لڑائی میں کیل جول ؛ حدیث میں جناب معویہ کی تا...
خود حضرت علیؓ کا حملہ ؛ معویہ کو مقابلے پر بلانا ؛ اور ان کا نہ آنا ؛ حضرت علیؓ کے محافظ ؛

نویں فصل

صفحہ ۱۶۱ تا ۱۷۷

جنگ صفین کا انجام

معاویہ کا اسیروں کو قتل کرنا ؛ ایک اسیر کا جان بچانے والا فقرہ ؛ علیؓ کا اسیروں کو چھوڑ دینا ؛ معاویہ کو ... نصیحت ؛ ہاشم کا حملہ ؛ ایک شامی نوجوان ؛ وہ کس دھوکے میں تھا ؛ اس کو تنبیہ ؛ ہاشم کی بہادرانہ موت ؛ حضرت علیؓ کا جوش دلانا ؛ محمد بن حنیفہ کا حملہ ؛ عبد اللہ بن کعب کا مارا جانا ؛ ان کی وصیت ؛ رات بھر لڑائی ؛ لیلۃ الہریر ؛ حضرت علیؓ اس رات میں لشکر علیؓ کا آگے بڑھ جانا ؛ اشتر کی سرآرائی ؛ اُن کا حملہ ؛ عمرو بن عاص کا غلام وردان ؛ عمرو بن عاص کی کارروائی ؛ قرآنوں کا بلند کیا جانا ؛ اہل عراق میں تفرقہ ؛ حضرت علیؓ کا سمجھانا ؛ لوگوں کا نہ ماننا ؛ آپ کو قتل کی دھمکی ؛ اشتر کا بلایا جانا ؛ خلافت چھین لینے کی دھمکی ؛ اشتر کا بتاکید بلوایا جانا ؛ اور فتح چھوڑ کر واپس آنا ؛ ان کی پُرغضب تقریر ؛ مطلق سماعت نہ ہونا ؛ اشتر میں اور لوگوں میں جھپٹ ؛ آپس میں لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی ؛ التوائے جنگ ؛ اشعث کا معاویہ کے پاس جانا ؛ صورت فیصلہ اور پنچائت ؛ بغیر علیؓ سے پوچھے عمرو بن عاص اہل شام کے پنچ ؛ اور ابوموسیٰ اہل عراق کے ؛ اس میں بھی علیؓ کی نہ سنی گئی ؛ ابوموسیٰ کا بلایا جانا ؛ اشتر کی بیقراری ؛ احنف کی ناکام کوشش ؛ تحریر معاہدہ ؛ عمرو بن عاص کا اعتراض ؛ سنت رسالت کی مطابقت ؛ عمرو بن عاص کا بگڑنا ؛ گفتگو نے طول ؛ معاہدے کے الفاظ ؛ تحریر تعمیل کی تاریخیں ؛ مقام فیصلہ ؛ گواہیاں ؛ اشتر کا دستخط کرنے سے انکار ؛ اس پر حضرت علیؓ کا ارشاد ؛ پنچوں کا مقرر کرنے والوں سے اقرار لینا ؛ خود پنچوں کا حلفی اقرار ؛ معاہدے کا لشکر مرتضوی میں سنایا جانا ؛ خوارج کے شبہے کی ابتدا ؛ صفین سے واپسی ؛ ... فتنۂ خوارج ؛ حضرت علیؓ کو عام خیالات کی جستجو ؛ ذی رائے لوگوں کی تعریض ؛ اس کا جواب ؛ کوفے ... قبرستان ؛ قبرستان میں پڑھنے کی دعا ؛ کوفے کے گھر گھر صفین کا ماتم ؛ جیج و پکار پر اعتراض اور عذر ؛ ...

...بیم النفسی؛ کوفے کے شیعیان عثمانؓ؛ خوارج حروراہیں؛ نامور مقتولین صفین؛

دسویں فصل

صفحہ ۷۷ تا ۹۵

پنچائت کا فیصلہ اور خوارج کا ہنگامہ

خراسان میں بغاوت؛ اس کا استیصال؛ مرو کی بھی اصلاح ہوگئی؛ خوارج حروراہیں؛ اُن کے عقائد؛ ان کے خلاف شیعیان علیؓ کا جوش؛ ابن عباس خوارج کے مقابلے پر؛ اُن میں اور خوارج میں مباحثہ؛ خود حضرت علیؓ کی گفتگو خوارج سے؛ ان لوگوں کا قائل ہوکے مان لینا؛ اس واقعہ کے متعلق خوارج کا غلط بیان؛ پنچائت اور اس میں علیؓ کے طرفدار؛ عمرو بن عاص کو آپ کا پیام؛ اُس پر عمرو کی برہمی؛ معاویہ کے طرف کے شرکاء؛ اہل کوفہ کی بے صبری و بدگمانی؛ پنچائت کے سر زمین کار؛ مغیرہ کی پیشین گوئی؛ پنچوں کی باہمی گفتگو؛ ابن عاص کی چالاکی کا ابو موسیٰ کا اصلی فیصلہ؛ فیصلہ سنانے کا وقت؛ ابن عباس کا ابو موسیٰ کو پہلے بیان کرنے سے روکنا؛ ابو موسیٰ کا اعلان؛ عمرو بن عاص کی اُس سے مخالفت؛ معزز سامعین کی برہمی؛ ابو موسیٰ کی گھبراہٹ اور بے بسی؛ اُن میں اور عمرو میں سخت کلامی؛ شریح کا عمرو پر حملہ؛ شامیوں کے ڈر سے ابو موسیٰ کا بھاگنا؛ معاویہ کو خلافت کی مبارکباد؛ حضرت علیؓ سے تبرے کی ابتدا؛ اس کو معاویہ نے بھی اختیار کیا؛ ابن عمرو کی برہمی و سلامت روی؛ پنچوں کے فیصلے پر علیؓ کی تقریر؛ اُن کی پھر مقابلے کے لیے تیاری؛ آپ پر خوارج کا اعتراض؛ آپ کا جواب؛ اُن کا اصرار؛ ان کی نسبت آپ کی پیشین گوئی؛ خوارج کے جوش کا بڑھنا؛ اُس پر آپ کی تقریر؛ ایک خارجی کی تعریض؛ پھر وہی شورش؛ اور پھر آپ کی تقریر؛ کوفے میں خوارج کا اجتماع؛ سرغناؤں کی تقریریں؛ حاکم کا انتخاب؛ ذوالثفنات ابن وہب ان کا سردار بنا؛ اُسی کے ہاتھ پر بیعت؛ خوارج کا دوسرا جلسہ؛ نہروان میں جمع ہونے کی تجویز؛ خوارج بصرہ کی آمادگی؛ خوارج کا کوفے سے نکلنا؛ عدی کا بیٹا بھی اُن کے ساتھ گیا؛ عدی کا اُن کے ہاتھ سے بچنا؛ سعد بن مسعود ذوالثفنات کے تعاقب میں؛ حریفوں کا سامنا؛ سعد کے سواروں کی پست ہمتی؛ ابن وہب کا رات کو بھاگنا؛ کوفے میں اور خوارج کا روک لیا جانا؛ شیعوں کی تجدید بیعت؛ خوارج بصرہ؛ وہ بھی نہروان میں پہنچ گئے؛ علیؓ کا خط خوارج کے نام؛ اُس کا جواب؛ آپ کا عزم شام؛ ابن عباس کو کوفے بھیجنے کا حکم؛ اہل فوج جو بصرے سے روانہ ہوئی؛

Marfat.com

گیارہویں فصل

صفحہ ۷۹۶ تا ۸۰۸

شام پر چڑھائی کرنے کی کوشش اور خوارج نہروان کا استیصال

فراہمی فوج کے لیے حضرت علیؓ کی تقریر؛ لوگوں کی سستی؛ کوفے کی فوجی قوت؛ ان کی فوج؛ تیاری جنگ اس سے اختلاف؛ آپ کا سمجھانا؛ اور سب کی رضامندی؛ مجبوراً خوارج کی طرف توجہ؛ عبداللہ بن خباب کے ساتھ خوارج کا سلوک؛ ان کی بیوی پر ظلم؛ حضرت علیؓ کے بھیجے ہوئے کو مار ڈالنا؛ ان کا استیصال مقدم نظر آیا۔ نہروان کی طرف کوچ؛ ایک نجومی کی پیشین گوئی؛ اس کی بات نہ ماننا؛ خوارج کو آپ کا پیام؛ اس کا جواب؛ قیس کا ان کو سمجھانا؛ ابوایوب انصاری کا سمجھانا؛ خود حضرت علیؓ کا سمجھانا؛ ان کی ضد؛ آپ کی مجبوری؛ آپ کی مدلل تقریر؛ خوارج لڑنے پر تل گئے؛ آپ کی ایک غیب دانی؛ فوج مرتضوی کی ترتیب؛ خوارج کی فوجی ترتیب؛ حضرت علیؓ کا علم امان؛ اس کا اچھا اثر؛ خوارج ہی نے حملہ کیا؛ اور خود ہی لڑ بھڑ کے فنا ہو گئے؛ دم میں فیصلہ؛ زید بن حصین خارجی کا قتل؛ ابن وہب کا قتل ہونا؛ دیگر سرداران خوارج کا مارا جانا؛ ذی الثدیہ؛ اس کی لاش کا ملنا؛ اس کی کیفیت و حالت؛ اس کے ملنے پر آپ کی خوشی؛ آپ کا مقتولین خوارج سے خطاب مال غنیمت؛ دشمنوں کی لاشیں؛ دفن کرنے پر اعتراض؛ آپ کا یہیں سے شام کا ارادہ؛ ہمراہیوں کا عذر؛ آپ کا سب کو پڑاؤ میں رہنے کا حکم؛ ان کی نافرمانی؛ آپ کا انہیں جوش دلانا؛ اور ان کا نہ سننا؛ آپ کی پر ملامت تقریر؛ اس پر بھی تنبیہ نہ ہوا؛ ۳۸ھ میں آپ کے والیان ملک؛ ابن ابی سرح کی وفات؛

بارہویں فصل

صفحہ ۸۰۹ تا ۸۲۵

محمد بن ابی بکرؓ کا مصر میں مارا جانا اور بصرے میں ابن حضرمی کا ہنگامہ

۳۸ھ کا سب سے اہم واقعہ؛ محمد بن ابی بکرؓ مصر میں؛ مصر کے شیعیان عثمانؓ کا اندازہ؛ حضرت علیؓ

اطلاع؛ اشتر کا حکومت مصر پر تقرر؛ معاویہ کو اس کی اطلاع؛ پُر فریب تدبیر؛ اشتر کا زہر دیکے مارا جانا؛ اس پر اہل شام کی مسرت؛ حضرت علیؓ کو صدمہ؛ اشتر کے تقرر پر ابن ابی بکرؓ کا ملال؛ حضرت علیؓ کا فہمایشنامہ؛ محمد کا نامۂ اطاعت؛ حکومت معاویہ کی حالت؛ ان کو مصر لینے کی فکر؛ اس بارے میں مشورہ؛ ابن عاص کی نکتہ رسی؛ فوج کشی کا مشورہ؛ معاویہ کی حکمت عملی؛ مصر کے دشمنان علیؓ کے نام اُن کا خط؛ ان کا جواب؛ مصر پر فوج شام کی روانگی؛ عمرو بن عاص سپہ سالار؛ ابن عاص مصر میں؛ اُن کا خط محمد کو؛ معاویہ کا خط محمد کو؛ محمد کی مراسلت حضرت علیؓ سے؛ کمک بھیجنے میں علیؓ کی کوشش؛ لوگوں کی شرمناک بے پروائی؛ آپ کی پُر ملال تقریر؛ بے وقت کمک؛ مقابلے کیلئے محمد کی کوشش؛ کنانہ عمرو کے مقابلے پر؛ اُن کی بہادری؛ شیعیان عثمانؓ کا زغہ؛ کنانہ کا مع ساتھیوں کے مارا جانا؛ محمد بن ابی بکرؓ کی بیکسی؛ ایک ویرانے میں پناہ لینا؛ مصر پر عمرو کا قبضہ؛ محمد کی گرفتاری؛ ان کے بھائی کی ناکام کوشش؛ ابن خدیج کا جوشِ انتقام؛ اس زمانہ کا باہمی تعصب؛ محمد کا نہایت مظلومی سے مارا جانا؛ اس پر حضرت عائشہؓ کا ملال؛ محمد کے قتل ہونے کی دوسری روایت؛ کوفہ کی کمک نہ پہونچ سکی؛ حضرت علیؓ کو اس واقعہ کی خبر؛ آپ کو صدمہ؛ آپ کی حسرت ناک تقریر؛ اپنی بیزارت؛ بیوفا اہل کوفہ پر عتاب؛ آپ کے ملک پر شامیوں کی تاختیں؛ ابن حضرمی کا بصرے میں آنا؛ ان کو معاویہ کی ہدایتیں؛ انہیں میدان صاف ملا؛ ان کی تقریر بصرے میں؛ ضحاک کا سخت جواب؛ ضحاک کی مخالفت؛ اور ابن حضرمی کی تائید؛ معاویہ کا خط اہل بصرہ کے نام؛ احنف کا اُٹھ آنا؛ لوگوں میں ردوقدح؛ زیاد حضرت علیؓ کا طرفدار؛ اپنے بچاؤ کی تدبیر؛ اپنے ساتھ خزانہ کو بھی لیجانا؛ اپنے کفیلوں کی حالت کا اندازہ؛ ان کا اطمینان دلانا؛ حضرت علیؓ نے سن کر اعین کو بھیجا؛ اعین کی مخالفت؛ اُن کا مارا جانا؛ زیاد کو لڑنے کی کوشش میں ناکامی؛ اب حضرت علیؓ کا جاریہ کو بھیجنا؛ جاریہ کی کوشش؛ حضرت علیؓ کا خط؛ جاریہ کی تائید؛ جاریہ اور ابن حضرمی کا سامنا؛ خونریزی؛ ابن حضرمی کو شکست؛ قصر سنبیل میں اُن کا جل مرنا؛ قصر سنبیل؛

تیرہویں فصل

صفحہ ۴۲۶ تا ۴۸۱

خریت اور خوارج سے لڑائیاں اور حضرت معاویہؓ کے حملے حضرت علیؓ کی قلمرو پر

خریت بن راشد؛ حضرت علیؓ سے اس کی گفتگو؛ وہ کوفے سے چلا گیا؛ اُس کے تعاقب کی ضرورت؛ زیادؓ

Marfat.com

خصوہ اس کے تعاقب میں؛ علیؓ کا پُرجوش قاصد؛ زیاد و خریت کا سامنا؛ زیاد کی ہوشیاری؛ زیاد
زیاد و خریت میں گفتگو؛ لڑائی؛ زیاد زخمی ہوئے؛ خریت بھاگ گیا؛ حضرت علیؓ کو اطلاع؛ معقل خریت کے مقابلے
پر؛ لشکر بصرہ کمک پر؛ خریت کی قوت؛ اس کی بغاوت کا اثر؛ معقل کو حضرت علیؓ کی ہدایتیں؛ سامنا؛ دونوں
فوجوں کی ترتیب؛ معرکہ جنگ؛ دشمنوں کو شکست؛ خریت ساحل خلیج فارس پر؛ حضرت علیؓ کو فرد فتح؛ خریت کے تعاقب
کا حکم؛ اس کی شورش؛ اس کی فتنہ انگیزی کے انداز؛ سامنا اور علم امان؛ لڑائی؛ خریت کا کرمکا؛ معقل کی
خریت کا مارا جانا؛ اسیران جنگ؛ مصقلہ الی اردشیر خرہ؛ اُن کی رحمدلی؛ اور فیاضی؛ اس فیاضی پر علیؓ
خیال؛ روپیہ کا تقاضا؛ مصقلہ کی ناجائز امید؛ اور معاویہ کے پاس بھاگ جانا؛ اپنے بھائی کو بھی بلانا
اس میں ناکامی؛ خوارج کی شورش؛ اشرس کا ہنگامہ؛ ہلال کا ہنگامہ؛ اشہب کا ہنگامہ؛ سعید کا ہنگامہ؛
ابو مریم کا ہنگامہ؛ مخالفت میں اُس کی ضد؛ حضرت علیؓ کے لشکر کو شکست؛ خود حضرت علیؓ اس کے مقابلے
ان دشمنوں کا خاتمہ؛ اُن کی شجاعت؛ ۳۹ھ کا حج؛ علیؓ کی مجبوری اور معاویہ کے حملے؛ نعمان کا حملہ
عین التمر پر؛ اہل کوفہ کی پست ہمتی؛ مالک کا بہادرانہ مقابلہ؛ اور اہل شام کو شکست؛ کوفے والوں کو ملامت؛
سفیان کی تاخت ہیت پر اور کامیابی؛ انبار کی چھاؤنی پر حملہ؛ اور کامیابی؛ ابن مسعدہ تیماء میں؛ حرمین کو
زیر اثر کرنا؛ مسیب اُن کے مقابلے پر؛ عبداللہ اور مسیب میں لڑائی؛ مسیب اور اپنی قوم کی جنبہ داری؛ عبداللہ
قلعہ تیماء میں؛ قلعہ میں آگ لگائی گئی؛ مسیب نے دشمنوں کو چھوڑ دیا؛ ضحاک شام کے شیعیان علیؓ پر؛ حجر
اُن کے مقابلے پر؛ حجر کی فتح؛ خود معاویہ کی گرد آوری؛

چودھویں فصل

صفحہ ۲۴۸ تا ۲۶۸

عہد مرتضوی کے آخری ایام اور آپ کی شہادت

معاویہ کے نائب حج ابن شجرہ؛ قثم کی کارروائی؛ اہل مکہ کی بے پروائی؛ قثم کا مکہ میں ٹھہرنا؛ حضرت
علیؓ کا کمک بھیجنا؛ ابن شجرہ کا پہلے پہونچنا؛ اُن کی کارروائی؛ شیبہ نے حج کرایا؛ یزید بن شجرہ کا تعاقب؛ چند
شامی اسیر ہوئے؛ ابن قباث کا حملہ شام پر؛ کمیل کی کارگزاری؛ حضرت علیؓ کا کمیل سے نوش ہونا؛ شبیب کا
حملہ قلمرو شام پر؛ کسی نے ان کو نہ پایا؛ ان کی تاخت رقہ پر؛ عدالت مرتضوی؛ حرث بن نمر کا حملہ الجزیرہ پر؛

Marfat.com

تغلبیوں کا معاویہ سے جا ملنا ؛ پھر بگڑ کے موصل میں چلا آنا ؛ قیدیوں کا مبادلہ ؛ تغلبیوں نے علیؓ کے عامل کو
دوا ؛ مصلحتاً اس سے درگذر ؛ معاویہ کے نائب زہیر سماوہ میں ؛ علیؓ کے لوگوں کی ناکامی ؛ اور ان کا معاویہ سے
جا ملنا ؛ ان پر حضرت علیؓ کی بدگمانیاں ؛ مسلم معاویہ کی طرف سے دومۃ الجندل میں ؛ مالک حضرت علیؓ کی طرف سے
ک کی فتح ؛ مگر شہر والے مطیع نہ ہوئے ؛ جہاد کا موقوف ہو جانا ؛ حرث کا حملہ سندھ پر ؛ اُن کی شہادت ۔ بغاوت
فارس و کرمان ؛ اُس کی اصلاح پر زیاد کا تقرر ؛ اس کی روانگی ؛ زیاد کا تدبر ؛ کرمان کی اصلاح ؛ ہر جگہ امن امان ؛
بسر معاویہ کی طرف سے عرب میں ؛ ابو ایوب انصاری کا بھاگنا ؛ بسر مسجد نبوی میں ؛ لوگوں سے جبراً بیعت لینا ؛
بسر مکے میں ؛ اور ابو موسیٰ کا بھاگنا ؛ جبراً بیعت لینا ؛ عبید اللہ والی یمن کا بھاگ آنا ؛ بسر کے مظالم یمن میں ؛
عبید اللہ کے دو ننھے بچوں کو قتل کرنا ؛ جاریہ بسر کے مقابلے پر ؛ بسر کا بھاگنا ؛ جاریہ مکہ میں اور جبری بیعت ؛
جاریہ مدینہ میں ؛ حضرت حسنؓ کی بیعت ؛ بچوں کے غم میں ماں کی دیوانگی ؛ اُن کے اشعار حسرت ؛ حضرت علیؓ
کی بددعا ؛ عبید اللہ اور بسر کا سامنا ؛ حلم معاویہ ؛ بسر کا دوسرا سفر حجاز ؛ التوائے جنگ ؛ ابن عباس اور
ابو الاسود کی رنجش ؛ ابو الاسود کا خط حضرت علیؓ کو ؛ آپ کا جواب ؛ ابن عباس سے محاسبہ ؛ اُن کی ناراضی
رقم بیت المال لے کے چلا جانا ؛ اُن کے طرفداروں اور عوام بصرہ میں جھگڑا ؛ اور ابن عباس کا نکل جانا ؛ حضرت
علیؓ کی شہادت ؛ حضرت علیؓ کی پیشین گوئی ؛ خود آپ اپنے انجام سے آگاہ تھے ؛ ماہ شہادت میں آپ کا
معمول ؛ شب شہادت ؛ بطخوں کا روکنا ؛ ابن ملجم ؛ تین سازشی ؛ تینوں کے سفاکانہ فرائض ؛ ابن ملجم کوفہ میں ؛
قطام ؛ ابن ملجم کے معین و یاور ؛ شب مقررہ ؛ حملہ اور ضربہ ؛ ابن ملجم پکڑا گیا ؛ اُس میں اور حضرت علیؓ میں سوال و جواب ؛
آپ کی وصیتیں ؛ ابن ملجم اور حضرت اُم کلثوم کی گفتگو ؛ انتخاب جانشین کے بارے میں آپ کا ارشاد ؛ فرزندوں کو
وصیت ؛ حالت نازک ہوتی گئی ؛ وفات ؛ آپ کا مدفن ؛ قتل ابن ملجم ؛ مرثیے ؛ برک کا حملہ معاویہ پر ؛ اُن کے
زخم کا علاج ؛ معاویہ کے انتظامات حفاظت ؛ برک کا انجام ؛ ابن عاص کا خوش قسمتی سے بچ جانا ؛

پندرہویں فصل

صفحہ ۸۶۳ تا ۸۷۶

حضرت علیؓ کے حالات اور خصائل و فضائل

نسب اور خاندان ؛ خانہ کعبہ اور ولادت ؛ ابو طالب کے ایمان لانے میں اختلاف ؛ تاریخ ولادت ؛

Marfat.com

سب سے پہلے ایمان لائے، کبھی بت پرستی نہ کی، بستر رسالت پر لیٹنا، حضرت فاطمہؓ کے ساتھ نکاح، پہلی کنیت ابو الحسن، دربار نبوت کا خطاب ابو تراب، دوسرے نکاح کا ارادہ اور حضور رسالت کی ناراضی، آپ عشرہ مبشرہ میں ہیں، رسالت کی رفاقت اور شجاعت، غزوات تبوک میں رہ گئے، فتح خیبر، حضرت رسول کے بھائی، اہل عبا، اہل بیت سے کون لوگ مراد ہیں، واقعہ غدیر، حضور رسالت کو آپ سے بے حد محبت تھی، آپ کی فضیلت، باب علم، جلی باب، آپ کی شان میں آیتیں اور حدیثیں، آپ کا علم دعا جو کی برکت تھا، سنہ ہجری آپ ہی کے مشورے سے جاری ہوا، علم نحو کی ایجاد، آپ کی شاعری، آپکی فصاحت سوا خطاو نصائح، زہد و عبادت اور جمع قرآن، علم، اتقا، صاحبزادی سے محاسبہ، تقسیم مال میں عدالت، بیت المال میں سے کچھ نہ لیتے تھے، حیرت انگیز اتقا، سفر ایران، عدالت گستری، اپنے لیے کوئی مکان نہیں بنایا، غذا و لباس میں احتیاط، اپنا بوجھ کسی پر نہ ڈالنا، بیت المال کی حفاظت، ساری دنیا سے بڑے متقی، حضرت عمرؓ کا خیال آپ کی نسبت، آپ کیسے رفقا چاہتے تھے، شب شہادت کی فضیلتیں، جہاد میں فرشتے دونوں بازو دیکھتے رہتے، بیت المال میں کچھ نہ چھوڑا، آپ کی رجعت کی تردید، سن شریف، زمانہ خلافت، حلیہ مبارک، بیویاں اور اولاد، ازواج و اولاد کا شمار، انگشتری کا نقش۔

باب ہفتم

خلافت حضرت حسنؓ بن علی رضی اللہ عنہ

پہلی فصل

صفحہ ۷۷ تا ۹۰

مسند امامت پر جانشینی اور آپ کا خلافت سے دست بردار ہونا

حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت، بیعت کے الفاظ، یہ بیعت کوفے میں ہوئی، اہل کوفہ کی بدعہدی، اہل شام کے مقابلے کا ارادہ، کوفے سے کوچ، مقدمۃ الجیش اور اس کے سردار، مدائن میں ورود، لشکر میں لوٹ مار کی

Marfat.com

ود آپ کے ساتھ گستاخی؛ مختار کا شوق وفا؛ خلافت سے آپکی بیزاری؛ حضرت حسینؓ کا ترک خلافت سے
اختلاف؛ معاویہ کے سفیر حسنؓ کے پاس؛ حضرت حسنؓ کا طرز عمل؛ معاویہ کا طرز عمل؛ شرائط صلح۔ دیگر شرائط؛ خراج دارابگرد
کے بارے میں جھگڑا؛ تاریخ ترک خلافت؛ یہی واقعہ دوسری روایت سے؛ ترک خلافت میں اہل عراق سے مشورہ؛ خلافت
چھوڑتے وقت آپ کی تقریر؛ دوسری تقریر؛ معاہدے پر دستخط؛ معاویہ کوفے میں؛ آپ کی معاویہ کو نادم کرنیوالی
تقریر؛ آپ نے کیوں خلافت چھوڑ دی؛ ایک گستاخ معترض کا جواب؛ آپ کا مدینے تشریف لے جانا؛ قیس
بن سعد کا واقعہ؛ ان کا ارادۂ جنگ؛ معاویہ کی حکمت عملی؛ اور صلح؛ اس زمانے کے پانچ چالاک مدبر؛ سعد اور
معاویہ؛ صلح کے بعد خوارج کی حالت؛ سردار خوارج فروہ آمادۂ جنگ؛ حضرت حسنؓ سے اس کے مقابلے کی خواہش
اور آپ کا جواب؛ معاویہ کے لشکر کو خوارج سے شکست؛ کوفے والے کس طرح سیدھے کیے گئے؛ شیعیان علیؓ اور
خوارج میں گفتگو؛ فروہ کو اس کے عزیزوں نے گرفتار کرلیا؛ دوسرا سردار خوارج عبداللہ؛ خوارج کو شکست؛ خارجی
سردار کی بہادری؛ حوثرہ سردار خوارج؛ جناب معاویہ کی حکمت عملی؛ اس پر فوج کشی؛ باپ نے بیٹے کو مقابلے
پر بلایا؛ خوارج کی پامالی؛ حوثرہ کا زہد و تقویٰ؛ عبداللہ بن عمر حاکم کوفہ؛ ان کی جگہ مغیرہ کا تقرر؛ پھر فروہ کی
شورش؛ اور اس کا قتل ہونا؛ شبیب خارجی کا ہنگامہ؛ اور اس کا استیصال؛ معین خارجی کی گرفتاری؛ اور قتل
قاتل سے انتقام؛ ابو مریم خارجی؛ اس کا قتل ہونا؛ خوارج کی کثرت اور ان کا جوش؛ ابو العلا خارجی؛ اور اس کا
مارا جانا؛ حضرت علیؓ پر تبرا؛

دوسری فصل

صفحہ ۱۹۵ تا ۲۰۹

زیاد کا بنی امیہ میں شامل ہونا اور خوارج کے بعض ہنگامے

تکمیل عہد حضرت حسنؓ؛ زیاد اور معاویہ؛ زیاد کی اصلیت؛ اُن کی ماں سمیہ؛ زیاد کا بصرے میں آنا؛ اُن کی
علمی ترقی؛ اور معتمد والی پر تقرر؛ اُن کی فصیح البیانی؛ ابو سفیان اپنا بیٹا ہونے کا اعتراف کرتے ہیں؛ حضرت علیؓ نے
حاکم فارس مقرر کیا؛ معاویہ سے زیاد کی بیزاری؛ حضرت علیؓ کی خوشنودی؛ آپ کے بعد بھی معاویہ کے خلاف رہنا
زیاد کے ساتھ ان کا برتاؤ؛ بصرے میں بسر کا داخلہ؛ اولاد زیاد کے ساتھ اُن کا برتاؤ؛ اُن کے قتل کی تیاریاں
ابوبکرہ کا معاویہ کے پاس جانا؛ اور عین موقع پر سند معافی لانا؛ زیاد کے مال پر ضبطی کا حکم؛ اور اس میں ناکامی؛

Marfat.com

معاویہ اور زیاد میں صفائی کی ابتدا؛ معاویہ و زیاد میں ابتدائی خط و کتابت؛ مغیرہ کا زیاد کو سمجھانا؛ زیاد کا معاویہ سے ملنے کو جانا؛ راستے کا جھگڑا؛ زیاد کی کوشش کو بنی امیہ کے نسب میں شامل ہوں؛ اس کی ابتدائی تحریک؛ اور کامیابی؛ پہلی مخالفت شرع؛ حضرت عائشہؓ کا زیاد کے فقرے میں نہ آنا؛ عام ناراضی؛ معاویہ کا عذر شرعی؛ اس کی تغلیط؛ خود اپنے بھی معترض تھے؛ عبداللہ بن عامر حاکم بصرہ؛ قیس سلمی حاکم خراسان؛ باغی ترکستان پر قبضہ؛ عبداللہ بن خازم حاکم ترکستان؛ خوارج؛ سہم بن غالب خارجی؛ یزید بن مالک خارجی؛ وہ عبادہ کو قتل کرتے ہیں؛ ابن عامر کا ان پر حملہ؛ ان کا پھر شورش مچانا؛ سہم مارا گیا؛ اور خطیم جلا وطن ہوا؛ علی بن عبداللہ کی ولادت؛ عقبہ بن نافع حاکم افریقہ؛ قیروان آباد ہوا؛ رومیوں پر فتح؛ ولادت حجاج؛ مروان حاکم مدینہ؛ پھر فتنہ خوارج۔ حیان خارجی؛ شہادت مرتضوی پر خوشی؛ حیان کا فتنہ مغیرہ کی نرم پالیسی

تیسری فصل

صفحہ ۹۰۵ تا ۹۱۸

خوارج کی ایک سخت شورش کا استیصال

مغیرہ کی نرم دلی؛ خوارج کی تحریک؛ ان کے تین گروہ؛ سردار کا انتخاب؛ مستورد کے ہاتھ پر بیعت؛ مغیرہ کی کارروائی؛ خوارج کے ایک گروہ کی گرفتاری؛ اندرونی سازش؛ مغیرہ کو اطلاع؛ ان کی عام تقریر؛ معقل کی تجویز؛ سب سردار فتنہ مٹانے کے ذمہ دار؛ صعصعہ اپنے قبیلے میں؛ خوارج کو پناہ دینے والا سلیم؛ ان کا جماؤ؛ ان کے استیصال کی کوشش؛ معقل سپہ سالار اسلام؛ مغیرہ کی صعصعہ سے ناراضی؛ اس کا باعث؛ معقل کی روانگی؛ مستورد مدائن میں؛ مقابلے کے بارے میں خوارج کا مشورہ؛ مستورد کی رائے؛ خوارج مدائن میں؛ ان کے مقابلے کے لیے بصرے کا لشکر؛ معقل مدائن میں؛ ان کا مقدمۃ الجیش ابو الرواغ؛ خوارج کا سامنا؛ ان کا حملہ؛ عسکر خلافت کو بار بار شکست اور ابو الرواغ کی کارگزاری؛ معقل کو اطلاع؛ ان کا آپہنچنا؛ دوسرے دن کی لڑائی اور پھر لشکر خلافت کو شکست؛ معقل و ابو الرواغ کی شجاعت؛ سارا لشکر آگیا؛ لشکر بصرہ بھی قریب آگیا؛ خوارج رات کو چلے گئے؛ ابو الرواغ ان کے تعاقب میں؛ ان کا اور دشمنوں کا سامنا؛ خوارج کی فتح بعد ازاں پسپائی؛ بہر شیر میں پھر لڑائی؛ مستورد کی چالاکی؛ ابو الرواغ دھوکے میں؛ مستورد معقل پر جا پڑا؛ معقل کی شجاعت؛ ان کی نازک حالت؛ ابو الرواغ آپہنچا؛ اس کے آنے کا اثر

135838

Marfat.com

...ں کا حملہ، ستورہ اور مصقل کا مقابلہ، اور دونوں کا مارا جانا، خوارج کا استیصال، اس سال کے امیر حج اور غازیان اسلام، ابن عامر کی معزولی، ان کی کمزوری، ان کا وفد دمشق میں، ابن کوا، نے معاویہ سے ...ن کی شکایت کی، اس کے ساتھ ابن عامر کا بے نتیجہ سلوک، طریقۂ معزولی کی دو روایتیں، پہلی روایت، دوسری روایت،

چوتھی فصل

صفحہ ۹۱۹ تا ۹۲۹

حضرت حسنؓ کی مبارک زندگی کا آخری زمانہ

معاویہ کا حج، مقصورہ یعنے محراب مسجد، حرث حاکم بصرہ، زیاد حاکم بصرہ، مغیرہ کی چالاکی، زیاد کی تقریر بصرے میں، اُن کی سیاست، ایک خارجی کو جواب، زیاد کے انتظامات، اپنے حکم کی سخت پابندی، ...ر صحابہ سے کام لیا، عربی خط کی اصلاح، باڈی گارڈ، ولایت خراسان کی تقسیم، غلام نے آقا کو سزا دلوائی، ...ت کا دشمن ہونا، عبدالرحمن بن خالد کی وفات، اُن کو زہر دیا گیا، قاتل سے انتقام، پھر خوارج کی شورش، ...ہم خارجی کا انجام، خطیم خارجی کا انجام، عمرو بن عاص کی معزولی، معاویہ بن خدیج والی مصر، سلسلہ جہاد جاری رہا، روم پر زبردست حملہ، یزید کی عیش پرستی، اس کا مجبوراً جہاد روم پر جانا، مجاہدین، قسطنطنیہ پر حملہ، عبدالعزیز کی بہادرانہ شہادت، ایک مضبوط دل والا باپ، اس جہاد کا حال عیسائیوں کی زبانی، گبن کی ایک فاش غلطی، اُس کا بیان، محاصرہ قسطنطنیہ، اہل قسطنطنیہ کا سختی سے مقابلہ، محاصرہ ...لی مدت، عربوں کا ہیڈ کوارٹر، اُن کا ناکام واپس ہونا، ابو ایوب کی وفات، ناکامی کا برا اثر، اور ...فصیل صلح، گبن کے ماخذ، وہ قابل اعتبار نہیں ہیں، مروان کی معزولی، سعید بن عاص حاکم مدینہ، حضرت حسنؓ کی دعا،

پانچویں فصل

صفحہ ۹۳۰ تا ۹۴۱

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی

ولادت و نسب، جوانان جنت کے سردار، رسول اللہ صلعم سے اشبہ، آغوش رسالت میں کھیلنا،

Marfat.com

رسول خدا کو آپ سے محبت، وفات نبوی کے وقت آپ کی عمر، حضرت صدیقؓ و عمرؓ کا ... خلافت
بے شمار فضائل، حلم اور بردباری، جھگڑے سے بھاگنا، اہل بصرہ کو موافق بنانا، شیریں بیانی، غصہ
پینا، فیاضی، خودداری و شوکت، زہد و تقویٰ، قناعت، خلافت چھوڑ دینا، حضرت حسینؓ نے بھی طلب
خلافت نہ قبول کیا، معاویہ کا سلوک، خاموش زندگی، جناب رسالت کا خواب میں آکر تعلیم دینا، ...
بیویوں سے اچھا برتاؤ، ایک اچھا خواب، اور خوفناک تعبیر، مرض موت، زہر دیا گیا، زہر دینے وا...
یزید کی سازش، اس واقعہ کی صحت میں شک، نزع میں اضطراب، وصیت، روضۂ رسالت میں دفن ...
ارزو، عمر اور تاریخ وفات، دشمن بھی آپ پر رویا، حضرت عائشہؓ نے دفن ہونے کی اجازت دیدی، مروان...
مزاحمت، خونریزی کا اندیشہ، ابو ہریرہ کے سمجھانے سے صلح، غسل دینے والے، نماز جنازہ، آپ...
وفات پر معاویہ و اہل شام کی خوشی، ابن عباس اور معاویہ، معاویہ کو ان کی سرزنش، اولاد، بیویاں...
آپ کی وفات کی خبر کوفہ میں، اہل کوفہ کا حضرت حسینؓ کو ابھارنا، آپ کا انکار، خلافت راشدہ کا خا...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب پنجم

عہد خلافتِ عثمانی

پہلی فصل

حضرت عثمانؓ کی جانشینی اور آپ کے عہد کے ابتدائی واقعات

مجلس شوریٰ کا اجلاس۔ ہر رکن دعویدار خلافت ہے۔ عبدالرحمن بن عوف کا تدبر۔ سب کی اپنے دعووں سے دست برداری۔ حضرت علیؓ کا ارشاد۔ حضرت علیؓ کا ووٹ حضرت عثمانؓ کو۔ اور حضرت عثمانؓ کا حضرت علیؓ کو۔ حضرت علی سعد کو اپنے موافق کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی عام رائے معلوم کرنے میں حضرت عبدالرحمن کی کوشش۔ مشورہ کا پچھلا دن۔ حضرت عبدالرحمن کی دست برداری اور اس کی وجہ۔ حضرت عثمانؓ و علیؓ سے عبدالرحمن کی پوشیدہ گفتگو۔ مسلمانوں کے مجمع عام سے مشورہ۔ حضرت عمار و مقداد کا مشورہ۔ عبداللہ بن ابی سرح اور عبداللہ بن ربیعہ کا مشورہ۔ بنی ہاشم و بنی امیہ کا اختلاف۔ عبدالرحمن بن عوف کی آخری کارروائی۔ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت۔ حضرت علیؓ کی ناامیدی و شکایت۔ مقداد اور عبدالرحمن کی گفتگو۔ مقداد بعد میں بھی حضرت علیؓ کے طرفدار رہے۔ حضرت علیؓ کا ارشاد۔ حضرت عثمانؓ کے انتخاب کا اصلی سبب۔ حضرت طلحہ نے بھی بیعت کر لی۔ مغیرہ کے قول پر عبدالرحمن کی برہمی۔ اخلاص انتخاب میں اہل شوریٰ کے خطبے۔ بیعت کا وقت۔ حضرت عثمانؓ کا پہلا کام۔ حضرت عثمانؓ کا خطبہ اور عام بیعت۔ عبیداللہ بن عمر کا مجنونانہ جوش انتقام۔ حضرت عمرؓ کے قتل کی سازش۔ حضرت علیؓ کا فتویٰ اور حضرت عثمانؓ کا فیصلہ۔ زیاد بن لبید شاعر کی بے اعتدالیاں اور سزا۔ قتل ہرمزان کا واقعہ اس کے بیٹے کی زبانی۔ اس واقعے کی تضعیف

Marfat.com

حضرت عمرؓ کے آخر عہد کے والیان ملک۔ قاضیوں کا تقرر۔ مغیرہ کی معزولی اور سعد کا تقرر۔ عام انقلاب بغاوت اہل اسکندریہ اور ان کی سرکوبی۔ ابن عاص کی عدالت گستری اور فیاضی فصیل اسکندریہ کا انہدام۔ الجزیرہ کی شورش اور اس کی اصلاح۔ سعد کی معزولی اور ولید کا تقرر۔ اس تغیر کا باعث۔ سعد اور ابن مسعود میں نزاع۔ اہل کوفہ میں پہلا تفرقہ۔ بغاوت آذربائیجان اور اس کی سزا۔ فتح آرمینیہ۔ لشکر عراق مسلمانان شام کی کمک پر۔ آرمینیہ پر شام سے حملہ۔ رومیوں کا زبردست حملہ۔ ایک بہادر خاتون عرب حبیب کے کارنامے۔ ان کی اور فتحیں۔ سلمان بن ربیعہ کی فتحیں۔ حضرت معاویہ کا روم پر حملہ۔ رومیوں پر دوسرا حملہ۔ افریقہ پر ابن ابی سرح کی فوج کشی۔ کابل و سیستان پر حملہ۔ چند متفرق واقعات۔

مجلس شوریٰ کا اجلاس۔

جب حضرت فاروق اعظمؓ حضور سرور عالم صلعم کے پہلو میں سلا دیے جا چکے تو حضرت مقدادعہ ان بزرگان امت کو جنھیں حضرت عمرؓ اہل شوریٰ منتخب فرما گئے تھے مسور بن مخرمہ کے گھر میں اور بعض اہل سیر کہتے ہیں کہ بیت المال کے مکان میں اور بعض کے نزدیک حجرۂ عائشہ یعنی روضۂ اطہر حضرت رسالت میں جمع کیا حضرت طلحہ ابھی تک نہیں تشریف لائے تھے ابو طلحہ انصاری کو ان بزرگوں نے حکم دیا کہ دروازے پر بیٹھیں اور جب تک تصفیہ نہ ہو جائے کسی کو اندر نہ آنے دیںعہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت حسن بن علی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم بھی بلوا کے بٹھائے گئے۔ اتنے میں عمرو بن عاص اور مغیرہ بن شعبہ بھی آ کے دروازے پر بیٹھ گئے۔ مگر حضرت سعد بن ابی وقاص نے سنگریزے مار مار کے انھیں اٹھا دیا۔ اور فرمایا "یہاں آ کر بیٹھنے میں ان دونوں کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں میں مشہور کریں ہم بھی اہل شوریٰ میں شریک تھے۔"

ہر کوئی عہدۂ خلافت چاہتا ہے۔

اب انتخاب جانشین رسالت کی بحث چھڑی جس میں دیر تک گفتگو ہوتی رہی مگر کسی طرح فیصلہ نہ ہو چکتا تھا۔ اس لیے کہ ہر شخص اپنا دعویٰ پیش کر رہا تھا۔ ابو طلحہ نے یہ رنگ دیکھ کر فرمایا "آپ سب صاحبوں کا خلافت کو اپنے لیے چاہنا میرے نزدیک اس سے اچھا ہوتا کہ کوئی صاحب اس کو قبول نہ کرتے مگر قسم ہے اس خدائے وحدہٗ لاشریک کی جس نے عمرؓ کو وفات دی میں آپ کو تین دن سے زیادہ مہلت نہ دوں گا جس کا مجھے حکم ہے۔ اور اگر اس مدت کے اندر کوئی فیصلہ نہ ہوا تو میں اپنے گھر میں جا کے بیٹھ رہوں گا۔"

عہ یہ اور بعد کے اکثر واقعات طبری اور ابن اثیر سے ماخوذ ہیں۔ بجز ان کے جن کا جداگانہ حوالہ دیا گیا ہے۔

عہ السیاسۃ والامامۃ لابن قتیبہ صفحہ ۲۴۔

آخر یہ دیکھ کر کہ تصفیہ کی کوئی صورت نہیں پیدا ہوتی حضرت عبدالرحمن بن عوف نے سب سے کہا "اچھا یہ بتائیے کہ آپ حضرات میں سے کون کون صاحب اس کے لیے تیار ہیں کہ اپنے ذاتی دعوی سے دست بردار ہو کر کسی دوسرے افضل و بہترین شخص کے ہاتھ میں عنان خلافت دینا پسند کریں"۔ اس کا کسی نے کچھ جواب نہ دیا سب کو خاموش دیکھ کر انھوں نے فرمایا "سب کے پہلے میں خلافت کے حق سے دست بردار ہوتا ہوں"! ان کو دست بردار ہوتے دیکھ کر حضرت عثمانؓ بولے میں سب سے پہلے اس پر راضی ہوں[۵]۔ بعد ازاں اور سب صاحبوں نے بھی اس کو قبول کر لیا۔ مگر حضرت علیؓ ابھی تک خاموش تھے عبدالرحمن نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا "یا ابوالحسن آپ کیا فرماتے ہیں؟" فرمایا "پہلے آپ مجھے اطمینان دلائیں کہ حق کو اختیار کریں گے۔ ذاتیات کو دخل نہ دیں گے۔ اپنے کسی قرابت دار کی جنبہ داری نہ کریں گے! اور است کو جھوٹا مشورہ نہ دیں گے" حضرت عبدالرحمن نے فرمایا "سب صاحب مجھ سے عہد کریں کہ اس شخص کے مقابل میں جو تغیر و تبدل کرنا چاہیے میرا ساتھ دیں گے! اور جس کو میں آپ کے لیے اختیار کروں اس کو آپ منظور کر لیں گے! اور میں خدا کو درمیان میں دے کر عہد کرتا ہوں کہ کسی عزیز و قریب کی جنبہ داری نہ کروں گا" سب نے اس کو قبول کیا۔ حضرت عبدالرحمن نے اسی مضمون کا عہد و پیماں دوسرے سب صاحبوں سے لیا اور خود بھی ایسا ہی عہد کیا۔

عبدالرحمن بن عوف کا تدبر۔

سب کی اپنے دعووں سے دست برداری

اس عہد و پیماں کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف نے حضرت علیؓ سے کہا "آپ کو دعوی ہے کہ تمام حاضرین میں آپ بسبب اپنی قرابت، سابقیت اور حسن خدمت دین کے زیادہ مستحق خلافت ہیں اور ایسا خیال آپ سے کچھ بعید بھی نہیں لیکن میں پوچھتا ہوں کہ اگر وہ آپ کو نہ ملے تو آپ کے نزدیک اس جماعت میں سے کون زیادہ حقدار ہے۔ فرمایا "عثمان" بعد ازاں عبدالرحمن نے سب سے الگ الگ

حضرت علیؓ کا ووٹ حضرت عثمانؓ کو۔

اور حضرت عثمانؓ کا حضرت علیؓ کو۔

---

[۵] ابن قتیبہ کا کتاب السیاستہ والامامہ میں یہ بیان ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے یہ تجویز پیش کی آپ سب صاحبان مجھ پر فیصلہ چھوڑ دیں اور اس کے معاوضے میں میں اپنے حق خلافت سے دست بردار ہو جاتا ہوں جس کو سب نے قبول کر لیا۔ ان کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت طلحہؓ بھی مدینے میں موجود تھے! اور پہلی کارروائی یہ ہوئی کہ حضرت زبیرؓ نے اپنا حق حضرت علی کو حضرت طلحہ نے حضرت عثمان کو اور حضرت سعد نے جناب عبدالرحمن بن عوفؓ کو دیدیا۔ یوں چھ بزرگوں میں سے فقط تین تھارہ گئے! اور چونکہ عبدالرحمن اپنے حق سے دست بردار ہو گئے تھے اس لیے اب فقط دو امیدواران خلافت باقی تھے اول حضرت علی اور دوسرے حضرت عثمانؓ۔ اتنی ہی کارروائی پر یہ صحبت ختم ہو گئی! اور لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے۔

حضرت عثمانؓ سے کہا۔ "آپ کو دعویٰ ہے کہ آپ خاندان عبد مناف میں سب سے زیادہ معزز ہیں اور رسول اللہ صلعم کے داماد ہیں۔ آپکے ابن عم ہیں۔ آپ کو سابقیت و فضل حاصل ہے تو آپ کا خیال بیجا بھی نہیں۔ لہذا خلافت مجھی کو ملنی چاہیئے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ بالفرض وہ آپ کو نہ ملی تو آپ کے نزدیک اس جماعت میں سے کون اس کا زیادہ مستحق ہے؟" فرمایا "علیؓ"

حضرت علیؓ سعدؓ کو اپنے موافق کرتے ہیں۔

اسی سلسلۂ گفتگو میں حضرت علیؓ حضرت سعدؓ سے ملے اور ان سے فرمایا "خدا سے ڈریے فاتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام الی آخرہ پڑھی اور کہنے لگے اور میرے اس فرزند کو جو تعلق قرابت حضرت رسالت سے ہے اور میرے چچا حمزہ کو جو قرابت آپ سے ہے ان دونوں کا واسطہ دلا کے میں کہتا ہوں کہ آپ عبدالرحمن بن عوف کے ساتھ میرے مقابلہ میں عثمانؓ کی پشت پناہی نہ کریں اور یہ وہ قرابتیں ہیں جنھیں عثمانؓ نہیں پیش کر سکتے۔"

مسلمانوں کی عام رائے معلوم کرنے میں حضرت عبدالرحمن کی کوشش۔

اس عرصہ میں حضرت عبدالرحمن نے مدینے میں اصحاب رسول صلعم، سرداران لشکر اور عمائد سے جا جا کر ملاقات کی اور ان سے مشورہ کیا۔ اور جس شخص سے وہ ملے اس نے انھیں حضرت عثمانؓ کی رائے دی۔[عـــہ] تین دن کی مہلت جو حضرت عمرؓ نے مقرر فرمادی تھی انھوں نے اسی کام میں خرچ کردی۔ رات دن اس کے سوا کوئی کام نہ تھا اس موقع پر عام لوگوں سے مشورہ لیا تو جو ملا حضرت عثمانؓ کا طرفدار تھا[عـــہ] اور جیسے ہی آخری صبح ہوئی جس روز مدت پوری ہونے والی تھی تڑکے پو پھٹتے ہی مسور بن مخرمہ کے گھر میں آئے ان کو جگایا اور کہا "آج میں ساری رات جاگتا رہا ہوں۔ اب آپ سعد اور زبیر کو بلا لائیں" چنانچہ وہ جا کے بلا لائے۔

مشورہ کا پچھلا دن۔

ان کے آتے ہی حضرت عبدالرحمن نے کارروائی کا آغاز حضرت زبیر سے کیا۔ اور ان سے کہا "آپ خلافت کو بنی عبد مناف کے لیے چھوڑ دیں اور فرمائیں کہ اس خاندان کے بزرگوں میں سے آپ کس کو پسند کرتے ہیں؟" انھوں نے کہا "علیؓ کو" اس کے بعد انھوں نے حضرت سعد سے کہا "آپ بھی اپنا حق خلافت مجھ پر چھوڑ دیں"۔ انھوں نے فرمایا "اگر آپ اپنے لیے چاہتے ہیں تو مجھے منظور ہے لیکن اگر آپ کا یہ منشا ہو کہ عثمان کو ترجیح دیں تو میں علیؓ کا طرفدار ہوں۔ بہتر یہ ہو کہ آپ خود اپنے ہاتھ پر بیعت لے لیں اور جھگڑا چکائیں"۔ انھوں نے کہا "میں تو خلافت کے دعوے سے دست بردار

حضرت عبدالرحمن کی دستبرداری اور اس کی وجہ

ہو چکا۔ اور اگر باز دعویٰ نہ دے چکا ہوتا تو بھی میں اپنے لیے خلافت کو نہیں پسند کرتا۔ میں نے

عـــہ ابن قتیبہ نے السیاستہ والامامۃ میں تحریر کی ہے کہ یہ گشت عبدالرحمن نے چہرہ پر نقاب ڈال کے کی تھی اور جس کسی سے مشورہ کیا اس نے حضرت عثمانؓ ہی کا نام لیا۔ عـــہ تاریخ الخلفا مصنفہ علامہ سیوطی۔

Marfat.com

خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سرسبز مرغزار میں چلا جاتا ہوں جس میں ہر طرف سبزہ پھیلا ہوا ہے۔ اس میں ایک اونٹ داخل ہوا۔ مگر سیدھا تیر کی طرح نکل گیا بغیر اس کے کہ اِدھر اُدھر سبزے کو آنکھ اٹھا کے بھی دیکھے۔ اس کے بعد ایک اور اونٹ داخل ہوا۔ اور وہ بھی اسی شان سے بغیر کسی طرف دیکھے بھالے پہلے اونٹ کی طرح گزر گیا۔ بعد ازاں عجیب و غریب شان کا ایک اور اونٹ اس مرغزار میں داخل ہوا وہ بھی اپنی مہار کھینچتا ہوا نکل گیا۔ پھر ایک اور اونٹ داخل ہوا جس نے ہر طرف منہ ڈالنا شروع کیا اور گھاس کو نوچنے اور کھانے لگا۔ خدا کی قسم میں یہ چوتھا اونٹ نہ بنوں گا۔ اور سچ یہ ہے کہ ابوبکر و عمر کے بعد جو شخص اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے گا غیر ممکن ہے کہ لوگ اس سے خوش رہیں۔[۵]"

حضرات عثمان و علی رضہ سے عبدالرحمن کی پوشیدہ گفتگو

اب مسور بن مخرمہ کے ذریعہ حضرت علی کو بلا بھیجا اور ان سے دیر تک تخلیہ میں گفتگو کرتے رہے اور آپ کو اس میں مطلق شک و شبہ نہ تھا کہ میں ہی خلیفہ منتخب ہوں گا۔ آپ کے بعد حضرت عثمان بلائے گئے اور ان سے اذان صبح تک تخلیہ میں گفتگو کرتے رہے۔ اس موقع پر عبدالرحمن نے دونوں صاحبوں سے جو گفتگو کی تھی اس کی نسبت عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے مجھ سے بیان کیا کہ "جو کوئی تم سے کہے کہ عبدالرحمن نے دونوں حضرات سے یہ کہا تھا تو جان لو کہ اس نے بے جانے بوجھے کہہ دیا۔" اور بات یہ ہے کہ قضاء الٰہی حضرت عثمان کے حق میں ہو چکی تھی۔

مسلمانوں کے مجمع عام سے مشورہ۔

بعد نماز صبح پھر سب صاحب جمع ہوئے اور اب اس وقت تمام مہاجرین۔ بزرگان سابق الاسلام عزیزین انصار۔ اور سرداران فوج بلوا کر مسجد نبوی میں جمع کیے گئے یہاں تک کہ مسجد آدمیوں سے بھر گئی۔ اور عبدالرحمن بن عوف نے سب سے کہا "لوگو! سب صاحبوں کی رائے یہ ہے کہ وہ تمام حضرات جو مختلف شہروں سے یہاں آئے ہوئے ہیں اپنے اپنے شہروں کو جلدی واپس جائیں گے۔ لہٰذا آپ سب صاحب مجھے اس معاملے میں مشورہ دیں یعنی یہ بتائیں کہ کون صاحب خلیفہ رسول منتخب کیے جائیں۔"

حضرات عمار و مقداد کا مشورہ۔

یہ سنتے ہی عمار بن یاسر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا "اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں تفرقہ نہ پڑے تو علی کے ہاتھ پر بیعت کیجیے۔" پھر مقداد بن اسود اٹھے۔ عمار کی تائید کی اور کہا "اگر آپ نے علی کے ہاتھ پر بیعت کی تو ہم کہتے ہیں کہ سمعنا و اطعنا" یعنی ہم نے سنا اور قبول کیا۔

عبداللہ بن ابی سرح اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کا مشورہ

مقداد کے بیٹھتے ہی عبداللہ بن ابی سرح نے اٹھ کر کہا "اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ قریش میں جھگڑا

۵ تاریخ الخلفاء سیوطی۔

نہ ہو تو عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کیجیے۔" اس کی تائید اٹھ کر عبداللہ بن ابی ربیعہ نے کی اور مقداد کی طرح کہا "اگر آپ نے عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تو ہم کہتے ہیں کہ سمعنا واطعنا" ابن ابی سرح اپنی تائید ہوتے دیکھ کر ہنسے اور عمار نے کہا "یہ تم کب سے مسلمانوں کے ناصح بن گئے"۔

بنی ہاشم و بنی امیہ میں اختلاف

یہ اختلاف بڑھا۔ اور بنی ہاشم و بنی امیہ میں رد و قدح ہونے لگا۔ یہ نزاع دیکھ کر عمار بن یاسر اٹھے اور سب لوگوں کی طرف خطاب کر کے کہا "لوگو۔ اللہ جل شانہ نے ہم کو اپنے نبی صلعم سے شرف و وقار بخشا اور اپنے دین کے ذریعہ سے معزز و ممتاز کیا۔ لہذا خلافت نبوت سے نکال کے خلاف کدھر ہٹائے لیے جاتے ہو؟" ان کے یہ الفاظ سن کر ایک مخزومی شخص نے کہا "ابن۔ ابن سمیہ تم تو اپنی حد سے گزر گئے؟ تم کو حکومت قریش سے کیا علاقہ؟"[۱]

لوگوں کا یہ رنگ دیکھ کر حضرت سعد نے جناب عبدالرحمن سے کہا "آپ اپنے کام سے فراغت کریں۔ اور فتنہ پیدا ہونے سے پہلے فیصلہ کر دیں۔" چنانچہ حضرت عبدالرحمنؓ نے پہلے یہ کیا کہ امیدواران خلافت سے یہ عہد لیا کہ اگر میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں تو آپ کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور سیرت شیخین ابوبکرؓ و عمر رضی اللہ عنہما پر کاربند رہیں گے۔ اور اگر آپ کے سوا کسی اور کے ہاتھ پر بیعت کروں تو آپ راضی رہیں گے۔ قبول کریں گے۔ اور منکر و مخالف کے مقابلے میں میرا ساتھ دیں گے۔[۲] یہ کہہ کر انھوں نے حضرت علیؓ کو بلایا اور وہ اٹھ کر قریب گئے تو ان سے کہا "آپ سے خدا کے واسطہ دلا کے عہد لیا جاتا ہے کہ ہمیشہ کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ اور سیرت ہر دو خلیفہ سابق کے پیرو رہیں گے۔" حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ میں اپنے علم کی حد تک اور جہاں تک ممکن ہے اس کی پابندی کروں گا۔" اس کے بعد حضرت عبدالرحمنؓ نے حضرت عثمانؓ کو بلا کے ان سے بھی یہی عہد و پیماں لیا اور انھوں نے صاف الفاظ میں اقرار کیا کہ ہاں میرا طرز عمل یہی رہے گا۔[۳]

عبدالرحمن بن عوف کی آخری کارروائی

۱۔ ابن اثیر و طبری۔

۲۔ السیاستہ والامامہ لابن قتیبہ۔

۳۔ اس واقعہ کو ابن قتیبہ نے ذرا اختلاف کے ساتھ زیادہ وضاحت سے بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عوف نے پہلے حضرت عثمانؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا خدا کو درمیان میں رکھ کے عہد و پیماں کیجیے کہ اگر میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں تو آپ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و سنت شیخین کو قائم کریں گے اور حضرت عمر کی اس شرط کو بھی پورا کریں گے کہ بنی امیہ میں سے کسی کو مسلمانوں پر مسلط نہ کر دیں گے۔ حضرت عثمانؓ نے بے عذر اقرار کر لیا اس کے بعد انھوں نے حضرت علیؓ کا ہاتھ

حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت۔

اس گفتگو کے بعد حضرت عثمانؓ کا ہاتھ اسی طرح اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے عبدالرحمٰن نے آسمان طرف سر اٹھایا اور کہا "خداوندا! سن! اور گواہ رہ! اس بارہ خاص میں جو امر میرے ذمے تھا اس کو نے عثمانؓ کے ذمہ کر دیا" اور یہ کہتے ہی ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت عبدالرحمٰن نے اس قع پر جو تقریر کی اس کا آغاز اس سے تھا کہ "میں دیکھتا ہوں لوگ عثمانؓ کے سوا کسی کو نہیں پسند تے" اور ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسی سلسلہ تقریر میں انھوں نے حضرت علیؓ سے کہا لیؓ میں نے لوگوں کے خیالات کا پتہ لگایا اور کسی کو بھی عثمانؓ کے خلاف نہ پایا۔ لہٰذا آپ اپنے ں سے خلافت کی امید کو نکال ڈالیں۔"

حضرت علیؓ کی ناامیدی کی شکایت۔

حضرت علیؓ نے اپنی امید کے خلاف جب یہ دیکھا کہ خلافت میرے ہاتھ سے نکل گئی اور عبدالرحمٰن نے ضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو فرمایا "یہ پہلا دن نہیں ہے کہ آپ لوگوں نے اس بارے میں ہم پر یادتی کی لہٰذا صبر ہی بہتر ہے۔ خدا کی قسم آپ نے عثمانؓ کو اس لیے حاکم بنایا کہ حکومت آپ کی طرف پلٹے!" عبدالرحمٰن نے یہ سن کر کہا "اے علیؓ! اپنے خلاف حجت اور موجب بازپرس نہ پیدا کرو۔" ان الفاظ سن کر حضرت علیؓ وہاں سے اٹھ کر چلے آئے اور فرمایا "جو قسمت میں لکھ گیا ہے ضرور پورا ہوگا۔"

مقداد اور عبدالرحمٰن کی گفتگو

کہتے ہیں کہ اس صحبت کے بعد مقداد نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا "آپ نے تو لی کو چھوڑ دیا مگر وہ خدا کی قسم ان لوگوں میں ہیں جو فیصلہ حق کرتے ہیں اور عادل ہیں!" عبدالرحمٰن نے واب دیا کہ "مقداد میں نے مسلمانوں کے اس جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لیے خدا کی قسم بڑی شقت کی ہے!" یعنی عام لوگوں کی رائے دریافت کرنے میں اور اس بات کا پتہ لگانے میں کہ کثرت ائے کس کی طرف ہے۔ یہ سن کر مقداد مطمئن ہو گئے اور کہا "اگر آپ نے یہ کام خالصۃً للہ کیا ہے تو آپ کو بارگاہ الٰہی سے اس کا اجر ملے گا۔" باوجود اس کے مقداد کی یہی رائے تھی کہ اس موقع پر حضرت علیؓ ہی کو منتخب ہونا چاہیے تھا چنانچہ انھوں نے ایک موقع پر کہا "جیسی مصیبت اس خاندان پر حضرت رسول اکرم

مقداد بعد تک حضرت علیؓ کے طرفدار رہے۔

ہاتھ میں لے کر ان سے بھی یہی اقرار لیا۔ مگر جب ان کے سامنے حضرت عبدالرحمٰن نے شرط پیش کی کہ بنی ہاشم میں سے کسی کو مسلمانوں پر لط نہ کریں تو انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا جب آپ نے خلافت کا بار میری گردن پر رکھ دیا تو پھر آپ کو اس سے یا غرض؟ جو مصلحت دیکھوں گا کروں گا جس میں قوت و امانت پاؤں گا اس سے کام لوں گا۔ ہاشمی ہو یا کوئی۔ عبدالرحمٰن نے ھر اس پر اصرار کیا اور حضرت علیؓ نے قطعی انکار۔ تب عبدالرحمٰن نے حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑ کے بیعت کر لی۔

ے تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۱۰۸ حالات خلافت عثمان رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

کی وفات کے بعد بڑی ویسی مصیبت میں نے کہیں نہیں دیکھی تھی۔ مجھے قریش سے تعجب معلوم ہوتا ہے انھوں نے اس شخص کو چھوڑ دیا جس سے زیادہ منصف میں کسی کو نہیں دیکھتا۔ کاش مجھے مدد و معاون ملتے۔
اُن کا یہ جملہ سُن کر عبد الرحمنؓ نے کہا "مقداد خدا سے ڈرو اور مجھے اندیشہ ہے کہ تمھاری ذات سے فتنہ نہ اُٹھ کھڑا ہو" کسی اور نے مقداد سے پوچھا "اس خاندان اور اس شخص سے تم کس خاندان اور کس شخص کو مراد لیتے ہو" جواب دیا "خاندان عبد المطلب اور علیؓ بن ابی طالب"۔

حضرت علیؓ کا ارشاد۔
مقداد کا یہ قول سُن کر خود حضرت علیؓ نے یہ فرمایا "لوگوں کی نظر قریش پر ہے اور قریش کی نظر باہم ایک دوسرے پر۔ اُن کا خیال ہے کہ اگر بنی ہاشم حاکم ہو گئے تو پھر نہ کبھی حکومت ہاشمیوں کے ہاتھ سے نکلے گی اور نہ کسی غیر کو ملے گی کہ اُس کو آپس میں گردش دیں"۔

حضرت عثمانؓ کے انتخاب کا اصلی سبب۔
ان تمام واقعات سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کے دو سبب ہوئے۔ اول یہ کہ مہاجرین و انصار کی عام رائے بجز چند مخصوص لوگوں کے انھیں کے موافق تھی۔ اور دوسرے یہ کہ حضرت علیؓ نے عبد الرحمن کے سامنے حضرت عمرؓ کی اس شرط کے قبول کرنے سے انکار کیا کہ بنی ہاشم کو حکومت میں زیادہ اقتدارات نہ دیں گے۔ گو کہ حضرت علیؓ کے بعض طرفداروں کو یہ امر ناگوار گزرا مگر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اگر حضرت عثمانؓ منتخب نہ کیے جاتے تو اُن کے طرفداروں کی کثرت تھی۔ اور جو ذی اثر لوگ اُن کے موافق تھے ممکن ہے کہ کوئی ہنگامہ اُٹھا کے کھڑا کر دیتے۔

حضرت طلحہ نے بھی بیعت کر لی۔
حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت ہو جانے کے بعد اسی روز حضرت طلحہؓ آ گئے[۱]۔ جب ان کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اور اُن سے بھی حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی خواہش کی گئی تو انھوں نے پوچھا "سارے قریش اس پر راضی ہو گئے؟" جواب ملا "ہاں"۔ تب وہ اُٹھ کر سیدھے حضرت عثمانؓ کے پاس گئے۔ انھوں نے فرمایا کہ آپ کو ابھی تک رائے دینے کا حق حاصل ہے۔ اگر آپ کو اس بارے میں انکار ہو تو میں خلافت سے دست بردار ہو جاؤں گا۔ پوچھا "کیا واقعی آپ دست بردار ہو جائیں گے؟" فرمایا "بیشک"۔ تب طلحہ نے پوچھا "تو کیا سب لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے؟" کہا "ہاں"۔ یہ جواب پا کر انھوں نے کہا "تو پھر میں بھی راضی ہوں۔ میں اختلاف نہ کروں گا۔ جو سب کی رائے ہے وہی میری رائے بھی ہے"۔ اور اس کے بعد انھوں نے بھی حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

---

[۱] یہ طبری کی روایت کے مطابق ہے اس لیے کہ ابن قتیبہ کے بیان کے مطابق حضرت طلحہ مدینے ہی میں موجود تھے یہ بیان صحیح نہیں معلوم ہوتا۔

Marfat.com

مغیرہ کے قول پر عبدالرحمن کی برہمی۔

اس معاملے میں ایک روز مغیرہ بن شعبہ نے عبدالرحمن بن عوف سے کہا آپ نے خوب کیا کہ عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔" اور خود حضرت عثمانؓ سے کہا عبدالرحمن آپ کے سوا کسی اور کے ہاتھ پر بیعت کرتے تو ہم ہرگز نہ مانتے!" یہ سن کر حضرت عبدالرحمنؓ نہایت برافروختہ ہوئے اور کہا "تو کانے تو جھوٹا ہے۔ میں جس کے ہاتھ پر بیعت کرتا تو اس کے ہاتھ پر ضرور بیعت کرتا اور یہی بات کہتا" مسور بن مخرمہ کہا کرتے کہ میں نے کسی کو کسی قوم پر اس طرح غالب آتے نہیں دیکھا جس طرح عبدالرحمن اس معاملے میں غالب آئے اور سب نے بیعت کر لی۔

اجلاس انتخاب کے بعد اہل شوریٰ کے خطبے۔

دنیائے اسلام کے نازک موقع پر حضرات عبدالرحمن بن عوف۔ زبیر بن عوام۔ سعد بن ابی وقاص اور حضرت علیؓ کے خطبے بھی امام تاریخ ابو جعفر طبری نے اپنی تاریخ میں درج کر دیے ہیں اگر زیادہ طول کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم اُن کو درج کر دیتے۔

بیعت کا وقت۔

اہل شوریٰ نے عصر کے وقت حضرت عثمانؓ پر اتفاق کر کے اُن کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ بعد ہی اس دن مسجد نبوی حضرت صہیب نے عصر کی اذان دی۔ تکبیر سے پہلے لوگ جمع ہو گئے۔ حضرت عثمانؓ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ اور اہل وظائف کے سو سو درہم بڑھا دیے! اور اسی وقت مختلف ممالک سے

حضرت عثمان کا پہلا کام۔

وفدوں کے حاضر ہونے کا حکم جاری فرمایا اور کہا جاتا ہے کہ کسی خلیفہ کی جانشینی کے وقت وفدوں کو طلب کیے جانے کی بنیاد انھیں کے وقت سے پڑی۔

حضرت عثمان کا خطبہ اور عام بیعت۔

یہ حکم دینے کے بعد حضرت عثمان نے منبر پر کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس میں لوگوں کو نصیحتیں کیں اور اس تقریر کے ختم ہوتے ہی لوگ بڑھ بڑھ کے اُن کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔

عبیداللہ بن عمر کا مجنونانہ جوش انتقام۔

حضرت عثمانؓ کے جانشین رسالت منتخب ہوتے ہی ایک نہایت نازک و خوفناک جھگڑا پیش آیا جس کے متعلق بھی لوگوں میں اختلاف پڑا۔ وہ واقعہ یہ تھا کہ حضرت عمر کی شہادت و وفات نے اُن کے ایک فرزند عبیداللہ میں ایسا جوش پیدا کر دیا کہ ایک مجنونانہ شان سے تلوار کھینچ کے چلے تو سب کے پہلے اپنے پدر بزرگوار کے قاتل ابو لؤلؤہ کو قتل کیا اس کے بعد حیرہ کے ایک مقیم مدینہ نصرانی جفینہ کو قتل کیا جو سعد بن مالک کا دوست تھا اس کے بعد آگے چلے تو عجمی سردار ہرمزان کو مار ڈالا جس کے اسیر ہو کر مدینے میں آنے کا حال ہم گذشتہ واقعات کے سلسلے میں بیان کر چکے ہیں۔ یہ شخص خلافت اسلام کا اطاعت گزار تھا اور مسلمان ہو گیا تھا چنانچہ اس پر جب عبیداللہ کی تلوار پڑی تو اس نے کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ زبان سے نکالا عبیداللہ بن عمر کو اس قدر آپے سے باہر دیکھ کر حضرت سعد بن ابی وقاص نے انھیں پکڑ کے اپنے گھر میں بند کر دیا۔ اور اُن کے ہاتھ سے تلوار چھین لی تاکہ ان کا غصہ فرو ہو اور لوگ اُن کی

Marfat.com

سفرت سے بچ گیا۔ لیکن جیسے ہی حضرت عثمانؓ خلیفہ منتخب ہو گئے حضرت سعد نے ان کو لا کر حضرت عثمانؓ کے سامنے کھڑا کر دیا۔ عبید اللہ اس وقت تک برابر یہی کہے جاتے تھے کہ "میں ان تمام لوگوں کو قتل کر ڈالوں گا جو میرے والد کی قتل کی سازش میں شریک تھے" تمام مہاجرین و انصار ان کو سمجھاتے تھے اور وہ کسی کی نہ سنتے سب سے جھگڑتے اور کہتے کہ "میں ایک کو نہ چھوڑوں گا"۔

[حضرت سعدؓ کا ... قتل کی ...]

ان کے اس جوش کی بنیاد یہ تھی کہ حضرت عمرؓ کے زخمی ہونے کے دوسرے دن عبدالرحمن بن ابی بکر نے بیان کیا کہ کل شام کو میں نے ایک جگہ دیکھا کہ ہرمزان، ابو لؤلؤہ، اور جفینہ چپکے چپکے سرگوشیاں کر رہے ہیں۔ میری صورت دیکھی تو ادھر ادھر بھاگ گئے اور ایسے بدحواس بھاگے کہ ایک خنجر ان میں سے کسی کے ہاتھ سے گر پڑا جو دو دھارا تھا اور وہ وہی خنجر تھا جس سے حضرت عمرؓ شہید کیے گئے۔ عبدالرحمن کا یہ بیان سنتے ہی عبید اللہ تلوار کھینچ کے جھپٹے اور تینوں مذکورہ عجمیوں کو قتل کر ڈالا۔

[حضرت علیؓ کا فتویٰ]

حضرت سعد نے جب عبید اللہ کو حضرت عثمانؓ کے سامنے لا کر پیش کیا تو آپ پریشان ہوئے اور لوگوں سے رائے طلب کی کہ "بتاؤ میں ان کے بارے میں کیا کارروائی کروں جنہوں نے اسلام کی عدالت میں رخنہ ڈال دیا" حضرت علیؓ نے فرمایا میری رائے میں تو ان پر قصاص کا حکم جاری کر کے انہیں قتل کرنا چاہیے" جناب علی مرتضیٰؓ کی یہ رائے سن کر بعض مہاجرین بگڑے اور کہا "خوب! ابھی کل عمرؓ مارے گئے ہیں اور آج ان کا فرزند مارا جائے" عمرو بن عاص نے حضرت عثمانؓ سے کہا "خدا نے آپ کو ایسے معاملات میں اختیار دیا ہے اس لیے کہ آپ ہی مسلمانوں کے حاکم ہیں" یہ سن کر حضرت عثمانؓ نے فرمایا "میں عبید اللہ کا ولی ہوں اور خوں بہا دلواتا ہوں جس کی رقم میں اپنے پاس سے ادا کروں گا" چنانچہ اس پر عمل درآمد ہوا۔

[اور حضرت عثمانؓ کا فیصلہ۔]

[زیاد بن لبید شاعر کی بے اختیاری اور سزا۔]

زیاد بن لبید بیاضی اس عہد کے ایک شاعر تھے۔ ان کا معمول تھا کہ جب عبید اللہ بن عمر کی صورت دیکھتے چند اشعار پڑھنے لگتے جو ان کی مذمت میں کہے تھے۔ اور ان میں اس واقعے کی طرف اشارہ تھا۔ عبید اللہ نے اس کی شکایت بارگاہ خلافت عثمانی میں کی۔ حضرت عثمانؓ نے زیاد کو بلا کے منع فرمایا کہ "پھر کبھی ان اشعار کو عبید اللہ کے سامنے نہ پڑھنا" زیاد نے اس حکم کی پروا نہ کی۔ اور چند اور اشعار خود حضرت عثمان کی شکایت میں کہہ ڈالے جن میں ان کو ملزم ٹھہرایا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے زیاد کو بلوا کے اس طرز عمل سے روکا۔ اور ان کو جو رقم بیت المال سے ملتی تھی روک دی۔ عبید اللہ کے اس واقعے کے متعلق اور مختلف روایتیں بھی ہیں۔

[قتل ہرمزان کا واقعہ اس کے بیٹے کی زبانی]

ہرمزان وغیرہ کا واقعہ جو خود اس کے بیٹے قماذبان کی زبانی منقول ہے یہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں ان دنوں جو عجمی مقیم تھے وہ اکثر باہم ملتے جلتے رہتے تھے۔ ایک روز فیروز نابو لولوہ میرے والد ہرمزان کے

کی طرف سے گزرا۔ اور اُس کے پاس ایک دودھارا خنجر تھا۔ الد نے اس خنجر کو اس سے لے کے دیکھا اور پوچھا "اس کو کیوں لائے ہو؟" کہا "بارہ رکھواؤں گا"۔ اس حالت میں کسی شخص کی نظر پڑ گئی۔ لہٰذا جب حضرت عمرؓ پر حربہ ہو چکا تو اس شخص نے آکے بیان کر دیا کہ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہرمزان نے یہی خنجر جس سے جناب فاروق پر حملہ کیا گیا ابولولؤہ کو دیا۔ اُس کا یہ بیان سُن کر عبیداللہ کو طیش آگیا اور آکے میرے والد کو مار ڈالا۔ بعدازاں جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہو گئے تو مجھے عبیداللہ بن عمر پر اپنے باپ کے خون کا دعویٰ کرنے کا موقع ملا۔ گھر سے نکلا تو جو ملا میرے ساتھ تھا۔ اور سب خواستگار تھے کہ میں ان پر دعویٰ کروں"۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھا "تو کیا میں عبیداللہ کے قتل کا خواستگار ہوں؟" سب نے کہا "ہاں" اور عبیداللہ کو اس زیادتی پر بُرا بھلا کہنے لگے۔ میں نے پوچھا "آپ مجھے ان کے قتل سے روکیں گے تو نہیں؟" سب نے کہا "ہرگز نہیں" اور پھر عبیداللہ کو سخت الزام دینے لگے مگر میں باوجود ان لوگوں کے کہنے اور اصرار کرنے کے عبیداللہ کے خون سے دست بردار ہو گیا۔ اور مجھے والد کے خون بہا کی رقم مل گئی لیکن میرے اس فعل پر لوگ اس قدر خوش ہوئے کہ مجھے اپنے کندھوں پر اٹھا کے میرے گھر لائے۔

مگر اکثر مورخین کا خیال ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے اس لیے کہ اگر ہرمزان کے بیٹے نے زر فدیہ لے کے معاف کر دیا ہوتا تو حضرت علیؓ اپنے عہد خلافت میں عبیداللہ پر قصاص کا حکم جاری کر کے ان کے قتل کا ارادہ نہ کرتے جس کے خوف سے بھاگ کر وہ جناب معٰویہؓ کے پاس شام میں چلے گئے۔ اگر ولی دم کے دست بردار ہونے سے وہ چھوڑے گئے ہوتے تو حضرت علیؓ کو اُن سے تعرض کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔

حضرت عمرؓ کے آخر عہد کے والیان ملک۔

سنہ ۲۳ھ میں یعنی جس سال حضرت عمرؓ شہید ہوئے ہیں مختلف ممالک میں اُن کے مشہور و نامور والیان ملک یہ حضرات تھے۔ مکۂ معظمہ میں نافع بن عبدالحرث خزاعی۔ طائف میں سفیان بن عبداللہ ثقفی۔ صنعاء یمن میں یعلی بن منیتہ۔ اور جند یعنے لشکرگاہ یمن میں سپہ سالاری کی خدمت پر عبداللہ بن ابی ربیعہ مامور تھے۔ کوفہ میں مغیرہ بن شعبہ تھے۔ بصرہ میں ابوموسیٰ اشعری۔ مصر میں عمرو بن عاص۔ حمص میں عمیر بن سعد۔ دمشق میں معٰویہ بن ابی سفیان۔ بحرین اور اس کے مضافات میں عثمان بن ابی عاص ثقفی تھے۔ کوفہ کے قاضی شریح تھے اور بصرے کے قاضی کعب بن مسور۔

قاضیوں کا تقرر۔

بعض اہل روایت کی تحقیق یہ ہے کہ شیخین یعنے حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ کے عہد خلافت میں قاضیوں کا تقرر مطلق نہیں ہوا تھا یعنے یہ خدمت بعد کو قائم ہوئی لیکن یہ بہت سے متواتر واقعات کے خلاف ہے جن سے

حضرت عمرؓ کے زمانے میں فوج اور شہروں میں قاضیوں کا موجود ہونا پوری طرح ثابت ہوتا ہے۔

(مغیرہ کی معزولی اور سعد کا تقرر) بہر حال یہی والیان ملک سنہ ۲۳ھ میں قائم رہے جس سال کے آغاز ہی میں یعنی ۴ محرم کو حضرت عثمانؓ رونق آرائے خلافت ہوئے تھے۔ مگر حکومت کوفہ سے مغیرہ بن شعبہ کی معزولی اور ان کی جگہ سعد بن ابی وقاص کے تقرر کے معاملے میں اختلاف ہے۔ بعض اہل روایت کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی اس وصیت کے مطابق کہ "میرے بعد جو خلیفہ ہو سعد کو ضرور مقرر کرے ان کو میں نے کسی برائی یا خیانت کی بنا پر معزول نہیں کیا تھا"۔ حضرت عثمانؓ نے اس سال کے آغاز ہی میں مغیرہ کو معزول کر کے سعد کو والی کوفہ مقرر کر دیا۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ حضرت عمرؓ ہی کے ارادے کے مطابق جناب عثمانؓ نے پہلے اپنے سال خلافت میں کوئی عزل و نصب نہیں کیا۔ مگر صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسی سنہ ۲۴ھ میں مغیرہ کی جگہ سعد کا تقرر عمل میں آگیا۔

(عام الرعاف) اور چونکہ والیان ملک میں اس خلافت کے پہلے برس کے اندر اور کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا لہذا اس سال کوئی ایسے اہم واقعات بھی نہیں پیش آئے جو بیان کرنے کے قابل ہوں۔ بجز اس کے کہ اس سال لوگوں میں نکسیر پھوٹنے کی کثرت رہی جس کی وجہ سے عربوں میں اس سال کا نام ہی "عام الرعاف" یعنی نکسیر والا سال ہو گیا۔

(بغاوت اسکندریہ) مگر سنہ ۲۵ھ میں اسکندریہ کی مسیحی رعایا نے بغاوت کر دی۔ اور اس کا باعث یہ ہوا کہ رومیوں کو یہ نہایت ہی ناگوار تھا کہ اسکندریہ کا ایسا عظیم الشان شہر جس پر مسیحی مذہب اور ان کی مشرقی حکومت کی بنیاد قائم تھی قلمرو روم سے نکل کر علم خلافت کے سایے میں آگیا۔ قیصر روم کو یقین تھا کہ اسکندریہ کے ہاتھ سے کھو دینے کے بعد مشرق میں ہمارا قدم نہ جم سکے گا۔ چنانچہ اُن رومیوں سے جو اسکندریہ میں مقیم تھے اس نے مراسلت کی۔ انھیں بغاوت و نقض عہد پر ابھارا۔ اور ان لوگوں نے بھی بدقسمتی سے یہ تحریک قبول کر لی۔ ان لوگوں سے بغاوت کا اقرار ہو جانے کے بعد ایک بڑا بھاری لشکر قسطنطنیہ سے آ کے اسکندریہ میں اترا جس کا سپہ سالار ایک رومی نامور خواجہ سرا منویل تھا۔ اس لشکر کے پہنچتے ہی اہل شہر نے علم بغاوت بلند کر دیا اور بجز قدیم حاکم مصر مقوقس کے سب لوگ رومیوں سے مل گئے۔

(اور ان کی سرکوبی) یہ سنتے ہی عمرو بن عاص فسطاط سے روانہ ہوئے اور ادھر سے رومی بھی ان کے مقابلے کے لیے بڑھے۔ راستے میں ایک مقام پر سخت لڑائی ہوئی جس میں رومیوں نے باوجود بڑے جوش و خروش اور جاں بازی کے دعووں کے شکست کھائی۔ میدان چھوڑ کے بھاگے اور عمرو بن عاص برابر تعاقب کرتے اور رگیدتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ خاص اسکندریہ کی دیواروں کے نیچے دم لیا۔ سارے شہر کو محصور کر

...میں گھس کے پناہ گزیں ہوئے۔ مگر جب مسلمانوں نے جوش و خروش سے حملہ کیا تو شہر کی بھی حفاظت ...سکے۔ اور عمرو بن عاص نے شہر کے اندر گھس کر قتل عام شروع کر دیا۔ بہت سے رومیوں کے ساتھ ...ل بھی مارا گیا۔

ابن عاص کی عدالت گستری و رعایا پروری۔

رومیوں نے جس وقت وہ مسلمانوں کے مقابلے کو اسکندریہ سے نکل کے چلے ہیں۔ راستے میں اعتدا لیا ...تھیں چنانچہ اسکندریہ کے گرد و نواح میں جتنی بستیاں تھیں ان کی ساری رعایا کا مال و اسباب اور ان کے ...یشی اور جانور لوٹ لیے تھے۔ عام ازیں کہ وہ مسلمانوں کے مخالف ہوں یا ان کے موافق۔ جب ...سلمان دوبارہ فتحیاب اور ملک پر قابض ہوئے تو ان بستیوں کے وہ لوگ جنھوں نے بغاوت و بدعہدی ...یں کی تھی حضرت عمرو بن عاص کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے نہ آپ کی مخالفت کی تھی ورنہ آپ کی اطاعت سے باہر ہوئے تھے اور اسی وجہ سے رومیوں نے ہمارے مال و اسباب ...ر جانوروں کو زبردستی ہم سے چھین لیا۔" اسلام میں غیر مسلم ذمی رعایا کے جان و مال کی حفاظت کرنا خلافت کا ...ض ہے اور اگر ان کو کسی دشمن سے نقصان پہنچ جائے تو وہ اس کا معاوضہ پانے کے مستحق ہیں۔ عمرو ...ن عاص نے ان کے دعووں کی تحقیقات کی اور جن جن کا وفادار رہنا اور نقصان اٹھانا ثابت ہوا ان ...قصانوں کا پورا پورا معاوضہ کر دیا۔

فصیل سکندریہ کا انہدام۔

اس کے بعد عمرو بن عاص نے اسکندریہ کی شہر پناہ منہدم کرا دی اس لیے کہ اسی کی وجہ سے ...رومیوں کو سرتابی و بغاوت کا حوصلہ ہوتا تھا۔

الجزیرہ کی شورش اور اسکی اصلاح۔

ادھر مصر میں تو یہ واقعات پیش آئے اور ادھر سعد بن ابی وقاص کو جو کوفے کے والی مقرر ہو چکے تھے خبر پہنچی کہ اہل جزیرہ میں ایک شورش مچی ہوئی ہے اور غدر کرنے پر آمادہ ہیں۔ سنتے ہی انھوں نے ...کر بھیج کر اس ملک کی اصلاح کی۔ بعد ازاں انھوں نے علاقۂ دیلم میں خود جا کے جہاد کیا اور فاتح و غانم ...واپس آئے۔

سعد کی معزولی اور ولید کا تقرر۔

حضرت سعد اتنی ہی کارروائی کرنے پائے تھے کہ حسب فرمان خلافت کوفہ سے معزول ہو گئے ...اور ان کی جگہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط کا تقرر ہو گیا۔ یہ ولید حضرت عثمانؓ کے اخیافی بھائی تھے۔ اس لیے ...دونوں ایک ہی ماں اروی بنت کریز کے بیٹے تھے۔ اور اروی کی ماں یعنی حضرت عثمانؓ کی نانی حضرت عبدالمطلبؓ کی صاحبزادی بیضا تھیں جو حضور رسول خدا صلعم کی پھوپی ہوئیں۔

اس تغیر کا باعث۔ سعد و ابن مسعود میں نزاع۔

اس تغیر کا باعث یہ ہوا کہ کوفہ میں حضرت سعد والی اور حضرت عبداللہ بن مسعود افسر خزانہ تھے ...سعد نے ابن مسعود کو راضی کر کے بیت المال سے کچھ رقم قرض لی تھی۔ ابن مسعود نے تقاضا کیا تو

Marfat.com

اُن سے رقم ادا نہ ہو سکی۔ اور باہم سخت کلامی ہو گئی۔ اس جھگڑے کے وقت اتفاقاً حضرت سعد کے بھتیجے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص موجود تھے۔ انھوں نے دونوں صاحبوں کو سمجھایا اور کہا آپ دونوں صاحب صحابی رسول اللہ ہیں۔ اور سب لوگوں کی نظریں آپ کے اخلاق و عادات پر لگی ہوئی ہیں آپ کے لیے باہم یوں جھگڑنا مناسب نہیں ہے" سعد نے طیش میں آ کے ہاتھ اٹھائے کہ ابن مسعود کے حق میں بددعا کریں۔ چونکہ وہ مستجاب الدعوات تھے حضور سرورِ عالم رسول خدا صلعم نے فرمادیا تھا کہ ان کی دعا قبول ہو گی۔ اور اکثر موقعوں پر ان کی دعا تیر بہدف ثابت ہو چکی تھی۔ اس لیے ہاتھ اٹھا کر فقط اتنا پائے تھے! "اے آسمان و زمین کے مالک!" کہ ابن مسعود نے گھبرا کے روکا اور کہا "دیکھیے کوئی بری بات زبان سے نہ نکالیے گا۔ سعد رک گئے اور کہا "خدا کی قسم خدا کا خوف نہ ہوتا تو میں ایسی بددعا کرتا کہ تم پر ... ہوتی۔" بعد ازاں عبداللہ بن مسعود اٹھ کر چلے گئے مگر کوشش شروع کی اور لوگوں کو درمیان میں ڈال کر بیت المال کی وہ رقم اُن سے وصول کریں اُن کے مقابل سعد نے اور لوگوں کو بیچ میں ڈال کر مہلت چاہی۔ انجام یہ ہوا کہ اہل کوفہ کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک سعد بن ابی وقاص کے خلاف تھا۔ اور دوسرا عبداللہ بن مسعود کے خلاف اور اہل کوفہ پر پھوٹ اور نااتفاقی کی یہی پہلی آفت ہے جس میں وہ مبتلا ہوئے اور شیطان نے ان میں تفرقہ ڈال دیا۔

اہل کوفہ میں پہلا تفرقہ۔

اول ان تمام واقعات کی اطلاع حضرت عثمانؓ کو ہوئی تو دونوں بزرگوں سے ناراض ہو گئے اور یہ ارادہ کیا کہ دونوں کو علحدہ کر دیں۔ حضرت عبداللہ کو حسب سابق مہتمی خزانہ پر بحال رکھا مگر سعد کو حکومت کوفہ سے معزول کر دیا۔ اور ان کی جگہ ولید بن عقبہ کو مقرر فرما دیا۔ ولید حضرت فاروقؓ کے عہد سے سلمانان الجزیرہ پر حاکم تھے۔ فرمانِ خلافت پاتے ہی وہ کوفہ میں آئے۔ اور سعد سے حکومت کا جائزہ لے لیا۔ اور بعد کے واقعات سے ظاہر ہو گا کہ اہل کوفہ نے ولید کو اس قدر پسند کیا کہ اس سے پہلے کسی حاکم سے وہ اتنے راضی نہیں رہے تھے۔

بغاوت آذربائجان۔

ولید نے حکومت کوفہ کی عنان ہاتھ میں لیتے ہی عتبہ بن فرقد کو حکومت آذربائجان سے معزول کیا۔ وہ لوگ اپنے والی سے اس قدر خوش تھے کہ اس کے معزول ہوتے ہی بغاوت کر دی۔ اور خود ولید ایک زبردست لشکر کے ساتھ جس کے افسر مقدمۃ الجیش عبداللہ بن شبیل احمسی تھے باغیوں کے سر پر جا پہنچے۔ بلاد موقان ببر۔ اور طیلسان کو تاخت کر کے اور بہت سے لونڈی غلام اسیر کر کے دوبارہ فتح کر لیا۔ آخر ساحل آذربائجان کے لوگوں نے ہمت ہار کے صلح کی درخواست کی۔ اور جن شرطوں پر پیشتر حذیفہ نے ان لوگوں سے صلح کی تھی اب بھی کر لی گئی۔ وہ شرطیں یہ تھیں کہ آٹھ ہزار درہم سالانہ دیا کریں اور جو مال

اور اُس کی سزا۔

Marfat.com

لیتے رہے ہیں اس کو بھی حسب معمول ادا کرتے ہیں۔"

فتح آرمینیہ

بعد ازاں ولید نے اطراف و جوانب میں فوجیں بھیج کر سارے ملک کو مسخر کر لیا۔ اور اسی سلسلہ میں لمان بن ربیعہ باہلی کو بارہ ہزار لشکر کے ساتھ آرمینیہ کی طرف روانہ کیا جو چند ہی روز میں سارے لک کو مطیع و منقاد بنا کے بہت سے لونڈی غلاموں اور مال غنیمت کو لیے ہوئے واپس آ گئے۔

لشکر عراق مسلمانان شام کی کمک پر

ان کارروائیوں کے بعد ولید کوفہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ موصل کے راستے سے آ رہے تھے ور شہر حدیثہ میں پڑاؤ تھا کہ فرمان خلافت ملا جس کا مضمون یہ تھا کہ "مسلمانان شام پر رومیوں نے یر التعداد فوج سے یورش کی ہے۔ لہٰذا تم اپنے بہادروں میں سے کسی آزمودہ کار سردار کو آٹھ نو ہزار ج کے ساتھ فوراً روانہ کرو کہ وہ لوگ شام میں پہنچ کر اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کریں۔" ولید نے ی وقت لوگوں کو جمع کر کے ایک خطبے کے ذریعے سے مطلع کیا۔ اور فاتح آرمینیہ سلمان بن ربیعہ باہلی کو ٹھ ہزار فوج پر سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کر دیا۔ یہ لوگ جلدی جلدی کوچ کرتے ہوئے گئے اور لشکر شام میں ریک ہو گئے جس کے سپہ سالار حبیب بن مسلمہ تھے۔

آرمینیہ پر شام سے حملہ

اصل واقعہ یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ نے جناب معاویہ کو حکم کیا کہ حبیب بن مسلمہ کو لشکر شام کا سپہ سالار ا کے ملک آرمینیہ پر بھیجو۔ جناب معاویہ نے اس حکم کی فوراً تعمیل کی۔ اور حبیب نے جا کر شہر قالی قلا کا اس ح سے محاصرہ کیا کہ محصورین نے نہایت ہی اضطراب و التجا کے ساتھ درخواست کی کہ "چاہیے ہم سے زیہ لیجیے اور چاہیے ہمیں جلاوطن کیجیے مگر امان دیجیے۔" اس درخواست پر حبیب نے جن لوگوں کو مناسب ا جلاوطن کر دیا۔ اور کئی ہفتے تک وہاں ٹھہرے رہے۔ اور جلاوطن بلاد روم میں چلے گئے۔

رومیوں کا زبردست حملہ

اسی اثنا میں حبیب کو خبر ملی کہ علاقہ آرمی ناقس کا حاکم بطریق مسمی موریان جس کی قلمرو خلیج مارمورا تک لی ہوئی ہے اسی ہزار لشکر جرار لے کر چلا ہے کہ مسلمانوں سے مقابلہ کرے۔ بلاتامل حضرت معویہؓ کو خبر ی۔ انھوں نے حضرت عثمانؓ کو لکھا۔ اور انھوں نے ولید کو حکم بھیجا کہ فوراً مسلمانان شام کی کمک کرو۔

بعض اہل تاریخ کو اس میں اختلاف ہے۔ اُن کے نزدیک حضرت عثمانؓ نے ولید کو نہیں بلکہ سعید عاص کو کمک روانہ کرنے کا حکم کیا تھا۔ بہر حال جن بزرگ کے نام حکم گیا ہو انھوں نے سلمان باہلی کو روانہ کیا جن کے ہمراہ نو یا حسب روایت سابقہ آٹھ ہزار فوج تھی۔ یا بعض راویوں کے بیان کے مطابق چھ ہزار۔

ایک بہادر خاتون کا جواب

حبیب نے کوفہ کے لشکر کے آ پہنچنے کے بعد ایک شب کو ارادہ کیا کہ موریان کی لشکر گاہ پر ماریں۔ لباس جنگ سے آراستہ ہوتے دیکھ کر ان کی بیوی ام عبداللہ بنت یزید کلبیہ نے پوچھا

کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا "سوریان کی حرم سرا میں جاتا ہوں" یہ کہہ کے باہر نکلا اور فوراً
سے روانہ ہو کر رومیوں کے پڑاو پر جا پڑے۔ اور لوگوں کو مارتے گراتے اور قتل و قمع کرتے ہوئے
سوریان کی حرم تک جا پہونچے جس میں چاروں طرف قناتیں کھڑی ہوئی تھیں اور "سراپردہ"
کہلاتی تھی۔ حبیب جب اس سراپردہ میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ شریف و بہادر خاتون
اُم عبداللہ سامنے کھڑی ہیں۔ حیرت سے ان کی صورت دیکھی اور سمجھ گئے کہ غیور بیوی کو نہیں گوارا
ہے کہ میں کسی زنان خانے میں جاؤں اور ان کے سوا کسی اور عورت پر نظر ڈالوں۔

رومیوں کو شکست دے کر حبیب قالی قلا میں واپس آئے۔ پھر وہاں سے کوچ کر کے مقام
مربال میں اُترے تو خلاط کا حاکم بطریق عیاض بن غنم کی دستخطی سند امان لے کے حاضر ہوا۔ اور
جو کچھ رقم اس کے ذمے واجب الادا تھی پیش کی۔ حبیب نے اس کے معاہدے کو برقرار رکھا۔ اور
آگے بڑھے۔ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ علاقہ بسفرجان کے شہر مکس کا حاکم حاضر ہوا۔ اس نے
علاقہ کی رقم جزیہ مشخص کر کے آگے کی راہ لی۔ اور شہر ازدشاط میں پہونچے۔ قرمز جو نفیس ارغوانی رنگ
تھا اس شہر میں تیار ہوتا تھا۔ شہر سے ذرا فاصلے پر دبیل نام ایک ندی تھی اس کے کنارے اتر پڑے
اور سواران عرب کو حکم دیا کہ بڑھ کے شہر کا محاصرہ کریں۔ اہل شہر نے قلعہ بند ہو کر لڑنے کا ارادہ کیا
اور فصیل کے چاروں طرف منجنیقیں لگا دی گئیں۔ آخر محصورین نے عاجز آ کر امان مانگی۔ حبیب نے
ان کی درخواست قبول کی۔ اور اس شہر میں قیام کر کے چاروں طرف فوجیں بھیجنا شروع کیں۔ انھیں
فوجوں میں سے ایک کا واقعہ ہے کہ مسلمان ایک مقام پر گھوڑوں کو سوار ہونے کے لیے کس
اور لگام چڑھا رہے تھے کہ یکایک رومی آ پڑے۔ مسلمانوں نے نہایت ہی استقلال و پامردی
سے گھوڑے تیار کر لیے اور ان پر سوار ہو کے ایسا سخت حملہ کیا کہ دشمنوں کو مار کے بھگا دیا۔ اس
واقعہ کی وجہ سے عربوں نے اس شہر کا نام "ذات اللجم" یعنی لگاموں والا مقام قرار دے دیا۔

ایک فوج حبیب نے مقام سراج طیر میں بھیجی۔ اور ایک بغروند میں۔ آخر الذکر مقام کے بطریق
نے خراج قبول کر کے صلح کی تھی کہ سارے علاقہ بسفرجان کے حاکم نے اپنے تمام شہروں
متعلق صلح کر لی۔ یہاں سے کوچ کر کے حبیب شیس جان میں پہونچے یہاں کے لوگوں نے جو
مقابلہ کیا اس لیے ان کو بہ زور شمشیر مغلوب کر کے اور ان کے قلعوں پر قبضہ کر کے سیہ سالا اخلاط
مقام حوزان کی طرف چلے۔ وہاں کا حاکم راستے ہی میں حاضر ہو گیا۔ اور اس سے صلح کر کے تفلیس
میں پہونچے۔ اس شہر کے لوگوں نے بھی صلح کر لی۔ اور حبیب نے اس کے اطراف و جوانب

حبیب کے کارنامے۔

ان کی اور فتوحات

قلعوں اور شہروں کو صلح کے ذریعے سے اپنے قبضے میں کرلیا۔

سلمان بن ربیعہ کی مہم

یہ تو حبیب بن مسلمہ کے کارنامے تھے۔ سلمان بن ربیعہ باہلی جو لشکر عراق کے سردار تھے وہ رومیوں کو شکست دینے کے بعد علاقہ اران کی طرف چلے، بلقان والوں سے اس اقرار پر صلح کی کہ انھیں فقط جان و مال کی امان ہے۔ ان کے شہروں کی فصیلیں چھوڑ دی گئیں۔ اور جزیہ خراج اُن کے ذمے عائد کیا گیا۔ یہاں سے بڑھ کے سلمان شہر برذعہ پر پہونچے اور دریائے ثرثور کے کنارے اُتر پڑے جو اُن کے اور شہر والوں کے درمیان حائل تھا۔ اصلی شہر اسلامی لشکرگاہ سے ایک فرسخ کی مسافت پر تھا۔ چند روز تک اہل شہر مقابلہ کرتے رہے اور سلمان اُن کے گرد و نواح کے گاؤں پر تاختیں کر رہے تھے آخر اہل شہر نے ان شرطوں پر جو بلقان والوں سے ہوئی تھیں صلح کرلی۔ سلمان نے شہر پر قابض ہونے کے بعد آبادی کے اندر قیام کیا۔ اور یہاں سے اطراف و جوانب میں فوجیں بھیجنے لگے۔ آخر اس سرزمین کے تمام قلعے مسخر ہوگئے۔ اور سلمان نے بلاش جان کے کردوں کو اسلام کی طرف بلایا۔ مگر انھوں نے بوجوہ دین اسلام قبول کرنے کے مقابلہ کیا لیکن جب مسلمانوں نے شکست دے کے انھیں مغلوب کرلیا تو اکثر نے جزیہ قبول کرلیا۔ اور بعض نے مسلمان ہو کر زکوٰۃ ادا کی۔ سلمان نے ایک لشکر شہر شمکور پر بھیجا جس نے جاتے ہی اس کو فتح کرلیا۔ پھر یہاں سے بڑھ کر سلمان باہلی نے اس مقام پر پڑاؤ ڈالا جہاں ارس اور کر نام کی ندیاں آکر ملی ہیں۔ یہاں کے قیام میں انھوں نے مقام قبلہ کو فتح کیا۔ اور مقامات شکر وغیرہ کے لوگوں نے ادائے جزیہ کے وعدے پر صلح کرلی۔ اسی سلسلہ میں شاہ شروان اور علاقۂ کوہ قاف کے تمام فرماں رواؤں اور اہل مسقط شاہران اور شہر باب والوں سے بھی صلح ہوگئی اور سارا علاقہ زیر علم اسلام تھا۔ مگر یہ رواروی کی وقتی صلحیں تھیں اس لیے کہ سلمان کے واپس آتے ہی ان سب شہروں نے بغاوت کردی۔

حضرت معاویہ کا روم پر حملہ

حبیب کی مہم کے بعد اس سال حضرت معاویہ نے مملکت روم پر حملہ کیا۔ وہ ایک لشکر جرار لے کر دمشق سے چلے اور شہر عموریہ تک بڑھتے اور برابر قتل و قمع کرتے چلے گئے۔ رومیوں نے مسلمانوں کے خوف سے سارا ملک خالی کردیا تھا چنانچہ انطاکیہ و طرسوس سے عموریہ تک تمام قلعے رومی فوج سے خالی اور افتادہ ملے۔ یہ دیکھ کر جناب معاویہ نے یہ کارروائی کی کہ ان تمام قلعوں پر قبضہ کرکے سرزمین شام اور الجزیرہ کے بہت سے لوگوں کو ان میں بسا دیا اور واپس آئے۔

رومیوں پر دوسرا حملہ

بعد ازاں انھوں نے یزید بن حر عبسی کو ایک لشکر پر سردار مقرر کرکے اس ملک میں بھیجا جو موسم گرما میں جہاد کرنے کے لیے مخصوص کرلیا گیا تھا چنانچہ حر رومیوں کو بھگاتے ہوئے دور تک چلے گئے۔ حضرت معاویہ نے

Marfat.com

ان کو بھی یہی حکم دیا کہ راستے میں جو شہر خالی ملیں اُن میں اہل شام اور الجزیرہ کو آباد کرتے جاؤ۔ وہ جب اپنی مہم پوری کر کے پلٹے تو انطاکیہ تک جتنے رومی قلعے ملے سب کو برباد مسمار کرتے آئے۔

افریقیہ پر ابن ابی سرح کی فوج کشی

مصر کا لشکر اسلام بھی اس سال یعنی ۲۵ھ میں خاموش نہیں بیٹھا رہا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کے حکم کے مطابق والی مصر عمرو بن عاص نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو جہاد کرنے کے لیے افریقہ کی طرف روانہ کیا۔ مصر میں جو لشکر اسلام تھا اس کے ایک سردار عبداللہ بن ابی سرح بھی تھے۔ وہ ایک زبردست لشکر لے کے افریقیہ کی طرف بڑھے۔ اور دور تک جا کے اور راستے میں جو شہر ملے ان میں تاخت کر کے مال غنیمت اور لونڈی غلاموں کو لے کر واپس آئے۔ مگر اس مہم نے ان کا حوصلہ اس قدر بڑھا دیا تھا کہ مصر میں واپس آتے ہی براہ راست حضرت عثمانؓ سے خط بھیجکر افریقیہ میں دوبارہ جہاد کرنے کی اجازت حاصل کی۔

کابل و سیستان پر حملہ

ان دنوں قلمرو خلافت کے مشرقی حدود پر بھی مجاہدین اسلام گرمجوشی دکھا رہے تھے۔ چنانچہ ادھر عبداللہ بن عامر نے حضرت عثمانؓ سے کابل پر فوج کشی کی اجازت لی۔ یہ شہر ان دنوں سیستان کے علاقے میں تھا اور سیستان کا علاقہ اس زمانے میں خراسان کے علاقے سے بڑا تھا۔ عبداللہ جوش و خروش سے جا پہونچے۔ اور کابل کے گرد لڑائی چھیڑ دی۔

چند متفرق واقعات

اسی سال یزید بن معاویہ پیدا ہوا۔ اور اسی برس علاقہ نیشاپور پر مسلمانوں نے پہلے پہل جہاد کیا۔ مگر بعض اہل روایت اس جہاد کو سنہ ما بعد میں بتاتے ہیں۔ اور آخر سال میں حضرت عثمانؓ نے بنفس نفیس امیر حج کی حیثیت سے لوگوں کو حج کرایا۔

Marfat.com

دوسری فصل

عہد عثمانی۔ مسجد مکہ کی توسیع سے مسجد نبوی کی توسیع تک

مسجد مکہ کی توسیع، عبداللہ بن سعد والی مصر۔ اُن کا پہلا جہاد افریقہ۔ عمرو بن عاص اور عبداللہ میں نزاع۔ عمرو کی معزولی۔ عبداللہ کا دوسرا جہاد افریقہ۔ جرجیر حاکم افریقہ۔ اُس سے مقابلہ۔ عبداللہ بن زبیر کا افریقہ جانا۔ دشمنوں کی قوت کو انہیں پراٹھانا۔ ابن زبیر کی کامیاب تدبیر اور فتح۔ دیگر فتوحِ افریقہ، کامل فتح۔ جرجیر کی بیٹی کا انجام۔ خمس کا مروان کو ملنا۔ قیصر و اہلِ افریقہ میں اختلاف۔ اور قیصر کا غلبہ۔ اندلس پر پہلا بحری حملہ۔ عبداللہ بن نافع والی افریقہ۔ ایران و روم میں جہاد۔ بحری جہاد۔ حضرت فاروق کو اس سے اختلاف تھا۔ حضرت عثمانؓ سے بحری جنگ کی اجازت۔ معززین مجاہدینِ بحر۔ فتح قبرس۔ شرائط صلح۔ ابو درداء کی چشم عبرت بیں۔ اُمِ حرام کی شہادت۔ پہلے امیر البحر اسلام عبداللہ بن قیس۔ اُن کی شہادت۔ اُن کے قائم مقام حضرت عثمانؓ کی محترم بیوی نائلہ۔ ابو موسیٰ اشعری سے اہلِ بصرہ کی ناراضی۔ اور ان کی معزولی۔ عبداللہ بن عامر والی بصرہ۔ اور بہت سے والیوں کا تقرر اور ان کے کارنامے۔ بغاوتِ فارس مسلمانوں کو شکست۔ دوسرا معرکہ اور فتح۔ فتوح داماب گرد و گور۔ تاریخ طبری۔ اصطخر پھر فتح ہوا۔ خلافت کی جانب سے جدید انتظامات۔ ابن خازم کے عروج کی ابتدا۔ مسجد نبوی کی توسیع۔

اب حضرت عثمانؓ کی خلافت کا تیسرا سال یعنے ۲۶ھ شروع ہوا اور صحابہ اسی دینی جوش اور فدائی سرگرمی سے اسلام کی اشاعت اور قلمرو خلافت کی توسیع میں مصروف تھے۔ حجاج کی تعداد اب اس قدر بڑھ گئی تھی کہ حرم مکہ کی مسجد ان کے لیے کافی نہ تھی۔ حج کرنے کے والے اب اکیلے اہلِ عرب نہ تھے بلکہ عرب و عجم دوش بدوش طوافِ کعبہ کرتے۔ اور ایران و ترکستان اور شام و مصر کے لوگ بھی موسمِ حج میں حاضر ہو کر کعبہ کے آگے سر جھکاتے۔ لہٰذا ضرورت پیش آئی کہ مسجد حرام مکہ کی توسیع کی جائے۔ تمام مسلمانوں کی خواہش کے مطابق حضرت عثمانؓ نے اس کام کو اپنے ذمے لیا اور بوجہ احسن انجام دیا۔ گرد و پیش کے لوگوں کے مکانوں کو خرید کے مسجد میں شامل فرما دیا۔ چند لوگوں نے مکانوں کے دینے سے انکار کیا۔ چونکہ یہ خانۂ خدا کی دینی خدمت تھی ان کے مکانات بھی منہدم کرا کے مسجد حرم میں شامل کر لیے۔ ان لوگوں نے قیمت لینے سے انکار کیا تو قیمت مشخص کرا کے بیت المال میں داخل فرما دی۔ اس پر بھی ان لوگوں نے

مسجد مکہ کی توسیع۔

حضرت عثمانؓ کے خلاف شور و ہنگامہ مچایا تو ان کو گرفتار کرا لیا اور سامنے بلا کے فرمایا یہی کاروائی تمھارے ساتھ عمر بن الخطاب نے کی تھی اس وقت تم نے شکایت نہ کی! اور اب شورش مچاتے ہو۔ اور آپ نے توسیع مسجد کے ساتھ انصاب حرم کی بھی تجدید کی تھی جن سے حد حرم معلوم ہوتی ہیں بعد ازاں عبداللہ بن خالد بن اسید کی سفارش سے وہ سب لوگ چھوڑ دیے گئے۔

مصر کے فتح ہونے کے زمانے سے اس وقت تک وہاں کے والی عمرو بن عاص رہے تھے حضرت عثمانؓ نے ۲۶ھ میں ان کو اس خدمت سے معزول کر کے ان کی جگہ اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مقرر کر دیا۔ اور انتظام کیا کہ مصر کی فوج کے افسر تو عمرو بن عاص ہی رہیں۔ مگر والی مصر عبداللہ کو بنا کے حکومت ان کے ہاتھ میں دے دی عمرو بن عاص نے ناراض ہو کر حضرت عثمانؓ کو لکھا کہ گائے کے سینگ اور پاؤں تو میں پکڑوں اور دودھ دوسرا شخص دوہے"۔[۵]

عبداللہ بن ابی سرح اس فوج میں تھے جو خلافت کی جانب سے مصر میں متعین تھی۔ حضرت عثمانؓ نے ۲۵ھ میں ان کو افریقہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا اور وعدہ کیا کہ اگر تم کو اس جہاد میں کامیابی ہوئی تو جو پانچواں حصہ خلافت کا حق ہے تم کو بطریق انعام دیا جائے گا۔ ساتھ ہی فرمایا عبداللہ بن نافع بن عبد القیس اور عبداللہ بن نافع بن حرث افریقہ پر حملہ کرنے والی فوج کے سردار ہوں اور دونوں عبداللہ بن ابی سرح کے ماتحت رہیں۔

یہ لشکر قلزم و مصر سے گزر کے جب افریقہ میں داخل ہوا تو علم اسلام کے نیچے دس ہزار بہادران اسلام تھے۔ افریقہ والوں نے جب اپنے میں مقابلے کی طاقت نہ پائی تو خراج ادا کرنے کا وعدہ کر کے صلح کر لی مگر دشمنوں کی اس قدر کثرت نظر آئی کہ آگے بڑھنا مصلحت نہ معلوم ہوا صلح کر کے واپس چلے آئے۔

رضاعی بھائی کا یہ کارنامہ دیکھ کر حضرت عثمانؓ نے ان سے جو وعدہ کیا تھا پورا کیا اور ان کو والی مصر بھی مقرر کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں اور عمرو بن عاص میں اختلاف پڑا۔ اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ عبداللہ نے حضرت عثمانؓ کو لکھا کہ عمرو نے ایسے جھگڑے پیدا کر دیے ہیں کہ خراج وصول نہیں ہو رہا ہے۔ ادھر عمرو بن عاص نے بارگاہ خلافت میں لکھا کہ عبداللہ نے فوجی نظام بگاڑ دیا ہے۔ اس کا یہ انجام ہوا کہ حضرت عثمانؓ نے عمرو بن عاص کو فوج کی سرداری سے بھی معزول کر کے مصر کے تمام فوجی و دیوانی انتظامات عبداللہ کے ہاتھ میں دے دیے اور عمرو بن عاص مدینے میں چلے آئے۔

جب پوری حکومت مصر عبداللہ کے ہاتھ میں آ گئی تو انھوں نے حضرت عثمانؓ سے افریقہ پر دوبارہ

عبداللہ بن سعد والیٔ مصر

اُن کا پہلا جہاد افریقہ

عمرو بن عاص اور عبداللہ میں نزاع

عمرو کی معزولی

---

[۵] عقد الفرید۔

Marfat.com

حملہ کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے صحابہؓ کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ اور جب اکثر نے جہاد کی رائے دی تو مدینہ طیبہ سے ایک نہایت زبردست لشکر مرتب کر کے روانہ فرمایا۔ جس میں عبداللہ بن عباسؓ اور بہت سے اکابر صحابہ تھے۔ اس لشکر کو لے کر عبداللہ بن ابی سرح افریقہ کی طرف بڑھے۔ برقہ تک پہونچے تھے کہ عقبہ بن نافع اور ان کے ہمراہی بھی اس لشکر میں آملے جو پہلے سے اس سرزمین میں داخل ہو چکے تھے۔ اب اس لشکر نے طرابلس الغرب میں پہونچ کر رومیوں کو شکست دی اور آگے بڑھ کر افریقہ پر حملہ کیا۔ ان دنوں افریقہ الجزیرہ (الجیریا) وغیرہ کا نام تھا۔ یہاں پہونچ کر مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے لشکر ہر طرف روانہ ہوئے کہ اطراف وجوانب کے شہروں پر قبضہ کریں۔

عبداللہ کا دوبارہ جہاد افریقہ۔

اس ملک کا فرماں روا قیصر روم کی طرف سے جرجیر نام ایک شخص تھا جو قیصر کو سالانہ خراج ادا کرتا تھا اس کی قلمرو طرابلس سے طنجہ (ٹنجیر) تک پھیلی ہوئی تھی۔ اسے مسلمانوں کی آنے کی خبر ہوئی تو مقابلے کی تیاریاں کرنے لگا۔ نہایت جد وجہد سے ایک لاکھ بیس ہزار فوج جمع کر لی۔ اور مقابلے کے لیے بڑھا۔ یہیں کے دار السلطنت اور شہر سبیطلہ کے درمیان ایک مقام میں میدان جنگ گرم ہوا۔ جس میں ایک شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ آخر جرجیر کو مناسب معلوم ہوا کہ اپنے دار السلطنت کی دیواروں کے پیچھے ڈیرہ ڈال کر لڑے مسلمان بھی تعاقب کرتے ہوئے اس کے شہر پر جا پہونچے۔ اور طرفین سے لڑائیاں ہونے لگیں۔ عبداللہ بن ابی سرح نے جرجیر کو مطلع کر دیا کہ یا اسلام قبول کرو یا جزیہ دو۔ مگر اس نے دونوں باتوں کے ماننے سے قطعاً انکار کیا۔

جرجیر حاکم افریقہ۔

اُن سے مقابلہ۔

حضرت عثمانؓ کا دل اس لڑائی کی طرف لگا ہوا تھا۔ اور حالات بُعد مسافت کی وجہ سے دیر دیر میں معلوم ہوتے تھے۔ ایک بار خبروں کے آنے میں اس قدر تاخیر ہوئی کہ آپ سخت پریشان ہوئے۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر کو چند لوگوں کے ساتھ روانہ کیا کہ جس قدر جلد ممکن ہو جا کے میدان جنگ کی خبر لائیں۔ حکم ہوتے ہی وہ نہایت پھرتی اور عجلت سے روانہ ہوئے۔ اور افریقہ کے میدان گیرودار میں پہونچ کر دم لیا۔ ان کے پہونچنے پر مجاہدین نے زور وشور سے نعرہ تکبیر بلند کیا تو جرجیر نے لوگوں سے اس کا سبب پوچھا کسی نے کہا یہ خوشی کے نعرے ہیں۔ اس لیے کہ مسلمانوں کی کمک آگئی۔

عبداللہ بن زبیر کا افریقہ جانا۔

عبداللہ بن زبیر نے یہاں میدان میں پہونچ کر دیکھا کہ مسلمان روز صبح سے ظہر کے وقت تک لڑتے ہیں۔ اور اس کے بعد گرمی کی شدت سے اپنے خیموں میں واپس چلے آتے ہیں۔ دوسرے دن ابن زبیر میدان میں آئے تو سپہ سالار اسلام ابن ابی سرح کی کسی طرف صورت نہ دکھائی دی۔ لوگوں سے پوچھا وہ کہاں ہیں؟ جواب ملا کہ جرجیر نے عام اعلان کر دیا ہے کہ جو کوئی عبداللہ بن ابی سرح کو

دشمنوں کی قوت [illegible] اٹھانا۔

Marfat.com

قتل کرے گا اُسے میں ایک لاکھ دینار انعام دوں گا اور اپنی بیٹی کو بھی اسی کے عقد میں دے دوں گا
اس اعلان کے خوف سے ہمارے سوار خیمے کے باہر نہیں نکلتے۔ ابن زبیر فوراً ابی سرح کے خیمے
میں گئے اور کہا آپ ڈرتے کیوں ہیں؟ آپ بھی اشتہار دے دیجیے کہ جو کوئی جرجیر کا سر کاٹ
لائے گا اس کو ایک لاکھ دینار ملیں گے اور اس کی بیٹی بھی اسی کو دی جائے گی اور اسی کو میں جرجیر کے
ملک کا حاکم بھی بنا دوں گا۔ اس مضمون کا اعلان فوراً شائع کر دیا گیا اور یک بیک یہ حالت ہو گئی کہ جرجیر
اپنی جان کے لیے عبداللہ بن ابی سرح سے زیادہ خائف تھا۔

ابن زبیر کی کامیاب تدبیر۔ اس کے بعد بھی لڑائی کو طول ہوا تو ابن زبیر کے مشورے سے ایک دن لشکر اسلام کا ایک حصہ
لشکرگاہ میں روک لیا گیا۔ اور جیسے ہی ظہر کے وقت مسلمان میدان سے جوش شجاعت دکھا کے واپس
آئے۔ اور تھکے ماندے رومی بھی واپس گئے۔ اور ہتھیار کھول رہے تھے کہ ناگہاں خود عبداللہ بن زبیر
اس محفوظ لشکر کے ساتھ ان پر جا پڑے۔ رومیوں کو خبر بھی نہ ہونے پائی تھی کہ یہ لشکر اسلام اُن کے
پڑاؤ میں گھس پڑا۔ رومی ایسے بدحواس ہوئے کہ ہتھیار بھی نہ اٹھا سکے اور مسلمانوں نے تہ تیغ کرنا شروع کیا
اور فتح۔ آخر جرجیر عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور اس کی بیٹی پکڑ لی گئی۔ رومی ہمت ہار کے بھاگے اور
ہر طرف قتل ہونے لگے۔

اب عبداللہ بن ابی سرح نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور آخر وہ بھی فتح ہو گیا اور اتنا مال غنیمت مسلمانوں کے
ہاتھ آیا کہ ہر سوار کو اپنے حصے میں تین ہزار اور ہر پیدل کو ایک ہزار دینار ملے۔

دیگر فتوحات افریقہ۔ عبداللہ نے شہر سبیطلہ کو بھی فتح کر لیا تو دیگر بلاد افریقہ کی طرف فوجیں روانہ کیں۔ جن میں سے ایک
فوج نے شہر نفقضہ کو اور دوسرے نے حصن اجم کو فتح کیا جہاں تمام اطراف و جوانب کے لوگ
کامل فتح۔ جمع تھے۔ چنانچہ وہ قلعہ چند روز محصور رہنے کے بعد فتح ہو سکا۔ آخر افریقہ والوں نے اپنی تمام کوششوں میں
جرجیر کی بیٹی کا انجام۔ ناکام ہونے کے بعد پچیس لاکھ دینار سالانہ خراج ادا کرنے کا اقرار کر کے امان حاصل کی۔ جرجیر کی بیٹی
عبداللہ بن زبیر کو ملی۔ اور انھیں نے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہو کے مژدۂ فتح سنایا۔ بعض
راویوں کا بیان ہے کہ یہ افریقہ کی دیبہ شاہزادی عبداللہ بن زبیر کو نہیں بلکہ ایک انصاری بزرگ
کو ملی تھی۔

عہ اس شاہزادی کے حسن و جمال علم و فضل اور شجاعت و مردانگی کی گبن نے بڑی تعریف کی ہے۔ مگر اس نامور انگریز مورخ سے
یہ بڑی فاش غلطی ہو گئی ہے کہ عبداللہ بن زبیر کی جگہ اُن کے والد محترم زبیر بن عوام کو اس لڑائی کا مرد میدان اور شاہزادی
جیتنے والا بتا دیا۔

ایک سال تین مہینے اس عظیم الشان مہم میں صرف کرنے کے بعد عبداللہ بن ابی سرح مصر میں واپس آئے۔ اور حیرت کی یہ بات ہے کہ اتنی بڑی لڑائی میں مسلمانوں کے فقط تین آدمی شہید ہوئے جن میں ایک نامور شاعر عرب ابو ذؤیب ہذلی تھے جو خاک افریقہ میں آغوش لحد کے سپرد کر دیے گئے۔

خمس کا مروان کو ملنا۔

افریقہ کی اس مہم کی غنیمت کا مال خمس جب مدینے میں پہونچا تو مروان بن حکم نے پانچ لاکھ دینار میں مول لے لیا۔ اور وہ قیمت کی رقم بھی حضرت عثمانؓ نے اس کو معاف کر دی چنانچہ یہ واقعہ بھی منجملہ ان واقعات کے ہے جن کا حضرت عثمانؓ کو الزام دیا جاتا تھا۔ اس میں اختلاف ہے کہ افریقہ کا خمس عبداللہ بن ابی سرح کو دیا گیا۔ یا مروان کو۔ مگر غالباً یہی صحیح ہے جو ہم نے بیان کیا کہ پہلی مہم افریقہ کا مال خمس عبداللہ کو عطا ہوا تھا اور دوسری مہم کا جو بہت زیادہ ہوگا مروان کو ملا۔

قیصر اور اہل افریقہ میں اختلاف۔

تمام یہی فرماں روا جو مصر سے افریقہ مراکش اور اندلس تک پھیلے ہوئے تھے۔ قیصر روم یعنی تاجدار قسطنطنیہ کے باجگذار تھے۔ اہل افریقہ نے جب مسلمانوں سے صلح کر لی۔ اور ملک میں امن و امان قائم ہو گیا تو قیصر نے اپنے ایک سردار بطریق کو بھیجا کہ جن لوگوں سے مسلمانوں نے خراج اور محصول وصول کر لیا ہے ان سے بھی اپنا مقررہ خراج وصول کرے۔ یہ بطریق شہر قرطاجنہ میں جہاز سے اترا اور رعایا کو جمع کر کے قیصر کا حکم سنایا۔ سب لوگوں نے کہا ہم نے خراج ادا کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ مگر قیصر کا فرض تھا کہ جب مسلمانوں نے ہم پر حملہ کیا ہے تو وہ ہمیں ان کی دستبرد سے بچاتا۔ تاکہ جس رقم کا وہ متقاضی ہے اس کو مسلمان ہم سے زبردستی نہ وصول کر سکتے۔"

اور قیصر کا غلبہ۔

جرجیر کے مارے جانے کے بعد مسلمانوں نے افریقہ کا فرماں روا ایک اور رومی شخص کو مقرر کر دیا تھا اس سے اور اس تازہ وارد بطریق سے لڑائی چھڑ گئی۔ اور بہت سے ہنگاموں کے بعد نیا بطریق غالب ہوا اور جرجیر کا جانشین افریقہ سے بھاگ کر شام میں آیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد امیر معاویہ خلافت کر رہے تھے لہٰذا اس کی سرگذشت کو ہم اسی موقع پر بیان کریں گے۔

اندلس پر بحری حملہ۔

افریقہ کے فتح ہو جانے کے بعد حضرت عثمانؓ نے حکم دیا کہ عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن عبدالقیس دریا کے راستے سے جا کر اندلس پر حملہ کریں۔ چنانچہ یہ دونوں نامور سردار ایک زبردست لشکر کے ساتھ جس میں بہت سے اہل بربر تھے جہازوں پر سوار ہوئے۔ جو مسلمان اس بحری مہم پر روانہ ہوئے ان کو حضرت عثمانؓ نے اپنی خاص تحریر کے ذریعے سے آگاہ فرمایا کہ قسطنطنیہ پر حملہ اندلس ہی کی جانب سے ہوگا۔ غرض یہ لشکر جا کے کامیاب ہوا۔ اور افریقہ کے برابر ایک ملک علم اسلام کے سایے میں آ گیا۔[۵]

۵ علی العموم مشہور ہے کہ اندلس پر فوج کشی عبدالملک بن مروان کے عہد میں ہوئی۔ مگر ابن اثیر نے حضرت عثمانؓ ہی کے عہد میں بقیہ مضمون ....

Marfat.com

تھوڑے زمانے کے بعد حضرت عثمانؓ نے افریقہ کی حکومت عبداللہ بن ابی سرح کے قبضے سے نکال لی اور عبداللہ بن نافع عبدالقیس کو حاکم افریقہ مقرر فرمایا۔ عبداللہ بن ابی سرح مصر چلے گئے وہاں آتے ہی بہت کچھ رقم خزانہ مصر سے بارگاہ خلافت میں بھیجی۔ اتفاقاً اس کے پہنچنے کے زمانے میں عمرو بن عاص حضرت عثمانؓ سے ملنے کو گئے۔ جناب خلافت پناہ نے کہا "عمرو تم نے سنا کہ تمہارے بعد اس اونٹنی نے زیادہ دودھ دیا۔" عمرو نے برجستہ کہا "جی ہاں دودھ تو دیا مگر بچہ ہلاک ہو گیا۔"

عبداللہ بن نافع والی افریقہ۔

مشرق میں ان دنوں ایران کے شہر اصطخر والوں نے بغاوت کر دی تھی۔ لہٰذا عثمان بن ابی العاص نے ۲۷ھ میں اس کو دوبارہ فتح کیا۔ اور انھیں دنوں حضرت معٰویہؓ نے قنسرین کی طرف قلمرو روم میں جہاد کیا۔ جناب معٰویہ کے حوصلے بڑھے ہوئے تھے۔ اور وہ ہمیشہ قلمرو اسلام کے وسیع کرنے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ سب سے زیادہ ان کو اس بات کی تمنا تھی کہ مسلمان بحری راستے سے جہاد کریں۔ چنانچہ اس سے پیشتر انھوں نے حضرت عمرؓ سے جزیرۂ قبرس (سائپرس) پر حملہ کرنے کی اجازت مانگی تھی۔ اور چونکہ اس جزیرے کا ساحل شام کے شہر حمص سے بہت قریب ہے اس لیے حضرت فاروقؓ کو یہ الفاظ لکھے تھے کہ "حمص کے ایک ساحلی گانوں سے رومی اس قدر قریب ہیں کہ اس گانوں کے لوگ وہیوں کے کتوں کا بھونکنا اور ان کے مرغوں کا بانگ دینا سنا کرتے ہیں۔" معٰویہ کی اس تحریک پر حضرت فاروقؓ نے عمرو بن عاص کو لکھا کہ "مجھے تم سمندر کی اصلی حالت اور دریا ماں بحری کی کیفیت لکھ بھیجو۔" عمرو نے لکھا "ایک بڑی چیز (جہاز) ہے جس پر ایک چھوٹا مخلوق (انسان) بیٹھ کے جاتا ہے۔ گردوپیش آسمان و پانی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ہوا رک گئی تو دل پھٹنے لگتے ہیں اور زور سے چلی تو تلاطم کے باعث ہوش و حواس نہیں بجا رہتے۔ فلاح کا یقین کم اور شک زیادہ ہے۔ ان کی مثال ایک کیڑے کی ہے جس کو ایک تختہ پر بٹھا کے پانی میں چھوڑ دیا جائے۔ تختہ کسی طرف جھکا تو وہ ڈوب گیا۔ اور بچا تو ہر دم پریشان و مضطر رہا۔" عمرو بن عاص نے یہ ایسا ہولناک منظر دکھایا تھا کہ حضرت عمرؓ سہم گئے اور جناب معٰویہؓ کو لکھا "قسم ہے اس خدا کی جس نے محمدؐ کو مبعوث برسالت کیا میں کبھی کسی مسلمان کو جہاز پر سوار کرا کے نہ بھیجوں گا۔ مجھے ایک مسلمان کی جان روم کے سارے عالم سے زیادہ عزیز ہے۔ لہٰذا اس معاملے میں زیادہ اصرار نہ کرنا تم جانتے ہو علاءؓ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آچکا ہے۔ بس اب میں قیصر کے مقابلے سے دست بردار ہو جاتا ہوں۔" جب حضرت عثمانؓ کا زمانہ آیا تو جناب معٰویہؓ نے ان کی خدمت میں اصرار شروع کیا۔ اور آخر اجازت حاصل کر ہی کے چین لیا۔

ایران و روم میں جہاد۔

بحری جہاد۔

حضرت فاروقؓ کو اس سے اختلاف تھا۔

حضرت عثمانؓ سے بحری جنگ کی اجازت۔

عہد میں فتح اندلس کو لکھ دیا ہے۔ جس روایت کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ ملک اندلس بھی فتوحات عثمانی میں ہے اور ممکن ہے کہ جیسا کہ اس کو دوبارہ فتح کیا ہو۔

Marfat.com

حضرت عثمانؓ نے جو اجازت کی تحریر بھیجی اُس میں لکھا تھا: "اس مہم کے لیے تم خود لوگوں کو منتخب نہ کرنا نہ انتخاب کے لیے قرعہ اندازی کرنا۔ بلکہ لوگوں کو اختیار دے دو۔ جو شخص بہ رضا و رغبت جانا چاہے اُس کو لے جاؤ اور اس کی مدد کرو۔ مگر جو لوگ خاموش رہیں اُن سے ہرگز تعرض نہ کرنا"۔ چنانچہ معٰویہؓ نے یہی کیا۔

معرکہ مجاہدین بحر۔

عبداللہ بن قیس حاسی کو جو بنی فزارہ کے حلیف تھے امیر البحر مقرر کیا۔ اور خود اس مہم میں مجاہدین بحر کے ساتھ ہوئے۔ ان کے ہمراہ اکابر صحابہ کا ایک گروہ بھی تھا جن میں سے ابوذر غفاری۔ عبادہ بن صامت۔ عبادہ کی محترم بیوی اُم حرام اور ابودرداء اور شداد بن اوس کے ایسے صحبت یافتگان رسول اکرمؐ تھے۔

فتح قبرس۔

یہ مسلمانوں کا پہلا جنگی بیڑہ سنہ ۲۹ھ میں ساحل شام سے روانہ ہو کر جزیرۂ قبرس کی طرف چلا۔ دوسری طرف سے عبداللہ بن ابی سرح بھی مصری بیڑے کے ساتھ آ گئے۔ دونوں بیڑوں نے قبرس کے ساحل پر لنگر ڈالا۔ کچھ لڑائی ضرور ہوئی۔ مگر جزیرے والوں کو زیادہ مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور اس اقرار پر صلح کر لی کہ جتنا خراج رومیوں کو دیتے ہیں یعنی سات ہزار دینار مسلمانوں کو بھی دیا کریں گے۔ مگر مسلمان اس سے مانع نہ ہوں کہ وہ لوگ رومیوں کو بھی حسب معمول خراج دیتے رہیں۔ مسلمانوں نے اس خراج کے معاوضے میں یہ ذمہ داری اپنے سر لی کہ قبرس کو دشمن کے حملے سے بچائیں گے۔ اور قبرس والوں کو اس کا پابند کیا کہ رومی دشمنوں کی نقل و حرکت سے مسلمانوں کو برابر مطلع کرتے رہیں۔ اور مسلمان جب رومیوں پر حملہ کریں تو ان کا راستہ اسی جزیرے کی طرف سے رہے گا۔

شرائط صلح۔

جبیر بن نفیر کا بیان ہے کہ جزیرۂ قبرس کے فتح ہونے کے وقت مسلمانوں نے چند لونڈی غلام لیے تو ابودرداءؓ یہ منظر دیکھ کر زار و قطار رونے لگے۔ میں نے کہا "خدا نے مسلمانوں کو غلبہ دیا ہے اس پر خوش ہونا چاہیے رونا کیسا؟" میرے شانے پر ہاتھ مار کے فرمایا "جو لوگ خدا کی نافرمانی کرتے ہیں اُس کی نظر میں کیسے ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں؟ کوئی قوم چاہے کیسی ہی زبردست و باجبروت ہو۔ جہاں اُس نے خدا کے حکموں کو چھوڑا اُن کو خدا ایسا ہی ذلیل کر دیتا ہے جیسا کہ تم ان لوگوں کو دیکھ رہے ہو۔ خدا اُن پر کسی اور قوم کو غالب کر دیتا ہے۔ جو لوگ انہیں پکڑ پکڑ کے لونڈی غلام بناتے ہیں اور خدا کو اس کی مطلق پروا نہیں ہوتی"۔

ابودرداء کی چشم عبرت بیں۔

اُم حرام قبرس میں ایک خچر پر سوار جا رہی تھیں کہ جانور بھڑکا اس کی پیٹھ سے گر گئیں۔ گردن ٹوٹ گئی اور جان ہی روح پرواز کر گئی۔ حضور رسول خدا صلعم نے ان محترم بیوی کو یہ خوشخبری سنائی تھی کہ "اسلام کا پہلا بحری لشکر جہاد کرے گا اس میں تم بھی ہو گی"۔

ام حرام کی شہادت۔

عبداللہ بن قیس حاسی اس کے بعد برابر امیر البحر رہے۔ اور ہمیشہ بحری جہاد میں مصروف رہتے۔ چنانچہ

پہلے امیر البحر عبداللہ بن قیس

Marfat.com

انھوں نے خشکی میں اُتر کر یا خاص سمندر کے اندر جہازوں اور گرمیوں کے سب ملا کر پچاس جہاد کیے۔ اور اس خوش عنوانی اور احتیاط سے کہ اُن کے ہمراہیوں میں سے نہ کبھی کوئی ڈوبا اور نہ کبھی انھیں شکست ہوئی۔ بارگاہ رب العزت میں ہمیشہ دعا مانگا کرتے کہ میرا لشکر خیریت سے رہے۔ اُن کی دعا قبول ہوئی۔ چنانچہ جب خدا کو منظور ہوا کہ انھیں شہادت کا مرتبہ نصیب ہو تو بحری طلیعہ کی حیثیت سے ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر مملکت روم کے شہر مرقاء کے ساحل پر جا کے تن تنہا اُتر پڑے۔ قصد یہ تھا کہ کسی کو خبر نہ ہو اور وہاں کے حالات دریافت کرائیں۔ وہاں چند محتاجوں نے تاجر سمجھ کر اُن کے آگے دست سوال پھیلایا اور انھوں نے فیاضی سے خیرات دی۔ محتاجوں میں ایک عورت تھی جس نے دوڑ کے شہر والوں کو خبر کی کہ عبداللہ بن قیس یہاں موجود ہیں۔ ان کا ہیبت نام سنتے ہی رومی چڑھ آئے۔ مجبوراً انھوں نے مقابلہ شروع کیا بہت دیر تک داد شجاعت دیتے رہے اور آخر ایک خلقت عظیم کے مقابلے میں تنہا لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ ان کے ملاح کشتی کو واپس لے گئے اور مسلمانوں کو خبر کی۔ سنتے ہی سب لوگ اپنے جہازوں کو لے کر بڑھے۔ جوش و خروش سے مرقا کے بندر میں لنگر ڈال دیا اور اُتر کے مصروف کارزار ہو گئے۔ اس وقت لشکر اسلام کے سردار عبداللہ کی جگہ سفیان بن عوف ازدی تھے۔ فوج کو للکارتے وقت کبھی کبھی اُن کی زبان سے سخت و سُست الفاظ نکل جاتے تھے۔ عبداللہ مرحوم کی ایک لونڈی کھڑی دیکھ رہی تھی بولی جنگ میں عبداللہ مرحوم کی زبان سے تو لڑائی میں یہ الفاظ نہ نکلتے تھے۔" سفیان نے پوچھا وہ کیا کہا کرتے تھے؟ کہا "کہتے تھے ثابت قدم رہو مصیبت دور ہو جائے گی۔" سفیان نے اس کے بعد سے یہی کلمہ اختیار کر لیا یہ بڑی سخت لڑائی تھی جس میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔ اور آخر دشمنوں کو مغلوب کر کے لشکر اسلام واپس آیا۔

لوگوں کو اس پر بڑی حیرت تھی کہ مرقا کی وہ دریوزہ گر عورت عبداللہ کو کیسے پہچان گئی۔ چنانچہ فتح ہونے کے بعد اُس کو ڈھونڈھ کے پوچھا تو اُس نے کہا "اس شخص کی صورت تو تاجروں کی سی تھی مگر جب میں نے سوال کیا تو اُس نے بادشاہوں کی سی فیاضی کی اس سے میں سمجھ گئی کہ یہ عبداللہ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔"

اسی سال یعنے ۲۸ھ میں حبیب بن مسلمہ نے بلاد روم کے شہر سوریہ پر حملہ کیا اور انھیں ایام میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نائلہ بنت فرافصہ کے ساتھ عقد نکاح کیا جو عرب کی بڑی شریف اور معزز بیوی تھیں پہلے مسیحیہ تھیں مگر حضرت ذی النورین کے عقد میں آنے سے پیشتر مسلمان ہو چکی تھیں۔ امیر حج اس سال بھی خود حضرت خلافت مآب تھے۔

ان کی شہادت

ان کے قائمقام

حضرت عثمان کی نائلہ سے شادی

اور موسیٰ اشعری نے اہل بصرہ کی ناراضی۔

اسی سنہ ۲۴ھ میں بصرے میں خبر آئی کہ اہل ایذج اور کُرد باغی و مرتد ہو گئے ہیں۔ ابو موسیٰ اشعری نے جو والی بصرہ تھے فوراً لوگوں کو جہاد پر آمادہ کیا۔ اور اثنائے تقریر میں پیدل جہاد کرنے کے فضائل بیان کیے جن کا اثر یہ ہوا کہ چند لوگ تو گھوڑوں پر سوار ہو کر کُردوں کی طرف چلے باقی سب نے اتفاق کیا کہ پیدل ہی کوچ کرے تاکہ زیادہ ثواب حاصل ہو۔ ان میں سے ایک گروہ نے کہا لیکن ہمیں عجلت نہ کرنی چاہیے۔ منتظر رہیں اور دیکھیں کہ خود ابو موسیٰ کیا کرتے ہیں۔ اس لیے کہ قول سے زیادہ ان کا فعل قابل اتباع ہوگا۔ ابو موسیٰ نے کوچ کا ارادہ کیا تو ان کا مال و اسباب اور ساز و سامان قصر امارت سے چالیس خچروں پر لاد کے نکالا گیا۔ اور خود گھوڑے پر سوار تھے۔ یہ دیکھتے ہی بہت سے لوگوں نے آ کر اُن کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور کہا یہ "زائد خچر جن پر آپ کا ساز و سامان لدا ہوا ہے اُن میں سے بعض پر ہمیں سوار کرائیے۔ یا جس طرح آپ نے پیدل چلنے کا ہمیں شوق دلایا ہے خود بھی پیدل چلیے"۔ لوگوں کا زغہ دیکھ کر ابو موسیٰ نے اُن پر کوڑے پھٹکارنا شروع کیے۔ جب یہاں تک نوبت پہونچی تو لوگ لگام چھوڑ کے ہٹ گئے۔ مگر بجائے جہاد پر جانے کے سیدھے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ابو موسیٰ کی معزولی کی درخواست پیش کی۔

اور اُن کی معزولی۔

آپ نے اس کا باعث پوچھا تو کہا "پوچھ گچھ کرنے کی نسبت یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ آپ اُن کو بدل دیں"۔ اور اسی سلسلے میں ابو موسیٰ اشعری کی ایسی شکایتیں کیں کہ حضرت ذی النورین نے اُن کو معزول کر کے عبداللہ بن عامر کو والی بصرہ مقرر کر دیا۔ جن کی عمر اس زمانے میں پچیس سال سے زیادہ نہ تھی۔

عبداللہ بن عامر کا تقرر۔

اسی زمانے میں حضرت عثمانؓ نے بہت سے والی مقرر فرمائے۔ چنانچہ عمرو بن عثمان بن سعد کو خراسان بھیجا جنھوں نے خراسان کے مشرق و شمال میں سبقت کی تو فرغانہ تک بڑھتے چلے گئے۔ اور اس علاقے کا کوئی مقام نہیں باقی رہا جس نے صلح کر کے اطاعت نہ قبول کر لی ہو۔ عبداللہ بن عمر لیثی کو آپ نے سیستان پر مامور فرمایا۔ انھوں نے اس سرزمین پر قدم رکھتے ہی سرکش رعایا کی سرکوبی شروع کر دی۔ اور فاتحانہ اندھا دھند قدم بڑھایا تو کابل تک بڑھتے چلے آئے۔ عبداللہ بن معمر کو آپ نے مکران پر بھیجا وہ بڑھے تو نہر تک جا پہونچے۔ غالباً نہر سے مراد دریائے ہلمند ہو۔ ادھر کرمان میں حسب فرمان خلافت عبدالرحمن بن عبس روانہ ہوئے۔ اور اسی طرح اہواز و فارس میں بھی آپ نے حکام بھیجے۔ عبداللہ بن عمیر جو سیستان کے حاکم مقرر ہو گئے تھے چند روز بعد معزول ہوئے۔ اور ان کی جگہ عبداللہ بن عامر بھیجے گئے۔ ایک سال حکومت کر کے وہ بھی اس خدمت سے علٰحدہ کر دیے گئے۔ اور اُن کی خدمت عاصم بن عمرو کو دی گئی۔ پھر عبدالرحمن بن عبس حکومت کرمان سے ہٹائے گئے اور ان کی جگہ عدی بن سہیل کو ملی جو اس سے پیشتر بھی یہاں کے حکمران رہ چکے تھے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے عبیداللہ بن معمر کو مکران سے واپس بلا کر حکومت

اور بہت سے والیوں کا تقرر اور اُن کے کارنامے۔

Marfat.com

فارس پر مقرر فرمایا اور مکران میں اُن کی خدمت عمیر بن عثمان کو عطا فرمائی۔ بعدازاں حاکم خراسان آپ نے امیر بن احمر یشکری کو مقرر فرمایا اور حکومت سیستان ۲۹ھ میں عمران بن فضیل برجمی کو دی۔ اور عاصم بن عمرو نے اسی اثنا میں کرمان میں انتقال فرمایا۔

بغاوت فارس

یہی ردوبدل ہو رہے تھے کہ اہل فارس نے بغاوت کر دی اور عبیداللہ بن معمر ان لوگوں کی گوشمالی کو روانہ ہوئے۔ خاص اصطخر کے پھاٹک پر مقابلہ ہوا۔ جس میں ایرانیوں نے اس طرح جان پر کھیل کے مقابلہ کیا کہ عساکر خلافت کو شکست ہو گئی اور سپہ سالار اسلام عبیداللہ نے شربت شہادت پیا۔

مسلمانوں کو شکست

اس شکست کا حال بصرے میں عبداللہ بن عامر نے سُنا تو فوراً لشکر مرتب کیا اور متواتر کوچ کر کے دشمن کے سر پر جا پہونچے اور اسی میدان اصطخر میں پھر خونریزی کا بازار گرم ہوا۔ لشکر اسلام کے میمنہ کے سوار ابو برزہ اسلمی اور میسرہ کے افسر عمران بن حصین تھے۔ اور ان دونوں بزرگوں کا شمار صحابہ یافتگان رسول میں تھا۔ آخر سخت معرکہ آرائی کے بعد ایرانیوں نے شکست کھائی۔ اُن کا ایک گروہ عظیم قتل ہو گیا۔ اور شہر اصطخر بزور شمشیر فتح کر لیا گیا۔ اب عبداللہ بن عامر فتح کا جھنڈا اڑاتے ہوئے بڑھے تو دارابگرد میں پہونچے اس کو بھی فتح کیا اور شہر گور کی طرف چلے جو شہر اردشیر خرہ کے نام سے مشہور تھا۔ راستہ میں سنا کہ اصطخر والوں نے پھر بغاوت کر دی مگر اولوالعزم ابن عامر نے پروا نہ کی اور بڑھتے ہوئے شہر گور تک چلے گئے۔ یہ زبردست شہر تھا۔ ہرم بن حیان پہلے سے اس کا محاصرہ کیے ہوئے پڑے تھے۔ مگر فتح نہ ہوتا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ محاصرہ کرنے والوں کو بار بار تھوڑے سے آدمی شہر کے گرد چھوڑ کر اصطخر تک آ کے لڑنا اور مقابلہ کرنا پڑتا تھا جس کی وجہ سے کبھی پوری قوت سے گور پر دھاوا نہ کیا جا سکا۔ ابن عامر کے پہونچنے میں ایک ایسی قدرتی صورت پیش آئی کہ بغیر کسی دشواری کے شہر فتح ہو گیا اور ہوا یہ کہ ایک رات کو کوئی مسلمان مجاہد نماز تہجد کے لیے اٹھا اس کے برابر خرجین رکھی تھی جس میں گوشت اور روٹی تھی۔ ایک کتا آیا اور خرجین کو کھینچتا ہوا لے چلا۔ ان بزرگ نے اس کا تعاقب کیا تو وہ ایک مخفی راستے سے جا کے شہر کے اندر ہو رہا۔ ان بزرگ نے وہ راستہ مسلمانوں کو بتا دیا چنانچہ مسلمان اسی راہ سے شہر میں داخل ہوئے اور دم بھر میں فتح کر لیا۔

دوسرا معرکہ اور فتح

فتوحات دارابگرد و گور

تائید غیبی

شہر گور فتح ہو چکا تو ابن عامر اصطخر میں واپس آئے۔ ایرانی قلعہ بند ہو گئے مسلمانوں نے شہر کے چاروں طرف پڑاؤ ڈال دیا۔ جا بجا منجنیقیں لگا دیں۔ اور ایسی سخت سنگباری کی کہ محصورین کی ایک خلقت کثیر پتھروں کی نذر ہوئی۔ جن میں اکثر معزز خاندانوں والے اور ذی اثر لوگ تھے جنہوں نے اطراف و جوانب سے بھاگ کے شہر اصطخر کی شہر پناہ میں پناہ لی تھی۔ آخر مسلمانوں نے شہر کو فتح ہی کر کے چھوڑا۔

اصطخر پھر فتح ہوا

Marfat.com

خلافت کی جانب سے ... انتظامات

بعض راویوں کا بیان ہے کہ ابن عامر نے گور کے فتح کرنے سے پیشتر ہی واپس آکر اصطخر کو فتح کیا پھر شہر گور پر گئے اور اس پر قابض ہونے کے بعد دارآب گرد پر قبضہ کیا۔

اب ابن عامر نے بارگاہ خلافت میں ان فتحوں کی اطلاع کی اور جواب میں حضرت عثمانؓ نے تحریر فرمایا کہ ہرم بن حیان یشکری، خریت بن راشد اور منجاب بن راشد، ترجمان ہجیمی کو فارس کے شہروں میں والی حاکم مقرر کرو اور ملک خراسان کو بھی چند لوگوں میں تقسیم کر دو۔ چنانچہ آپ ہی نے احنف کو مرو کا، حبیب بن یربوعی کو بلخ کا، خالد بن عبداللہ بن زہیر کو ہرات کا، امیر بن احمر کو طوس کا اور قیس بن ہبیرہ سلمی کو نیشاپور کا حاکم مقرر فرما دیا۔ انہیں آخران کہ بزرگ قیس کے ذریعے سے عبداللہ بن خازم کا نشوونما ہوا جو ان کے چچازاد بھائی تھے۔ چند روز بعد حضرت عثمانؓ نے خراسان کے تمام عاملوں اور والیوں کو قیس کے ماتحت کر دیا۔ چنانچہ قیس پورے خراسان کے حاکم ہو گئے۔ اور جب قیس خراسان کے حاکم ہوئے تو امیر بن احمر کو حضرت ذی النورین نے سیستان کی حکومت دی۔ پھر ان کو ہٹا کے عبدالرحمن بن سمرہ کو حاکم سیستان مقرر فرمایا اور یہی آخر عہد عثمانی تک یہاں کے حاکم رہے اسی طرح آپ کے آخر عہد تک کرمان کے حاکم عمران فارس کے عمیر بن عثمان اور کرمان کے ابن کندیر قشیری رہے۔

ابن خازم کے ... عبداللہ

حاکم خراسان قیس بن ہبیرہ نے اپنے ابن عم عبداللہ بن خازم کو کسی ضرورت سے اپنا وکیل بنا کے ابن عامر کے پاس بھیجا تھا۔ ابن عامر کی نظر میں ابن خازم کی بڑی عزت تھی۔ جس کی بنا پر ابن خازم کو ان سے کہنے کی جرأت ہوئی کہ مجھے آپ اس مضمون کی ایک تحریر لکھ دیجیے کہ "اگر قیس خراسان سے چلے جائیں تو وہاں کی حکومت میرے ہاتھ میں رہے۔" ابن عامر نے بلا تامل یہ سند لکھ دی۔ جس کو ابن خازم نے لیا اور خراسان میں واپس آئے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب دشمنوں کا زغہ ہوا تو ابن خازم نے قیس کو مشورہ دیا کہ آپ مجھ کو اپنی جگہ چھوڑ کے چلے جائیں اور دیکھیں کہ لوگ کس خیال میں ہیں قیس ان کے فقرے میں آگئے تو ابن خازم نے وہ سند جا لیکن نکال کے لوگوں کے سامنے پیش کی اور مستقل حاکم خراسان بن گئے۔ یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے مستقل طور پر عنان خلافت ہاتھ میں لی۔ ابن خازم کی اس حرکت سے قیس نہایت ہی برہم ہوئے۔

مسجد نبوی کی توسیع۔

اب ہی ۲۹ھ کے ماہ ربیع الاول میں حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی کو وسیع کیا جس کی بیحد ضرورت تھی۔ ... نخل سے لائی جاتی تھی اور جناب ذی النورین کی ایرانہ الاعزی نے اس ... عمارت میں ایسے پتھر لگائے ... منقش بنے ہوئے تھے سنگی ستون قائم کیے جن میں پتھروں کی جڑائی سیسہ پگھلا کر کی گئی تھی۔ اس توسیع کے بعد مسجد کا طول ایک سو ساٹھ گز اور عرض ایک سو پچاس گز کا ہو گیا مگر دروازے چھ ہی رہے جتنے کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں تھے۔

Marfat.com

تیسری فصل

مختلف واقعات عہد عثمانی آغاز مخالفت تک

حضرت عثمانؓ سے پہلا اختلاف۔ صحابہ کو اختلاف پسند۔ تھا قیاس کوفہ۔ ولید کا ابتدائی طرز عمل۔ ان سے مخالفت۔ ان پر میکشی کا الزام۔ معتاری ہونا اور معزولی۔ سعید بن عاص حاکم کوفہ۔ اُن کا پہلا خطبہ کوتنے کی بدنظمی۔ ہدایات خلافت۔ ان کے مطابق عمل۔ حضرت عثمانؓ کا خطبہ۔ سعید کا جہاد طبرستان میں۔ حاکم بصرہ ابن عامر کی مہم خراسان۔ سعید توس میں۔ فتح جرجان۔ طمیسہ کا تحت سرکرنا۔ اہل جرجان کی سرکشی زمانۂ مابعد میں قتیبہ کے ہاتھ سے اُن کی اصلاح۔ علاقہ قفقاز پر حملہ۔ قرأت قرآن میں اختلاف۔ جمع قرآن کی جانب حضرت عثمان کی توجہ۔ آپ کے مرتب کیے ہوئے نسخہ ہائے قرآن۔ آنحضرتؐ کی انگشتری مبارک کا کنوئیں میں گر کے غائب ہوجانا۔ ابوذر غفاری کا واقعہ۔ جناب معویہ اور اُن میں اختلاف اُن کی وجہ سے فقرا میں شورش۔ معویہ نے آزمایا اور سچا پایا۔ بارگاہ خلافت میں اُن کی شکایت۔ حضرت ابوذر مدینے میں۔ ابوذر ربذہ میں۔ اُن کی وفات۔ جمعہ میں تیسری اذان۔ معویہ کیونکر سارے شام کے حاکم ہوگئے۔ شام پر رومیوں کا بحری حملہ۔ بحری جنگ ذات الصواری۔ فتح اسلام شکست نصیب قسطنطین کا انجام۔ حضرت عثمانؓ کی مخالفت کا آغاز۔

اب ۲۹ھ کا آخری مہینہ تھا حضرت عثمانؓ حسب معمول حج کے لیے مکہ معظمہ میں تشریف لے گئے منیٰ کے میدان میں آپ کا خیمہ نصب ہوا۔ اور وہاں اور عرفات میں دونوں جگہ آپ نے سابق رواج کے خلاف نماز بجائے قصر کرنے کے پوری پڑھی۔ چونکہ یہ امر حضرت رسالتؐ کے عمل کے خلاف تھا اس لیے اکثر صحابہ اس پر معترض ہوئے۔ یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے جناب ذی النورین سے مل کے کہا "میں نے حضرت رسول خدا صلعم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ برابر یہاں نماز پڑھی ہے وہی دو رکعتیں پڑھیں۔ اور آپ بھی اس سے پیشتر اپنے عہد خلافت میں وہی رکعتیں پڑھتے رہے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس مسنون طریقے کو آپ نے کیوں بدل دیا"۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ "یہ فقط میری رائے تھی۔ اور مجھے ایسا ہی مناسب معلوم ہوا"۔

سب حضرات کی طرح حضرت عبدالرحمن بن عوف نے بھی اس کارروائی پر اعتراض کیا تو حضرت خلیفہ

فتوحات و ابتلا گرد و پیش

حضرت عثمانؓ سے پہلا اختلاف

صحابہ کو اختلاف پسند نہ تھا

Marfat.com

فرمایا کہ میں میرے اعزہ واقارب ہیں۔ میرا مکان بھی یہاں موجود ہے۔ اور طائف میں میرا مال و اسباب ہے لہذا میں نے اس سے پیشتر یہاں نماز میں قصر کیا تو بعض جہلا خصوصاً یمن کے حاجیوں نے میرے اس فعل سے حجت پکڑ کے خیال کیا کہ مقیم کو بھی نماز میں قصر کرنا جائز ہے۔ اسی غلطی کے دور کرنے کے لیے اب کے میں نے پوری نماز پڑھی۔" عبدالرحمن نے کہا یہ عذر کافی نہیں ہے۔ آپ کے عزیز مکہ میں ہوا کریں بیوی بچے تو مدینے میں ہیں۔ آپ کا مکان سکونت بھی وہیں ہے۔ اور مال اگر طائف میں ہے تو طائف یہاں سے تین منزل ہے۔ رہا حجاج یمن کا کہنا تو اُن کے کہنے کی بنا پر حضرت رسولؐ اور حضرات شیخینؓ کی پیروی نہیں چھوڑی جا سکتی۔" حضرت عثمانؓ بولے "خیر یہ میری ایک رائے تھی جس پر اب تو میں عمل کر چکا۔"

جب عبدالرحمنؓ جناب عثمانؓ کے پاس سے نکلے تو عبداللہ بن مسعود سے ملے اور کہا کہ یہ عمل اس معمول کے خلاف ہے جو ہم کو معلوم ہے۔ اُس پر ابن مسعود نے کہا کہ مجھ کو کیا کرنا چاہئے۔ حضرت عبدالرحمن نے کہا کہ جو تمھاری رائے اور تمھارا علم ہے اُسی پر عمل کرو۔ وہ بولے "مخالفت باعث شر ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چار رکعتیں پڑھ لیں۔" یہ جواب سن کر حضرت عبدالرحمن بولے کہ میں نے تو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دو پڑھیں۔ مگر اب آیندہ چار پڑھا کروں گا۔"

بعض اہل روایت کے نزدیک یہ واقعہ ۳۰ھ میں پیش آیا اور یہی پہلا اعتراض ہے جو حضرت عثمانؓ کے طرز عمل پر کیا گیا۔

والی کوفہ ولید کی ابتدائی کارگزاری

خلافت عثمانی کے دوسرے سال ہم کوفہ کی حکومت پر ولید کے تقرر کا حال بیان کر آئے ہیں۔ انھوں نے پانچ سال تک بہت اچھی حکومت کی۔ رعایا میں ہر دلعزیز تھے۔ ہر شخص خوش تھا۔ اور جو چاہتا بے تکلف ان تک پہونچ جاتا۔ حاجب و دربان نہ ہونا کیا معنی معلوم ہوتا کہ ان کے مکان کے دروازے میں پٹ ہی نہیں

اُن سے مخالفت

لیکن اب کوفے میں چند ایسے جھگڑے پیدا ہوئے کہ شرفائے عرب کا ایک گروہ اُن کے خلاف ہو گیا۔ جنھوں نے پہلے تو حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن کے تبادلے کی خواہش کی۔ اور حضرت عثمانؓ نے سماعت نہ کی تو انھوں نے ولید کا یہ پوشیدہ عیب آشکارا کرنا شروع کیا کہ وہ اور

ان پر مے کشی کا الزام

عرب شاعر ابوزبید ساتھ بیٹھ کر شراب پیا کرتے ہیں۔ انھیں مخالفوں نے دوست بن کر ... میں ولید کی مہر کی انگوٹھی اتار لی۔ اور حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پیش کر کے کہا ہم نے ان کی بدمستی کے عالم میں یہ انگوٹھی اتار لی۔ انھیں شراب پی کر قے کرتے اور اُن کی داڑھی کو شراب سے بھرا ہوا دیکھا۔"

بعض مورخین اخبار کہتے ہیں کہ حضرت ذی النورین کے سامنے اس بات کی شہادت بھی پیش ہوئی کہ انھوں نے جامع کوفہ میں صبح کی نماز ایسی بدمستی کی حالت میں پڑھائی کہ بجائے دو کے چار رکعتیں پڑھا گئے۔

Marfat.com

اور سلام پھیرتے ہی مقتدیوں کی طرف مڑ کے کہا کہو تو ایک اور پڑھا دوں"۔

بہرحال شراب خواری کا جرم اُن پر عائد ہوا۔ حضرت علیؓ نے حد جاری کی۔ اور عبداللہ بن جعفرؓ نے آپ کے حکم سے چالیس درے لگائے۔ اور انہیں واقعات کے سلسلے میں حضرت عثمانؓ نے ان کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے ان کی جگہ سعید بن عاص کو مقرر کر دیا جن کا ابھی عنفوانِ شباب تھا عمر پچیس سال سے زیادہ نہ تھی۔ مگر حضرت فاروق اعظمؓ کے آغوش میں پرورش پائی تھی۔ ملک شام کے فتح ہونے کے بعد حضرت عمرؓ نے ان کو جناب معاویہ کے پاس بھیج دیا تھا۔ چند روز بعد وہاں سے بلوا کے فرمایا "میں نے سنا تم آزمائش میں پڑے اور نیکو کار رہے۔ استقلال دکھاؤ خدا برکت دے گا۔" پھر دو شریف لڑکیاں اُن کے عقد نکاح میں دے دیں جن میں سے ایک کے لحاظ سے حضرت عبدالرحمن بن عوف اور دوسری کے لحاظ سے جناب جبیر بن مطعم ان کے ہم زلف تھے۔ اور حضرت عمرؓ کی شہادت کے وقت ان کا شمار معززین قریش میں تھا۔ اس تربیت و صحبت نے ان کے مزاج میں حضرت عمرؓ کی اولوالعزمی اور خوش تدبیری اور حضرت معاویہ کی بردباری و بلند حوصلگی جمع کر دی تھی۔

حضرت عثمانؓ نے جب انہیں والی کوفہ مقرر فرمایا تو کوفے میں آئے۔ اور مالک اشتر وغیرہ جو ولید کے ہمراہ بطور رفیقوں کے آئے تھے ان کے مدد و معاون بن گئے۔ کوفے میں پہنچ کر انھوں نے منبر پر کھڑے ہو کے جو پہلی تقریر کی اس کا مختصر مضمون یہ تھا کہ "میں تمہارا حاکم مقرر کیا گیا ہوں۔ اور مجھے بخدا اس خدمت سے نفرت تھی۔ مگر امیر المومنین کے حکم سے مجبور ہو گیا۔ لو فتنہ نمودار ہو گیا۔ اور سامنے نظر آ رہا ہے میں اس سے لڑوں گا یا تو اُسے مٹا ہی دوں گا۔ ورنہ اسی کوشش میں خود مٹ جاؤں گا۔"

جستجو اور تحقیق کے بعد انھوں نے حضرت عثمانؓ کو اطلاع دی کہ کوفے میں بدنظمی پیدا ہو گئی ہے۔ شرفا اور معزز خاندانوں کے عرب جو یہاں آکر آباد ہوئے ہیں اُن کا غلبہ ہے اور وہ کسی کے بس کے نہیں ہیں۔ جناب ذی النورین نے لکھا کہ جن لوگوں نے اس سرزمین کو فتح کیا تھا اُن کو بے شک شرافت اور فضیلت حاصل ہے۔ اور جو لوگ بعد کے زمانے میں وہاں جا کر سکونت پذیر ہوئے ہیں انہیں ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے لیکن پرانوں میں اگر غفلت و کاہلی پیدا ہو گئی ہو۔ اور پیروی حق سے علٰحدہ ہو گئے ہوں اور بعد والوں میں وہ صفات موجود ہوں تو اس صورت میں البتہ پچھلوں کو پہلوں کی پیروی کرنی چاہیے۔ تم ہر شخص کا حفظ مراتب کرو۔ اور کسی کو اس کے حقوق سے محروم نہ ہونے دو یہی چیز عدل کو قائم رکھے گی"۔

یہ ہدایات خلافت ملنے کے بعد سعید نے نامورانِ قادسیہ کو بلوایا۔ اور کہا کہ آپ لوگ یہاں کے سردار اور سب لوگوں کے حالات کے واقف کار ہیں۔ لہٰذا حاجتمندوں کی حاجتیں ہم پر ظاہر کر دیا کیجیے۔ مگر

حد جاری ہونا اور معزولی ولید سعید بن عاص حاکم کوفہ

ان کا پہلا خطبہ

ان کے سلامتی عمل

سعید نے بعد کو آنے والے خاندانوں میں سے جو سپہ گر اور بہادر تھے ان کو بھی اعلیٰ طبقہ میں شامل کر دیا اور صاحب علم قاریان قرآن کو بھی اسی اعلیٰ طبقہ میں رکھا اس پر اہل کوفہ میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں لوگوں سے اختلاف ظاہر ہوا۔ اور سعید نے جو کچھ حالت تھی حضرت عثمانؓ کو لکھ بھیجی۔ آپ نے اہل مدینہ کو جمع کر کے سعید کا خط سنایا اور سب نے کہا کہ "آپ نے جو کچھ کیا مناسب کیا"۔ اب حضرت عثمانؓ نے مجمع عام میں

حضرت عثمانؓ کا خطبہ۔

تقریر کی کہ "اے اہل مدینہ تیار ہو جاؤ۔ اور حق پر ثابت قدم رہو فتنے اٹھے اور تمہاری طرف چل کھڑے ہوئے ہیں خدا کی قسم جہاں تک بنے گا میں تمہارے حقوق کو تمہارے لیے محفوظ رکھوں گا۔ اور جو لوگ عراق میں جہاد کر کے حق حاصل کریں وہ یہاں مدینے میں آ کر رہیں تو بھی اپنے حقوق پائیں گے۔ لوگوں نے دریافت کیا "دوسرے ملکوں سے ہمارے حصوں کو آپ یہاں ہم تک کیونکر پہونچائیں گے" فرمایا "اہل حجاز و یمن میں سے جس کا جی چاہے اپنے حق کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر ڈالے" اس پر سب لوگ خوش ہوئے اور اس کا انجام یہ ہوا کہ مختلف قبائل کے لوگوں نے برضامندی طرفین بہت سے حقوق بدل لیے

سعید کا جہاد طبرستان کا۔

ان اندرونی معاملات کا تصفیہ ہوتے ہی سعید نے جہاد کی طرف توجہ کی۔ طبرستان کے سپہبد (سپہ سالار) نے حضرت فاروق کے عہد میں سوید بن مقرن کو کچھ رقم دے کر صلح کر لی تھی۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ اس سے سرکشی و بدعہدی ظاہر ہوئی۔ اور سعید نے سنہ ۳۰ھ میں فوراً ادھر کا رخ کر دیا علم اسلام کے نیچے اکابر صحابہ میں سے حضرت حسن بن علیؓ۔ حضرت حسین بن علیؓ۔ حضرت عبداللہ بن عباس۔ حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص۔ حضرت حذیفہ بن یمان۔ حضرت عبداللہ بن زبیر اور بہت سے جلیل القدر صحبت یافتگان رسول اکرمؐ تھے۔

حاکم بصرہ ابن عامر کی مہم خراسان۔

جس وقت یہ لشکر مجاہدین روانہ ہوا ہے اسی وقت ابن عامر زبردست لشکر کے ساتھ بصرے سے خراسان کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ ایسی تیزی سے چلے کہ سعید سے آگے نکل گئے۔ اور نیشاپور میں ڈیرا ڈال دیا۔

سعید قلمرو خلافت سے نکل کر پہلے قومس میں اترے۔ یہاں کے لوگوں سے فتح نہاوند کے بعد

فتح جرجان۔

حضرت حذیفہ نے صلح کی تھی۔ سعید نے یہاں سے خیمے اکھاڑے تو جرجان میں جا کر دم لیا۔ اہل جرجان نے دو لاکھ نذرانہ پیش کر کے صلح کر لی۔ اب لشکر اسلام مقام طمیسہ میں پہونچا۔ یہ شہر سمندر کے کنارے علاقہ جرجان کا بندر تھا۔

طمیسہ کا سخت معرکہ۔

وہاں کے لوگوں نے مقابلہ کیا اور ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ مسلمانوں کو نماز کی بھی مہلت نہ ملی چنانچہ صلوٰۃ خوف پڑھی گئی اس معرکہ میں سعید نے ایک دشمن پر تلوار کا ایک ایسا بھرپور وار کیا کہ شانے سے کہنی کے نیچے تک کھیرے کی طرح کاٹتی چلی گئی۔ آخر شہر والوں نے امان کی درخواست کی

Marfat.com

جو قبول ہوئی۔ اور اقرار کیا گیا کہ ان میں سے ایک متنفس کی بھی جان نہ لی جائے گی۔ مگر ابھی قلعہ والوں سے
لڑائی باقی تھی۔ جب دھاوا کر کے مسلمانوں نے اس قلعہ کو فتح کیا تو اس میں جتنے لڑنے والے تھے
سب مارے گئے۔ بجز ایک شخص کے جو چھوڑ دیا گیا اور قلعہ میں جو کچھ سامان جنگ اور مال و اسباب
مسلمانوں کے قبضے میں آیا۔

اب سعید نے آگے بڑھ کر ناجیہ پر قبضہ کیا جو کوئی شہر نہیں بلکہ یہاں کا ایک مشہور میدان تھا۔ یہیں تک
اپنی سطوت قائم کر کے سعید واپس چلے آئے۔

اہل جرجان کی سرکشی زمانہ مابعد میں۔

اہل جرجان سے جو صلح ہوئی تھی اس کی رو سے اہل جرجان بطور خراج کے ہر سال کبھی ایک لاکھ
کبھی دو لاکھ اور تین لاکھ لا کے پیش کیا کرتے اور کبھی یہ بھی ہوتا کہ کچھ نہ دیتے اور کہتے کہ ہم سے یہی مقرر
ہوا ہے۔ چند روز بعد یہ انجام ہوا کہ انھوں نے خراج دینے سے بالکل انکار کر دیا اور مرتد و باغی ہو گئے۔ ان کی
سرتابی کے باعث قومس سے خراسان جانے کا راستہ بند ہو گیا چنانچہ لوگ فارس سے کرمان ہوتے
ہوئے خراسان میں جایا کرتے۔ مدت ہائے دراز کے بعد قتیبہ بن مسلم نے اپنی حکومت خراسان کے زمانے
میں یزید بن مہلب کو بھیج کر یہ راستہ دوبارہ کھولا۔ اور پھر انھیں شرطوں پر اہل جرجان سے صلح کر لی جو سعید
ہو چکی تھیں۔

علاقہ قفقاز پر حملہ۔

اسی سال حذیفہ نے رَے کی مہم سے فارغ ہو کر کوہستان قفقاز کا رخ کیا۔ تاکہ عبدالرحمن بن ربیعہ
کی مدد کریں سعید بن عاص بھی اُن کے ساتھ تھے۔ یہ لشکر کوچ کر کے آذربائجان میں پہنچا۔ اور یہ طریقہ
کیا گیا کہ لشکر اسلام مختلف حصوں میں تقسیم ہو جائے اور جب مختلف راستوں سے اس طرح سبقت کریں تو
ہر حصے کو دوسرے حصے سے مدد اور قوت ملتی رہے۔ چند روز کی فوج کشی کے بعد حذیفہ اور اُن کے ساتھ
عبدالرحمن اور سعید بھی واپس آ گئے۔

قرأت قرآن میں اختلاف۔

حضرت حذیفہ کو اس سفر میں یہ نظر آیا کہ قرآن مجید میں اختلاف پڑا جاتا ہے۔ چنانچہ انھوں نے کوفے
میں آ کے سعید سے کہا کہ "اگر ہم نے اس وقت خبر نہ لی تو قرآن میں ایسا اختلاف پڑ جائے گا جو قیامت تک
دور نہ ہو سکے گا۔ حمص، دمشق، بصرے اور کوفے والے سب کی قرأت جدا ہے اور ہر ایک کو ناز ہے
ہماری ہی قرأت صحیح اور اچھی ہے۔ کوفے والوں کو دعویٰ ہے کہ ہم نے قرآن کو ابن مسعود سے سیکھا ہے
بصرے والوں نے قرآن حضرت ابو موسیٰ سے پڑھا ہے اور ان کے نسخہ قرآن کو وہ لُباب القلوب
کہنے لگے ہیں اور جب اور حضرات سے مشورہ کیا گیا تو اکثر صحابہ اور تابعین نے اُن کی رائے سے اتفاق کیا
مگر کوفے کے پیروان ابن مسعود کہنے لگے آپ کو ہماری قرأت میں تامل کیا ہے۔ کیا ہم ابن مسعود کی قرأت

Marfat.com

...ہیں نہیں ہیں۔ (قرأت سے مراد صرف لہجہ اور طرز ادا نہیں بلکہ الفاظ کا اختلاف بھی تھا) حذیفہ نے اس پر ...سے کہا تم جاہل عرب ہو۔ خاموش ہو۔ تم نہیں سمجھ سکتے کہ کیا غلطی کرتے ہو۔ میں اگر زندہ رہا تو خدا کی قسم ...امیر المومنین کی خدمت میں جا کر عرض کروں گا کہ مسلمانوں کو اس مصیبت سے بچائیے"۔ اس میں ابن مسعود کو ...ملال بھی ہوا جس کی وجہ سے حذیفہ برہم ہو کر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ "میں آپ کے ...سامنے آیا ہوں امت کی خبر لیجیے"۔ بعد ازاں سارا واقعہ بیان کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے صحابہ کو جمع کر کے مشورہ کیا اور سب نے کہا کہ یہ بڑا نازک اور اہم معاملہ ہے اس میں غفلت نہ ہونی چاہیے۔

جمع قرآن کی جانب حضرت عثمان کی توجہ۔

اس مشورے کے مطابق حضرت ذی النورینؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد کا نسخہ جو حضرت زید بن ثابت نے بڑے اہتمام و تحقیق سے جمع فرمایا تھا اور وہ حضرت ام المومنین حفصہ کے پاس محفوظ تھا، طلب فرمایا اور صاحب علم و بصیرت صحابہ حضرات زید بن ثابت۔ عبداللہ بن زبیر۔ سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حرث بن ہشام کو حکم دیا کہ اس کی متعدد نقلیں کریں ساتھ ہی ہدایت فرمائی کہ آپ لوگوں میں اگر کسی آیت میں اختلاف پڑے تو قریش کی زبان اور ان کے محاورات کو اختیار کیجیے اس لیے کہ قرآن قریش ہی کی زبان میں اترا ہے اس طریقے پر جب نقلیں تیار ہو گئیں تو حضرت عثمانؓ نے اصل نسخے کو جناب ام المومنین حفصہ کے پاس واپس بھیج دیا اور منقول نسخوں میں سے ایک ایک نسخہ قلمرو خلافت کی ہر سمت کے صدر مقاموں میں بھیج دیا اور حکم دیا کہ سب لوگ اسی قرآن کو اختیار کریں اور اس کے علاوہ جو نسخے تھے وہ جلوا دیے۔

آپ کے مرتب کیے ہوئے نسخہ قرآن۔

آپ کی اس کارروائی کو تمام لوگوں نے پسند کیا بجز اہل کوفہ کے۔ ان کے پاس جب یہ قرآن پہنچا تو صحابہ ...کان حضرت رسالتؐ تو نہایت ہی مسرور و مطمئن ہو گئے۔ مگر عبداللہ بن مسعود کے پیروؤں نے اس کے قبول کرنے میں تامل کیا۔ خود حضرت عبداللہ بن مسعود نے یہ دیکھا تو انھوں نے مجمع میں کھڑے ہو کر کہا کہ تمھارے یہ خیالات سب فاسد ہیں۔ تم لوگ حد سے بہت متجاوز ہو گئے ہو۔ تم اپنی جگہ پر بیٹھو۔ جب حضرت علیؓ اپنے عہد خلافت میں کوفہ تشریف لائے تو ایک شخص ان کے سامنے کھڑا ہوا اور جمع قرآن کے متعلق ...میں اس نے حضرت عثمانؓ کی برائی کی۔ حضرت علیؓ نے اسے للکار کر کہا کہ خاموش ہو۔ عثمانؓ نے یہ ...فعل ہم سب کے مشورہ سے کی اور اگر بجائے عثمانؓ کے مجھ کو یہ کام کرنا پڑتا تو میں بھی وہی راہ اختیار کرتا جو انھوں نے اختیار کی۔

آنحضرت صلعم کی انگشتری کا کنویں میں گر کر نایاب ہو جانا۔

مگر اس سال ایک ایسا خوفناک اور پُرعبرت واقعہ پیش آیا کہ تمام مسلمان کانپ گئے اور حضرت عثمانؓ کی ...ملک کی صدقہ تھی۔ حضرت سرور عالم صلعم نے سلاطین ارض سے مراسلت کرنے اور دنیا کے مسخر ...ثبوت بنانے کے لیے ایک چاندی کی انگوٹھی بنوا کے زیب انگشت فرمائی تھی جس میں آپ کی مہر تھی

اور تمام مراسلتوں، فرمانوں اور معاہدوں پر وہ مہر ثبت کی جاتی۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بجائے اپنے نام کی نئی انگوٹھی بنوانے کے اسی انگوٹھی کو پہنا اور مہر خلافت کی حیثیت سے تمام تحریروں پر اسی مہر کو ثبت کرتے رہے۔ بعد ازاں حضرت عمرؓ نے اس کو اپنی انگلی میں پہنا اور ان کا بھی یہی عمل رہا۔ اب وہ مبارک انگوٹھی حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں تھی۔ مدینے سے دو میل کی مسافت پر اریس نام ایک بستی تھی۔ وہاں حضرت نے لوگوں کی نفع رسانی کے لیے ایک کنواں کھدوایا تھا اس کی جگت پر بیٹھے آپ نے اتفاقاً انگوٹھی اتاری اور اسے الٹ پلٹ رہے تھے کہ ہاتھ سے گر کے کنوئے میں چلی گئی۔ فوراً لوگوں نے اتر کے ڈھونڈھنا شروع کیا مگر پتہ نہ لگنا تھا نہ لگا۔ بلکہ اس کنوئے میں پہلے تھوڑا ہی پانی تھا انگوٹھی گرنے کے بعد اس قدر زیادہ ہو گیا کہ کسی کو تھاہ نہ ملتی تھی۔ جناب ذی النورین کو اس کا نہایت صدمہ ہوا جب ڈھونڈھنے میں کسی طرح کامیابی نہ ہوئی تو اعلان کر دیا کہ "جو کوئی اس انگوٹھی کو لائے گا اسے بہت کچھ انعام دیا جائے گا۔" اور ویسی ہی ایک اور انگوٹھی بنوا کے جس میں وہی الفاظ منقوش تھے پہن لی۔ یہ انگوٹھی آپ اس وقت تک پہنے رہے جب تک کہ شہید ہوئے ہیں۔ آپ کی شہادت کے بعد دیکھا تو غائب تھی اور پتہ نہ لگا کہ کون لے گیا۔

ابوذر غفاری کا واقعہ۔

بدنصیبی سے اسی زمانے میں ابوذر غفاریؓ کی وجہ سے ایک بہت ہی ناگوار جھگڑا پیش آیا۔ وہ بڑے نیک نفس اور پاک باطن اتقیاء حجاز میں تھے اور دنیا و دولت دنیا سے نفرت تھی۔ آیۂ کریمہ۔ اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ[1] سے انھوں نے یہ عقیدہ اخذ کیا تھا کہ مسلمانوں کو اپنے پاس کچھ روپیہ پیسہ رکھنا حرام ہے۔ بجز اس کے کہ خیرات کرنے یا قرض ادا کرنے کے لیے ہو۔ عبد اللہ بن سبا جو ابن سوداء کے لقب سے مشہور تھا اور محض فتنہ انگیزی کے لیے مارا مارا پھرتا تھا جب شام میں آیا تو ان سے ملا اور کہا "معاویہ مال و دولت کو خدا کی ملکیت بتاتے ہیں اس میں ان کا مقصد یہ ہے کہ کسی چیز کو مسلمانوں کی ملکیت نہ تسلیم کریں اور جس چیز کو جب چاہیں اُن سے چھین لیں۔" ابوذر سیدھے آدمی اس کے فقرے میں آ گئے اور معاویہ سے مل کے کہا "آپ مسلمانوں کے مال کو خدا کا مال کیوں بتاتے ہیں؟" انھوں نے کہا "کیا ہم سب خدا کے بندے نہیں ہیں؟ اور جب ہم اس کے ہیں تو یہ سب مال بھی اسی کا ہے۔" ابوذر نے کہا "تو تم یہ نہ کہا کرو۔" معاویہ نے کہا "اچھا میں مسلمانوں ہی کا مال کہا کروں گا۔"

جناب معاویہ میں اور ان میں اختلاف۔

[1] ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو اذیت رساں عذاب کی خبر پہنچا دو۔

Marfat.com

ابن سوداء ابوذر کے بعد ابودرداء کے پاس گیا۔ اور اُن سے بھی وہی کہا۔ مگر اُنھوں نے ڈانٹا اور کہا "تو مجھے یہودی معلوم ہوتا ہے" یہاں دال نہ گلی تو وہ حضرت عبادہ بن صامت سے ملا۔ اُن کے سامنے جو یہ خیال ظاہر کیا تو وہ اس کو جناب معٰویہ کے پاس پکڑ لے گئے۔ اور کہا "اسی شخص نے ابوذر کو آپ کے خلاف کر دیا"

اُن کی وجہ سے فقراء میں شورش

ابوذر کی یہ حالت تھی کہ شام میں رہتے اور اپنے اس عقیدے پر سختی سے قائم تھے جس کو عوام الناس میں پھیلاتے۔ انجام یہ ہوا کہ بہت سے فقیر اور محتاج اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور شورش مچادی کہ اُمرا کے پاس جو کچھ مال و دولت ہے اُسے فقیروں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیں۔ آخر یہاں تک نوبت پہونچی کہ دولتمندوں کو اپنی عزت سنبھالنا دشوار ہوگیا۔ اور جناب معٰویہ حیران تھے کہ کیا کریں۔

معٰویہ نے آزمایا اور سچا پایا۔

اسی اثنا میں ایک شب کو معٰویہ نے ایک ہزار دینار اپنے ایک غلام کے ہاتھ بطریق خیرات کے ابوذر کے پاس بھیجدیے۔ دوسرے دن معٰویہ کے کہنے سے اس غلام نے ابوذر سے جاکر کہا "میرے مالک نے وہ رقم ایک اور بزرگ کے دینے کو کہی تھی میں غلطی سے آپ کو دے گیا۔ مہربانی کرکے مجھے واپس فرمادیجیے۔" ابوذر نے کہا "میرے پاس تو ایک دینار بھی باقی نہیں رہا میں نے کل ہی ساری رقم خرچ کرڈالی۔ مجھے تین دن کی مہلت دو کہ جمع کرکے تمھیں واپس کردوں۔" ان کا یہ جواب سُن کے معٰویہ سمجھ گئے کہ ابوذر کا عمل بھی اسی عقیدے پر ہے جس کو وہ لوگوں میں پھیلا رہے ہیں۔

بارگاہ خلافت میں ابوذر کی شکایت۔

آخر معٰویہ نے حضرت عثمانؓ کو لکھا کہ "ابوذر نے میرا یہاں ناک میں دم کر دیا ہے۔ اور اُن کی وجہ سے فقرا نے سخت شورش مچا رکھی ہے۔" حضرت عثمانؓ نے جواب میں لکھا "فتنہ پیدا ہوگیا۔ اس کی صورت نظر آرہی ہے۔ فقط اتنی ہی کسر ہے کہ وہ حملہ بھی کر دے۔ بہرصورت تم ابوذر کو میرے پاس مدینے میں بھیجدو۔ اس ہنگامے کو موقوف کراؤ۔" اس حکم کے مطابق ابوذر مدینے میں بھیجدیے گئے۔ حضرت عثمانؓ سے ملے تو آپ نے پوچھا "اہل شام تمھارے کیوں شاکی ہیں؟" اُنھوں نے سرگذشت بیان کر دی جس کو

حضرت ابوذر مدینہ میں

سُن کر حضرت عثمانؓ نے فرمایا "ابوذر میرا فقط اتنا فرض ہے کہ جو معاملہ سامنے پیش ہو اس کا فیصلہ کر دوں اور رعایا کو سعی خیر اور کفایت شعاری پر آمادہ کروں۔ میرا یہ کام نہیں کہ سب لوگوں کو دنیا ترک کرنے اور زاہد بن جانے پر مجبور کر دوں۔" ابوذر نے کہا "اور لوگ جب تک خیرات نہ کریں۔ پڑوسیوں اور برادران اسلام پر احسان نہ کریں۔ اور صلۂ رحم نہ کریں آپ اُن سے راضی نہ ہوجیے۔" اتفاق سے صحبت میں کعب احبار بھی موجود تھے۔ وہ بولے "جس کسی نے زکوٰۃ دے دی وہ اپنے ذمگی حقوق سے سبکدوش ہوگیا۔" یہ سنتے ہی ابوذر اُن کو مار بیٹھے۔ اس زور سے ہاتھ مارا کہ وہ زخمی ہوگئے اور کہا "او یہودیہ کے

Marfat.com

ہے۔ تمھیں ان معاملات سے کیا تعلق؟ حضرت عثمانؓ نے قصاص کے معاف کر دینے کی سفارش کی۔ ا
کعب نے معاف کر دیا۔

اب ابوذر نے حضرت عثمانؓ سے کہا مجھے مدینے سے چلے جانے کی اجازت دیجئے۔ کیونکہ رسولِ خدا صلعم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جب مدینہ کی آبادی کوہِ سلع تک پہونچ جائے۔ تو تم مدینے سے چلے جانا چنانچہ مدینے کی آبادی اب سلع تک پہونچ گئی ہے۔ حضرت عثمانؓ نے اجازت دے دی اور وہ مدینے سے دور ربذہ نام ایک بستی میں جو الگ تھلگ تھی جا کے سکونت پذیر ہو گئے۔ پھر وہاں ایک مسجد بنالی۔ جناب ذی النورین نے انھیں چند اونٹ اور دو غلام عطا کیے اور روزینہ مقرر کر دیا۔ ربذہ میں رہتے مگر کبھی کبھی مدینے آتے تاکہ بالکل دیہقانی نہ ہو جائیں۔

ربذہ کا تحصیلدار زکوٰۃ مجاشع نام ایک غلام تھا۔ نماز کا وقت آیا تو اس نے ابوذر سے کہا "نماز پڑھائیے"۔ انھوں نے کہا تمھیں پڑھاؤ۔ رسول خدا صلعم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر کوئی نکٹا غلام تم پر سردار ہو تو اس کی اطاعت و پیروی کرنا۔ اور تم تو فقط غلام ہو نکٹے نہیں ہو"۔

انکی وفات

حضرت ابوذر سنہ ۳۰ھ میں ربذہ میں آکے مقیم ہوئے تھے تیسرے سال یعنی سنہ ۳۲ھ میں وہیں انتقال فرمایا۔ ان کی وفات کا واقعہ بھی نہایت حسرتناک اور عبرت خیز ہے۔ بالکل دم واپسیں تھا کہ صاحب زادی سے فرمایا "ذرا باہر نکل کے دیکھو کوئی آتا دکھائی دیتا ہے"۔ انھوں نے دیکھا اور واپس آکر کہا "کوئی نہیں" بولے تو ابھی میرا وقت نہیں آیا۔ اچھا تم ایک بکری کو ذبح کر کے کھانا تیار کرو۔ میرے دفن کرنے والے مجھے یقین ہے کہ نیک لوگ ہوں گے۔ ان سے کہنا کہ بغیر کھانا کھائے یہاں سے نہ جائیں"۔ صاحب زادی نے جب کھانا پکا کے تیار کر لیا تو حضرت ابوذر نے فرمایا "پھر جا کے دیکھو کوئی آتا ہے؟" اب کی انھوں نے واپس آکر کہا "ہاں چند سوار آرہے ہیں"۔ یہ سن کر فرمایا "میرا منہ قبلہ کی طرف کر دو"۔ اس حکم کی تعمیل ہوتے ہی کہا "بسم اللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ" اور روح پرواز کر گئی۔ صاحبزادی گھبرا کے باہر نکلیں وہ سوار قریب آگئے تھے۔ ان سے کہا "ابوذر کے جنازے میں شریک ہو جیے"۔ ان لوگوں نے پوچھا "کہاں؟" اشارہ کیا کہ "وہ پڑے ہوئے ہیں"۔ ان لوگوں نے کہا "یہ ایک نعمت ہے جس سے خدا نے ہمیں شرف یاب کیا"۔

ان لوگوں میں عبداللہ بن مسعود بھی تھے رونے لگے اور کہا سچ فرمایا تھا رسول خدا صلعم نے کہ "تم تنہا مریں گے اور تنہا اٹھیں گے"۔ اب ان سب لوگوں نے انھیں غسل دیا کفنایا۔ نماز پڑھی اور دفن کر دیا۔ ان کاموں سے فراغت ہوئی تو ان صاحب زادی نے کہا۔ ابوذر نے آپ سب صاحبوں

Marfat.com

سلام کہا ہے اور قسم دلائی ہے کہ آپ جب تک کھانا نہ کھالیں یہاں سے نہ جائیں"۔ انھوں نے کھایا اور ابوذر کے اہل وعیال کو اپنے ساتھ لے جا کے حضرت عثمانؓ کو خبر کی۔ اور جناب خلافت مآب نے ان کی صاحبزادی کو اپنے گھر میں رکھ لیا۔

بعض اہل روایت حضرت ابوذر کی وفات کے اس واقعے کو ۳۱ھ میں بتاتے ہیں اور بعض کا بیان ہے کہ ابن مسعودؓ ان کے اہل وعیال کو اپنے ساتھ نہیں لے گئے بلکہ ان کو وہیں ربذہ میں چھوڑ کر مکہ میں آئے۔ اور حضرت عثمانؓ کو خبر کی جو حج کی غرض سے آئے ہوئے تھے۔ یہ سن کر جناب ذی النورین ربذہ کی طرف سے ہوتے ہوئے مدینے واپس گئے۔ اور مرحوم صحابی رسولؐ کے اہل وعیال کو اپنے ساتھ لے گئے۔

حضرت ابوذر اور حضرات معٰویہ وعثمانؓ کے اختلاف کو بعض لوگوں نے بہت کچھ رنگ کر بیان کیا ہے مگر کوئی ایسی روایت نہیں ہے جس سے کسی پر الزام آسکتا ہو۔ ابوذر نے اپنی اجتہادی غلطی سے ایسا عقیدہ اختیار کر لیا تھا۔ جو نہ قرآن مجید کے موافق ہے اور نہ دنیا میں ایسا عقیدہ بجز چند فقراو زہاد کے کسی متمدن قوم کا عام مذہب بن سکتا ہے۔

اسی سنہ ۳۰ھ میں حضرت عثمانؓ نے نماز جمعہ میں تیسری اذان بڑھائی جس کو موذن زوراء نام مقام پر چڑھ کے دیا کرتا۔

ﺟﻤﻌﮧ میں تیسری اذان۔ معٰویہ کیونکر سارے شام کے حاکم ہوگئے۔

اب اس زمانے میں معٰویہ سارے شام اور فلسطین کے مالک تھے۔ اور اس حکومت کے ان کے ہاتھ میں آنے کا باعث یہ ہوا کہ ملک شام ان دنوں تین وسیع صوبوں پر حاوی تھا۔ شمال میں حمص وقنسرین کا صوبہ تھا۔ وسط میں دمشق اور اردن کا اور جنوب میں فلسطین کا جس سے مراد بنی اسرائیل کی ارض موعودہ تھی جو توراۃ میں ارض یہودا کے نام سے یاد کی گئی ہے۔ ان صوبوں میں سے وسط کے صوبہ دمشق واردن کی حکومت حضرت عمرؓ نے شام کے فتح ہونے کے بعد حضرت معٰویہؓ کے بڑے بھائی یزید بن ابی سفیان کے ہاتھ میں دے دی تھی۔ طاعون عمواس میں جب یزید کا انتقال ہوا تو ان کی جگہ آپ نے حضرت معٰویہ ہی کو مقرر کر دیا۔ شمالی صوبے یعنی حمص اور قنسرین کے حاکم بعد فتح ابو عبیدہ بن الجراح مقرر ہوئے تھے وہ اپنی وفات کے وقت جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں عیاض بن غنم یا معاذ بن جبل کی جانشینی کی وصیت کر گئے تھے اور اگر یہ مانا جائے کہ ان کے بعد حکومت حمص معاذ کو ملی تو بھی اس میں شک نہیں کہ آخری جانشین عیاض ہوئے۔ جب عیاض نے بھی وفات پائی تو حضرت فاروق اعظمؓ نے ان کے مقام پر سعید بن حذیم جمحی کو مقرر فرمایا پھر جب سعید نے بھی سفر آخرت کیا تو جناب فاروقؓ نے یہ خدمت

عمیر بن سعد انصاری کو دی اور وہی والی حمص و قنسرین تھے کہ حضرت فاروق آغوش رحمت میں تشریف لے گئے۔

تھوڑے زمانے کے بعد عہد خلافت عثمانی رض میں عمیر بن سعد نے حمص کی آب ہوا کے موافق نہ آنے اور اپنی بیماری کے باعث اس خدمت سے استعفا دے دیا اور حضرت عثمان رض نے ان کا استعفا قبول کر کے ان کا علاقہ بھی معاویہ کے اختیار میں دے دیا اس کو تھوڑا زمانہ گذرا تھا کہ فلسطین کے والی عبدالرحمن بن علقمہ نے انتقال کیا اور جناب ذی النورین نے ان کا صوبہ بھی معاویہ کے ہاتھ میں دے دیا اس طور پر سارا شام و فلسطین جناب معاویہ کے زیر فرمان ہو گیا۔

شام پر رومیوں کا بحری حملہ

ساری مملکت شام میں معاویہ کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی کہ ۳۱ھ میں رومیوں نے بحری راستے سے اس ملک پر نہایت سخت حملہ کرنا چاہا اور اس کا محرک یہ امر ہوا کہ مسلمان جب افریقہ پر پوری طرح اتنا بھی متصرف ہو گئے اور وہاں رومیوں کا قتل و قمع ہوا تو ہرقل کے بیٹے قسطنطین نے ایک بہت بڑا زبردست لشکر جمع کیا اور اس کو پانچ چھ سو جہازوں پر سوار کر کے چلا کر شام پر حملہ کرے مسلمانوں کو خبر ہوئی تو وہ بھی بحری جنگ کے لیے تیار ہو گئے اس لیے کہ جزیرہ قبرص کی فتح نے انھیں بحری جہاد کا حوصلہ دلا دیا تھا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ان دنوں مصر کے حاکم اور بحری قوت کے افسر اعلیٰ ہونے کے باعث دولت خلافت کے امیر البحر تھے معاویہ کی اور ان کی بحری قوت مجتمع ہوئی تو

بحری جنگ (ذات الصواری)

دونوں شامی و مصری بیڑے رومی جہازوں کے مقابلے کو چلے جس وقت سمندر میں دونوں حریفوں کا سامنا ہوا۔ باد مخالف چل رہی تھی۔ دونوں طرف کے جہازوں نے لنگر ڈال دیے۔ اب اگرچہ ہوا تھم گئی مگر شام تھی، دونوں نے لڑائی کو صبح پر اٹھا رکھا۔ رات بھر رومی نرسنگھا اور گھنٹے بجاتے۔ اور مسلمان اپنے جہازوں میں نمازیں پڑھتے۔ تلاوت قرآن کرتے اور دعائیں مانگتے رہے۔

صبح ہوتے ہی رومیوں نے اپنے جہاز بڑھائے۔ اور کئی کئی جہازوں کو ایک میں باندھ دیا۔ آخر دونوں طرف کے جہاز بڑھے۔ اور ایک دوسرے سے ٹکرائے۔ فوراً تلواروں و خنجروں سے لڑائی ہونے لگی۔ یہ خوفناک لڑائی تھوڑی دیر تک نہایت شدت پر رہی جس میں مسلمانوں کی جانب ایک خلقت عظیم قتل ہو گئی۔ رومیوں میں بھی اتنے آدمی مارے گئے کہ اندازہ نہیں ہو سکتا اور کہتے ہیں کہ اس لڑائی میں دونوں حریفوں نے اس قدر صبر سے کام لیا کہ اس سے پیشتر ایسا صبر و تحمل نہیں دیکھا گیا تھا۔

فتح اسلام

آخر خدا نے مسلمانوں کی مدد کی۔ قسطنطین زخمی ہوا شکست کھا کے بھاگا۔ اور بجز چند رومیوں کے

Marfat.com

ہوئی نہ بچا۔ عبداللہ بن سعد مقام ذات الصواری میں جہاں یہ جنگ ہوئی تھی چند روز تک ٹھیرے رہے۔ پھر اپنے جہازوں کو واپس لائے۔ اور اسی مقام ذات الصواری کی وجہ سے یہ بحری لڑائی مسلمانوں میں جنگ صواری کے نام سے مشہور ہوئی۔

قسطنطین قسطنطین کا انجام
قسطنطین یہاں سے بھاگتا ہوا جزیرہ صقلیہ میں پہونچا۔ لوگوں نے حالات پوچھے اور اُس نے جو کچھ پیش آیا تھا بلاکم و کاست بیان کر دیا۔ انجام یہ ہوا کہ لوگ بجائے ہمدردی کرنے کے اُسے الزام دینے لگے کہ تم نے دین عیسوی کو غارت کر ڈالا۔ اُس کے بڑے بڑے بہادر ضائع کر دیے اور اب اگر عرب ہمارے ملک پر چڑھ آئیں تو کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ آخر لوگوں نے اسے حمام میں بند کر کے مار ڈالا۔ اور جو لوگ اس کے ہمراہ آئے تھے انھیں حکم دیا کہ جزیرہ صقلیہ کو چھوڑ کر قسطنطنیہ میں چلے جائیں۔

حضرت عثمانؓ کی مخالفت کا آغاز
مگر سچ یہ ہے کہ اسلام میں فتنہ اور خطرناک باہمی مخالفت کا آغاز بھی اسی لڑائی سے ہوا۔ اسی لڑائی میں پہلے پہل محمد بن ابی حذیفہ اور محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمانؓ پر اعتراض کرنا شروع کیا۔ انھوں نے حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ کے طرز عمل کو چھوڑ کر اگلے طریقے بدل دیے جس سے شاید یہ مراد ہو کہ بحری لڑائی اختیار کی جس کی حضرت عمرؓ نے کبھی اجازت نہ دی تھی۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی اعتراض کرتے تھے کہ انھوں نے عبداللہ بن سعد کو سردار مقرر کیا جن کا خون رسول خدا صلعم نے حلال کر دیا تھا اور قرآن مجید نے اُن کے کفر کی تصدیق کی تھی۔ رسول صلعم نے جن لوگوں کو نکالا تھا اُن کو انھوں نے بلا لیا۔ اور نیز اصحاب رسولؐ کو حکومت کی خدمتوں سے ہٹا کے اُن کی جگہ سعید بن عاص اور ابن عامر مقرر کیا۔ ان لوگوں کے یہ اعتراضات عبداللہ بن سعد نے سُنے تو دونوں سے کہا تم جس جہاز میں ہوں تم لوگ اس میں نہ آؤ بلکہ کسی اور جہاز پر سوار ہو کے چلو۔ چنانچہ وہ دونوں ایک اور جہاز میں سوار ہوئے۔ جس میں بجز قبطیوں کے کوئی عربی الاصل مسلمان نہ تھا۔ پھر جب دشمنوں سے مقابلہ ہوا تو اس جہاز نے بہت ہی کم مقابلہ کیا جس کے باعث اس کو نقصان بھی بہت کم پہونچا۔ لوگوں نے ان دونوں سے اس کی شکایت کی تو کہا "ہم عبداللہ بن سعد کے جھنڈے کے نیچے کیسے لڑ سکتے تھے۔ جن کو عثمانؓ نے سردار مقرر کیا ہے؟ وہی عثمانؓ جن سے ایسے ایسے کام سرزد ہو چکے ہیں"۔ عبداللہ نے اُن کا جب یہ جواب سُنا تو کہلا بھیجا کہ "اپنے اس قول سے باز آؤ"۔ اور تہدید کی۔ مگر ان پر اس کا مطلق اثر نہ ہوا۔ بلکہ اُن کے اثر سے اور لوگوں کے دلوں میں بھی فساد پیدا ہو گیا۔ اور لوگ وہ باتیں کہنے لگے جو اس سے پہلے کبھی نہیں سُنی گئی تھیں۔

چوتھی فصل

یزدجرد کا مارا جانا اور ابن عامر کے کارنامے

یزدجرد کا بھاگنا۔ برف باری سے لشکر اسلام کی تباہی۔ یزدجرد مرو میں اور اس کا مارا جانا۔ اس میں اختلاف روایت شہر یارِ عجم کی آوارہ گردی۔ مرو میں اس کی حالت۔ اُس کے ساتھ حاکم مرو کا سلوک۔ نیزک کا یزدجرد سے ملنا۔ اُس کی گستاخی و دغابازی۔ یزدجرد چکی والے کے یہاں۔ ماہویہ کی قساوت قلبی۔ کمال بے رحمی سے یزدجرد کا مارا جانا۔ قتل یزدجرد کی روایت یزدجرد کا زمانہ حکمرانی۔ ابن عامر کی مہم جہاد کا آغاز۔ کرمان اور سیستان کی مہمیں۔ فتح طبسین۔ علاقہ کوہستان کی فتح۔ فتح رستاق زام۔ فتح باخرز و جوین۔ بیہق پر دھاوا۔ ایک بہادر سالار عرب کی شہادت۔ فتح بیہق۔ فتوح بست و اسفرائن وغیرہ۔ نیشاپور کا محاصرہ اور اُس کی فتح۔ فتح نسا و ابی ورد۔ فتح سرخس۔ فتح طوس۔ فتح ہرات، بادغیس و بوشنج۔ فتح مرو۔ فتح سنج۔ طخارستان پر فوج کشی۔ فتح رستاق احنف۔ کفرستان میں اذان۔ فتح مرو رود۔ فتح رستاق کنج۔ ایک فیصلہ کن لڑائی جنگ جوزجان۔ مجاہدین کو ان کے سپہ سالار اعظم کی نصیحت۔ جوزجان کی فتح۔ فتح طالقان و فاریاب۔ فتح بلخ۔ خوارزم پر حملہ اس میں ناکامی۔ نوروز کا نذرانہ۔ کرمان میں مجاشع کی کارگزاریاں اور فتح ہمید۔ فتح سیرجان۔ فتح جیرفت۔ افاغنہ پر حملہ۔ سیستان میں ربیع کے کارنامے۔ فتح زالق۔ فتح کرکویہ۔ فتح زردشت۔ فتح ناشرود و سرداد۔ فتح شذرخ۔ فتح موضع اصطبل رستم۔ بغاوت سیستان۔ حسن بصری ربیع کے منشی تھے۔ عبدالرحمن بن سمرہ نئے والی سیستان۔ کرر فتح زرنج۔ فتح کش۔ فتح وادان۔ بیت الملوث شکنی۔ فتح کابل و زابلستان۔ سیستان پھر باغی ہوگیا۔ فتوحات کی شکر گزاری میں ابن عامر کا حج۔ فتح سمنگان۔

اکثر راویانِ اخبار کا بیان ہے کہ اسی سال خسروِ عجم یزدجرد بن شہریار مارا گیا اور دولت اکاسرۂ آل ساسان کا خاتمہ ہوگیا۔

یزدجرد کا بھاگنا۔

ہم بیان کر آئے ہیں کہ سنہ ۳۰ھ میں والی البصرہ ابن عامر ممالک عجم کی بغاوت و سرکشی دور کرنے کے لیے روانہ ہوئے تھے جب انھوں نے شہر اردشیر خرہ کو فتح کیا تو یزدجرد

وہاں موجود تھا اپنی جان لے کے بھاگا۔ اور ابن عامر نے اس کے تعاقب میں ایک لشکر روانہ کیا جس کے سردار مجاشع بن مسعود سلمی یا ہرم بن حیان تھے۔ وہ برابر کرمان تک اس کا تعاقب کرتے چلے گئے۔ یزدجرد کو وہاں بھی مفر نظر نہ آیا تو بھاگ کے خراسان میں ہو رہا۔ سپہ سالار اسلام نے شدت سرما اور برف باری کی مطلق پروا نہ کی۔ اور بڑھا اہل خراسان کی راہ لی۔ مگر راستہ کے میدانوں اور پہاڑوں میں ایسی شدید برف پڑی کہ ایک نیزے کی بلندی تک برف ہی برف تھی۔ سارا لشکر اسلام تباہ ہو گیا۔ اکیلے مجاشع بچے اور ان کا ایک ساتھی جس کے ہمراہ ایک کنیز تھی اس نے ایک اونٹ کا پیٹ پھاڑ کے لونڈی کو اس کے اندر بٹھا دیا۔ اور خود بھاگا۔ دوسرے دن واپس آ کے دیکھا تو کنیز زندہ و سالم موجود تھی۔

برف باری سے لشکر اسلام کی تباہی۔

اس کے بعد جب عساکر اسلام خراسان میں پہونچے تو یزدجرد گھبرا کے مرو میں چلا گیا۔ رستم کا بھائی فرخ زاد اس کے ہمراہ تھا جو اپنے بادشاہ کو ماہویہ کے سپرد کر کے خود عراق میں چلا آیا۔ یزدجرد نے ماہویہ سے کچھ رقم مانگی اس نے دینے سے انکار کیا۔ اور انجام یہ ہوا کہ ماہویہ کے بہکانے سے اہل مرو ڈرے کہ ایسا نہ ہو یزدجرد کے یہاں موجود ہونے سے مسلمان ہمارے بھی دشمن ہو جائیں۔ چنانچہ اس کے خلاف ترکوں سے مدد مانگی ترک ناگہاں ایک رات کو یزدجرد اور اس کے لشکر پر آ پڑے۔ سب کا قتل و قمع کر دیا۔ اور یزدجرد اکیلا و تنہا بے مونس و غمگسار پیادہ دریائے مرغاب کی طرف بھاگا۔ دریا کنارے ایک چکی والا رہتا تھا۔ یزدجرد نے انہی کے گھر میں پناہ لی۔ رات کو سویا تو دغا باز چکی والے نے سوتے ہی میں مار ڈالا اور لاش دریا میں پھینک دی۔

یزدجرد مرو میں

اور اس کا مارا جانا۔

بعض اہل روایت کا بیان ہے کہ ترکوں نے اہل مرو کی مدد نہیں کی بلکہ خود اہل مرو نے شبخون مار کے یزدجرد کا لشکر تباہ کر دیا۔ دوسرے دن لوگ یزدجرد کو تلاش کرنے لگے۔ اور آخر اس کے نقش قدم کا پتہ لگاتے ہوئے چکی والے کے مکان پر پہونچے۔ اسے پکڑ کے مارا پیٹا تو اس نے اقبال کیا کہ ہاں میں نے شہریار عجم کو مار ڈالا ہے۔ اور اس کی لاش پانی میں سے نکال کے دکھا دی۔ قتل کرنے والوں نے اس کے انتقام میں چکی والے اور اس کے تمام اہل و عیال کو قتل کر ڈالا۔ بادشاہ کی لاش کو تابوت میں رکھ کے اصطخر میں پہونچایا۔ جہاں وہ شاہی دخمہ میں رکھ دی گئی۔

یزدجرد کے انجام کے متعلق مختلف روایتیں ہیں بعض راویوں کا یہ بیان ہے کہ نہاوند کی لڑائی کے بعد وہ اصفہان گیا۔ وہاں قطیار نام ایک شخص جس کو فاتحین عرب سے کچھ نقصان پہونچا تھا

اس میں اختلاف روایت۔

Marfat.com

شہریار عجم کی آوارہ گردی

اُس نے ملنے کو آیا۔ دربانوں اور حاجبوں نے باریابی کا موقع نہ دیا تو اُس نے دربان کو مار کے خون آلود کر دیا۔ اُس نے اسی حالت میں جا کے یزدجرد کے سامنے فریاد کی تو شہریار عجم کو اپنی کمزوری اور دردناک حالت نظر آئی۔ فوراً اصفہان سے بھاگ کر رے میں پہونچا۔ حاکم رے نے حاضر ہو کر اپنا سارا علاقہ پیش کر دیا اور عرض کیا کہ "میرے تمام قلعے مضبوط ہیں آپ اطمینان سے بیٹھیں" مگر یزدجرد کو اطمینان نہ ہوا بلکہ دل میں اس سے کچھ بدظن ہو کر اسی وقت بھاگا اور سیستان کی راہ لی۔ وہاں سے مرو میں گیا اور جب مرو میں پہونچا تو فقط ایک ہزار سوار جان نثار ہمراہ رکاب تھے۔

بعض لوگ اس کے بھی خلاف ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ رے سے فارس میں آیا۔ وہاں چار سال ٹھیر رہ کے کرمان میں گیا۔ وہ تین برس وہاں گزار رہے تھے کہ کرمان کے دہقان نے کوئی ایسی خواہش کی جس کو وہ نہ منظور کر سکا جس پر بے وفا رئیس کرمان نے حکم دیا کہ لوگ اس کی ٹانگیں کھینچتے ہوئے شہر کے باہر پھینک آئیں۔ اس ذلت واذیت کے بعد فلاکت زدہ شہریار عجم نے سیستان کی راہ لی۔ تقریباً پانچ سال وہاں رہا اور اتنی ہمت پیدا ہو گئی کہ خراسان میں جا کر لشکر جمع کرنے لگا تاکہ پھر عربوں سے مقابلہ کرے۔ مرو پہونچا تو بہت سے عجمی دہقانوں کے لڑکے کفیل کے طور پر اس کے ہمراہ تھے جن میں ایک فرخ زاد بھی تھا۔

مرو میں اس کی حالت۔

مرو سے اس نے خاقان چین، شاہ فرغانہ، شاہ کابل اور تاجدار خزر سے مراسلت کر کے مدد مانگی۔ رئیس مرو دان و ماہویہ نام ایک شخص تھا وہ یزدجرد کے خلاف ہو گیا۔ اور اپنے بیٹے براز کو اس کام پر مامور کیا کہ یزدجرد کو شہر مرو پر قابض نہ ہونے دے۔ یزدجرد کا پڑاؤ شہر کے باہر تھا۔ ایک دن سوار ہو کر اس نے شہر کے گرد چکر لگایا اور ایک دروازے سے شہر کے اندر جانا چاہا تو براز نے روکا۔ اُس کا باپ ماہویہ بھی کارروائی کو دیکھ رہا تھا۔ زبان سے چلا کے کہا کہ پھاٹک کھولو اور بادشاہ کو اندر آنے دو۔ مگر ہاتھ سے بیٹے کی طرف اشارہ کیا کہ ہرگز نہ آنے دینا۔ یزدجرد کے لوگوں میں سے کسی نے اس کی یہ حرکت دیکھ لی اور دوڑ کے یزدجرد کو خبر کی اور ماہویہ کے مار ڈالنے کی اجازت مانگی۔ مگر شہریار عجم نے اس سے روکا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یزدجرد نے اس موقع پر ارادہ کیا تھا کہ ماہویہ کو حکومت مرو سے معزول کر

اس کے ساتھ حاکم مرو کا سلوک۔

عہ اخبار الطوال نے بھی اس واقعے کو مختصراً بیان کیا ہے۔ مگر سارا ماخذ طبری اور ابن اثیر ہیں اور اس باب کے تمام واقعات انھیں سے ماخوذ ہیں۔

Marfat.com

اس کے بھتیجے صنجان کو دہقان مرو مقرر کرے۔ ماہویہ کو اس کی خبر ہوگئی اور بادشاہ کی جان لینے کے درپے ہوگیا۔ اس فکر میں اس نے ترکستان کے فرماں روا نیزک طرخان کو بلایا کہ یزدجرد کے قتل کرنے میں میری مدد کیجیے۔ اس کے معاوضے میں عربوں کو آپ کا دوست بنا دوں گا۔ علاوہ ازیں ایک ہزار درہم یومیہ دینے کا بھی وعدہ کیا۔ نیزک نے براہِ راست یزدجرد کو لکھا کہ "اگر آپ اپنے مخصوص دوستوں اور فرخ زاد کو ہٹا دیں تو میں حاضر ہوں اور بتاؤں کہ عربوں سے کیا برتاؤ کیا جائے"۔ یزدجرد اس بارے میں اپنے رفقا سے مشورہ کیا۔ صنجان نے کہا "میری رائے نہیں ہے کہ آپ اپنے دوستوں کو جدا کریں"۔ مگر ماہویہ نے اصرار کیا کہ نیزک کی دوستی کو آپ غنیمت جانیں۔ اور اس کی درخواست کو ضرور قبول کرنا چاہیے۔ یزدجرد نے اسی کی رائے اختیار کی۔ اور اپنے تمام وفادار خادموں کو ہٹا دیا۔ فرخ زاد انجام کو سمجھا ہوا تھا۔ اپنے بادشاہ کو دوست نما دشمن کی رائے پر عمل کرتے دیکھ کر گریبان پھاڑ ڈالا۔ اور رونے پیٹنے لگا اور جب یزدجرد اس کا ساتھ چھوڑ کر تن تنہا ماہویہ کے پاس چلا گیا تو چلا چلا کے کہنے لگا کہ "مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ تم لوگ شہریارِ عجم کو اپنے بس میں کر کے مار ڈالو گے"۔ اسے تسلی دینے کے لیے یزدجرد نے خود اپنے ہاتھ سے لکھ کے بھیجا کہ "میری نسبت تم کسی بات کا اندیشہ نہ کرو۔ میرے اہل و عیال کو بھی میرے پاس بھیج دو"۔ اور فرخ زاد نے مجبوراً اس حکم کی بھی تعمیل کر دی۔

نیزک کا یزدجرد سے ملنا۔ اب نیزک آیا اور ماہویہ کے مشورے کے مطابق یزدجرد اس سے اس شان سے ملا کہ محفل طرب قائم تھی۔ گانا بجانا ہو رہا تھا اور مئے ارغوانی کا جام گردش میں تھا۔ نیزک کے آتے ہی ماہویہ اٹھ کر چلا گیا اور نیزک پاپیادہ آ کے یزدجرد سے ملا۔ یزدجرد نے کہا "آپ کو پیدل نہ چلنا چاہیے۔ میری سواری کے گھوڑے حاضر ہیں جس کو چاہیے پسند کر لیجیے"۔ مگر نیزک نے اس کا خیال نہ کیا۔ اور یزدجرد کا ہاتھ پکڑ کے اس کو اپنے لشکر کی طرف لے چلا جب اپنے پڑاؤ کے بیچوں بیچ میں پہونچ لیا تو تاجدارِ عجم سے کہا

اسکی گستاخی و دغابازی۔ "اپنی بیٹیوں میں سے کسی کو آپ میرے عقد میں دے دیں تو بتاؤں کہ عربوں سے کس طرح مقابلہ کیا جائے"۔ وارثِ دیہیمِ خسروی اور نسلِ ساسانی کے تاجدار کو بھلا ایسی بات سننے کی کہاں تاب۔ بے اختیار یزدجرد کی زبان سے گالی نکل گئی۔ اور ساتھ ہی نیزک نے اس کو گرز مارا۔ یزدجرد چوٹ کھا کر چلاتا ہوا بھاگا۔ اور نیزک کے لوگ بلا تامل یزدجرد کی فوج والوں کو تہ تیغ کرنے لگے۔

یزدجرد چکی والے کے یہاں۔ اس ہنگامے اور مار دھاڑ میں یزدجرد فوج سے نکل کے بھاگا۔ اور ایک چکی والے کے گھر میں جا چھپا۔ تین روز تک وہاں پڑا رہا اور کچھ نہ کھایا۔ آخر چکی والے نے جو پہچانتا نہ تھا آ کے کہا "کمبخت نکل کے کچھ کھا پی، تو بھوکا ہوگا"۔ یزدجرد نے کہا جب تک سرود نہ بجتا ہو میرے حلق سے نوالہ

نہیں اتر سکتا"۔ اتفاقاً وہاں ایک سرود نواز بھی موجود تھا اُس نے بجانا شروع کیا اور یزدجرد نے کھانا کھایا۔ سرود نواز اُسے کھلا کے باہر نکلا تو لوگوں سے سُنا کہ شہریار عجم یزدجرد بھاگا ہوا ہے اس کا حلیہ سنا تو مطابق پایا اور کہنے لگا اس شکل و شمائل کا تو ایک شخص فلاں چکّی والے کے

ماہویہ کی شقاوت قلبی

گھر میں چھپا ہوا ہے۔ ہوتے ہوتے یہ خبر ماہویہ تک پہونچ گئی۔ اس نے فوراً ایک پارسی سردار کو بھیجا اور حکم دیا کہ جیسے ہی یزدجرد کو دیکھنا گلا گھونٹ کے مار ڈالنا۔ اور لاش کو دریا میں پھینک دینا اس سردار نے آکے چکّی والے سے پوچھا تو اس نے چھپایا۔ سردار نے گھر میں گھس کے تلاشی لی۔ اب بھی یزدجرد نہ ملا تو چکّی والے کو مارا پیٹا۔ مگر اُس نے کسی طرح نہ بتایا۔ اب وہ ناکام واپس جا رہا تھا کہ ہمراہیوں میں سے کسی کی ناک میں مشک کی خوشبو آئی اور حریر کے لباس کا ایک کونہ دکھائی دیا۔

کمال بے رحمی سے یزدجرد کا مارا جانا

اس کو پکڑ کے کھینچا تو یزدجرد برآمد ہو گیا۔ اور خوشامد کرنے لگا کہ مجھے نہ مارو۔ اور نہ کسی کو میرا پتہ بتاؤ اور اس کے معاوضے میں اس نے اپنی قیمتی انگوٹھی مرصع ڈاب۔ اور ہاتھوں کے کڑے پیش کیے مگر قاتل نے کہا "مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔ چار درہم دیجیے تو چھوڑ دوں"۔ درہم پاس نہ تھے دارائے عجم نے کہا "اس انگوٹھی کی قیمت کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں کر سکتا۔ اس کو لے کر میری جان چھوڑ دو" مگر قطعاً انکار کیا گیا۔ آخر یزدجرد نے آبدیدہ ہو کر کہا "لوگ کہا کرتے تھے کہ تم کبھی چار درہم کو محتاج ہو گے۔ اس کو میں نہیں سمجھتا تھا۔ آج کھلا کہ وہ بالکل سچ تھا"۔

اب اُس نے اپنے کان سے ایک گوشوارہ اُتار کے چکّی والے سے کہا "مجھے بچاؤ" مگر سب کو جان لینے پر تُلا پایا۔ ایک آہ کے ساتھ کہا "کمبختو۔ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ جو کوئی بادشاہوں کو قتل کرتا ہے۔ دنیا ہی میں آگ کے عذاب میں مبتلا ہوتا ہے۔ مجھے قتل نہ کرو۔ بلکہ اپنے دہقان یا عربوں کے پاس زندہ پکڑ لے چلو۔ میں وہ شخص ہوں کہ وہ بھی میری جان نہ لیں گے"۔ مگر کسی نے سماعت نہ کی۔ کمان کی تانت کا پھندا بنا کے اُسے پھانسی دی۔ اور آفت زدہ شہنشاہ کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر ماہویہ کے حکم کے بموجب اس کی لاش دریا میں پھینک دی گئی۔ مگر مرو کے ایک مسیحی مقتدا کو اس پر عبرت ہوئی۔ لاش کو پانی سے نکال کے تابوت میں رکھا۔ اور کہیں دفن کر دیا۔ بعد ازاں ماہویہ نے اس شخص کو جس نے یزدجرد کی نشان دہی کی تھی پکڑ کے اتنا مارا کہ مارتے مارتے مار ڈالا۔

قتل یزدجرد کی ایک اور روایت

ایک اور طریقے سے یہ واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ یزدجرد قبل اس کے کہ عرب کرمان پہ پہونچیں وہاں سے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر مرو میں گیا۔ مرو کی آبادی کے قریب

Marfat.com

...نچا تو دو سوار ملے۔ جن میں سے ایک کا نام صنجان اور دوسرے کا براز تھا۔ ان دونوں میں
...ہم عداوت تھی۔ براز نے صنجان کی شکایت کی۔ اور یزدجرد نے ارادہ کیا کہ صنجان کو موقع پا کے
...ل کروا دے۔ اس ارادے کو اُس نے اپنی کسی محبوبہ کنیز پر ظاہر کیا جس نے کسی اور سے کہا۔ ...
...ر فاش ہو گئی۔ اس پر برافروختہ ہو کے صنجان نے اپنے گروہ کو جمع کیا اور ارادہ کیا کہ یزدجرد کو
...ڈالے۔ یہ حال براز نے سُنا تو بدحواس ہو کے بھاگ گیا۔ اُس کے بعد خود یزدجرد کو بھی بھاگنا پڑا۔
...انچہ اور ننگ نشیں آل ساسان مرو سے دو فرسخ ایک چکی کے قریب پہونچا۔ اور چکی والے کے گھر
...ں پناہ لی۔ اُس نے کھانا کھلایا اور کچھ انعام مانگا۔ یزدجرد نے ڈاب کمر سے کھول کے دے دی
...ں نے کہا مجھے یہ نہیں چاہیے فقط چار درہم عطا ہوں۔ مگر درہم موجود نہ تھے۔

بعد ازاں یزدجرد کھا پی کے سو رہا چکی والے نے غافل پا کے اس کو اپنی کدال سے مار ڈالا
...ور اور کپڑے جو کچھ جسم پر تھے اُتار لیے۔ اور لاش پانی میں پھینک دی۔ مگر پھینکتے وقت لاش کا پیٹ
...ار ڈالا۔ اور کوئی بھاری چیز اس میں باندھ دی تاکہ پانی کے اوپر نہ اُبھر سکے۔ چکی والے نے
...رچہ یہ کارروائی بہت چھپا کے کی تھی۔ مگر ایک نصرانی پادری کو خبر ہو گئی۔ جو مرو میں دین مسیحی کی
...بلیغ کیا کرتا تھا۔ اُس نے اپنے ہم مذہبوں کو جمع کر کے کہا: "شہریار کا بیٹا مار ڈالا گیا۔ اور شہریار کون؟
...ہ جو شیرین کا بیٹا تھا۔ وہی شیرین جو مومنہ تھی اور ہم پر اس کے بڑے بڑے احسانات ہیں" اس
...قریر کا انجام یہ ہوا کہ ان لوگوں نے مرو میں ایک دخمہ بنایا۔ اور یزدجرد کی لاش کو دریا سے نکال کے
...س میں رکھ دیا۔[۵۵]

یزدجرد کا زمانۂ حکمرانی

یزدجرد بیس سال تک حکمران رہا۔ جن میں سے چار سال شوکت و حشمت اور شان و شکوہ سے
جہاں بانی کی۔ چھ برس مسلمانوں سے لڑنے اور لڑائی کے دھڑکے برداشت کرنے میں گزرے اور
...اقی زمانہ بھاگنے اور ناکامی کی ذلتیں برداشت کرنے میں گزرا۔ وہ آردشیر بابکان کی نسل کا آخری
...جدار تھا۔ اور اس کے بعد ملک عربوں کے لیے صاف ہو گیا۔ اور چونکہ اُس کے بعد کوئی اور ساسانی
...ادشاہ نہیں ہوا۔ لہٰذا مجوسیوں نے اپنا سنہ اسی کی تخت نشینی کے زمانے سے جاری رکھا۔ اُن میں
...واج تھا کہ ہر بادشاہ کی تخت نشینی سے سنہ کا حساب قائم کرتے جو اُس کے مرنے پر ختم ہو جاتا۔

ابن عامر کی مہم جہاد کا آغاز

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد اہل خراسان نے بغاوت کر دی تھی۔ عبداللہ بن عامر نے جب

---

[۵۵] اخبار الطوال۔

فارس کو فتح کر لیا تو حبیب بن اوس تمیمی نے کھڑے ہو کر کہا! "اے امیر زمین آپ کے سامنے کھلی ہوئی ہے۔ اور اس میں سے تھوڑی ہی ابھی فتح ہوئی ہے۔ لہذا چلیے اور بڑھیے۔ خدا مددگار و معاون ہے۔" ابن عامر نے کہا "اس کا تو ہمیں حکم ہی ہے۔" اور آگے کی راہ لی۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ابن عامر فارس کو فتح کر کے بصرے میں واپس آئے۔ اور شریک بن اعور حارثی کو اپنا نائب بنا کے اصطخر میں چھوڑ دیا۔ بصرے میں بھی لوگوں نے جب جہاد پر ابھارا تو زیاد کو اپنا نائب بنا کے وہاں چھوڑا اور خود لشکر کے ساتھ جہاں کشائی کے ارادے سے چل کھڑے ہوئے۔ انھوں نے بصرے سے براہ راست کرمان کا رخ کیا۔ تھوڑی دور جا کر مجاشع بن مسعود سلمی کو جن کا شمار صحابہ رسالت میں تھا اہل کرمان پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس لیے کہ ان لوگوں نے بغاوت و سرکشی اختیار کی تھی۔ اور ربیع بن زیاد حارثی کو سیستان پر حملہ کرنے کا حکم دیا کیونکہ وہ لوگ بھی بدعہدی کر کے باغی ہو گئے تھے۔ پھر خود ابن عامر نیشاپور کی طرف چلے اور اپنے مقدمۃ الجیش کا سردار احنف بن قیس کو مقرر کیا۔

کرمان اور سیستان کی مہمیں۔

خراسان کی سرحد پر دو قلعے تھے جن کا نام مورخین عرب طبسین بتاتے ہیں۔ یہ دونوں قلعے خراسان کے پھاٹک تصور کیے جاتے تھے۔ احنف جب ان قلعوں پر پہونچے تو وہاں کے لوگوں نے صلح کر کے اطاعت قبول کر لی! ان لوگوں کو مطیع بنا کے لشکر اسلام خراسان میں داخل ہوا اور علاقہ کوہستان آ گیا۔ جہاں کے لوگوں نے احنف سے مقابلہ کیا اور شکست کھا کے ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہو گئے۔ اتنے میں ابن عامر بھی اپنے پورے لشکر کے ساتھ جا پہونچے۔ ان کو دیکھ کر کوہستان والے مایوس ہوئے۔ چھ لاکھ درہم پیش کیے! اور صلح کر لی۔ بعض اہل تاریخ کہتے ہیں کہ کوہستان پر حملہ امیر بن احمر یشکری نے کیا۔

فتح طبسین

علاقہ کوہستان کی فتح

ایک لشکر ابن عامر نے رستاق رام پر بھیجا جو مقام نیشاپور ہی کے توابع میں تھا۔ وہاں کے لوگوں نے مقابلہ کیا! اور اس لشکر نے اس قلعہ کو بزور شمشیر فتح کیا اور پھر اسی جوار کے مقامات باخرز اور جوین کو بھی فتح کر لیا۔ اسی سلسلے میں ابن عامر نے اسود بن کلثوم عدوی کو تھوڑے سے لشکر کے ساتھ علاقہ نیشاپور کے شہر بیہق پر بھیجا۔ انھوں نے بیہق کی فصیل کے پاس پہونچتے ہی زور و شور سے حملہ کر دیا۔ جا شہر کے ایک شگاف میں اندر گھس پڑے ان کے ساتھ چند اور سربکف مسلمان بھی شہر کے اندر داخل ہو گئے۔ مگر دشمنوں نے مزاحمت کر کے روکا اور دشمنوں کا ایک گروہ یورش کر کے ان کی پشت پر بھی آ گیا۔ جس کی وجہ سے ان کا راستہ بند ہو گیا۔ اس حالت میں اسود اور ان کے جاں باز رفقا جان پر کھیل کر لڑنے لگے

فتح رستاق رام

فتح باخرز و جوین

ایک بہادر سالار عرب کی شہادت

فتح بیہق

سقامت کی لڑائی ہونے لگی جب یہاں اسود اپنے ساتھیوں کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہوئے تو یکلخت کران بہادران اسلام نے جو باہر تھے۔ اسود کے بھائی ادہم بن کلثوم کو اپنا سردار بنایا۔ اور سب نے اس زور سے حملہ کیا کہ تھوڑی ہی دیر میں دشمنوں کو مار کے ہٹا دیا۔ اور شہر بیہق اُن کے ہاتھ فتح ہو گیا۔ مرحوم اسود اپنی زندگی میں اکثر دعا مانگا کرتے تھے کہ "خداوندا میرا حشر درندوں کے پیٹوں اور مردار خوار طیور کے پوٹوں سے ہو" جس کا لحاظ کر کے اُن کے بھائی نے اور سب شہیدوں کو دفن کر دیا۔ مگر ان کی لاش میدان میں پڑی رہنے دی۔

فتوحات بُشت واسفراین وغیرہ

خراسان کے مذکورہ شہروں کے علاوہ شہر بشت (لوگ بست نہ سمجھیں وہ دوسرا شہر ہے) اور بلاد خوزق اسفراین وآذغیان کو بھی فتح کر لیا۔ اور خاص شہر نیشاپور کی طرف بڑھے اہل نیشاپور نے شہر کے پھاٹک بند کر لیے۔ اور قلعہ بند ہو کر مقابلہ شروع کیا۔ چنانچہ ابن عامر کئی مہینے تک محاصرہ کیے پڑے رہے۔ اس شہر کی ہر سمت کی محافظت ایک ایرانی مرزبان کے سپرد تھی۔ جب لڑائی کو طول ہوا اور شہر والوں کو سخت دشواریوں سے سابقہ پڑا تو ایک جانب کے مرزبان نے اہل شہر سے چھپا کر خفیہ طریقے پر مسلمانوں سے امان مانگی۔ اور وعدہ کیا کہ "اگر مجھے امان دی گئی تو میں اس کے معاوضے میں مسلمانوں کو شہر کے اندر پہونچا دوں گا"۔ یہ درخواست فوراً قبول کر لی گئی اور اس نے ایک رات بہادران اسلام کو شہر کے اندر پہونچا دیا۔ اس طریقے سے سارا شہر تو فتح ہو گیا۔ مگر یہاں کا سب سے بڑا مرزبان جو سب پر افسر تھا اپنے گروہ کے ساتھ اپنی گڑھی میں قلعہ بند ہو گیا۔ اور اب بھی لڑائی کا خاتمہ نہیں ہوا لیکن جب اس گڑھی پر بھی مسلمانوں نے سخت دھاوے کیے تو ہجوم یاس سے وہ مرزبان بھی چیخ اٹھا اور امان مانگی جس کے سلسلے میں اُس نے سارے نیشاپور کے متعلق صلح کی شرطیں پیش کر دیں۔ آخر دس لاکھ درہم پیش کر کے اُن لوگوں نے اپنی جانیں بچائیں۔ سارے شہر پر قبضہ ہوا۔ اور سب سے پہلے والی نیشاپور قیس بن ہیثم سلمی مقرر ہوئے۔

فتح نسا و ابیورد

ابن عامر کی اصلی غرض یہ تھی کہ خراسان کے تمام شہر فتح کر لیے جائیں۔ اور سارا ملک قلمرو خلافت میں شامل ہو جائے۔ چنانچہ انھوں نے جابجا اور لشکر بھی روانہ کیے تھے۔ جن میں سے ایک تو نسا اور ابیورد پر گیا اور دونوں شہروں کو بغیر اس کے کہ خونریزی کی نوبت آئے فتح کر لیا۔

فتح سرخس۔

دوسرا بسرداری عبداللہ بن خازم سلمی شہر سرخس پر گیا۔ سرخس والے پہلے لڑے پھر امان مانگی مگر سو آدمیوں کو امان دینے کا وعدہ کیا گیا۔ مرزبان نے اس کو قبول کیا۔ اور سو ناموں کی فہر

پیش کر دی۔ مگر بدنصیبی سے اس میں خود اپنا نام لکھنا بھول گیا چنانچہ جب مسلمان شہر میں داخل ہوئے
فتح طوس۔ سو آدمیوں کو امان دی گئی اور مرزبان مع باقی لوگوں کے قتل ہوا۔ اسی اثنا میں طوس کا مرزبان
ابن عامر کی خدمت میں حاضر ہوا اور چھ لاکھ درہم پیش کر کے اطاعت قبول کر لی۔

فتح ہرات و بادغیس و پوشنج۔ اس کے بعد ابن عامر نے ایک لشکر ابن خازم یا کسی اور شخص کے زیر علم قدیم شہر ہرات کی طرف
روانہ کیا۔ مرزبان ہرات کو خبر ہوئی تو خود ابن عامر کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہرات بادغیس
پوشنج والوں کی طرف سے صلح کر لی۔ مگر بعض مورخین کہتے ہیں کہ ہرات پر خود ابن عامر گئے تھے اہل
پہلے مقابلہ کیا۔ پھر دس لاکھ درہم پیشکش کر کے صلح کر لی۔

فتح مرو۔ جب ابن عامر ان تمام شہروں پر غالب و متصرف ہو گئے تو مرو کے مرزبان نے سفارت
بھیج کے بائیس لاکھ درہم پر صلح کر لی۔ مسلمان سپہ سالار نے حاتم بن لقمان باہلی کو مرزبان مرو کے پاس
بھیجا۔ اور سارا علاقہ مرو[۱] صلحاً فتح ہو گیا۔ مگر اس علاقے کے شہر سنج کے لوگوں نے مقابلہ کیا۔ جو حملہ
کر کے بزور شمشیر فتح کیا گیا۔

طخارستان پر فوج کشی۔ اسی موقع پر ابن عامر نے احنف بن قیس کو طخارستان کے فتح کرنے کے لیے بھیجا۔ راستے میں
وہ ایک رستاق (منڈی) پر ہو کر گزرے جو ان دنوں ستوان کہلاتا تھا۔ مگر مسلمانوں کے قبضے میں
فتح رستاق احنف۔ آنے کے بعد رستاق احنف کے نام سے مشہور ہو گیا۔ احنف نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں کے
کفرستان میں اذان۔ لوگوں نے تین لاکھ درہم پیش کر کے امان حاصل کی۔ احنف نے کہا میں تم سے اس شرط پر
صلح کرتا ہوں کہ ہمارا ایک شخص یکہ و تنہا جا کر شہر کے اندر قصر حکومت میں اذان دے۔ نعرۂ اللہ اکبر
کر کے شہر کے اندر ذرا ٹھہرے۔ اور واپس آئے۔ اس شرط کو ان لوگوں نے قبول کیا۔ اور اس
فتح مرو روذ۔ سرزمین پر نعرہ توحید بلند کر کے احنف مرو روذ کی طرف بڑھے۔ وہاں کے لوگوں نے مقابلہ
کیا۔ احنف نے میدان جنگ گرم کر کے ان کو شکست دی اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔

یہاں کا مرزبان عجمی حاکم یمن باذان کا عزیز تھا جس نے حضور سرور عالم کی زندگی میں آتش پرستی
سے توبہ کر کے مذہب توحید کو اختیار کیا تھا اور مسلمان اس کی بابت کچھ پاس لحاظ کرتے تھے۔ مرزبان مرو روذ نے
احنف کو لکھ بھیجا کہ میرے عزیز باذان نے دین اسلام قبول کر لیا تھا اس لیے میرا جی چاہتا ہے کہ آپ سے
فتح رستاق سنج۔ صلح کر لوں۔ احنف نے اس کی درخواست قبول کی اور چھ لاکھ درہم پر صلح ہو گئی۔ اس کے بعد احنف نے ایک
لشکر رستاق سنج بھیجا جو وہاں سے بہت سے مویشی ہنکا لایا۔ اس کے بعد وہاں کے لوگوں نے بھی صلح کا پیام بھیجا۔ اور

[۱] ان دنوں مرو کے نام کے دو شہر تھے ایک مرو شاہجہان دوسرا مرو روذ۔ مسلمانوں نے پہلے جس مرو کو فتح کیا وہ مرو شاہجہان تھا۔

Marfat.com

ان مسلسل فتوحات سے طخارستان والوں میں وطنی حمیت کا ایسا جوش پیدا ہو گیا کہ سب مل کر وہ ہوئے کہ کثیر التعداد فوج جمع کر کے اور گرد و جوار کے حکمرانوں سے مدد حاصل کر کے ایک فیصلہ کن لڑائی لڑیں اور مسلمانوں نے جن شہروں پر قبضہ کر لیا ہے ان کو ان سے چھین لیں۔ آخر ان کی کوشش سے اتنا بڑا لشکر جمع ہو گیا کہ گویا انسانوں کا سمندر تھا جو سخت ترین طوفان کی شورش سے تھپیڑے مار رہا تھا۔ اس لشکر میں گرگان (جارجیا) طالقان فاریاب اور اطراف و جوانب کی طاقت عظیم جمع تھی۔ احنف نے اس سخت طوفان کا حال سنا تو فوراً دشمنوں کے اس سیلاب کی طرف کوچ کیا اور دونوں حریفوں کا سامنا ہوتے ہی میدان حشر قائم ہو گیا عین معرکۂ گیر و دار میں صغانیان کے بادشاہ نے دعوے کے ساتھ احنف کو نیزہ مارا۔ احنف نے اپنے زیر دست ہاتھ سے نیزہ پکڑ لیا۔ اور ایک ہی جھٹکے میں اس کے ہاتھ سے چھین لیا آخر سخت خونریزی کے بعد دشمنوں کو شکست ہوئی اور سپہگرانِ عرب نے بھاگنے والے دشمنوں کو ہر طرف رگید رگید کے بہ کثرت قتل کیا اور اس عظیم الشان فتح کے بعد احنف مرو رود میں واپس آ گئے۔

چند ہی روز بعد خبر آئی کہ علاقۂ گرگان کے شہر جوزجان میں کچھ اور دشمن جمع ہوئے ہیں احنف نے ان لوگوں کے استیصال کے لیے اقرع بن حابس تمیمی کو ان کی قوم کے شہسوارانِ عرب کے ساتھ روانہ کیا اور رخصت کرتے وقت یہ تقریر کی اے بنی تمیم باہم دوست رہو، ایک دوسرے کے حال پر مہربانی کرو۔ بس اسی طرز عمل سے تمہارے سب کام بن جائیں گے۔ جہاد کو پہلے خود اپنے پیٹوں اور شرمگاہوں سے شروع کرو یعنی اپنی ہوسوں اور خواہشوں کو مارو۔ اگر تم سے یہ ہو سکا تو تمہارا دین ایمان سلامت رہے گا۔ اور خبردار باہم ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرنا۔ تم نے اس کی پابندی کی تو تمہارا جہاد سلامت رہے گا۔" اپنے دیندار اور بہادر سردار کی زبان سے یہ نصیحتیں سن کر اقرع روانہ ہوئے تو جوزجان پہنچ کر دم لیا۔ اور دشمنوں پر ایسے سچے جوش سے حملہ کیا کہ پہلی گرد آوری کے بعد دوسرا ہی حملہ ہوا تھا کہ دشمن شکست کھا کر بھاگے۔ اور جوزجان بہادرانِ بنی تمیم کی شمشیر آبدار سے فتح ہو گیا۔

اس کے بعد احنف نے علاقہ ہائے طالقان و فاریاب کو بھی صلحاً فتح کر لیا بعض اہل روایت کہتے ہیں کہ فاتح فاریاب احنف نہیں بلکہ امیر بن احمر تھے۔ اب تمام صوبہ جات ایران اسلام کے زیر نگیں تھے اور پوری قلمروِ آل ساسان قلمرو خلافت میں شامل ہو گئی۔

اب احنف نے ترکستان کا ارادہ کیا اور شہر بلخ کی طرف چلے جو علاقۂ طخارستان کا مرکز حکومت تھا۔ عربی فتوحات کی رفتار اب دشمنوں کے لیے ایسی حوصلہ شکن تھی کہ ان لوگوں کو مقابلے کی جرأت

ایک فیصلہ کن لڑائی۔

جوزجان لینا

اقرع کو ان کے سپہ سالار اعظم کی نصیحت

جوزجان کی فتح۔

فتح طالقان و فاریاب ۔

فتح بلخ ۔

Marfat.com

نہ ہوئی۔ علی اختلاف الروایات چار یا سات لاکھ درہم پیش کر کے اطاعت قبول کر لی لہٰذا اسید بن متشمس
خوارزم تک پہنچ — حاکم بلخ مقرر ہوئے۔ جس کے بعد احنف خوارزم کی طرف چلے جو دریائے جیحون کے کنارے وا
اس شہر کا محاصرہ کیا اور فتح کے لیے بہت کچھ زور لگایا مگر قابو نہ چلا۔ آخر اپنے ہمراہی صاحب
سرداروں کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ حصین بن منذر نے کہا "آپ کو شہسوار عرب
عمرو بن معدی کرب کا شعر یاد ہے۔" اور وہ شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "جب تجھ سے کوئی کام
اسپا ہونا ناکامی — اس کو چھوڑ دے اور وہ کام کر جو ہو سکتا ہو۔" احنف نے اسی مشورے پر عمل کیا۔ اور خوارزم کو غیر
چھوڑ کر بلخ میں واپس چلے آئے۔

بلخ میں اسید رقم خراج کو وصول کر چکے تھے جو از روئے معاہدہ اہل شہر کے ذمے واجب
نوروز کا نذرانہ — تھی۔ اتفاقاً ان دنوں عید نوروز کا زمانہ تھا۔ اس موقع پر اہل شہر نے بہت قیمتی نذرانہ لا کے پیش کیے
جس میں بہت سے درہم و دینار کے علاوہ سواری کے جانور اور کپڑوں کے تھان وغیرہ تھے۔ اسید
ان چیزوں کو دیکھ کر کہا "معاہدۂ صلح میں ان چیزوں کا تو اقرار نہ تھا۔" لوگوں نے کہا "اس
صلح اور مقررہ خراج سے تعلق نہیں۔ یہ تو وہ نذرانہ ہے جس کو ہم عید نوروز کے دن ہمیشہ اپنے حاکم
کے سامنے پیش کرتے رہے ہیں۔" یہ سن کر اسید بولے "میں اس معاملے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ خدا
مجھے اس کے لینے کا حق ہے یا نہیں۔ مگر امانت کے طور پر میں رکھے لیتا ہوں۔ غور کے بعد فیصلہ
ہوگا کہ یہ چیزیں لی جائیں یا نہیں۔" پھر جب احنف واپس آ گئے تو اسید نے اس نذرانے کا حال
ان سے بیان کیا۔ احنف نے پھر اہل شہر کو اپنے سامنے بلوایا اور نذرانۂ نوروز کے بارے میں
سوال کیا۔ سب نے وہی جواب دیا جو اسید سے کہہ چکے تھے۔ اب اسید نے وہ سب چیزیں
حاکم خراسان ابن عامر کے پاس بھیج دیں۔ ابن عامر نے اسید سے دریافت کیا کہ "تم اس نذرانے
کیوں نہیں لیتے؟" انھوں نے صاف جواب دیا کہ "مجھے ان کی ضرورت نہیں۔" یہ جواب پا کر ابن عامر
ان چیزوں کو اپنے وہاں کے خزانے میں داخل کر لیا۔

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مجاہدین اسلام جب پہلے پہل عراق کی سرحد پر نمودار ہوئے تھے
اس وقت ان کا اتقا کس درجہ کا تھا۔ اور اب سارا ایران و ترکستان فتح کر لینے کے بعد ان کے
سرداروں کی کیا حالت تھی۔ اگرچہ اسید کے ایسے نیک نفس متقی ابھی فنا نہیں ہوئے تھے۔

کرمان پر حملہ اور فتح بیمد — یہ ہم بیان کر آئے ہیں کہ خراسان میں داخل ہونے سے پہلے ہی ابن عامر نے مجاشع بن مسعود
کو فتح کرمان پر مامور کیا تھا۔ مجاشع آندھی اور بجلی کی طرح کرمان کے شہر بیمد پر جا پڑے۔ اور اس

Marfat.com

...ور شمشیر فتح کر لیا۔ تمام لوگوں کو امان دی۔ اور وہاں ایک عالیشان قصر بنایا جو مدت دراز تک ...مجاشع کے نام سے مشہور رہا۔ پھر آگے بڑھ کے شہر سیرجان پر پہونچے جو کرمان کا مرکز حکومت ...اہل شہر نے قلعہ بند ہو کر مقابلہ شروع کیا۔ مجاشع چند روز تک گھیرے پڑے رہے پھر ایک روز ...دوں طرف سے دھاوا کر کے فصیل کے اندر گھس پڑے اور فتح کر لیا۔ یہاں کے لوگوں نے چونکہ ...مدی اور دغابازی کی تھی اس لیے سب جلاوطن کر دیے گئے۔ بعد ازاں مجاشع نے بزور شمشیر ...ر جیرفت کو فتح کیا۔ ان بڑے بڑے شہروں کے فتح کر لینے کے بعد صحابی سپہ سالار نے سارے ...ان کا دورہ کیا۔ اور جہاں قلعہ بندیاں اور مخالفت و عداوت کی بنیادیں نظر آئیں ان کو منہدم کر کے ...اوت کی قوت بالکل پامال کر ڈالی۔

فتح سرجان

فتح جیرفت

افاغنہ پر حملہ

اس کے بعد مجاشع قوم قفص (افاغنہ) کے سر پر جا پہونچے۔ ان لوگوں کے علاقے میں مفرور جلا وطن ...یوں کا ایک گروہ کثیر جمع ہو گیا تھا۔ ان کی پامالی اور سرکوبی کی۔ اور سارے ملک پر مجاشع کا ایسا ...ب بیٹھ گیا کہ بہت سے مفسد و فتنہ جو اہل کرمان تو جہازوں پر سوار ہو کے بھاگ گئے۔ جنھوں نے ...ان میں جا کے قرار لیا۔ اور بہت سے سیستان میں چلے گئے۔ فتحمند عربوں نے ان کے مکانوں اور انکی زمینوں پر قبضہ ...یا۔ جن میں سے کسی کسی جگہ مسلمانوں نے کھود کے دفینے برآمد کیے اور دولت حاصل کی اور خلافت کو ...روعہ زمینوں کا عشر ادا کرنے لگے۔

سیستان میں ربیع کے کارنامے فتح زالق

ناظرین یہ بھی پڑھ آئے ہیں کہ ابن عامر نے ربیع بن زیاد حرثی کو سیستان کی فتح پر مامور کیا تھا۔ ...منازل سفر طے کر کے قلعہ زالق پر پہونچے۔ خاص نوروز کے دن جب کہ قلعہ والے جشن منا رہے تھے ...کر کے قلعہ میں گھس پڑے۔ شہر کو لوٹا۔ اور وہاں کے حاکم دہقان کو اسیر کر لیا۔ اُس نے بکری کی ایک ...ال سونے چاندی سے بھروی تو جان کی امان پائی۔ اور عربوں اور اہل فارس میں جو شرطیں ہوئی تھیں ...ان شرطوں پہ صلح کر کے سر اطاعت جھکا دیا۔ اس کے بعد ربیع کرکویہ نام ایک شہر میں پہونچے وہاں ...الوں نے اطاعت قبول کی۔ اور ربیع زرنج کی طرف بڑھے جو سیستان کا دار الحکومت تھا۔ راستے ...میں روشت نام ایک شہر سامنے آیا تو اس پر حملہ کر دیا۔ اہل روشت لڑنے کو تیار ہو گئے۔ اور ایسی ...شجاعت و جانبازی سے لڑے کہ ان کے اسلحہ سے چند مسلمان شہید ہو گئے لیکن لڑائی کا انجام ...یہ ہوا کہ دشمنان اسلام ہمت ہار کے بھاگے۔ اور عربوں نے ایسے غیظ و غضب کے ساتھ تعاقب ...کیا کہ اہل سیستان کی ایک خلقت عظیم قتل ہو گئی۔

فتح کرکویہ

فتح روشت

فتح ناشروذ و شرواذ

اب ربیع نے آگے سبقت کی اور ناشروذ اور شرواذ کو فتح کر کے خاص زرنج کے سامنے

خیمے ڈال دیے۔ اہل زرنج نے بڑھ کے مقابلہ کیا مگر پہلے ہی معرکہ میں ایسی شکست کھائی کہ قلعہ میں چھپ کر بیٹھ رہے۔ اور لشکر اسلام نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ آخر زرنج کے مرزبان نے صلح کی کوشش کی، اور کہلا بھیجا کہ مجھے امان دی جائے تو بذات خود حاضر ہو کے اپنی درخواست پیش کروں۔ اس کو امان دی گئی اور وہ آیا۔ مگر یہاں مسلمانوں کو اس عجیب خوفناک شان میں پایا کہ خود ربیع اور تمام افسر کسی نہ کسی لاش پر بیٹھے ہیں۔ اور کسی دوسری لاش سے تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ مرزبان پر اس منظر کا نہایت خوفناک اثر پڑا اور اسی وقت عاجزی سے کہا کہ "میری درخواست صلح قبول کر لی جائے میں اس کے معاوضے میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایک ہزار خوب رو و کمان ابرو غلام پیش کروں گا۔ جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک سونے کا جام ہوگا۔" بہر حال صلح ہو گئی مرزبان نے اپنی شرط پوری کی اور مسلمان شہر میں داخل ہوئے۔

یہاں سے بڑھ کے ربیع سنارود نام ایک ندی کے پار اترے۔ اور ایک گاؤں میں پہونچے جو رستم زریان کا اصطبل مشہور تھا۔ وہاں کے لوگ برسر پرخاش ہوئے تو مسلمانوں نے مقابلہ کر کے انھیں شکست دی۔ اور ان لوگوں کو مطیع فرمان بنا کے شہر زرنج میں واپس آئے۔ جہاں ربیع کا پورے ایک سال تک قیام رہا۔ جس کے بعد وہ اپنی طرف سے ایک شخص کو عامل سیستان مقرر کر کے ابن عامر کے پاس واپس چلے آئے۔

مگر ان کے پلٹتے ہی سیستان والوں نے اس عامل کو نکال باہر کیا۔ اور بغاوت اختیار کر لی۔ ربیع کی حکومت سیستان میں ڈیڑھ سال تک رہی۔ اس ملک سے انھوں نے چالیس ہزار لونڈی غلام بھیجے۔ ربیع کے منشی اس مہم میں حضرت حسن بصری تھے جن کے نام سے شاید کوئی مسلمان ناآشنا ہو۔

اہل سیستان کی سرکشی کی خبر ابن عامر کو پہونچی تو عبدالرحمن بن سمرہ بن حبیب بن عبد شمس کو سیستان مقرر کر کے بھیجا۔ انھوں نے آتے ہی زرنج کا محاصرہ کر لیا۔ اور جب مرزبان باغی اہل شہر سے عاجز آ گئے تو دو لاکھ درہم اور دو ہزار غلامان خوبرو پیش کر کے سند امان حاصل کی۔ عبدالرحمن زرنج پر قبضہ پاتے ہی قدم آگے بڑھایا اور زرنج سے کش تک سارا علاقہ زیر فرمان کر لیا۔ یہ علاقہ ہندوستان کی جانب واقع ہے اس کے بعد عبدالرحمن نے دوسری طرف رخ کیا تو اس علاقے کو جو زرنج سے رخج اور داور تک پھیلا ہوا ہے مطیع و منقاد بنا لیا۔ داور پر پہونچ کے انھوں نے لشکر داور کو کوہ زور کے درمیان میں گھیر لیا۔ اور جب ان لوگوں نے ہمت ہار کے اطاعت قبول کر لی تو فتح کے کروفر سے شہر داور میں داخل ہوئے۔ زور جس کی جانب مذکورہ بالا پہاڑ منسوب تھا ایک بت

Marfat.com

(بت شکنی پر ملیح)

ہے جس کی صورت سونے کی بنی ہوئی تھی۔ اور آنکھوں کی جگہ دو لعل شب چراغ جڑے ہوئے تھے۔
بدالرحمن نے فتحیاب ہوتے ہی صورت کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا۔ اور آنکھوں سے دونوں لعل
کال لیے پھر سونے اور دونوں لعلوں کو مرزبان کے حوالے کر کے کہا "ان چیزوں کو تمھیں لیجاؤ۔
مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا مقصد فقط یہ بتانا تھا کہ یہ بت نہ اپنے آپ کو بچا سکتا ہے اور نہ کسی
اور کو کچھ نفع یا ضرر پہونچا سکتا ہے"۔

(فتح کابل و زابلستان)

اس واقعہ کے بعد عبدالرحمن نے کابل اور زابلستان کو فتح کیا۔ زابلستان سے مراد وہ سارا
علاقہ ہے جو شہر غزنین کے توابع میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان کامیابیوں اور فتحوں کے بعد وہ زرنج
میں واپس آئے۔ اور وہیں تھے کہ خلافت عثمانی کا انتظام درہم برہم ہونے لگا۔ اس وقت وہ امیر بن احمر
یشکری کو اپنی جگہ چھوڑ کے واپس چلے آئے۔ مگر اہل سیستان بھی بغاوت و شورش میں ایسے

(سیستان پھر باغی ہوگیا۔)

مشتاق تھے کہ ان کے ہٹتے ہی پھر بغاوت کر دی۔ اور امیر کو اپنے ملک سے نکال باہر کیا۔
کرمان و سیستان کی فتحیں بھی دراصل ابن عامر ہی کے کارناموں میں شامل تھیں۔ یہ سب فتحیں
پوری ہوگئیں تو لوگوں نے اُن سے کہا "جیسی نمایاں اور وسیع فتحیں آپ کو حاصل ہوئی ہیں کسی کو نہیں
نصیب ہوئیں۔ فارس، کرمان، سیستان، خراسان، طالقان، اور طخارستان سب کو خدا نے
آپ کے ہاتھ سے فتح کرایا"۔ انھوں نے کہا "بیشک۔ اور اس کے شکریے میں مجھ پر واجب ہے کہ

(فتح کی شکر گزاری میں ابن عامر کا حج۔)

یہیں سے احرام باندھ کر حج کروں۔ چنانچہ انھوں نے عمرے کا احرام باندھا۔ اور ارض حجاز کی
منزل لی۔ اور عمرہ ادا کرنے کے بعد حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔
خراسان میں وہ اپنی جگہ قیس بن ہیثم کو چھوڑ گئے تھے۔ قیس نے اُن کے چلے آنے کے بعد
طخارستان کا دورہ کیا۔ اور جس شہر میں گزر ہوا۔ وہاں کے لوگوں کو مطیع و منقاد پایا۔ اور سب نے اظہار
اطاعت و انقیاد کیا۔ یہ دورہ ختم کر کے وہ سمنگان میں پہونچے تو وہاں کے لوگوں نے سرکشی کی۔

(فتح سمنگان)

انھوں نے فوراً محاصرہ کر لیا۔ اور بزور شمشیر فتح کر کے اس علاقے کو بھی قلمرو خلافت میں شامل کر لیا۔

پانچویں فصل

دیگر فتوحات اسلام اور حضرت عثمانؓ کے مخالفین

چند واقعات قسطنطنیہ پر مسلمانوں کا پہلا حملہ۔ ایک مجاہدہ خاتون۔ بغاوت قفقاز۔ بجنگ بلنجر ذوالنون کی شہادت اور مسلمانوں کو شکست۔ ترکستان میں قارن کی شورش۔ چالاک وین خازم ان کی کارگزاری۔ فتح عظیم۔ قارن مارا گیا ابن خازم حاکم خراسان۔ حضرت عباسؓ و دیگر اکابر صحابہ کی وفات۔ روم و مصر پر معمولی حملے۔ ترکستان میں شکست۔ جرجان دوبارہ فتح ہوا۔ قبرص میں مسلمانوں کا آباد ہونا۔ سیئد والی کوفہ اور ان کے ہم صحبت۔ کوفے میں فتنے کا آغاز۔ حضرت عثمانؓ کی مآل اندیشی۔ یہی واقعہ دوسری روایت سے۔ مخالفین خلافت۔ مخالفین اور حضرت معویہ۔ ان لوگوں کی کیفیت بارگاہ خلافت میں۔ شخصان خلافت اور عبد الرحمٰن بن خالد۔ مالک اشتر بارگاہ خلافت میں۔ بصرے کا فتنہ۔ عبداللہ بن سبا یہودی کے عقائد اس کی فتنہ انگیزی۔ غلط افواہوں کی تفتیش۔ عمار بن یاسر کا فتنے میں پڑ جانا۔ سنہ ۳۴ھ کا حج۔ وفات مقداد۔

اسی سنہ ۳۱ھ میں جناب معویہ کے والد حضرت ابوسفیان نے اٹھاسی برس کی عمر میں اس جہان سے آخرت کیا۔ اور ختم سال کے وقت جب حج کا زمانہ آیا تو خود حضرت عثمانؓ امیر حج بن کر مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ چند واقعات

اب سنہ ۳۲ھ م سنہ ۸۲ھ محمدی (سنہ ۶۵۲ء) شروع ہوا اس سال کے اہم واقعات میں یہ ہے کہ حضرت معویہ نے جو جزیرۂ قبرص کو فتح کر چکے تھے! اور ان کا زبردست بیڑہ جزائر روم کا تاخت و تاراج کر رہا تھا۔ ارادہ کیا کہ قیصر روم کے مرکز حکومت یعنی خاص قسطنطنیہ پر حملہ کریں چنانچہ وہ اپنے بیڑے کو لے کر درۂ دانیال میں گھس گئے اور قسطنطنیہ پر دھاوا کر دیا۔ زمان اسلام کی اولوالعزمی کی یادگار میں یہ واقعہ بھی مورخین کی زبان پر ہے کہ اس بحری مہم میں حضرت معویہ کی بیوی عاتکہ بنت قرظہ جن کو بعض اہل روایت فاختہ کے نام سے یاد کرتے ہیں اپنے بلند حوصلہ شوہر کے ساتھ شریک جہاد تھیں اسی زمانے میں مسلمانوں کو خزر جیاد لوں اور علاقہ قفقاز کے ترکوں سے ایک شکست بھی ہو گئی اس کا باعث یہ ہوا کہ عساکر خلافت نے جب ان پر متواتر فوج کشیاں قسطنطنیہ پر مسلمانوں کا پہلا حملہ۔ ایک مجاہدہ خاتون۔ بغاوت قفقاز۔

Marfat.com

[ا]ور غلبہ حاصل کیا تو انھوں نے آپس میں مل کر کہا "ہم ایسے محفوظ مقام میں ہیں کہ اس سے پہلے کوئی غنیم [ی]ہاں تک سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ مگر اب یہ حالت ہو گئی کہ عربوں کا ایک چھوٹا گروہ ہمیں برابر زیر کیے جا رہا ہے [ا]ور ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔" کسی نے کہا "اس کا باعث یہ ہے کہ عرب لوگ مرتے ہی نہیں ہیں۔ کسی نے [د]یکھا ہوگا کہ کسی میدان میں کوئی عرب بھی زخمی ہو کر گرا ہو۔" اور لوگوں نے کہا "اچھا پہلے اسی کا امتحان [ہ]و کہ یہ جری حملہ آور مارے بھی جا سکتے ہیں یا نہیں۔" چنانچہ اُن کے چند مسلح آدمی درون اور کھوہوں میں [چ]ھپ کر بیٹھ رہے اور جیسے ہی دو ایک عرب اتفاق سے اُدھر سے گزرے نکل پڑے اور اُن کو [ا]پنے تیروں کا نشانہ بنایا۔ اس واقعہ کی جیسے ہی خبر پہاڑوں میں پھیلی ہر طرف خوشیاں منائی گئیں کہ ہم بھی [ع]ربوں کو قتل کر سکتے ہیں۔ فوراً سارے ملک میں جوش و خروش پیدا ہو گیا اور سب نے باہم عہد و پیمان [ک]یا کہ ہم جان پر کھیل کے عربوں سے مقابلہ کریں گے۔ اس کے بعد غدر کے لیے ایک دن مقرر ہو گیا۔

اتفاق کی بات کہ یہاں کے والی عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو جو ذوالنون کے لقب سے مشہور تھے [(]ذو النون اصل میں اُن کی تلوار کا نام تھا) حضرت عثمان رضؓ نے تحریر فرمایا تھا کہ تمھاری ولایت کی [ر]عایا مخالفت کے لیے زیادہ تیار ہوتی جاتی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ مسلمانوں کو وہاں نقصان [پ]ہونچ جائے۔ مگر عبدالرحمٰن نے خلافت کی اس ہدایت کا مطلق خیال نہ کیا بلکہ بڑھ کے اُن کے [ش]ہر بلنجر پر حملہ کر دیا۔ وہاں تمام پہاڑی ترک جا بجا والوں کے ساتھ جمع ہو گئے تھے اور مسلمانوں کی [ر]وک تھام کے لیے دشمنوں کا بڑا زبردست لشکر موجود تھا۔ دونوں حریفوں کا سامنا ہوتے ہی [س]خت لڑائی چھڑ گئی جس میں حضرت ذوالنون جانبازی سے مقابلہ کرتے ہوئے مارے گئے اور [ا]ن کے ہمراہی مجاہدین عرب کے معمول قدیم کے خلاف شکست کھا کے بھاگے۔ بھاگتے وقت [ا]ن کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک پہاڑوں کی طرف بھاگا اور عبدالرحمٰن کے بھائی سلمان بن ربیعہ کے [سا]تھ جن کو سعید بن عاص نے حسب فرمان خلافت عبدالرحمٰن کی کمک پر بھیجا تھا۔ دوسرا گروہ جیلان [و ج]رجان کی طرف بھاگا۔ اس میں حضرت سلمان فارسی اور ابو ہریرہ کے ایسے نامور صحابی اور اُن کے [ع]لاوہ اور بہت سے اکابر اسلام بھی موجود تھے۔ اس شکست کی خبر حضرت عثمان غنیؓ کو پہونچی تو بے اختیار اُن کی [ز]بان سے نکلا "انا للہ و انا الیہ راجعون بہادران کوفہ کی یہ حالت ہوئی! خدا وندا! اُن کا قصور [م]عاف کر اور ان کی توبہ درجہ قبولیت حاصل کرے۔"

اسی طرح کی ایک ناگوار شورش اس سال علاقۂ ترکستان اور سرحد خراسان میں بھی مچ گئی۔ یہاں قارن [نا]م ایک فتنہ انگیز شخص پیدا ہوا جس نے مقام طبسین، ذبا غیس و ہرات اور کوہستان ترک کے لوگوں کو

جنگ بلنجر

ذو النون کی شہادت اور مسلمانوں کو شکست

ترکستان میں قارن کی شورش۔

Marfat.com

مسلمانوں کی مخالفت پر ابھار کے چالیس ہزار سپاہیوں کا لشکر جمع کر لیا! اور اس کو لے کر مقابلے کو بڑھا۔ یہ حال سن کر حاکم خراسان قیس نے اپنے عزیز ابن خازم سے پوچھا آپ کی کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا میرے نزدیک آپ اتنے بڑے زبردست لشکر سے مقابلہ نہ کر سکیں گے بلکہ سیدھے بصرے میں ابن عامر کے پاس چلے جائیے اور ان کو دشمنوں کی کثرت سے آگاہ کیجیے جب تک وہاں سے زبردست لشکر لے کے آئیں ہم مختلف شہروں میں قلعہ بند ہو کر دشمنوں سے لڑیں گے۔ اور کمک کے انتظار میں لڑائی کو طول دیں گے! چنانچہ قیس نے اس مشورے کو پسند کیا اور خراسان کو چھوڑ کے بصرے میں واپس گئے! ابن عامر نے صورت دیکھتے ہی ناراضی ظاہر کی کہ تم اپنے علاقہ کو چھوڑ کر کیوں چلے آئے؟ اور قارن کی شورش کی وجہ سے سخت متردد تھے۔

چالاکی ابن خازم – مگر ابن خازم نے یہ کارروائی کی کہ قیس کے جاتے ہی لوگوں کو ایک فرمان دکھا کے باور کرایا ابن عامر نے مجھی کو حاکم خراسان مقرر کیا ہے! اور چار ہزار بہادران عرب کو اپنے ساتھ لے کر قارن کے مقابلہ کو روانہ ہو گئے۔ روانہ ہوتے وقت ہمراہیوں کو حکم دیا کہ سب لوگ جہاں تک ممکن ہو روئی اور تیل ساتھ لے لیں۔ قارن کے قریب پہونچے تو حکم دیا کہ ہر شخص اپنے نیزے کی نوک پر کوئی چیتھڑا یا روئی لپیٹ کے مشعل بنالے! اور اس کو چربی یا تیل میں خوب اچھی طرح تر کرے۔ تھوڑا دن باقی تھا یہ تدبیر کر کے یہاں سے بھی بڑھے تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ شام ہو گئی۔ چھ سو آدمیوں کو مقدمۃ الجیش کی حیثیت سے آگے بڑھایا! اور حکم دیا کہ سب اپنی مشعلیں روشن کر لیں! ان کے پیچھے باقی فوج کو لیے خود بڑھے اور قریب پہونچ کر ان کی مشعلیں بھی روشن کرا دیں! آدھی رات کے وقت ناگہاں مقدمۃ الجیش کے بہادر مشعلیں روشن کیے ہوئے قارن کے سامنے نمودار ہوئے۔ وہ نہایت پریشان ہوا کہ یہ لوگ کیا کرنے والے ہیں مگر اتنا اطمینان تھا کہ مشعلیں ساتھ رکھنے کی وجہ سے یقین ہے کہ میرے لشکر پر شبخون نہ ماریں گے! اتنے میں ابن خازم اپنے سارے لشکر کے ساتھ نمودار ہوئے! اور باغی عجمیوں کو یکایک نظر آیا کہ داہنے بائیں ہر طرف جنگل میں آگ لگی ہوئی ہے۔ اس منظر کا ان پر سخت خوف کا اثر پڑا۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے اور گھبرا رہے تھے کہ یکایک ابن خازم نے حملے کا حکم دے دیا

فتح عظیم – اور مسلمان اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے بڑھے۔ ہنوز مقابلے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ دہشت زدہ

قارن مارا گیا – عجمی بھاگے جو رات کے اندھیرے میں اِدھر اُدھر بھٹکنے لگے! اور مسلمانوں نے گھیر گھیر کے قتل کرنا شروع کیا۔ خود قارن مارا گیا! اور اس کا سارا لشکر دم بھر میں پامال ہو گیا۔

صبح ہوتے ہی ابن خازم نے عبداللہ بن عامر کو فتح کی خوشخبری لکھی! ان کو صحیح ۔۔۔ کی حالت معلوم

ابن خازم حاکم خراسان

یہ خبر پہونچی۔ اور اس معرکے کا مفصل حال معلوم ہوا تو بہت ہی خوش ہوئے۔ ابن خازم کی کارگزاری کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ اور یا تو اُن سے ناراض تھے یا لکھ بھیجا کہ اس وقت سے تم ہی خراسان کے والی و حاکم ہو۔"

حضرت عباسؓ و دیگر اکابر صحابہ کی وفات

اسی ۳۲ھ میں حضرت رسول خدا صلعم کے عم محترم حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے اٹھاسی برس کی عمر میں عالم بقا کی راہ لی۔ اور دنیا سے وہ برکت اٹھ گئی جو خلافت اسلامیہ کو باہمی اختلاف اور بدنظمیوں سے بچائے ہوئے تھی۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد ہی سے فتنوں اور ہنگاموں کا دروازہ کھل گیا۔ اسی سال حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے بھی دنیا کو رخصت کیا۔

روم و مصر پر عربی حملے

اب سنہ ۳۳ ہجری (۶۵۳ء) شروع ہوا۔ حضرت معاویہ نے اس سال مملکت روم کے علاقہ ملطیہ میں حصن المراۃ نام ایک قلعہ پر حملہ کیا۔ اسی طرح عبداللہ بن سعد نے افریقیہ پر دوبارہ چڑھائی کی اس لیے کہ وہاں کے لوگوں نے بغاوت کر دی تھی۔

ترکستان میں فتحیں

شرقی سرحد خلافت کی جانب احنف نے حملہ کر کے دونوں مرووں کو دوبارہ فتح کر لیا۔ اور بعض مورخین ابن عامر کی مذکورۂ سابق فتحوں کو بھی اسی سال بتاتے ہیں۔ علی ہذا القیاس بعض اہل روایت جزیرۂ قبرص کی فتح کو بھی اسی سال بتاتے ہیں۔ مگر صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ جزیرۂ مذکور کی پہلی فتح تو اسی زمانے میں ہوئی جبکہ بتائی گئی ہے۔ مگر ۳۲ھ میں رومیوں نے جہازوں کے ذریعے سے ایک لشکر عظیم بھیج کر ان کی مدد کی۔ اور انھوں نے سرکشی اختیار کر لی۔ یہ حال جناب معاویہ نے سُنا تو ۳۳ھ میں زور و شور سے بحری حملہ کر کے قبرص کو دوبارہ فتح کیا۔ رومیوں کو پامال کیا اور جزیرے میں سے کثیر المقدار مال غنیمت کے ساتھ بہت سے لونڈی غلام بھی پکڑ لائے۔ جدید معاہدۂ صلح کے ذریعے سے ان کو از سر نو مطیع و منقاد بنایا۔ اور بارہ ہزار مسلمان وہاں بھیج کے آباد کر دیے جنھوں نے جزیرۂ مذکور میں مسجدیں بنائیں اور وہاں اپنا ایک خاص شہر بسا لیا۔ اس دوسرے حملے کو بعض مورخین سنہ ۳۵ھ میں بتاتے ہیں۔

قبرص دوبارہ فتح ہوا

قبرص میں مسلمانوں کا آباد ہونا

ہم اوپر اشارہ کر آئے ہیں کہ خلافت اسلامیہ کی قلمرو میں فتنوں کا آغاز اسی زمانے سے ہوا۔

سعیدؓ والی کوفہ اور ان کے ہم صحبت

اس کی بنیاد یوں پڑی کہ ولید کو جب مے خواری کا الزام دیا گیا حضرت ذی النورین نے اُن کی جگہ سعید بن عاص کو والی کوفہ مقرر کر کے حکم دیا کہ ولید کو دار الخلافت مدینہ میں بھیج دیں۔ سعید نے ولید کو مدینے روانہ کرنے کے بعد مسجد اور منبر کو دھلوایا۔ اور معززین کوفہ میں سے مجاہدین قادسیہ اور قاریان قرآن مجید کو اپنی صحبت اور مشورے کے لیے منتخب کیا۔ یہ لوگ اُن کی اندرونی صحبتوں میں شریک ہوا کرتے

Marfat.com

اگر جب وہ باہر نکلتے تو ہر شخص باریاب ہو سکتا۔

یہی رفقا ایک روز ان کی صحبت میں بیٹھے کہ برسبیل تذکرہ حبیش اسدی کی زبان سے نکلا "طلحہ بن عبیداللہ بڑے فیاض شخص ہیں"۔ سعید نے کہا "جس شخص کے پاس نشاستج کی سی زمین ہوا سے بخدا ایسا ہی فیاض ہونا چاہیے۔ ایسی کوئی زمین میرے پاس ہوتی تو تم لوگ خوب چین کرتے"۔ حبیش کا بیٹا عبدالرحمن بہت نوعمر آدمی تھا امیر کی زبان سے یہ الفاظ سن کر بولا "میرا تو خدا کی قسم یہ جی چاہتا تھا کہ یہ زمین آپ ہی کے قبضہ میں ہوتی"۔ نشاستج اس علاقے کی بہترین زمین تھی جو کوفہ کے قریب دریائے فرات کے کنارے واقع تھی۔ اور تاجداران آل ساسان کے عہد میں ہمیشہ خاص بادشاہوں کی جاگیر رہا کرتی۔ عبدالرحمن کے یہ الفاظ سُن کر اور لوگ جو شریک صحبت تھے بگڑے اور کہا "ماشاء اللہ اب تم لوگوں کی ایسی ہوسیں ہیں"! ان لوگوں کو برافروختہ دیکھ کر حبیش نے کہا عبدالرحمن ابھی لڑکا ہے آپ حضرات اس کے کہنے کا خیال نہ کریں"۔ مگر معترضوں کا غصہ فرو نہ ہوا اور کہنے لگے "خوب، سارے علاقۂ سواد کی تمنا اور سعید کے لیے"! حبیش نے کہا "اور اس کو آپ نہیں دیکھتے کہ اس سے بہت زیادہ اور اُس کی دونی چوگنی تمنائیں آپ کے لیے ہیں"۔ مگر تا اک شخص جندب۔ ابن ذی الحبکہ صعصعہ ابن کواء، کمیل و عمیر جو معترض تھے اُن کی کسی طرح تسلی نہ ہوئی۔ اسی قدر بگڑے کہ اسی صحبت میں عبدالرحمن کو پکڑ کے مارنے پیٹنے لگے۔ عبدالرحمن کے باپ حبیش نے روکنا چاہا تو ان کو بھی مارا یہاں تک کہ دونوں پٹتے پٹتے بیہوش ہو گئے۔ سعید گو کہ امیر تھے مگر اُلٹا بجائے اس کے دباؤ ڈال کر حکم سے کام لیں قسمیں دلا دلا کے روکتے اور منع کرتے رہے مگر اُن لوگوں نے ایک نہ سُنی۔

اس اثنا میں یہ خبر مشہور ہوئی اور بنی اسد تک پہونچی جو حبیش کے قبیلے والے تھے اُنھوں نے غدر کر کے قصر امارت کو گھیر لیا جس کے اندر یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ محاصرہ کرنے والوں میں خود طلیحہ بھی تھے۔ اور تھوڑی دیر میں اور قبائل عرب بھی قصر کے گرد آ کے جمع ہو گئے۔ اور سب سعید سے داد خواہ ہوئے۔ سعید باہر نکل آئے۔ اور کہا "چند لوگوں میں باہم کچھ جھگڑا ہو گیا تھا۔ مگر خدا نے خیریت کی۔ اور اب کوئی اندیشے کی بات نہیں ہے"۔ بہرحال سب کو سمجھا بجھا کے واپس کر دیا۔ ان لوگوں کے جانے کے بعد جب حبیش اور ان کے بیٹے کو ہوش آیا تو کہنے لگے "ہم آپ کے ان انیسان صحبت سے سمجھ لیں گے"۔ سعید نے کہا۔ "اب تم کبھی ان لوگوں کو میری صحبت میں نہ پاؤ گے مگر اتنا کرو کہ اپنی زبانوں کو روکے رہو تاکہ جھگڑا نہ بڑھے"۔ اس کا وعدہ کر کے دونوں باپ بیٹے اپنے گھر گئے۔

Marfat.com

جیسا کہا تھا ویسا ہی کیا۔ مینے کسی کے سامنے حرفِ شکایت زبان سے نہ نکالا۔ اور خاموش رہے
گروہ لوگ جنھوں نے ان کو مارا تھا فساد سے باز نہ آئے۔ اپنے گھروں میں بیٹھے رہے اور سعید
کی مخالفت کرتے کرتے خود حضرت عثمانؓ پر اعتراض کرنے لگے۔

حضرت عمرؓ کی دوراندیشی

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے جو نہایت سختی سے حکم دیا تھا کہ عرب لوگ اپنے وظائف مقرر پر قناعت کریں۔ اور دیگر ممالک میں کوئی زمین مول نہ لیں کتنی بڑی مصلحت پر مبنی تھا۔ اُن کی تاکید تھی کہ عرب جہاں رہیں عرب مجاہد بنے رہیں۔ وہاں کے رئیس و زمیندار نہ بنیں حضرت عثمانؓ کے زمانے میں یہ روک اُٹھا دی گئی۔ اور معززین عرب ممالک عجم کے ایسے رئیس اعظم بن گئے کہ دارائے عجم کی خاص جاگیران کے قبضے اور تصرف میں تھی۔ اور اسی کا انجام تھا کہ باہمی حسد و منافست کے جذبات بھی اُن میں پیدا ہو گئے۔

یہی واقعہ دوسری روایت سے

مذکورۂ بالا واقعہ کو بعض لوگوں نے اس عنوان سے بیان کیا ہے کہ سعید بن عاص کے گھر یعنی قصر امارت کوفہ میں شعر خوانی کی صحبت رہا کرتی جس میں مالک بن کعب۔ اسود بن یزید نخعی اور مالک اشتر نخعی وغیرہم کے ایسے معززین کوفہ شریک ہوا کرتے۔ ایک دن اتفاقاً اس صحبت میں سعید کی زبان سے نکلا "سواد کا علاقہ قریش کا باغ ہے"۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عربوں نے یہاں کتنی جلدی کثرت سے زمینداریاں پیدا کر لی تھیں۔ اور رئیس و مرزبان عجم بن گئے تھے۔ سعید کے اس جملے پر مالک اشتر نے کہا "تو آپ کے خیال میں یہ سرزمین عراق جسے ہماری تلواروں نے فتح کیا ہے آپ کے اور آپ کی قوم کے لیے ہے؟" اس معاملے میں جب یہ لوگ زیادہ دیر تک سعید سے اُلجھتے رہے تو عبدالرحمٰن اسدی نے جو شہر کے کوتوال تھے ڈانٹ کر کہا "ایں۔ تم لوگ امیر سے زبان لڑاتے اور سختی و درشتی کے لہجے میں گفتگو کرتے ہو!" عبدالرحمٰن کے یہ الفاظ سنتے ہی مالک اشتر نے کہا "لوگو اس شخص کو نہ چھوڑنا چاہیے"۔ یہ سنتے ہی سب کے سب عبدالرحمٰن پر جھپٹ پڑے اور اس قدر مارا کہ عبدالرحمٰن بیچارے بیہوش ہو گئے۔ لیکن پھر بھی مارتے رہے۔ اور ٹانگیں پکڑ کے انھیں زمین پر کھینچا۔ بعد ازاں جب عبدالرحمٰن کے منہ پر پانی چھڑکا گیا اور انھیں ہوش آیا تو بولے "افسوس مجھے اس شخص نے مارا جسے آپ کی صحبت کے لیے آپ ہی نے منتخب کیا تھا"۔ سعید نے کہا "خیر جو کچھ ہونا تھا ہوا۔ اب آئندہ شعر خوانی کے لیے میرے محل کوئی نہ آئے گا"۔

حضرت عثمانؓ کے خلاف

اس صحبت کے ٹوٹنے کے بعد وہ لوگ گھروں میں بیٹھ کر سعید کو اور اُن کے ساتھ حضرت عثمان غنیؓ کو بھی بُرا بھلا کہنے لگے۔ چند روز میں اُن کے ساتھ اور لوگ بھی شریک ہو گئے۔ اور ان کی تعداد بڑھی۔

Marfat.com

یہ رنگ دیکھ کر سعید اور دیگر شرفائے کوفہ نے حضرت عثمانؓ کو اطلاع کی اور لکھا کہ "ان لوگوں کا یہاں سے نکال دیا جانا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔" جواب آیا کہ "ان لوگوں کو شام میں معویہ کے پاس بھیج دو" اور ساتھ ہی حضرت عثمانؓ نے جناب معویہ کو لکھا کہ "چند لوگ جو کوفے میں آتش فساد بھڑکا رہے ہیں تمہارے پاس آتے ہیں ان کی نگرانی رکھو۔ انھیں فتنہ انگیزی سے روکو۔ اس میں اگر ان سے صلاحیت ظاہر ہو تو فبہا۔ اور اگر ان پر تمہارا بھی زور نہ چلے تو انھیں میرے پاس بھیج دو۔"

کوفیوں اور حضرت معویہ

الغرض وہ لوگ دمشق میں پہونچے۔ جناب معویہ نے ان کو کنیسۂ مریم میں اتارا۔ ان کے نام پر وہی وظیفہ جاری کر دیا جو انھیں عراق میں خزانۂ خلافت سے ملا کرتا تھا۔ اور روز صبح شام کو انھیں اپنے ساتھ دستر پر بٹھا کے کھلاتے۔ دو چار روز بعد برسبیل تذکرہ ان سے کہا "تم لوگ اہل عرب ہو۔ خدا نے تمھیں دانت بھی دیے ہیں اور زبانیں بھی دی ہیں۔ تم کو شرف اسلام حاصل ہوا۔ دنیا کی قوموں پر غالب آئے۔ اور ان کی دولت کے وارث ہوئے مگر سنتا ہوں تم کو قریش سے مخالفت ہے حالانکہ اگر قریش نہ ہوتے تو تم ذلیل و خوار ہوتے۔ یاد رکھو کہ تمہارے امام (خلیفہ) تمہارے حق میں سپر کا کام کرتے ہیں۔ اس سپر سے تم باہر نہ ہو۔ تمہارے امام خود تمہارے ظلم کو برداشت کرتے اور تمہاری حرکتوں سے تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔ لہذا میں تمھیں خدا کا واسطہ دلا کے کہتا ہوں کہ ان حرکتوں سے باز آؤ۔ ورنہ خدا تمھیں ایسی آزمائش میں ڈالے گا جو بری ہوگی۔" اس تقریر کے جواب میں صعصعہ نے کہا "قریش کی جنبہ داری میں آپ اتنا سب کہہ گئے مگر اس کا خیال نہ کیا کہ یہ لوگ نہ تعداد میں دیگر قبائل عرب سے زیادہ ہیں اور نہ جاہلیت میں کچھ ایسے بڑے بہادر تھے کہ آپ ہمیں ان کا خوف دلائیں۔ رہا یہ جو آپ نے ڈھال کا نام لیا تو سنیے۔ ڈھال جب پھٹ جائے تو ہم آزاد اور اس سے باہر ہیں۔" یہ جواب سن کر جناب معویہ نے کہا "اب میری سمجھ میں آگیا کہ تم لوگ بیوقوف اور بے عقلی کے ہاتھوں خراب ہو تمھیں ان سب میں فصیح اور زبان آور معلوم ہوتے ہو مگر تمہاری عقل کا یہ حال ہے کہ میں تو اسلام کا ذکر کرتا ہوں اور تم جاہلیت کا تذکرہ چھیڑے دیتے ہو۔ خدا ان لوگوں کو غارت کرے جنھوں نے تمہارے فتنہ کو بڑھایا۔ خیر اب مجھ سے عقل سیکھو۔ غالباً تو تمہارا خیال نہ ہوگا کہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں قریش کو جو عزت حاصل ہوئی وہ فقط خدا کی مرحمت تھی۔ اس کو میں تسلیم کرتا ہوں کہ نہ وہ تعداد میں دیگر قبائل عرب سے زیادہ تھے اور نہ سب سے زبردست تھے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ وہ سب سے زیادہ شریف تھے اور نیکوکاری میں بڑھے ہوئے تھے۔ جاہلیت میں جب تمام قبائل عرب ایک دوسرے کو کھائے جاتے تھے۔ خدا نے محض اپنی عنایت سے ان کو اس آفت سے محفوظ رکھا۔ اس لیے کہ

Marfat.com

ان کو اپنے حرم کے مقبول عام امن میں جگہ دی۔ جب کہ چاروں طرف لوٹ مار ہوتی رہتی تھی کوئی عربی یا عجمی اور گورا یا کالا ایسا بھی نظر آتا ہے جس کے وطن پر مصیبت نہ پڑی ہو۔ اور اس کی عزت خاک میں نہ ملی ہو۔ بجز قریش کے جن پر کسی دشمن نے اگر دست درازی کا ارادہ بھی کیا تو خدا نے اس کو ذلیل و خوار کر دیا۔ یہاں تک کہ اللہ جل شانہٗ کی مرضی ہوئی کہ جو شخص اس کے دین کی عزت و پیروی کرے اُسے دنیا کی ذلت اور عقبیٰ کی خجالت سے محفوظ رکھے چنانچہ بہترین مخلوقات یعنی اپنے پیغمبر صلعم کو ہدایت خلق اللہ کے لیے منتخب فرمایا پھر اُن کے لیے اصحاب و رفقا منتخب فرمائے۔ اور بہترین اصحاب بھی تھے جو قریش میں سے تھے۔ اس دینی سلطنت کی بنیاد انھیں کے لیے قائم کی۔ اور پیغمبرؐ کی خلافت خاص انھیں کے واسطے مخصوص کر دی۔ لہٰذا تم خوب یاد رکھو کہ اس کے لیے بجز قریش کے اور کوئی موزوں نہیں ہے۔ جاہلیت اور کفر کے زمانے میں جب خدا ان کی حفاظت کرتا تھا تو کیا تمھارا خیال ہے کہ اب دینداری اور حق پرستی کے زمانے میں نہ کرے گا؟ تم لوگوں کی حالت پر افسوس ہے اور اے صعصعہ تو تو وہ شخص ہے جس کا گانوں سب گانوؤں سے بدتر ہے۔ اس کے گھر انتہا سے زیادہ متعفن۔ اس کی وادی انتہا سے زیادہ پست۔ اس کے رہنے والے انتہا سے زیادہ بدنام۔ اور اس کے جوار والے انتہا سے زیادہ نالائق ہیں۔ کبھی کوئی شریف و وضیع آدمی اس بستی میں نہ آباد ہوا ہوگا کہ لوگ اُسے برا نہ کہنے لگے ہوں۔ چنانچہ وہ لوگ سارے اہل عرب میں بدترین خطابوں سے یاد کیے جاتے ہیں۔ اور جن لوگوں سے اُن سے سمدھیانہ رہا وہ بھی نہایت بُرے تھے۔ یاد کرو کہ تم لوگ فارسیوں کے مطیع و منقاد تھے کہ دعوت اسلام کا آوازہ بلند ہوا لیکن اب بھی ہنوز بحرین میں [illegible] نہیں ہو سکتا تھا کہ تم لوگ بھی دعوتِ اسلام میں شریک ہو جاتے۔ پھر اس کے ساتھ یہ بھی خیال کر کہ تو قوم بھر میں بُرا ہے یہاں تک کہ اسلام نے تجھ کو نکال کے اور لوگوں میں شامل کر دیا مگر باوجود ان سب باتوں کے اب تو آیا ہے کہ دین میں کجی پیدا کرے؟ اور اسلام کو ذلیل کرے؟ خوب یاد رکھ قریش کو اس سے ضرر نہ پہونچے گا۔ اور کوئی چیز ان کو اپنا فرض بجا لانے سے نہ روکے گی شیطان لوگوں سے غافل نہیں ہے۔ اس کو تمھاری خباثت معلوم ہو گئی چنانچہ تمھارے ہی ذریعے سے وہ لوگوں کو بہکانے لگا تم لوگ اپنی شرارت سے ایک بات پیدا کرو گے تو خدا تمھاری سرکوبی کے لیے اس سے بڑھ کے بُری بات پیدا کر دے گا۔"

اس قدر سمجھانے بجھانے کے بعد جناب معاویہ ان کے پاس سے چلے آئے۔ دو چار روز بعد پھر ملے تو فرمایا تم چند گنتی کے آدمی ہو نہ کسی کو تم سے فائدہ پہونچ سکتا ہے نہ ضرر لیکن اگر اپنی فلاح چاہتے ہو تو

اپنے ساتھیوں میں جا کے خاموش بیٹھ رہو اور جو انعام و وظیفہ تمہیں مل رہا ہے وہ تم کو غارت بہرحال تمہارا جہاں جی چاہے جاؤ میں تمہارے سب حالات امیرالمؤمنین کو لکھ بھیجوں گا۔"

اس کے بعد پھر ان لوگوں کو بلوا کے کہا میں پھر تم سے کہتا ہوں کہ رسول خدا صلعم معصوم تھے انھوں نے مجھ کو والی مقرر فرمایا اور اپنے معاملات میں شریک کیا۔ پھر ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے انھوں نے بھی مجھے والی کے عہدے پر مقرر کیا۔ بعد ازاں عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے۔ انھوں نے بھی مجھ کو یہی عہدہ دی۔ ان کے بعد عثمان ذی النورینؓ خلیفہ ہوئے اور انھوں نے بھی مجھے والی بنایا۔ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ جن جن حضرات نے مجھے والی بنایا آخر تک مجھ سے خوش رہے۔ رسول خدا صلعم کا معمول تھا کہ حکومت کے عہدوں کے لیے مسلمانوں میں سے ان لوگوں کو منتخب فرمایا کرتے تھے جو وہ ہوتے اور معاوضۂ خیر کے مستحق۔ لہٰذا تم لوگ اس بارے میں اختلاف نہ کرو۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ زبان سے کہتے ہو اس کے خلاف خود تمہارے دل گواہی دے رہے ہیں۔"

بعض راویوں کا بیان ہے کہ اس موقع پر جناب معٰویہ نے ان لوگوں سے یہ بھی کہا سنو میں تم کو کسی بات کا حکم نہیں دیتا ہوں جب تک خود اپنے آپ کو اور اپنے خاندان والوں کو اس کا پابند نہیں بنا لیتا ہوں سارے قریش جانتے ہیں کہ میرے والد ابوسفیان سارے قریش میں اشرف تھے۔ وہ اشرف قریش کے فرزند تھے۔ بجز نبی صلعم کے جن کو اللہ جل شانہٗ نے شرافت دی۔ اُن کو رسالت کے لیے منتخب کیا اور سب سے اشرف و افضل بنا دیا۔ اور ابوسفیان کی نسبت تو میرا یہ خیال ہے اگر وہ سب آدمیوں کے باپ ہوتے تو ہر آدمی اعلےٰ درجے کا مدبر و شجاع ہوتا۔"

اس پر صعصعہ نے بگڑ کے کہا تم جھوٹ کہتے ہو۔ سارے آدمی جن کی نسل سے ہیں (یعنی آدم علیہ السلام) وہ ابوسفیان سے افضل و اعلیٰ تھے۔ خدا نے انھیں خاص اپنے ہاتھ سے بنایا اُن میں روح پھونکی۔ اور فرشتوں کو اُن کے سجدے کا حکم دیا۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے اُن کی نسل میں اچھے بھی ہیں اور بُرے بھی۔ عقلمند بھی ہیں اور احمق بھی۔" حضرت معٰویہ نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ اور اُٹھ کر چلے گئے۔

دوسری رات کو پھر آکے اُن سے ملے۔ اور دیر تک گفتگو کرنے کے بعد کہا لوگو نیکی اختیار کرو اور یہ نہیں ہو سکتا تو خاموش رہو۔" صعصعہ نے اس موقع پر کہا آپ حکومت کے اہل نہیں ہیں اور نہ آپ کو یہ فخر حاصل ہے کہ آپ کی اطاعت میں خدا کی معصیت گوارا کر لی جائے۔ جناب معٰویہ نے کہا کیا میں نے سب باتوں سے پہلے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ میں تمھیں خدا سے ڈرنے اور رسولؐ کی پیروی کرنے

…حکم دیتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ سب کے سب خدا کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو۔ اور اس تفرقہ میں نہ پڑو ۔ ان لوگوں نے کہا " نہیں بلکہ تم نے اختلاف کرنے اور حکم نبیؐ کی مخالفت کا ہمیں حکم دیا۔" معاویہ نے سنا تو کہا "اب میں تم کو خدا اور رسولؐ کی پیروی کا حکم دیتا ہوں ۔ اور اگر اس کے خلاف کہا ہے تو گناہ الٰہی سے توبہ کرتا ہوں اور تمھیں مشورہ دیتا ہوں کہ جماعت کے ساتھ چلو۔ اپنے اماموں (خلفاء) کی عزت کرو۔ اور جہاں تک بنے ان کو اچھے راستے پر لے چلو" اس کے جواب میں صعصعہ نے درشتی کے ساتھ کہا "اور ہم تمھیں حکم دیتے ہیں کہ اس عہدے سے علیحدہ ہو جاؤ مسلمانوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو تم سے زیادہ اس خدمت کے مستحق ہیں جن کے باپ سابق الاسلام ہونے میں تمھارے باپ سے افضل تھے اور وہ خود بھی تم سے پہلے مسلمان ہونے کا شرف رکھتے ہیں" جناب معاویہ نے کہا "خدا کی قسم مجھے بہتوں کے مقابلے میں سابق الاسلام ہونے کا فخر حاصل ہے ۔ اور بیشک ایسے بھی بہت سے لوگ موجود ہیں جو مجھ سے پہلے ایمان لائے اور مجھ سے افضل ہیں ۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ میرے زمانے میں کوئی امارت کی خدمت انجام دینے والا اتنا زبردست نہیں ہے جتنا کہ میں ہوں ۔ عمر بن الخطابؓ کی بھی یہی رائے تھی اگر انھیں کوئی مجھ سے زیادہ زبردست نظر آتا تو میرے حال پر یہ نظرِ عنایت ہرگز نہ ہوتی ۔ مجھ سے کوئی ایسا فعل بھی نہیں سرزد ہوا کہ اس خدمت سے علیحدہ ہونے کے قابل سمجھا جاؤں ۔ بہرحال تم لوگ ان باتوں سے باز آؤ! اور میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ اگر معاملات کا فیصلہ تمھاری ہوس کے مطابق ہوتا تو اسلام کو ایک دن یا ایک شب کے لیے بھی استقامت نہ حاصل ہوتی ۔ اس کو چھوڑو اور صلاحیت کی باتیں کرو ۔ خدا کی سطوت بہت زبردست ہے مجھے اندیشہ ہے کہ ایسا نہ ہو تم لوگ ان خیالات میں شیطان کی پیروی اور خدا کی نافرمانی کر بیٹھو اور اس کی پاداش میں داخلِ دوزخ ہو ۔" یہ کلمات سنتے ہی وہ لوگ سخت برافروختہ ہو کے غصے میں اٹھ کھڑے ہوئے ۔ حضرت معاویہ پر جھپٹ پڑے اور ان کی داڑھی پکڑلی ۔ مگر حلمِ معاویہ مشہور تھا آپ نے کمال متانت سے فرمایا " ہٹو اور ہوش میں آؤ ۔ یہ کوفے کی سرزمین نہیں ہے ۔ شام کے لوگ اگر تمھیں ایسی حرکت دیکھ پائیں گے تو ان کا روکنا میرے امکان سے باہر ہو جائے گا ۔ بغیر تمھاری جان لیے نہ رہیں گے اور میں اپنی جان کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ تم لوگوں کی سب حرکتیں یکساں حماقت و بے عقلی کی ہیں ۔" یہ کہنے کے بعد جناب معاویہ ان کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے ۔"

ان لوگوں کی کیفیت بارگاہ خلافت میں

پھر حضرت عثمانؓ کو لکھ بھیجا کہ "میرے پاس چند لوگ آئے جنھیں خدا نے عقل سے محروم کر دیا ہے اور ان کا کوئی خاص مسلک ہے ۔ فقط اتنا ہے کہ عدالت نے ان کو ناراض کر دیا ہے ۔ ان کا مقصد

خدا کی رضامندی نہیں ہے۔ اور نہ وہ کوئی معقول و موجّہ بات کہتے ہیں۔ مجھے تو ان کا مقصد یہ نظر آتا ہے کہ فتنہ پیدا کریں اور ذمیوں کو لوٹیں ماریں۔ خدا انھیں آزمائش میں ڈالنے اور جبر دینے کو ہے۔ اور بعد ازاں انھیں ذلیل و خوار کرنے والا ہے۔ لہٰذا آپ سعید کو اور ان کے ہمراہیوں کو منع فرما دیں کہ ان لوگوں سے سروکار نہ رکھیں۔ اس لیے کہ یہی شمار و قطار میں تھوڑے ہیں۔"

دشمنانِ خلافت اور عبدالرحمن بن خالد۔

اس کے بعد بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے جناب معاویہ کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو سعید بن عاص کے پاس کوفہ میں بھیج دو۔ چنانچہ وہ کوفہ میں گئے۔ اور ایسی سختی و دریدہ دہنی خلافت کے خلاف اور حضرت عثمانؓ کی مخالفت میں زبان درازی شروع کی سعید اُن سے پناہ مانگنے لگے۔ اور حضرت عثمانؓ کو اس کی اطلاع کی۔ آپ نے حکم بھیجا کہ اچھا ان لوگوں کو شہر حمص میں عبدالرحمن بن خالد بن ولید کے پاس بھیج دو۔ وہاں پہونچے تو عبدالرحمن نے اُن کو اپنے دار میں اتارا اور اُن کے نام پر وظیفے جاری کر دیے۔

لیکن دیگر مورخین کا یہ بیان ہے کہ یہ لوگ جب دمشق سے روانہ ہوئے تو راستے میں ایک نے دوسرے سے کہا "ہمیں کوفہ میں نہ چلنا چاہیے اس لیے کہ وہاں کے لوگ ہمیں برا بھلا کہتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اب ہم الجزیرہ میں چلیں۔" ادھر روانہ ہوئے تو راستے میں عبدالرحمن بن خالد بن ولید نے جو حمص کے والی تھے! اپنے پاس بلوا بھیجا۔ اور ان کا سامنا ہوتے ہی کہا "اے شیطان کے ہاتھ کے ہتھیار، مرحبا۔ ان دونوں شیطان تو حسرت سے نیم جان پڑا ہے مگر تم خوش و خرم ہو۔ خدا عبدالرحمن کو ا بے غارت کرے اگر وہ تمھاری تادیب و تنبیہ نہ کرے! اے وہ لوگو جن کی نسبت میں نہیں جانتا کہ عرب ہو یا عجمی۔ مجھ سے وہ نہ کہنا جو تم نے معاویہ سے کہا تھا۔ میں خالد بن ولید کا بیٹا ہوں۔ اور اس شخص کا فرزند ہوں جس کو عجیبہ عورتوں نے عجمی المذاق بنا دیا تھا۔ اور اس کی اولاد ہوں جس نے مرتدوں کو ہلاک کیا تھا۔ لہٰذا او صعصعہ اگر مجھے خبر ہوئی کہ میرے ہمراہیوں میں سے کسی نے تیری ناک کچل دی اور تجھ کو ذلیل کیا تو تجھے یہاں سے بہت دور پھینکوں گا۔"

اس کے بعد عبدالرحمن نے ایک مہینے تک ان لوگوں کو اپنے پاس ٹھہرایا ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے۔ اور جب سوار ہوتے تو وہ لوگ بھی ہمراہ رکاب ہوتے۔ اس زمانے میں جب کبھی صعصعہ سامنے آجاتا تو کہتے "او مادر بخطا۔ اب تو تجھے معلوم ہوا کہ جس شخص کے حق میں نیکی مناسب نہیں ہے اس کے ساتھ برائی کرنا نہایت مناسب ہے۔ تیرے جو خیالات میں نے سنے ہیں ان کو میرے سامنے کیوں نہیں ظاہر کرتا؟ وہی کہہ جو تو نے سعید اور معاویہ کے سامنے کہا تھا۔" اس کے جواب میں وہ

ے خوف کے یہی کہا کرتے کہ "ہم خدا کی درگاہ میں توبہ کرتے ہیں"۔

ان لوگوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اپنے خیالات سے تائب ہو گئے! اور خاصۃً مالک اشتر کی نسبت
ان کیا جاتا ہے کہ دو بار حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جناب عثمانؓ نے اُن سے فرمایا
یں اختیار ہے جہاں چاہو جا کے رہو۔ اور وہ بارگاہ خلافت سے رخصت ہو کر پھر عبدالرحمٰن بن
الد کے پاس چلے گئے۔

مالک اشتر بارگاہ خلافت میں۔

ان فتنہ انگیزان کوفہ کے مقابلے سے بھی زیادہ خطرناک جھگڑا بصرے میں پیدا ہوا۔ وہاں
بداللہ بن عامر کو حکومت کرتے جب تین سال ہو گئے تو انھوں نے سنا کہ حکیم بن جبلہ عبدی کے
ہر میں ایک شخص آ کے ٹھیرا ہے جس کا نام عبداللہ بن سبا ہے! اور ابن سوداء کے لقب سے
وام میں مشہور ہے۔ اس شخص سے بصرے کے بعض لوگ ملے اور اُس نے اُن کو فریب دے کے
کالیا۔ مگر صاف طور پر کسی کو یہ نہیں بتایا کہ میرا اصلی مقصد کیا ہے۔

بصرے کا فتنہ۔
عبداللہ بن سبا۔

ہم اس شخص کا حال اس موقع پر بیان کر آئے ہیں جب یہ ابوذر غفاریؓ سے ملا تھا! ور اُن کو بہکا کے
جناب معاویہ کے خلاف کر دیا تھا۔ یہ پہلے یہودی تھا۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں مسلمان ہوا۔ پہلے حجاز
یں دورہ کرتا رہا۔ وہاں سے بصرے میں آیا۔ عبداللہ بن عامر کو جب اس کی نسبت اشتباہ ہوا تو
اس سے پوچھ بھیجا کہ "تو کون ہے؟" اُس نے کہلا بھیجا "میں اہل کتاب میں کا ایک شخص ہوں۔ یہاں
آیا ہوں۔ اور آپ کی پناہ میں ہوں"۔ انھوں نے حکم دیا کہ "تیرے متعلق میں طرح طرح کے افواہیں سُن
رہا ہوں۔ لہٰذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ تو یہاں سے چلا جائے"! اس حکم کے مطابق وہ بصرے سے
نکل کے کوفے میں پہونچا۔ مگر وہاں سے بھی نکالا گیا۔ پھر شام میں گیا اور وہاں سے بھی خارج البلد
کیا گیا۔ تب مصر میں پہونچا اور وہیں اقامت اختیار کر لی۔ مصر میں پہلے اس نے لوگوں سے کہنا شروع
کیا کہ جو لوگ حضرت عیسیٰؑ کے پھر دنیا میں آنے کے قائل ہیں اُن سے تعجب ہے کہ محمد صلعم کے دوبارہ
دنیا میں تشریف لانے کو نہ مانیں۔ غرض پہلے اُس نے رجعت یعنے محمد رسول اللہ صلعم کے دوبارہ دنیا میں
تشریف لانے کا عقیدہ ظاہر کیا جس کو بہت سے لوگوں نے قبول کر لیا! اس کے بعد اُس نے
دعویٰ کیا کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اور محمد صلعم کے وصی حضرت علیؓ ہیں۔ اس سے بڑا ظالم
کون ہو سکتا ہے جو رسولِ خدا صلعم کی وصیت کو ناجائز رکھے! ور اُن کے وصی کے مقابلے پر کھڑا ہو
عثمانؓ نے خلافت کو بغیر حق کے لیا ہے۔ چنانچہ مصر میں اُس نے بہت سے لوگوں کو انھیں عقائد کے
خطوط بھیجنا شروع کیے! اور جا بجا اس کے ہم خیال پیدا ہو گئے تو اُس نے سب کو لکھا کہ "اس عقیدے کے

اس کے عقائد۔

اُس کی فتنہ انگیزی

بہت زور و شور سے اور نہایت پابندی شرع کے ساتھ اُٹھاؤ۔ اور ابتدا اس طریقے سے کرو کہ اپنے امیروں اور حاکموں کی مخالفت کرکے لوگوں کو ان سے سرتابی کرنے پر آمادہ کرو"۔ موقع پاکر اس نے اپنے داعی ہر جگہ پھیلا دیے جو مختلف شہروں میں پوشیدہ پوشیدہ اُس کے عقائد کی تبلیغ و اشاعت کرتے۔ اور ہر شہر سے دوسرے شہروں میں اپنے حاکموں اور والیوں کے جور و ظلم کی بے بنیاد شکایتیں لکھ بھیجا کرتے۔ ہوتے ہوتے مدینۂ طیبہ تک بھی یہ فتنہ پہونچ گیا۔ ہر شہر کے لوگ دوسرے شہروں کے حالات سُن سُن کر کہتے کہ "ہم بمقابل ہر جگہ کے آرام اور امن و امان میں ہیں"۔ یہی حال مدینے والوں کا ہوا اور اُن میں بھی یہ خیال پھیلا کہ "ہم قلمرو اسلام کے ہر شہروں سے زیادہ خوش نصیب اور حکام کے ظلموں سے محفوظ ہیں"۔

غلط افواہوں کی تفتیش۔

آخر معززین مدینہ گھبرا کر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا "امیر المومنین جو کچھ حالات ہم سُن رہے ہیں آپ نے بھی سنے ہوں گے"۔ انھوں نے فرمایا "مجھے تو اطمینان ہے کہ سب جگہ لوگ اطمینان سے ہیں اور خوش و خرم ہیں۔ مگر تم نے جو کچھ سنا ہو بیان کرو"۔ سب نے کہا "مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ معتبر لوگوں کو روانہ کیجیے کہ مختلف شہروں کا دورہ کرکے وہاں کی حالت دیکھیں اور واپس آکے آپ سے بیان کریں"۔ اس تجویز کو جناب ذی النورین نے منظور فرمایا۔ اور محمد بن مسلمہ کوفے اُسامہ بن زید بصرے۔ عمار بن یاسر مصر۔ اور عبداللہ بن عمر شام میں اور بہت سے لوگ مختلف شہروں میں بھیجے گئے۔ یہ سب لوگ دورہ کرکے آگئے اور اطلاع کی کہ کہیں کسی جگہ کوئی ناگوار بات یا خلاف انصاف کارروائی نہیں نظر آئی۔ مگر عمار بن یاسر کا پتہ نہ تھا۔ جب انھیں واپسی میں دیر ہوئی

عمار بن یاسر کا فتنہ میں پھنسنا

لوگوں میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے۔ اسی اثنا میں مصر سے عبداللہ بن ابی سرح کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ "عمار ایک گروہ کے فقروں میں آکر اس کے ساتھ ہو گئے۔ اس گروہ میں عبداللہ بن سبا۔ خالد ملجی۔ سودان بن حمران۔ اور کنانہ بن بشر وغیرہ ہیں"۔

۳۴ھ کا حج

سنہ ۳۴ھ کے آخر میں جب حج کا موسم آیا تو حضرت عثمانؓ دشمنان خلافت کی فتنہ انگیزیوں سے سخت متردد تھے۔ مگر حج کے لیے بذات خود تشریف لے گئے۔ اور انھیں کی سرداری میں حج ہوا۔

وفات مقداد۔

حضرت مقداد بن اسود نے اسی سال وفات پائی اور مرتے وقت وصیت کر گئے کہ میرے جنازے کی نماز حضرت زبیر بن عوام پڑھائیں۔

Marfat.com

چھٹی فصل

خلافت عثمانی کے آخری پُرشورش ایام

شورش کا بڑھنا۔ کوفہ کا مفسدین سے خالی ہو جانا۔ یزید بن قیس کا فتنہ۔ نکالے ہوئے مفسدوں کا واپس آنا۔ نئی فتنہ انگیزی۔ اصلاح اور اس میں ناکامی۔ شورش جرعہ۔ سعید کے ایک غلام کا مارا جانا۔ شورش جرعہ دوسری روایت سے۔ ابن عبد القیس کی حضرت عثمانؓ سے گستاخانہ گفتگو۔ اور آپ کی نارمی۔ عمال و والیوں کی مدینہ میں طلبی۔ اُن سے مشورہ۔ ابن عامر کی رائے۔ سعید اور حضرت معویہ کی رائے۔ عبد اللہ بن سعد کی رائے۔ عمرو بن عاص کی رائے۔ والیوں کی واپسی۔ ابو موسیٰ اشعری کا تقرر ولایت کوفہ پر۔ ابو موسیٰ کی فہمایش اہل کوفہ کو۔ حذیفہ قعقاع میں۔ خلافت کی نازک حالت۔ حضرت علیؓ کا مشورہ حضرت عثمانؓ کو۔ حضرت عثمانؓ کا جواب۔ باہمی رد و قدح۔ حضرت عثمانؓ کا خطبہ۔ شورش اور بڑھی۔ غلط شہرت کی تفتیش۔ حج میں امیر المومنین اور والیوں کا مجمع۔ حضرت عثمانؓ کا استفسار۔ سعید کا جواب۔ ابن سعد کا جواب۔ معویہ کا جواب۔ عمرو بن عاص کا جواب۔ حضرت عثمانؓ کا اندیشہ۔ معویہ کو ہوس خلافت ہونے کی بنا۔ مدینے میں معویہ کی تقریر۔ حضرت علیؓ اور معویہ میں ایک جھڑپ۔ حضرت عثمانؓ کا ارشاد۔ جن لوگوں کو جو دیا گیا تھا اُن سے واپس لیا گیا۔ معویہ کا مشورہ اور حضرت عثمانؓ کا نہ ماننا۔ معویہ کی آخری تقریر اکابر صحابہ کے سامنے۔

شورش کا بڑھنا۔

سنہ ۳۴ھ میں عبد اللہ بن سبا کی فتنہ انگیزیاں اور زیادہ بڑھیں اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ سارے قلمرو اسلام میں حضرت عثمانؓ اور اُن کے والیوں کے خلاف شورش مچ گئی۔ جو لوگ حضرت امیر المومنین سے منحرف ہو گئے تھے انھوں نے باہم مراسلت کی۔ پھر ایک جگہ جمع ہوئے اور ارادہ کیا کہ امور متنازعہ فیہ میں آپ سے مناظرہ کریں۔

کوفہ کا مفسدین سے خالی ہو جانا

وہ لوگ جو کوفے سے نکالے گئے تھے عبد الرحمن بن خالد کے پاس الجزیرہ ہی میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ کہ سعید بن عاص حسب الطلب حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن کے بلائے جانے کے وجوہ بعد معلوم ہوں گے۔ مدینے میں جانے سے پہلے وہ اپنے زیر فرمان مملکت کا یہ انتظام کر گئے کہ اشعث بن قیس کو آذربائجان کا۔ سعد بن قیس کو رے کا۔ نسیر عجلی کو

ہمدان کا۔ سائب بن اقرع کو اصفہان کا۔ مالک بن حبیب کو علاقہ ماہ کا۔ حکیم بن سلام حزامی کو [illegible] جریر بن عبداللہ کو قرقیسیہ کا۔ سلمان بن ربیعہ کو قفقاز کا۔ اور عتبہ بن نہاس کو حلوان کا والی [illegible] کر دیا۔ غرض کوفہ تمام معزز سرداروں اور ذی رائے لوگوں سے خالی تھا۔ فقط قعقاع بن عمرو [illegible] کی حیثیت سے اور عمرو بن حریث نائب امیر کی شان سے کوفے میں تھے۔

یزید بن قیس کا فتنہ

ایسے نازک موقع پر یزید بن قیس اس ارادے سے اٹھا کہ حضرت عثمانؓ کو مسند خلافت سے اتارے اور جو لوگ ابن سبا کے فریب میں آگئے تھے اس کے ساتھ ہوئے۔

یہ لوگ ایک بڑا گروہ باندھ کر کوفے سے چلے تو افسر فوج قعقاع نے ان کو روکا کہ کہاں [illegible] کس ارادے سے جاتے ہو؟ یزید نے کہا "ہم اس لیے جاتے ہیں کہ سعید کو یہاں کی حکومت واپس لائیں"۔ قعقاع نے اس میں کوئی مضائقہ نہ دیکھا اور ان لوگوں کو روانگی کی اجازت دے دی۔

نکالے ہوئے مفسدوں کا واپس آنا

اب یزید بن قیس نے اُن لوگوں کو جو یہاں سے نکالے ہوئے تھے اور عبدالرحمٰن بن خالد کے پاس مقیم تھے خط بھیج کے بُلوایا۔ چنانچہ مالک اشتر اور اُن کے سب رفقا بھی کوفے میں آگئے۔

نئی فتنہ انگیزی

ان لوگوں کے آنے کے بعد جو جمعہ پڑا اس میں نماز جمعہ کے وقت اشتر نے مسجد جامع کے دروازے پر کھڑے ہو کے لوگوں سے کہا "میں امیرالمومنین عثمانؓ بن عفان کے پاس سے آیا ہوں۔ اور سعید کو اس کے لیے تیار و آمادہ دیکھ آیا ہوں کہ یہاں آ کر تمہاری عورتوں پر سو سو [illegible] جرمانہ کریں۔ اور تم لوگ جو مبتلائے مصیبت ہو اُن سے بھی ایک ایک ہزار درہم وصول کریں [illegible] خیال یہ ہے کہ تمہاری جائدادیں جو تم کو غنیمت میں ملی ہیں وہ در اصل قریش کا باغ ہیں"۔ یہ [illegible] سب کو ان باتوں میں اپنی تحقیر و سبکی نظر آئی۔ مگر جو لوگ ذی ہوش و صاحب رائے تھے انھوں [illegible] ان باتوں کا اعتبار نہ کیا۔ اور لوگوں کو سمجھانے لگے۔

اب یزید نکلا اور اس کے نقیب نے لوگوں میں اعلان کیا کہ جو کوئی سعید کو کوفے میں [illegible] چاہتا ہو یزید سے آ کے ملے۔ اس شور و غوغا کے وقت متین و سنجیدہ لوگ مسجد ہی میں ٹھیر [illegible] رہے تھے۔

اصلاح اور امن پسندی کی کوشش

سعید کے نائب عمرو بن حریث نے منبر پر کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہا "لوگو باہم متفق رہو، پھوٹ نہ ڈالو۔ اور خلافت کی اطاعت کرو"۔ مگر قعقاع نے جو فوج کے سردار تھے کہا "یہ ممکن نہیں کہ منبر کے زینے سے آپ اس سیلاب کو روک دیں۔ خدا کی قسم یہ شور و ہنگامہ بغیر سختی کی کارروائی کیے نہیں رک سکتا"۔ اس کے بعد یہ سب حضرات اپنے گھر گئے۔

شورش جرعہ

اس اثنا میں یزید بن قیس کوفے سے روانہ ہو کے قادسیہ کے قریب جرعہ نام ایک بستی میں [illegible]

Marfat.com

...اشتر وغیرہ اس کے تمام ہم خیال ہمراہ تھے۔ جن کی تعداد ہزاروں کو پہونچی ہوئی تھی اتفاقاً
...سعید بن عاص جو حضرت عثمانؓ سے مل کر واپس آرہے تھے اُن سے ملے اور ایک گروہِ عظیم
...کر حال پوچھا۔ یہ لوگ کوفے میں تو یہ کہہ رہے تھے کہ ہم سعید کو واپس لانا چاہتے ہیں۔ اب
...سعید کو موجود پایا تو غل مچایا کہ "ہم آپ کی حکومت نہیں چاہتے"۔ انھوں نے کہا "اس کے لیے تو
...تھا کہ ایک شخص کو تم امیر المومنین کے پاس بھیج دیتے۔ اور ایک شخص میرے پاس چلا آتا۔ ہزار
...بیوں کے مدینے جانے کی کیا ضرورت ہے؟" ان لوگوں کو یہ جواب دے کر سعید مدینے کی طرف
...چلے گئے۔

اس اثنا میں ان لوگوں نے ایک غلام کو دیکھا جو اونٹ کو تیزی سے بھگائے لیے جاتا تھا اور
...جاتا تھا "سعید کو واپس نہ جانا چاہیے تھا"۔ یہ سنتے ہی مالک اشتر نے طیش میں آکر اس پر حملہ کر دیا
...سے قتل کر ڈالا بس اتنی ہی باتوں پر اس بستی کا ہنگامہ جو تاریخ عرب میں "یوم جرعہ" کے نام سے
...مشہور ہے ختم ہو گیا جو ۳۴ھ میں پیش آیا۔

مذکورہ واقعہ یوم جرعہ کی بعض لوگ یہ صورت بتاتے ہیں کہ چند لوگ کوفے میں جمع ہوئے۔
...حضرت عثمانؓ کی کارروائیوں پر اعتراض ہونے لگے۔ آخر سب نے بالاتفاق عامر بن عبد اللہ تمیمی
...عامر بن عبد القیس کے نام سے مشہور تھا حضرت عثمانؓ کی خدمت میں بھیجا۔ اُس نے بارگاہ خلافت
...میں حاضر ہو کر عرض کیا "بعض مسلمانوں نے جمع ہو کر آپ کے معاملات پر غور کیا اور اس نتیجے کو پہونچے
...کہ آپ سے سخت غلطیاں ہو گئی ہیں۔ لہٰذا خدا سے ڈریے اور توبہ کیجیے"۔ حضرت عثمانؓ کو یہ گستاخانہ

...گفتگو گراں گزری۔ فرمایا "لوگ اس شخص کو لکھا پڑھا اور قاری قرآن سمجھتے ہیں۔ مگر بدتمیزی کی یہ حالت
...ہے کہ مجھ سے ایسے تحقیر کے الفاظ میں گفتگو کرتا ہے۔ حالانکہ یہ بھی نہیں جانتا کہ خدا کہاں ہے"۔
...اس نے کہا "جی میں جانتا ہوں کہ خدا کہاں ہے"۔ پھر یہ آیت پڑھی کہ "اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ" (یعنے تیرا پروردگار
...گھات میں لگا ہوا ہے)

جب یہاں تک نوبت پہونچی کہ یہ فتنہ انگیز لوگ خود حضرت عثمانؓ کے سامنے آکر گستاخیاں کرنے
...لگے تو حضرت عثمانؓ نے اپنے سفیر دونا کے ممتاز و صاحب رائے والیان ملک جناب معاویہ
...عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح۔ سعید بن عاص۔ عمرو بن عاص۔ اور عبد اللہ بن عامر کو مدینے میں بلوا بھیجا
...جب یہ سب حضرات آکے جمع ہوئے تو ان سے فرمایا "تم لوگ میرے وزیر و مشیر ہو۔ اور تمھیں پر
...بھروسہ ہے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ لوگوں نے سخت فتنہ پیدا کر رکھا ہے۔ مجھ سے تقاضا کیا جاتا ہے کہ

اپنے تمام والیوں کو معزول کر دو۔ اور اس بات کی استدعا ہے کہ ہم ان کی مرضی پر چلیں۔ لہٰذا آپ بتائیں کہ اس نازک موقع پر تمہاری کیا رائے ہے؟" ابن عامر نے کہا "امیر المومنین! ان سب کو جہاد میں مصروف کر دیجیے تاکہ اپنے ذاتی معاملات میں پھنس کر فتنہ انگیزی کو بھول جائیں"۔ سعید نے یہ مشورہ دیا کہ "یہ یوں دفع ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کے سرغنا فنا کر دیے جائیں"۔ جناب معاویہ بولے "اپنے تمام سرداران فوج کے نام احکام جاری کیجیے کہ اپنے علاقے کے فتنہ جو لوگوں کو دبا دیں۔ اور اہل شام کے متعلق میں ذمہ داری کرتا ہوں"۔ عبداللہ بن سعد نے یہ خیال ظاہر کیا کہ "لوگ بالطبع دولت جویا ہوتے ہیں۔ آپ فیاضی سے کام لیجیے۔ کچھ دے دلا کے ان لوگوں کی زبانیں بند کیجیے۔ اور ان کے دل اپنے ہاتھ میں لے لیجیے"۔ اب عمرو بن عاص اٹھے اور کہا "امیر المومنین آپ نے ویسی ہی حکومت کی جیسی بنی امیہ کے کسی شخص کو کرنا چاہیے تھی آپ کے دل میں جو بات آئی آپ نے کی۔ اور اوروں نے جو جی چاہا انھوں نے کیا۔ انجام یہ ہوا کہ ادھر آپ سیدھے راستے سے ہٹے اور ادھر وہ بھی ہٹ گئے لہٰذا رائے یہ ہے کہ یا تو آپ اعتدال سے کام لیں۔ اور یا خلافت سے علیحدہ ہو جائیں۔ اور یہ بھی نہیں منظور ہے تو استقلال سے کام لیجیے۔ اور قوت کے ساتھ سبقت کیجیے"۔

ابن عامر کی رائے — سعید اور حضرت معاویہ کی رائیں — عبداللہ بن سعد کی رائے — عمرو بن عاص کی رائے

یہ رائیں سن کر حضرت عثمانؓ نے فرمایا "صحیح رائے سعید کی ہے کہ فتنہ انگیز لوگوں کے سرغنا جن کو فنا کر دیے جائیں۔ مگر اس میں جو خرابیاں ہیں کاش وہ نہ ہوتیں"۔ اور حضرت عمرو بن عاص کی رائے پر آپ نے اظہار ناراضی کیا۔

اب سب حضرات اٹھ کر چلے گئے۔ فقط عمرو بن عاص باقی تھے۔ تنہائی میں انھوں نے عرض کیا کہ "امیر المومنین میری نظر میں آپ کی عزت و حرمت سب سے زیادہ ہے لیکن میں دیکھ رہا تھا کہ دروازے میں ایسے لوگ لگے کھڑے ہیں جو ہماری رائوں کو سنتے ہی دنیا بھر میں مشہور کر دیں گے مجھے مناسب معلوم ہوا کہ عوام میں اپنی یہی رائے مشہور کروں تاکہ مخالفین مجھ پر بھروسا کرنے لگیں۔ پھر ان کو دوست بنا کے آپ کی خدمت بجا لاؤں اور سارے شر کو رفع کروں"۔

والیوں کی واپسی

اس کارروائی کے بعد حضرت عثمانؓ نے تمام والیوں کو ان کے علاقوں میں واپس دادہ کیا اور ہدایت کی کہ جاتے ہی جہاد کے لیے مہمیں روانہ کریں۔ ساتھ ہی یہ ارادہ فرمایا کہ مخالفوں کو جو وظائف مل رہے ہیں روک دیے جائیں تاکہ احتیاج ان کو مطیع و منقاد بنا دے۔ اور اسی موقع پر سعید واپس ہو کر جب کوفے کے قریب پہونچے تو ہنگامۂ جرعہ کا واقعہ پیش آیا۔

فتنہ جویوں کے کہنے سے وہ پھر مدینے میں واپس گئے۔ اور حضرت عثمانؓ کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر ہو کر جرعہ کے بلوائیوں کا حال بیان کیا۔ اور کہا "وہ لوگ چاہتے ہیں کہ میں ولایت کوفہ سے بدل دیا جاؤں اور میری جگہ ابو موسیٰ اشعری مقرر کیے جائیں"۔ حضرت عثمان نے اسی وقت ابو موسیٰ اشعری کو حاکم مقرر کر دیا۔ اور ان لوگوں کے نام ایک خط بھیجا جس میں لکھا کہ "میں نے اسی شخص کو تمھارا حاکم مقرر کر دیا جس کو تم پسند کرتے ہو۔ میں خدا کی قسم تمھاری اصلاح میں اپنی قوت صرف کروں گا، صبر سے کام لوں گا اور تمھاری فلاح و رفاہ میں کوئی کوشش نہ اٹھا رکھوں گا۔ اس کے ساتھ تم کو بھی یہ چاہیے کہ تم سے جس بات کی خواہش کی جائے اس کو قبول کرو۔ تم انھیں باتوں کی استدعا کرو جن میں خداوند جل و علا کی نافرمانی نہ ہو۔ اس کے معاوضے میں تمھارے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے گا جو تمھیں پسند ہو تاکہ خدا کے سامنے تمھارے لیے کوئی حجت نہ باقی رہ جائے ہم حسب الحکم خداوندی صبر سے کام لیں گے یہاں تک کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ"۔

ادھر کوفہ میں حضرت ذی النورین کی یہ تحریر پہونچی ادھر اکثر والیان ملک جو کوفے کے قریب تھے وہاں آ گئے۔ چنانچہ جریر قرقیسیا سے اور عتبہ حلوان سے آ گئے اور نئے والی ابو موسیٰ اشعری نے مسجد جامع میں منبر پر کھڑے ہو کر اس مضمون کی تقریر کی کہ "لوگو ساری اُمت کا ساتھ دو اور جناب ذی النورین کی اطاعت کرو"۔ سب لوگوں نے اس حکم کو قبول کیا۔ اور کہا "اب آپ نماز پڑھائیں"۔ ابو موسیٰ نے کہا "نہیں جب تک تم لوگ حضرت عثمانؓ کی اطاعت و فرماں برداری کا اقرار نہ کرو گے میں نماز نہ پڑھاؤں گا"۔ سب نے بالاتفاق وعدہ کیا اور انھوں نے نماز پڑھائی پھر ماتحت والیان ملک ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے سب کو ان کی خدمتوں پر بحال رکھا۔

ابو موسیٰ کو حاکم کوفہ مقرر کرتے وقت حضرت عثمانؓ نے حذیفہ بن یمان کو حکم دیا کہ فوج لیکر علاقہ قفقاز میں جائیں اور جہاد کریں چنانچہ وہ ادھر روانہ ہو گئے۔

اب حضرت عثمانؓ کی مخالفت کا ہنگامہ نہایت سختی سے بلند تھا بعض معزز صحابہ کی رائیں بھی متزلزل ہونے لگیں۔ بعض صحابہ وغیرہ نے ایک دوسرے کو لکھ بھیجا "ہمارے یہاں آؤ۔ اس لیے کہ خود ہمارے گھر میں جہاد موجود ہے"۔ اور علی العموم حضرت ذی النورین کی مخالفت ہونے لگی صحابہ کی عام حالت یہ ہو رہی تھی کہ کوئی نہ کسی کو منع کرتا تھا نہ روکتا تھا۔ بجز حضرت زید بن ثابتؓ ابو اسید ساعدیؓ اور حسان بن ثابتؓ کے جو حضرت عثمانؓ کی طرفداری پر استقلال سے قائم رہے۔

ابو موسیٰ اشعری کا تقرر ولایت کوفہ پر۔

ابو موسیٰ کی تقریر جامع کوفہ میں

حذیفہ قفقاز میں۔

مخالفت کی نازک حالت

آخر تمام اکابر مدینہ جمع ہو کر حضرت علیؓ کے پاس گئے اور زمانہ کی یہ نازک حالت ا
بیان کی۔ حضرت علیؓ اسی وقت اٹھ کر حضرت عثمانؓ کے پاس تشریف لے گئے اور فرما
بہت سے مسلمانوں کی طرف سے آیا ہوں۔ اور جو کچھ وہ کہتے ہیں چاہتا ہوں کہ آپ کے
کروں۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہوں نہ کوئی ایسی بات ہے جو آپ کو معلوم نہ ہو۔ نہ کوئی ایسا
دے سکتا ہوں جو آپ کے خیال میں موجود نہ ہو۔ ایسی کون سی بات ہو سکتی ہے جس کو ہم بتائیں اور
پہلے سے نہ جانتے ہوں۔ آپ دیکھ چکے ہیں۔ صحبت رسالتؐ سے شرف یاب ہیں۔ حضور سرورعا
باتیں اپنے کانوں سے سن چکے ہیں۔ آپ کی دامادی کا شرف حاصل ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ حقوق
نحافہ سے نہ ابن ابی قحافہ (ابوبکرؓ) کو آپ پر فوقیت حاصل تھی نہ ابن خطاب (عمرؓ) کو۔ قرابت
آپ رسول خدا صلعم سے قریب ہیں۔ اور حضرت رسالتؐ کی دامادی کا جو فخر آپ کو حاصل ہے ان
نہیں نصیب تھا۔ اور نہ کسی اور بات میں وہ دونوں آپ سے بڑھے ہوئے تھے۔ لہذا خدا کے
اپنے دل میں غور کیجیے۔ بخدا آپ نہ دیکھتے ہیں نہ غور کرتے ہیں۔ راستہ صاف اور روشن ہے ا
شعائر دین قائم ہیں۔ اے عثمانؓ آپ بخوبی جان لیں کہ امام عادل جو پیروی ہدایت کرے سنت
کو قائم کرے۔ اور بدعت متروکہ کو مٹائے۔ خدا کے تمام بندوں سے افضل ہوتا ہے اور جو امام ظا
ہو اور گمراہ کرے۔ سنتوں کو مٹائے اور بدعتوں کو زندہ کرے۔ وہ بدترین نوع انسان ہوتا ہے
آپ کو خدا کی سطوت اور اس کے انتقام کا خوف دلاتا ہوں۔ اور ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ ہی ا
کے وہ امام نہ ثابت ہوں جو مارا جائے گا۔ اس کا خون کرتے ہی قیامت تک کے لیے اس
پر قتل و خونریزی کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور مسلمانوں کے تمام معاملات درہم برہم ہو جائیں
ایسے گروہ پیدا ہوں گے جو اس کی رفاقت چھوڑ دیں گے۔ اور باطل کے غلبے کی وجہ سے
حق نہ نظر آئے گا۔"

حضرت علیؓ کی یہ تقریر سن کر حضرت عثمانؓ نے کہا "بخدا میں جانتا ہوں کہ لوگ کیا کہتے ہے
آپ اگر میرے مقام پر ہوتے۔ اپنے عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے۔ دوستی کو بنا
پریشان حال کو پناہ دیتے۔ اور اس قسم کے لوگوں کو والی مقرر کرتے جن کو عمر فاروقؓ نے مقرر
تو میں نہ آپ کو الزام دیتا اور نہ عیب لگاتا۔ اے علیؓ میں آپ سے قسم دلا کے پوچھتا ہوں کہ
بن شعبہ کو جو اس وقت موجود نہیں ہیں۔ عمرؓ نے والی نہیں مقرر کیا تھا؟" حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں
حضرت عثمانؓ ۔ تو پھر میں نے قرابت کی بنا پر اگر ابن عامر کو مقرر کیا تو آپ مجھے کیوں الزام دیتے

حضرت علیؓ کا مشورہ حضرت عثمانؓ کو۔

حضرت عثمانؓ کا جواب۔

باہمی رد و قدح۔

حضرت علیؓ: "حضرت عمرؓ جس کسی کو والی مقرر کرتے تھے اس کا ایک نقطہ بھی خلاف پاتے تو فوراً کچل دیتے۔ اور سخت ترین سزا دیتے۔ مگر آپ یہ نہیں کرتے بلکہ ضعف سے کام لیتے ہیں کمزوری ظاہر کرتے اور اپنے اعزہ کے ساتھ نرمی کرتے ہیں۔

حضرت عثمانؓ: "وہ لوگ آپ کے بھی تو عزیز ہیں"

حضرت علیؓ: "ہاں میرے عزیز ہیں لیکن ان کے علاوہ اُن سے افضل عزیز بھی موجود ہیں"

حضرت عثمانؓ: "آپ تو جانتے ہیں کہ معٰویہ کو حضرت عمرؓ نے والی مقرر کیا تھا۔ لہٰذا میں نے بھی ان کو مقرر کر دیا"

حضرت علیؓ: "میں قسم دلا کے پوچھتا ہوں کہ آپ کو اس کی خبر ہے کہ حضرت عمرؓ کا غلام یرقاؤ اُن سے اتنا نہ ڈرتا ہوگا جتنا کہ معٰویہ اُن کے نام سے کانپتے تھے؟"

حضرت عثمانؓ: "ہاں جانتا ہوں"

حضرت علیؓ: "مگر اب معویہ کی یہ حالت ہے کہ بغیر اس کے کہ آپ کو خبر بھی کریں معاملات سلطنت کا فیصلہ کر دیا کرتے ہیں پھر لوگوں میں مشہور کرتے ہیں کہ یہ امیرالمومنین کا حکم ہے اور آپ ایسے امور کو جانتے ہیں اور ان سے جواب نہیں طلب کرتے۔

حضرت عثمانؓ کا خطبہ۔

اس گفتگو کے بعد حضرت علیؓ جناب ذی النورین کے پاس سے اُٹھ کے چلے آئے اُن کے بعد حضرت عثمانؓ بھی گھر سے نکلے مسجد نبویؐ کے منبر پر چڑھے۔ اور مجمع عام میں حمد و نعت کے بعد فرمایا ہر چیز میں ایک آفت ہوتی ہے اور ہر امر میں کوئی عیب ہوتا ہے اس امت کی آفت اور اس نعمت خلافت کا عیب طعنے مارنے والے فتنہ جو اور عیب چیں لوگ ہیں جو تمہارے سامنے تمہاری سی اور تمہارے پیچھے تمہارے خلاف اور ناگوار باتیں کیا کرتے ہیں۔ واللہ خدا کی قسم تم لوگ مجھ میں وہ عیوب بتاتے ہو جن کو تم عمر بن خطابؓ میں گوارا اور قبول کر لیا کرتے تھے مگر انھوں نے تمھیں پانوں سے کچلا۔ ہاتھ سے مارا۔ اور زبان سے نیست و نابود کر دیا جس کا انجام یہ ہوا کہ ان کی ہر بات چاہے پسند ہو یا ناپسند تم نے قبول کر لی۔ مگر میں نے تمھارے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا۔ ہاتھ اور زبان کو تم سے روکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مجھ پر تمھاری جرأت بڑھ گئی۔ اچھا سنو۔ میں خدا کی قسم اپنے دوست اشخاص کے لحاظ سے قوی۔ اپنے حامیوں کی وجہ سے غالب اور اپنے طرفداروں کے اعتبار سے زبردست ہوں۔ میرے بھی خواہوں کا شمار زیادہ ہے۔ میں کہوں تو سب میری مدد کو آجائیں گے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ میں ایسے اخلاق کو بھی ظاہر کر سکتا ہوں جو مجھے نہیں پسند ہے۔ اور ایسے الفاظ بھی کہہ سکتا ہوں جو

Marfat.com

میری زبان سے نہیں نکلتے۔ لہذا، اپنی زبانوں کو مجھ سے روکو۔ اور اپنے والیوں پر طعن و تشنیع سے باز آجاؤ۔ اس کا بھی خیال کرو کہ میں نے اس شخص کو تقریر کرنے سے روک دیا جو اگر جگہ پر کھڑے ہو کر گفتگو کرتا تو تم لوگ بغیر اس کے کہ مجھے کچھ کہنے سننے کی نوبت آئے راضی ہو جاتے۔ بتاؤ کہ تمہارا کون سا حق مٹ گیا ہے؟ مجھ سے پہلے تم لوگوں کو جو کچھ ملا تھا اس میں خدا کی قسم ذرا بھی کمی نہیں ہوئی یہی تم کو پہلے بھی مل رہا تھا۔ مگر تم نے اس زمانے میں کبھی اختلاف نہیں کیا!"

اس موقع پر مروان بن حکم اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا "اگر تم لوگ چاہتے ہو تو ابھی وقت فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اور خدا کی قسم ہمارا تمہارا فیصلہ تلوار ہی سے ہو گا۔" یہ سنتے ہی حضرت عثمانؓ نے ڈانٹ کر کہا "چپ رہو مجھے اور میرے احباب کو باتیں کرنے دو۔ تمہارے بولنے کی ضرورت نہیں ہے" پھر مروان کو کچھ اور کہنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور حضرت عثمانؓ منبر پر سے اتر آئے مگر افسوس کہ جناب ذی النورین کے اس خطبے نے اور آگ لگا دی۔ دشمنوں کی شورش حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ اور ابن سبا کی سازشی مراسلت نے ساری قلمرو خلافت میں ایک آگ سی لگا رکھی تھی۔ ہر جگہ لوگ گھبرا گھبرا کے ایک دوسرے سے پوچھتے کہ قلمرو خلافت میں یہ کیا اندھیر مچا ہوا ہے۔ اور کوئی کچھ جواب نہ دے سکتا۔

شورش اور بڑھی

آخر پریشان ہو کر حضرت عثمانؓ نے تمام شہروں میں خطوط بھیجے اور اپنے عاملوں کے نام فرمان جاری کیے جن کا مضمون یہ تھا "اہل مدینہ کو اطلاع ملی ہے کہ بعض مقامات میں لوگوں کو گالیاں دی جاتی ہیں مارے جاتے ہیں۔ اور ان پر طرح طرح کے ظلم ہو رہے ہیں۔ لہذا کل والیان ملک اور جن جن لوگوں کو مجھ سے اور میرے عاملوں سے شکایت ہو حج کے موقع پر آ کے بیان کریں اور اپنا حق وصول کر لیں۔ اور اگر شکایت نہ ہو تو میرے والیوں کی عدالت گستری کی علی الاعلان تصدیق

شورش کی تفتیش

یہ فرمان اور خطوط جب جا بجا شہروں اور ملکوں میں پڑھے گئے تو ان کو سن کر بہت سے لوگ زار و قطار روئے اور حضرت عثمانؓ کو دعائیں دینے لگے۔ اور جیسے ہی حج کا زمانہ آیا۔ عبداللہ بن عامر۔ عبداللہ بن سعد۔ معاویہ بن ابی سفیان۔ سعید بن عاص۔ اور عمرو بن عاص اور بہت سے لوگ مکہ معظمہ میں جمع ہو گئے۔ ان سب کے مجمع عام میں حضرت عثمانؓ نے کھڑے ہو کر فرمایا "یہ کیا شور ہے؟ اور کیسی بدنامی ہو رہی ہے؟ بخدا مجھے اندیشہ ہے کہ تم لوگوں (والیوں) کی نسبت یہ سچ کہا جا رہا ہو۔ اور اس کا الزام بجز میرے اور کسی پر نہیں ہے۔" سب نے کہا "آپ نے تو اپنے مفتشوں (انسپکٹروں) کو بھیج کے دریافت کر لیا۔ وہ لوگ گئے اور واپس آ گئے۔ نہ انھیں کسی جگہ کوئی ظلم دکھائی

حج میں امیر المومنین اور والیوں کا مجمع

حضرت عثمانؓ کا استفسار

Marfat.com

...آیا اور نہ ان خبروں کی تصدیق ہوئی" حضرت عثمانؓ نے فرمایا "ان باتوں کی اصلیت نہیں ہے تو یہ خبریں کیوں مشہور ہو رہی ہیں؟"

سعید کا جواب — اس سوال کا جواب سعید نے یہ دیا کہ "یہ بالکل موضوع اور جعلی خبریں ہیں جو چُپ کے چپ کے ...اکر پھیلادی جاتی ہیں۔ اور ان خبروں کے روکنے کی تدبیر یہ ہے کہ جن لوگوں سے یہ خبریں نکلتی ...ائیں ان کی تفتیش کی جائے اور جن سے اُن کی اصلیت ثابت ہو وہ قتل کیے جائیں"

ابن سعد کا جواب — عبداللہ بن سعد نے کہا "جب آپ لوگوں پر رحمت اور مہربانی و شفقت کرتے رہے ہیں تو ...ر اُن سے مواخذہ بھی کیجیے۔ ان لوگوں کے معاملے میں درگزر کرنے کی بہ نسبت سختگیری کرنا ...یادہ مناسب ہے"

معٰویہ کا جواب — معٰویہ بولے "جس سرزمین کا والی آپ نے مجھے بنایا ہے وہاں سے بجز بھلائی کے اس ...تم کی کوئی خبر آپ تک نہیں پہونچی ہے۔ اور اپنے علاقوں کا حال یہ دونوں حضرات زیادہ جان سکتے ...ہرحال مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں سے ایسی خبروں کی ابتدا ثابت ہو ان کی تنبیہ ...دیب کی جائے"

عمرو بن عاص کا جواب — اب عمرو بن عاص نے زبان کھولی اور کہا "مجھے تو یہ نظر آرہا ہے کہ لوگوں کے حق میں آپ ...ایت ہی نرم ہو گئے ہیں۔ ڈھیل ڈال دی ہے۔ اور جتنے وظائف عمر فاروقؓ دیا کرتے تھے ...اُن سے زیادہ دینے لگے ہیں۔ لہٰذا آپ کے لیے بہترین مشورہ یہ ہے کہ دونوں ماسبق ...وں کا طریقہ اختیار کیجیے"

حضرت عثمانؓ کا اندیشہ — ان سب لوگوں کی رائیں سُن کر حضرت عثمانؓ نے فرمایا "اصل حقیقت یہ ہے کہ ہر آفت کے ...کا ایک دروازہ ہوتا ہے۔ وہ دروازہ کھل گیا۔ یہ وہ فتنے ہیں جن کا اس امت کے لیے اندیشہ ...ہے۔ ان کا دروازہ بند کرنے کی چاہے جس قدر کوشش کی جائے وہ ضرور کھلے گا۔ لہٰذا بجز حدود ...کے قائم رکھنے کے اور تمام امور میں نرمی و صلاحیت ہی سے کام لینا چاہیے۔ اس پر بھی ...ن کا دروازہ کھل گیا تو کسی پر اس کا الزام نہ ہوگا۔ اور خدا جانتا ہے کہ میں نے لوگوں کو بھی ...صلاحیت سے نہیں روکا۔ مگر اب فتنے کی چکی پھرنے ہی کو ہے۔ اور خوش نصیبی ہو عثمانؓ کی ...جائے گر اپنے ہاتھ سے اس چکی کو نہ چلائے۔ الغرض جاؤ اور لوگوں کو تسلی دو۔ اُن کے جو ...ق ہوں ادا کرو۔ اور خدا کے حقوق پورے کرنے میں سستی نہ کرو"

...حضرت عثمانؓ کی اس تقریر پر یہ صحبت ختم ہوئی۔ آپ اپنے قیام گاہ پر تشریف لائے۔

Marfat.com

اور والیان ملک نے اپنا اپنا راستہ لیا۔ لیکن مدینہ منورہ تک حضرت ذی النورین اور تمام والی
ساتھ رہا۔ راستے میں ایک حدی خوان نے اتفاقاً ایک شعر گایا جس کا مضمون یہ تھا کہ "حضرت
کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ ہوں گے۔" کعب نے جو یہ نغمہ سنا تو اس ساربان کو ڈانٹا اور کہا
جھوٹا ہے۔ خلافت عثمانؓ کے بعد معاویہ کو ملے گی۔" لوگ کہتے ہیں یہی واقعہ ہے جس نے جنا
معاویہ کے دل میں خلافت کی ہوس پیدا کر دی۔

معاویہ کو ہوس خلافت پیدا ہوئی

مدینہ طیبہ میں پہونچ کر حضرت عثمانؓ نے حضرت علی مرتضیٰؓ طلحہؓ اور زبیرؓ کو بلوایا معاویہ بھی شریک
صحبت تھے جنھوں نے سب صاحبوں کے سامنے ایک تقریر کی جس میں حمد و ثنا کے بعد انہی سے
کہا آپ سب حضرات رسول اکرمؐ کے صحابی ہیں۔ بہترین مخلوقات ہیں۔ اور آپ ہی کو خلافت کا
استحقاق حاصل ہے۔ لہٰذا آپ کے سوا اور کوئی شخص جانشینی حضرت رسولؐ کی ہوس نہیں کر
بجز اس شخص کے جس کو طمع دامنگیر ہو اور جبر و تعدی سے کام لے۔ آپ نے حضرت عثمانؓ ک
خلیفہ منتخب کیا جن کی عمر اب بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ اور اگر ان کی نسبت اب آپ مختل الحواس ہو جا
اندیشہ کریں تو کچھ بعید نہیں ہے۔ میرے نزدیک ان کا اس درجے کو پہونچ جانا بھی ان کے لی
موجب شرف ہوگا۔ مگر جس قول کے کہے جانے کا مجھے اندیشہ تھا اب وہ ہر شخص کی زبان
ہے۔ تاہم مجھے اس کا اقرار ہے کہ یہ جو کچھ ہوا آپ حضرات کی کوشش سے نہیں ہوا۔ خیر ا
میں کہتا ہوں کہ یہ ہاتھ خلافت کی مدد کو موجود ہے۔ اور معاملہ خلافت میں آپ اور لوگوں کو طمع
میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ لوگوں نے اگر اس کا ارادہ کیا تو انھیں زک ہی ہوگی۔" جناب معاویہ
یہ الفاظ سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا "تمھاری ماں مرے تمھیں اس معاملے سے کیا تعلق؟" معاویہ
کہا میری ماں کا نام نہ لو۔ تم سب کی ماؤں سے وہ کچھ بری نہیں ہیں۔ اس لیے کہ اسلام لائیں اور
کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بجائے اس کے میری بات کا جواب دو۔"

مدینے میں معاویہ کی تقریر

حضرت علیؓ اور معاویہ میں ایک جھگڑا

یہ باہمی رد و قدح دیکھ کر حضرت عثمانؓ نے کہا "میرا بھتیجا (معاویہ) سچ کہتا ہے خیر میں اب
اپنی خلافت کا حال خود ہی بیان کیے دیتا ہوں جو دو بزرگ مجھ سے پہلے خلیفہ ہوئے تھے انھوں
اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور ان دونوں کو کسی قسم کا الزام نہیں دیا جا سکتا۔ مگر خود حضرت رسول خدا کی عا
تھی کہ اپنے قرابت داروں کو دیا کرتے تھے۔ میں ایک ایسے گروہ کا شخص ہوں جس میں کثرت سے عیا
اور قلیل المعاش لوگ ہیں۔ لہٰذا ان کے لیے میں نے کسی حد تک اپنا ہاتھ کھول دیا۔ اس
تم لوگ میری غلطی سمجھتے ہو تو جس جس لوگوں کو میں نے دیا ہے ان سے واپس لے لو میں دو

حضرت عثمانؓ کا ارشاد

Marfat.com

ہوں کہ تمھاری مخالفت نہ کروں گا۔"

یہ سُن کر سب نے حضرت عثمانؓ کی نیک نفسی کا اعتراف کیا اور کہا "آپ نے عبداللہ بن خالد بن اُسید کو پچاس ہزار کی اور مروان بن حکم کو پندرہ ہزار کی رقمیں دی ہیں ان سے واپس لے لیجیے"۔ حضرت عثمانؓ نے اسی وقت یہ رقمیں ان لوگوں سے لے لیں اور سب لوگ حضرت خلافت پناہ سے راضی ہو کر اپنے گھروں کو واپس گئے۔

جن لوگوں کو روپیہ دیا گیا تھا ان سے واپس لیا گیا۔

اس کے بعد تنہائی میں موقع پا کر جناب معٰویہ نے حضرت عثمانؓ سے کہا "مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے ساتھ شام میں چلے چلیں۔ وہاں کے لوگ مُطیع فرماں ہیں"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "مجھے چاہے کیسا ہی لالچ دلایا جائے جوار رسول اللہؐ کو چھوڑ کر اور کہیں نہ جاؤں گا۔ چاہے گلا کٹ جائے مگر مدینے کے باہر قدم نہ نکالوں گا"۔ معٰویہ نے کہا "تو اچھا میں شام سے ایک لشکر بھیج دوں گا جو یہاں آپ کے پاس ٹھیرے گا اور آپ کی حفاظت کرے گا۔ ممکن ہے کہ کوئی آفت اُٹھ کھڑی ہو۔ اس وقت کوئی آپ کا بچانے والا گروہ ضرور موجود ہونا چاہیے"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "مدینہ چھوٹا شہر ہے اور ایک لشکر کے یہاں رہنے سے ساکنین جوار رسول اللہؐ کو دشواریاں پڑ جائیں گی اس لیے مجھے یہ بھی گوارا نہیں ہوسکتا"۔ ان دونوں تدبیروں میں ناکام ہو کر معٰویہ نے کہا "خدا کی قسم لوگ آپ کو فریب دیں گے اور لڑیں گے"۔ مگر حضرت عثمانؓ نے کسی طرح نہ مانا اور فرمایا "حسبی اللہ و نعم الوکیل"۔

معاویہ کا مشورہ اور حضرت عثمانؓ کا نہ ماننا۔

اب جناب معٰویہ نے سفر کے کپڑے پہنے اور شام کے ارادے سے چلے۔ راستے میں حضرات علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ کو ایک جگہ جمع دیکھا۔ اُن کے پاس جا کھڑے ہوئے اور کہا "آپ سب صاحب جانتے ہیں کہ حکومت کے لیے لوگ ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنا چاہتے تھے کہ خدا نے اپنے پیغمبر کو مبعوث کیا۔ اور اس وقت سے لوگوں کو سبقت اسلام، قدامت صحبت اور دینداری کے لحاظ سے شرافت اور فضیلت حاصل ہونے لگی۔ لہذا آپ لوگ اگر اسی اصول پر قائم رہیں تو حکومت آپ کی ہے۔ اور سب آپ کی اطاعت و پیروی کو تیار ہیں لیکن اگر غلبے کے ذریعے سے دنیا حاصل کرنے کی ہوس کی گئی تو حکومت اُن سے چھین لی جائے گی اور غیروں کو مل جائے گی۔ خداوند جل علا کو اس قسم کا تغیر و تبدل کرنے کی قدرت ہر وقت حاصل ہے۔ میں آپ حضرات کے درمیان بوڑھے محترم خلیفہ عثمانؓ کو چھوڑے جاتا ہوں۔ ان کے ساتھ بھلائی کیجیے۔ اور اُن کے مددومعاون رہیے"۔ یہ تقریر

معاویہ کی آخری تقریر اکابر صحابہ کے سامنے۔

Marfat.com

کر کے تو یہ چلے گئے۔ اور حضرت علیؓ نے کہا "انھوں نے بات تو اچھی کہی"۔ زبیر
"خدا کی قسم آپ کے اور ہمارے دلوں میں آج سے پہلے کبھی اس شخص کی
عزت نہ تھی"۔

ساتویں فصل

بلوائیوں کی شورش

خلافت راشدہ کو صدمہ۔ حضرت عثمانؓ کی ابتدائی ہر دلعزیزی۔ اعتراض اور اس کا جواب۔ دوسرا اعتراض۔ اس کا جواب۔ بنی اُمیہ کا خیال۔ حضرت عثمانؓ کشمکش میں۔ عام اہل مدینہ کی مخالفت۔ جناب معاویہ کی ان کو دھمکی۔ معاویہ کا خوفناک مشورہ۔ حضرت عثمانؓ کی نیک نفسی۔ معاویہ کا آخری مشورہ۔ اور انتقام خون عثمانؓ کا حق حاصل کرنا۔ بیرونی بلاد میں غدر کا انسداد۔ خود بغض رکھنے والوں نے بلوائیوں کو بلایا۔ روانگی مصر کے بلوائیوں کی، کوفہ کے بلوائیوں کی، بصرے کے بلوائیوں کی۔ مصر والوں کی اطلاع حضرت عثمانؓ کو۔ آپ کی تقریر مجمع عام میں۔ عبداللہ بن سعد کی ناکامی۔ بلوائیوں کے پڑاؤ اور اُن کے ارادے۔ حضرات طلحہ اور زبیر اور علیؓ کے طرفدار۔ اُن کے وکیل مدینہ میں۔ تینوں صاحبوں نے انکار کیا۔ اور حضرت عثمانؓ کے معاون ہیں۔ حضرت عثمانؓ کی خواہش سے حضرت علیؓ کا جانا۔ اور بلوائیوں کو واپس کرنا۔ حضرت عثمانؓ کا علانیہ اقرار۔ مروان نے اُن کی رائے بدل دی۔ مروان کی مفسدانہ تقریر۔ حضرت علیؓ کی پریشانی۔ آپ کی غصہ کی گفتگو حضرت عثمانؓ سے۔ جناب نائلہ کا حضرت عثمانؓ کو سمجھانا۔ جناب عثمانؓ کا حضرت علیؓ کے گھر جانا۔ اور بے نتیجہ واپس آنا۔ عمرو بن عاص کی سخت کلامی۔ بلوائیوں کے پھر واپس آنے کا سبب۔ حضرت عثمانؓ کا خط۔ اس کا تذکرہ حضرت عثمانؓ کے سامنے۔ اہل مصر حضرت عثمانؓ کے سامنے۔ حضرت عثمانؓ کا خط سے انکار۔ اہل مصر کا اصرار کہ خلافت کو چھوڑ دیجیے۔ حضرت عثمانؓ کا اس سے انکار۔ اہل مصر کا دعویٰ اور حضرت عثمانؓ کا جواب۔ حضرت عثمانؓ کا محاصرہ۔ ابتدائی ایام محاصرہ۔ والیان ملک کی اعانت۔ بلوائیوں کی پہلی چیرہ دستی۔ آپ اہل مدینہ کو مدد سے روکتے ہیں۔ حضرت علیؓ کو بنی اُمیہ کی دھمکی۔ حضرت عثمانؓ نماز پڑھانے سے بھی روکے گئے۔

جو ہنگامہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا باعث ہوا تھا اُس نے خلافت راشدہ کی کمر توڑ دی۔ اور سچ ہے کہ اُس نے ہمیشہ کے لیے خلافت اسلامیہ کو کمزور کر دیا۔ اسلام کی تاریخ میں یہ نہایت ہی حد سے زیادہ نازک واقعات ہیں خصوصاً اُن لوگوں کے لیے جو تمام صحابۂ رسول اللہ صلعم کو عادل اور واجب التعظیم تسلیم کرتے ہیں۔ خلافت راشدہ کو صدمہ۔

حضرت عثمان کی ابتدائی ہر دلعزیزی

حضرت عثمانؓ سے ابتداءً لوگ نہایت ہی خوش تھے۔ بلکہ آپ کو حضرت عمرؓ سے بھی ا[illegible] کہتے تھے۔ اس لیے کہ آپ زیادہ رحمدل شفیق اور فیاض تھے۔ آپ کے زمانے میں مستحق مسل[illegible] کے لیے بہت زیادہ وظائف جاری ہوئے! اور اہل مدینہ کی دولت مندی حد سے گذر گئی لیک[illegible] اس میں آپ نے اپنے خاندان والوں یعنے بنی اُمیہ کے ساتھ زیادہ سلوک کیا۔ لوگوں ک[illegible]

اعتراض اور اس کا جواب

اس پر اعتراض ہوا اور آپ نے یہ جواب دیا کہ قرآن مجید میں ذوی القربٰی کے ساتھ سلوک کر[illegible] حکم ہے چنانچہ خود رسول خدا صلعم نے اکثر اوقات اپنے اعزہ حضرت عباسؓ وغیرہ کو زیادہ فیاضی ک[illegible] ساتھ عطا فرمایا۔ پھر فتح مکہ کے موقع پر قریش اور مخصوص بنی اُمیہ کے ساتھ خاص رعائتیں فرمائیں اور ان کو سب سے زیادہ دیا۔ مخالفوں کے پاس اس کا کوئی جواب تو نہ تھا۔ گر مخالفت سے باز نہ آتے تھے۔

دوسرا اعتراض

دوسری بات یہ تھی کہ آپ نے بعض ان نوجوانوں کو جو صحابی ہونے کی عزت نہ رکھتے تھے اور آپ کے قرابت داروں میں تھے بصرہ و عراق وغیرہ میں والی ملک مقرر فرمایا! اور اگرچہ اکابر صحابہ [illegible]

اس کا جواب

تھے مگر وہ ان خدمتوں سے محروم رکھے گئے! اس کی وجہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں نہا[illegible] ہی موجہ اور معقول بتائی ہے۔ وہ یہ کہ گذشتہ فتحوں کے بعد حضرات شیخین کے عہد کے سپہ سالار و[illegible] اولو العزم والیوں میں سے اکثر دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور جو باقی تھے وہ بجائے جہاد میں سرگر[illegible] دکھانے اور [illegible] دور دراز میں اعلاء کلمۃ الحق کرنے کے مفتوحہ ممالک میں بیٹھ کر صرف حکومت کرنے کو پسند کرتے تھے! اور دولت مندی اور اگلے کارناموں کے فخر نے اُن میں ملک گیری و جہاد کا جوش ٹھنڈا کر دیا تھا! ابوموسیٰ اشعری ہوں یا سعد بن ابی وقاص اب کوفہ و بصرہ کے دار الامارۃ میں بیٹھ کر فقط حکومت کرتے تھے۔ اسی طرح عمرو بن عاص نے مصر کی فتح پر قناعت کر لی تھ[illegible] یہ حالت دیکھ کر حضرت عثمانؓ نے حوصلہ مند اور اولو العزم نوجوانوں سے کام لینا چاہا جن کی رگوں میں نو عمری کا تازہ خون دوڑ رہا تھا۔ بلا لحاظ اس کے کہ اُن کو صحبت رسولِ اکرم کا شرف حاصل ہوا یا نہ ہوا اس قسم کی اولو العزمی چونکہ بنی اُمیہ میں بیشتر سے موجود تھی اس لیے زیادہ تر انہیں کا انتخاب ہوا۔ او[illegible] اس حکمت عملی کا مفید نتیجہ بھی حضرت عثمانؓ ہی کے زمانے میں نظر آ گیا عبداللہ بن ابی سرح نے بجائے اس کے کہ عمرو بن عاص کی طرح فسطاط و اسکندریہ کی ہوا کھایا کریں افریقہ پر حملہ کر کے قریب قریب سارے شمالی افریقہ میں توحید کا نعرہ بلند کر دیا! اور ایک بہت بڑا وسیع ملک قلمرو خلافت میں شامل ہو گیا۔ اسی طرح ابن عامر نے اپنی حوصلہ مندی سے تمام ممالک فارس و عجم کو جو بالکل قبضے

Marfat.com

گئے تھے مطیع و منقاد بنا کے سارے قفقاز و ترکستان اور طخارستان و زابلستان کو مطیع الاسلام بنایا
معترض اس مصلحت کو تو نہیں دیکھتے تھے مگر ناراض تھے کہ اپنے ہی لوگوں کو دیتے اور اپنے ہی
یوں کو عہدوں پر مقرر کرتے ہیں۔ یہ شکایتیں بہت سے صحابہ کے زبانوں پر بھی جاری ہو گئیں
بعض ازواج مطہرات رسالتؐ بھی عوام سے سن سن کر حضرت عثمانؓ کو الزام دینے لگے یہاں تک کہ
باندگان اہل شوریٰ و عشرہ مبشرہ حضرات علیؓ طلحہؓ اور زبیرؓ کا طرز عمل بھی مشتبہ نظر آنے لگا یا تھا کہ
بنو امیہ کا خیال۔
امیہ میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ بزرگان امت اس لیے حضرت عثمانؓ کی مخالفت کر رہے ہیں کہ
مسند خلافت کو اپنے لیے خالی کرائیں! اور انھوں نے طیش میں آکر سختی سے جواب دینا شروع کیا حضرت
عثمانؓ کے وصول حکمرانی کی جنبہ داری کرنے لگے۔ اور گو کہ حضرت عثمانؓ اکثر ان کو روکتے تھے مگر ان کے
اعتدالی کے جوابوں نے عام لوگوں میں اور زیادہ ناراضی بڑھا دی۔
حضرت عثمانؓ کشمکش میں۔
مدینے کے اکابر و اجلۂ صحابہ حضرت عثمانؓ کے پاس آکر آپ کے والیوں کی شکایتوں کا دفتر
کھولتے۔ اور درخواست کرتے کہ آپ ان کو فوراً معزول کر دیں مگر عمائد بنی امیہ ان والیوں کی طرفداری
کرتے جس سے آپ ایک کشمکش میں پڑے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ عمر بہت زیادہ ہو گئی تھی دماغ
تھکا اور قویٰ میں اضمحلال پیدا ہو گیا تھا۔ اور گرد و پیش کے لوگوں کے سمجھانے سے آپ اس
نتیجہ کو پہونچتے کہ "میرے والیوں کی شکایتیں محض بغض و عناد کی وجہ سے کی جا رہی ہیں۔ وہ ہرگز
ایسے برے نہیں ہیں۔ جیسے کہ مشہور کیے جاتے ہیں"۔ لہٰذا آپ ان کی جنبہ داری فرماتے۔ اور بے وجہ
ان کے معزول کرنے کو جائز نہ خیال کرتے۔
عام اہل مدینہ کی مخالفت۔
آخر اہل مدینہ نے عام مخالفت کر دی جس میں بعض اکابر صحابہ کے ساتھ مدینہ والوں کے کثیر التعداد
عوام اور بہت سے بدوی قبائل بھی شریک ہو گئے! اور بنی امیہ کو یہ نظر آیا کہ حضرت عثمانؓ کی مخالفت
کے پردے میں دراصل ہمارے خاندان کی پامالی کی کوشش کی جا رہی ہے۔
جناب معاویہ کی ان کو دھمکی۔
چنانچہ اس زمانے میں ایک بار جب کہ اکثر بزرگان مہاجرین کے ساتھ حضرت عمار بن یاسرؓ بھی
موجود تھے! اور معاویہ بھی مدینے میں آئے ہوئے تھے۔ معاویہ نے سب کو ان الفاظ میں متنبہ کیا کہ "اے
گروہ صحابہ۔ میں آپ کو اپنے بوڑھے بزرگ (حضرت عثمانؓ) کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں
اگر آپ کے درمیان میں یہ مار ڈالے گئے تو خدا کی قسم مدینے کو سواروں اور پیدلوں سے بھر دوں گا"
پھر عمار کی طرف رخ کر کے کہا "عمار! شام میں ایک لاکھ سوار موجود ہیں جن میں سے ہر ایک ماہوار پاتا ہے
اور اسی تعداد میں ان کے اولاد و احفاد اور غلام ہیں جو نہ علیؓ کو جانتے ہیں نہ ان کی قرابت کو۔ نہ عمار سے

واقف ہیں نہ ان کے گذشتہ کارناموں سے۔ نہ زبیر کو جانتے ہیں نہ ان کے احباب کو۔ نہ طلحہ کی خبر ہے نہ ان کے واقعات ہجرت کی۔ نہ وہ ابن عوف سے ہیبت کھاتے ہیں نہ ان دولت سے۔ نہ سعد سے ڈرتے ہیں۔ نہ ان کی دعا کی تیر بہدف ہونے سے۔ لہٰذا سے کل جو فتنہ پیدا ہونے والا ہے اس میں خبردار نہ پڑنا تاکہ پھر اس کے بعد یہ نہ کہا جائے کہ فلاں کا قاتل ہے اور فلاں علیؓ کا۔"

ان مخالفتوں کے نتیجے میں جو عداوت بنی امیہ کو اکابر صحابہ سے ہو گئی تھی اس کا اندازہ اس ہو سکتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے گزشتہ تقریروں کے بعد جناب معٰویہ سے تنہائی میں پوچھا کہ "اس بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟ یہ مہاجرین جانتے ہیں کہ قسمت کو پہلے ہی لڑانیں (میرے مرنے کا انتظار کیے بغیر خلافت کو حاصل کریں) اور جو کچھ ان لوگوں کے دل میں ہے ا کر کے چھوڑیں گے"۔ تو انھوں نے کہا "میری رائے میں تو آپ مجھے اجازت دیجیے کہ ان سب لوگوں کے سر اڑا دوں"۔ پوچھا "کس کے؟" کہا "علیؓ، طلحہ اور زبیر کے"۔ یہ سنتے ہی حضرت عثمانؓ چونک پڑے اور فرمایا "سبحان اللہ! اصحاب رسالتؐ کو مار ڈالوں! اور بغیر اس کے کہ انھوں نے کچھ کیا یا کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہوں!" معاویہ نے کہا "تو یاد رکھیے کہ اگر آپ نے ان لوگوں کو قتل تو یہ عنقریب آپ کو قتل کریں گے"۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا "جو کچھ ہو۔ میں وہ پہلا شخص نہ بنوں گا رسول اللہ کا جانشین ہو کر آپ کی اُمت کا خون گرائے"۔

معٰویہ کا خوفناک مشورہ

حضرت عثمانؓ کی نیک نفسی

اب معٰویہ نے کہا "تو پھر تین باتوں میں سے ایک کو آپ اختیار کیجیے"۔ پوچھا "کون باتیں؟" "پہلی یہ کہ میں یہاں مدینے میں آپ کی حفاظت کے لیے لشکر اسلام سے چار ہزار سوار متعین" حضرت عثمانؓ نے پوچھا "ان کی تنخواہ کہاں سے دی جائے گی؟" کہا "بیت المال سے"۔ جناب ذی النورین نے حیرت کے الفاظ میں کہا "محض اپنی حفاظت کے لیے میں مسلمانوں کے سے چار ہزار سواروں کو تنخواہ دوں! یہ تو مجھ سے نہ ہوگا"۔ معٰویہ نے کہا "تو پھر دوسری بات ا کیجیے۔ وہ یہ کہ ان سب لوگوں کو یہاں سے نکال کے دور دراز مقامات میں پھینک دیجیے ہر شخص ایک جگہ رہے اور انھیں مہموں اور اہم کاموں میں اس طرح پھنسا دیجیے کہ انھیں ناز سے اپنے اونٹوں کی رہے"۔ اس پر حضرت عثمانؓ اور زیادہ متحیر ہوئے اور فرمایا "سبحان اللہ! معززین اکابر صحابہ اور باقی ماندگان شوریٰ۔ ان کو ان کے وطنوں سے نکالوں! اور گھر بار اور اعزہ اقارب جدا کر دوں! یہ بھی نہیں ہو سکتا"۔ معٰویہ نے کہا "تو اب فقط تیسری بات رہ گئی۔ وہ یہ ہے کہ اگر

معٰویہ کا آخری مشورہ

[illegible]

...وائے جائیں تو مجھے یہ حق عطا کیجیے کہ آپ کے خون کا دعویدار بنوں"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا ...ں یہ ہو سکتا ہے"۔

بیرونی بلاد میں غدر کا انسداد۔

آخر معاملات نے اور زیادہ نازک صورت اختیار کی۔ جو لوگ حضرت عثمانؓ سے منحرف تھے انھوں نے ...م شہروں میں علانیہ غدر و بغاوت کے لیے ایک دن مقرر کیا۔ مگر والیان ملک کو پتہ لگ گیا۔ ...انھوں نے ایسی بیدار مغزی سے کام لیا کہ فتنہ انگیزوں کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی تاہم ...ہوں نے بجائے شہروں میں غدر مچانے کے ارادہ کیا کہ خاص مدینہ میں پہونچ کر حضرت ...انؓ پر زغہ کریں۔ جس کا اصلی سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود بعض مدینے والوں کی طرف سے اُن کے ...ں خطوط آگئے جن کا مضمون یہ تھا کہ "اگر تم کو جہاد کا شوق ہو تو یہاں آؤ۔ اس لیے کہ تمھارے ...یفہ نے دین محمدی کو غارت کر دیا۔ فوراً آؤ اور اس کی اصلاح کرو"۔

خود مدینے والوں نے بلوائیوں کو بلایا۔

روانگی مصر کے بلوائیوں کی

مصر میں محمد بن ابی بکر اور محمد بن حذیفہ لوگوں کو حضرت عثمانؓ کی مخالفت پر اُبھار رہے تھے ...ن کے اثر سے مصر والوں کا ایک گروہ عمرے کا بہانہ کر کے چل کھڑا ہوا جس میں محمد بن ابی بکر ...ی تھے۔ عبدالرحمن بن عدیس بھی اپنے پانچ سو یا ایک ہزار ساتھیوں کے ساتھ اس گروہ میں ...امل ہو گیا کنانہ بن بشر لیثی اور سودان بن حمران سکونی وغیرہ بھی اُن کے ساتھ ہوئے۔ اور ...افقی بن حرب عکی اُن کا سرغنا قرار پایا۔

کوفے کے بلوائیوں کی

بصرے کے بلوائیوں کی

اسی تعداد میں ایک گروہ کوفہ سے چلا جس میں یزید بن صوحان عبدی، اشتر نخعی، زیاد بن نضر ...ارثی اور عبداللہ بن اصم عامری تھے تیسری طرف سے اسی تعداد میں بصرے کے بلوائیوں کا ایک ...روہ بھی مدینے کی طرف چلا جس میں حکیم بن جبلہ عبدی۔ ذریح بن عباد۔ بشر بن شریح قیسی اور ابن المحرش ...غیرہ تھے۔ اور اُن کا سردار حرقوص بن زہیر سعدی تھا۔ یہ سب لوگ شوال کے مہینے میں روانہ ہوئے اور سب نے شہر والوں پر یہ ظاہر کیا کہ حج کو جاتے ہیں۔

مصر والوں کی اطلاع حضرت عثمانؓ کو۔

آپ کی تقریر مجمع عام میں

مصر والے جیسے ہی فسطاط سے روانہ ہوئے وہاں کے والی عبداللہ بن سعد کو خبر ہو گئی انھوں نے فوراً حضرت عثمانؓ کو اطلاع کی۔ آپ نے خبر پاتے ہی مسجد نبوی میں منبر پر کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس میں ان بلوائیوں کی روانگی کا حال بیان کیا اور فرمایا "فتنہ جوؤں میں ...ن لوگوں نے عجلت کی اور میری عمر کو دراز کرنا چاہا۔ خدا کی قسم اگر میں ان کے ہاتھوں زندگی سے جدا

۱؎ کتاب السیاسۃ والامامۃ ابن قتیبہ صفحہ ۲۷-۲۸

Marfat.com

ہوگیا تو پھر وہ تمنا کریں گے کہ میری عمر کا ایک یک دن ایک ایک سال کا ہوتا۔ اس لیے کہ
بعد یہ لوگ خونریزی کی مصیبت اور شورش کو دیکھیں گے۔ اور نظر آجائے گا کہ شریعت کے احکام
کچھ ہو گئے"۔ پھر اسی وقت حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن سعد کو حکم بھیجا کہ ان بلوائیوں کے
میں خود روانہ ہوں"۔ اس حکم کے مطابق وہ چلے۔ شہر ایلہ تک پہونچے تھے کہ سنا مصری بلوائیوں *عبداللہ بن سعد کی ناکامی۔*
حضرت عثمانؓ کو محصور کر لیا۔ ساتھ ہی یہ خبر ملی کہ محمد بن حذیفہ نے تمام اہل مصر کو اپنے ساتھ
کر لیا ہے۔ فوراً پلٹ کے مصر پہونچے۔ مگر مخالفت کا جوش اس قدر غالب تھا کہ لوگوں نے شہر
نہ آنے دیا۔ اور مجبوراً وہ ارض فلسطین میں جا کر بیٹھ رہے کہ دیکھیں ان ہنگاموں کا کیا انجام ہوتا ہے
سب جگہ کے بلوائی مدینے کے قریب پہونچے تو بصرے والوں میں سے تھوڑے بڑھ کے مقام ذی خشب *بلوائیوں کے پڑاؤ اور ان کے ارادے۔*
میں اتر پڑے۔ اور اس بات کی کوشش شروع کی کہ حضرت عثمانؓ کو مسند خلافت سے اتار کے حضرت طلحہؓ کے
ہاتھ پر بیعت کریں۔ اہل کوفہ میں کچھ لوگ بڑھ کے مقام اعوص میں اتر پڑے اور اس کے درپے ہوئے کہ خلیفۂ زمانہ *حضرات طلحہؓ و زبیرؓ و علیؓ کے طرفدار۔*
کو ہٹا کے حضرت زبیرؓ کو خلیفہ بنائیں۔ مصر والے جب مدینے کے قریب پہونچے تو ذی المروہ میں ٹھہر گئے اور اس کوشش میں
مصروف ہوئے کہ حضرت علیؓ کو مسند خلافت پر بٹھائیں۔ اور زیاد بن نضر اور عبداللہ بن اصم ایلچیوں کی طرح مصر اور بصرہ
والوں میں آتے جاتے رہتے تا کہ سب کو ایک رائے پر متفق کریں۔

اب زیاد اور عبداللہ نے سب سے کہا آپ سب یہیں ٹھہریں ہم ذرا مدینے میں جا کر دیکھ آئیں کہ
وہاں کا کیا رنگ ہے۔ سنا ہے کہ ہمارے آنے کی خبر ہو گئی ہے اور لڑائی کی تیاریاں ہو رہی ہیں
اگر یہ سچ نکلا تو ہم واپس آ کے آپ کو اطلاع کر دیں گے۔ اور خیال کریں گے کہ ہم سے آنے میں
غلطی ہو گئی"۔ اس قرارداد کے مطابق دونوں مدینے میں گئے۔ لوگوں پر ظاہر کیا کہ ہم خاندان رسالت *ان کے وکیل مدینے میں۔*
کی حکومت چاہتے ہیں۔ اور نیز ہماری خواہش ہے کہ بعض والیان ملک بدل دیے جائیں۔ اور حضرات
علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ سے ملنا چاہا۔ مگر سب نے ملنے سے انکار کیا۔ اور وہ اپنے گروہ میں واپس چلے آئے *تینوں صاحبوں نے انکار کیا۔*

اس کے بعد مصر کے چند لوگ مدینہ میں جا کر حضرت علیؓ سے اور بصرے کے چند لوگ حضرت
طلحہؓ سے ملے۔ اور کہا ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ اور آپ نے نہ مانا تو سخت جھگڑا
پیدا کریں گے۔ آپ کی جماعت کو توڑ دیں گے۔ اور برابر آپ کے پاس آتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ
آپ قبول کریں۔ مگر انجام یہ ہوا کہ دونوں حضرات نے ان کو جھڑک کر اپنے سامنے سے نکال
بلکہ ان لوگوں کی دست برد سے بچانے کے لیے حضرت علیؓ نے اپنے فرزند جناب حسنؓ کو ایک *حفاظت حضرت عثمانؓ کا سامان کیا*
گروہ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے مکان پر بھیج دیا اور فرمایا جو لوگ ذی المروہ ذی خشب اور

وں میں جمع ہیں رسول خدا صلعم نے اُن کو ملعون بتایا ہے"۔ اسی طرح حضرت طلحہ نے بھی اپنے
دو بیٹوں کو جناب ذی النورین کی حفاظت کے لیے بھیج دیا۔ کوفہ والوں کے سفیروں نے حضرت
زبیر کی خدمت میں حاضر ہو کر یہی التجا کی اور یہی جواب پایا۔ اور زبیر کے فرزند حضرت عبد اللہ بھی
حضرت عثمانؓ کے دروازے پر کھڑے تھے کہ کسی کو اُن کی طرف قدم نہ بڑھانے دیں۔

مدینے کا ایک رنگ اور اکابر صحابہ کی یہ مستعدی دیکھ کر یہ لوگ اپنے گروہوں میں واپس گئے
ان لوگوں کے ذی خشب میں جمع ہونے کی خبر حضرت عثمانؓ نے سُنی تو حضرت علیؓ کے گھر میں
تشریف لے گئے۔ اُن سے ملے۔ اپنے حقوق قرابت جتائے اور یہ کہہ کر کہ ان لوگوں پر آپ کا
اثر ہے اُن سے خواہش کی کہ "آپ ان کے پاس جائیے اور انھیں روکیے۔ اگر وہ یہاں تک آ گئے
تو میری توہین ہوگی"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "میں انھیں کیا کہہ کے پھیروں؟" حضرت عثمانؓ نے
کہا "آپ جو مناسب جانیں کہیں میں اس کا پابند رہوں گا"۔ حضرت علیؓ نے کہا "میں آپ سے بار بار
کہہ چکا۔ آپ نے ہر بار وعدہ کیا اور پھر اس کے بعد اپنے قول سے پھر گئے۔ اصل میں یہ سب
کارروائیاں مروان۔ ابن عامر معاویہ اور عبد اللہ بن سعد کے باعث ہیں۔ آپ ان کا کہنا مانتے ہیں
اور میرے کہنے پر عمل نہیں کرتے"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "اب میں آپ کی اطاعت اور اُن کی
مخالفت کروں گا"۔ اس گفتگو کے بعد حضرت علیؓ جناب عثمانؓ کی خواہش کے مطابق تیس مہاجرین
و انصار کو ساتھ لے کر اہل مصر کے پاس گئے اور اُن کو سمجھا بُجھا کے واپس کر دیا۔ اور مدینے میں
واپس آ کر حضرت عثمانؓ سے کہا کہ وہ لوگ واپس گئے۔ پھر فرمایا "آپ خود چل کے مجمع عام میں اپنی زبان
سے اعلان کر دیجیے کہ کیا اصلاحیں کی گئی ہیں۔ تمام شہروں کے لوگ برہم ہو رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ
کوفے اور بصرے کے بلوائی بھی آ پہنچیں اور اس وقت پھر آپ مجھ سے فرمائیں کہ اُن کے پاس
جاؤ۔ اس وقت اگر میں جانے میں کوتاہی کروں گا تو آپ کہیں گے کہ قرابت کا بھی خیال نہ کیا۔"
حضرت علیؓ کے کہنے سے حضرت عثمانؓ مسجد نبویؐ میں آئے اور سب لوگوں کے سامنے ایک تقریر کی
جس میں اپنی غلطیوں کا اعتراف اور توبہ کا اظہار کیا۔ اور کہا "اگر حق مجھے غلام بنا دے تو میں غلاموں کی
طرح رہوں گا۔ میں مروان وغیرہ کو بھی تمہارے سامنے جھکا دوں گا۔ اور تم جب چاہو گے مجھ تک
پہنچ سکو گے"۔ یہ سُن کر تمام لوگ رقت قلب سے رونے لگے۔ اور خود حضرت عثمانؓ کی آنکھوں سے
آنسو جاری ہوئے۔

اس کے بعد جب گھر میں آئے تو وہاں مروان سعید اور چند اور نوجوانان بنی اُمیہ کو موجود پایا۔

حضرت عثمانؓ کی خواہش سے حضرت علیؓ کا جانا

اور بلوائیوں کا واپس کرنا

حضرت عثمانؓ کی عام تقریر

Marfat.com

مروان نے اُن کی رائے بدل دی۔

مروان نے کہا "امیر المومنین میں کچھ عرض کروں؟" حضرت کی بیوی نائلہ جو بڑی عقلمند اور ذی ہوش بیوی تھیں بولیں "نہیں تم خاموش رہو۔ لوگ ان کو قتل کر کے کسی اور کو جانشین کر دیں گے انھوں نے جو کچھ کہہ دیا ہے اس سے ہرگز نہ ہٹنا چاہیے۔" مروان نے نائلہ کو سخت جواب دیا اور نائلہ نے بھی سختی سے مگر معقولیت کے ساتھ اُس کی تردید کی۔ لیکن حضرت عثمانؓ نے مروان کو بولنے کی اجازت دے دی۔ اور اس نے کہا "آپ کا یہ قول اگر کسی مجبوری سے ہوتا تو سب سے پہلے اس کو میں قبول کرتا۔ مگر آپ نے تو ذلت اختیار کر لی۔ خدا کی قسم خطا پر قائم رہنا اور خدا سے توبہ کر لینا اس سے اچھا تھا کہ علانیہ خطا کا اقرار کیا جائے۔" حضرت عثمانؓ نے کہا تو اچھا تم باہر جا کے جو چاہو لوگوں سے کہہ دو اب مجھے تو کچھ کہتے شرم آتی ہے۔ اجازت پاتے ہی مروان باہر نکلا تو دیکھا کہ لوگوں کا ٹھٹ لگا ہوا ہے۔ اُن میں کھڑے ہو کر کہا "تم لوگ کیوں جمع ہوئے ہو؟ کیا ہمیں لوٹنے آئے ہو؟ کیا چاہتے ہو کہ ہماری سلطنت ہم سے چھین لو؟ اور ہمیں ہمیشہ کے لیے نکال دو؟ یہ ارادہ ہے تو ہم بھی تمھارے ساتھ وہ سلوک کریں گے جو تم کو ناگوار گزرے گا۔ جاؤ اپنے گھر جاؤ اور ہم خدا کی قسم دبنے والے نہیں ہیں۔"

مروان کی جاہلانہ تقریر۔

مروان کی اس تقریر نے یک بیک آگ لگا دی اور برہمی و شورش پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ لوگوں نے دوڑ کے حضرت علیؓ کو خبر کی۔ آپ فوراً عبدالرحمٰن بن اسود سے ملے اور کہا "آپ عثمانؓ کے خطبے کے وقت موجود تھے؟" کہا "ہاں" پوچھا "اور مروان نے جو کچھ کہا وہ بھی آپ نے سنا؟" کہا "ہاں" اب حضرت علیؓ نے سب سے خطاب کر کے فرمایا "خدا کے بندو! اور مسلمانو! میں گھر میں بیٹھ رہتا ہوں تو کہتے ہیں کہ میں نے تعلقات قرابت قطع کر دیے۔ معاملات میں دخل دیتا ہوں تو یہ انجام ہوتا ہے کہ مروان یوں آ کے ان کے قول کے ساتھ ملاعبت کرتا ہے۔ اُن کی تلوار مروان کے ہاتھ میں ہے اور باوجودیکہ وہ صحبت رسول اللہ کا شرف حاصل کر چکے ہیں اور کہن سال ہیں مگر وہ ان کی تلوار کو جدھر چاہتا ہے چلا دیتا ہے۔" اس کے بعد حضرت علیؓ غصے میں بھرے ہوئے جناب عثمانؓ کے پاس گئے اور کہا "آپ جو مروان سے راضی ہیں اور مروان آپ سے راضی ہے یہ محض اس وجہ سے کہ آپ دین اور عقل سے ہٹ گئے ہیں۔ بعینہ یہ حال ہے جیسے ساربان اونٹنی کو جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے۔ مروان خدا کی قسم نہ دین میں صائب الرائے ہے اور نہ اپنی ذات میں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو آپ کے درجے سے گرا نہ دے۔ اور یہ ممکن نہیں کہ وہ آپ کا درجہ کچھ بڑھا سکے۔ بس اس کے بعد میں یہاں نہ آؤں گا۔ آپ کی وہ ذاتی بزرگی تشریف لے گئی۔ اور اب اوروں کی

حضرت علیؓ کی پریشانی۔

آپکی غصہ کی گفتگو حضرت عثمانؓ سے

Marfat.com

جناب نائلہ کا حضرت عثمان رض کو سمجھانا۔

ب کی رائے پر غالب ہے"۔ یہ کہہ کر حضرت علیؓ چلے گئے۔ مگر آپ نے جیسے ہی دروازے کے ہر قدم نکالا جناب نائلہ نے حضرت عثمانؓ سے کہا علیؓ نے جو کچھ کہا تم نے سن لیا۔ اور اب وہ تمہارے پاس نہ آئیں گے۔ تمہاری مہار مروان کے ہاتھ میں ہے جدھر چاہتا ہے تم کو کھینچے لیے جاتا ہے۔ حضرت عثمانؓ بولے "تو پھر میں کیا کروں؟" نائلہ بولیں "خدا سے ڈرو اور تم سے پہلے دو بزرگوں کی جو وضع رہی ہے وہی وضع تم بھی اپنی رکھو"۔ نائلہ کی اس گفتگو کی خبر مروان کو ہوئی تو دوڑا آیا۔ اور نائلہ کی شان میں کچھ سخت کلامی کرنے کو تھا کہ حضرت عثمانؓ نے ڈانٹ کے روک دیا۔

جناب عثمان رض کا حضرت علی رض کے گھر جانا۔

اور وہ اپنا منھ لے کے چلا گیا۔ رات کو پھر حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کے گھر میں گئے۔ اور ان سے کہا میں اپنے قول سے نہ پھروں گا۔ اور جو آپ نے کہا ہے وہی کروں گا"۔ حضرت علیؓ نے کہا آپ نے حضرت رسولِ خدا صلعم کے منبر پر کھڑے ہو کر تقریر کی اور ان باتوں کو قبول کیا جن کو لوگ چاہتے ہیں۔ پھر آپ جب گھر میں گئے تو مروان نے آپ کے پاس سے آکر خاص آپ کے دروازے پر لوگوں کو گالیاں دیں اور ایذا پہونچائی"۔ اس کا جواب جناب عثمانؓ نے کچھ نہیں دیا

اور بے نتیجہ واپس آنا۔

بلکہ یہ کہتے اٹھ کھڑے ہوئے کہ "تم نے مجھ کو ذلیل کیا۔ اور لوگوں کو میرے خلاف کر دیا"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "میں خدا کی قسم تمام لوگوں سے زیادہ آپ کی جان بچانے کی کوشش کرتا ہوں لیکن جب کوئی ایسی بات کہتا ہوں جس میں آپ کی سلامتی اور بہبود ہو تو مروان اگر دوسری بات پیش کرتا ہے آپ فوراً اس کی بات مان لیتے ہیں اور میری بات رد کر دیتے ہیں"۔

دوسرے ہی روز مروان نے حضرت عثمانؓ سے یہ اعلان کرا دیا کہ مصر والے جو آئے تھے

عمرو بن عاص کی سخت کلامی۔

پلٹ گئے۔ اور سب لوگوں نے جو کچھ باتیں میرے متعلق سنی ہیں غلط ہیں۔ اس تقریر کے وقت عمرو بن عاص نے اٹھ کر کہا "عثمانؓ خدا سے ڈرو۔ تم نے بہت سے کام کیے اور تمہارے ساتھ ہم نے بھی کیے۔ لہٰذا تم بھی خدا کی درگاہ میں توبہ کرو اور ہم بھی کریں"۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے بڑی برہمی کے ساتھ کہا "ایں! یہ تو ہے! جب سے میں نے تجھے حکومت سے معزول کیا تیرے کپڑوں میں جوئیں پڑ گئیں"۔ اسی وقت دوسری طرف سے آواز آئی کہ "توبہ کرو"۔ اور عمرو بن عاص نے دونوں ہاتھ اٹھا کے کہا "خداوندا۔ سب سے پہلے میں توبہ کرتا ہوں"۔ توبہ کرتے ہی عمرو بن عاص نکلے تو مدینہ چھوڑ دیا۔ اور ارضِ فلسطین میں پہونچ کر دم لیا۔ کہتے ہیں جانے سے پہلے حضرت عثمانؓ کے خلاف حضرت علیؓ طلحہؓ اور زبیرؓ سب کے ابھارنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اور پھر فلسطین میں بھی وہ حضرت عثمانؓ کی شہادت ہی کے منتظر رہا کرتے تھے۔

Marfat.com

بلوائیوں کے پھر واپس آنے کا سبب۔

جب بلوائیوں نے واپس جانے کے بعد پھر یکایک مدینے کی طرف سبقت کرنے کا ارادہ کیا تو محمد بن مسلمہ نے جا کر واپسی کا سبب پوچھا۔ ان لوگوں نے ایک خط پیش کیا اور کہا اتفاق ہوئیب میں ہم کو عثمانؓ کا ایک غلام ملا جو زکوٰۃ کے ایک اونٹ پر سوار مصر کی طرف جا رہا تھا (اس شخص کا نام بعض روایتوں میں ابو الاعور سلمی بتایا گیا ہے) ہم نے اس کی تلاشی لی تو اس کے پاس ایک سیسے کے چونگے میں یہ خط نکلا جس میں عثمانؓ اپنے والی مصر کو حکم دیتے ہیں کہ "عبدالرحمٰن بن عدیس۔ عمرو بن حمق اور عروہ بن بیلع کو کوڑے ماریں جائیں۔ ان کی ڈاڑھیاں اور سر منڈوا جائیں پھر ان میں سے بعض مصلوب کیے جائیں۔ اور بعض مقید کیے جائیں"۔ اسی کے ساتھ ان لوگوں نے یہ بھی کہا ہم سے اس معاملے میں حضرت علیؓ سے گفتگو ہو چکی ہے انھوں نے وعدہ فرمایا ہے کہ عثمانؓ کو اس بارے میں سمجھائیں گے لیکن جب ہم نے سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید سے تذکرہ کیا تو انھوں نے صاف جواب دے دیا کہ ہم تمھارے معاملہ میں دخل نہ دیں گے۔ بہرحال آج ظہر کے بعد ہم حضرت علیؓ کے ساتھ اگر حضرت عثمانؓ سے ملیں گے"۔ محمد بن مسلمہ نے بھی ان لوگوں سے کوشش کا وعدہ کر لیا۔ چنانچہ وقت مقررہ پر دونوں حضرات یعنے حضرت علیؓ و محمد بن مسلمہ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور اہل مصر کے لیے حاضری کی اجازت مانگی مروان حضرت عثمانؓ کے پاس موجود تھا بولا "مجھے جانے دیجیے۔ میں ان لوگوں سے گفتگو کروں" مگر حضرت عثمانؓ نے اس موقع پر برا بھلا کہہ کے اور ڈانٹ ڈپٹ کے اس کو اپنے سامنے سے نکال دیا۔ اس کے جانے کے بعد دونوں صاحبوں نے حضرت عثمانؓ سے خط کا واقعہ بیان کیا۔ حضرت عثمانؓ نے قسم کھائی کہ "نہ میں نے اس خط کو لکھا اور نہ مجھے اس کی اطلاع ہے"۔ محمد بن مسلمہ یہ سن کر کہنے لگے "بیشک آپ سچ کہتے ہیں۔ اور یہ فعل آپ کا نہیں ہو سکتا یہ کارروائی تمام مروان کی ہے"۔

اس کا تذکرہ حضرت عثمانؓ کے سامنے۔

حضرت عثمانؓ کا خط۔

اب اہل مصر باریاب ہوئے تو انھوں نے سلام کیا مگر یہ نہیں کہا کہ "السلام علیک یا امیر المومنین" جن الفاظ میں خلیفہ رسولؐ کو سلام کیا جاتا تھا۔ ان کے اسی انداز سے لوگ سمجھ گئے کہ یہ لوگ شر پر آمادہ ہیں۔ انھوں نے حضرت عثمانؓ کے سامنے عبداللہ بن سعد کی بہت سی غیر منصفانہ کارروائیاں بیان کیں پھر کہا ہم آپ کے قتل کرنے کا ارادہ کر کے مصر سے چلے تھے مگر حضرت علیؓ اور محمد بن مسلمہ نے ہمیں سمجھا کے واپس کر دیا۔ اور وعدہ کیا ہے کہ ہماری سب شکایتیں رفع ہو جائیں گی۔ واپس جا رہے تھے کہ راستے میں یہ خط ملا جس پر آپ کی مہر ہے اور عبداللہ بن سعد والی مصر کو حکم

اہل مصر حضرت عثمانؓ کے سامنے۔

Marfat.com

حضرت عثمانؓ کا خط سے انکار

دیں کوڑے ماریں۔ ہمارے ناک کان کاٹیں۔ اور مدتوں کے لیے ہم کو قید کر دیں"۔ حضرت عثمانؓ نے قسم کھا کے کہا "میں نے یہ احکام نہیں جاری کیے اور نہ مجھے اس خط کی خبر ہے"۔ حضرت علیؓ اور ابن مسلمہ دونوں نے ان لوگوں کے سامنے تصدیق کی کہ واقعی حضرت عثمانؓ نے یہ کارروائی نہیں کی۔ مصر والوں نے پوچھا "تو پھر یہ خط کس نے لکھا؟" جناب ذی النورین نے فرمایا "میں نہیں جانتا"۔ ان لوگوں نے کہا "آپ کے نام سے اتنی بڑی جرأت کی جائے خاص آپ کا غلام زکوٰۃ کے اونٹ پر سوار کرا کے بھیجا جائے خط پر آپ کی مہر ہو۔ اور اتنے بڑے بڑے اہم احکام آپ کے نام سے دیے گئے ہوں۔ اور آپ کو خبر نہ ہو!" حضرت عثمانؓ نے کہا "ہاں مجھے نہیں خبر ہے"۔ اس پر ان لوگوں نے کہا "دو صورتوں سے خالی نہیں ہے! اس انکار میں یا آپ جھوٹے ہیں یا سچے۔ اگر جھوٹے ہیں تو مسند خلافت سے اتار دینے کے قابل ہیں! اس لیے کہ آپ نے ناحق ہمارے لیے سزاؤں کا حکم دیا۔ اور اگر آپ سچے ہیں تو بھی آپ کو خلافت سے علیحدہ ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ ضعیفی سے آپ میں حکومت کی صلاحیت نہیں باقی رہی ہے۔ غفلت پیدا ہو گئی ہے۔ اور شریر بر سر ہیں۔ اور ہمارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ خلافت کو اس شخص کے ہاتھ میں چھوڑیں جس کی ضعیفی و غفلت کے باعث معاملات کا فیصلہ کوئی اور شخص کرتا ہو۔ بہر تقدیر آپ خلافت سے سبکدوش ہو جائیں"۔

اہل مصر کا اصرار کہ خلافت چھوڑ دیجیے

حضرت عثمانؓ کا دستبرداری سے انکار

حضرت عثمانؓ نے کہا "میں اُس کرتے کو تو نہ اُتاروں گا جو خدا نے مجھ کو پہنا دیا ہے لیکن ہاں توبہ کرتا ہوں۔ اور سب باتوں سے باز آنے کو تیار ہوں"۔ مصریوں نے کہا "کاش یہ گناہ ہوتا جس سے آپ نے توبہ کی ہوتی۔ اس سے پہلے بھی آپ توبہ کر چکے ہیں۔ یہیں تو یہ دیکھنا ہے کہ آپ توبہ کرتے ہیں اور پھر وہی کام کرنے لگتے ہیں! اس لیے ہم تو جب تک آپ کو خلافت سے علیحدہ نہ کر لیں گے نہ واپس جائیں گے۔ یا تو اس کوشش میں آپ ہی کو قتل کریں گے یا خود مارے جائیں گے! اور اگر آپ کے اعوان و رفقا مزاحم ہوئے تو ہم سے اُن سے مقابلہ ہوگا"۔

اہل مصر کی دھمکی

اور حضرت عثمانؓ کا جواب

اس کے بعد بھی حضرت عثمانؓ نے یہی فرمایا کہ "یہ تو نہ ہوگا کہ میں خدا کی عطا کردہ خلافت سے علیحدگی اختیار کروں۔ اس کے مقابل مار ڈالا جانا مجھے زیادہ پسند ہے! اور یہ جو تم نے کہا کہ جو کوئی مزاحم ہوگا اس سے لڑو گے تو میں کسی کو تمہارے مقابلے کا حکم نہ دوں گا۔ کوئی لڑا تو بغیر میری اجازت کے لڑے گا۔ مجھے لڑنا ہی ہوتا تو بعض لشکروں کو باہر سے بلا لیتا۔ یا خود مکہ یا اور سرزمین میں چلا جاتا"۔

اب چاروں طرف سے ایک شور و غوغا مچ گیا۔ صحبت کا یہ رنگ دیکھ کر حضرت علیؓ اٹھ کھڑے ہوئے

Marfat.com

حضرت عثمانؓ کا محاصرہ

اہل مصر کو وہاں سے باہر نکالا۔ اور اپنے گھر چلے گئے۔ مصر والوں نے اسی گھڑی حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ اور مشہور کر دیا کہ جو کوئی عثمانؓ کی حمایت نہ کرے اس کے لیے امان ہے۔

ابتدائی ایام محاصرہ

محاصرے کے ابتدائی ایام میں اتنی سختی نہ تھی۔ مدینے کے لوگ تو ان بلوائیوں کے خوف دروازے بند کر کے گھروں میں بیٹھے رہے۔ مگر خود حضرت عثمانؓ روز برآمد ہو کر مسجد نبوی میں آتے اور نماز پڑھاتے کسی کو اس کی بھی روک نہ تھی کہ جناب ذی النورین سے بات کرے۔ محاصرہ در اصل مصر کے بلوائیوں سے شروع ہوا۔ اہل بصرہ و کوفہ کا یہ دعوی تھا کہ ہم اپنے بھائیوں کی مدد کر رہے ہیں۔ اور ہم سب میں باہم عہد و پیمان ہو گیا ہے۔ حضرت علیؓ نے اہل کوفہ و بصرہ سے پوچھا بھی کہ تم لوگ تو کئی منزل واپس جا چکے تھے۔ تمھیں اہل مصر کا حال کیسے معلوم ہوا کہ پلٹ پڑے اس کا جواب ان سے یہ ملا کہ "آپ خود جو چاہیں سمجھ لیں۔ مگر لوگ اس شخص (عثمانؓ) کو مسند خلافت پر نہیں رکھنا چاہتے۔"

حیرت کی یہ بات ہے کہ یہ لوگ اگرچہ حضرت عثمانؓ کے سخت مخالف تھے مگر نماز انھیں کے پیچھے پڑھتے۔ ہاں یہ البتہ تھا کہ اہل مدینہ اگر کسی جگہ جمع ہونا چاہتے تو یہ لوگ مزاحم ہوتے۔ اور نہ پسند کرتے کہ ان کے خلاف کوئی قوت مدینے میں پیدا ہو سکے۔ حضرت عثمانؓ نے اس درمیان میں یہ کارروائی کی کہ مختلف مقامات کے والیوں کو ان معاملات کی اطلاع دے کر مدد مانگی۔ اور لکھا کہ آ کے بلوائیوں کو روکو۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ ان فتنہ جو لوگوں کا مقصد کیا ہے۔

والیان ملک کو اطلاعات

ان خطوں کا فوری اثر ہوا۔ اور ہر جگہ سے بڑے بڑے گروہ چل کھڑے ہوئے۔ چنانچہ معاویہ نے حبیب بن مسلمۂ فہری کو اور عبداللہ بن سعد نے معویہ بن خدیج کو لشکروں کے ساتھ روانہ کر دیا۔ کوفے سے قعقاع بن عمرو فوراً روانہ ہو گئے۔ اور چند لوگ جن میں عقبہ بن عامر، عبداللہ بن ابی اوفے اور حنظلۂ کاتب وغیرہ تھے ٹھہر گئے کہ اور لوگوں کو جمع کر کے مدینے میں لائیں علی ہذا القیاس بصرے میں عمران بن حصین انس بن مالک اور شام میں عمرو لوگوں کو خلیفہ کی کمک کے لیے جمع کرنے لگے۔ اور ایسا ہی جوش ہمدردی ان صحابیوں میں پیدا ہو گیا جو ملک شام میں مقیم تھے۔

بلوائیوں کی پہلی چھیڑ چھاڑ

بلوائیوں کے داخل ہونے کے بعد جو پہلا جمعہ پڑا اس میں نماز کے بعد حضرت عثمانؓ منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا "لوگو خدا خدا کرو۔ اور بخدا تمام اہل مدینہ جانتے ہیں کہ رسول خدا صلعم

Marfat.com

لوگوں کو ملعون بتایا ہے۔ لہذا غلطی میں نہ پڑو۔ اور صراط مستقیم پر قائم رہو۔" اس کے بعد محمد بن مسلمہ نے کھڑے ہو کر حضرت عثمانؓ کے بیان کی تصدیق کی تھی کہ حکیم بن جبلہ نے ان کو زبردستی بٹھا دیا۔ زید بن ثابتؓ کچھ کہنے کو اٹھے ایک بلوائی نے ان کو بھی بٹھا دیا۔ اور ساتھ ہی شورش پسند ہنگامہ آراؤں نے مسجد میں ہنگامہ مچا دیا۔ سنگریزے مٹھیوں میں بھر بھر کے چاروں طرف مارنے لگے۔ یہاں تک کہ سب لوگوں کو مسجد سے نکال دیا۔ اور حضرت عثمانؓ پر اتنی بوچھاڑ ہوئی کہ آپ منبر سے گر پڑے اور بیہوش ہو گئے۔ اور لوگ ہاتھوں پر اٹھا کے آپ کو گھر لے گئے۔

جب یہاں تک نوبت پہونچی تو چند اہل مدینہ جن میں حضرت حسنؓ بن علیؓ زید بن ثابت اور ابوہریرہ تھے آمادہ ہوئے کہ بلوائیوں سے لڑیں اور حضرت عثمانؓ کو ان کے شر سے بچائیں۔ حضرت عثمانؓ نے سنا تو ان کو قسم دلا بھیجی کہ اس ارادے سے باز آئیں۔ مجبوراً وہ سب حضرات اپنے گھروں کو واپس گئے۔ چونکہ حضرت عثمانؓ کو سنگریزوں کی اذیت سے غش آ گیا تھا۔ حضرت علیؓ اور طلحہ اور زبیر عیادت کو آئے۔ اور جو کچھ حالت دیکھ رہے تھے اس کی شکایت کی۔ اس وقت یہاں بنی امیہ میں سے بھی چند لوگ موجود تھے جن میں زیادہ نمایاں مروان تھا۔ ان لوگوں نے جواب میں حضرت علیؓ سے یہ کہا کہ تمھیں نے ہم کو ہلاک کیا۔ اور یہ سب تمھارا کیا دھرا ہے لیکن اگر تم اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو گئے تو ہم خدا کی قسم تمھاری دنیا تلخ کر دیں گے۔ یہ جواب حضرت علیؓ کو سخت ناگوار گزرا۔ اور آپ اور آپ کے ساتھی سب غصے میں بھرے ہوئے وہاں سے اٹھ آئے۔

ان حضرات کے چلے آنے کے بعد تیس روز تک حضرت عثمانؓ ہی مسجد میں آ کر نماز پڑھاتے رہے۔ اور اب آپ کی مخالفت اس درجے کو پہونچی کہ بدمعاشوں نے آپ کو نماز سے بھی روک دیا۔ اور آپ کی جگہ ان کا سرغنا غافقی نماز پڑھانے لگا۔ ان دنوں مدینہ کی یہ حالت تھی کہ لوگ خوف کے مارے گھر کے باہر قدم نہ نکالتے۔ اور اگر کوئی کسی ضرورت سے باہر نکلتا بھی تو تلوار لیے ہوئے اور اگر کوئی بلوائیوں سے مزاحم ہوتا تو وہ بلا تامل اس کو قتل کر ڈالتے۔

آپ اہل مدینہ کو مدد سے منع کر دیتے ہیں۔

حضرت علیؓ کو بنی امیہ کی دھمکی۔

حضرت عثمانؓ نماز پڑھانے سے بھی روکے گئے۔

Marfat.com

آٹھویں فصل

حضرت عثمانؓ کی شہادت

مروان کا غلط مشورہ۔ حضرت علیؓ سے استعانت۔ وقتی صلح اور امن۔ پھر بلوائیوں کا نرغہ۔ حضرت عثمانؓ کا جواب۔ کوٹھے پر سے آپ کی تقریر۔ مخالفوں کا جواب۔ آپ کے حامی و معاون۔ آپ کے پاس آنے جانے اور دانے پانی کی روک۔ پانی پہنچانے میں حضرت علیؓ کی ناکامی۔ ام المومنین ام حبیبہ کی ناکامی۔ کوٹھے پر سے آپ کی آخری تقریر۔ محمد بن ابی بکر کی کجروی۔ قافلۂ حج کے ساتھ ابن عباس۔ حضرت طلحہ پر تہمت۔ مددگاران خلافت کی آمد۔ قتل عثمانؓ پر باغیوں کی آمادگی۔ آپ کے دروازے کا معرکہ۔ آپ کا اپنے طرفداروں کو روکنا اور باہر نکل آنا۔ ابن سلام کی نصیحت باغیوں کو اور پھر ان کی خوشخبری آپ کو۔ نیار بن عیاض کا مارا جانا۔ ان کے قاتل کے دینے سے حضرت عثمانؓ کا انکار۔ آپ کے دروازے میں آگ لگا دی گئی۔ آپ کی اہل البیت۔ پھر آپ اپنے طرفداروں کو روکتے ہیں۔ مغیرہ بن شعبہ کا مشورہ۔ حضرت عثمانؓ کا جواب۔ بلوائیوں پر حملہ۔ مروان کا اتفاق سے بچ جانا۔ محمد بن ابی بکر کی آخری تدبیر۔ دوسرے مکان سے ہو کر جا پہنچنا جن لوگوں کو قتل کی جرأت نہ ہوئی۔ محمد بن ابی بکر کی گستاخی۔ حضرت عثمانؓ کا مرنے کیلئے تیار ہونا۔ بدمعاشوں کا نرغہ۔ آپ کی انگلیاں کٹ گئیں۔ کاری ضرب اور شہادت۔ حضرت نائلہ کی انگلیاں کٹنا۔ ایک بدمعاش کا مارا جانا۔ آپ کی شہادت کی شہرت۔ حضرت علیؓ کو بیحد صدمہ۔ زمانۂ شہادت اور عمر وغیرہ۔ آپ کے خون آلود کرتے کا معاویہ کے پاس جانا۔ شام کی کمک کا راستے سے واپس جانا۔ بدمعاشوں کا نادم ہونا۔ تین دن کے بعد دفن ہونا۔ دفن میں مزاحمتیں اور جھگڑے۔ آپ کی شہادت پر مرثیے۔ اصل حقیقت حضرت عثمانؓ کی برأت۔ بدمعاش مدینے سے کیوں نہ نکالے جا سکے۔ ان کی شورش۔ اور آپ کو شہید کرنا۔ آپ کی شان شہادت۔ تمام کبار صحابہ کی برأت۔

مروان کا غلط مشورہ — محاصرے میں جب زیادہ سختی ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے اپنی خانگی مشیروں سے مشورہ کیا اور سب کی یہ رائے قرار پائی کہ حضرت علیؓ کے پاس آدمی بھیج کر خواہش کی جائے کہ ان لوگوں کو

Marfat.com

سمجھا کر واپس کریں۔ ساتھ ہی مروان نے کہا "یہ لوگ جو کچھ چاہتے ہیں اس کا وعدہ کر لیا جائے اتنی مہلت مل جائے کہ باہر سے مدد آسکے" حضرت عثمانؓ نے فرمایا "لیکن اب یہ لوگ کو نہ منظور کریں گے" مروان بولا "اسی لیے تو میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ جو کچھ چاہیں اس کو منظور کیجیے اور جہاں تک ٹالا جائے ٹالیے۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ لوگ باغی ہیں اور باغیوں سے جو عہد کیا جائے کچھ ضرور نہیں کہ وہ واجب العمل بھی ہو" آخر حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو بلوایا اور "آپ ان لوگوں کی حالت دیکھ رہے ہیں؟ ان کی شورش سے مجھے اپنی جان خطرے میں نظر آتی ہے۔ لہذا جس طرح بنے ان لوگوں کو واپس کیجیے۔ اور جو حقوق مانگتے ہیں ان کے دینے کو تیار ہوں۔ چاہے وہ حقوق میری ذات سے متعلق ہوں یا کسی اور کی ذات سے" حضرت علیؓ نے "لوگوں کو آپ کے قتل کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی ضرورت آپ کے انصاف کی ہے۔ اور جب تک ان لوگوں کی خواہشیں نہ پوری ہوں گی کچھ نہ مانیں گے۔ میں نے پہلے بھی ان لوگوں سے اقرار کیا تھا کہ ان کی خواہشیں پوری کی جائیں گی۔ مگر آپ نے میرے اس اقرار کو پورا نہ کیا۔ اب پھر مجھے آفت میں نہ پھنسائیے۔ اس لیے کہ میں گیا تو آپ کی طرف سے ہر بات کا اقرار کروں گا" حضرت عثمانؓ نے کہا "کیجیے اور میں خدا کی قسم آپ کے اس اقرار کو پورا کروں گا"

اس کے بعد حضرت علیؓ نے باہر برآمد ہو کے لوگوں سے کہا "تم لوگوں نے جو کچھ حقوق مانگے دیئے جاتے ہیں۔ اور حضرت عثمانؓ وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے ساتھ بذات خود انصاف کریں گے" لوگوں نے کہا "ہم نے قبول کیا مگر اس کی مضبوطی کر لیجیے۔ اس لیے کہ اب ہم خالی قول وعدے پر نہ راضی ہوں گے" یہ سن کر حضرت علیؓ پھر حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور ان لوگوں نے جو کچھ کہا تھا بیان کیا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "تو آپ میرے اور ان لوگوں کے درمیان مدت مقرر کرا دیجیے۔ اس لیے کہ ایک ہی دن میں ان کی شکایتوں کا رفع کرنا امکان سے باہر ہے" حضرت علیؓ نے کہا "جو امور خاص مدینے سے متعلق ہیں ان کے لیے کسی مدت کی ضرورت نہیں رہی وہ امور جو باہر سے تعلق رکھتے ہیں ان کے لیے اتنی مدت رہنی چاہیے جتنے زمانے میں آپ کے احکام وہاں تک پہونچ جائیں" حضرت عثمانؓ نے کہا "تو اچھا معاملات مدینے کے متعلق مجھے تین دن کی مہلت دیجیے" اس کو حضرت علیؓ نے منظور کیا۔ اور باہم ایک تحریر ہو کے کل مظالم دور کر دیے جائیں گے۔ اور تمام عامل جن کو یہ لوگ ناپسند کرتے ہیں معزول ہوں گے۔ اس قرارداد کے مطابق محاصرہ کرنے والے رک گئے۔

حضرت علیؓ سے استعانت۔

ذمی تین دن مہلت

Marfat.com

مگر جب تین دن گزر گئے اور کوئی رد و بدل نہ ہوا تو لوگوں نے پھر زغہ کیا جس کا باعث یہ ہوا کہ عمرو بن حزم انصاری اہل مصر کے اُن باقی ماندہ لوگوں کے پاس گئے جو ذی خشب میں خیمہ زن تھے۔ اور ان کو اطلاع دی کہ مدت مقررہ گزر گئی اور حضرت عثمانؓ نے کچھ نہیں کیا۔ وہ لوگ فوراً مدینہ چڑھ آئے۔ اور سختی سے تقاضا کیا کہ اپنے عاملوں کو موقوف اور مظالم کو دور کیجیے۔ اس کے جواب میں حضرت عثمانؓ نے کہا "اگر یہی ہوا کہ جسے تم چاہو میں مقرر کروں اور جسے ناپسند کرو معزول کر دوں تو پھر میری کیا حیثیت رہ جائے گی؟ یہ تو تمھاری حکومت ہوئی" یہ الفاظ سنتے ہی سب لوگ بگڑ کھڑے ہوئے اور کہا "اب تو بخدا یہ ہوگا کہ یا ان باتوں کو چھوڑیے یا خلافت سے دست بردار ہو جیے یا مقابلہ کیجیے"۔ پہلی بات کے قبول کرنے سے حضرت عثمانؓ نے قطعاً اختلاف کیا۔ اور خلافت سے دست بردار ہونے کے بارے میں کہا "جو لباس خدا نے مجھے پہنا دیا ہے اس کو نہ اُتاروں گا"۔

پھر بلوائیوں کا زغہ۔

حضرت عثمانؓ کا جواب۔

کوٹھے پر سے آپکی تقریر۔

اس گھڑی سے محاصرے میں زیادہ سختی شروع ہو گئی۔ حضرت عثمانؓ نے حضرات علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو بھی بلوایا۔ اور جب وہ آ گئے تو ان کے سامنے اپنے کوٹھے پر برآمد ہوئے۔ اور سب کو خطاب کر کے کہا "لوگو بیٹھ جاؤ" اور جب سب مکانوں کی محرابوں اور زینوں پر بیٹھ گئے تو فرمایا "اے اہل مدینہ۔ میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ میرے بعد خلافت تمھارے حق میں اچھی رہے"۔ اس کے بعد کہا "میں تمھیں قسم دلا کے پوچھتا ہوں کہ تم کو یاد ہے عمر فاروقؓ کے شہید ہونے کے وقت تم نے دعا مانگی تھی کہ خدا تم میں سے بہترین شخص کو تمھارے لیے منتخب کرے۔ اور تم سب کو اس پر متفق کر دے؟ کیا تم کہتے ہو کہ خدا نے تمھاری وہ دعا نہیں قبول کی؟ یا تم یہ سمجھتے ہو کہ خدا نے اپنے دین کو ذلیل سمجھا؟ چاہے کوئی خلیفہ منتخب ہو جائے اس کی پروا نہ کی؟ اور دیندار لوگ مختلف الرائے نہیں ہوئے؟ کیا تم کہتے ہو کہ صحیح شدہ نہیں ہوا اور جو کچھ ہوا محض مکابرہ تھا؟ جس کے یہ معنے ہوئے کہ خدا نے امت محمدی کو چھوڑ دیا؟ یا تم یہ کہتے ہو کہ خدا کو میرے انجام کار کا علم نہ تھا؟ اب اس کے بعد میں پھر تمھیں قسم دلا کے پوچھتا ہوں کہ کیا تم میرے گذشتہ کارناموں اور میری ان فضیلتوں سے واقف نہیں ہو جن کی بنا پر مجھے انتخاب کر کے اوروں پر فضیلت دی گئی؟ خبردار مجھے قتل نہ کرو۔ اس لیے کہ بجز زنائے محصنہ کرنے والے اور مرتد کے۔ اور اس شخص کے جو کسی مسلمان کو بیگناہ مار ڈالے کسی کا قتل کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اگر تم نے مجھے قتل کر ڈالا تو تلوار کو خود اپنی گردنوں پر رکھ لو گے۔ اور باہمی جھگڑوں کو خدا کبھی

کرے گا"۔

مخالفوں کا جواب۔

مخالفوں اور باغیوں نے اس تقریر کی تردید میں کہا "آپ کے خلیفہ منتخب ہوجانے کا باعث
یہ ہے کہ خدا نے آپ کو ایک آزمائش قرار دیا! اور اپنے بندوں کو اس میں مبتلا کیا۔ رہے
رسول خدا صلعم سے آپ کے تعلقات اور آپ کے نیک کام تو بے شک پہلے آپ ایسے ہی
کام کرتے تھے اور خلیفہ منتخب ہونے کے اہل تھے لیکن بعد ازاں آپ نے ایسے کام کیے جن سے
آپ خود واقف ہیں۔ لہذا ضرور ہے کہ ہم آپ پر حق کو جاری کریں تاکہ یہ فتنہ سال آئندہ پر نہ اٹھ رہے
جو آپ نے کہا کہ تین شخصوں کے سوا اور کسی کا خون حلال نہیں ہے۔ تو سنیے۔ قرآن مجید سے
ان کے سوا اور لوگوں کا قتل کرنا بھی مباح ثابت ہوتا ہے! اس شخص کا قتل کرنا جو دنیا میں فساد پیدا کرے
اس کا قتل کرنا جو بغاوت کرے اور بغاوت میں لڑے۔ اس شخص کا قتل کرنا جو اجرائے حق میں
مانع و مزاحم ہو۔ اس پر اصرار کرے! اور اس کی جنبہ داری میں ہتھیار اٹھائے۔ آپ وہ شخص ہیں جس نے
سرکشی کی۔ حق کے راستے میں مانع و مزاحم ہوا! اور اس پر اصرار کیا! اور جس کسی پر ظلم کیا
اس کا معاوضہ اپنی ذات سے نہیں کیا! اور یہ دلیل اختیار کی کہ ہم تم پر حاکم ہیں۔ بہرحال اگر آپ خلافت
سے دست بردار ہو جائیں تو ہم سب لڑائی چھوڑ کر چلے جائیں گے"۔ حضرت عثمانؓ نے اس کا کچھ جواب
نہ دیا اور اندر جا کے بیٹھ رہے۔ مگر جاتے وقت اہل مدینہ کو قسم دلائی کہ آپ سب صاحب اپنے
گھروں کو واپس چلے جائیں۔ میری حمایت میں لڑنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ آپ کی تاکید سے سب لوگ تو
واپس چلے گئے مگر حضرات حسنؑ بن علیؑ، عبداللہ بن عباسؓ، محمد بن طلحہؓ، اور عبداللہ بن زبیرؓ اور ان کے
علاوہ اور بزرگ اپنی جگہ سے نہ ہٹے اور اُن کی رفاقت میں اور بہت سے لوگ بھی موجود تھے۔

آپ کے حامی و مددگار۔

محاصرہ کُل چالیس روز تک رہا۔ اور جب اٹھارہ دن گزر گئے تو مختلف شہروں سے سواروں نے
باغیوں کو خبر کی کہ بہت سے لشکر تمھارے مقابلے پر آنے کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔ یہ سن کر محاصرہ
کرنے والوں نے آپ کے پاس لوگوں کے آنے جانے کی بھی روک ٹوک شروع کر دی اور ضروری
چیزوں کو بھی اندر جانے سے روک دیا حتیٰ کہ دانہ پانی بھی آپ پر بند کر دیا گیا۔

آپ کے پاس آنے جانے اور روزمرہ پانی کی روک۔

پانی کی سخت تکلیف ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے مخفی طور پر حضرات علیؑ، طلحہؓ، و زبیرؓ اور ازواج مطہرات
کو اپنی حالت سے مطلع کیا اور خواہش کی کہ مجھے پانی پہونچائیے۔ سب حضرات اعانت پر آمادہ
ہوئے اور سب سے پہلے حضرت علیؑ اور ام المومنین ام حبیبہؓ نے پانی پہونچانے کی کوشش کی۔ حضرت
علیؑ صبح کے اندھیرے میں بلوائیوں سے جا کر ملے اور فرمایا "یہ جو تم کر رہے ہو نہ مسلمانوں کا طریقہ ہے

پانی پہونچانے میں حضرت علی کی ناکامی۔

Marfat.com

اور نہ کافروں کا شیوہ۔ پانی اور حوائج ضروریہ کو نہ بند کرو۔ رومی اور عجمی بھی کسی کو قید کرتے ہیں تو کھلانے پلانے میں کمی نہیں کرتے" مگر اشرار نے آپ کا حکم ماننے سے قطعی انکار کیا اور حضرت علیؓ نے عمامہ اتار کے حضرت عثمانؓ کے گھر میں پھینک دیا جس میں اشارہ تھا کہ میں آپ کی مدد کے لیے گیا ناکام واپس جاتا ہوں۔

ام المومنین ام حبیبہ کی ناکامی

حضرت ام حبیبہ اپنے ایک خچر پر سوار ہو کے گھر سے نکلیں اور پانی کا ایک گھڑا آگے رکھ لیا باغیوں نے اُن معصومہ پر نرغہ کیا اور خچر کے منھ کو مارنے لگے۔ آپ نے کہا "مجھ سے متعلق بنی امیہ کی چند وصیتیں ہیں۔ چاہتی ہوں کہ اُن کے بارے میں حضرت عثمانؓ سے مشورہ کروں تاکہ یتیموں کا مال ضائع نہ ہو" شریروں نے ایک نہ سُنی۔ تلوار سے خچر کا تنگ کاٹ دیا۔ خچر بھڑکا اور قریب تھا کہ زوجۂ رسول خدا صلعم زمین پر جا پڑیں۔ مگر چند رفقا ساتھ تھے انھوں نے جھپٹ کے خچر سے اتار لیا۔ اور گھر پہونچا آئے۔

کوٹھے پر سے آپ کی آخری تقریر

اب جناب ذی النورینؓ کی مظلومی انتہائی درجہ کو پہونچ گئی تھی۔ آب ودانہ کی تنگی نے بے بس کر دیا تھا۔ آخر گھبرا کے ایک دن پھر کوٹھے پر چڑھے۔ اور سرکش باغیوں کی طرف خطاب کر کے کہا "میں تمھیں قسم دلا کے پوچھتا ہوں کہ یہ سامنے کا بیرِ رومہ جس سے میرے یہاں پانی آتا ہے۔ اُسے میں نے عام مسلمانوں کی سیرابی کے لیے اپنے روپیہ سے خریدا تھا یا نہیں؟ پھر اُس کو مسلمانوں کی نذر کر دیا اور جس طرح سب اُس سے پانی لیتے تھے میں بھی پانی لیتا رہا" سب نے اس کی تصدیق کی! اور آپ نے پوچھا "تو پھر مجھے اس کا پانی لینے سے کیوں روکتے ہو؟" مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ بعدازاں آپ نے فرمایا "اور میں قسم دلا کے پوچھتا ہوں کہ میں نے فلاں فلاں زمین خرید کے مسجد نبویؐ میں بڑھائیں یا نہیں؟" سب نے اقرار کیا! اور آپ نے پوچھا "بھلا تمھارے علم میں مجھ سے پہلے کوئی اور بھی اس مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا گیا تھا؟" پھر اسی سلسلہ میں ارشاد ہوا "قسم کھا کے بتاؤ کہ رسول خدا صلعم نے یہ باتیں میری نسبت فرمائیں یا نہیں؟" اور اپنے فضائل کی مدحتیں گنوانے لگے۔[۵]

غالباً اسی موقع پر حضرت عثمانؓ نے یہ بھی فرمایا "تم لوگ جانتے ہو کہ جن وجوہ سے تم نے ہم کو ملامت کی میں نے اُن سے توبہ کر لی اور خدا سے معافی مانگی۔ تمھارا خیال ہے کہ میں نے طرزِ حکمرانی کو بدلا

---

[۵] ابن اثیر جلد ۳۔ حالات حضرت عثمانؓ۔

Marfat.com

اس دعوے میں سچے ہو تو عادل گواہوں کو لا کے پیش کرو۔ ورنہ میں خدائے وحدہٗ لاشریک
کی قسم کھانے کو موجود ہوں جس خط کو کہتے ہو اس کو نہ میں نے لکھا نہ لکھوایا نہ مجھے اس کی اطلاع ہے
پھر فرمایا سُنو۔ اور اطاعت کرو۔ سرکشی و تفرقہ اندازی سے بچو۔ خدا کی ہدایت کو قبول کرو۔ اور
اس کے عذاب سے ڈرو۔ اگر تم وہی کر گزرے جو چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ پھر کبھی مسلمانوں میں اتحاد نہ ہوگا
اور تمھارا دشمن تم پر مُسلّط ہو جائیگا یہ بھی سن لو کہ ایک گروہ نے دعویٰ کیا کہ مجھے وہ لوگ حق کی طرف
بلاتے ہیں۔ مگر جب حق اُن کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے مُنہ پھیر لیا۔ میری درازی عمر
ان کو گراں گزری۔ اور میرا جلد خاتمہ کرنے کی انھیں فکر ہوئی۔ وہ تم کو پہلے لکھ چکے تھے کہ میں نے
کچھ حقوق دیے اُن پر وہ راضی ہو گئے۔ اور مجھے یاد نہیں آتا کہ جن باتوں کا اقرار میں نے کیا اُن میں سے
ایک بھی پوری نہ کی گئی ہو۔ ان لوگوں کا دعویٰ تھا کہ حدود اللہ کی پابندی اور ترک مظالم کے خواستگار
ہیں۔ میں نے اس پر بھی رضامندی ظاہر کی انھوں نے کہا کہ عمرو بن عاص اور عبداللہ بن قیس کے
جیسے قوی و امین لوگ مقرر کیے جائیں اس کی بھی میں نے تعمیل کر دی۔ مگر اب بھی راضی نہ ہوئے
اور میرا مسجد کا راستہ روک دیا۔ مدینہ سر پر اٹھا لیا میرے سامنے تین شرطیں پیش کرتے ہیں۔ یا تو
یہ کہ ہر شخص جس کے ساتھ جان کر یا بے جانے بدسلوکی ہوئی ہو اس کا انتقام میری ذات سے لیں
یا یہ کہ میں خلافت کو چھوڑ دوں اور وہ کسی اور کو خلیفہ بنائیں یا ایسی فوجوں کو بلوائیں جو اُن کی مطیع ہوں
اور مجھے ان کی قوت سے مغلوب کریں۔ حالانکہ خدا کا یہ حکم ہے کہ میری اطاعت و فرمانبرداری
کی جائے"۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے ان شرطوں کا جواب دیا چنانچہ خلافت سے دست بردار
ہونے کے متعلق کہا "مجھے سولی دیا جانا گوارا ہے اور یہ نہیں گوارا کہ خلافت کو چھوڑ دوں۔ اس لیے کہ
مجھ سے رسول خدا صلعم اپنی زبان مبارک سے فرما چکے ہیں کہ "عثمانؓ میرے بعد خدائے تعالیٰ تم کو
ایک کُرتہ پہنائے گا۔ لوگ اُس کو اتروانا چاہیں تو ہرگز نہ اُتارنا یہاں تک کہ مجھ سے آملو"۔[عہ]

آپ کی اس تقریر کے بعد عام لوگوں میں شہرت ہوئی کہ حضرت عثمانؓ حوائج ضروریہ سے رک
گئے ہیں۔ اور سب نے کہنا شروع کیا کہ امیرالمومنین کو ان باتوں سے نہ روکنا چاہیے"۔ مگر سب کو غافل
کرنے کے لیے اشتر نخعی اٹھ کھڑا ہوا اور بولا "یہ ان کا فریب ہے دھوکے میں نہ آؤ"۔
یہ موسم حج کا زمانہ تھا۔ اور لوگ حج کی غرض سے روانہ ہو رہے تھے۔ محبوبہ رسول اللہ حضرت ام المومنین

عہ الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۲۷۔

محمد بن ابی بکر کی گمراہی۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی مکہ معظمہ کا ارادہ کیا اور اپنے سوتیلے بھائی محمد بن ابی بکر سے جو بلوائیوں کے ساتھ حضرت عثمانؓ پر یورش کر کے آئے تھے فرمایا "میرے ساتھ چل کے مجھے حج کرا" انھوں نے جانے سے انکار کیا۔ اور کہا "مجھ سے تو جہاں تک بنے گا اہل مصر کا ساتھ دوں گا" کاتب نے اُن کا یہ جواب سُنا تو تعجب کیا اور فرمایا "اُم المومنین کے ساتھ تو نہیں جاتے مگر ان موذی بھیڑیوں کا ساتھ دینے کو تیار ہو جدھر جانا جائز نہیں ہے۔ اور اگر تم زبردستی کامیاب بھی ہو گئے یاد رکھو کہ بنی عبد مناف غالب آئیں گے اور تم کو کچھ نہ ملے گا۔" یہ کہتے ہی حنظلہ مدینہ چھوڑ کر کوفہ میں گئے۔ اور اُن کی زبان پر تین شعر تھے جن کا مضمون یہ تھا "لوگ جس چکر میں ہیں اس پر مجھے تعجب آتا ہے خلافت کو مٹانا چاہتے ہیں لیکن اگر وہ مٹ گئی تو سمجھو ان لوگوں سے بھلائی بھی جاتی اس کے جاتے ہی وہ سخت ذلت میں مبتلا ہوں گے۔ یہود و نصاریٰ کی سی حالت ہو جائے گی یکساں طور پر گمراہ ہوں گے۔"

حضرت علیؓ اور ام المومنین ام حبیبہؓ کو جو واقعات پیش آئے تھے اُن کی خبر حضرات طلحہ اور زبیر نے سُنی تو گھروں سے قدم نہ نکالا۔ اور حزام کے خاندان والے جن کا مکان حضرت عثمانؓ کے مکان سے ملا ہوا تھا چپکے سے آپ کو پانی پہونچا دیا کرتے تھے۔

قافلہ حج کے ساتھ ابن عباس۔

اب وقت تھا کہ حاجیوں کا قافلہ مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ کو جائے۔ اور کوئی صاحب امیر مقرر کیے جائیں۔ اس دینی خدمت کے انجام دینے کے لیے حضرت عثمانؓ پھر کوٹھے پر آئے حضرت عبداللہ بن عباس کو سامنے بلوایا۔ اور حکم دیا کہ آپ امیر حج بن کر قافلے کے ساتھ جائیں ابن عباس اُن حضرات میں تھے جو جناب ذی النورین کی حفاظت کے لیے ہر وقت آپ کے دروازے پر موجود رہتے۔ عرض کیا "امیر المومنین۔ مجھے حج میں جانے کے مقابل ان لوگوں کے پر ٹھہرنا اور جہاد کرنا زیادہ اچھا اور ضروری معلوم ہوتا ہے۔" مگر حضرت عثمانؓ نے پھر وہی حکم دیا ان کو قسم دلا کے روانہ کر دیا۔

حضرت طلحہ پر تہمت۔

عبداللہ بن عباس بن ابی ربیعہ کی ایک روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت طلحہ بھی بے بلوائیوں میں شریک تھے اور اُن سے ساز رکھتے تھے۔ مگر یہ قطعاً غلط ہے۔ اس لیے کہ حضرت طلحہ کے فرزند آخر وقت تک حضرت عثمانؓ کے دروازے پر ٹھہر کے انھیں بلوائیوں کی شورش سے بچاتے اور فتنہ انگیزوں کی یورش کو روکتے رہے۔ یہ غیر ممکن ہے کہ اُن کے صاحبزادے یوں سینہ سپر اور والد بزرگوار دشمنوں کا ساتھ دیں۔

Marfat.com

حضرت زبیر کے متعلق اہل روایت میں اختلاف ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے شہید ہونے سے پہلے وہ مدینہ سے چلے گئے تھے اور بعض کا بیان ہے کہ نہیں مدینہ ہی میں مقیم رہے۔

مددگاران خلافت کی آمد

اس اثنا میں بلوائیوں کو خبر ملی کہ جو لوگ حج کو آئے ہوئے ہیں اُن کا ارادہ ہے کہ بعد حج یہاں آکر حضرت عثمانؓ کی مدد کریں۔ اور اس کام کو بھی وہ منجملہ اپنے مناسک حج کے سمجھتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی سُنا گیا کہ تمام شہروں سے لوگ چل چکے ہیں۔ ان خبروں نے بدمعاش بلوائیوں میں زیادہ شورش و سرگرمی پیدا کردی۔ اور سب میں مشورہ کے بعد قرار پایا کہ "جو جھگڑا ہم نے مول لے لیا ہے اس سے تاوقتیکہ خلیفۂ وقت کو قتل نہ کر ڈالیں نجات نہیں مل سکتی جیسے ہی اُن کے مارے جانے کی خبر مشہور ہوگی سب جہاں ہیں وہیں رک جائیں گے۔ اور کوئی ادھر کا قصد نہ کرے گا"

قتل عثمانؓ پر باغیوں کی آمادگی

آپ کے دروازے کا محاصرہ

اس قرارداد کے مطابق سب نے حضرت عثمانؓ کے دروازے پر یورش کی حضرات حسنؓ عبداللہ بن زبیرؓ محمد بن طلحہؓ مروان سعید بن عاص اور دیگر فرزندان صحابہ نے ان کو پوری شجاعت سے روکا اور ہٹا دیا۔ اس معرکہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر ایسا ایک تیر پڑا کہ خون میں نہا گئے۔ محمد طلحہ بھی زخمی ہوئے اور حضرت علیؓ کے غلام قنبر کو بھی چوٹ آئی۔

آپ کا اپنے طرفداروں کو روکنا

حضرت عثمانؓ نے اس موقع پر ان ہی کے الفاظ میں اپنے ان حامیوں سے فرمایا "میں تم سب کو میری حمایت کے فرض سے بری کرتا ہوں۔ اور ہرگز نہیں چاہتا کہ تم میری حمایت میں لڑو" مگر اُن حضرات نے آپ کا یہ حکم نہ مانا۔ کیونکہ امام وقت کی اعانت کو اپنا فرض خیال فرماتے تھے اُن کا اصرار دیکھ کر حضرت عثمانؓ نے اپنا دروازہ کھلوا دیا۔ اور باہر نکل آئے۔ آپ کو گھر کے باہر دیکھتے ہی حامیان خلافت نے بلوائیوں پر اس زور و شور سے حملہ کیا کہ وہ لوگ گھبرا کے بھاگے۔ اور فرزندان صحابہ نے ان کا تعاقب کیا۔

اور باہر نکل آنا

ابن سلام کی نصیحت باغیوں کو

غالباً اسی وقت کا تذکرہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام نے جو مدینے کے اسرائیلی النسل صحابی اور کتب سماوی کے عالم و فاضل تھے بڑھ کے بلوائیوں سے کہا لوگو خدا کی تلوار کو اپنے اوپر برہنہ نہ کرو یہ تلوار نکلی تو پھر کبھی میان میں نہ جائے گی کمبختو آج تمہارا حاکم دُرّہ لے کر اٹھتا ہے مگر کل تلوار

ابن اثیر جلد سوم

الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۳۸

ابن اثیر جلد سوم

Marfat.com

لے کر اُٹھے گا۔ مدینے کو بارہ ہزار فرشتے اپنے جُھرمٹ میں لیے ہوئے ہیں۔ امیرالمومنین شہید
وہ فرشتے چھوڑ کے چلے جائیں گے"۔ بد معاشوں نے چلا کے کہا "او یہودن کے بچّے۔ تجھے ان معا[illegible]
سے کیا تعلق؟" اور اُن بیچارے پر ہر طرف سے سنگریزے اور ڈھیلے پڑنے لگے۔ یہاں تک کہ
زخمی ہو گئے۔ مجبوراً انھوں نے حضرت عثمانؓ کی طرف خطاب کر کے کہا "امیرالمومنین صبر کیجیے۔ خدا کی قسم
آپ کتاب آسمانی میں خلیفہ مظلوم شہید کے لقب سے یاد کیے گئے ہیں"۔

اور پھر انھی خوشخبری آپکو

آخر حضرت عثمانؓ نے اپنے طرفداروں کو قسمیں دلا کر لڑائی سے روکا۔ اور گھر میں واپس تشریف
لے گئے۔ اور اپنے طرفداروں کو مکان کے اندر کر کے دروازہ بند کرا لیا۔

اس موقع پر ایک بہت ہی افسوس ناک واقعہ پیش آگیا۔ نیار بن عیاض نام ایک صاحب
جو صحابہ میں سے تھے حضرت عثمانؓ کو آپ کا نام لے کے پکارا۔ آپ مکان کی چھت پر برآمد ہوئے
نیار انھیں قسم دے کر کہنے لگے کہ آپ ان لوگوں سے علیحدہ ہو جائیں۔ وہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ یکایک
آپ کے طرفداروں میں سے کثیر بن صلت کندی نے نیار کو تیر کا نشانہ بنا دیا۔ بلوائیوں نے تقاضہ
شروع کیا کہ "نیار کے قاتل کو ہمارے سپرد کیجیے تاکہ ہم اُس پر قصاص جاری کریں"۔ حضرت عثمانؓ نے
فرمایا "تم لوگ میرے قتل کے درپے ہو۔ ایسی حالت میں کسی ایسے شخص کو تو میں ہرگز تمھارے حوالے
نہیں کر سکتا جو میری مدد پر تھا"۔ اس پر سب نے برافروختہ ہو کے پھر آپ کے دروازے پر نرغہ کیا۔
اب باہر کوئی روکنے والا نہ تھا۔ مگر دروازہ بند تھا۔ اور جب کسی طرح کسی کے کھولے نہ کھل سکا تو بلوائیوں نے
اس میں اور اس کے آگے جو چھتا تھا اُس میں آگ لگا دی جس کی وجہ سے جو لوگ اندر تھے وہ بھی دروازے
کے پاس سے ہٹ گئے۔

نیار بن عیاض کا مارا جانا

ان کے قاتل کے دینے سے حضرت عثمانؓ کا انکار۔ آپ کے دروازے میں آگ لگانا

حضرت عثمانؓ گھر میں جاتے ہی کوٹھے پر چڑھ گئے۔ نماز کی نیت باندھ لی۔ اور اس میں سورہ طٰہٰ
شروع کر دی۔ باوجودیکہ سخت ہنگامہ مچا ہوا تھا۔ چیخ پکار کی آوازیں بلند تھیں۔ مگر آپ تلاوت میں اس قدر محو
تھے کہ نہ شور و غل سنا نہ گھبرائے۔ اور نہ کسی جگہ تلاوت میں اٹکے۔ نماز سے فارغ ہونے تو قرآن مجید
لے کر بیٹھ گئے اور یہ آیت پڑھنے لگے۔ "الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوهم فزادهم
ایمانا و قالوا حسبنا الله و نعم الوکیل"۔

آپ کا استقلال

دروازے کی آگ بھڑکی تو آپ نے اُن سب حضرات کو جو گھر کے اندر تھے بلایا اور فرمایا "رسول اللہ
نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے جس پر میں صبر کے ساتھ قائم ہوں۔ ان لوگوں نے دروازے میں آگ
اس لیے لگائی ہے کہ اس سے زیادہ سخت کارروائی کا ارادہ رکھتے ہیں"۔ پھر حضرت حسنؓ سے فرمایا

پھر آپ اپنے طرفداروں کو روک دیتے ہیں

Marfat.com

ے والد اس وقت ایک بڑے اہم معاملے میں مبتلا ہیں۔ میں تمہیں قسم دلاتا ہوں کہ انھیں کے واپس جاؤ"۔ مگر حضرت حسنؓ نے آپ کا کہنا نہ مانا۔ منیرہ بن اخنس بن شریق حج کر کے ایک گروہ کے ساتھ بڑی عجلت سے آپہونچے تھے اور اُس وقت حضرت عثمانؓ کے گھر میں موجود اور اس سے پہلے حضرت مغیرہ بن شعبہ نے حضرت عثمانؓ سے عرض کیا تھا "آپ امام زمانہ ہیں۔ آپ پر یہ آفت نازل ہوئی ہے۔ میں اس بلا سے بچنے کی تین صورتیں پیش کرتا ہوں۔ یا نکل کے لڑیے سب پوری اور کافی قوت سے آپ کے ہمراہ ہیں۔ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ آپ حق پر اور یہ لوگ باطل پر ہیں۔ یہ نہیں تو ہم آپ کے مکان میں پشت پر دروازہ توڑے دیتے ہیں اُدھر سے نکل کے مکہ میں بھاگ چلیے۔ جہاں سب لوگ آپ کے موافق ہیں۔ اور یہ بھی نہیں تو شام میں چلے جائیے وہاں سب لوگ آپ کے ہمدرد ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہاں معاویہ موجود ہیں"۔ یہ سن کر حضرت عثمانؓ نے فرمایا "مجھ سے یہ ہوگا کہ نکل کے مقابلہ کروں اور وہ شخص بنوں جس کی وجہ سے امت محمدی میں خونریزی ہو۔ اور یہ جو کہتے ہو کہ مکہ میں جاؤں تو میں نے اپنے کانوں سے رسول خدا صلعم کو یہ کہتے سنا ہے کہ قریش میں سے مکہ پر ایک شخص ظلم کرے گا۔ اور اس پر سارے عالم کا نصف عذاب ہوگا میں وہ شخص نہیں بننا چاہتا۔ باقی رہا یہ کہ شام میں چلا جاؤں تو سن لو کہ اپنے مکان ہجرت اور جوار رسولؐ کو چھوڑ کے میں کہیں نہ جاؤں گا"۔

منیرہ بن شعبہ کا مشورہ۔

حضرت عثمانؓ کا جواب۔

یہ مایوسانہ جواب پانے کے بعد منیرہ بن شعبہ دشمنوں کے مقابلے کے لیے رجز پڑھتے ہوئے نکلے اور ان کے ساتھ ہی حضرات حسنؓ و محمد بن طلحہ۔ و سعید بن عاص بھی رجز خوانی کرتے بڑھے ان کے بعد عبداللہ بن زبیر نکلے جن سے حضرت عثمانؓ کی زندگی کے آخر ترین واقعات مروی ہیں۔ ان بزرگوں کے ساتھ حضرت ابوہریرہ اور اور لوگ بھی تھے۔ اور مروان بھی رجز پڑھتا باہر نکلا۔ مروان کا سامنا میدان میں آتے ہی بنی لیث کے ایک شخص سے ہو گیا جس کا نام بیاع تھا۔ بیاع نے مروان کے شانے پر تلوار کا ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ شانہ کٹ گیا۔ اور اس کی زندگی بھر کا جھولتا رہا۔ بیاع کا وار پڑنے کے بعد عبید بن رفاعہ زرقی نے ارادہ کیا کہ بڑھ کر مروان کا کام تمام کر دے۔ مگر ابراہیم بن عدی کی ماں فاطمہ جنھوں نے مروان کو دودھ پلایا تھا بیچ میں آگئیں اور بولیں کہ مار ڈالنا چاہتے ہو تو اب حملے کی ضرورت نہیں۔ وہ مر چکا۔ لیکن اگر اس کے گوشت کے ٹکڑے کرنا چاہتے ہو تو یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے"۔ عبید یہ سن کر سامنے سے ہٹ گیا۔ اور فاطمہ نے مروان کو اٹھا کے اپنے گھر کے اندر کر لیا۔ اور فرزندان مروان نے فاطمہ کے اس حق کو

لڑائیوں پر حملہ۔

مروان کا اتفاق سے بچ جانا۔

Marfat.com

اپنے عہد خلافت میں ہمیشہ یاد رکھا اور اُس کا بیٹا والی ملک مقرر کیا گیا۔

محمد بن ابی بکر کی خونخواری — جس وقت حضرت حسنؓ رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے ہیں۔ محمد بن ابی بکر نے دو بلوائیوں کو پاس بلا کر کہا بنی ہاشم نے کہیں حسنؓ کے چہرے کو خون آلود دیکھ لیا تو سب چڑھ آئیں گے اور سارا بنا بنایا کام بگڑ جائے گا۔ لہٰذا اب عثمانؓ کو اس طرح قتل کرنا چاہیے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ چنانچہ دوسرے مکان سے ہو کر بلوائی پہنچے — وہ بغیر اس کے کہ اور بلوائیوں کو خبر کریں ایک انصاری بزرگؓ کے مکان میں گھسے جن کا گھر حضرت عثمانؓ کے گھر سے ملا ہوا تھا۔ اس میں سے ہو کر وہ حضرت عثمانؓ کے قریب پہنچ گئے اور جو حضرات دروازے پر دشمنوں کو روک رہے تھے انھیں خبر بھی نہ ہونے پائی۔

جب لوگ آپ کے قتل کی جرأت نہ ہوئی — حضرت عثمانؓ اس وقت جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کوٹھے پر تھے۔ اور بجز اُن کی بیوی حضرت نائلہ کے پاس نہ تھا۔ ان بے رحم بلوائیوں نے جو قریب پہونچ گئے تھے اپنے میں سے ایک کو بھیجا کہ جا کر آپ کو شہید کرے۔ وہ سامنے گیا اور کہا "تم خلافت چھوڑ دو تو ہم بھی تم کو چھوڑ دیں"۔ آپ نے طیش کے ساتھ اپنے بعض مفاخر بیان فرمائے اور کہا "جو کرتا خدا نے پہنا دیا ہے۔ اُس کو تو نہ اتاروں گا جب تک کہ خدا نیکوں کو فضیلت اور بدبختوں کو ذلت نہ دے لے"۔ اس جواب کا اُس شخص پر کچھ رعب پڑا کہ اُلٹے پاؤں واپس آیا۔ اب دوسرا شخص گیا۔ اس کی صورت دیکھ کر حضرت عثمانؓ نے فرمایا "تو میرا قاتل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ رسول خدا صلعم نے تجھے شر سے محفوظ رہنے کی دعا دی تھی"۔ اس کو جرأت نہ ہوئی اور پلٹ آیا۔ اور تیسرا پہونچا جو قریشی نژاد تھا۔ اس کو پہچان کر حضرت عثمانؓ بولے "تجھ کو رسول اللہ صلعم نے مغفرت کی دعا دی ہے وہ خون نہ گرا جس کا گرانا حرام ہے"۔ اور یہ شخص بھی مرعوب ہو کے چلا آیا۔

محمد بن ابی بکر کی گستاخی — اب محمد بن ابی بکر پہونچے۔ حضرت عثمانؓ نے اُن سے کہا، تم پر افسوس ہے، آیا تم اللہ تعالیٰ پر نہ...

۱؎ تاریخ الخلفا

۲؎ ابن اثیر نے عمرو بن حزم کا مکان بتایا ہے۔

۳؎ ابن اثیر جلد ۳۔ حالات حضرت عثمانؓ۔

۴؎ ابن اثیر نے ذکر قتل عثمانؓ کے نیچے لکھا ہے کہ لوگوں نے بہت سے اسباب کو حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ کے قتل کا سبب بتایا ہے جس کا بیان کرنا ہم نے ترک کر دیا اس کے بعد بھی بعض ایسے واقعات بیان کئے ہیں جو ایک دوسرے کے خلاف ہیں اور اس وجہ سے ان کے غلط ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ مولوی عبدالحلیم صاحب نے خود اُن کو ترک کر دیا لیکن واقعات کے پڑھنے سے محمد بن ابی بکر کے اس قدر مخالفت اور جوش کی وجہ نہیں معلوم ہوتی اس لیے (بقیہ صفحہ...)

لکھا گیا ہے۔ علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ابن عساکر سے یہ روایت کی ہے کہ زہری نے سعید بن المسیب سے
کہا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو کن وجوہ سے قتل کیا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اُن کی امداد نہیں کی۔ ابن المسیب نے جواب دیا کہ حضرت عثمانؓ مظلوم قتل کئے گئے۔ جنھوں نے اُن کو قتل کیا وہ ظالم تھے
جن لوگوں نے اُن کی مدد نہ کی وہ معذور تھے۔ حضرت عثمانؓ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو صحابہ کی ایک جماعت نے اُن کی
خلافت ناپسند کی اس لیے کہ وہ اپنی قوم بنی اُمیہ کو دوست رکھتے تھے۔ بارہ سال انھوں نے خلافت کی بنی اُمیہ کے اکثر
لوگوں کو جن کو شرف صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل نہیں تھا بڑے بڑے صوبوں پر حاکم بنا کر بھیجدیتے تھے
حاکموں کے جو حالات لوگ مدینہ میں آکر بیان کرتے تھے ان کو سن کر صحابہ رسول اللہ رنجیدہ ہوتے تھے اور اُن کے
معزول کرنے کی صلاح دیتے تھے لیکن حضرت عثمانؓ اُن کو معزول نہیں فرماتے تھے جب آپ نے عبداللہ بن ابی سرح کو
حکومت دی اور کئی سال تک وہ وہاں حکومت کرتے رہے تو لوگ ان کی شکایت لے کر پہنچے۔ اس سے پہلے
حضرت عثمانؓ کی طرف سے عبداللہ بن مسعود۔ ابوذرؓ۔ عمار بن یاسر کی نسبت (جو مہاجرین سابقین سے تھے) حکام کی مخالفت
ناراضگی کا اظہار کیا گیا تھا اور اس وجہ سے قبائل بنو ہذیل۔ بنو زہرہ۔ بنو غفار۔ بنو مخزوم اور ان کے حلیفوں کے قلوب میں
کدورت پیدا ہو گئی تھی۔ جب حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن ابی سرح کو کسی کے متعلق تہدیدی حکم بھیجا تو اُس نے
اُس کو قتل کر دیا۔ اس پر مصر کے سات سو آدمی اُن کی شکایت لے کر مدینہ پہنچے۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ۔ حضرت ام المومنین عائشہؓ حضرت علیؓ
حضرت عثمانؓ کو کہا کہ مناسب یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح کو آپ معزول کر دیں۔ اور دادخواہوں کا انصاف کریں۔
اُن کی استدعا پر آپ نے محمد بن ابی بکر کو مصر کا حاکم مقرر کر دیا۔ ان کے ساتھ مہاجرین و انصار کی ایک جماعت بھی
روانہ ہوئی۔ جب یہ لوگ تین روز کا سفر کر چکے تو ایک سیاہ غلام اونٹ پر سوار ملا جو اونٹ کو بے اختیار دوڑائے چلا
جاتا ہے جب اس سے حال پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت عثمانؓ کا غلام ہے اس کے سامان کی تفتیش کی گئی تو ایک خط
حضرت عثمانؓ کی طرف سے عبداللہ بن ابی سرح کے نام لکھا گیا تھا مضمون یہ تھا کہ جب محمد اور فلاں فلاں
تمھارے پاس آئیں تو کسی حیلہ سے ان کو قتل کر دو۔ جو خط وہ لے آئیں گے اس کی تعمیل مت کرو اور تم میرے دوسرے
حکم تک اپنی خدمت پر قائم رہو۔ جو لوگ تمھاری فریاد لے کر میرے پاس آتے ہیں اُن کو میرے دوسرے حکم تک قید میں
رکھو۔ اس خط کو لے کر محمد بن ابی بکر اور اُن کے ہمراہی مدینہ میں لوٹ آئے۔ حضرات طلحہ۔ زبیر۔ علیؓ۔ سعد اور دیگر صحابہ کو
وہ خط دکھایا جس کے دیکھنے سے تمام اہل مدینہ حضرت عثمانؓ سے کبیدہ ہو گئے۔ تمام صحابہ غمزدہ ہو کر اپنے گھروں میں
بیٹھ رہے اور لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اور محمد بن ابی بکر نے بنی تیم وغیرہ کو ابھارا۔ یہ حالت
دیکھ کر حضرت علیؓ نے طلحہ۔ زبیر۔ سعد۔ عمار اور دیگر صحابہ کو جو سب اہل بدر سے تھے بلوا بھیجا۔ اور سب کو لیکر حضرت عثمانؓ
کے پاس گئے۔ خط غلام اور اونٹ کو دکھلایا حضرت عثمانؓ نے فرمایا غلام اور اونٹ بیشک میرے ہی ہیں لیکن آپ نے

قسم کھا کر فرمایا کہ اس خط کا مجھے علم نہیں۔ میں نے نہ اس کو لکھوایا ہے نہ بھجوایا ہے۔ لوگوں نے خط کو دیکھ کر پہچانا کہ یہ مروان کا لکھا ہوا ہے۔ اور کہا کہ مروان ہمارے تفویض کر دیا جائے تاکہ ہم اس خط کے متعلق تحقیقات کریں۔ حضرت عثمانؓ نے اس کے دینے سے انکار فرمایا کیونکہ ان کو خوف تھا کہ تحقیق واقعہ سے قبل ہی بلوائی مروان کو کہیں قتل نہ کر دیں۔ اس پر تسامح چلے گئے اور اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ رہے۔ اس کے بعد محمد بن ابی بکر کے متعلق جو واقعات سعید بن المسیب نے بیان کئے ہیں وہی ہیں جو متن کتاب میں مندرج ہیں۔ (ناظر زہبی)

اظہار کرتے ہو اور آیا میں نے تمہارے ساتھ کوئی برائی کی تھی سوائے اس کے کہ اللہ کا حق تم سے لیا تھا۔ محمد بن ابی بکر نے آپ کی داڑھی پکڑ لی اور کہا اے نعثل خدا تجھے رسوا کرے۔ حضرت عثمانؓ بولے کہ میں نعثل نہیں ہوں بلکہ میں عثمانؓ امیر المومنین ہوں۔" حضرت عثمانؓ کے مخالف آپ کو "نعثل" کہہ کر خطاب کرتے تھے۔ محمد بن ابی بکر کہنے لگے کہ تمہارے حمایتی معاویہ اور فلاں فلاں لوگ اس وقت کہاں ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا! اے میرے بھتیجے تمہارے باپ اگر ہوتے تو کبھی میری اس داڑھی کو یوں نہ پکڑتے۔ محمد بن ابی بکر کہنے لگے کہ اگر میرے والد زندہ ہوتے تو آپ کے اس طرز عمل کو دیکھتے تو وہ کبھی اسے گوارا نہیں کرتے اور جو میں اب آپ کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں وہ داڑھی پکڑنے سے بھی زیادہ سخت فعل ہے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اس کے جواب میں میں صرف خدا سے امداد طلب کرتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں۔ محمد بن ابی بکر آپ کو چھوڑ کر باہر چلے گئے۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے وضو کیا اور قرآن کو پھر آغوش میں لیکر بیٹھ گئے اور بہت سے بدمعاش اس مقام تک پہنچ گئے تھے۔ چنانچہ ایک کوفہ کا بدمعاش ایک چھوٹا تیر لیے ہوئے پہنچا جس سے آپ کے شانے کو گلے کے پاس زخمی کیا۔ اور آپ کو خون میں نہلا دیا۔ خون کی دھار قرآن مجید پر پڑی۔ اتنے میں ایک اور شخص آیا اور آپ کو ایک ٹھوکر رسید کی تیسرے شخص نے آکے تلوار کا ہولا مارا جس سے آپ کو غش آگیا۔ یہ حالت دیکھ کر بی بی نائلہ نے اور بیویوں نے جو غل سن کر آ پہونچی تھیں آپ کے منہ پر پانی چھڑکا۔ اور فریاد کرنے لگیں۔ پانی چھڑکنے سے آپ کو ہوش آگیا۔ اس درمیان میں ایک مصری بدمعاش نے آپ کی ریش مبارک پر ایک ہاتھ مارا جتنے بال مٹھی میں آئے نوچ لیے۔ اور تلوار بلند کر کے بولا "ہٹو" اور وار کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے اس کی تلوار اپنے ہاتھ پر لی جس سے دست مبارک کٹ گیا۔ اور آپ نے فرمایا خدا کی قسم یہ وہ ہاتھ ہے جس نے قرآن لکھا۔ اتنے میں ایک گربہ چشم پست قد چیچک رو شخص ایک فولادی گرز

حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیسے لیے تیار ہو گئے بدمعاشوں کا نرغہ۔

آپ کی انگلیاں کٹ گئیں۔

ہاتھ میں لیے ہوئے آیا اور سوال کیا کہ "او ڈھیل تو کس مذہب پر ہے؟" آپ نے فرمایا "میں ڈھیل نہیں بلکہ عثمانؓ بن عفان ہوں۔ ابراہیم علیہ السّلام کے دین حنیفی پر ہوں۔ اور مشرکین میں سے نہیں ہوں" اس نے کمال درید ہ دہنی سے کہا "تو جھوٹا ہے" اور آپ کی بائیں کنپٹی پر گرز مارا۔ سر سے خون جوش کے نکلنے لگا۔ اور آپ منہ کے بل گر گئے۔ یہ حالت زار دیکھ کر حضرت نائلہ کمال بیقراری سے بیچ میں آ گئیں۔ اور بنت شیبہ نے بھی اپنے آپ کو حضرت عثمانؓ کے اوپر ڈال دیا۔ اتنے میں ایک مصری شخص شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے آیا اور بولا "میں خدا کی قسم اس کی ناک کاٹ لوں گا" اس کو حضرت نائلہ نے روکا۔ اور اس کوشش میں آپ کی چادر کھل گئی۔ اور مصری ظالم نے جو دیکھا کہ بیچ میں بیبی تو ان کے کان کے گوشوارے اور شانے کے درمیان میں تلوار ڈالی کہ آپ کی ناک پر حربہ کرے مگر جناب نائلہ نے تلوار اپنے ہاتھ سے پکڑ لی اور آپ کی انگلیاں کٹ گئیں۔ جس پر طیش میں آ کر آپ نے اپنے شوہر کے غلام حبشی رباح کو پکارا اور فرمایا "میری مدد کو آ" رباح تلوار لے کے جھپٹا اور ایک ہی وار میں اس مصری شخص کو ڈھیر کر دیا۔

کاری ضرب اور شہادت۔

جناب نائلہ کی انگلیاں کٹنا

ایک بدمعاش کا مارا جانا۔

اب ایک اور بدمعاش تلوار لیے ہوئے آیا اور سب سے کہا "ہٹو" پھر تلوار کی نوک حضرت عثمانؓ کے پیٹ پر رکھ کے گڑو دی۔ حضرت نائلہ نے اس کی بھی تلوار پکڑ لی جس سے آپ کی انگلیاں جو ہی کٹ چکی تھیں جدا ہو کے گر گئیں۔ اور تلوار حضرت عثمانؓ کے پیٹ میں پیوست ہو گئی۔ یہ دیکھ کر بیبیں چلا چلا کے آہ و بکا اور فریاد و زاری کرنے لگیں۔ اور بدمعاش جو اندر گھسے ہوئے تھے اپنا کام پورا کر کے بھاگے۔ تب حضرت نائلہ نے بیرونی دیوار کے پاس آ کر غل مچایا کہ "امیر المومنین مارڈالے گئے" یہ آواز نہ تھی بجلی تھی جس نے باہر والے جاں نثاروں کو بدحواس کر دیا جو دروازہ روکے سینہ سپر بنے کھڑے تھے۔ حضرات حسنینؓ اور ان کے رفقا فوراً اوپر چڑھ آئے۔ حضرت عثمانؓ کو مقتول دیکھا۔ دیر تک اوپر جھک کے روتے رہے۔ اب یہ خبر ہر طرف مشہور ہو گئی۔ لوگ دوڑ دوڑ کے آنے لگے۔ اور دم بھر میں سارے مدینہ میں غل مچا ہوا تھا۔ حضرات علیؓ، طلحہؓ۔ زبیرؓ اور سعدؓ اور اکثر اکابر مدینہ حزین و پریشان دوڑے آئے۔ آپ کی لاش دیکھ کر زار و قطار روئے۔ اور حضرت علیؓ کو تو دفور غم سے غش آ گیا۔ جب افاقہ ہوا تو دونوں صاحب زادوں سے فرمایا "تم دروازے پر کھڑے رہے اور امیر المومنین شہید ہو گئے؟" یہ کہہ کر دونوں فرزندوں کو مارا۔ محمدؓ بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو بھی برا بھلا کہا۔ غرض یہ حالت تھی کہ آپ کے ہوش و حواس بجا نہ تھے۔ اور سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اب کیا ہو گا۔ اس پر طلحہ نے تعجب کے لہجے میں کہا "اے ابوالحسنؓ یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ اپنے دونوں فرزندوں کو

آپ کی شہادت کی شہرت۔

حضرت علیؓ کو رنج و صدمہ

Marfat.com

آپ نے کیوں مارا؟" فرمایا "طلحہ۔ امیر المومنین بغیر کسی وجہ شرعی اور حجت و برہان کے مار ڈالے گئے۔
اس کے بعد حضرت علیؓ اپنے گھر میں گئے اور دروازہ بند کرکے بیٹھ رہے۔

زمانۂ شہادت اور عمر شریف

یہ جمعہ کا مبارک دن تھا۔ ماہ مبارک ذی الحجہ کی ۱۸ تاریخ تھی۔ اور ۳۵ھ تھا۔ آپ کو منبر رسالتؐ پر قدم رکھے آٹھ یا بارہ دن کم بارہ برس ہوئے تھے۔ اور عمر شریف بیاسی برس سے تجاوز کر چلی تھی۔

اہلیہ کے خون آلود کرتے کا معاویہ کے پاس جانا۔

اب حضرت نائلہ نے سب سے پہلی کارروائی یہ کی کہ جناب معاویہ کے نام ایک خط لکھا جس میں کل واقعات، لوگوں کا مکان میں گھس آنا، حضرت عثمانؓ کا قرآن لے کر بیٹھ جانا، محمد بن ابی بکر نے جو کچھ کیا تھا اور نیز اپنے تمام حالات لکھے۔ اور نعمان بن بشیر انصاری کو بلا کے ان کے ہاتھ روانہ کر دیا۔ اس خط کے ساتھ انھوں نے حضرت عثمانؓ کا خون آلود کرتہ بھی بھیج دیا اور ان کی داڑھی کے بال بھی جو محمد بن ابی بکر نے نوچ کے ڈال دیے تھے اس کرتے کی گھنڈی میں باندھ دیے حضرت نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں بھی غالباً انھیں چیزوں کے ساتھ گئیں۔ نعمان تھوڑے ہی دور گئے ہوں گے کہ یزید بن اسید ملے جن کو معاویہ نے چار ہزار فوج کے ساتھ حضرت عثمانؓ کی مدد کو بھیجا تھا۔ انھیں نعمان سے حضرت عثمانؓ کے اس انجام کی خبر ملی تو انھیں کے ساتھ شام کی طرف پلٹ گئے۔

شامی کمک کا راستے سے واپس جانا۔

بدمعاشوں کا نادم ہونا۔

ان واقعات کے بعد مصر کے بدمعاش پھر حضرت عثمانؓ کے گھر میں آئے اور آپ کی لاش کو دیکھا تو متاثر اور اپنے فعل پر نادم ہوئے۔ مگر ان لوگوں نے جو گھر میں موجود تھے ان کو باہر کر دیا۔ دروازے کے پاس پھر لڑائی ہوئی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ مروان اسی موقع پر زخمی ہو کے گر گیا تھا۔

تین دن کے بعد دفن ہونا۔

کہتے ہیں کہ شہادت کے بعد تین دن تک آپ کی لاش گھر کے اندر پڑی رہی۔ بلوائیوں کے ہنگامے اور شورش کی وجہ سے کسی کو دفن کرنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ حکیم بن حزام قریشی اور جبیر بن مطعم سے نہ رہا گیا حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دفن کی اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت دی۔ چنانچہ مغرب و عشا کے درمیان حضرات زبیر، حسن بن علیؓ، ابوجہم بن حذیفہ اور خلیفۂ مظلوم کے اعزا مروان وغیرہ جنازہ لے کے چلے۔ دیگر راویوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ، طلحہؓ، زید بن ثابتؓ اور کعب بن مالکؓ بھی جنازے کے ہمراہ تھے۔ ناگاہ خبر ملی کہ راہ میں لوگ گھات لگائے بیٹھے ہیں کہ جنازہ قریب سے گزرے تو سنگباری کریں۔ حضرت علیؓ نے فوراً

۱؎ الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۴۰ و ۴۱

Marfat.com

دفن میں مخالفت اور جھگڑے۔

آدمی بھیج کر انھیں اس حرکت سے روکا، اور سب صاحب جنازے کو لے کر "حش کوکب" نام ایک احاطہ میں پہونچے جو جنت البقیع سے ملحق تھا مختلف راویوں کے بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو حضرات جنازے کو لے کر گئے وہ آپ کو جنت البقیع میں دفن کرنا چاہتے تھے مگر بعض نوجوانان انصار مزاحم ہوے جو اس کے بھی خلاف تھے کہ آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جائے۔ چنانچہ ابو الجہم بن حذیفہ سے اور ایک شخص سے اس معاملہ میں سخت کلامی ہوگئی۔ انجام یہ ہوا کہ باختلاف روایات حضرت حسنؓ یا حضرت جبیر یا مروان نے نماز پڑھائی اور جنت البقیع کی حد سے باہر حش کوکب میں ایک گڑھا کھود کے دفن کر دیا! ایک زمانے کے بعد جب معاویہ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے بیچ کی دیوار ہٹوا کے احاطہ حش کوکب کو بھی جنت البقیع میں داخل کر دیا اور حکم دیا کہ آپ کے مزار کے گرد اور لوگ دفن کیے جائیں۔

آپ کی شہادت پر مرثیے۔

آپ کی شہادت پر بہت سے مرثیے کہے گئے مگر بہترین مرثیہ کعب بن مالک نے کہا جو بالکل سچا اور نہایت ہی عبرت خیز ہے فرماتے ہیں:۔

فَکَفَّ یَدَیْہِ ثُمَّ اَغْلَقَ بَابَہٗ　　وَاَیْقَنَ اَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِغَافِلِ

اپنے دونوں ہاتھ روک لیے (حضرت عثمانؓ نے) پھر دروازہ بند کر لیا اور یقین کر لیا کہ خدا دیکھ رہا ہے

وَقَالَ لِاَہْلِ الدَّارِ لَا تَقْتُلُوْہُمْ　　عَفَا اللّٰہُ عَنْ کُلِّ امْرِءٍ لَمْ یُقَاتِلِ

اور جو لوگ گھر میں موجود تھے اُن سے کہا ان لوگوں سے نہ لڑو خدا ہر شخص کا قصور معاف کریگا جو نہ لڑے گا

فَکَیْفَ رَاَیْتَ اللّٰہَ صَبَّ عَلَیْہِمُ　　الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَاءَ بَعْدَ التَّوَاصُلِ

پھر کیا دیکھا تو نے کہ اللہ نے اُن میں عداوت و بغض کو ڈال دیا بعد اس کے کہ باہم مل گئے تھے؟

وَکَیْفَ رَاَیْتَ الْخَیْرَ اَدْبَرَ بَعْدَہٗ　　عَنِ النَّاسِ اِدْبَارَ الرِّیَاحِ الْجَوَافِلِ

اور کیا دیکھا تو نے کہ بھلائی ان کے بعد چلی گئی لوگوں میں سے جس طرح کہ تیز ہوا کے جھونکے چلے جاتے ہیں[۱]

اصل حقیقت۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ عبد اللہ بن سبا کی سازش اور اُس کی پھیلائی ہوئی داستانوں نے امیر المومنین عثمانؓ اور آپ کے والیوں کی طرف سے ہر جگہ کے لوگوں کو بدظن کر دیا۔

حضرت عثمانؓ کی برأت۔

حضرت عثمانؓ نے ہر طرح کی تفتیش کی۔ موسم حج میں شکایت کرنے والوں کو شکایت کا موقع دیا۔ پھر والی بھی بدلے۔ قرآن مجید کے حکم اور حضرت رسول خدا صلعم کی اس سنت کی پابندی میں کہ حضرت عباس اور اپنے اعزہ سے زیادہ سلوک ہوتے تھے اپنے جن عزیزوں اور قرابتداروں کو

[۱] تاریخ الخلفا۔ حالات حضرت عثمانؓ

کچھ دیا تھا عوام کی شکایت پر اُن سے واپس بھی لے لیا۔ مگر فتنہ جویوں کو کسی طرح اطمینان نہ وہ بجز اس کے کہ آپ خلافت چھوڑ دیں اور کچھ نہیں چاہتے تھے۔ آخر خود مدینہ کے غلام اور عوام ان کی سازشوں کے شکار ہوئے اور انھوں نے اپنی مدد پر اطراف کے بدویوں اور باہر کے بدمعاشوں بصرے اور کوفے سے بلا لیا۔ یہ لوگ اپنے اپنے مذاق کے مطابق اس بات پر تیار ہو کے آئے مسند خلافت کو حضرت عثمانؓ سے خالی کرا کے صحابہ میں سے کسی ایسے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کر ان کو پسند ہوں۔ خود ان بزرگوں کی یہ حالت تھی کہ اس فتنہ کو حیرت و خوف کی نگاہ سے دیکھتے اور بلوائیوں کو چاہے اُن کے کتنے ہی بڑے طرفدار ہوں اپنے پاس نہ پھٹکنے دیتے تھے اور ان پناہ مانگتے تھے۔

بدمعاش مدینے سے کیوں نہ نکالے جاسکے

یہ بزرگ اور دیگر اکابر صحابہ یقیناً ان لوگوں کو مدینے سے مار کے نکال دیتے۔ مگر خرابی یہ تھی کہ ایک تو خود حضرت عثمانؓ لڑائی کے خلاف تھے۔ اور جو لوگ مدد کو آتے ان کو بار بار روک کے فرماتے تھے اپنے گھر جاؤ۔ دوسری طرف مدینے کے اکثر نوجوان اور شرفائے مہاجرین و انصار کے تمام غلام بلوائیوں کے ساتھ شریک ہو گئے تھے جن کی کثرت دیکھ کر علیؓ ہوں یا طلحہ و زبیر کسی کو بجز اپنا دروازہ بند کر کے بیٹھ رہنے کے کوئی مفر نہ نظر آتا تھا۔ اور ان کی خموشی سے باغیوں اور بدمعاشوں کا حوصلہ

اُن کی شورش

یہاں تک بڑھا کہ حضرت عثمانؓ کو مسجد میں آنے سے روکا۔ آپ کا دانہ پانی بند کر دیا۔ اور بار بار تاکید کرتے تھے کہ خلافت چھوڑ دیجیے۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تمہیں ایک خلعت پہنایا جائے گا اگر کوئی اس کو اتروانا چاہے تو میرے پاس عالم بقا میں چلے آ مگر اپنے جسم سے نہ اتارنا۔" چونکہ یہ حضرت مخبر صادقؐ کا صریحی حکم تھا لہٰذا اس سے انحراف کرنے کو آپ کفر خیال فرماتے ہیں۔

بلوائیوں کا خیال تھا کہ آپ تنگ آ کر خلافت سے دست بردار ہو جائیں گے۔ مگر کسی طرح ان کی یہ مراد پوری نہ ہوئی۔ اور خبریں آئیں کہ حجاج مکہ معظمہ سے اور بہت سی فوجیں شام و عراق سے آپ کی

اور آپ کو شہید کر ڈالا

مدد کے لیے آ رہی ہیں۔ یہ سنتے ہی آمادہ ہو گئے کہ کسی کمک کے پہنچنے سے پہلے ہی آپ کا کام تمام کر دیں۔ چنانچہ جو نوعمر بزرگان صحابہ دروازے پر تھے ان کو خبر بھی نہ ہوئی اور بدمعاش ایک دوسرے مکان سے ہو کر آپ تک جا پہنچے۔ اور کمال شقاوت و سنگدلی سے آپ کو شہید کر ڈالا اور سچ ہوا وہ امر جس کو خود حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہ پکار پکار کے کہہ رہے تھے کہ یہ ظالمانہ تلوار اگر چل گئی تو پھر قیامت تک نہ رکے گی۔ چنانچہ جو امن و امان اس سے پیشتر عہد خلافت راشدہ میں

Marfat.com

...م رہا تھا اُس کی برکت ہمیشہ کے لیے اُٹھ گئی۔ اور یہ اسی ایک مظلومانہ خون کا نتیجہ تھا کہ حضرت علیؓ کے لیے پاک نفس بزرگ کو بھی ایک گھڑی کے لیے اطمینان سے خلافت کرنا نصیب ہوا۔ جو وار دشمنان اسلام کے لیے بلند کی گئی تھی خود کلمہ گو فرزندان اسلام پر جھک پڑی۔ بڑے بڑے ائمہ دین و بزرگان امت اس کی نذر ہوئے۔ اور یہ سلسلہ کہ مسلمان سلطنتیں مسلمان سلطنتوں سے ...یں اور باہم خونریزی کرتی ہیں کسی کے روکے نہ رکا یہاں تک کہ اسلامی عظمت و جبروت کا خاتمہ ہو گیا۔

آپ کی شان شہادت۔

حضرت عثمانؓ سے جو استقلال ثابت ہوا اور جس دیندارانہ پامردی سے آپ نے جان دی اس سے دنیا کی ساری تاریخ خالی ہے۔ ہر طرح کے خطرے تھے اور جان کا قطعی اندیشہ تھا مگر نہ اس بات کو گوارا فرمایا کہ اپنی حفاظت کے لیے کوئی فوج رکھیں۔ نہ اس کو مانا کہ کسی اور شہر میں چلے جائیں اور جوار رسالت چھوڑ دیں۔ نہ اسی بات کو پسند کیا کہ مدینہ کے دیندار بہادر و ذی اثر لوگوں کو لے کے نکلیں اور دشمنوں کو مار کے بھگا دیں۔ آخر تک یہ شعار تھا کہ مر جاؤں گا مگر خلافت کو نہ چھوڑوں گا اس لیے کہ رسول خدا صلعم نے منع فرمایا ہے۔ اور نہ بلوائیوں سے مقابلہ کر کے مدینے میں خلل ڈالوں گا۔ بعض فرزندان صحابہ خود اپنا فرض سمجھ کے آپ کی طرف سے لڑ رہے تھے مگر آپ بار بار ان کو اس سے روکتے اور منع فرماتے تھے۔ جو قوت موجود تھی اُس سے کام لینے کو بھی حرم نبوتؐ کی بے حرمتی سمجھتے تھے۔ ...پیاس اور ہر چیز کی تکلیف ہوئی مگر پائے ثبات میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔ اور اپنی وضع اور اسی دھن پر جو روز اول سے قائم تھے نہایت مظلومی کے ساتھ جان دے دی۔ بیشک جو ذات مسلمانوں کے عظیم الشان قوم و ملت کا دفتر اُلٹنے والی ہو اس کو اسی شان سے حق پر قربان ہونا چاہیے تھا۔

تمام کبار صحابہ کی برأت

اس واقعہ کے متعلق حضرات کبار صحابہ علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور سعدؓ وغیرہ کو جو الزام دیے گئے تھے وہ بالکل بے اصل ہیں۔ کسی صحیح مستند روایت سے نہیں ثابت ہو سکتے اور معلوم ہوتا ہے کہ انھیں اوباش بلوائیوں نے اتنا بڑا جرم کر چکنے کے بعد جب دیکھا کہ ساری دنیا اُن کو الزام دے رہی ہے اور ہر طرف سے اُن پر لعنت پڑ رہی ہے تو انھوں نے اپنے ساتھ اُن بزرگان اسلام کو بھی شریک کر لینا چاہا۔ اور ایسی مختلف روایتیں مشہور کر دیں جو بعد کے روایت کش مورخین کی کتابوں میں درج ہو گئیں۔ اور یہ واقعہ ہمیشہ کے لیے ایک عقدۂ لاینحل بن گیا۔

نویں فصل

حضرت عثمانؓ کے حالاتِ زندگی پر ایک عام نظر

آپ کا خاندان۔ خوبیاں اور ہر دلعزیزی۔ بہترین بنی اُمیہ۔ کب ایمان لائے۔ دامادی رسالتؐ کا شرف۔ توحید پر ثابت قدمی۔ ہجرت حبش۔ ہجرت مدینہ۔ حُلیہ مبارک۔ حضرت رسول اللہؐ اور حضرت ابراہیمؑ سے مشابہت۔ کنیت۔ شرکت غزوۂ بدر۔ دوسری لخت جگر رسالتؐ سے نکاح۔ لقب ذی النورین۔ بیویاں اور اولاد۔ اوّلیات حضرت عثمانؓ۔ دولتمندی اور خدمت دین۔ بیرِ رومہ کی خریداری۔ مسجد نبویؐ کی توسیع۔ غزوۂ تبوک کے لیے فیاضی۔ اُحد میں بھاگنا اور قصور کی معافی۔ بیعت میں آپ کی فضیلت۔ خدمت رسالتؐ۔ رسولِ خدا کا دعائیں دینا۔ حفظِ قرآن۔ عبادت۔ تحفا زدوں کی کفالت۔ عدیم المثال فیاضیاں۔ غلام آزاد کرنا۔ سادگی۔ خوفِ آخرت۔ صبر و شکر۔ رسول اللہ صلعم نے شہادت کی خبر دے دی تھی۔ ہر سال حج کیا۔ خاندان نبوتؐ کا احترام کبوتر بازی اور غلیل بازی سے روکنا۔ مخالفین نیک نفس نہ تھے۔ محمد بن حذیفہ۔ محمد بن ابی بکر۔ کعب بن ذی الحکہ۔ عمیر بن ضابی۔ کمیل بن زیاد۔ حضرت علیؓ کی براءت۔ تمام اچھے لوگ آپ کے خون سے بری تھے۔

آپ کا خاندان

حضرت عثمانؓ بنی اُمیہ میں سے تھے۔ آپ کے والد کا نام عفان تھا جو ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کے بیٹے تھے۔ چنانچہ پانچویں پشت میں آپ کا سلسلۂ نسب حضرت رسولِ خداؐ کے اجداد میں جا ملتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ اروی بنت کریز بھی عبد شمس بن عبد مناف کی پرپوتی حضرت عبد المطلب کی نواسی اور خود جناب سرورِ عالم صلعم کی اُن پھوپھی کی بیٹی تھیں جو والد بزرگوار حضرت عبد اللہ کے ساتھ توام پیدا ہوئی تھیں۔ واقعۂ اصحاب فیل سے چھ سال بعد پیدا ہوئے۔ لہٰذا رسول اللہ صلعم سے چھ برس چھوٹے تھے۔[۱]

خوبیاں اور ہر دلعزیزی۔

آپ طلوعِ نیرِ اسلام سے پہلے بھی نہایت ہی فیاض ستودہ صفات و ہر دلعزیز تھے اور اسلام لانے کے بعد بھی ویسے ہی سخی اور تبلیغ و اشاعت دین میں جناب رسالت مآب صلعم کے مدد و معاون تھے

---

[۱] تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۱۰۶

شریعت اسلامیہ سے پہلے ہی آپ نے بہت سی مروجہ بداخلاقیوں کو چھوڑ دیا تھا۔ شراب اپنے اوپر حرام کر لی تھی۔ زنا اور قزاقی سے ہمیشہ بچتے رہتے۔ اور قریش میں اس قدر محبوب تھے کہ ضرب المثل مشہور تھی "والرحمن حب قریش عثمان" یعنی میں خدا کی قسم تجھے ویسا ہی چاہتا ہوں جیسا قریش عثمان کو چاہتے ہیں۔

بہترین بنی امیہ — اگرچہ آپ بنی امیہ میں ہیں مگر بہترین بنی امیہ۔ ان بنی امیہ میں نہیں جن کو جناب رسول خدا صلعم سے تھا۔ آخر تک مخالف رہے۔ اور ان کے ساتھ تالیف قلب کے لیے حضور سرور عالم نے بڑی کشادہ دلی سے اظہار جود و کرم فرمایا۔ جناب عثمانؓ کا شمار سابقین اسلام میں ہے۔ قبل اس کے کہ آپ رسالت مآب صلعم دشمنوں کے اندیشے سے ارقم کے مکان میں گوشہ گیر ہوں آپ حضرت صدیق اکبرؓ کے ذریعہ سے مسلمان ہوئے۔ اور آپ کا شمار ان دس منتخب بزرگان امت میں ہے جن پر حسب وعدۂ صادق دوزخ کی آگ حرام ہو گئی تھی۔

کب ایمان لائے

دامادی رسالت کا شرف۔ خوبصورتی — آغاز اسلام ہی میں آپ کو جناب رسالت مآب صلعم کی دامادی کا شرف حاصل ہو چکا تھا۔ یعنی کہ حضرت رقیہ کے ساتھ جو حضور سرور عالمؐ کی سب صاحبزادیوں سے زیادہ حسین تھیں جناب کا عقد ہو گیا۔ حضرت عثمانؓ کی خوبروئی و خوش جمالی کی بھی جوانان قریش میں شہرت تھی۔ چنانچہ ان دونوں دولھا دولھن کی زیبائی و رعنائی کا چرچا ہر گھر میں ہو رہا تھا۔ خادم رسالتؐ اسامہ بن زید کہتے ہیں ایک بار رسول خدا صلعم نے مجھے کچھ گوشت دیا کہ جناب عثمانؓ کے گھر میں دے آؤں۔ وہاں گیا تو دونوں میاں بیویوں کے چہرے کی دلکشی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ حضرت رقیہ اور حضرت عثمانؓ کے چہروں کو میں بار بار دیکھتا اور نہ دیکھ سکتا۔ واپس آیا تو حضور سرور عالمؐ نے پوچھا تم نے کبھی دنیا میں ان دونوں سے اچھا کوئی اور جوڑا بھی دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا "کبھی نہیں"۔

بنی امیہ ہی میں ہونے کی وجہ سے آپ کا مسلمان ہونا جس قدر مسلمانوں کی نظر میں اہمیت رکھتا تھا اسی قدر بنی امیہ کو ایسے دولت مند و معزز رکن رکین کے اپنے گروہ سے نکل جانے کا رنج تھا۔ چنانچہ آپ کے اسلام کی شہرت ہوتے ہی آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے

توحید پر ثابت قدمی

---

۱ تنبیہ از الۃ الخفا حصہ دوم صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱

۲ معارف ابن قتیبہ صفحہ ۶۳۔

Marfat.com

توحید پر ثابت قدمی

آپ کو رسی میں باندھ دیا اور ڈانٹا کہ "باپ دادا کا دین چھوڑ کے نیا مذہب دین اختیار کر لیا ہے اس دین سے باز نہ آؤ گے نہ چھوڑوں گا"۔ مگر آپ نے سب طرح کی سختیاں برداشت کیں توحید نہ چھوڑنا تھا نہ چھوڑا۔ آخر حکیم عاجز آ گئے۔ اور ان کی سنگدلی پر آپ کا استقلال غالب آیا۔

ہجرت حبش

ہجرت سے پیشتر جب مشرکین کرنے مسلمانوں کو زیادہ عاجز کیا تو حضرت عثمانؓ اپنی بیوی لخت جگر رسالتؐ حضرت رقیہ کو ہمراہ لے کر ارض حبش میں چلے گئے ان دنوں رسول خدا صلعم کا دل آپ میں لگا رہتا۔ اور ہر گھڑی خیر خیریت کے منتظر رہتے۔ غرض یوں حضرت عثمانؓ نے ہجرت اولیٰ حاصل فرمایا جس وقت ہوا و مکہ کو چھوڑ کر چلے میں حضور انورؐ نے فرمایا خدائے عزوجل کی طرف ابراہیمؑ کے بعد جس نے سب سے پہلے ہجرت کی وہ یہی دونوں ہیں۔ پھر وہاں سے واپس آئے اور

ہجرت مدینہ

ہجرت کے ثواب میں شریک ہوئے جو مدینہ طیبہ کی طرف تھی۔ چنانچہ آپ کا شمار ان خوش نصیب سابقین اسلام میں ہے جن کو دونوں ہجرتوں کا فخر حاصل تھا۔

حلیۂ مبارک

حلیہ مبارک یہ تھا کہ میانہ قد۔ نازک کتابی چہرہ۔ گندم گون رنگ۔ چہرے پر چیچک کے داغ۔ نہایت خوبصورت دانت۔ بڑی اور خوب گھنی ڈاڑھی۔ سر پہ گھنے اور بڑے بڑے بال جو کانوں کے نیچے شانوں لوٹتے رہتے۔ چوڑی چکلی پیٹھ۔ خوب بھرے بھرے شانے لمبی باہیں۔ لو مضبوط اور گداز پنڈلیاں کہ آخر عمر میں چندیا پر سے بال اُڑ گئے تھے بڑھاپے میں ریش مقدس کو زرد رنگتے۔ اور سونے کے تار سے دانت بندھے رہتے۔ چلتے تو بہت تیز چلتے۔ اور سب سے بڑی فضیلت و خصوصیت یہ تھی کہ حضرت

حضرت رسول اللہؐ اور حضرت ابراہیمؑ سے مشابہت۔

رسول اکرمؐ اور جناب ابراہیم خلیل اللہؑ سے بہت مشابہ تھے۔ چنانچہ رسول خدا صلعم نے حضرت رقیہؓ کے بعد اپنی دوسری صاحبزادی اُم کلثومؓ کو آپ کے عقد نکاح میں دیتے وقت صاحبزادی سے فرمایا "بیٹی تمہارے شوہر کی صورت تمہارے دادا ابراہیمؑ اور تمہارے باپ محمدؐ سے بہت ملتی ہے"۔ اخلاق و عادات بھی حضور سرور عالمؐ سے ملتے جلتے تھے۔ چنانچہ ارشاد ہوا "میرے تمام اصحاب میں اخلاق میں مجھ سے مشابہ تر عثمانؓ ہیں"۔

ع تاریخ الخلفا۔ حالات حضرت عثمانؓ

ھ ترجمہ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۰۱۔

ب تاریخ الخلفا۔ حالات حضرت عثمانؓ

لل معارف ابن قتیبہ حالات حضرت عثمانؓ

ص تاریخ الخلفا۔ حالات حضرت عثمانؓ

Marfat.com

کنیت۔ آپ کی کنیت پہلے ابو عمرو تھی مگر جب حضرت رقیہ کے بطن سے خدا نے ایک فرزند دیا اور اُس کا عبداللہ رکھا گیا تو ابو عبداللہ کی کنیت اختیار کر لی۔ اگرچہ وہ صاحبزادے تھوڑی ہی عمر میں والدین کے جگر کو داغ دے گئے مگر یہ کنیت آخر تک اُن کی یاد تازہ کرتی رہی۔

شرکت غزوۂ بدر۔ ہجرت کے بعد دوسرا ہی برس شروع ہوا تھا کہ غزوۂ بدر کا معرکہ پیش آیا۔ اتفاقاً اُس وقت جگر گوشۂ رسول اللہ صلعم حضرت رقیہؓ سخت بیمار تھیں۔ لہذا آپ نے حضرت عثمانؓ کو اجازت دی کہ بجائے میدان جنگ میں جانے کے گھر میں ٹھہر کے بیوی کی تیمارداری کرو۔ اِدھر بدر میں مسلمانوں کو فتح ہوئی اور اُدھر حضرت رقیہؓ نے فردوس بریں کی راہ لی۔ مال غنیمت تقسیم ہوا تو حضور سرور عالمؐ نے اُس میں حضرت عثمانؓ کا بھی حصّہ لگایا۔ چنانچہ آپ مجاہدین بدر میں شمار کیے گئے! اور بضعۃ الرسولؐ کی خدمت کے ساتھ آپ کو عَلم رسالتؐ کے نیچے جہاد کرنے کا ثواب بھی حاصل ہو گیا۔ پھر جناب رسول خدا صلعم نے اپنی دوسری لخت جگر حضرت اُم کلثومؓ کو بھی آپ کے عقد نکاح میں دے دیا۔ مگر افسوس کہ چھ سال بعد

دوسری لخت جگر رسالت سے نکاح۔ ان صاحبزادی نے بھی سفر آخرت فرمایا جس پر حضرت عثمانؓ کو ملول دیکھ کر حضور رسالتؐ نے فرمایا کہ اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو ان سب کو یکے بعد دیگرے عثمانؓ کے نکاح میں دے دیتا۔ اس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ دونوں صاحبزادیوں کے ساتھ آپ کا کیسا اچھا برتاؤ رہا تھا اور حضور رسول اکرم صلعم آپ سے کس قدر خوش رہے۔ کہا جاتا ہے کہ بجز آپ کے کبھی کسی کو دنیا میں یہ شرف نہیں نصیب ہوا کہ پیغمبر کی دو بیٹیاں اُس کے عقد میں آئی ہوں۔ اور اسی شرف کی

لقب ذی النورین۔ وجہ پر آپ ذی النورینؓ کے محترم لقب سے یاد کیے گئے[1]۔ بعض اہل سیر و روایت اس خطاب کی وجہ بتاتے ہیں کہ آپ جاہلیت میں بھی فیاض تھے اور اسلام میں بھی[2]۔

بیویاں اور اولاد۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی سلسلہ میں حضرت عثمانؓ کی اور سب بیویوں اور بیٹوں بیٹیوں کا ذکر کر دیا جائے۔ حضرت رسول خدا صلعم کی دونوں صاحبزادیوں کے علاوہ آپ نے فاختہ بنت غزوان سے عقد کیا تھا۔ اُن کے بطن سے عبداللہ اصغر پیدا ہوئے اور بچپن میں داغ دے گئے۔ بعد ازاں آپ نے اُم عمرو بنت جندب دوسیہ سے عقد فرمایا۔ اُن کے بطن سے چار فرزند عمرو، خالد، ابان، عمر، اور مریم نام ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں۔ ان بیوی کے علاوہ آپ نے فاطمہ بنت ولید مخزومیہ سے عقد کیا۔ اُن کے بطن سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جن کا نام اُم سعید تھا۔

---

[1] تاریخ الخلفا صفحہ ۱۰۵

[2] ترجمۂ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۰۰

Marfat.com

اور اُن سے ولید و سعید نامی دو فرزند بھی پیدا ہوئے! آپ نے اُم البنین بنت عتبہ بن حصن فزاری کو نکاح میں لیا۔ ان کے بطن سے عبدالملک نام ایک بچہ پیدا ہوا جو بچپن ہی میں رخصت ہو گیا۔ آپ کی ایک بیوی رملہ بنت شیبہ تھیں، اُن کے بطن سے تین صاحب زادیاں عائشہ، اُم ابان اور اُم عمرو پیدا ہوئیں۔ پھر آپ نے نائلہ بنت فرافصہ کلبیہ سے نکاح کیا۔ اُن کے بطن سے مریم نام ایک صاحب زادی پیدا ہوئیں۔ بعض راویان سیر کہتے ہیں کہ اُم البنین کے بطن سے … کے علاوہ ایک اور فرزند پیدا ہوا جس کا نام عتبہ تھا۔ اور نائلہ کے بطن سے ایک فرزند عنبسہ … ایک صاحب زادی پیدا ہوئیں جن کا نام اُم البنین رکھا گیا۔ یہ صاحب زادی عبداللہ بن یزید بن … کے عقد میں تھیں۔ مذکورہ بالا بیویوں میں سے چار یعنے نائلہ۔ رملہ۔ فاختہ اور اُم البنین آپ کی شہادت کے وقت موجود تھیں۔ اور کہتے ہیں کہ محاصرے کے زمانے میں آپ نے اُم البنین کو طلاق دے دی تھی۔[۱]

مندرجہ ذیل امور کو مورخین نے آپ کے اولیات میں شامل کیا ہے یعنے ان کاموں کو پہلے پہل آپ ہی نے انجام دیا (۱) مجاہدین اسلام و معززین صحابہ کو منقطعے جاگیریں اور زمینیں عطا کیں (۲) تکبیر نماز پست آواز میں کہی (۳) مسجد کو خلوق (ایک مروجہ عرب خوشبو) سے … (۴) جمعہ کی نماز میں پہلی اذان اضافہ کی (۵) موذنوں کے لیے وظیفے جاری کیے (۶) صاحب … کی خدمت قائم کی[۲] (۷) تمام ممالک اسلام میں قرآن کی ایسی اشاعت کی کہ پھر قرآن کے … میں کوئی تفرقہ نہیں پڑ سکا۔

آپ ابتدائے عہد سے دولتمندان اسلام میں تھے! اور آپ کی دولت ہمیشہ مسلمانوں کی … اور ترقی اسلام میں کام آتی رہی۔ مسلمان ہجرت کر کے مدینے میں آئے تو مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی۔ بیر رومہ نام ایک کنواں تھا جو ایک یہودی کے قبضے میں تھا اور وہ بغیر قیمت لیے کسی کو پانی نہ بھرنے دیتا۔ نادار مسلمانوں میں پانی کی تکلیف دیکھ کر حضرت رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کنوئیں کو خرید کر مسلمانوں کے لیے عام کر دے اور اس کے عوض میں جنت لے؟ یہ ارشاد نبوی سنتے ہی حضرت عثمانؓ جا کے اُس یہودی سے ملے اور کنوئیں کی خریداری میں گفتگو کی۔ اُس نے پورے کنوئیں کے بیچنے سے انکار کیا مگر کہا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس کنوئیں کا آدھا حق بیچ ڈالوں۔ حضرت عثمانؓ نے فوراً اُس کی منہ مانگی قیمت یعنے بارہ ہزار درہم کی رقم دے کر آدھا کنواں خرید لیا۔

دولتمندی اور خدمت دین۔

بیر رومہ کی خریداری۔

۱؎ ابن اثیر جلد ۳۔ حالات حضرت عثمانؓ۔

۲؎ یہ مثل موجودہ پولیس کے ایک خدمت تھی۔

Marfat.com

طے ہوا کہ کنوئیں سے ایک دن پانی لینے کا حق عثمانؓ کو رہے اور ایک دن اُس یہودی کو۔ آپ نے اپنا حق مسلمانوں کو عام کر دیا۔ اور معمول ہو گیا کہ آپ کی باری کے دن مسلمان دو روز کا پانی بھر لیا کرتے۔ اس کا یہ انجام ہوا کہ پانی کی خریداری موقوف ہو گئی۔ اور آخر خود اُس یہودی نے حضرت عثمانؓ کے پاس آ کے کہا "وہ باقی نصف حصّہ بھی آپ ہی خرید لیں۔" آپ نے آٹھ ہزار درہم دے کے باقی حصہ بھی مول لے لیا۔ اور سارے کنوئیں کو مسلمانوں کے حق میں وقف کر دیا۔ آنحضرت صلعم بے حد محظوظ ہوئے اور حضرت عثمانؓ نے اس طریقے سے جنت خرید لی۔ مگر یہ خیال کرنے اور عبرت پکڑنے کا واقعہ ہے کہ محصوری کے زمانے میں اسی کنوئیں سے حضرت عثمانؓ کا پانی روکا گیا۔ اور آپ کے خاندان کو ایک ایک قطرۂ آب بڑی دشواریوں سے نصیب ہو سکتا تھا۔

مسجد نبوی کی توسیع۔

مدینے میں جب مسلمانوں کی زیادہ کثرت ہوئی اور مسجد نبوی حق پرستان توحید کے لیے تنگ ثابت ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا: "کون ہے کہ ہماری مسجد کو وسیع کرے اور جنت کو لے؟" یہ سودا کرنے کو بھی حضرت عثمانؓ ہی اُٹھے۔ آپ نے مقام "خمس سوار" کی زمین جس پر ایک قبیلے کا یتیمی خانہ تھا بیس یا پچیس ہزار درہم پر خرید فرما کے مسجد رسالتؐ میں شامل کر دی۔ اور اپنی بے نظیر فیاضی سے دوبارہ جنت خرید لی۔[۵]

غزوۂ تبوک کے لیے فیاضی۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر لشکر رسالتؐ کے لیے زاد راہ کی بہت کمی تھی۔ اپنی اپنی حالت استطاعت کے مطابق تمام صحابہ نے ایثار و کرم کا جوہر دکھایا۔ مگر حضرت عثمانؓ نے نو سو پچاس اونٹوں اور پچاس گھوڑوں کا انصرام اپنے روپیہ سے کر کے رسول خدا صلعم کو بے انتہا خوش کر دیا۔ ارشاد ہوا "آپ عثمانؓ چاہے کچھ کریں انھیں ضرر نہیں پہونچ سکتا۔" اور بے اختیار یہ الفاظ تین بار زبان مبارک سے نکلے "میں عثمانؓ سے راضی ہوا خدایا تو بھی راضی ہو۔" ایک موقع پر حضرت عثمانؓ نے جناب رسالتؐ کی خدمت میں حلوا بھیجا۔ آپ نوش فرما کر بیحد محظوظ ہوئے۔ اور فرمایا "خداوندا عثمانؓ تیری رضا چاہتا ہے تو اُن سے راضی ہو جا۔"[۶]

بھاگنا اور قصور کی معافی

ان واقعات سے پیشتر حضرت عثمانؓ پر ایک الزام آیا تھا۔ وہ یہ کہ غزوۂ احد میں جب مشرکین نے پشت کی طرف سے نکل کے حملہ کر دیا مسلمانوں کو شکست ہوئی اور حضور سرور عالمؐ کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی۔ تو حضرت عثمانؓ اور بہت سے صحابہ کمال بدحواسی و اضطراب سے میدان چھوڑ کے چلے گئے تھے

---

۵ تاریخ الخلفا حالات حضرت عثمانؓ

۶ ترجمہ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۰۵ و ۲۰۶۔

Marfat.com

اگر خداوند جل وعلا نے ان کا اور اُن سب مسلمانوں کا قصور وحی متلو کے ذریعہ سے یہ ارشاد فرما کر معاف کر دیا کہ "ولقد عفا اللہ عنہم"۔

بیعت حدیبیہ میں آپ کی فضیلت۔

آپ کی سب سے بڑی فضیلت جیسی اور کسی کو نصیب ہو سکی یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب آپ حضور سرور عالمؐ کے سفیر بن کر مشرکین مکہ کے پاس گئے تو مشرکین نے آپ کو عمرے اور طواف کعبہ کی اجازت دے دی۔ مگر آپ نے نہ منظور کیا اور کہا "بغیر حضرت رسالتؐ کے میں طواف نہیں کر سکتا"۔ یہی خود رسول خدا صلعم نے اپنی جگہ پر صحابہ سے فرمایا تھا کہ "جب تک میں طواف نہ کر دوں عثمانؓ ہرگز طواف نہ کریں گے"۔ اتنے میں خبر اُڑی کہ مشرکین نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔ آپ یہ سنتے ہی جان دینے اور لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے! ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور ہمراہیوں سے جہاد کے لیے بیعت لینا شروع کر دی۔ اسی سلسلہ میں آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ بتایا اور دوسرے ہاتھ کو اپنا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت فرمائی۔ اور ان کو بھی اپنی اس بیعت میں شریک کر لیا۔[1] یہ کتنی بڑی عزت تھی! اجابانی اور عام دینی سرگرمی کے موقع پر حضرت سرور عالمؐ خاص اپنے نورانی ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ بتاتے ہیں! اور اپنے گوشت پوست کو ان کا گوشت پوست قرار دیتے ہیں۔ بے شک آپ رسالتؐ کے دست و بازو تھے! اور یہی مبارک ہاتھ تھا جو پیغمبر کے سینے کی وحی کو قلمبند کیا کرتا تھا۔

خدمت رسالتؐ

ایک بار حضرت عثمانؓ نے جناب عائشہؓ صدیقہؓ کی زبان سے سن پایا کہ حضرت رسول خداؐ اور اہل بیت رسالتؐ کو چار فاقے گزر چکے ہیں۔ حضرت عثمانؓ زار و قطار رونے لگے۔ پھر اسی وقت گئے۔ آٹا گیہوں اور خرمے اونٹوں پر لاد کے لائے۔ اُس کے ساتھ ایک ذبح اور صاف کی ہوئی بکری اور تین سو درہم حرم رسالتؐ میں پیشکش کر دیے! اس ایثار عثمانی کی خبر جناب رسالتؐ کو ہوئی تو خوش ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور وہی دعا کی جو ایک بار پہلے کر چکے تھے کہ "خداوندا میں عثمانؓ سے راضی ہوں تو بھی اُس سے راضی ہو جا"![2]

رسول خدا کا دعائیں دینا۔

یہی نہیں رسول خدا صلعم اکثر اوقات آپ کے حق میں دعا فرمایا کرتے تھے! ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات کو اوّل شب سے صبح تک حضرت عثمانؓ کے حق میں مسلسل دعا فرماتے رہے!

---

[1] معارف ابن قتیبہ حالات حضرت عثمانؓ

[2] ترجمہ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۰۲ و ۲۰۴ -

حفظ قرآن

حضرت عثمانؓ کا حافظہ بہت قوی تھا چنانچہ آپ نے حضور سرور عالمؐ کی زندگی ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ اکثر راتوں کو یہ ہوتا کہ ایک ہی رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے۔ بڑے متقی و پرہیزگار تھے

عبادت

ہمیشہ روزہ رکھتے اور قائم اللیل تھے۔ شب زندہ داری کی یہ حالت تھی کہ رات کے فقط تھوڑے سے ابتدائی حصہ میں سو لیا کرتے۔ پھر ساری رات جاگتے اور عبادت کرتے گذر جاتی۔ خشوع و خضوع کا عالم تھا کہ نماز میں روتے روتے ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔

قحط زدوں کی کفالت۔

حضرت ابن عباس سے آپ کی فیاضی کا ایک عجیب واقعہ مروی ہے۔ زمانہ خلافت اولیٰ یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد ہمایوں میں ایک بار قحط پڑا۔ اور لوگ فقر و فاقے کی مصیبت میں مبتلا تھے۔ حضرت صدیق اکبر کی کرامت سمجھیے یا جو خیال کیجیے کہ آپ نے لوگوں سے فرمایا کل صبح کو تمہاری مصیبت دور ہو جائے گی۔ صبح ہوتے ہی مدینہ میں مشہور ہوا کہ حضرت عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ غلہ سے لدے آرہے ہیں۔ اونٹ آبادی میں داخل نہ ہونے پائے تھے کہ مدینے کے بیوپاری آپہونچے اور حضرت عثمانؓ سے اس غلہ کی خرید کا سودا کرنے لگے۔ آپ نے پوچھا "شام کی خریداری پر کیا نفع دو گے؟" انھوں نے کہا "دس کے بارہ"۔ آپ نے فرمایا "مگر مجھے تو اس سے زیادہ مل رہا ہے"۔ انھوں نے پہلے دس کے چودہ کیے۔ پھر دس کے پندرہ دینے لگے۔ مگر آپ نے برابر یہی جواب دیا کہ "مجھے اس سے زیادہ نفع مل رہا ہے"۔ اس اثنا میں اونٹ آگئے۔ اور غلہ اترنا شروع ہوا بیوپاریوں نے حیران ہو کے پوچھا "وہ کون تاجر ہے جو آپ کو اس سے زیادہ نفع دے رہا ہے؟" فرمایا "مجھے ایک ایک درہم کے عوض میں دس دس درہم مل رہے ہیں۔ بھلا تم دو گے؟" سب نے کہا "یہ تو ہمارے امکان میں نہیں ہے"۔ آپ نے فرمایا "تو میں تمھیں کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ سب غلہ میں نے مدینے کے فقیروں اور محتاجوں کو دے دیا"۔[۵]

مدینہ میں اہل مدینہ پر فیاضیاں۔

سنہ ۳۰ھ میں بہت سے ملک فتح ہوئے اور صحابہ ہر طرف جہانگیری و اعلاء کلمۃ اللہ میں کامیاب تھے۔ مدینہ میں ان دنوں دولت کی انتہا نہ رہی تھی۔ خزانے بھر گئے تھے۔ اور حضرت عثمانؓ جی کھول کے فیاضیاں کر رہے تھے۔ جو کوئی آ کے مانگتا آپ بے تکلف اجازت دے دیتے۔ چنانچہ ایک ایک شخص لاکھ لاکھ توڑے اٹھائے جاتا جن میں چار ہزار اوقیہ چاندی ہوتی۔

غلام آزاد کرنا۔

آپ کا معمول تھا کہ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے۔ اور اگر کسی جمعہ میں اتفاقاً ناغہ ہو جاتا تو دو کر دیتے

---

[۵] ترجمہ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۱۰

سادگی

جمعہ میں اُس کا معاوضہ فرما دیتے۔ مہمانوں اور رفیقوں کو پُر تکلف کھانے کھلاتے اور خود سرکہ اور زیتون پر بسر ہوتی۔ لباس بھی سادہ اور کم قیمت رہتا۔ سادگی کی یہ حالت تھی کہ مسجد میں چادر ڈال کے اُس پر سو جاتے اور عام لوگوں میں بیٹھتے تو اس وضع سے کہ کسی قسم کا امتیاز نظر آتا۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں میں مسجد نبوی میں گیا تو دیکھا کہ حضرت عثمانؓ اپنی چادر پر ہاتھ ٹیکے۔ اتنے میں دو شخص لڑتے ہوئے آئے اور آپ نے اُن کا جھگڑا چکا دیا۔[1]

خوفِ آخرت

ایک بار آپ نے ایک غلام سے کہا میں نے تیری گوشمالی کی تھی تو بھی میرا کان پکڑ کر ملے۔ اس نے بہ حکم الامر فوق الادب آہستہ سے کان پکڑا تو فرمایا نہیں زور سے کان پکڑ کے مل دنیا کا قصاص قصاص آخرت سے اچھا ہے۔

صبر و شکر

قناعت اور صبر و شکر کی یہ شان تھی کہ چالیس دن محاصرہ رہا۔ دانہ پانی بند ہوا اور سخت سخت اذیتیں پہونچائی گئیں۔ مگر آپ کی زبان سے شکایت کا کلمہ نہ نکلا۔ تمام اعزا و ملازمین اور اکابر مدینہ اصرار کر رہے تھے کہ ہم کو لے کے نکلیے اور بلوائیوں سے مقابلہ کیجیے۔ مگر اس کو پسند نہ فرمایا۔

رسول اللہ صلعم نے شہادت کی پیشین گوئی کی تھی

مختلف صحیح و مستند حدیثوں سے ثابت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے آپ کی شہادت کی پیشین گوئی فرما دی تھی۔ ایک بار ارشاد ہوا "عثمانؓ کو خوشخبری سنا دو کہ وہ ایک ہنگامہ میں ثابت قدم رہیں گے"۔ ایک بار حضرت طلحہؓ سے ارشاد ہوا "ہر نبی کے ساتھ جنت میں اس کی امت میں سے کوئی رفیق ہوگا۔ میرے رفیق عثمان ہیں وہ جنت میں میرے ساتھ ہوں گے"۔ ان حدیثوں کی حضرت عثمانؓ کو پوری اطلاع تھی، چنانچہ محصوری کے زمانے میں آخر تک یہی کہتے رہے "رسول اللہ صلعم نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے اور میں اس پر قائم ہوں"۔[2]

ہر سال حج کیا

ایام خلافت میں بجز آخری سال کے ہر سال آپ حج کو جاتے اور امہات المومنین کو ساتھ لیجا کر حج کراتے۔ تمام شہروں میں لکھ بھیجا تھا کہ "جن لوگوں کو کچھ شکایت ہو سو موسم حج میں آکر مجھ سے لیں اچھے کام کریں اور برے کاموں سے بچیں۔ کمزور شخص اگر مظلوم ہو تو میں ہر زبردست کے مقابلے میں اس کے ساتھ ہوں"۔[3]

---

۱ تاریخ الخلفاء۔ حالات حضرت عثمانؓ

۲ ابن اثیر جلد ۳۔ حالات حضرت عثمانؓ

۳ تاریخ الخلفاء۔ حالات حضرت عثمانؓ

Marfat.com

خاندان نبوت کا احترام

اس کے بالکل روادار نہ تھے کہ خاندان نبوتؐ سے کوئی گستاخی کرے۔ کسی شخص نے عم رسول اللہؐ حضرت عباس کی توہین کی تھی۔ آپ نے اُس کو مار پیٹا اور فرمایا "بھلا یہ ممکن ہے کہ رسول اللہ صلعم تو اپنے چچا کی تعظیم و تکریم کریں اور میں ان کی توہین گوارا کروں؟ ایسی بات کو جو گوارا کرے وہ رسول اللہ صلعم کا مخالف ہے۔"

کبوتر بازی اور غلیل بازی سے روکنا

مدینہ میں جب دولتمندی بڑھی تو پہلی بُرائی یہ پیدا ہوئی کہ لوگوں کو کبوتر بازی اور غلیل بازی کا شوق ہوا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت کے آٹھویں سال یہ بُرائی دیکھ کر ایک شخص کو مامور فرمایا کہ کبوتروں کے پر کاٹ دے اور غلیلوں کو توڑ ڈالے۔

مخالفین زیادہ نفس پرست تھے
محمد بن ابی حذیفہ

جو لوگ آپ کی مخالفت پر اُٹھے ان میں شاذ و نادر ہی کوئی ہوگا جو خلوص نیت سے اصلاح کے لیے اُٹھا ہو۔ بلکہ اکثر ذاتی اسباب سے آپ کے دشمن ہو گئے تھے۔ اُن میں سب سے عجیب واقعہ محمد بن ابی حذیفہ کا ہے۔ ان کے والد حذیفہ عبد شمس کے پر پوتے تھے، اور بنی اُمیہ کے گروہ میں تھے۔ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تو محمد بن حذیفہ کو ایک نابالغ یتیم چھوڑ گئے۔ حضرت عثمانؓ نے اُن کو آغوش میں لے لیا۔ شفقت پدری سے رکھا اور ناز و نعم سے پالا۔ ہاتھ پاؤں سنبھالے تو درخواست کی کہ مجھے کہیں کا والی بنا دیجیے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا "اگر تم اس کے اہل ہوتے تو میں تمھیں اس خدمت پر مقرر کر دیتا۔" محمد نے کہا "اچھا مجھے باہر جانے کی اجازت دیجیے کہ اپنی کمائی سے کھاؤں۔" حضرت عثمانؓ نے اجازت دے دی۔ خود ہی اُن کے لیے زاد راہ فراہم کیا، سواری و سامان سفر کا بندوبست فرمایا۔ اور اس طرح رخصت کیا کہ جس طرح کوئی باپ بیٹے کو رخصت کرتا ہے۔ وہ مدینہ چھوڑ کے مصر میں پہونچے اور وہاں پہنچتے ہی محض اس بُغض سے کہ انھیں کہیں کا والی نہیں مقرر کیا اُن لوگوں میں شامل ہو گئے جو حضرت عثمانؓ کے خلاف تھے، اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا رہے تھے۔

محمد بن ابی بکر

سالم بن عبد اللہ بن عمر جو اپنے وقت کے امام حدیث اور مستند فقہائے روزگار میں تھے اُن سے کسی نے پوچھا "محمد بن ابی بکر حضرت عثمانؓ کے کیوں مخالف ہو گئے؟" فرمایا "محض غصہ اور لالچ کے باعث۔ اسلام میں اُن کو ایک وقعت حاصل تھی۔ بعض گروہوں نے بہکایا اور اُن میں ایک لالچ پیدا ہوا۔ اُن میں ایک لیاقت تھی اور کی سرہنگی و سرکشی تھی جس نے انھیں مستحق سزا ٹھہرایا۔ اور حضرت عثمانؓ نے اُن کی پیٹھ پر دُرّے لگائے۔ ان باتوں کا انجام یہ ہوا کہ محمد (ستودہ صفات) سے "مذمم" یعنے معیوب ہو گئے۔

کعب بن ذی الحبکہ

کعب بن ذی الحبکہ نہدی جو عراق کے بلوائیوں کے ساتھ آیا تھا اُس کی حالت یہ تھی کہ گیند بلّے میں مصروف رہا کرتا۔ حضرت عثمانؓ نے سُنا تو اپنے عامل ولید کو لکھا اُسے مارو اور اذیت پہونچاؤ کہ

اس حرکت سے باز آئے۔ ولید نے اس کو سزا دی۔ اور لوگوں میں اعلان کر دیا کہ جو کوئی اس طرح
کرے گا مستوجب سزا ہو گا۔ اور حضرت عثمانؓ کا خط عام لوگوں میں سامنے پڑھ کے سنا دیا کہ
اس سزا پائی پر برہم تھا چنانچہ اسی جوش میں آپ سے انتقام لینے کے لیے مدینے میں آیا۔

عمیر بن ضابی۔ عمیر بن ضابی جو آپ کے قتل کرنے کے لیے مدینے پر یورش کر کے چڑھ آیا تھا اس کی حالت
یہ ہے کہ اس کے باپ ضابی بن حرث برجمی نے ان دونوں جبکہ ولید بن عقبہ والی کوفہ تھے چند انصار
سے عاریۃً ایک شکاری کتیا حاصل کی جو ہرنوں کا شکار کرتی تھی۔ اور اس کے واپس کرنے میں لیت و لعل
کرنے لگا۔ انصار نے اپنی کتیا زبردستی چھین لی۔ یوں زور نہ چلا تو اس نے انصار کی ہجو میں تین شعر
جن میں سے آخری شعر کا یہ مطلب تھا کہ "اپنی کتیا کو نہ چھوڑو۔ وہ تو تمہاری ماں ہے۔ اور ماں کو عاق
بڑا بھاری گناہ ہے"۔ انصار نے اس کی شکایت حضرت عثمانؓ کی خدمت میں کی۔ آپ نے اس کو
سزا دی اور قید کر دیا۔ اسی قید میں وہ انتقال کر گیا۔ اور باپ کا بدلہ لینے کو عمیر باغیوں کے ساتھ مدینے میں آیا۔

کمیل بن زیاد۔ بلوائیوں میں کمیل بن زیاد بھی تھا۔ اس نے ایک بار حضرت عثمانؓ کے سامنے کچھ گستاخی
و دریدہ دہنی کی تھی۔ آپ نے اس کے منہ پر ایک تھپڑ مار دیا۔ وہ لڑھک کے چوتڑ کے بل
پر جا گرا۔ اور بولا "امیر المومنین آپ نے مجھے اذیت پہنچائی"۔ آپ نے فرمایا "تو کیا تم نے گستاخی
نہیں کی؟" اس نے کہا "نہیں خدا کی قسم میں نے گستاخی نہیں کی"۔ آپ نے فرمایا "ایسا ہے تو بھی مجھے
معاف کرو"۔ اس نے زبان سے معاف کر دیا۔ مگر دل سے بغض نہ نکلا اور موقع پاتے ہی دشمنی پر آمادہ ہو گیا۔

حضرت علیؓ کی برات۔ آپ کی شہادت کے بعد بنی امیہ نے علی العموم اور ان تمام لوگوں نے جو حضرت عثمانؓ کے خون کا
انتقام لینے کو اٹھے تھے اس ہنگامہ کا سارا بار حضرت علیؓ کے سر ڈال دیا مگر حضرت علیؓ کو ہمیشہ
انکار رہا۔ اور اپنی برات کرتے رہے چنانچہ حسان بن زید کہتے ہیں "میں نے حضرت علیؓ کو خطبے میں
یہ فرماتے سنا کہ لوگو۔ تم لوگ میرے اور عثمانؓ کے بارے میں دریدہ دہنی کرتے ہو۔ مگر میری اور ان کی
مثال وہی ہے جو خدا تعالیٰ نے فرما دی ہے کہ "ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین"
(ان کے دلوں میں جو کھوٹ تھا اس کو ہم نے کھینچ کے نکال ڈالا۔ وہ بھائی بھائی ہیں اور ایک دوسرے
کے مقابل تختوں پر بیٹھتے ہیں)

تمام اچھے لوگ آپ کے خون سے بری تھے۔ بہر حال آپ کو جن لوگوں نے شہید کیا بندۂ غرض اور ہوس کے دام میں اسیر تھے۔ اور اس جماعت میں
جتنے اچھے لوگ تھے آپ کے فضل و کمال کے معترف اور آپ کی خوبیوں کے مقر تھے۔ اور اپنے آپ
اس سے بچاتے تھے کہ دشمنان عثمانؓ میں ان کا نام شامل کیا جائے۔

Marfat.com

باب ششم

خلافتِ علی مرتضیٰؓ

پہلی فصل

حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت

اختلافِ صحابہ۔ شہادتِ عثمانؓ کے بعد دوسرا دن۔ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت بربنائے روایتِ اولیٰ دوسری روایت۔ مدینہ کی حالت۔ انتخابِ خلیفہ میں اختلاف۔ سعدؓ کا خلافت سے انکار۔ حضرت علیؓ کا بہ مجبوری قبول کرنا۔ طلحہ و زبیر پر جبر۔ حضرت علیؓ کا خطبہ۔ طلحہ و زبیر کی علانیہ بیعت۔ سعد اور عبداللہ ابن عمرؓ کا تامل۔ چند اکابر صحابہ نے بیعت نہیں کی۔ بیعت کرنے والوں کی شرط۔ حضرت علیؓ کی تقریر۔ قتلِ عثمانؓ کی تحقیق۔ قاتلینِ عثمانؓ کو سزا دینے پر حضرت عثمانؓ کا عذر۔ حضرت علیؓ سے ناراضی کا آغاز۔ حضرت علیؓ کی استمالت۔ فتنہ جو غلاموں کی روک۔ بدویوں کی ناراضی۔ ان دونوں کی سرکشی۔ طلحہ و زبیر کو مدینہ میں روکنا۔ مغیرہ کا مشورہ حضرت علیؓ کو۔ عبداللہ بن عباس کا مشورہ۔ حضرت علیؓ کا انکار۔ ابن عباس کا حکومتِ شام سے انکار۔ بیعتِ علیؓ کی اطلاع دنیائے اسلام میں۔ معاویہ کا انکار اور مغیرہ کا حکومتِ شام لینے میں عذر۔ اس زمانے کے والیانِ ملک۔ حضرت علیؓ کے جدید والی۔ جدید والیِ شام کی ناکامی۔ مصر کی حالت۔ بصرے کی حالت۔ کوفہ کی حالت۔ یمن کا حال۔ حضرت علیؓ کی تجویز۔ اہلِ کوفہ کی اطاعت۔ معاویہ کے نام حضرت علیؓ کا خط۔ معاویہ کا جواب۔ اس جواب کے مدینے میں پہنچنے کی شان۔ مدینہ میں قاصدِ معاویہ کی شورش۔ حضرت حسنؓ اور حضرت علیؓ میں گفتگو۔ مغیرہ کی علیحدگی۔ اہلِ مدینہ کی فکر۔ طلحہ و زبیر کی امیدیں۔ ان کا مدینہ سے کوچ کرنا۔ فوج کشی و ترتیبِ لشکر۔ حضرت علیؓ کا خطبۂ اعلانِ جنگ۔ حضرت عائشہؓ و طلحہ و زبیر کی مخالفت کی اطلاع۔ اہلِ مدینہ کی سستی۔ ابن عمرؓ کی علیحدگی۔ ان کا مدینے سے بھاگ جانا۔ حضرت علیؓ کا تردد اور اطمینان۔

Marfat.com

اختلاف صحابہ

یہ نہایت نازک زمانہ تھا۔ خود صحابہ میں سخت اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور اس کے نتیجے میں ... مختلف اور متضاد روایتیں سلف کی کتابوں میں درج ہیں کہ ان سے کسی صحیح نتیجے تک پہونچنا غیر ممکن ...

شہادت عثمانؓ کے بعد دوسرے دن۔

حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت ہونا۔ روایت اول

ایک روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے شہید ہونے کے دوسرے دن صبح کو تمام صحابہ مسجد نبوی میں جمع ہوئے۔ اور ہر طرف سے طلحہ و زبیر کو الزام دیا جانے لگا۔ انھوں نے طول طویل تقریریں کیں جن میں کچھ تو حضرت عثمانؓ کو الزام دیا کچھ ان کی برأت کی۔ اور آخر میں کہا "اب جھگڑے کو چھوڑ دو" اور زبیر نے یہ بھی کہا کہ "علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرو جس سے ہم سب راضی ہیں" سب حضرات علیؓ کے پاس ان کے گھر میں آئے۔ اور باوجود آپ کے انکار کے بیعت کرنے مُصر ہوئے آپ نے فرمایا "یہ تمھارا نہیں اہل شوریٰ و اہل بدر کا کام ہے" یہ جواب سن کر واپس آ مگر راستے میں باہم کہا "عثمانؓ کے مارے جانے کی خبر دنیا مشہور ہوگی اور کسی کے جانشین منتخب ہونے کی خبر لوگ اس کے ساتھ نہ سنیں گے تو ہر جگہ ہنگامہ مچ جائے گا لہذا امیر علیؓ کے پاس چلو اور بیعت کیے بغیر وہاں سے نہ ٹلو" چنانچہ پھر حضرت علیؓ کے پاس پہونچے اور اشتر نخعی کو مجبور کر کے اس سے کہلایا۔ حضرت علیؓ نے اسے بھی وہی جواب دیا مگر اس نے ذرا دھمکا کے اور ... کہہ سن کے حضرت علیؓ کو مجبور کر دیا اور سب آپ کو بیعت کرنے کے لیے مسجد میں لائے۔ جہاں سب پہلے طلحہؓ نے بیعت کی۔ اور چونکہ ان کا ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا کسی نے "انا للہ" کہہ کے کہا "جس ہاتھ سب سے پہلے بیعت کو ہاتھ بڑھایا لنجا ہے۔ خدا خیر کرے" طلحہؓ کے بعد زبیرؓ نے بیعت کی حضرت علیؓ نے ان سے یہ بھی فرمایا کہ "اگر تم دونوں سچے دل سے بیعت کرتے ہو تو کرو ورنہ کہو میں خود ... ہاتھ پر بیعت کروں" مگر انھوں نے کہا "نہیں ہم آپ ہی کو خلیفہ بنائیں گے" لیکن چار مہینے کے بعد بھاگ کر مکہ معظمہ میں ہو رہے اور بیعت توڑ دی۔

دوسری روایت

مدینہ کی حالت

مگر دوسری روایت جس کی دیگر واقعات سے بھی توثیق ہوتی ہے یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ ... شہید ہونے کے بعد پانچ دن مدینے میں طوائف الملوکی تھی۔ اور بلوائیوں کا سرغنا غافقی بن حرب گویا مدینے کا حاکم تھا۔ سب اس سے آ آکر کہتے تھے کہ کسی کو خلیفہ مقرر کرو۔ مگر اکابر صحابہ میں سے جس کے پاس جاتے وہ پناہ مانگتا اور انکار کرتا۔ حضرت طلحہ کو ان لوگوں نے ایک احاطہ میں پایا۔ حضرت سعد و زبیر کو مدینے کے باہر کسی طرف جاتے دیکھا۔ بنی امیہ کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ ان میں ...

---

۵ الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۴۱ - ۴۲

Marfat.com

جن لوگوں سے بن پڑا بھاگ گئے۔ فقط وہ لوگ باقی رہ گئے ہیں جو جانے سے معذور تھے ان کے بڑے رکن سعید اور ولید اور مروان بھاگ کے مکے پہونچ گئے۔

اسی حالت میں بصرے والے حضرت علیؓ کے پاس اور کوفے والے حضرت زبیرؓ کے پاس اور مصر والے حضرت طلحہ کے پاس گئے۔ مگر کوئی صاحب نہ ملے۔ بدمعاش بلوائیوں کی یہ حالت کہ حضرت عثمانؓ کے شہید کرنے پر تو سب متفق تھے مگر اس میں باہم اختلاف تھا کہ کسے خلیفہ بنائیں جب تینوں بزرگوں کی طرف سے انکار ہوا تو سب حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس پہونچے کہا آپ خلافت کو قبول کیجیے۔ انھوں نے کہا میں اپنی اور عبداللہ بن عمرؓ کی طرف سے انکار کیے دیتا ہوں۔ ہم دونوں میں سے کسی کو خلافت کی ضرورت نہیں ہے"!

انتخاب خلیفہ میں اختلاف۔

سعد کا خلافت سے انکار۔

ہر طرف سے قطعاً انکار ہوا تو سب گھبرا گئے! اور سخت پریشانی کے ساتھ ایک دوسرے سے کہنے لگے "اگر ہم بغیر کسی امام کو مقرر کیے واپس گئے تو کسی طرح جھگڑا نہ مٹے گا! آخر سب نے اپنے مدینے کے رفیقوں کو جمع کیا اور ان سے کہا تم اس سرزمین کے رہنے والے اور امامت قائم کرنے کے ذمہ دار ہو۔ اور ہم تمہارے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ لہٰذا غور کر کے کسی کو خلیفہ منتخب کرو۔ اس کے لیے ہم تم کو ایک دن کی مہلت دیتے ہیں! اس مدت کے اندر تم نے فیصلہ نہ کر لیا تو کل ہم طلحہؓ زبیرؓ اور اور بہت سے لوگوں کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیں گے"!

اس کا انجام یہ ہوا کہ بہت سے لوگ جو غالباً اہل مصر تھے زندہ کر کے حضرت علیؓ کے دروازے پر پہنچے اور کہا ہم تو آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے"۔ حضرت علیؓ نے عذر کیا مگر سب نے اصرار کرنا شروع کیں۔ اور کہا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم کس آفت میں پھنس گئے ہیں؟ اور اسلام کیسی تباہی کی حالت میں ہے؟ مجبوراً حضرت علیؓ نے آمادگی ظاہر کی مگر یہ شرط لے کر کہ ہر امر میں ان کی پیروی و فرماں برداری کرنا پڑے گی۔ اور اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ اگر تم کسی اور کے ہاتھ پر بیعت کرو تو بہتر ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم سب سے زیادہ اس کی اطاعت کروں گا"۔

حضرت علیؓ کا مجبوری قبول کرنا۔

اب یہ سب لوگ جمعہ کے دن کو عام بیعت کے لیے مقرر کر کے چلے گئے اور اپنی جگہ پر جا کے یہ بات قرار دی کہ طلحہؓ اور زبیرؓ سے جس طرح بنے بیعت کرالی جائے انھوں نے حضرت علیؓ سے بیعت کر لی تو پھر کوئی جھگڑا نہ باقی رہے گا چنانچہ بصرے والوں نے حکیم بن جبلہ کو زبیر کے پاس بھیجا اس نے آپ کو تلوار سے دھمکایا۔ اور زبردستی لا کے بیعت کرالی۔ حضرت طلحہ کے پاس اشتر نخعی چند رفیقوں کے ساتھ گیا اور انھوں نے ہزار عذر کیا ایک نہ مانا۔ زبردستی ڈھکیلتا ہوا لایا۔

طلحہ و زبیر پر جبر

Marfat.com

اور انھوں نے بھی اسی شان سے آکر بیعت کی۔

اب جمعہ کا مقررہ دن آیا! اور بلوائیوں کے ساتھ تمام اہل مدینہ بھی مسجد نبوی میں جمع ہو گئے! (و بقصرہ اس وقت تک طلحہؓ و زبیرؓ کے خیال میں تھے بلکہ انھیں اندیشہ تھا کہ مصوبابے اہل مدینہ کو بھی اپنا ہم خیال بنا کے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت نہ کرا دیں! اتنے میں حضرت علیؓ آئے اور منبر پر چڑھ کے یہ تقریر کی "لوگو۔ جانشین رسولؐ کو تمھارے عام اتفاق اور تمھاری اجازت سے ہونا چاہیے۔ یہ خاص تمھارا معاملہ ہے۔ کسی اور کو اس میں دخل نہیں۔ کل ہم ایک امر قرار دے کر جدا ہوئے تھے میں پسند نہ کرتا تھا مگر تم نے بجز اس کے کہ میں ہی تمھارا حاکم بنوں کسی بات کو نہ مانا۔ خوب سمجھ لو کہ مجھے تمھارے مقابلے میں فقط اتنا امتیاز رہے گا کہ تمھارے مال کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی مجھے حق نہیں کہ ایک درہم بھی اپنے لیے لوں۔ اگر تم اس کو قبول کرتے ہو تو مجھے خلیفہ ہونا منظور ہے" سب نے باواز بلند کہا "ہم سب اسی رائے پر قائم ہیں جس کو طے کر کے کل جدا ہوئے تھے" ان کے اس جواب پر حضرت علیؓ نے فرمایا "خداوندا! تو گواہ رہ"۔

حضرت علیؓ کا خطبہ۔

اب لوگوں نے طلحہ کو بیعت کے لیے بڑھایا۔ انھوں نے ہاتھ بڑھاتے وقت کہا "میں اپنی مرضی کے خلاف بیعت کرتا ہوں"۔ پھر زبیرؓ لائے گئے اور بعض راویوں کا بیان ہے کہ انھوں نے بھی وہی فقرہ کہہ کے بیعت کی۔ بعد ازاں اور لوگ لائے گئے جن کو بیعت کرنے میں تامل تھا اور ان سے بھی بیعت کرائی گئی۔ سعد بن ابی وقاصؓ آئے اور حضرت علیؓ نے ان سے بیعت لینا چاہی۔ انھوں نے کہا "جب تک سب لوگ بیعت نہ کر لیں میں بیعت نہ کروں گا۔ اور آپ میری طرف سے کسی قسم کا اندیشہ نہ کریں"۔ حضرت علیؓ نے ان کا عذر قبول کر لیا! اب لوگ عبداللہ بن عمرؓ کو پکڑ لائے اور کہا بیعت کرو۔ انھوں نے بھی وہی کہا جو سعد نے کہا تھا کہ "جب تک سب لوگ بیعت نہ کریں میں بیعت نہ کروں گا"۔ حضرت علیؓ نے کہا "تو اپنا کوئی ضامن پیش کرو"۔ انھوں نے کہا "میرا ضامن کوئی نہیں ہے"۔ اس جواب پر اشتر نے بگڑ کے حضرت علیؓ سے کہا "اجازت ہو کہ اس کا سر اڑا دوں"۔ مگر حضرت علیؓ نے فرمایا "ان کا ضامن میں خود ہوں"۔

طلحہؓ و زبیرؓ کی علانیہ بیعت۔

سعد اور عبداللہ بن عمرؓ کا تامل۔

انصار کی نسبت کہا جاتا ہے کہ بجز چند کے سب نے بیعت کر لی۔ مگر مندرجۂ ذیل لوگوں نے جو اکابر انصار تھے بیعت نہیں کی۔ حسان بن ثابت۔ کعب بن مالک۔ مسلمہ بن مخلد۔ ابوسعید خدری۔ محمد بن مسلمہ۔ نعمان بن بشیر۔ زید بن ثابت۔ رافع بن خدیج۔ فضالہ بن عبید اور کعب بن عجرہ یہ سب حضرات حضرت عثمانؓ کے طرفدار تھے۔ مذکورۂ حضرات کے علاوہ نامور صحابہ میں سے جنھوں نے

جن اکابر صحابہ نے بیعت نہیں کی۔

Marfat.com

صہیب بن سنان، سلمہ بن سلامہ، اسامہ بن زید، خذافہ بن مظعون، مغیرہ بن شعبہ نے بھی بیعت نہیں کی۔ جن اکابر صحابہ نے بیعت کی بھی تو یہ اقرار لے کر بیعت کی کہ "کلام اللہ قریب و بعید اور قوی و ضعیف سب پر قائم کیا جائے"۔ خاص لوگ بیعت کر چکے تو عوام سے بیعت لی جانے لگی۔ اور یہی سمجھا گیا کہ سابق کے طرزِ عمل کے مطابق اہلِ مدینہ ہی کی ہاتھ سے حضرت علیؓ کی خلافت کی بنیاد پڑی۔ غرض اس طرح ۲۵ ذی الحجہ ۳۵ھ کو امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ خلیفہ اور ساری دنیائے اسلام کے حاکم اور نائب رسول منتخب ہوئے۔

بیعت کرنے والوں کی شرط۔

حضرت علیؓ کی تقریر۔

بیعت کی تکمیل کے بعد حضرت علیؓ نے ایک تقریر کی جس کا مضمون حمد و ثنائے الٰہی کے بعد یہ تھا "اللہ نے ہدایت کرنے والی کتاب نازل کی جس میں بھلائی اور بُرائی کو ظاہر کر دیا۔ لہٰذا بھلائی کو اختیار کرو۔ برائی کو چھوڑو۔ اور اپنے فرضوں کو بجا لاؤ مسلمان وہ ہے جو مسلمانوں کو اپنی زبان اور اپنے ہاتھ سے بچائے بجز اُس صورت کے کہ حق اس کے خلاف ہو مسلمانوں کا خون حلال نہیں ہے بجز اس کے کہ از روئے شرع کسی کا قتل کرنا جائز ہو جائے"۔[۵]

قتلِ عثمانؓ کی تحقیق

اس کے بعد حضرت علیؓ قاتلین عثمانؓ کی تحقیقات کے لیے حضرت نائلہؓ کے پاس گئے انھوں نے کہا کچھ لوگ گھس آئے جن کا نام میں نہیں جانتی صورت دیکھوں تو پہچان لوں۔ مگر ان کے ساتھ محمد بن ابی بکر تھے۔ حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکر سے پوچھا۔ انھوں نے کہا "نائلہ سچی ہیں۔ میں بےشک تھا۔ مگر جیسے ہی انھوں نے میرے باپ کا نام لیا میں پلٹ آیا اور اب میں اس گناہ سے الٰہی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں لیکن یہ عرض ہے کہ میں نے نہ ان کو قتل کیا نہ قتل کرنے میں مدد دی"۔ نائلہ نے کہا ہاں یہ سچ ہے مگر قاتلوں کو یہی اپنے ساتھ لائے تھے"۔ حضرت علیؓ نے اسی پر تفتیش کی کارروائی ختم کر دی۔ بلکہ اس کے بعد جب ولید بن عقبہ نے آپ سے جا کے پوچھا کہ آپ نے قاتلین عثمانؓ کے بارے میں کیا کارروائی کی "؟ تو فرمایا میں نے نہ اس کا حکم دیا نہ اس سے منع کیا نہ اس پر مجھے خوشی ہوئی۔ نہ بُرا معلوم ہوا"۔ پھر آپ نے قاتلین عثمانؓ کو امان دے دی اگرچہ اُن سے راضی بھی نہ تھے۔[۶]

قاتلین عثمانؓ کو سزا دینے پر حضرت علیؓ کا عذر

اس کارروائی کے بعد حضرت علیؓ گھر میں واپس تشریف لے گئے تو طلحہؓ اور زبیرؓ اور چند اور صحابہ آئے اور کہا ہم نے بیعت کرتے وقت شرط کی ہے کہ قرآن کے حدود قائم کیے جائیں۔ آپ

۵۔ ابن اثیر جلد سوم واقعہ بیعت حضرت علیؓ

۶۔ الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۴۲۔

Marfat.com

جانتے ہیں کہ یہ سب لوگ عثمانؓ کے قتل کرنے میں شریک تھے۔ اور اُن کے خون کو انھوں نے جائز کر لیا ہے۔" حضرت علیؓ نے فرمایا "جو آپ صاحبوں کے ذہن میں ہے اُس سے میں ناواقف نہیں ہوں۔ مگر اُن لوگوں کے ساتھ کیا کارروائی کی جائے جن پر ہماری حکومت نہیں بلکہ وہ خود ہم پر حکومت کر رہے ہیں۔ آفت تو یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنے ساتھ ہمارے نوجوانوں کو بھی برانگیختہ کر دیا ہے۔ اور بہت سے بدوی عرب بھی اُن میں آ کے شامل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا جس بات کی آپ خواہش کرتے ہیں اس کا بھلا ابھی کچھ بھی موقع ہے؟" سب نے کہا "نہیں" تب حضرت علیؓ نے فرمایا "بخدا میں بھی وہی چاہتا ہوں جو تم چاہتے ہو لیکن اس پر عملدرآمد اس وقت ہو گا جب خدا چاہے۔ یہ تو ایک جاہلیت کا سا واقعہ ہے۔ ابھی اسی وقت اس معاملہ کو چھیڑ دیا گیا تو طرح طرح کے خیالات پیدا ہو جائیں گے۔ ایک گروہ آپ کا مؤید ہو گا ایک آپ کے خلاف۔ اور ایک نہ اِدھر نہ اُدھر۔ ابھی ٹھہریے۔ دیکھیے آیندہ کیا پیش آتا ہے۔ پھر ایک زمانے کے بعد جب سکون پیدا ہو جائے گا لوگوں کے حواس ٹھکانے ہوں گے۔ اس وقت اگر آپ کہیں گے تو دیکھا جائے گا۔" آپ کا یہ جواب سن کر سب چلے گئے۔

حضرت علیؓ سے ناراضی کا آغاز

اب حضرت علیؓ نے قریش کو کہیں جانے سے روکا۔ مگر بنی اُمیہ کے بھاگ جانے سے تردد بعد ازاں اور لوگ بھی منتشر ہونے لگے جن میں سے بعض کا تو یہ قول تھا کہ جو کچھ حضرت علیؓ نے فرمایا درست ہے۔ مگر بعض کہنے لگے "ہم نے جس عہد پر بیعت کی ہے اس کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ لہٰذا ہم بیعت کو توڑ دیں گے۔ علیؓ میں خود رائی ہے۔ اور اپنی رائے کے آگے وہ کسی کی نہیں سنتے۔ اور اُن کے طرزِ عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ قریش کے حق میں اوروں سے زیادہ سخت ہیں۔" حضرت علیؓ نے

حضرت علیؓ کی سیاست

حال سنا تو مجمع عام میں ایک تقریر فرمائی جس میں قریش کے فضائل بیان کیے۔ اور کہا "مجھے قریش کی حاجت ہے۔ میری نظر انھیں کی طرف رہتی ہے۔ اور ان کی حمایت کرتا ہوں" اور چونکہ حضرت عثمانؓ کی

فتنہ جو غلاموں کی روک

شہادت کے ہنگامے میں اہل مدینہ کے اکثر غلام اپنے مالکوں کو چھوڑ کے بلوائیوں میں شریک ہو گئے تھے۔ اس لیے آپ نے بآوازِ بلند فرمایا "جو غلام اپنے مالک کے پاس واپس نہ آئے میں

بدویوں کی ناراضی

اُس سے بری ہوں۔" غلاموں کی نسبت حضرت علیؓ کا یہ حکم مشہور ہوا تو بدویوں نے جو صحرائے عرب سے آ کر بیرونی بدمعاشوں میں مل گئے تھے کہا "کل ہمارے ساتھ بھی یہی سلوک ہو گا جو آج غلاموں کے ساتھ ہوا ہے۔ اور ہماری کچھ نہ سنی جائے گی۔" یہ رنگ دیکھ کر حضرت علیؓ نے تمام اہل مدینہ کو حکم فرمایا کہ بدویوں

بدویوں کی سرکشی

کو اپنے شہر سے نکال دیں۔ مگر غلاموں اور بدویوں دونوں نے فرمانِ خلافت پر عمل کرنے سے

حضرت علیؓ نے طلحہؓ و زبیرؓ و دیگر صحابہ سے فرمایا "اب آپ سب صاحب عثمانؓ کے خون کا انتقام لینے کی کارروائی سے دست بردار ہو جائیں۔"

طلحہ اور زبیر کو مدینہ میں روکنا۔

بعدازاں طلحہ و زبیر نے حضرت علیؓ سے کہا ہمیں اجازت دیجیے کہ بصرے اور کوفے میں جا کر وہاں سے سواروں کا لشکر لے آئیں! مگر حضرت علیؓ نے اس کو ٹالا۔

مغیرہ کا مشورہ حضرت علی کو۔

حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں میں حضرت عثمانؓ کے مارے جانے کے بعد حج کر کے واپس آیا تو حضرت علیؓ کے پاس گیا۔ وہاں دیکھا کہ آپ مغیرہ بن شعبہ سے باتیں کر رہے ہیں میرے آتے ہی مغیرہ اٹھ کر چلے گئے" اور میں نے پوچھا "انھوں نے آپ سے کیا کہا؟" فرمایا "انھوں نے آج سے پہلے مجھے مشورہ دیا تھا کہ معاویہ اور ابن عامر کو اور تمام والیان ملک کو ابھی اُن کے عہدوں پر بحال رکھنا چاہیے۔ پھر جب سب شہروں کے لوگ آپ کی خلافت کا اقرار کر لیں اور ہر جگہ خاموشی ہو جائے تو آپ جو ردوبدل چاہیں فرمائیں! اور جسے چاہیں معزول کریں۔ مگر میں نے نہ سنا اور کہا کہ میں مداہنت نہ کروں گا! اور دین کے معاملے میں مجھ سے سستی نہیں ہو سکتی"۔ تب انھوں نے کہا اچھا تو اور جسے چاہیے معزول کر دیجیے مگر معاویہ کو ابھی رہنے دیجیے! اُن میں ایک قسم کی جرأت ہے اہل شام ان کے مطیع و منقاد ہیں! اور آپ کے لیے یہ حجت کافی ہے کہ اُن کو عمر بن الخطابؓ نے مقرر کیا تھا عثمانؓ ہی کے مقرر کیے ہوئے والیوں میں نہیں ہیں"۔ میں نے کہا ہرگز نہیں معاویہ سے میں دو دن بھی کام نہ لوں گا"۔ اس کے بعد وہ چلے گئے اور آج آ کر یہ کہہ گئے کہ "میں اس معاملے پر پھر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ کو پہونچا کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں وہی مناسب ہے"۔ حضرت علیؓ کی زبان سے یہ واقعات سن کر میں نے کہا "انھوں نے پہلی مرتبہ آپ کو صحیح رائے دی تھی۔ اور اب کی آ کے آپ کو فریب دے گئے ہیں"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "یہ رائے کیسے درست ہو سکتی ہے؟" میں نے کہا "اس طرح کہ معاویہ وغیرہ اہل دنیا ہیں اُن کو اُن کے عہدوں پر رکھا گیا تو پروا بھی نہ کریں گے کہ کس کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا! اور کون خلیفہ ہوا لیکن اگر وہ معزول کیے گئے تو فوراً غل مچائیں گے کہ بغیر صحیح شورے کے خلافت لے لی گئی اور انھیں نے ان کے خاندان کے خلیفہ کو مار ڈالا۔ فوراً لوگوں کو آپ کی مخالفت پر ابھاریں گے اور شام و عراق آپ کے قبضے سے نکل جائیں گے۔ ماسوا اس کے میں طلحہ اور زبیر کی طرف سے بھی مطمئن نہیں ہوں۔ تدبیر میری دانست میں یہی ہے کہ ابھی معاویہ کو ان کی خدمت پر رہنے دیجیے! اور جب وہ آپ کی بیعت کو قبول کر لیں گے تو میرا ذمہ کہ میں ان کو جس حد تک پہونچے ہوئے ہیں اس سے اُن کو اکھاڑ کے

عبداللہ بن عباس کا مشورہ۔

چھینکدوں گا"۔ مگر حضرت علیؓ نے نہ مانا اور فرمایا "میرے پاس معاویہ کے لیے خدا کی قسم بجز تلوار کے کچھ نہیں ہے"۔ میں نے پھر کہا "امیر المومنین آپ کے بہادر ہونے میں شک نہیں۔ مگر لڑائی میں آپ صائب الرائے نہیں ہیں۔ آپ نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہوگا کہ لڑائی دھوکا دینے کا نام ہے" حضرت علیؓ نے اس حدیث کو قبول کیا۔ مگر حضرت ابن عباس کے مشورے کو کسی طرح نہ مانا۔ اور آخر فرمایا "تم ہی ملک شام میں جاؤ۔ میں تم کو وہاں کا والی و حاکم مقرر کرتا ہوں"۔ ابن عباس کو اس کی جرأت نہ ہوئی اور کہا "وہاں معاویہ کے ہاتھ میں سارا اختیار ہے۔ مجھے تو اندیشہ ہے کہ معاویہ مجھے پکڑ لیں اور کنار عثمانؓ کے خون کے انتقام میں وہ میری گردن نہ ماردیں۔ یا کم سے کم قید ہی کردیں۔ آپ پہلے معاویہ کو لکھیے۔ دیکھیے وہ معزولی کو قبول بھی کرتے ہیں یا نہیں"۔عـہ

حضرت علیؓ کا انکار۔

ابن عباس کا حکومت شام سے انکار۔

تب حضرت علیؓ نے اپنی بیعت کی اطلاع تمام ملکوں اور کل والیان ملک کو کی۔ ہر جگہ سے یہی خبر آئی کہ آپ کی بیعت قبول کی گئی۔ اور لوگ مطیع و منقاد ہیں۔ بجز شام کے جہاں معلوم ہوا کہ آپ کی بیعت نہیں قبول کی گئی۔ تب حضرت علیؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو بلا کے فرمایا "تم شام میں جاؤ۔ میں تم کو وہاں کا حاکم مقرر کرتا ہوں"۔ انھوں نے کہا "موجودہ حالات میں مجھ سے ایسی جرأت نہیں ہو سکتی۔ لیکن آپ ان کو سند حکومت شام بھیج کر پہلے اپنا مطیع بنائیں پھر دیکھا جائے گا"۔عـہ

بیعت علیؓ کی اطلاع دیگر ممالک اسلام میں۔

معاویہ کا انکار اور مغیرہ کا حکومت شام لینے میں عذر۔

جس وقت حضرت علیؓ نے عنان خلافت ہاتھ میں لی ہے قلمرو خلافت کے ملکوں میں گذشتہ خلافت کے سلسلہ والی مندرجہ ذیل تھے۔ مکہ میں عبد اللہ بن حضرمی۔ طائف میں قاسم بن ربیعہ ثقفی۔ صنعاء میں یعلی بن منبہ یشکر کا۔ یمن میں عبد اللہ بن ربیعہ۔ بصرے میں عبد اللہ بن عامر جو وہاں سے چلے آئے تھے اور ان کی جگہ ابھی کوئی نہیں مقرر ہوا تھا۔ شام میں معاویہ بن ابی سفیان اور ان کی جانب سے حمص میں عبد الرحمن بن خالد۔ قنسرین میں حبیب بن مسلمہ فہری۔ اردن میں ابو الاعور سلمی۔ فلسطین میں علقمہ بن حکیم کنانی۔ اور شام کے امیر البحر عبد اللہ بن قیس فزاری تھے۔ شام کے علاوہ کوفے میں عامل نماز ابو موسی اشعری اور عامل خراج جابر مزنی تھے۔ کوفے کے دوسرے حصہ پر عامل خراج قعقاع بن عمرو تھے۔ علاقہ الجزیرہ کے شہر قرقیسیا کے والی جریر بن عبد اللہ تھے۔ آذربائجان میں اشعث بن قیس کندی تھے۔ حلوان میں عتبہ بن نہاس تھے۔ ماہ میں مالک بن حبیب تھے۔

اس زمانے کے والیان ملک۔

عـہ ابن اثیر جلد ۳۔ حالات بیعت حضرت علیؓ

عـہ الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۴۳۔

Marfat.com

(عُ)مان میں بشیر تھے۔ رَے میں سعید بن قیس تھے۔ اصفہان میں سائب بن اقرع تھے۔ ماسبذان میں (ح)بیش تھے۔ خاص مدینے میں بیت المال کے افسر عقبہ بن عامر تھے اور قاضی اسلام زید بن ثابت تھے۔

اب ذی الحجہ کا خوفناک مہینہ گذر گیا جس نے دنیائے اسلام میں یہ تہلکہ ڈال دیا تھا اور ۳۶ھ شروع ہوا جس کے آغاز ہی میں حضرت علیؓ نے اپنی طرف سے عامل و والی مقرر فرما کے روانہ کیے۔ چنانچہ عثمان بن حنیف کو بصرے پر، عمارہ بن شہاب کو کوفے پر، عبید اللہ بن عباس کو یمن پر، قیس بن سعد کو مصر پر، سہیل بن حنیف کو شام پر مقرر فرما کے بھیج دیا۔

حضرت علیؓ کے جدید والی۔

سہیل شہر تبوک تک پہونچے تھے کہ چند سوار ملے جنھوں نے اُن سے پوچھا "تم کون ہو؟" کہا "امیر"۔ پوچھا "کہاں کے امیر؟" کہا "شام کے"۔ انھوں نے کہا "اگر عثمانؓ کے مقرر کیے ہوئے ہو تو مرحبا اور اگر کسی اور نے بھیجا ہے تو اُلٹے پاؤں واپس جاؤ"۔ سہیل نے کہا "کیا تم نے نہیں سُنا کہ خلافت میں کیا انقلاب ہو گیا؟" ان سواروں نے کہا "سب سُن چکے ہیں"۔ غرض یہیں سے شام کی حالت معلوم کر کے سہیل مدینے میں پلٹ آئے اور جو کچھ پیش آیا تھا حضرت علیؓ سے بیان کر دیا۔

جدید والیٔ شام کی ناکامی۔

قیس بن سعد جو مصر کے والی مقرر ہو کے گئے تھے شہر ایلہ تک گئے تھے کہ انھیں بھی کچھ سوار ملے اور اُن کی صورت دیکھ کے پوچھا "تم کون ہو؟" کہا "میں قاتلین عثمانؓ میں سے ہوں اور کسی ایسے کو ڈھونڈھتا ہوں جس کے پاس جا کے پناہ لوں اور وہ میری مدد کرے"۔ اُن لوگوں نے اُن کا نام پوچھا اور کہا "مصر پہ چلے جاؤ وہاں امان مل جائے گی"۔ اس کے بعد قیس مصر میں پہونچے تو دیکھا کہ لوگوں کے کئی گروہ ہو گئے ہیں۔ ایک گروہ مقام خربتا میں جا کے پڑا ہے جو کہتے تھے کہ ہم قاتلین عثمانؓ سے انتقام لینا چاہتے ہیں۔ اور ایک گروہ حضرت علیؓ کا طرفدار ہے۔ قیس اسی گروہ میں شریک ہو گئے اور حضرت علیؓ کو وہاں کی حالت لکھ بھیجی۔

مصر کی حالت۔

عثمان بن حنیف بغیر کسی روک ٹوک کے بصرے میں داخل ہو گئے۔ سابق عامل ابن عامر کو کسی گروہ سے تعلق نہ تھا۔ اور نہ انھوں نے لڑنے کا ارادہ کیا۔ اگرچہ یہاں بھی شہر والوں کے کئی گروہ ہو گئے تھے۔ اور ایک فرقہ کہتا تھا کہ مدینے والے جو کچھ کریں ہم اس کے قبول کرنے کو تیار ہیں۔

بصرے کی حالت۔

عمارہ بن شہاب کوفہ کی طرف زبالہ تک پہونچے تھے کہ طلیحہ بن خویلد سے ملاقات ہوئی جو حضرت عثمانؓ کے خون کا انتقام لینے کو اُٹھے تھے یہاں سے حضرت عثمانؓ کی مدد کے لیے مع اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔ رستے میں اُن کی شہادت کا حال سُنا اور پلٹ آئے اور اُن کے واپس آتے ہی طلیحہ نے انتقام کا جھنڈا بلند کر دیا تھا۔ چنانچہ انھوں نے عمارہ سے کہا "خیریت اسی میں ہے کہ یہیں سے واپس جاؤ۔ ہم اپنے امیر کو بدلنا نہیں چاہتے۔ اور اگر تم نے اس کے ماننے میں

کوفہ کی حالت۔

Marfat.com

انکار کیا تو تمہارا سر اڑا دیا جائے گا۔ عمارہ واپس چلے آئے اور حضرت علیؓ سے کوفہ کی حالت بیان کر دی۔

یمن کا حال

عبید اللہ بن عباس کو یمن میں کوئی مزاحمت نہیں پیش آئی۔ وہاں کے حاکم یعلی بن منبہ عثمانی ولایت اُن کے ہاتھ میں دے دی مگر جس قدر خراج وصول ہو سکا اس کو وصول کر لیا اور مکہ معظمہ میں جا ٹھہر گئے۔

حضرت علیؓ کی تجویز

سہیل بن حنیف جب شام کی طرف سے ناکام آئے تو حضرت علیؓ نے حضرات طلحہ و زبیر کو بلا کر فرمایا "جس بات کا اندیشہ تھا پیش آئی۔ اور اس کا تدارک بس یوں نہیں ہو سکتا ہے کہ جو فتنہ پیدا ہوا ہے بیخ و بنیاد سے اکھاڑ کے پھینک دیا جائے۔ یہ فتنہ مثل آگ کے ہے کہ بھڑکی اور پھیلی"۔ دونوں صاحبوں نے کہا "آپ ہمیں مدینے سے باہر جانے کی اجازت دیں"۔ مگر حضرت علیؓ نے اجازت نہیں دی۔

اہل کوفہ کی اطاعت۔

اب آپ نے ایک خط معویہ کے پاس سبرہ جہنی کے ہاتھ اور ایک ابو موسیٰ اشعری کے پاس معبد اسلمی کے ہاتھ بھیجا۔ ابو موسیٰ کے پاس سے تو معبد اسلمی فوراً یہ جواب لائے کہ اہل کوفہ نے آپ کی بیعت قبول کر لی اور آپ کے مطیع ہیں۔ اور یہ بیعت یوں ہوئی کہ بعض نے بہ خوشی خاطر بیعت کی ہے اور بعض نے ناگواری سے۔

معاویہ کے پاس حضرت علیؓ کا خط۔

مگر سبرہ جہنی نے معاویہ کو جا کر جو خط دیا تو انھوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ سبرہ نے کئی بار جواب کا تقاضا کیا مگر انھوں نے بجائے جواب دینے کے دو ایک شعر پڑھ دیے۔ یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کو شہید ہوئے تیسرا مہینہ شروع ہو گیا۔ آخر ماہ صفر میں معاویہ نے قبیلہ بنی عبس کے ایک شخص قبیصہ کو بلا کے ایک لپٹا ہوا مکتوب دیا جو سربمہر تھا اور اوپر لکھا تھا "از جانب معاویہ بنام علیؓ"۔ ساتھ ہی اس قاصد کو مخفی طور پر چند ہدایتیں کیں اور مدینے روانہ کر دیا۔ اور حضرت علیؓ کے قاصد کو بھی اُسی کے ساتھ واپس کیا۔

معاویہ کا جواب

اس جواب کے مدینے میں پہنچنے کی شان۔

ربیع الاول ۳۶ھ میں یہ دونوں شخص مدینے میں داخل ہوئے۔ قبیصہ عبسی اس مکتوب کو علانیہ طور پر ہاتھ میں لیے ہوئے جب حضرت علیؓ کے مکان کی طرف چلا اور مدینے کی گلیوں میں گزرا تو اکثر لوگ اس کے ساتھ ہو لیے کہ دیکھیں شام سے کیا جواب آیا ہے مگر دل میں سب سمجھ گئے کہ معاویہ حضرت علیؓ کے مخالف ہیں۔ اب اس نے حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر خط پیش کیا۔ آپ نے مکتوب لے کر مہر توڑی اور کھولا تو اس میں کچھ نہ تھا بجز سادے کاغذ کے کچھ نہ پایا۔ حیرت سے قاصد کی صورت دیکھی اور پوچھا "کچھ زبانی پیام لائے ہو؟" اس نے جان کی امان مانگی۔ آپ نے فرمایا "تم قاصد ہو اور قاصد کے لیے اندیشہ نہیں"۔ امان کا اطمینان کر کے اس نے کہا میں دمشق

ایسی قوم کو چھوڑ آیا ہوں جو بجز قصاص لینے کے کسی بات پر راضی نہیں ہو سکتے۔" آپ نے حیرت سے پوچھا "کس سے انتقام لیں گے؟" اُس نے کہا "آپ کی رگ گلو سے۔ وہاں میں ساٹھ ہزار اکابر شہر کو اس حال میں چھوڑ آیا ہوں کہ عثمانؓ کے کرتے کے نیچے کھڑے رو رہے ہیں؟ اور وہ کرتا دمشق کے منبر پر پھیلا دیا گیا ہے۔" حضرت علیؓ نے فرمایا "تو وہ مجھ سے عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں؟ خداوندا میں عثمانؓ کے خون سے بری ہوں۔ بخدا قاتلین عثمانؓ کے لیے یہاں نجات ہے۔ اور خداوند عالم مختار ہے کہ ان کے ساتھ جو چاہے کرے۔" پھر اس کو واپسی کا حکم دیا۔ اس نے کہا "مجھے امان ہے؟" آپ نے فرمایا "ہاں امان ہے۔" مگر اُس کو جاتے دیکھ کر اسی سبائی گروہ یعنی پیروان عبداللہ بن سبا نے جو مدینے میں موجود تھے اور تمام فسادوں کے وہی بانی ہوئے تھے غل مچایا کہ "یہ کتا اور کتوں کا قاصد ہے۔ زندہ نہ جانے پائے۔" ان لوگوں کا زغہ دیکھ کر قبیصہ نے آل مضر اور آل قیس کی دہائی دی اور چلایا کہ "نیزوں اور سواروں سے آ کر میری مدد کرو۔" پھر سب کی طرف خطاب کر کے کہنے لگا "میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ چار ہزار خواجہ سرا تم پر آ پڑیں گے۔" مضریوں نے آ کر اسے سبائیوں کے ہاتھ سے بچایا۔ اور اس سے کہا "بس اب خاموش رہو۔" مگر قبیصہ کسی طرح زبان نہ روکتا تھا۔ برابر یہی کہے جاتا تھا کہ "بخدا ان لوگوں کو خدا افلاح نہ دے گا جس چیز کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے یعنی جس چیز کو وہ پائیں گے وہ اُن کے بارے میں جائز ہو گی۔ شام نہ ہو گی کہ ذلت ان پر آ پہنچے گی۔ میرا تو مقصد ہی یہ ہے کہ اہل مدینہ کو خبر ہو جائے کہ معٰویہؓ کے بارے میں علیؓ کی کیا رائے ہے اور اہل قبلہ سے لڑنے کو وہ کیسا سمجھتے ہیں۔ کیا انہیں ایسی جسارت ہو گی؟ اور مدینے والے سن چکے ہیں کہ خود اُن کے بیٹے حسنؓ نے اُن کو مشورہ دیا تھا کہ گھر میں بیٹھے رہیے اور ان لوگوں کا ساتھ چھوڑیے۔" غرض معٰویہ کا قاصد مدینے میں یہ ہنگامہ مچا کے واپس گیا۔

مدینے میں قاصد معٰویہ کی شورش

حضرت حسنؓ اور حضرت علیؓ

اس خط کے واقعہ کے بعد حضرت علیؓ گھر کے اندر تشریف لے گئے تو حضرت حسنؓ نے آ کر کہا "میں نے جو مشورہ دیا تھا اس کو آپ نے نہ مانا میں نے اس ہنگامہ کے وقت کہا تھا کہ آپ مکہ میں چلے جائیں تاکہ آپ کو تہمت نہ لگائی جائے۔ آپ نے نہ سُنا۔ پھر جب لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہی تب بھی میں نے منع کیا کہ جب تک سارے جماعت متفق ہو کر خواہش نہ کرے قبول نہ کریں۔ مگر آپ نے نہ مانا۔ پھر جب طلحہ و زبیر نے بیعت میں تامل کیا تو میں نے مشورہ دیا کہ

ابن اثیر جلد ۳۔ حالات بیعت علیؓ۔

Marfat.com

آپ انھیں بیعت پر مجبور نہ کریں اور لوگوں کو چھوڑ دیں کہ اُن کا جی چاہے تو برس بھر تک باہم مشورہ کرتے رہیں۔ خدا کی قسم اتنے دنوں مشورہ کرنے کے بعد بھی بجز آپ کے وہ کسی کو خلافت کا اہل نہ پاتے۔ اور پھر آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ خلافت کو واپس کر کے اس معاملہ کو پھر انھیں لوگوں کے ذمہ چھوڑ دیجیے۔ اگر وہ انحراف کریں تو آپ بھی خاموش ہو جائیے اور اگر پھر آپ کی طرف رجوع کریں تو قبول کیجیے۔ خدا کی قسم ان لوگوں کے سرغناؤں سے غدر کی بو آتی ہے۔" حضرت علیؓ نے فرمایا "بیٹا میں بخدا اس بارے میں تمھارے موافق نہیں ہوں۔ جب سے تمھارے نانا نے وفات پائی تم ہمیشہ مجھ سے مخالفت کرتے رہے۔" حضرت حسنؓ نے کہا "ابا جان خدا کی قسم معاویہ آپ کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوں گے اس لیے کہ جو کوئی مظلوم مارا جاتا ہے اُس کے ورثہ کو خدا ایک قسم کی قوت عطا کر دیتا ہے۔" حضرت علیؓ نے فرمایا "مگر ہم تو ظالم نہیں ہیں خدا کی قسم نہ ہم نے ظلم کیا۔ نہ قتل کی رائے دی۔ نہ اس بارے میں کسی کو کچھ لکھا۔ اور تم بخوبی جانتے ہو کہ اس واقعہ سے تمھارے باپ بالکل بری ہیں۔" حضرت حسنؓ نے فرمایا "ان باتوں کو چھوڑیے میرے نزدیک خدا کی قسم مدینہ میں کوئی آزاد مرد کوئی لڑکی اور کوئی بچہ نہیں ہے جس پر عثمانؓ کے خون کا کچھ نہ کچھ بار نہ ہو۔" حضرت علیؓ نے فرمایا "بیٹا تم جانتے ہو کہ تمھارے والد نے کئی بار اہل کوفہ وغیرہ کو پھیر دیا۔ اور تم دونوں کو تلوار دے کر ان کی مدد پر بھیج دیا کہ اُن کی حمایت میں جان دے دو۔ مگر انھیں نے تم کو لڑنے سے روکا۔ اور گھر میں جتنے تھے سب کو خونریزی سے منع کرتے رہے۔ خدا کی قسم اگر وہ مجھے حکم دیتے تو میں بھی ان کی طرف سے لڑتا اور جان دے دیتا۔" حضرت حسنؓ نے فرمایا "ان باتوں کو اس وقت کے لیے اٹھا رکھیے جب روزِ قیامت کو خدا فیصلہ کرے گا۔"

مغیرہ کی علاحدگی۔

اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ آئے تو حضرت علیؓ نے اُن سے فرمایا "خدا کی راہ میں تلوار باندھو ہمارے ساتھ شریک ہو کر دشمنوں سے لڑو۔" انھوں نے کہا "امیرالمومنین۔ نہ میں عثمانؓ کو معتوب کرانا پسند کرتا تھا اور نہ اُن کے قتل کو بہتر جانتا تھا۔ یہ اتنا بڑا مظلمہ تھا جس کے بعد تاریکی ہی تاریکی نظر آتی ہے۔ لہٰذا مجھے تو اجازت دیجیے کہ تلوار ہاتھ سے رکھ دوں۔ اور گھر میں بیٹھا رہوں۔ یہاں تک کہ ظلمتِ عالم جو چھائی ہوئی ہے دور ہو جائے۔" عمار اس جواب کے خلاف تھے۔ مغیرہ سے الجھنے لگے۔ مگر حضرت علیؓ نے جھگڑنے سے روکا اور فرمایا "مجبور کرنے کی ضرورت نہیں ان کو ان کی مرضی پر چھوڑ دو۔"[۱]

---

[۱] الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۴۵ و ۴۶

اہل مدینہ کی فکر۔

ان واقعات نے اہل مدینہ میں اس کی بڑی فکر پیدا کر دی تھی کہ معاویہ اور حضرت علیؓ میں مصالحت کی کیا صورت ہو۔ چنانچہ اکثر لوگوں نے زیاد بن حنظلہ تمیمی کو جو اکثر حضرت علیؓ ہی کے پاس رہا کرتے تھے آمادہ کیا کہ اس بارے میں آپ کی رائے دریافت کریں۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی طرف سے چھیڑنے نہیں پائے تھے کہ خود حضرت علیؓ نے فرمایا "اے زیاد تیار ہو جاؤ"۔ پوچھا "کس کام کے لیے؟" ارشاد ہوا "غزائے شام کے واسطے"۔ عرض کیا "جہاں تک بنے نرمی اور نرمی اختیار فرمائیے"۔ مگر حضرت علیؓ نے یہی جواب دیا کہ "میں مقابلے کے لیے آمادہ ہوں اس ارادے سے باز نہیں آسکتا"۔ اس گفتگو کے بعد زیاد اُٹھ کے باہر گئے تو لوگ منتظر کھڑے تھے پوچھا "کیا خبر ہے" کہا "تلوار بس یہی خبر ہے اور کچھ نہیں"۔[۵]

طلحہ و زبیر کی کبیدگی۔

حضرات طلحہ و زبیر کی نسبت بعض راویوں کا بیان ہے کہ زبیرؓ کو یقین تھا کہ حضرت علیؓ اُن کو عراق کا اور طلحہ سمجھے ہوئے تھے کہ مجھے یمن کا والی مقرر فرمائیں گے۔ جب اس میں مایوسی ہوئی تو شکایت کرنے لگے۔ حضرت علیؓ نے سنا تو عبداللہ بن عباس سے مشورہ کیا۔ اُن کی رائے ہوئی کہ ان دونوں صاحبوں کو کوفے و بصرے کا حاکم مقرر کر دیا جائے۔ مگر حضرت علیؓ نے ہنس کے ٹال دیا اور فرمایا "اگر میں اسی کو گوارا کر لیتا تو معاویہ کی حکومت شام کیوں قبول کرتا؟ ان دونوں کی یہ ہوس حکمرانی مجھ پر ظاہر نہ ہو گئی ہوتی تو البتہ ان کا کچھ خیال کرتا۔ اب تو یہ نہیں ممکن ہے"۔ اس کے بعد ان دونوں حضرات نے حاضر ہو کر آپ سے عمرہ بجا لانے کے لیے مکہ معظمہ جانے کی اجازت مانگی۔ اس نیک کام سے روکنا مشکل تھا اجازت دے دی اور دونوں بزرگ مدینہ طیبہ سے نکل کے چلے گئے۔[۵]

ان کا مدینے سے کوچ کرنا۔

فوج کشی و ترتیب لشکر۔

ان کے جانے کے بعد حضرت علیؓ نے اپنے فرزند محمد بن حنفیہ کو بلا کر اُن کے ہاتھ میں ایک جھنڈا دیا۔ اور فوج کشی کا سامان کر دیا۔ عبداللہ بن عباس کو افسر میمنہ اور عمرو بن ابی سفیان کو میسرہ مقرر فرمایا۔ ابو عبیدہ بن الجراح کے بھتیجے ابو لیلیٰ کو مقدمۃ الجیش کا افسر بنایا۔ اور قثم بن عباس کو اپنی جگہ مدینے میں نائب بنا کے چھوڑنا چاہا۔ مگر جن لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر خروج کیا تھا ان میں سے کسی کو کوئی خدمت نہیں دی۔ پھر قیس بن سعد، عثمان بن حنیف اور ابو موسیٰ اشعری کو فرمایا کہ اپنے علاقوں کے لوگوں کو لڑائی پر آمادہ اور جمع کر کے اہل شام کے مقابلے پر

---

۵ ابن اثیر جلد ۳۔ حالات بیعت حضرت علیؓ

۵ الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۴۶۔

Marfat.com

حضرت علیؓ کا خطبۂ اعلان جنگ

روانہ کرو۔ اور اہل مدینہ کو بھی بلا کے حکم فرمایا کہ سب شام والوں کے مقابلے کے لیے تیار ہو جائیں۔ ان لوگوں سے مخاطب ہو کر آپ نے یہ الفاظ فرمائے کہ "خدا کی سطوت ہی پر تمہاری خلافت کی حفاظت ہے۔ بغیر ملال اور ناگواری کے خلیفہ کی اطاعت و فرماں برداری کرو۔ خدا کی قسم تم کو یہی مسلک اختیار کرنا پڑے گا۔ ورنہ خدا سلطنت اسلام کو تم سے کسی اور کی طرف منتقل کر دے گا اور پھر قیامت تک تمہارے شہر میں نہ آئے گی۔ لہٰذا اُن لوگوں کے مقابلے کے لیے اُٹھو جو تمہاری جماعت توڑنا چاہتے ہیں۔ باہر والوں نے تم میں جو خرابیاں پیدا کرادی ہیں شاید خدا انہیں دور کر دے۔ اور تم اپنا فرض ادا کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

حضرت عائشہؓ طلحہ و زبیر کی مخالفت کی اطلاع

مدینہ میں شام کی طرف فوجیں روانہ کرنے اور معاویہ کے مقابلے کی تیاریاں ہو رہی تھیں کہ یکایک خبر آئی طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ اور اہل مکہ حضرت علیؓ کے خلاف ہیں اور لوگوں کو مخالفت پر ابھار رہے ہیں۔ حضرت علیؓ نے یہ سنتے ہی مدینہ میں اعلان کر دیا کہ "یہ لوگ ہمارے خلاف اور میری حکومت سے ناراض ہیں۔" پھر فرمایا "میں انشاءاللہ صبر سے کام لوں گا۔ اگر وہ لوگ رُکے رہے تو میں بھی رکوں گا۔ اور اتنا ہی رہے گا جتنا کہ مجھے معلوم ہو اس سے بڑھنے کی نوبت نہ آنے گی۔" دو چار روز بعد خبر آئی "کہ وہ لوگ مکہ سے بصرے کی طرف جا رہے ہیں۔" یہ سُن کر حضرت علیؓ خوش ہوئے اور فرمایا "کوئی مضائقہ نہیں۔ وہاں سے قریب کوفہ میں شجاعانِ عرب رہتے ہیں اور وہاں عرب کے معزز خاندان آباد ہیں۔" ابن عباسؓ نے کہا "امیر المومنین آپ جس چیز پر خوش ہوئے ہیں وہی مجھے اندیشہ ناک معلوم ہوتی ہے کوفہ ایک شہر جس میں مشاہیر عرب مقیم ہیں۔ مگر اُن کی حالت یہ ہے کہ قوم کو جب تیاری کی ضرورت ہو تو وہ تیار نہیں ہو سکتے۔ اس شہر والوں کی ہمیشہ یہ شان رہی کہ علی العموم ایسے کام کا حوصلہ کیا کرتے ہیں جس کو کر نہیں سکتے۔" حضرت علیؓ نے اُن کے قول کی تائید فرمائی اور بجائے شام کے کوفہ ہی کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ کر دیا۔

اہل مدینہ کی سستی ابن عمر کی علیحدگی

اب آپ نے اہل مدینہ کو کوچ کے لیے ابھارا مگر اُن سے سستی ظاہر ہوئی۔ اور آپ نے لوگوں کو اپنے سامنے بلوانا شروع کیا چنانچہ کمیل نخعی آپ کے حکم سے عبداللہ بن عمر کو لے آیا۔ حضرت علیؓ نے اُن سے فرمایا "میرے ساتھ لڑائی پر چلو۔" انھوں نے کہا "میں بھی منجملہ اہل مدینہ کے ہوں۔ انھوں نے آپ کی بیعت کی ہے تو میں نے بھی کر لی۔ اگر وہ آپ کے ہمراہ چلیں گے تو میں بھی چلوں گا۔ اگر وہ نہ چلے تو میں بھی نہ جاؤں گا۔" حضرت علیؓ نے کہا "تو پھر کسی کو اپنا ضامن بتا

ہوں نے کہا "ضامن تو میں کسی کو نہ دوں گا"۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا۔ تم سے بچپن سے آج تک
ی کوئی بد اطواری و بد معاملگی ظاہر نہیں ہوئی ہے۔ یہ نہ ہوتا تو میں تمہاری اس حرکت کو گوارا نہ کر سکتا۔
لوگوں سے کہا خیر انھیں جانے دو۔ اِن کا ضامن میں خود ہوں"۔ یہاں سے واپس جا کر ابن عمرؓ نے
ینے والوں کے خیالات کا اندازہ کیا تو لوگوں کو یہ کہتے سُنا کہ "سمجھ میں نہیں آتا اس معاملے میں
م کیا کریں۔ جب تک خدا کوئی خاص بات روشن نہ کر دے گا ہم تو کہیں نہ جائیں گے"۔ اُن کی
رائیں سُن کر حضرت ابن عمرؓ اسی رات کو مدینہ سے بھاگ گئے مگر چلتے وقت اپنی سوتیلی ماں

ابن عمرؓ کا مدینہ سے بھاگ جانا۔

ضرت اُم کلثوم بنت علیؓ کے پاس کہلا بھیجا کہ "مدینے والوں کے یہ خیالات مجھے معلوم ہوئے
ر میں عمرے کے لیے مکہ معظمہ جاتا ہوں۔ اس کے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ حضرت علیؓ کی اطاعت
قائم رہوں گا۔ لیکن یہ بھی کہے دیتا ہوں کہ ان کے ساتھ لڑائی پر نہ جاؤں گا"۔

حضرت علیؓ کا تردد۔

دوسری صبح کو جیسے ہی حضرت علیؓ کی آنکھ کھلی تو لوگوں نے عرض کیا کہ "آج رات کو ایسا واقعہ
پیش آگیا جو طلحہؓ زبیرؓ عائشہؓ اور معاویہ سب کے واقعوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ ابن عمرؓ بھاگ کے
شام چلے گئے"۔ حضرت علیؓ کو اس پر بہت تردد ہوا۔ فوراً بازار میں آئے سواروں اور پیدلوں کو ابن عمرؓ
کے تعاقب میں دوڑایا۔ اور گرد آوری کرنے والی فوجیں ہر راستے پر روانہ کر دیں۔ اتنے میں آپ کی

اور اطمینان

صاحب زادی اُم کلثوم کا آدمی آیا اور اُس نے اصل حقیقت بیان کر دی۔ ابن عمرؓ کا یہ ارادہ سُن کر
حضرت علیؓ مطمئن ہو گئے۔ اور جن لوگوں کو تعاقب میں بھیجا تھا واپس بُلا لیا۔ پھر مجمع عام میں فرمایا۔ خدا کی
قسم نہ ام کلثوم جھوٹی ہیں اور نہ ابن عمرؓ نے جھوٹ کہا ہے۔ میں ان کو ثقہ اور راست باز جانتا ہوں۔

Marfat.com

دوسری فصل

بصرے میں حضرت عائشہؓ کا تسلط

حضرت عائشہ کی مخالفت۔ آپ کا خطبہ اختلاف۔ جوش مخالفت۔ مخالفت کی قوت۔ ابن عامر کی رائے اور اُن پر اعتراض۔ مدینے میں تامل۔ عبداللہ بن عمر کا انکار اور عذر۔ اور امہات مومنین کی علیحدگی۔ لشکر کی تیاری۔ بصرے روانہ ہونا۔ مروان کی فتنہ انگیزی۔ قوم النجیب بنی اُمیہ کے خیالات۔ فرزندانِ عثمانؓ۔ ناقۂ عائشہ۔ آب حواب۔ بصرے میں پہنچنا۔ بصرے کے باہر پڑاؤ اور اہل شہر کو خبر۔ والی و معززین بصرہ۔ عثمان بن حنیف والی بصرہ کی مخالفت۔ عمران و ابوالاسود حضرت صدیقہ کی خدمت میں۔ حضرت طلحہ کی خدمت میں۔ حضرت زبیر کی خدمت میں۔ اس سفارت کا انجام۔ والی کا ارادۂ پرخاش۔ ایک فریب کی کارروائی۔ اور اس میں ناکامی۔ دونوں طرف کے لوگوں کا جماؤ۔ طلحہ و زبیر کی تقریریں۔ مجمع کے مختلف خیالات پھیل گئے۔ حضرت عائشہ کا معجز نما خطبہ۔ آپ کے خطبہ کا اثر۔ ایک مخالف کا حضرت صدیقہ کو سمجھانا۔ طلحہ و زبیرؓ ایک مخالف کا اعتراض۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ حضرت صدیقہ کا ہٹ جانا۔ بےادب گستاخ کا مارا جانا۔ بھنڈار خانے کے پاس کی لڑائی مشروط صلح۔ اہل بصرہ کا سفیر مدینے میں۔ مدینے میں اخفائے حق کا جوش۔ حضرت علیؓ کا حکم عثمان کو۔ عثمان کی مخالفت معاہدہ۔ مسجد کا ہنگامہ۔ عثمان بن حنیف کی گرفتاری۔ اُن پر ظلم ہونے کی دوسری روایت۔ تیسری روایت۔ اس روایت کے مطابق طلحہ و زبیر اور اہل بصرہ کی گفتگو۔ حکیم کا معرکہ اسی روایت کے مطابق۔ اس کی اور ابن زبیر کی گفتگو۔ اس کا حملہ۔ اس کا مارا جانا۔ قاتلین عثمانؓ سے انتقام۔ بصرے کے طرفدار علیؓ۔ تقسیم وظیفہ و انعام۔ اور شہر والوں کو اطلاع۔ طلحہ و زبیر کے ہاتھ پر بیعت۔ اس فتنہ سے زبیر کا اندیشہ۔

حضرت عائشہ کی مخالفت

اب ہمیں یہ بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ مکہ معظمہ میں حضرت علی کی مخالفت پر صحابہ کا ایک گروہ کیوں جمع ہوا۔ یہ ہم بتا چکے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے محصور ہونے کے زمانے میں حضرت عائشہ بغرض حج مکہ معظمہ میں تشریف لائی تھیں۔ حج سے فارغ ہو کر آپ واپس چلیں تو مقام سرف تک

Marfat.com

پہنچی تھیں کہ آپ کے ننھیالی رشتہ دار عبید اللہ بن ابی سلمہ جو ابن امِ کلاب کے لقب سے مشہور تھے ملے۔ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کا سانحہ ہوش ربا بیان کیا۔ ام المومنین نے پوچھا اس کے بعد کیا ہوا؟ کہا لوگوں کو حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے پر اتفاق ہے۔ اتنا سنتے ہی آپ مکہ معظمہ کی طرف پلٹ پڑیں۔ اور زبان پر یہ کلمات تھے "خدا کی قسم عثمانؓ مظلوم مارے گئے اور میں ان کے خون کا انتقام لوں گی۔" عبید اللہ نے کہا۔ آپ ہی نے تو سب سے پہلے حضرت عثمانؓ کے طرزِ عمل پر اعتراض کیا تھا؟ فرمایا "مگر ان لوگوں نے ان کو اس وقت قتل کیا جب وہ اپنے غیر پسندیدہ افعال سے توبہ کر چکے تھے۔" حجر میں تشریف لے گئیں۔ وہاں مکہ میں پہنچ کر آپ مسجد حرام کے دروازہ پر اتریں اور پردہ کر دیا گیا۔ جب آپ کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے سب کی طرف خطاب کر کے یہ تقریر فرمائی "لوگو مختلف شہروں کے لوگوں، بدوی صحرا نشینوں اور اہل مدینہ کے غلاموں نے شورش مچا کر اس شخص پر زغہ کیا جو مظلوم مارا گیا۔ ان ظالموں نے ان پر یہ الزام لگایا کہ انھوں نے نوجوانوں کو اہم خدمات دیں انھیں جاگیریں عطا کیں حالانکہ عہدِ عثمانی سے پہلے اس عمر کے لوگ ان خدمات پر مامور ہو چکے تھے۔ اور جب انھوں نے ان اعتراضات کو تسلیم کر کے جاگیریں چھین لیں تب ظالموں کے لیے کوئی حجت باقی نہیں رہی اور انھوں نے ظلم سے امیر المومنین کو قتل کر دیا جس خون کا گرانا حرام تھا اس کو گرایا جس شہر میں خونریزی حرام تھی اس کو حلال کیا۔ اور جس مال کو لوٹنا حرام تھا اس کو لوٹا۔ خدا کی قسم عثمانؓ کی ایک انگلی ایک عالم سے اچھی تھی اور خدا کی قسم جس وضع سے ان لوگوں نے دستِ تعدی دراز کیا ہے اس کی بدولت عثمانؓ سے کوئی گناہ ہوا بھی تھا تو اس سے اس طرح پاک و صاف ہو گئے جیسے سونا کھوٹ سے اور کپڑا میل سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔"

ام المومنین محبوبۂ رسول اللہ صلعم کی اس تقریر کا حاضرین پر بڑا اثر پڑا عبد اللہ بن عامر حضرمی جو عہدِ عثمانی سے مکہ کے والی تھے جوش میں آ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا "اس خون کا پہلا انتقام لینے والا میں ہوں۔" اس کے بعد تمام بنی امیہ جو مکہ میں جمع تھے اور مدینے سے بھاگ آئے تھے اس دعوے میں شریک ہوئے اور حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے ایک اچھا خاصا گروہ پیدا ہو گیا۔

اس اثنا میں عبد اللہ بن عامر بصرے سے آ گئے جو بے حد دولت اپنے ساتھ لائے تھے دوسری طرف یعلیٰ بن امیہ ابن منبہ چھ سو اونٹوں کا قافلہ لے کر یمن سے آ گئے اور ...

پڑاؤ ڈال دیا۔ اس کے بعد حضرات طلحہؓ و زبیرؓ بھی مدینے سے آکر حضرت عائشہ کی کوشش میں شریک ہو گئے۔ حضرت عائشہ نے اُن سے پوچھا "مدینے میں کیا ہو رہا ہے؟" کہا "ہم مدینے سے بھاگ کے آئے ہیں۔ اور اس شہر کو اس حال میں چھوڑ آئے ہیں کہ بلوائیوں اور بدویوں نے ہنگامہ مچا رکھا ہے اور ایسے بے اصول لوگ جمع ہو گئے ہیں جن کو نہ حق کا اقرار ہے نہ باطل سے انکار اور نہ اپنے نفس کو روکتے ہیں"۔ حضرت عائشہ نے کہا "تو پھر انھیں بلوائیوں کے مقابلے پر چلو"۔

ابن عامر کی رائے اور اس پر اعتراض

سب لوگوں کی رائے تھی کہ پہلے شام کی طرف جانا چاہیے! ابن عامر نے کہا "شام میں اکیلے معٰویہ کافی ہیں۔ ہمیں بصرے چلنا چاہیے۔ وہاں میرا بھی کچھ اثر ہے! اور وہ لوگ عموماً طلحہ کی نسبت خاص عقیدت رکھتے ہیں"۔ یہ سُن کر سب نے ابن عامر کو الزام دیا کہ "ایسا تھا تو تم وہاں سے کیوں چلے آئے؟ نہ تم کوئی صلح کرنے والے تھے! اور نہ کسی سے تم کو لڑنا تھا جس طرح معٰویہ شام میں ہیں اسی طرح تم کو چاہیے تھا کہ اپنے علاقے میں ٹھہرے رہتے۔ تمھارا وہاں ہونا ہمارے لیے کافی ہوتا! اور وہاں کا انتظام درست کر کے ہم سب کوفہ کی راہ لیتے۔ اور مخالفوں کی سب راہیں بند کر دیتے"۔ ابن عامر سے اس اعتراض کا کچھ جواب نہ بن پڑا۔

مدینے چلنے میں تامل

اس کے بعد لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے کہا "مدینے کو چھوڑ دیجیے۔ جس وقت ہم وہاں سے نکلے ہیں بلوائیوں کا زور تھا۔ اور ہمارے پاس اتنی قوت نہیں ہے کہ ان لوگوں کا مقابلہ کر سکیں۔ لہٰذا ہمیں بصرے چلنا چاہیے جہاں حکومت کا ہاتھ مضبوط نہیں ہے۔ وہاں والے ہمارے سامنے حضرت علیؓ کی بیعت کا مسئلہ پیش کریں گے۔ لہٰذا آپ اُن کو اسی طرح مخالفت پر آمادہ فرمائیں جس طرح اہل مکہ کو آمادہ کیا ہے"۔

عبداللہ بن عمرؓ کا انکار اور عذر

حضرت عائشہؓ نے اسی رائے کو پسند فرمایا! اور اب سب لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بلایا جو مدینے سے بھاگ آئے تھے اور کہا "آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں"۔ اُنھوں نے اس سے عذر کیا اور کہا "میرا شمار اہل مدینہ میں ہے۔ لہٰذا میں وہی کروں گا جو اہل مدینہ کریں گے"۔ چنانچہ سب نے مجبور ہو کے انھیں چھوڑ دیا۔

امہات المومنین کی علیحدگی

اُمّ المومنین حضرت صدیقہ کے ساتھ اور ازواج مطہرات رسالتؐ بھی تھیں مگر جب انھوں نے حضرت عائشہ کو بصرے کا عازم دیکھا تو ساتھ چھوڑ کے علیحدہ ہو گئیں۔ حضرت ام المومنین حفصہ نے اُن کی رفاقت قبول کر لی تھی مگر اُن کے بھائی عبداللہ بن عمر نے اُن کو بھی اس سے روک دیا۔

لشکر کی تیاری

اب مکہ میں انتقام خواہ لشکر مرتب ہوا جس کی تیاری میں یعلیٰ بن منیہ نے چھ سو اونٹ اور

لاکھوں درہموں سے اور ابن عامر نے روپیہ کی مقدار کثیر سے مدد دی۔ اور حضرت عائشہؓ کے نقیب نے مکے کی گلی کوچوں میں اعلان کر دیا کہ ام المومنین اور طلحہ اور زبیر بصرے جا رہے ہیں جو شخص اسلام کی بے حرمتی کرنے والوں سے لڑنا اور خلیفہ مظلوم عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہو اور اس کے پاس سواری اور سامانِ سفر نہ ہو آئے اس کی مدد اور کفالت کی جائے گی۔" لوگ آنا شروع ہوئے۔ اور چھ سو آدمی اونٹوں پر سوار کرائے گئے۔ اُن کے ساتھ ایک ہزار یا نو سو سفروزین اہلِ مدینہ کے گروہ کو ہمراہ لے کر حضرت عائشہؓ روانہ ہوئیں۔ راہ میں تھوڑے ہی زمانے میں اور بہت سے لوگ آکر شریک ہو گئے۔ اور حضرت عائشہؓ کے جھنڈے کے نیچے پورے تین ہزار سپاہیوں کا انبوہ جمع ہو گیا۔

بصرے کو روانہ ہونا۔

رسول اللہ صلعم کی چچی اُم الفضل نے جو حضرت عباسؓ کی بیوی کہ معظمہ میں موجود تھیں انھوں نے ظفر نام ایک شخص کو اُجرت دے کر مدینے روانہ کر دیا کہ حضرت علیؓ کو اِن واقعات کی خبر کر دے۔ چنانچہ اُس نے فوراً جا کے آپ کو اِن حالات سے آگاہ کیا۔

مروان کی فتنہ انگیزی

حضرت عائشہؓ جب مکہ سے روانہ ہونے لگیں تو مروان بن حکم نے طلحہ و زبیر سے آکے پوچھا "آپ دونوں میں سے کس کو میں امیر کہہ کے سلام کیا کروں؟ اور کس کی طرف سے نماز کی اذان دی جایا کرے؟" دونوں مذکورہ بزرگوں کے فرزند موجود تھے عبداللہ بن زبیر نے کہا "میرے والد زبیر کے نام سے" محمد بن طلحہ بولے "میرے والد طلحہ کے نام سے"۔ حضرت صدیقہ نے یہ ماجرا سُنا تو مروان کے پاس کہلا بھیجا "معلوم ہوتا ہے تو ہمارے گروہ میں تفرقہ ڈالنا چاہتا ہے۔ میرا حکم یہ ہے کہ میرا بھانجا عبداللہ بن زبیر نماز پڑھائے گا"۔ بعض راویوں کا بیان ہے کہ جب تک عتاب بن اُسید مارے نہیں گئے تھے وہی نماز پڑھاتے رہے۔ معاذ بن عبید اکثر کہا کرتے تھے "کہ اگر ہم لوگ فتحیاب بھی ہو جاتے تو خدا کی قسم آپس میں جھگڑتے زبیر طلحہ کو خلیفہ ہونے دیتے اور نہ طلحہ زبیر کو۔

یوم النحیب

تمام ازواج مطہرات مقام ذات عرق تک حضرت عائشہ کے ساتھ رہیں۔ وہاں جب رخصت ہونے کا وقت آیا تو سب لوگ باہمی نااتفاقی اور اسلام کی مصیبت پر روئے۔ اور اس طرح پھوٹ پھوٹ کر زار و قطار روئے کہ اس سے پہلے نہ کبھی اتنے رونے والے دیکھے گئے تھے نہ اتنی رونے والیاں اور نہ ایسا رونا چنانچہ اس دن کا نام ہی عربوں میں یوم النحیب رونے کا دن مشہور ہو گیا۔

Marfat.com

بنی امیہ کے خیالات

اسی مقام پر سعید بن عاص مروان بن حکم سے ملا۔ اور چپکے سے کہا "انتقام کا میدان تو موجود ہے۔ تم اس کو چھوڑ کے کہاں جاتے ہو؟" مطلب یہ تھا کہ عثمانؓ کے اصلی دشمن تو ما ثر و طلحہؓ و زبیرؓ ہیں ان کو چھوڑ کے کہاں جاتے ہو؟ ان کو قتل کر دو اور اپنے گھر کا راستہ لو۔ مروان نے کہا "ہم اس لیے جاتے ہیں کہ شاید تمام قاتلین عثمانؓ کو قتل کر سکیں"۔ اس کے بعد سعید طلحہؓ و زبیرؓ سے ملا اور کہا "اگر آپ کامیاب ہوئے تو سچ سچ بتائیے کسے خلیفہ بنائیں گے؟" انھوں نے جواب دیا "ہم میں سے کوئی بھی جسے لوگ پسند کریں خلیفہ ہو جائے گا"۔ اس نے کہا "آپ تو حضرت عثمانؓ کے خون کا انتقام لینے کو جا رہے ہیں۔ انھیں کے کسی فرزند کو کیوں نہ خلیفہ بنایئے؟" اس کا یہ جواب پایا کہ "کیا ہم مہاجرین کو چھوڑ دیں اور یتیموں کو خلیفہ بنائیں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟" سعید نے کہا "ایسا ہے تو پھر میں کوشش کروں گا کہ خلافت عبد مناف کی اولاد میں نہ جانے پائے"۔ یہ کہہ کے سعید پلٹ گیا اور اس کے ساتھ عبداللہ بن خالد بن اسید نے بھی گھر کا راستہ لیا۔ اس موقع پر مغیرہ بن شعبہ نے کہا "میری رائے وہی ہے جو سعید نے دی۔ اس لیے بنی ثقیف میں کے جتنے آدمی اس لشکر میں موجود ہوں انھیں واپس چلا جانا چاہیے" اور یہ کہہ کر مغیرہ نے بھی اپنا راستہ لیا۔

فرزندانِ عثمانؓ

اب یہ لشکر آگے بڑھا۔ اور اس کے ہمراہ حضرت عثمانؓ کے دو فرزند ابان اور ولید بھی موجود تھے۔ یعلیٰ بن منبہ نے عسکر نام ایک اچھی اونٹنی جسے اسّی درہم دے کے خریدا تھا حضرت عائشہؓ کی نذر کی۔ اور آپ اسی پر سوار ہو کے روانہ ہوئیں۔ بعض راویوں کا بیان ہے کہ حضرت عائشہؓ کی اونٹنی بنی عرینہ کے ایک شخص کی ملکیت تھی۔ خود اس شخص کا بیان ہے کہ میں اپنی اس اونٹنی پر چلا جاتا تھا کہ ایک سوار ملا اور کہا "اونٹنی بیچتے ہو؟" میں نے کہا "ہاں" پوچھا "کیا لو گے" میں نے کہا "ایک ہزار درہم" اس نے تعجب سے کہا "کچھ سڑی ہوئے ہو؟" میں نے کہا "سڑی ہونے کی کوئی بات نہیں ہے؟ اس اونٹنی پر بیٹھ کے میں نے جس کا تعاقب کیا اس کو پالیا اور جس نے میرا تعاقب کیا مجھے ہرگز نہ پایا"۔ اس نے کہا "جانتے بھی ہو ہم اس کو کس کے لیے چاہتے ہیں؟ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے لیے اس کی ضرورت ہے"۔ میں نے کہا "ان کے لیے چاہتے ہو تو بغیر قیمت کے نذر ہے"۔ اس نے کہا "یہ نہیں ہمارے ساتھ چلے چلو۔ ہم تمھیں دام بھی دیں گے اور ایک اونٹنی بھی تمھاری نذر کریں گے"۔ میں اس کے ساتھ ہو لیا۔ لوگوں نے اس اونٹنی کے معاوضہ میں مجھے ایک اچھی اونٹنی اور چار سو یا چھ سو درہم دیے۔ اس کے بعد لوگوں نے مجھ سے پوچھا "تم صحرا کے راستوں سے واقف ہو؟" میں نے کہا "خوب واقف

ناقۂ عائشہؓ

Marfat.com

غرض اُن لوگوں نے رہبر کے طریق پر مجھی کو اپنے ساتھ لے لیا۔ راستے بھر یہ حالت رہی کہ ایک مجھ سے ہر گھاٹی اور ہر صحرا کا نام پوچھتے اور میں بتاتا۔ آخر ہم ایک تالاب کے کنارے پہنچے۔ جہاں کے کتے ہمیں بھونکنے لگے۔ لوگوں نے اُس کا نام پوچھا اور میں نے بتایا کہ یہ

آب حواب

آب حوأب کہلاتا ہے۔ میری زبان سے حوأب کا نام سنتے ہی حضرت عائشہ نے نہایت ہی بلند آواز سے فرمایا "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔ اس مقام کا ذکر تو میں حضرت رسولِ خدا صلعم کی زبانِ مبارک سے سن چکی ہوں۔ ایک روز میں تھی اور آپ کی اور سب بیویاں بھی بیٹھی ہوئی تھیں کہ آپ نے فرمایا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تم میں سے کون ہے جس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔" یہ واقعہ بیان کر کے آپ نے اپنی اونٹنی بٹھا دی اور فرمایا "لے مجھے یہاں سے واپس لے چلو۔" سب سمجھاتے تھے اور آپ نہ مانتی تھیں اسی تردد میں سارا لشکر ایک رات دن پڑا رہا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر بار بار کہتے تھے کہ رہبر نے آپ کو اس تالاب کا نام غلط بتایا ہے۔ مگر حضرت صدیقہ ایک نہ مانتی تھیں۔

اسی اثنا میں خبر آئی کہ حضرت علیؓ مدینے سے روانہ ہو گئے۔ ساتھ ہی ابن زبیر نے غل مچایا "بھاگو۔ علیؓ مع اپنے لشکر کے پہونچا ہی چاہتے ہیں۔" اس اندیشہ نے حضرت عائشہ کو خاموش کیا اور سب کے ساتھ آپ بصرے کی طرف چل کھڑی ہوئیں۔ اور یہ لشکر منازل سفر طے کر کے بصرے کی آبادی کے سامنے جا پہونچا۔

بصرے میں پہونچنا

یہاں عمیر بن عبد اللہ تیمی نے حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا "ام المومنین۔ میں آپ کو قسم دلاتا ہوں کہ سیدھی شہر کے اندر نہ داخل ہو جایئے۔ آپ سے ابھی شہر والوں سے کوئی ملت نہیں ہوئی ہے۔ اور نہیں معلوم وہ لوگ کس خیال میں ہیں پہلے ابن عامر کو بھیجیے جن کا شہر والوں پر اثر ہے۔ وہ جا کے لوگوں سے ملیں اور آپ کے تشریف لانے کا مقصد بیان کریں۔ پھر اس کے بعد آپ شہر کے اندر قدم رکھیں۔" اس مشورے کے مطابق حضرت صدیقہ نے بصرے سے ذرا پہلے بمقام حفیر میں پڑاؤ ڈال دیا۔ اور ابن عامر جا کے لوگوں سے ملے۔ خود حضرت اُم المومنین نے بھی احنف بن قیس اور صبرہ بن شیمان کے سے چند معززین بصرہ کو خطوط بھیجے۔

بصرے کے باہر پڑاؤ اور اہلِ شہر کو خبر

یہاں اس زمانے میں عثمان بن حنیف تو حضرت علیؓ کے مقرر کیے ہوئے والی بصرہ تھے عمران بن حصین نام ایک رئیس شہر کا اثر عوام پر زیادہ تھا۔ اور خواص شہر پر ابو الاسود دوئلی اثر رکھتے تھے جو حضرت علیؓ کے شاگرد تھے اور کبار تابعین میں شمار کیے جاتے تھے۔ عثمان بن حنیف نے ورودِ عائشہ کی خبر پاتے ہی دونوں مذکورہ صاحبوں یعنے عمران اور ابو الاسود کو

والی وسوزینیا بصرہ

عثمان بن حنیف والی بصرہ کی مخالفت

بلا کے کہا "آپ ان بیوی کے پاس جائیں۔ پتہ لگائیں کہ وہ کیا چاہتی ہیں۔ اور ان کے ہمراہ کون لوگ ہیں۔ اور کس خیال میں ہیں"۔

عمران و ابوالاسود حضرت صدیقہ کی خدمت میں

دونوں صاحب والی کا اشارہ پاتے ہی حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کے بعد عرض کیا "ہمارے والی نے ہمیں یہ دریافت کرنے کو بھیجا ہے کہ آپ یہاں کس لیے تشریف لائی ہیں؟" حضرت عائشہ بولیں "مجھ سی عورت کا کام نہیں کہ اصل حقیقت کو اپنے فرزندوں سے مخفی رکھوں۔ سنو۔ بلوائیوں اور قبائل عرب کے مفسدوں نے حرم رسالت پر حملہ کیا۔ وہاں فساد مچایا فسادیوں کو پناہ دی۔ اور ان اعمال زشت کے باعث خدا اور رسول کی لعنت کے مستوجب ہوئے اسی قدر نہیں۔ انھوں نے مسلمانوں کے امام کو قتل کیا۔ بغیر اس کے کہ کوئی عذر پیش کر سکتے ہوں جس خون کا گرانا حرام تھا اس کو حلال کر لیا۔ اور جس مال کا لوٹنا حرام تھا اس کو لوٹا۔ شہر محترم اور ماہ محترم ذی الحجہ کی حرمت خاک میں ملا دی۔ اُن کی یہی دستبرد دیکھ کر میں یہ بتانے کو گھر سے نکلی ہوں کہ ان ظالموں کے ہاتھ سے کیا ہوا۔ جوار رسالت کے لوگ اب تک کس آفت میں مبتلا ہیں۔ اور اس فساد کے دور کرنے اور امت محمدیؐ کی اصلاح کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے"۔ اس کے بعد آپ نے قرآن کی ایک آیت پڑھی اور خاتمے پر فرمایا "ہمارا یہ حال ہے۔ لہذا ہم تمھیں بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کو آئے ہیں"۔

حضرت طلحہ کی خدمت میں

آپ کی یہ تقریر سننے کے بعد عمران اور ابوالاسود حضرت طلحہ سے ملے اور آنے کا سبب پوچھا۔ انھوں نے صاف صاف کہہ دیا "ہم عثمانؓ مظلوم کے خون کا انتقام لینا چاہتے ہیں"۔ دونوں صاحبوں نے پوچھا "آپ تو حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ کہا "ہاں کر چکے ہیں مگر اس وقت بیعت کی جب تلوار گردن پر رکھ دی گئی"۔ اور اُن کی یہ بیعت اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے کہ وہ ہمارے اور قاتلین عثمانؓ کے درمیان میں حائل نہ ہوں"۔

حضرت زبیر کی خدمت میں

بعد ازاں یہ دونوں شخص حضرت زبیر کی خدمت میں گئے اور انھوں نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت طلحہؓ نے دیا تھا۔

اس سفارت کا انجام

یوں حضرت ام المومنین اور اُن بزرگان صحابہ کی رائے دریافت کرنے کے بعد دونوں عثمان بن حنیف کے پاس واپس جانے کو تھے کہ حضرت عائشہ کے نقیب نے کوچ یعنی بصرے داخل ہونے کا اعلان کیا۔ فوراً دوڑ کے عثمان کے پاس گئے انھیں اطلاع کی سنتے ہی ابن حنیف کی زبان سے نکلا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون قسم ہے پروردگار کعبہ کی کہ اسلام کی چکی

(ہو) گئی (یعنی مسلمانوں میں لڑائی چھڑ گئی) اب بتاؤ کہ ہم کہاں پناہ لیں؟" عمران نے کہا "خدا کی قسم البتہ لڑائی کی چکی تم کو عرصۂ دراز تک پیسے گی۔" عثمان نے پوچھا "تم بتاؤ کہ تمہارے نزدیک کیا مصلحت ہے؟" کہا "میری رائے تو یہ ہے کہ آپ اس جھگڑے سے الگ رہیں اور میں بھی گھر میں جا کے بیٹھ رہوں گا۔" عثمان نے کہا "یہ نہیں ہو سکتا جب تک امیر المومنین آئیں میں ان لوگوں کو روکوں گا۔"

والی کا ارادۂ پرخاش۔

اس کے بعد عمران تو اپنے گھر میں گئے۔ اور عثمان بن حنیف مزاحمت کی تیاریاں کرنے لگے۔ اسی اثنا میں ہشام بن عامر آ کے عثمان سے ملے اور کہا "آپ جو کچھ کرنے والے ہیں اس میں شر پیدا ہوگا یہ وہ مصیبت ہے جو دور نہیں ہو سکتی۔ وہ دوسر ہے جو اچھا نہیں ہو سکتا۔ بجائے مزاحمت کی کوشش کے آپ ان لوگوں کے ساتھ نرمی اور اخلاق کا برتاؤ کریں۔ اور حضرت علیؓ کے پاس سے کوئی ہدایت آنے تک انتظار کریں۔" عثمان نے اس مشورہ کو نہ مانا۔ لوگوں کو جامع مسجد میں جمع ہونے کا حکم کیا۔ اور جمع ہوتے ہی تیاری اور مسلح ہونے کا حکم دے دیا۔

ایک فریب کی کارروائی۔

اسی سلسلہ میں عثمان نے ایک یہ کارروائی کی کہ بنی قیس کے ایک شخص کو جو کوفے کا رہنے والا تھا اور مکار مشہور تھا بھیجا۔ اس نے مجمع عام میں کھڑے ہو کے غل مچایا کہ "یہ لوگ جو آئے ہوئے ہیں اگر ڈر کے بھاگے ہیں تو اس شہر سے آئے ہیں جس میں ایک چڑیا کی جان بھی کوئی نہیں لے سکتا۔ اور اگر حضرت عثمانؓ کے خون کا انتقام لینے کو آئے ہیں تو ہم لوگ قاتلین عثمانؓ نہیں ہیں میرا کہا مانو۔ اور انہیں وہیں واپس بھیجو جہاں سے آئے ہیں۔" اس کے یہ الفاظ سنتے ہی اسود بن سریع سعدی طیش میں آ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا "ان لوگوں کا یہ خیال نہیں ہے کہ ہم قاتلین عثمانؓ ہیں۔ یہ تو اس لیے آئے ہیں کہ قاتلین عثمانؓ کے مقابلے کے لیے ہم سے اور اور لوگوں سے مدد لیں۔" ان الفاظ پر بعض لوگ اسود کو سنگریزے پھینک پھینک کے مارنے لگے۔ اور ساتھ ہی عثمان بن حنیف کو معلوم ہو گیا کہ بصرے کے اندر ان لوگوں کے مددگار معاون موجود ہیں اور ان کا حوصلہ پست ہو گیا۔

اور اس کی ناکامی۔

دونوں طرف کے لوگوں کا اجتماع۔

ادھر حضرت عائشہؓ اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر بصرے کے باہر بیرونی میدان میں پہنچیں جہاں قافلے پڑاؤ ڈالا کرتے تھے۔ ادھر سے عثمان بن حنیف اپنے لوگوں کو لے کے نکلے۔ بصرے والوں میں سے جو لوگ جناب صدیقہ کا ساتھ دینا چاہتے تھے وہ آپ سے ...وہ میں آ کے مل گئے۔ اور تمام اہل بصرہ اسی میدان میں تھے طلحہ میدان کے داہنی جانب تھے

Marfat.com

اور عثمانؓ بائیں جانب۔

طلحہ و زبیر کی تقریر

طلحہؓ نے اٹھ کر ایک تقریر کی جس کے سننے کے لیے سب خاموش ہو گئے۔ انھوں نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد حضرت عثمانؓ کے فضائل بیان کیے۔ اور ظاہر کیا کہ اُن پر کیسی جور و تعدی ہوئی۔ پھر لوگوں کو اُن کے خون کا انتقام لینے کو ابھارا۔ اور جوش دلایا۔ اسی قسم کی تقریر زبیرؓ نے بھی کی۔ انجام یہ ہوا کہ اس میدان میں داہنی جانب جتنے لوگ تھے کہنے لگے "یہ حضرات سچ کہتے اور ہمیں نیک کام کی طرف بلا رہے ہیں" مگر جو لوگ میدان کے بائیں حصے پر تھے اور ابن حنیف کے زیر اثر تھے ان کا یہ خیال ہوا کہ یہ لوگ غلطی پر ہیں ہمیں فریب دے رہے ہیں۔ اور اسلام کے امن میں خلل ڈالنا چاہتے ہیں۔ اس سے بڑا غدر کیا ہو سکتا ہے کہ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر طلحہ و زبیر دونوں نے بیعت کی اور یہاں آکر اُن کی مخالفت کر رہے ہیں۔

مجمع کے مختلف خیالات

جنگ چھڑ گئی

اس اختلاف کا انجام یہ ہوا کہ یکایک لڑائی چھڑ گئی۔ اور دونوں جانب کے لوگ ایک دوسرے پر خاک جھونکنے اور سنگریزوں کی بوچھار کرنے لگے۔ حضرت صدیقہ نے یہ رنگ دیکھا تو دونوں کو اس بیہودگی سے روک کر اپنی تقریر شروع کی۔ آپ کی آواز بہت بلند تھی۔ اور سب کے کانوں میں پہونچ رہی تھی۔ اس تقریر میں خدا کی حمد کے بعد آپ نے کہا لوگ عثمانؓ بن عفان کو الزام دیتے تھے۔ اُن کے عاملوں کو مجرم و ملزم ٹھہراتے تھے۔ اور مدینے میں ہمارے پاس آکر جو کچھ بیان کرتے تھے اس میں ہم سے مشورہ لیتے تھے۔ ہم جب اس معاملہ میں غور کرتے تو عثمانؓ کو پاک نفس۔ اور وفادار پاتے۔ اور اُن کے مقابلے میں الزام دینے والوں کو بدکار غدار اور جھوٹا۔ ان لوگوں کا ارادہ کچھ ہوتا اور ظاہر کچھ کرتے تھے۔ پھر جب ان لوگوں کی قوت بڑھی اور کثرت ہوئی تو سب نے اُن کے گھر پر نرغہ کیا جس کا خون گرانا حرام تھا حلال کر لیا۔ جو مہینہ محترم تھا اس کی حرمت اور جو شہر معزز تھا اس کی عزت بے وجہ اور بے سبب خاک میں ملا دی۔ اس لیے لوگو تمھیں جو کام کرنا چاہیے جس کے خلاف کرنا ہرگز جائز نہیں یہ ہے کہ قاتلین خلیفہ مظلوم ماخوذ کیے جائیں۔ اور کتاب اللہ کا جو حکم ہو اُس پر عمل کیا جائے"۔ اس کے بعد یہ آیت پڑھی "اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ الآية"۔

حضرت عائشہ کا معجز نما خطبہ

آپ کے خطبہ کا اثر

حضرت صدیقہ کی اس تقریر نے یہ بلا کا اثر کیا کہ عثمان بن حنیف کے ساتھیوں کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک نے نعرے لگانا شروع کیے کہ حضرت اُم المومنین سچ فرماتی ہیں اور نیک بات بتا رہی ہیں اور دوسرا اپنے اسی پہلے خیال پر قائم رہا کہ یہ لوگ غلطی پر ہیں اور جس امر کی طرف بلا رہے ہیں وہ

Marfat.com

[نہ]یں ہے۔ اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپس میں دھول اور کنکریاں چلنے لگیں۔ حضرت صدیقہ نے [یہ ر]نگ دیکھا تو وہاں سے ہٹ گئیں۔ اور داہنی جانب جتنے لوگ تھے سب عثمان بن حنیف کے [گر]وہ سے جدا ہو گئے۔ اور اپنی جگہ چھوڑ دی۔ ام المومنین یہاں سے ہٹ کر مقام مربد میں ٹھہریں [یہ]اں چڑھے کو وہ بغاوت کرنے والے رہتے تھے عثمان بن حنیف کے اکثر رفقا تو انہیں کے [س]اتھ رہے مگر بعض ان سے ٹوٹ کر حضرت عائشہ کے گروہ میں آ ملے۔

ایک مخالف کا حضرت صدیقہ کو سمجھانا

آپ مربد میں تھیں کہ جاریہ بن قدامہ سعدی حاضر ہوا۔ اور عرض کیا اے ام المومنین حضور کا [م]لعون ناقہ پر سوار ہو کے نکل کھڑا ہونا خدا کی قسم عثمانؓ کے مارے جانے سے زیادہ سخت [نا]گوار ہے۔ آپ کو خدا نے ستر دیا تھا اور حرمت و آبرو دی تھی۔ مگر آپ نے اس ستر کی رسوائی [کی] اور اپنی حرمت کو مٹا دیا۔ خیال تو فرمائیے کہ جو کوئی آپ سے لڑنا جائز سمجھے گا آپ کے [قت]ل کرنے کا بھی روادار ہو گا۔ اگر آپ یہاں اپنی خوشی سے تشریف لائی ہیں تو اپنے گھر واپس [تش]ریف لے جائیے۔ اور اگر دوسروں کے مجبور کر لے سے آئی ہیں تو لوگوں سے مدد مانگیے۔"

طلحہ و زبیر پر ایک مخالف کا اعتراض

اسی اثنا میں بنی سعد میں کا ایک شخص حضرات طلحہ و زبیر کے سامنے گیا اور کہا "اے زبیر [حو]اری رسول اللہ ہیں! اور اے طلحہ آپ نے رسول اللہ صلعم کو اپنے ہاتھ سے بچایا ہے۔ آپ تیے [س]اتھ آپ کی مادر محترمہ کو بھی دیکھتا ہوں۔ کیا آپ دونوں حضرات اپنے خاندان کی بیویوں [کو ب]ھی اپنے ساتھ لائے ہیں؟" جواب ملا "نہیں" جواب سن کر اس نے کہا "تو پھر مجھے آپ سے کچھ [تع]لق نہیں۔" یہ کہہ کر چلا گیا اور چند اشعار پڑھے جن کا یہ مضمون تھا "تم نے اپنی بیویوں کو تو [گھر م]یں بٹھایا مگر ماں کو میدان میں لائے۔ خدا کی قسم یہ ناانصافی ہے۔ اُن بیوی کو تو حکم یہ ہے [کہ ا]ن کے دامن گھر کی تنگنائی میں لوٹا کریں مگر شوق یہ ہے کہ دامن صحرا کو چاک کریں۔"

لڑائی شروع ہو گئی

اب حکیم بن جبلہ عبدی جو سواروں کا افسر تھا بڑھا اور لڑائی چھیڑ دی۔ حضرت عائشہ کے طرفداروں نے ان لوگوں کو آتے دیکھا تو روکنے کے لیے نیزے آگے جھکا دیے۔ مگر وہ نہ رکا اور معرکہ گرم ہو گیا۔ حکیم اپنے سواروں کو بڑھاتا تھا۔ اور حضرت صدیقہ کی طرف کے جاں باز روک [ر]ہے تھے۔ یہ لڑائی سڑک کے ناکہ پر ہو رہی تھی۔ ام المومنین نے خونریزی سے بچنے کے لیے

حضرت صدیقہ کا ہٹ جانا

[ا]پنے لوگوں کو ہٹنے کا حکم دیا۔ سب داہنی طرف ہٹ کر بنی مازن کے قبرستان میں چلے گئے [ر]استے میں رات ہو گئی۔

رات ہوئی تو عثمان بن حنیف اپنے قصر میں چلے گئے اور حضرت عائشہ کے لوگ دار الرزق

Marfat.com

یعنے سرکاری بھنڈار خانے کی طرف چلے۔ رات گزارنے کو یہ لوگ وہاں کے صحن میں جمع ہوئے تھے کہ حکیم بن جبلہ اُن کے روکنے کو آپہونچا۔ اُس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور زبان پر گالیاں تھیں۔ ان میں سے کسی نے پوچھا "یہ کسے کوس رہا ہے؟" بولا "عائشہ کو"۔ یہ الفاظ سننے کی بھلا کس میں تاب تھی۔ ایک عبدی جوانمرد نے نیزے کا ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ ایک ہی وار میں خاک پر لوٹ رہا تھا اور کہا "کمبخت ام المومنین کی خدمت میں اور گستاخی"! پھر اسی عبدی شخص کو ایک عورت ملی جسے دیکھا کہ وہ بھی محبوبۂ رسول اللہ کی شان میں دریدہ دہنی کر رہی ہے۔ حملہ کر کے اُسے بھی نیزے سے ٹھنڈا کر دیا۔

بے ادبی سے گستاخ کو مار ڈالا

اسی سلسلہ میں بھنڈار خانے کے پاس سخت خونریزی ہوئی جس میں لڑتے لڑتے صبح ہوئی اور صبح سے دوپہر ڈھل گئی۔ اس معرکہ میں ابن حنیف کے آدمی کثرت سے مارے گئے۔ اور زخمیوں کا شمار دونوں طرف زیادہ تھا۔ آخر لڑائی کی سختی سے دونوں طرف کے لوگ گھبرا گئے۔ اور دونوں جانب سے صلح کے نعرے بلند ہونے لگے۔ پھر باتفاق یہ قرار پایا کہ ایک قاصد مدینے بھیجا جائے جو وہاں سے تحقیق طور پر دریافت کرلائے کہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر برضا و رغبت بیعت کی یا اُن سے زبردستی بیعت کرائی گئی۔ پہلی بات سچ ثابت ہو تو دونوں صاحب بصرے کو چھوڑ کے چلے جائیں اور اگر دوسری بات سچ ثابت ہو تو عثمان بن حنیف کو چاہیے کہ شہر کو ان بزرگوں کے حوالے کر کے بصرے سے نکل جائیں۔ اس پر باہم ایک تحریری معاہدہ ہو گیا۔ اور کعب بن سور نے ایک معتمد علیہ سفیر کی حیثیت سے مدینے کی راہ لی۔

بھنڈار خانے کے پاس کی لڑائی۔

مشورۂ صلح۔

اہل بصرہ کا سفیر مدینے میں

جب کعب مدینے پہونچے تو جمعہ کا دن تھا تمام لوگ اُن کے پاس جمع ہو گئے اور انھوں نے کہا حضرات۔ مجھے اہل بصرہ نے یہ دریافت کرنے کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ طلحہؓ و زبیرؓ نے اگر خود ہی بخوشی خاطر علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی یا وہ زبردستی لائے گئے اور اُن سے بجبر بیعت لی گئی"؟ سب خاموش تھے اور کوئی جواب نہ دیتا تھا! اتنے میں اُسامہ بن زید اُٹھے اور کہا "وہ دونوں بیعت کرنے پر مجبور کیے گئے تھے"! یہ الفاظ جیسے ہی اُن کی زبان سے نکلے تمام اہل مجلس نے ان پر اشارہ کیا اور ساتھ ہی سہل بن حنیف اور بہت سے لوگ اُسامہ پر جھپٹ پڑے۔ مگر غنیمت یہ ہوا کہ ساتھ ہی صہیب ابو ایوب انصاری اور دیگر صحابہ کا ایک گروہ جس میں محمد بن مسلمہ بھی تھے اُٹھ کے دوڑے کہ اُسامہ کو ان لوگوں کے ہاتھ سے بچائیں۔ اور جب اُن کو بچا لیا تو ان سب بزرگوں نے یہ اعلان کہا کہ "افسوس صحیح تو یہی ہے جو اُسامہ نے کہا

Marfat.com

بعد ازاں صہیب اُسامہ کو اُن کے گھر میں پہنچا آئے۔ اور اُن سے کہا "ہم لوگوں کی طرح آپ بھی خاموش کیوں نہ رہے؟" انھوں نے کہا "مجھے خبر نہ تھی کہ یہاں یہ حالت ہو رہی ہے۔"

حضرت علیؓ کا حکم عثمان کو

اس واقعہ کے بعد ہی کعب نے بصرے کی راہ لی اور اُس کی روانگی کے بعد حضرت علیؑ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ فوراً عثمان بن حنیف کو خط بھیجا جس میں انھیں حکم دیا کہ بصرے کو نہ چھوڑیں اور لکھا کہ "طلحہ و زبیر خدا کی قسم جماعت کا ساتھ چھوڑنے پر نہیں مجبور کیے گئے۔ اس جماعت کا ساتھ دینے پر البتہ مجبور کیے گئے۔ لہٰذا اب گروہ بیعت توڑنے پر آمادہ ہیں تو اُن کے پاس کوئی جائز عذر نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے علاوہ اگر اُن کا کچھ اور ارادہ ہے تو خیر دیکھا جائے گا۔"

ادھر کعب بن سور بصرے میں پہنچے اور اُدھر حضرت علیؑ کا خط عثمان بن حنیف کو ملا۔ چونکہ ثابت ہو گیا تھا کہ طلحہؓ و زبیرؓ سے جبریہ طور پر بیعت لی گئی لہٰذا کعب کے آتے ہی اُمّ المومنین عائشہ نے عثمان بن حنیف کے پاس آدمی بھیجا کہ "اپنے اقرار کے مطابق بصرہ چھوڑ کے چلے جاؤ۔" انھوں نے اس میں عذر کیا اور حضرت علیؑ کا خط پیش کر کے کہا "اب تو صورت ہی دوسری ہو گئی جو ہماری باہمی قرارداد کے خلاف ہے۔"

مسجد کا ہنگامہ

آخر ایک اندھیری رات میں جبکہ مینہ برس رہا تھا اور ہوا کا زور و شور تھا طلحہؓ و زبیرؓ اپنے لوگوں کو جمع کر کے مسجد بصرہ کی طرف چلے اور ایسے وقت چلے کہ عشا کے معمولی وقت پر پہنچ گئے جن عشا کی نماز دیر میں ہوا کرتی تھی۔ کیونکہ عثمان بن حنیف امامت کے لیے دیر کو آتے طلحہ و زبیرؓ نے بجائے اس کے کہ اُن کے آنے کا انتظار کریں عبدالرحمن بن عتاب کو بڑھا دیا کہ آپ نماز پڑھائیں۔ یہاں جاٹوں اور سندھ کے نومسلموں کا ایک گروہ موجود تھا جو بیت خانوں کے دروازوں پر مامور رہا کرتے۔ انھوں نے ہتھیار نکال لیے طلحہ و زبیر نے اُن کا مقابلہ کیا اور مسجد کے اندر تلوار چلنے لگی۔ اس لڑائی کا انجام یہ ہوا کہ سارے جاٹ اور سندھی جو مزاحم تھے قتل ہو گئے اس کے بعد دونوں صاحبوں نے آدمی بھیجے کہ جا کے عثمان بن حنیف کو لے آؤ۔ اُن لوگوں نے اُن کے گھر پہنچ کے انھیں زبردستی پکڑ لیا اور داڑھی مونچھوں کے بال نوچتے ہوئے لے آئے یہاں تک کہ مسجد تک پہنچتے پہنچتے اُن کے چہرے پر ایک بال بھی باقی نہ تھا۔ اُن کے ساتھ یہ سلوک خود ان دونوں حضرات کو گراں گزرا۔ مگر اب تو جو ہونا تھا ہو چکا تھا۔ فوراً حضرت عائشہ کو اس واقعہ کی اطلاع کی اور آپ نے حکم فرمایا کہ وہ چھوڑ دیے جائیں۔

ان پر ظلم ہونے کی دوسری روایت

ایک یہ ضعیف روایت بھی کتب تاریخ میں درج ہے جو بہت کم قابل وثوق ہے کہ عثمان بن حنیف کے

Marfat.com

گرفتار کر لینے کے بعد طلحہؓ و زبیرؓ نے اُن کے بارے میں حضرت عائشہ سے مشورہ کیا۔ آپ نے اُن کے قتل کی رائے دی۔ مگر جناب صدیقہ کی خدمت میں اُس وقت ایک عورت حاضر تھی اُس نے کہا "عثمان صحابی ہیں اُن کے حال پر رحم فرمائیے"۔ اُس کے کہنے سے آپ نے بجائے قتل کے اُن کے قید کرنے کا حکم دیا۔ مگر اس موقع پر مجاشع بن مسعود نے جا کے لوگوں سے کہا کہ انھیں مارو۔ اور اُن کی ڈاڑھی۔ مونچھیں، پلکیں اور بھویں سب نوچ ڈالو"۔ چنانچہ اُن غریب کو چالیس کوڑے مارے گئے۔ اور ڈاڑھی مونچھیں وغیرہ سب نوچ لی گئیں۔ اور اس سزا کے بعد وہ قید خانے میں بند کر دیے گئے۔ پھر چند روز کے بعد چھوڑ دیے گئے آپ بصرہ پر حضرت عائشہ کا قبضہ تھا۔ اور آپ کے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق داروغہ بیت المال مقرر تھے۔

تیسری روایت

بصرے پر حضرت عائشہ کا قبضہ ہونے کی ایک اور روایت بھی ہے کہ جب حضرت عائشہ اور طلحہ و زبیر بصرے میں پہونچے تو حضرت ام المومنین نے زید صوحان کو جو بصرے کے ذی اثر معززین میں تھا یہ خط بھیجا کہ "از جانب عائشہ ام المومنین حبیبہ رسول اللہ صلعم۔ بجانب فرزند سعید زید بن صوحان بعد حمد الٰہی لکھا جاتا ہے کہ جیسے ہی میری یہ تحریر تم کو ملے آؤ اور میری مدد کرو۔ اور اگر یہ منظور نہ ہو تو گھر میں بیٹھے رہو اور لوگوں کو علی کی رفاقت سے روکو"۔ زید نے اس خط کا یہ جواب دیا کہ "میں آپ کا فرزند سعید ہوں اگر آپ ان لوگوں سے کنارہ کشی کر کے اپنے مکان واپس تشریف لے جائیں ورنہ سب سے اول میں ہی آپ سے لڑوں گا۔ خدا رحم کرے اُم المومنین کے حال پر۔ انھیں حکم تھا گھر میں بیٹھیں اور ہمیں حکم تھا کہ میدان میں نکل کر مقابلہ کریں۔ مگر صورت یہ نظر آتی ہے کہ ہمارا فرض ادا کر رہی ہیں اور اپنا فرض ہمارے ذمہ عائد کرتی ہیں"۔

حاکم بصرہ جو عثمان بن حنیف تھے انھوں نے طلحہ و زبیر سے پوچھا "آپ صاحبوں نے علی کی بیعت کیوں توڑ دی؟" انھوں نے کہا "ہم اُن کو اپنے سے زیادہ مستحق خلافت نہیں سمجھتے"۔ یہ جواب پانے کے بعد عثمان نے کہا "چونکہ حضرت علیؓ نے مجھے والی مقرر کیا ہے اس لیے میں اُن کی خدمت میں ان امور کی اطلاع کرتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ جواب آنے تک نماز میں ہی پڑھاؤں"۔ طلحہ و زبیر یہ سن کر رک گئے۔ اور عثمان بن حنیف نے حضرت علیؓ کی خدمت میں خط بھیجا۔ اس کو دو ہی تین روز ہوئے ہوں گے بغیر اس کے کہ حضرت علیؓ کے پاس سے کوئی جواب آئے دونوں بزرگوں نے عثمان پر نرغہ کر کے انھیں گرفتار کر لیا اور چاہتے تھے کہ مار ڈالیں مگر انصار کے انتقام سے ڈرے۔ سر کے بال اور ڈاڑھی مونچھیں بھویں پلکیں سب نوچ لیں اور قید کر دیا۔

Marfat.com

پھر بصرے پر قابض ہونے کے بعد طلحہؓ و زبیرؓ نے لوگوں کے سامنے تقریریں کیں جن میں کہا ہم نے ارادہ کیا تھا کہ امیر المومنین عثمانؓ کو راضی کر دیں۔ مگر کمینے اور ذلیل لوگ بُردبار لوگوں پر غالب آئے۔ اور اُن کو شہید کر ڈالا۔" لوگوں نے طلحہؓ سے پوچھا "ہمارے پاس جو آپ کے خطوط آئے اُن کا مضمون تو اس کے خلاف تھا۔" زبیرؓ نے پوچھا "اس بارے میں میرا بھی کوئی خط تمھیں ملا تھا؟" اور بعد ازاں حضرت عثمانؓ کی شہادت کے واقعات بیان کیے۔ اور اس کے ضمن میں حضرت علیؓ پر اعتراضات بھی کیے۔ بنی عبدالقیس کے ایک شخص کو سننے کی تاب نہ رہی۔ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا "اے شخص بس چپ رہ"۔ زبیرؓ خاموش ہو گئے اور اس شخص نے کہنا شروع کیا۔ "اے گروہ مہاجرین! تم وہ لوگ ہو جنھوں نے سب سے پہلے رسول خدا صلعم کی دعوت قبول کی۔ اور یہ تمھاری فضیلت ہے۔ پھر بعد ازاں تمھاری طرح اور لوگوں نے بھی ایمان قبول کیا۔ جس وقت رسول خدا صلعم نے وفات پائی تو تم نے ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ہم بھی اس پر راضی رہے۔ اس کو قبول کر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حکومت میں برکت عطا کی۔ مگر تم نے اس بارہ خاص میں ہم سے کوئی علاقہ نہ رکھا۔ پھر جب اس شخص نے انتقال کیا ایک اور شخص کو اپنا جانشین کر گیا۔ تم نے اس کے متعلق بھی ہم سے کچھ مشورہ نہیں لیا۔ لیکن ہم راضی رہے اور اس کی خلافت قبول کر لی۔ جب اس شخص نے سفر آخرت کیا تو معاملۂ خلافت کو سارے چھ شخصوں پر منحصر کر گیا۔ اور آخر تم نے عثمانؓ کو منتخب کر لیا۔ اور بغیر اس کے کہ ہم سے مشورہ لیتے اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بعد ازاں تمھیں اُن کی بعض باتیں ناگوار گزریں اور بغیر ہم سے پوچھے تم نے انھیں مار بھی ڈالا۔ اُن کے بعد بغیر اس کے کہ ہم سے پوچھو تم نے علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ پھر اب کونسی بات پیش آئی کہ تم اُن کے مخالف ہو گئے اور ہم سے چاہتے ہو کہ اُن سے لڑیں؟ کیا انھوں نے کسی مال غنیمت میں تصرف کیا ہے؟ کوئی ناجائز حرکت اُن سے سرزد ہوئی ہے؟ یا انھوں نے کوئی خلاف شرع کام کیا ہے کہ ہم تمھارا ساتھ دے کر اُن سے لڑیں؟"۔

بعض لوگوں نے جو خلاف تھے ارادہ کیا کہ اس عبدی شخص کو مار ڈالیں مگر روک دیے گئے۔ لیکن دوسرے دن سارے قبیلہ بنی عبدالقیس پر چڑھ آئے۔ اور اُن کے ستر آدمی مار ڈالے۔ عثمان بن حنیف کے پکڑ لینے کے بعد طلحہ و زبیر بصرے میں رہے اور بیت المال اُن کے قبضے میں تھا اُن کے پاس فوج تھی۔ اُن کے رفقا کا گروہ زبردست تھا اور جو لوگ اُن کے

خلاف تھے روپوش ہوگئے۔

عثمان بن حنیف کے ساتھ جو سلوک ہوا تھا کہ اس کو حکیم بن جبلہ نے سُنا تو کہا "اگر میں ابن حنیف کی مدد نہ کروں تو سمجھو کہ مجھے خوف خدا نہیں ہے۔" پھر بنی عبدالقیس اور اپنے قبیلے کے دوستوں یعنی بنی ربیعہ کو ساتھ لے کر وہ بھنڈار خانے میں پہونچا جہاں حضرت عائشہ اور طلحہ زبیر کا قیام تھا۔ اور وہاں غلہ کثرت سے موجود تھا۔ عبداللہ بن زبیر نے ارادہ کیا کہ غلہ کو اپنے لوگوں میں تقسیم کریں۔ اتنے میں حکیم پہونچا اور انھوں نے اس سے کہا "کیوں آئے ہو؟ اور کیا چاہتے ہو؟" کہا "اس غلہ میں سے ہمیں بھی دیجیے۔ اور عثمان کو چھوڑ دیجیے تاکہ جو معاہدہ ہو چکا ہے اس کے مطابق حضرت علی کے آنے تک وہ دارالامارہ میں رہیں۔ اور اگر میرے طرفدار کافی تعداد میں موجود ہوتے تو خدا کی قسم میں تمھیں باتوں پر بس نہ کرتا بلکہ تم نے جن لوگوں کو قتل کیا ہے ان کے انتقام میں تم کو قتل بھی کرتا۔ تم نے تو یہاں آکر یہ حال کر دیا کہ گویا ہماری جانیں تم پر حلال ہو گئی ہیں۔ تم خدا سے نہیں ڈرتے؟ اور کس بنا پر ان لوگوں کو قتل کرتے ہو جن کا خون مباح نہیں ہے۔" عبداللہ بن زبیر نے کہا "قتل عثمان کی بنیاد پر"۔ حکیم نے پوچھا "تو جن لوگوں کو تم نے قتل کیا وہ قاتلین عثمان تھے؟ خدا کے غضب سے ڈرو۔" عبداللہ نے کہا "سنو۔ ہم نہ تمھیں غلہ دیں گے۔ اور نہ عثمان بن حنیف کو چھوڑیں گے جب تک کہ وہ علی کی بیعت توڑ کر ان سے بیزاری نہ ظاہر کریں۔" یہ سُن کر حکیم نے کہا "خداوندا۔ تو عادل اور سچا فیصلہ کرنے والا ہے۔ تو ہی گواہ رہ۔" پھر اپنے لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا "اب لوگوں سے لڑنا جائز ہونے میں مجھے مطلق شک نہیں ہے۔ جس کو شک ہو واپس چلا جائے۔"

یہ کہتے ہی حکیم نے حضرت عائشہ کے گروہ پر حملہ کر دیا۔ ان لوگوں کو حملہ کرتے دیکھ کر طلحہ و زبیر نے کہا "خدائے تعالیٰ کا شکر ہے اس نے بصرے کے ان لوگوں کو اکٹھا کر دیا جن سے ہمیں انتقام لینا ہے۔ خداوندا ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ۔" حکیم کے ساتھ چار سردار تھے چنانچہ خود حکیم طلحہ کے مقابلے پر۔ ذریح زبیر کے مقابلے پر۔ ابن محرش عبدالرحمن بن عتاب کے مقابلے پر۔ اور حرقوص بن زہیر عبدالرحمن بن حرث کے مقابلے پر جمع ہو گئے۔

طلحہ نے تین سو آدمیوں کو لے کر حکیم پر حملہ کیا۔ حکیم جو بڑھ بڑھ کے تلوار مارتا تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا اور اس نے وہی پاؤں اٹھا کر اس شخص پر اس زور سے کھینچ مارا کہ وہ گر پڑا۔ تب قریب جا کے اُسے مار ڈالا۔ اب اسی مقتول کی لاش پر سہارا دیے کھڑا تھا

حکیم کا ... کے مطابق

ان کی اور ابن زبیر کی گفتگو

حکیم کا حملہ

حکیم کا مارا جانا

ایک شخص قریب آیا اور پوچھا حکیم کیا حال ہے؟ کہا میں مار ڈالا گیا! پوچھا کس نے مارا؟ کہا میرے اسی تکیے نے، وہ شخص اس کو یہاں سے اٹھا لے گیا۔ اور اس کے ستر رفقا میں پہونچا دیا۔

غرض حکیم اس روایت کے مطابق یوں مارا گیا جس کے مارے جانے کی اصلی حالت ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔ طلحہ و زبیر اس معرکہ میں فتحیاب ہوئے تو ارادہ کیا کہ عثمان بن حنیف کو مار ڈالیں۔ مگر عثمان نے کہا مار ڈالنے کو تو مجھے مار ڈالو۔ مگر یاد رکھو کہ میرے بھائی سہیل جو مدینے میں موجود ہیں بے انتقام لیے نہ رہیں گے۔ یہ سن کر ان کو چھوڑ دیا۔ ذریح مع اپنے ساتھیوں کے مارا گیا۔ اور حرقوص نے چند رفقا کے ساتھ بھاگ کر اپنی قوم میں پناہ لی۔

قاتلین عثمان رض سے انتقام۔ اس فتح کے بعد طلحہ و زبیر کے نقیب نے بصرے میں اعلان کر دیا کہ حضرت عثمانؓ پر چڑھ کر جو لوگ مدینہ گئے تھے۔ ان میں سے جو کوئی موجود ہو حاضر کیا جائے۔ چنانچہ ایسے تمام لوگ پکڑ پکڑ کے لائے گئے۔ اور قتل ہوئے۔ اور بجز حرقوص کے ان میں سے ایک بھی زندہ نہ رہا۔ حرقوص کی قوم والے بنی سعد تھے۔ جن کو گذشتہ لڑائی میں سخت صدمہ پہونچا تھا۔ حرقوص کے بارے میں انھوں نے ایک مدت مقررہ کے لیے ضمانت کر لی۔ اس قبیلے کے لوگ دراصل حضرت عثمانؓ کے طرفدار تھے۔

بصرے کے طرفدار ان علیؓ۔ مگر اس موقع پر اسی حرقوص کے خیال سے الگ ہو گئے۔ بنی سعد کی ناراضی نے بنی عبدالقیس کو بھی برافروختہ کر دیا۔ اس لیے کہ لڑائی کے بعد ان میں کے بھی بہت سے آدمی مدینے پر چڑھ جانے کے جرم پر مارے گئے تھے۔ ان کے علاوہ اور تمام لوگ بھی جو بھاگ کر ان کے پاس پہونچے سب نے حضرت علیؓ کی طرفداری و اطاعت کو اپنے لیے لازم جانا۔

تقسیم وظیفہ و انعام۔ اب طلحہ و زبیر نے حکم دیا کہ جو وظیفے اور غلہ وغیرہ لوگوں کو ملا کرتا ہے۔ ان میں تقسیم کیا جائے اور جو لوگ ان کے مطیع و منقاد ہیں ان کو معمول کے علاوہ بطور انعام کچھ زیادہ دیا۔ بنی عبدالقیس اور بنی بکر بن وائل اس زیادہ انعام سے محروم رکھے گئے! اس سے ناراض ہو کر انھوں نے بیت المال پر حملہ کر دیا۔ مگر روکے گئے اور ان میں سے اور چند لوگ بھی مار ڈالے گئے۔ پھر اس نامرادی کے بعد یہ لوگ بصرے سے نکل کے مدینے کی سڑک پر ٹھہر گئے اور حضرت علیؓ کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔

اور شہروں کو اطلاع۔ اب لشکر ام المومنین بصرے کے اندر اور اس پر حاکم تھا۔ طلحہ و زبیر نے اپنی کارروائیوں کی اطلاع شام میں جناب معاویہ کو کی۔ اور حضرت صدیقہؓ نے کوفہ والوں کو لکھا کہ لوگوں کو علیؓ کے مخالف بناؤ۔ اور انھیں آمادہ کرو کہ قاتلین عثمانؓ سے ان کے خون کا انتقام لیں۔ اسی کے ساتھ ہی

Marfat.com

ام المومنین نے اہل مدینہ و اہل یمامہ کو اسی مضمون کے خطوط بھیجے اور اپنی حالات سے اطلاع دی۔

طلحہ و زبیر کے ہاتھ پر بیعت

بصرے کی مذکورۂ بالا لڑائی ۳۶ھ میں ۲۵ ربیع الآخر کو ہوئی جس کے بعد بصرے والوں نے طلحہ و زبیر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بیعت کے بعد زبیر نے کہا "بھلا ایسے ایک ہزار سوار ہیں جو مجھے دیں کہ میں ان کو لے کے علیؓ کے مقابلے پر جاؤں اور قبل اس کے کہ وہ لوگ یہاں تک پہونچیں کسی صبح یا شام میں اُن کا خاتمہ کردوں؟" مگر کسی نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر زبیر نے کہا "یہی وہ فتنہ ہے جس کا اکثر ہماری صحبتوں میں تذکرہ رہا کرتا تھا۔"

اس فتنہ سے زبیر کا اندیشہ

یہ سُن کر ان کے غلام نے کہا "آپ اس کو فتنہ بھی بتاتے ہیں اور پھر اُس میں لڑنے کو بھی تیار ہیں!" کہا "کمبخت۔ ہم دیکھتے ہیں اگر ہمارا دیکھنے والا کوئی نہیں ہے۔ کوئی معاملہ نہیں پیش آتا جس میں مجھے معلوم نہ ہو جاتا ہو کہ کدھر قدم ڈالنا چاہیے بجز اس معاملے کے۔ اس میں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں فتنہ کی طرف جا رہا ہوں یا فتنہ سے نکل رہا ہوں۔"

Marfat.com

تیسری فصل

مدینے سے حضرت علیؓ کی روانگی۔ کوفہ پر قبضہ اور لڑائی سے قبل کے واقعات

حضرت علیؓ کو اطلاع۔ آپ کے رفقا۔ حضرت ام سلمہ کی رفاقت۔ مدینے سے روانگی
عبداللہ بن سلام کا روکنا اور ناکامی۔ ربذہ میں ورود۔ حضرت حسنؓ کے خیالات۔ حضرت علیؓ کا جواب۔
آپ کی سفارت کوفے میں۔ آپ کا خطبہ۔ ربذہ سے کوچ۔ آپ کا اصلی مقصد۔ بنی طے کا خلوص اطاعت
آپ کے لشکر کی شان۔ نئے معاون۔ کوفے کی خبریں۔ ابن حنیف کے حالات کی اطلاع۔ بصرے کی
خبریں۔ عثمان بن حنیف کی عاجزی۔ ذی قار میں قیام۔ بصرے کی اور خبریں۔ سفارت کی ناکامی
ابوموسیٰ اشعری کی مخالفت۔ کوفے سے سفیروں کی واپسی۔ دوسرے سفیر اشتر اور ابن عباسؓ
ابوموسیٰ کی مخالفانہ تقریر۔ یہ سفیر بھی ناکام رہے۔ تیسرے سفیر حضرت حسنؓ اور عمار۔ حضرت
حسنؓ کا ارشاد۔ ابوموسیٰ کا جواب۔ عمار کی برہمی۔ ماقدار اس کا انجام۔ حضرت عائشہ کی سفارت کوفے میں
غیر معتمد سفیر۔ ابوموسیٰ کا مسلک۔ حضرت عائشہ کا مخالف سفیر قعقاع کی تقریر۔ عبدالخیر اور
ابوموسیٰ میں مباحثہ۔ اس زمانے کے چار فریق۔ ابوموسیٰ کی تائید۔ عمار کی تقریر۔ حضرت حسنؓ کی
تقریر۔ حضرت حسنؓ کی تقریر کا اثر۔ اہل کوفہ حضرت علیؓ کے طرفدار ہوگئے۔ اشتر کوفے میں۔ اُن کے
داخلے کی شان۔ قصر امارت پر کیونکر قبضہ کیا۔ کوفے کے یاران علیؓ اُن کے سامنے حضرت
علیؓ کی تقریر۔ آپ کے معززہمراہی۔ آپ کے سفیر قعقاع۔ قعقاع حضرت عائشہ کی حضوری میں
اُمید صلح۔ بصرے کے صلح جو حضرت علیؓ کے پاس۔ حضرت علیؓ کی ایک تقریر۔ مخالفان
عثمانؓ سے آپ کی بیزاری۔ دشمنان عثمانؓ کی کانفرنس۔ اشتر کی رائے۔ ابن سوداء کی
رائے۔ علباء کا مشورہ۔ ابن سوداء کا جواب۔ عدی کا مشورہ۔ سالم کا خیال۔ شریح کا مشورہ۔
آخری تجویز۔

حضرت علیؓ کو اطلاع۔ حضرت علیؓ کو جیسے ہی خبر ہوئی کہ مکہ معظمہ میں حضرت عائشہ کے ساتھ طلحہ و زبیر بھی شریک ہوگئے۔ اور ہنگامہ آرائی کا بندوبست کر رہے ہیں تو آپ نے شام کا ارادہ ملتوی فرمایا اور

ـــــــــــــــــــ

۵ گذشتہ فصلوں کی طرح اس فصل کے واقعات بھی علی العموم طبری اور ابن اثیر سے لیے گئے ہیں۔

Marfat.com

معززین مدینہ کو جمع کرکے اُن کے سامنے ایک تقریر کی جس میں ان سب واقعات کو ظاہر فرما کے ارشاد فرمایا "معاملۂ خلافت کا انجام بھی اسی طرح درست ہوگا جس طرح کہ اس کا آغاز درست ہوا۔ لہٰذا لوگو خدا کی مدد کرو۔ وہ بھی تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے معاملے کو سدھار دے گا۔" مگر آپ کے اس فرمانے کا لوگوں پر زیادہ اثر نہیں پڑا۔ اس لیے کہ بہت کم لوگوں نے آمادگی ظاہر کی۔

آپ کے رفقا

زیاد بن حنظلہ نے لوگوں کی یہ بے پروائی دیکھی تو اظہار افسوس کرکے عرض کیا "امیر المومنین اور کسی کو چاہے لڑائی و شوار معلوم ہو مگر ہم آپ کی رفاقت کے لیے حاضر ہیں۔" اکابر انصار میں بھی چند لوگوں نے ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ ابوقتادہ نے کہا "یا امیر المومنین۔ یہ تلوار رسول خدا صلعم نے میری کمر میں باندھی تھی جسے میں نے ایک مدت تک میان میں رکھا اب اس کے باہر نکالنے کا وقت آگیا ہے۔ اور یہ اُن لوگوں پر کھنچے گی جو فلاح اُمت کی پروا نہیں کرتے اور میری التجا ہے کہ حضور مجھے آگے روانہ کردیں۔"

حضرت ام سلمہ کی رفاقت

اس موقع پر حضرت اُم المومنین اُم سلمہ نے فرمایا "اگر خدا کی نافرمانی کا اندیشہ اور یہ خیال نہ ہوتا کہ آپ بھی قبول نہ کریں گے تو میں اس لڑائی میں آپ کے ہمراہ چلتی۔ مگر میرے یہ ابن عم جو خدا کی قسم مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں آپ کے ہمراہ رہیں گے۔ اور لڑائی کے میدانوں میں آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔" علامہ ابن قتیبہ نے السیاستہ والامامہ میں لکھا ہے کہ حضرت ام المومنین اُم سلمہ نے جناب صدیقہ کو ایک ناصحانہ خط بھی بھیجا جس میں اُن کو عورتوں کے شعائر کے خلاف میدان جنگ میں نکلنے اور حضرت علیؑ کی مخالفت سے روکا تھا جناب صدیقہ نے جواب میں اپنی حالت اور نیت کی جانب سے اطمینان ظاہر کیا۔ اور اُن کے مشورے کی پروا نہ کی۔

مدینے سے علیؑ

غرض حضرت علیؑ ماہ ربیع الاول ۳۶ھ کی آخری تاریخوں میں اسی فوج کو لے کر جو سفر شام کے لیے فراہم کی تھی مدینۂ طیبہ کے باہر نکلے۔ تمام بن عباس کو اور بعض راویوں کے بیان کے مطابق سہیل بن حنیف کو اپنی جگہ مدینے کا والی مقرر کیا اور مکہ کی حکومت پر قثم بن عباس کو مامور فرمایا۔ مدینہ چھوڑتے وقت آپ کو خیال تھا کہ طلحہ و زبیر راستے ہی میں مل جائیں گے جن کو آپ ملا لیں گے اور اس کی نوبت نہ آئے گی کہ وہ لوگ بصرے پہونچ جائیں۔ اور کوفے اور بصرے کے جو لوگ گذشتہ جھگڑے کے وقت مدینے میں آتے تھے اُن میں سے نو سو آدمی آپ کے ہمرکاب تھے آپ نے مدینے سے باہر قدم نکالا ہی تھا کہ عبداللہ بن سلامؓ نے جو ایک جلیل القدر صحابی تھے آکے

عبداللہ بن سلام کا روکنا اور ناکامی

رکاب تھام لی۔ اور عرض کیا "امیر المؤمنین۔ مدینے سے نہ جائیے۔ آپ یہاں سے چلے گئے تو خدا کی قسم پھر کبھی خلافت یہاں نہ آئے گی۔" جو لوگ حضرت علیؓ کو لیے جاتے تھے اُن کو یہ ناگوار گزرا۔ بیچارے عبداللہ بن سلام کو بُرا بھلا کہنے اور گالیاں دینے لگے۔ ایک صحابی رسالتؐ کی توہین ہوتے دیکھ کر حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو روکا اور فرمایا "رہنے دو۔ یہ شخص اصحاب رسالتؐ میں سے ہے۔"

ربذہ میں قیام

یہاں سے کوچ کر کے آپؓ ربذہ میں پہونچے اور سُنا کہ حضرت عائشہؓ و طلحہؓ و زبیرؓ بصرے تک پہونچ گئے۔ یہ خبر پاتے ہی آپ نے ربذہ میں قیام کر دیا اور سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ اس تشویش کے موقع پر آپ کے بڑے فرزند حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا "میں نے آپ کو ایک مشورہ دیا آپ نے نہ مانا اور اسی مشورہ نہ ماننے کی وجہ سے کل آپ اسی حالت میں مارے جائیں گے جس میں کوئی آپ کا مددگار نہ ہوگا۔" حضرت علیؓ نے ناگواری کے انداز سے فرمایا "تم ہمیشہ لونڈیوں کی طرح روتے ہی رہے۔ تم نے کون بات کہی تھی جو میں نے نہیں مانی؟" حضرت حسنؓ نے کہا "جس دن عثمانؓ کا محاصرہ ہوا ہے میں نے آپ کو صلاح دی تھی کہ مدینے سے نکل کے کہیں باہر چلے جائیے تاکہ آپ کا کوئی تعلق نہ سمجھا جائے۔ پھر جس روز وہ مارے گئے میں نے آپ کو مشورہ دیا تھا کہ جب تک قبائل عرب کے وفود اور ہر شہر سے بیعت کرنے والے نہ آجائیں آپ بیعت نہ قبول کریں۔ ساتھ ہی آپ کو اس کا اطمینان دلایا تھا کہ سوا آپ کے وہ کسی کے ہاتھ پر بیعت نہ کریں گے۔ مگر آپ نے میری بات نہ سُنی۔ پھر جب یہ خبر آئی کہ یہ عورت (اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ) اور یہ دونوں شخص (طلحہ و زبیر) بغاوت کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں تو میں نے آپ سے کہا کہ گھر میں خاموش بیٹھ رہیے تاآنکہ لوگ خود ہی عاجز آکر صلح کے خواستگار ہوں۔ اور اس میں میرا مقصد یہ تھا کہ اگر فساد ہو تو اوروں کے ہاتھ سے ہو آپ کو اس میں دخل نہ ہو۔ مگر آپ نے اس کو بھی نہ قبول کیا۔"

حضرت حسنؓ کے خیالات

حضرت علیؓ کا جواب

حضرت علیؓ نے فرمایا "بیٹا وہ جو تم نے کہا تھا کہ میں مدینے سے چلا جاؤں تو اس پر عمل ہونا غیر ممکن تھا۔ اس لیے کہ جس طرح عثمانؓ دشمنوں کے نرغے میں گھرے ہوئے تھے میں بھی گھرا ہوا تھا۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ بیعت نہ قبول کروں۔ تو سُنو۔ خلافت کا فیصلہ کرنا خاص اہل مدینہ کا حق تھا۔ اور ہمارے لیے مناسب نہ تھا کہ اپنے حق کو ضائع کر دیں۔ جس وقت حضرت رسول خدا صلعم نے وفات پائی ہے میں کسی کو اپنے سے زیادہ اس کا مستحق نہ پاتا تھا۔ مگر لوگوں نے ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ پھر جب انھیں خدا نے آغوش رحمت میں لیا تب بھی میں اپنے سے زیادہ کسی میں

خلافت کا استحقاق نہ پاتا تھا۔ مگر عمرؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی اور میں نے بھی کی۔ بعد ازاں جب عمرؓ جوارِ رحمت میں گئے تو اس وقت بھی میں اسی خیال میں تھا کہ سب سے بڑا مستحق خلافت میں ہی ہوں مگر عمرؓ چھ ناموں پر قرعہ ڈال گئے جن میں ایک قرعہ میرے نام کا بھی تھا۔ انجام یہ ہوا کہ لوگوں نے عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور مجھے بھی کرنا پڑی۔ پھر جب یہ ہوا کہ لوگوں نے عثمانؓ پر یورش کی اور انہیں مار ڈالا تو سب نے بغیر کسی ناگواری کے برضا و رغبت میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ لہٰذا اب تو میں ان تمام لوگوں کو ساتھ لے کر جو میرا ہی ساتھ دیں ہر مخالف اور ہر باغی کا مقابلہ کروں گا تا آنکہ خدا اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ کرے۔ اور وہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ لہٰذا طلحہ و زبیر کے اٹھ کھڑے ہونے کے وقت بیٹا تمہارا یہ کہنا کہ میں گھر میں بیٹھ رہوں کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ میں اس پر عمل کروں تو وہ فرض کیسے انجام پائے گا جو اب میرے ذمہ عائد ہو گیا ہے؟ آخر تمہارا مطلب کیا ہے؟ یہ کہ میں چرغ کی طرح منہ چھپا کے بیٹھ رہوں اور لوگ جو چاروں طرف سے گھیرے ہوں کہیں کہ اس کا کہیں پتہ نہیں؟ پھر اس کے پاؤں کھودے جائیں وہ نکال لیا جائے۔ میں ہی خلافت کے فرائض کی طرف توجہ نہ کروں گا تو کون کرے گا؟ لہٰذا اے میرے فرزند ان باتوں کو چھوڑو۔"

یہ جوابات سن کر حضرت حسنؓ نے پھر کچھ نہیں کہا۔

آپ کی سفارت کوفہ میں

اب آپ نے ربذہ سے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو کوفہ روانہ کیا۔ اور ان کے ہاتھ اہل کوفہ کے نام اس مضمون کا خط بھیجا کہ "تم وہ لوگ ہو جن کو میں نے مخالفوں کے مقابلے کے لیے منتخب کیا ہے۔ مگر جو واقعات پیش آ رہے ہیں ان سے اندیشہ ہے کہ تم کسی فتنہ میں نہ پڑ جاؤ۔ تمہیں دین کا مددگار و معاون رہنا چاہیے۔ اور تمہارا فرض ہے کہ لوگوں کو ہماری طرفداری پر آمادہ کرو۔ ہم تو فقط اصلاح چاہتے ہیں تاکہ امت محمدی کے لوگ آپس میں پھر بھائی بھائی ہو جائیں۔"

فوج کی آراستگی

دونوں صاحبوں کی روانگی کے بعد حضرت علیؓ ربذہ ہی میں مقیم رہے اور اس مدت میں آپ نے مدینہ طیبہ سے اسلحہ اور سواری کے جانور منگوا کر لشکر کو زیادہ مضبوط اور درست فرمایا۔ اور ایک دن سب کے سامنے کھڑے ہو کر یہ تقریر فرمائی "خدائے بزرگ و برتر نے ہم کو اسلام سے مشرف کیا۔ اس سے ہمارا مرتبہ بڑھایا۔ اور ذلت، کمی تعداد، باہمی بغض و عناد، اور رہبانیت کی بلاؤں سے ہمیں آزاد کر کے آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ جب تک خدا کی مرضی تھی لوگوں کی یہی حالت رہی۔ ان میں حق تھا اور کتاب اللہ ان کی رہبر و پیشرو تھی۔ یہاں تک کہ اس شخص (عثمانؓ) پر ایسے لوگوں کے ہاتھ سے جن میں شیطان نے تفرقہ ڈال دیا تھا مصیبت آ پڑی۔ اور دین میں تفرقہ پڑ گیا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جس طرح

آپ کا خطبہ

Marfat.com

کی امتوں میں تفرقہ پڑا اس امت میں بھی پڑے گا۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اس پیش آنے والی
سے ہمیں محفوظ رکھے۔" یہ جملہ دوبارہ ارشاد ہوا۔ پھر فرمایا "اگرچہ جو کچھ ہونے والا ہے اس سے بے خبر نہیں ہوں
سنا آگاہ ہو جاؤ کہ یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہونے والی ہے۔ اور اُن میں سب سے بدتر وہ فرقہ
ہوگا جو اگرچہ میرے گروہ میں شامل ہونے کا دعویدار ہوگا۔ مگر میرے عمل پر عمل نہ کرے گا۔ میں نے
ان لوگوں کو دیکھا اور پایا۔ اس لیے لوگو دین کو لازم پکڑو۔ میری ہدایت پر عمل کرو۔ اور یہی ہدایت
تمھارے پیغمبر کی تھی۔ اُن کی سنت پر کاربند رہو۔ جو دشواریاں پیش آئیں اُن سے بچو اور جب تک
اُن کو قرآن کی روشنی میں پرکھ نہ لو نہ اختیار کرو۔ جو امر قرآن سے ثابت ہو اس کو لازم جانو۔ اور جس
امر کے قرآن خلاف ہو اس کو چھوڑ دو بس اسی پر راضی رہو کہ خدا تمھارا پروردگار ہو۔ اسلام
تمھارا دین ہو۔ محمد تمھارے نبی ہوں۔ اور قرآن تمھارا امام و قاضی ہو۔"

ربذہ سے کوچ

بعد ازاں جب آپ نے ربذہ سے کوچ کر کے بصرہ کی طرف رُخ فرمایا تو رفاعہ بن رافع

آپ کا اصلی مقصد

سامنے آئے اور عرض کیا "ہمیں آپ کہاں لیے چلتے ہیں؟" فرمایا "ہم تو اس نیت سے چلے ہیں کہ اگر
لوگ ہماری سنیں تو ہم مسلمانوں کی اصلاح کریں۔" عرض کیا "اور جو وہ لوگ نہ مانیں تو؟" فرمایا "ہم انھیں
معذور سمجھ کے چھوڑ دیں گے۔ صبر کریں گے۔ اور اُن سے مزاحم نہ ہوں گے۔" پوچھا "جو وہ اس پر
بھی خاموش نہ رہیں؟" ارشاد ہوا "اس پر بھی انھوں نے نہ مانا اگر ہمارے مزاحم نہ ہوئے تو ہم بھی
اُن کے مزاحم نہ ہوں گے۔ لیکن اگر انھوں نے لڑنے ہی کا ارادہ کر لیا تو پھر اس وقت البتہ
ہم لڑیں گے۔" اس جواب پر رفاعہ نے اطمینان ظاہر کیا۔ اور حجاج بن غزیہ انصاری نے اُٹھ کر
کہا "امیر المومنین جس طرح میں نے آپ کو اپنے قول سے خوش کیا ہے اسی طرح اپنے کام سے بھی خوش
کروں گا۔ بہ خدائے لایزال جب سے خدا تعالے نے ہمیں انصار کا لقب دیا ہے ویسی ہی خدا کے
دین کی مدد کریں گے۔"

بنی طے کا آنا

اسی اثنا میں بنی طے کا ایک گروہ آ کے آپ کے لشکر میں شریک ہو گیا اور کسی نے آپ کو خبر
دی کہ اُن میں سے بعض لوگ آپ کے ہمراہ جاں بازی کرنے کو آئے ہیں اور بعض آپ کے آگے
سر اطاعت جھکانے کو۔ فرمایا "خدا دونوں کو جزائے خیر دے۔ مگر خداوند عالم نے جہاد کرنے والوں کو
فضیلت دی ہے۔" پھر جب وہ لوگ سامنے آئے تو اُن سے پوچھا "کیوں آئے ہو؟" عرض کیا
یہ ہے کہ حضور جس امر کو ہمارے حق میں مناسب فرمائیں اس پر عمل کریں۔" ارشاد ہوا "خدا تم کو
جزائے خیر دے۔ تم لوگ برضا و رغبت ایمان لائے تھے۔ مرتدوں پر تم نے جہاد کیا تھا اور

آپ نے صدقات سے تم نے مسلمانوں کی کفالت کی تھی"۔ آپ کے یہ الفاظ سُن کر اُن میں سے سعید بن عُبید طائی سامنے آیا اور عرض کیا "بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اپنے مافی الضمیر کو زبان سے ادا کر سکتے ہیں مگر خدا میری یہ حالت ہے کہ جو کچھ دل میں ہے اُس کو زبان ادا نہیں کر سکتی تاہم التماس ہے کہ میں کوشش کروں گا اور توفیق دینے والا خداوند کریم ہے ظاہر و باطن میں آپ کا خیر اندیش رہوں گا۔ آپ کے دشمنوں سے ہر میدان میں لڑوں گا۔ اس لیے کہ جو فضیلت و قرابت رسول اللہ جو حق آپ کو حاصل ہے آپ کے ہمعصروں سے کسی کو نہیں نصیب" فرمایا "خدا تم پر رحم کرے۔ تمہاری زبان نے جو کچھ ادا کر دیا اس کو تمہارا دل پا بھی نہیں سکا تھا" اس شخص نے جو کچھ کہا تھا کر دکھایا چنانچہ وہ میدان صفین میں آپ کی جانب سے لڑتا ہوا مارا گیا۔

آپ کے لشکر کی شان

اب آپ کا لشکر بصرے کی طرف جا رہا تھا۔ مقدمۃ الجیش کے افسر ابو لیلیٰ ابن عمرو بن الجراح تھے۔ جھنڈا آپ کے فرزند محمد بن حنفیہ کے ہاتھ میں تھا۔ خود بنفس نفیس ایک سُرخ رنگ اونٹنی پر سوار تھے۔ اور ایک کوتل کمیت گھوڑا ہمراہ رکاب تھا۔

نئے معاون

مقام فید میں پڑاؤ ہوا تو بنی اسد اور بنی طے کے اور گروہوں نے حاضر ہو کر اپنے آپ کو پیش کیا۔ فرمایا "تم لوگوں کے لیے یہی کافی ہے کہ گروہ مہاجرین میں ٹھہرو"

کوفہ کی خبریں

یہیں عامر بن مطر شیبانی نام کوفہ کا ایک شخص خدمت میں حاضر ہوا اس سے آپ نے اہل کوفہ کے حالات دریافت فرمائے۔ اُس نے جو کچھ کیفیت تھی عرض کر دی۔ پوچھا "ابو موسیٰ اشعری کا کیا حال ہے؟" کہا "اگر آپ نے صلح کی تو آپ کا ساتھ دیں گے۔ اور اگر لڑائی ہوئی تو اُن سے رفاقت کی اُمید نہ رکھیے"۔ ارشاد ہوا "خدا کی قسم میں تو صلح ہی چاہتا ہوں مگر یہی لوگ مخالفت کریں تو کیا کیا جائے؟"

ابن حنیف کے حالات سے اطلاع

یہاں سے آگے بڑھ کر جب آپ مقام ثعلبیہ میں اُترے تو خبر ملی کہ عثمان بن حنیف کے ساتھیوں کے ساتھ کیا برتاؤ ہوا اور خود اُن کی کیا گت بنی۔ آپ نے فوراً تمام ہمراہیوں کو اس واقعے کی خبر دی اور فرمایا "خداوندا جس آزمائش میں تو نے طلحہ و زبیر کو مبتلا کیا ہے اس سے مجھے

بصرے کی خبریں

اب آپ مقام اساد میں پہنچے اور سُنا کہ حکیم بن جبلہ کو کیا پیش آیا۔ اور قاتلین عثمان کا کیا حشر ہوا، سُن کر فرمایا "اللہ اکبر! طلحہ و زبیر کو اپنا انتقام مل گیا ہے تو پھر اب مجھ سے کیا چاہتے ہیں کیا اب بھی میرا پیچھا نہ چھوڑیں گے؟"

عثمان بن حنیف رضی کی حاضری

آگے بڑھ کے آپ ذی قار میں پہونچے تو عثمان بن حنیف حاضر ہوئے اور اس ہیئت سے

Marfat.com

چہرے پر کوئی بال باقی نہ تھا۔ سامنا ہوتے ہی انھوں نے عرض کیا "حضور نے مجھے ڈاڑھی مونچھوں والا بھیجا تھا اور اب جو حاضر ہوا ہوں تو ایک بے ریش و بروت امرد ہوں۔" فرمایا "تم کو اس کا اجر ملے گا۔ رسول اللہ صلعم کے بعد پہلے لوگوں نے دو شخصوں کو خلیفہ بنایا جنھوں نے کتاب و سنت پر عمل کیا۔ بعد ازاں انھوں نے ایک تیسرے شخص کو اپنا حاکم بنایا پھر اس کے متعلق انھوں نے جو چاہا کہا اور جو چاہا کیا۔ اس کے بعد میرے ہاتھ پر بیعت کی اور سب کے ساتھ طلحہ و زبیر نے بھی بیعت کی لیکن چند روز بعد وہ بیعت خود ہی توڑ دی اور لوگوں کو میری مخالفت پر ابھارنے لگے کتنی بڑی حیرت کی بات ہے کہ وہ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے تو مطیع و منقاد تھے مگر میری اطاعت نہیں کرتے۔ حالانکہ خدا کی قسم وہ جانتے ہیں کہ میں مرتبے میں کسی اگلے خلیفہ سے کم نہیں ہوں۔ بار خداوندا۔ ان لوگوں نے جو گرہ ڈالی ہے اس کو کھول دے۔ اس چیز کو پورا نہ ہونے دے جسے انھوں نے اپنے نفسوں کے لیے مضبوط کیا ہے۔ اور ان کے کاموں کی برائی دکھلا دے۔"

ذی قار میں قیام

بصرے کی اور خبر ملنا۔

ذی قار میں آپ ٹھہر گئے اور محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کی واپسی کا انتظار کرنے لگے جن کو کوفہ میں بھیجا۔ اسی اثنا میں جو کچھ واقعات بنی ربیعہ کو پیش آئے تھے آپ نے سنے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بنی عبدالقیس بصرے سے باہر نکل آئے۔ یہ آخری خبر سن کر آپ خوش ہوئے اور فرمایا "تمام بنی ربیعہ میں بنی عبدالقیس بہتر ہیں۔ اور ہر بنی ربیعہ والے میں بھلائی ہے۔" اور اسی موقع پر آپ نے بنی بکر بن وائل کی تعریف کی اور بنی اسد اور بنی طے کی بھی۔

سفارت کی ناکامی۔

ابوموسیٰ اشعری کی مخالفت۔

آپ کے دونوں سفیروں یعنی دونوں محمدوں نے کوفہ میں پہنچ کر ابوموسیٰ اشعری کو مجمع عام میں حضرت علیؓ کا خط سنایا۔ مگر کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ شام ہوئی تو بعض لوگ دارالامارۃ میں ابوموسیٰ کے پاس جمع ہوئے۔ اور پوچھا "آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟" انھوں نے کہا "اب وہ رائے نہیں رہی جو کل تھی۔ اور یہ انجام تمہاری ہی سستی کا نتیجہ ہے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ ہم گھر یا کو بیٹھ رہیں۔ نہ ادھر ہوں نہ ادھر اور دوسری یہ کہ میدان میں نکل کر لڑیں پہلی بات آخرت کے کام کی ہے اور دوسری دنیا کے کام کی۔ ان میں سے جس کو چاہو اختیار کر لو۔" حضرت علیؓ کے دونوں ایلچی سن رہے تھے ابوموسیٰ کی اس گفتگو پر انھیں غصہ آگیا۔ اور ان کو سخت سست کہنے لگے۔ مگر ابوموسیٰ کی تقریر ایسا اثر کر چکی تھی کہ کوئی بھی لڑنے اور حضرت علیؓ کا ساتھ دینے پر آمادہ نہ ہوا۔ خود ابوموسیٰ نے دونوں محمدوں کی درشت زبانی کے جواب میں کہا "خدا کی قسم عثمانؓ کی بیعت میری گردن پر بھی ہے۔ اور جن کی طرف سے تم آئے ہو ان کی گردن پر بھی۔ لہٰذا خونریزی سے

منظر نہیں ہے۔ اور ہم تو جب تک قاتلین عثمانؓ سے چاہے وہ کہیں ہوں فراغت نہ کریں گے کسی سے نہ لڑیں گے۔"

کوفہ سے سفیروں کی واپسی۔ اس کارروائی اور ابوموسیٰ کے اس جواب سے مایوس ہو کر دونوں صاحب واپس آکر حضرت علیؓ سے ذی قار میں ملے اور سرگزشت بیان کی آپ نے اشتر کو بلا کر جو ساتھ تھے کہا تمہیں تو بخوبی سے خوب نپٹو گے۔ عبداللہ بن عباس کو ساتھ لے کر جاؤ اور اس خرابی کو دور کرو۔"

دوسرے سفیر اشتر اور ابن عباس۔ حکم کے مطابق دونوں صاحب کوفہ میں آکر ابوموسیٰ سے ملے اُن سے گفتگو کی۔ اور بعض اہل سے اُن کی مخالفت میں مدد مانگی۔ ابوموسیٰ نے اُن کی یہ کارروائی دیکھ کر اہل کوفہ کے مجمع عام میں

ابوموسیٰ کی مخالفانہ تقریر۔ یہ تقریر کی کہ "لوگو۔ اصحاب رسالتؐ جو آپ کی صحبت میں رہے وہی خدا اور رسولؐ کو زیادہ جانتے ہیں ہمارا تم پر حق ہے اور اس حق کو میں نصیحت کے عنوان سے ادا کیے دیتا ہوں صحیح رائے یہ ہے کہ خدائی سلطنت کی سبکی نہ کرو۔ اور نہ خدا سے لڑنے کی جرأت کرو۔ جو لوگ مدینے سے آئیں اُن کا خیر مقدم ادا کرو۔ پھر اس کے بعد وہ لوگ جہاں سے آئے ہیں وہیں انہیں واپس بھیج دو تاکہ وہ باہم متفق نہ ہو جائیں۔ اس کو وہی لوگ خوب جانتے ہیں کہ امامت کے لیے زیادہ موزوں و مناسب کون ہے یہ کانوں کے پردے پھاڑنے والا ہنگامہ ہے۔ اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے کھڑا ہونے والا سوار سے۔ اور سوار کوشش کرنے والے سے اچھا ہے۔ لہٰذا کوئی چیونٹی کا سوراخ بھی ملے تو اس میں چھپ کر بیٹھ رہو۔ تلواریں میانوں میں کر لو۔ نیزوں پر سے پھل اُتار لو کمانوں کی تانتیں کاٹ ڈالو۔ اور جو مظلوم و پریشان حال ملے اس کو پناہ دو۔ یہاں تک کہ خرابیاں دور ہو جائیں اور یہ فتنہ دفع ہو۔" ابوموسیٰ کی یہ تقریر سن کر ابن عباس اور اشتر دونوں واپس چلے آئے۔ اور حضرت علیؓ کو ان واقعات کی اطلاع کی۔

یہ سفیر بھی ناکام رہے۔

تیسرے سفیر حضرت حسنؓ اور عمارؓ۔ اب آپ نے اپنے فرزند حسنؓ اور عمار بن یاسرؓ کو اس سفارت پر روانہ کیا۔ اور اُن کے روانہ ہوتے وقت عمار کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا "جاؤ اور اس فساد کی اصلاح کرو۔" دونوں صاحبوں کا کوفہ کی آبادی میں داخل ہوتے ہی مسروق بن اجدع سے سامنا ہوا۔ اس نے سلام کے بعد عمار سے کہا "ابو یقظان۔ بھلا تم نے عثمانؓ کو کیوں مار ڈالا۔" کہا "اس لیے کہ ہماری آبرو میں فرق آگیا تھا۔ اور ہمارے اچھے لوگ مارے پیٹے گئے۔" یہ سن کر مسروق نے کہا "اگر خدا کی قسم تم نے اتنا عذاب نہ کیا ہو گا جتنا کہ اس فعل کے پاداش میں تم پر ہو گا۔ اس معاملے میں تم صبر و تحمل سے کام لیتے تو بہتر تھا۔"

اتنے میں ابوموسیٰ آ گئے۔ اور آتے ہی حضرت حسنؓ کو سینے سے لپٹا لیا پھر عمار کی طرف
مڑ کر بولے ابو یقظان اور دشمنوں میں تم بھی شامل ہو گئے؟ اور اپنے نفس کو فاجروں کے پھندے
میں ڈال دیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں نہ اس کام میں شریک ہوا اور نہ میں نے اسے برا
سمجھا۔ ان کے یہ الفاظ سنتے ہی حضرت حسنؓ نے فرمایا تم ان لوگوں کو ہم سے جدا کیوں کیے
دیتے ہو؟ خدا کی قسم ہمارا ارادہ اصلاح ہی کا ہے۔ اور امیرالمومنین علیؓ ایسے بزرگ نہیں ہیں کہ ان کا
ساتھ دینے میں کوئی خطرہ ہو۔ اس کے جواب میں ابوموسیٰ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں
آپ جو کچھ فرمائیں سچ فرماتے ہیں لیکن جس کسی شخص سے مشورہ لیا جائے اس کی حیثیت امانت دار
کی سی ہو جاتی ہے۔ میں نے حضرت رسولِ خدا صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ پیدا
ہوگا اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے۔ کھڑا ہونے والا چلنے والے سے۔ اور چلنے والا
سوار ہونے والے سے بہتر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھائی بھائی بنا دیا ہے اور ہمارے جان و مال
ایک دوسرے پر حرام کر دیا۔ یہ تقریر سن کر عمار کو غصہ آ گیا طیش میں ابوموسیٰ کو گالی دے بیٹھے۔
اٹھ کر لوگوں سے کہا لوگو۔ رسول خدا صلعم نے اکیلے انھیں کو حکم دیا ہوگا کہ اس فتنہ میں تمہارا بیٹھا رہنا
کھڑے ہونے سے اچھا ہوگا۔ عمار کی یہ درشت زبانی بنی تمیم کے ایک شخص کو ناگوار گزری جو
ابوموسیٰ کا طرف دار تھا۔ وہ غصہ میں بھرا ہوا اٹھا عمار کو گالی دی۔ اور کہا کل تو ہنگامہ کرنے والوں
کے ساتھ تھا اور آج آ کر ہمارے امیر سے بد زبانی کرتا ہے۔ ساتھ ہی اور لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے
لوگوں کو برہمی پیدا ہوتے دیکھ کر ابوموسیٰ سب کو سمجھانے اور روکنے لگے۔

ابوموسیٰ کا جواب۔
عمار کی برہمی۔
اور اس کا انجام

اسی اثنا میں زید حضرت عائشہ کا خط لیے ہوئے جامع مسجد کے دروازے پر آ کے ٹھہرا۔
اس کے پاس حضرت ام المومنین کے دو خط تھے۔ ایک ابوموسیٰ اشعری کے نام اور دوسرا عام اہل کوفہ
کے نام۔ دونوں خط کھول کر اس نے عام لوگوں کو سنائے۔ بعد ازاں اپنی طرف سے کہا انھیں
(یعنی حضرت عائشہ) کو تو یہ حکم تھا کہ گھر میں بیٹھیں۔ اور ہمیں حکم ہوا تھا کہ نکلیں اور فتنہ کو دور کریں مگر آج
جس بات کا انھیں حکم تھا اس پر عمل کرنے کی وہ ہمیں ہدایت کرتی ہیں۔ اور جس بات کا ہمیں حکم تھا
اس کو خود انھوں نے اختیار کر لیا ہے۔ زید کا یہ فقرہ شبث بن ربعی کو ناگوار گزرا۔ کہا اے
عمانی چور (یہ زید بنی عبدالقیس میں سے تھا جو لوگ عمان میں رہتے تھے) فتح جلولا کے وقت
اس نے چوری کی تھی جس کے پاداش میں ہاتھ کاٹا گیا۔ آج آیا ہے کہ ام المومنین کی نافرمانی کرے
ان کے خلاف لوگوں کو بہکاتا ہے؟

حضرت عائشہ کی سفارت کوفہ میں۔
عجیب مسئلہ منقبہ۔

ابو موسیٰ کا مسلک

لوگوں کی یہ باہمی چھپٹیں دیکھ کر ابو موسیٰ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا لوگو! میرا کہنا مانو اور عرب کے لیے ایک پناہ کی جگہ بن جاؤ تاکہ مظلوم تمہارے یہاں پناہ لے اور خوف زدہ کو تمہارے پاس امان مل جائے۔ فتنہ کا معمول ہے کہ آغاز میں مشتبہ نظر آتا ہے مگر تھوڑے ہی زمانے میں روشن ہو جاتا ہے۔ یہ سخت فتنہ ہے۔ جو بوڑھوں کو بچوں کا سا عاجز و بے دست و پا کر دے گا لہذا تلواروں کو میان میں کرو۔ نیزوں کو نیچا کر لو۔ کمانوں کی تانت کاٹ ڈالو۔ گھر میں دروازے بند کر کے بیٹھ رہو۔ اور قریش کو باہم فیصلہ کر لینے دو۔ اگر تم نے میرا کہنا مانا تو تمہارے دین و دنیا دونوں بچے رہیں گے۔ اور جو کوئی اس فتنہ کے سمندر میں ہاتھ ڈالے گا بس اس کی شامت آ جائے گی۔"

حضرت عائشہ کا مخالف سفیر۔

اب زید نے اٹھ کر اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کے ٹنڈ کو حرکت دی اور کہا "اے بنی عبدالقیس اگر تم فرات کو جدھر سے بہتا ہے اسی طرف الٹا بہا سکتے ہو تو اس مشورے پر بھی عمل کر سکو گے شکوں اور شبہوں میں نہ پڑو۔ جو بات سمجھ میں نہ آتی ہو اس کو چھوڑو۔ اور امیر المومنین کی طرف چلو ہم سب چل کے ان کے پاس جمع ہوں اور حق کو قائم کریں۔"

اب قعقاع اٹھے اور کہا "لوگو۔ میں تمہیں نیک مشورہ دیتا ہوں تمہارا دوست ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم راہ راست پر رہو۔ لہذا وہی کہوں گا جو حق ہو گا۔ امیر نے جو کچھ کہا سچ کہا۔ مگر کاش اس پر عمل بھی ہو سکتا۔ زید خلافت کے دشمنوں میں ہیں لہذا میں اس کا کہنا ہرگز نہ سنوں گا۔ مگر سچ یہ ہے کہ خلافت کی عمارت کا قائم رہنا ضروری ہے تاکہ ملک کا نظم و نسق درست رہے۔ ظالم ظلم سے روکا جائے اور مظلوم کی داد رسی ہو۔ یہ امیر المومنین موجود ہیں جو خلیفہ منتخب ہوئے اور اپنی طرف بلانے میں حق پر ہیں۔ قطع نظر اس کے وہ اصلاح ہی کی طرف بلاتے ہیں۔ اس لیے ان کی خدمت میں حاضر ہو اور جو وہ فرمائیں سنو اور اس پر عمل کرو۔"

عبدالخیر اور ابو موسیٰ کا مباحثہ۔

اس تقریر کے ختم ہوتے ہی عبدالخیر خیوانی نے ابو موسیٰ اشعری سے سوال کیا کہ "کیا طلحہ و زبیر نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی؟" جواب ملا "ہاں کی تھی۔" پوچھا "تو کیا کوئی ایسا سخت واقعہ پیش آیا کہ ان کے لیے بیعت کا توڑنا جائز ہو گیا؟" اس کے جواب میں ابو موسیٰ بولے "میں نہیں جانتا۔" اس پر عبدالخیر نے کہا "تو خیر تم کو ہم اس وقت تک کے لیے چھوڑے دیتے ہیں جب تک کہ تم اس کی اصلیت سے آگاہ ہو۔ مگر کیا تمہارے نزدیک کوئی شخص بھی ہے جو اس فتنہ سے بچا ہو؟ لوگوں کے چار گروہ ہو گئے ہیں۔ پہلے علیؓ اور ان کے ہمراہی جو کوفہ کے سامنے آ گئے ہیں۔ دوسرے طلحہ و زبیر جو بصرہ میں ہیں۔ تیسرے معاویہ اور ان کے رفقا جو شام میں ہیں۔ چوتھا ایک گروہ جو حجاز میں ہے

اب بنا ہے چار فریق۔

وہ مالدار ہیں اور نہ کوئی دشمن اُن کی مدد سے لڑسکتا ہے۔ ابوموسیٰ نے جوش کے ساتھ کہا اور سب سے اچھے یہی لوگ ہیں"۔ عبدالخیر نے جواب دیا کہ ابوموسیٰ تمھارے دل پر خرابی اور برائی غالب آگئی ہے"۔

اب سیحان بن صوحان نے اُٹھ کر کہا لوگو حکومت کا قائم رہنا لابدی ہے۔ یہی والی لوگ ہیں جو ظلم کو روکتے اور مظلوم کی فریاد کو پہونچتے ہیں۔ تمھارے والی (ابوموسیٰ) چاہتے ہیں کہ تم لوگ انتظار کرو تاآنکہ فیصلہ ہوجائے۔ یہ امتِ محمدیؐ کے امانت دار ہیں۔ دیندار ہیں اور عالم۔ لہٰذا جو کوئی ان کی رائے پر چلے ہم اسی کے ساتھ ہیں"۔

ابوموسیٰ کی تائید۔

یہ رنگ دیکھ کر عمار اُٹھے اور کہا حضرت علیؓ رسول اللہ صلعم کے چچا کے بیٹے ہیں وہ تم کو زوجۂ رسول خدا اور طلحہ و زبیر کے مقابلے پر بلاتے ہیں۔ مجھ کو اقرار ہے کہ عائشہؓ دنیا اور آخرت دونوں میں رسول اللہ صلعم کی بیوی ہوں گی۔ مگر پھر بھی کہتا ہوں کہ خوب سوچو۔ حق کو دیکھو اور حضرت علیؓ کے ہمراہ رکاب رہ کر اُن کے دشمنوں سے لڑو"۔ اس موقع پر ایک شخص بولا میں تو اُسی کے ساتھ ہوں جس کو جنت کی بشارت دی گئی ہے بمقابل اُس کے جسے بشارت نہیں دی گئی۔

عمار کی تقریر

حضرت حسنؓ نے اس شخص کو ڈانٹ کے روکا اور فرمایا لوگو۔ امیرالمومنین کی دعوت قبول کرو۔ اور اپنے بھائیوں کی طرف چلو۔ عنقریب وہ شخص مل جائے گا جس کے پاس خلافت کے لیے جمع ہونا چاہیے۔ اہل عقل و ہوش کے لیے یہی مناسب ہے کہ آگے یا پیچھے انھیں کا ساتھ دیں۔ اور مسلمانوں کے حق میں یہی مفید بھی ہے۔ لہٰذا ہماری دعوت قبول کرو اور جس مصیبت میں ہم تم مبتلا ہوگئے ہیں اُس کے دور کرنے میں ہمارے مدد و معاون بنو۔ تمھارے امیرالمومنین کہتے ہیں کہ میں نے یہ راستہ اختیار کرلیا خواہ اس میں ظالم ہوں یا مظلوم۔ اور جسے حق کی اعانت منظور ہو خدا کا واسطہ دلا کر اس سے کہتے ہیں کہ ضرور آئے۔ میں مظلوم ہوں تو میری مدد کرے۔ اور اگر ظالم ہوں تو مجھ سے مواخذہ کرے۔ طلحہ و زبیر نے خدا کی قسم سب سے پہلے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر سب سے پہلے مجھ سے دغادی ہیں نے کسی کا مال غضب کرلیا تھا یا کسی شرعی حکم کو بدل دیا تھا وہ وہ برسرِ پرخاش ہیں؟ غرض آؤ۔ اچھے کاموں کو جاری کرو۔ اور بُرے کاموں سے لوگوں کو روکو"۔

حضرت حسنؓ کی تقریر۔

حضرت حسن مجتبیٰؓ کی اس تقریر نے بڑا اثر کیا۔ لوگ نرم پڑگئے۔ اُن کی دعوت قبول کرلی۔ اور راضی ہوگئے۔ چنانچہ بنی طے کا ایک گروہ اپنے سردار عدی بن حاتمؓ کے پاس آیا اور کہا آپ کیا کہتے ہیں؟ اور اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟" انھوں نے کہا ہم نے علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔

حضرت حسنؓ کی تقریر کا اثر۔

Marfat.com

اور وہ ہمیں بھلائی کی طرف اور ایسے اہم واقعہ میں شریک ہونے کو بلا رہے ہیں تاکہ ہم خود چل کے
واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں"۔ اس درمیان میں ہند بن عمرو نے اٹھ کر کہا امیرالم
ہمیں بلایا۔ ہمارے پاس اپنے قاصد بھیجے حتیٰ کہ خود ان کے فرزند تشریف لے آئے۔ لہٰ
ان کا کہنا مانو چل کے ان کی مدد کرو۔ اور اپنی رائے سے ان کو مشورہ دو"۔ اس اثنا میں حجر
نے باآواز بلند کہا "لوگو۔ امیرالمومنین کی دعوت قبول کرو۔ چاہیے کہ ہم سب جریدہ یا لد
پھندے چل کھڑے ہوں۔ اور سب سے پہلے میں چلتا ہوں"۔

اہل کوفہ حضرت علیؓ کے طرفدار ہو گئے۔

اب تمام لوگ حضرت علیؓ کی رفاقت پر آمادہ تھے۔ اور ان کو مستعد دیکھ کر حضرت حسنؓ نے
لوگو۔ میں کل جاؤں گا جس کا جی چاہے میرے ساتھ سوار ہو کر چلے۔ اور جس کا جی چاہے کشتیوں
سوار ہو کر دریا کے راستے سے روانہ ہو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نو ہزار سے زیادہ آدمی حضرت علیؓ کا سا
دینے کے لیے روانہ ہو گئے چھ ہزار خشکی کی راہ سے اور دو ہزار چار سو دریا کے راستے سے

اشتر کوفہ میں

بعض راویوں کا بیان ہے حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ اور عمار کے بعد اشتر کو بھیجا تھا
وہ جس وقت پہونچے ہیں لوگ مسجد میں جمع تھے۔ ابو موسیٰ حضرت حسنؓ و عمار میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ ابو مو
لوگوں کو حضرت علیؓ کا ساتھ دینے سے روکتے تھے۔ اور حضرت حسنؓ کہہ رہے تھے کہ "تمھاری ما
حکومت کو نہ ہماری ہے۔ تم اس سے علیحدہ ہو جاؤ اور ہمارے منبر کو چھوڑ دو"۔ اسی طرح سے یہی جنگ
پیش تھا کہ اشتر پہونچے۔

ان کے آنے کی شان۔

ان کے آنے کی یہ شان تھی کہ آبادی میں داخل ہوتے ہی جس قبیلے کے کسی گروہ کے
پاس سے گزرتے ان لوگوں کو آواز دے کر اپنے ساتھ لیتے۔ اور کہتے "میرے ہمراہ قصر امارت
چلو"۔ چنانچہ ابو موسیٰ تو مسجد میں مناظرہ کرتے رہے اور اشتر ایک بڑے بھاری گروہ کے ساتھ قصر ا

قصر امارت پر گھس کر قبضہ کر لیا۔

میں (جو بہ حیثیت والی ملک ہونے کے ابو موسیٰ کا مسکن تھا) گھس پڑے اور ابو موسیٰ کے لوگوں
ہٹانا اور دبانا شروع کیا۔ اور آخر ان کے تمام غلاموں کو نکال باہر کیا جو غل مچاتے اور دہائیاں د
ہوئے مسجد میں ابو موسیٰ کے پاس پہونچے اور فریاد کی کہ اشتر زبردستی قصر امارت میں گھس آئے
ہمیں وہاں سے مار کے نکال دیا"۔ ان کی فریاد سنتے ہی ابو موسیٰ منبر سے اتر کر قصر امارت میں گ
اور ان کی صورت دیکھتے ہی اشتر نے ڈانٹنا شروع کیا کہ "تیری ماں مرے۔ جا نکل جا ہو یہاں سے
اور دیکھ لے کہ خدا نے تجھے اس گھر سے نکال دیا"۔ ابو موسیٰ نے ان لوگوں کی یہ زبردستیاں اور ا
یہ رنگ دیکھا تو کہا "اچھا مجھے آج شام تک کے لیے مہلت دو۔ اشتر نے مہلت دی اور کہا مگر جو

Marfat.com

آج رات کو تم اس حکومت کے مکان میں نہ سونا"۔ اس موقع پر بعض لوگوں نے چاہا کہ اندر گھس کے ابو موسیٰ کا مال لوٹیں۔ مگر اشتر نے اس سے روکا اور کہا "خود میں اُن کے مال و اسباب کا ضامن ہوں"۔

کوفہ کے یاوران علیؓ۔

اس واقعہ کے بعد وہ نو ہزار آدمی حضرت علیؓ کی رفاقت کے لیے روانہ ہوئے جن کو حضرت حسنؓ کی تقریر نے جاں نثار خلافت بنا دیا تھا۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ "ایک اوپر بارہ ہزار آدمی گئے"۔ ابو الطفیل کہتے ہیں"۔ مددگاران کوفہ کی یہ تعداد حضرت علیؓ نے پہلے سے بتا دی تھی۔

ان کا شمار۔

چنانچہ جب یہ لوگ آئے تو میں نے بذات خود جا کر گنا۔ اور اتنے ہی پائے جتنے آپ نے فرما دیے تھے۔ نہ ایک زیادہ تھا نہ ایک کم۔ اُن میں بنی کنانہ۔ بنی اسد۔ بنی تمیم۔ بنی رباب اور بنی مزینہ کے سردار معقل بن یسار ریاحی تھے۔ بنی قیس کے سات گروہوں کے سردار سعد بن مسعود ثقفی مختار کے چچا تھے۔ بنی بکر اور بنی تغلب کے سردار وعلہ بن مخدوج ذہلی تھے۔ بنی مذحج اور اشعریوں کے سردار حجر بن عدی تھے۔ بنی بجیلہ۔ بنی انمار۔ بنی خثعم اور بنی ازد کے سردار مخنف بن سلیم ازدی تھے۔

ان کے سامنے حضرت علیؓ کی تقریر۔

یہ سب لوگ مقام ذی قار میں حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ مع چند لوگوں کے جن میں حضرت ابن عباسؓ بھی تھے ان لوگوں سے جا کر ملے۔ مرحبا کہا۔ اور فرمایا "اے اہل کوفہ تم لوگوں کا مقابلہ شاہان عجم سے ہوا۔ اور اُن کے زبردست لشکروں کو تم نے شکست دے دی یہاں تک کہ اُن کا ورثہ تم کو ملا۔ تم نے اپنے مفتوحہ رقبہ کی حفاظت کی۔ اور دشمنوں کے مقابلے میں اکثر لوگوں کی مدد کی۔ میں نے تم کو اس لیے بلایا ہے کہ ہمارے بھائیوں کے مقابلے میں ہمارا ساتھ دو۔ اگر وہ اس خیال سے باز آجائیں تو یہی ہمارا مقصد ہے لیکن اگر وہ اپنی ضد پر اڑے رہے تو ہم جہاں تک بنے گا نرمی سے اُن کی اصلاح کریں گے۔ اس کے پابند رہیں گے کہ ظلم انھیں کی طرف سے شروع ہو اور صلاحیت کی جو بہترین صورت نظر آئی گی ہم انشاءاللہ تعالیٰ اُسی کو اختیار کریں گے"۔

آپ کے ... ہمراہی۔

کوفے کے یہ سب لوگ آپ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے۔ ادھر بنی عبد القیس کا وہ ہزاروں کا گروہ تھا جو بصرے سے آیا تھا اور بصرے کے راستے پر آپ کے ورود کا منتظر تھا۔ آپ کے ساتھ جو کوفے کے سپہگر تھے اُن کے سردار قعقاع بن عمرو۔ سعد بن مالک۔ ہند بن عمرو۔ اور ہیثم بن شہاب تھے۔ اب اس موقع پر جو اہل کوفہ مدد کو آئے اُن کا شمار بھی پرانے رفیقوں سے کم نہ تھا۔ ان کے سردار زید بن صوحان۔ اشتر۔ عدی بن حاتم۔ مسیب بن نجبہ الفزاری۔ اور یزید بن قیس اور اسی پائے کے اور شجاعان عرب تھے۔

آپ کے سفیر قعقاع

جب یہ سب لوگ ذی قار میں جمع ہو گئے تو حضرت علیؓ نے قعقاع کو بلا کر اہل بصرہ کے پاس بھیجا اور حکم فرمایا کہ ان دونوں شخصوں یعنی طلحہ و زبیر سے ملو۔ انھیں اتفاق و یکجہتی کی طرف بلاؤ۔ اور نااتفاقی کی خرابیاں اُن پر ظاہر کرو"۔ پھر جب وہ چلنے لگے تو روک کر پوچھا "اگر کوئی ایسی بات پیش آئے جس کے متعلق میں نے کوئی ہدایت نہ کی ہو تو تم کیا کرو گے؟" عرض کیا "اول ہم آپ کے ارشاد پر عمل کریں گے۔ اور جس امر میں آپ سے کوئی ہدایت نہ ملی ہوگی ہم اجتہاد سے کام لیں گے۔ اور جیسا دیکھتے سنتے رہے ہیں اس کے لحاظ سے جو مناسب جانیں گے کریں گے"۔ حضرت علیؓ اُن کے اس جواب سے مطمئن ہو گئے۔ اور انھوں نے مخالفین کے پڑاؤ کی راہ لی۔

قعقاع کی حضرت عائشہ کی حضوری میں

قعقاع صحابی رسول اللہؐ تھے۔ اور حضرت عمرؓ کے عہد کے کارآزمودہ جوانمردوں میں تھے۔ بصرے میں پہونچتے ہی حضرت ام المومنینؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام کیا اور عرض کیا کہ "اے مادر محترمہ حضور اس شہر میں کیوں تشریف لائی ہیں؟" فرمایا "بیٹا میں لوگوں کی اصلاح کے لیے آئی ہوں"۔ عرض کیا تو حضور طلحہ و زبیر کو بھی بلوائیں تاکہ میرے اُن کے درمیان جو گفتگو ہو اُس کو حضور اپنے کانوں سے سنیں"۔ حضرت عائشہؓ نے دونوں صاحبوں کو فوراً بلوایا۔ اور قعقاع نے وہی سوال جو جو حضور رسول خدا صلعم سے کیا تھا اُن سے بھی کیا۔ اور بتادیا کہ جناب صدیقہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے۔ دونوں صاحبوں نے جناب عائشہ کے جواب کو پسند کیا اور کہا "بیشک ہم دونوں اسی غرض کے لیے آئے ہیں"۔ اب قعقاع نے دریافت کیا کہ "آپ کے نزدیک اصلاح کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ اگر وہ صورت ہماری سمجھ میں آ گئی تو ہم خدا کی قسم صلح کے لیے تیار ہیں"۔ دونوں صاحبوں نے کہا "وہ صورت یہ ہے کہ قاتلین عثمانؓ سے انتقام لیا جائے۔ اور اگر اس کام کو ترک کیا گیا تو قرآن کی صریح مخالفت ہوگی"۔ قعقاع نے کہا "بصرے کے قاتلین عثمانؓ کو آپ قتل کر چکے۔ مگر میرے خیال میں ان لوگوں کے قتل کرنے سے پیشتر آپ صلاحیت سے زیادہ قریب تھے۔ آپ نے چھ سو آدمی قتل کیے اور انجام یہ ہوا کہ بصرے کے چھ ہزار آدمی آپ سے ٹوٹ کر علحدہ ہو گئے ہیں جوش میں چھوڑ کے چلے گئے۔ اور آپ نے حرقوص بن زہیر کے پکڑنے کا ارادہ کیا تو چھ ہزار آدمیوں کا گروہ مزاحم ہوا۔ لہذا اگر آپ ان لوگوں کو قتل نہ کرتے تو سمجھا جاتا کہ صلح وامن کے خواستگار ہیں۔ اسی طرح اگر اب آپ لڑیں گے تو یہی لوگ جو آپ سے علحدہ ہو گئے ہیں آپ کے مقابلے پر آئیں گے۔ غرض آپ کی خواہش بمقابل اس طرز عمل کے جس کو آپ پسند نہیں فرماتے زیادہ سخت ہے"۔ اس امر کو قعقاع نے زیادہ زور دے کے اور خوب وضاحت سے بیان کیا۔

Marfat.com

حضرت اُم المومنین بولیں "اچھا تو تمھارے نزدیک کون تدبیر مناسب ہے؟" کہا "میرے نزدیک تو اصلی تدبیر خاموشی اور سکون ہے۔ ملک میں جب سکون پیدا ہو جائے گا تو جو لوگ مجرم ہیں خود ہی پریشان ہو جائیں گے۔ اور اگر آپ نے امیر المومنین کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو اس کو بھلائی کی روشنی اور رحمت الٰہی جانیے۔ اور یہی خون عثمانؓ کے انتقام ملنے کی اصلی صورت ہے لیکن اگر آپ نے جھگڑے اور ضد سے کام لیا اور اس تدبیر کو نہ مانا تو امن و امان کی برکت اُٹھ جائے گی اور آپ کو اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیابی نہ ہوگی"۔ پھر قعقاع نے کہا "قتل عثمانؓ کا جو واقعہ پیش آچکا ہے وہ ایک شخص کا ایک شخص کو مار ڈالنا نہیں ہے۔ اور نہ ایک قبیلے یا ایک گروہ کا ایک شخص کو قتل کرنا ہے۔ پھر بھلا اس کا انتقام کیسے لیا جاسکتا ہے؟" یہ تقریر سُن کر سب نے کہا "تم نے معقول بات بتائی اور جو کچھ کہا خوب کہا۔ لہٰذا واپس جاؤ۔ اور اگر علیؓ نے بھی آکر یہی کہا جو تم کہہ رہے ہو تو انشاءاللہ صلح ہو جائے گی"۔ سفارت کا حق ادا کرنے کے بعد قعقاع حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ حالات بیان کیے تو آپ نے اُن کی کارروائی کو پسند فرمایا اور سب لوگوں کے دلوں میں صلح کی اُمید پیدا ہو گئی۔ چنانچہ جو لوگ صلح کے آرزومند تھے خوش ہوئے مگر وہ جو شورش اور فتنے کے خواستگار تھے ان کے دلوں میں تشویش پیدا ہو گئی۔

اُمید صلح

بصرے کے جو لوگ علیحدہ ہو گئے تھے وہ قعقاع کی واپسی سے پہلے حضرت علیؓ کے لشکر میں آگئے تاکہ اہل کوفہ کی رائے دریافت کریں۔ اور اُن کو بتائیں کہ ہم لوگ صلح کے طالب ہیں۔ کوفہ والوں نے اُن کی رائے سُن کر اپنا بھی وہی خیال ظاہر کر کے اُن سے اتفاق کیا اور ان کو بارگاہ خلافت میں لے گئے ان اہل بصرہ نے آپ کو اپنے حال اور خیال سے آگاہ کیا۔ ان لوگوں میں ایک شخص تھا جریر بن شرس حضرت علیؓ نے اُس سے طلحہ و زبیر کے حالات دریافت فرمائے اور اُس نے اُن کی ذرا ذرا سی باتیں بھی بیان کر دیں۔ اور اسی سلسلہ میں کہا "زبیر کہا کرتے ہیں کہ ہم نے مجبور ہو کر بیعت کی"۔ اور طلحہ تمثیل کے طور پر جو اشعار پڑھا کرتے تھے وہ پڑھ کے سنائے۔ اور حضرت علیؓ نے بھی اُن شعروں کے جواب میں چند شعر پڑھ دیے۔

بصرے کے اہل صلح حضرت علیؓ کے پاس

اس کے بعد جب اہل کوفہ و بصرہ ہم خیال ہو گئے۔ اور قعقاع نے بھی واپس آکر اپنی کارگزاری عرض کر دی تو حضرت علیؓ نے عام لوگوں کے سامنے ایک تقریر کی۔ اس میں پہلے خدا کی حمد و ثنا پھر عہد جاہلیت اور اس کی شقاوت کا اور عہد اسلام اور اس کی سعادت کا ذکر فرمایا۔ پھر کہا "رسول خدا صلعم کے بعد اُمت کے حال پر خدا کی رحمت اُمت کے اتفاق اور خلیفہ کے طرز عمل سے وابستہ ہے"۔ غرضکہ آپ نے حضرات خلفائے ثلاثہ کا سابق کا ذکر فرمایا۔ پھر اس سانحہ جانگزا کا

حضرت علیؓ کی ایک تقریر

Marfat.com

تذکرہ کیا جو حضرت عثمانؓ کو پیش آیا۔ اور فرمایا "بعض لوگ دنیا کے طالب ہوئے اور خدا نے جو نعمت و فضیلت اُن خلیفہ کو دی تھی اس پر حسد کیا اور چاہا کہ اسلام اور اس کے معاملات کو پھر گذشتہ حالات پر کھینچ لے جائیں۔ مگر خدا کی جو مرضی ہے وہ پوری ہو کے رہے گی" پھر ارشاد ہوا لوگو۔ میں کل یہاں سے کوچ کروں گا۔ تم بھی میرے ساتھ چلو لیکن خبردار اُن لوگوں میں سے ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ چلے جنھوں نے عثمانؓ کی مخالفت میں کوئی حصّہ لیا ہے۔ بُرے لوگوں کو چاہیے کہ مجھ سے علٰحدہ ہو جائیں"۔

مخالفین عثمانؓ سے آپ کی بیزاری۔

آپ کی یہ تقریر سُن کر لوگ جن میں علباء بن ہیثم عدی بن حاتم۔ سالم بن ثعلبہ۔ شریح بن اوفیٰ اور اشتر اور چند لوگ تھے۔ جو حضرت عثمانؓ پر نرغہ کر کے گئے تھے۔ یا جنھوں نے ان لوگوں کے جانے کو پسند کیا تھا جمع ہوئے۔ بصرہ والے بھی ان میں شریک ہو گئے۔ اور ابن سوداء اور خالد بن مُلجم بھی اس گروہ میں موجود تھے۔ ان سب نے اس پر غور کرنا شروع کیا کہ "اب ہمیں کیا رائے اختیار کرنی چاہیے"۔ اور بعض نے بعض سے کہا "یہ علیؓ ہیں جو خدا کی قسم کتاب اللہ کو انتقام عثمانؓ کا دعویٰ کرنے والوں سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ اُن کے لشکر میں اکثر ایسے لوگ ہیں جو عثمانؓ پر یورش کر کے گئے تھے۔ جو لوگ عثمانؓ کے خلاف نہ تھے ابھی تو کم ہیں مگر اُن کا گروہ بڑھے گا پھر جب سارے مسلمان علیؓ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں گے اُس وقت برتاؤ کیا ہوگا۔ تم لوگ خدا کی قسم دودھ کی مکھی کی طرح نکال کے پھینک دیے جاؤ گے"۔

دشمنان عثمانؓ کی کانفرنس

اشتر نے کہا "ہم لوگوں کے بارے میں طلحہ و زبیر کی جو رائے ہے وہ تو معلوم ہی ہے مگر حضرت علیؓ کی رائے آج تک نہیں معلوم لیکن اور سب لوگ واقعی ہماری مخالفت میں یک زبان ہیں۔ اس لیے اگر صلح ہو گئی تو یقیناً اُس کے انجام میں ہم سب مارے جائیں گے۔ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم تلوار لے کے اٹھیں اور علیؓ و طلحہ و زبیر کو بھی وہاں پہونچا دیں جہاں عثمانؓ ہیں۔ اس واقعہ سے ایک ایسا ہنگامہ پیدا ہوگا کہ جب تک ہمارے ساتھ رضامندی ظاہر نہ کی جائے گی مٹائے سے نہ مٹے گا۔

اشتر کی رائے

عبداللہ بن سوداء نے کہا تم نے یہ اچھی رائے نہیں دی! اے قاتلین عثمانؓ۔ اس میدان ذی قار میں تمھارا شمار دو ہزار پانچ سو یا چھ سو آدمیوں کا ہے! اور طلحہ اور اُن کے گروہ والے تقریباً پانچ ہزار ہیں جن کو تم سے لڑنے کی دُھن ہے"۔

ابن سوداء کی رائے۔

یہ سُن کر علباء بن ہیثم بولا "ہم کو چاہیے کہ یہاں سے پلٹ چلیں اور ان لوگوں کو تنہا چھوڑ دیں جس سے ان کی قوت کم ہوگی اور دشمن کی طاقت بڑھ جائے گی لیکن ہمارے جانے پر بھی ان کی تعداد زیادہ رہی تو مخالفین خواہ مخواہ اُن سے صلح کر لیں گے مگر

علباء کا مشورہ

Marfat.com

یہ امر ہمارے مقاصد کے خلاف ہے اس لیے مناسب رائے یہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو چھوڑ دیں اور کسی شہر میں چل کے بیٹھ رہیں۔ یہاں تک کہ ہمارے پاس ایسے اور لوگ جمع ہو جائیں جن سے ہم کو تقویت ہو اور ان لوگوں کے ہاتھ سے نجات ملے "تعلبا، کا یہ بیان سن کر ابن سوداء بولا "تم نے

ابن سوداء کا جواب

یہ غلط رائے دی۔ لوگ تو خدا سے چاہتے ہیں کہ تم لوگ الگ ہو جاؤ۔ اور اُن لوگوں سے ساتھ نہ رہو جن کے دامن میں اس خون کا دھبہ نہیں ہے۔ مگر یاد رکھو کہ اگر تم ان سے جدا ہوئے تو یہ لوگ تمھیں چُن چُن کے مار ڈالیں گے"! عدی نے کہا میں بخدا نہ اس تجویز سے راضی ہوں اور نہ اس کے خلاف

عدی کا مشورہ

مجھے لوگوں کے تردد پر تعجب آتا ہے۔ اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اگر لوگوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ اندیشہ کیا جاتا ہے تو ہمارے پاس گھوڑے اور اسلحہ موجود ہیں۔ اُس وقت اگر تم لوگ بڑھو گے تو تمھارے ساتھ ہم بھی بڑھیں گے۔ اور رکو گے تو رک جائیں گے"! یہ سُن کر ابو سوداء بولا "تم نے البتہ ٹھیک بات کہی۔ سالم بن ثعلبہ بولا۔ "اور کسی کو چاہے دنیا کی ہوس ہو مجھے نہیں ہے۔ میں کل اگر مقابلے کو

سالم کا خیال

نکلا تو پھر زندہ نہ واپس آؤں گا۔ واللہ میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ تم ان لوگوں کا سر کاٹ لیو گے جن کا فیصلہ بغیر تلوار کے نہیں ہو سکتا۔ ابن سوداء نے اس خیال کی داد دی۔ اور شریح بن اوفی نے کہا

شریح کا مشورہ

اپنے معاملات کی پہلے سے اصلاح کر لو۔ جس امر میں جلدی کی ضرورت ہو دیر نہ لگاؤ۔ ہماری حالت اور لوگوں کے مقابلے میں نہایت نازک ہو رہی ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ باہم صلح ہو جانے کے بعد ہماری کیا حالت ہوگی"۔ آخر ابن سوداء بولا۔ لوگو تمھاری فلاح اسی میں ہے کہ لڑائی ہو۔ لہذا کل

آخری تجویز

جس وقت دونوں لشکروں کا سامنا ہو تم فوراً لڑائی چھیڑ دو۔ اور کسی کو ادھر توجہ کرنے کا موقع ہی نہ دو پھر تم جن لوگوں کے ساتھ ہو گے انھیں اس سے مفر نہ ہوگا کہ اپنا بچاؤ کریں۔ اور خدا نہ کرے کہ علیؓ یا طلحہؓ یا زبیرؓ یا اُن کے ساتھ والے اُن میں سے کوئی بھی اس تجویز کی طرف مائل ہو جو تمھارے مقاصد کے خلاف ہے۔ لہذا دیکھتے رہو کہ لوگوں کی کیا رائے قرار پائی ہے۔ اور صلح کی مخالفت کرتے رہو۔ مگر اس طرح کہ کسی کو خبر نہ ہونے پائے۔

Marfat.com

چوتھی فصل

قتال جنگ جمل اور طلحہؓ و زبیرؓ کو شکست

ذی قار سے روانگی۔ حضرت علیؓ کے لشکر کی ترتیب۔ حضرت عائشہ کے لشکر کی ترتیب میدان جنگ۔ جو لوگ اُم المومنین کو چھوڑ کر حضرت علیؓ سے مل گئے۔ حضرت علیؓ کی کوشش صلح۔ حضرت زبیر کا انتظار صلح۔ طلحہ و زبیر دونوں صلح کے اُمیدوار ہیں۔ حضرت علیؓ لڑائی سے بچنا چاہتے ہیں۔ دونوں طرف کے نیک نفس جنت میں جائیں گے۔ اس اندیشے سے بچنے کی احتیاط۔ پیام صلح۔ احنف بن قیس بُش کی سرگذشت اس کی زبانی۔ احنف حضرت علی کی خدمت میں۔ اس کی علیحدگی۔ میدان جنگ میں علی، طلحہ و زبیر کی ملاقات۔ حضرت علی کا اعتراض۔ حضرت طلحہ سے گفتگو۔ حضرت زبیر سے گفتگو۔ رسول اللہ صلعم کی پیشین گوئی۔ حضرت زبیر کی لڑائی سے دست کشی۔ عبداللہ بن زبیر کا ان کو پھر آمادہ کرنا۔ زبیر کی علیحدگی کا دوسرا سبب۔ نصرانی الاصل کعب کی بدنیتی۔ بتعزر طرفدار ان اُم المومنین۔ قبائل کی فرودگاہیں۔ لشکر عائشہؓ کی تعداد۔ آپ کی طرف سے پیام صلح۔ لشکر علیؓ کی فرودگاہیں۔ باہمی میل جول۔ حضرت علی کے لشکر کی تعداد۔ کلیتہً صلح ہوگئی۔ فتنہ انگیزوں نے بلا اجازت لڑائی چھیڑ دی۔ طلحہ و زبیر کی حیرت۔ منفقوں کی چالاکی۔ حضرت علی کی تیاری اور حیرت۔ دونوں طرف کے اصول جنگ۔ حضرت عائشہ کا میدان میں آنا۔ زبیر و عمار کا مقابلہ۔ جناب عائشہ کی طرف شکست۔ اس کا باعث۔ زبیر کی واپسی اور شہادت۔ قاتل کا انجام۔ حضرت زبیر کی تلوار۔ حضرت طلحہ کی شہادت۔ مرتے وقت حضرت علی کی بیعت۔ اور اپنی حالت پر افسوس۔

دوسرے روز علی الصباح حضرت علی نے میدان ذی قار سے کوچ کیا۔ اور سارا لشکر آپ کے ساتھ تھا۔ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ بصرے کے بنی عبدالقیس بھی ہمراہ ہو گئے۔ چلتے چلتے آپ نے مقام زاویہ میں پڑاؤ ڈالا۔ اور وہاں سے چلے تو بصرے کا رخ کیا۔ *(ذی قار سے روانگی۔)*

بصرے کے قریب پہونچے تو آپ نے آٹھ جھنڈے اور اُن کے لیے آٹھ سوار منتخب فرمائے۔ پہلا علم سعید بن قیس ہمدانی کو دیا اس کے نیچے قبائل حمیر و ہمدان تھے۔ دوسرا علم زیاد بن نضر حارثی کو عطا ہوا۔ اُن کے ماتحت بنی مذحج اور اشعری لوگ تھے تیسرا نشان عدی بن حاتم کو مرحمت ہوا *(حضرت علیؓ کے لشکر کی ترتیب)*

ان کے ساتھ سارے بنی طے تھے۔ چوتھا جھنڈا سعد بن مسعود ثقفی مختار کے چچا کو عنایت ہوا ان کے ہمراہ بنی قیس بنی عبس اور بنی ذبیان تھے۔ پانچواں نشان حجر بن عدی کندی کو عطا ہوا ان کے علم کے نیچے بنی کندہ، اہل حضرموت بنی قضاعہ اور بنی مہرہ تھے۔ چھٹا مخنف بن سلیم ازدی کو دیا۔ ان کے تحت میں بنی ازد، بنی بجیلہ، بنی خثعم اور بنی خزاعہ تھے۔ ساتواں علم محدوج ذہلی کے ہاتھ میں دیا۔ ان کے ہمراہ بنی بکر بنی تغلب اور بنی ربیعہ کے گروہ تھے۔ آٹھواں علم حضرت عبداللہ بن عباس کو دیا۔ ان کے ہمراہ قریش و انصار اور تمام اہل حجاز تھے۔ آپ کے میمنہ کے افسر اور میسرہ کے عمار بن یاسر تھے۔

حضرت عائشہ کے لشکر کی ترتیب۔

آپ کے قریب آپہنچنے کا حال سن کر اُدھر طلحہ و زبیر نے اپنے لشکر کو یوں ترتیب دیا کہ سب سے بڑا علم عبداللہ بن حرام بن خویلد کے ہاتھ میں آیا سواروں کے سردار محمد بن طلحہ اور پیدلوں کے عبداللہ بن زبیر تھے۔ بنی ازد کا جھنڈا کعب بن سور کے ہاتھ میں تھا اور وہ میمنہ پر تھے۔ قریش اور بنی کنانہ کا علم عبدالرحمن بن عتاب بن اسید کے ہاتھ میں اور بنی تمیم کا ہلال بن وکیع دارمی کے ہاتھ میں تھا اور یہ دونوں میسرہ پر تھے۔ اور ان دونوں کے اعلیٰ افسر عبدالرحمن بن حرث بن ہشام تھے۔ ان کے علاوہ بنی قیس کا جھنڈا مجاشع بن مسعود کے ہاتھ میں، بنی تیم الرباب کا عمرو بن یثربی کے ہاتھ میں تھا انصار اور ثقیف اور ایک گروہ قیس کا علم عبداللہ بن عامر بن کریز کے پاس۔ خزاعہ کا علم عبداللہ بن خلف خزاعی کے ہاتھ میں بنی قضاعہ کا عبدالرحمن بن جابر راسبی کے ہاتھ میں، بنی مذحج کا ربیع بن زیاد حارثی کے ہاتھ میں اور بنی ربیعہ کا عبداللہ بن مالک کے ہاتھ میں تھا۔[1] اس کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ اپنے پڑاؤ سے جو فرضہ میں تھا چل کھڑے ہوئے۔ اور حضرت ام المومنین ان کے ساتھ تھیں جس مقام پر بعد کے زمانے میں عبیداللہ بن زیاد نے ایک قصر تعمیر کرا دیا تھا وہاں اسلام کے دونوں نامہربان بھائیوں کا سامنا ہوا۔ اور وسط[2] ماہ جمادی الاخری ۳۶ھ تک دونوں گروہ ایک دوسرے کے مقابل اتر پڑے شقیق بن ثور نے جو حضرت عائشہ کے گروہ میں تھا عمرو بن مرحوم عبدی کے پاس کہلا بھیجا کہ میدان میں نکلو اور جیسے ہی نکلنا ہم کو اپنے ساتھ لے کر علی کے لشکر میں داخل ہو جانا۔ چنانچہ وہ دونوں قبائل بنی عبدالقیس اور بنی بکر بن وائل کو ساتھ لے

میدان جنگ۔

جو گروہ [illegible] علی سے جا ملے۔

---

[1] اخبار الطوال مصنفہ ابی حنیفہ دینوری صفحہ ۱۴۷ و ۱۴۸۔

[2] ابی حنیفہ دینوری جمعرات کا روز اور ۱۰ جمادی الاخری کی بتاتے ہیں۔

حضرت عائشہ کے لشکر سے نکلے اور حضرت علی کے پہلو میں جا ملے۔ اور اکثر لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ یہ دونوں گروہ جس کے ساتھ ہوں گے وہی فتحیاب ہوگا۔

حضرت علی کی کوشش صلح۔

دونوں لشکر تین روز تک آمنے سامنے پڑے رہے اور کسی طرف سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوئی حضرت امیر المومنین علیؓ کی یہ حالت تھی کہ برابر مراسلت فرماتے۔ اور حریفوں کو اپنی طرف بلاتے اور حضرت علیؓ کے لشکر کے کچھ لوگ جو آگے بڑھ گئے تھے وہ واپس آکر آپ کے علم کے نیچے جمع ہوتے جاتے تھے۔

حضرت زبیر کا استغنا بعلیحدگی۔

حضرت صدیقہ کا لشکر جیسے ہی یہاں اترا۔ ابو الجرباء نے حضرت زبیر سے کہا "مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبل اس کے کہ علیؓ کے کل ہمراہی یہاں جمع ہوں ایک ہزار سواروں کو آپ ان کے مقابلے پر بھیج دیں"۔ زبیر نے جواب دیا "لڑائی کے معاملات کو ہم بھی جانتے اور سمجھتے ہیں مگر لڑنے سے پہلے ہم ان لوگوں کو اپنی طرف بلانا چاہتے ہیں۔ یہ بالکل نئی قسم کی لڑائی ہے ایسا واقعہ آج سے پیشتر کبھی نہیں پیش آیا تھا۔ اس میدان کے لڑنے والوں میں سے جو شخص خدا کے سامنے کوئی عذر نہ لے جائے گا روز جزا کو اس کے پاس کوئی جواب نہ ہوگا ان لوگوں کی سفارت ابھی ابھی ہمارے پاس سے واپس گئی ہے جس سے صلح کی امید ہوتی ہے۔ لہذا تم اس مژدہ صلح کو سنو۔ خاموش رہو اور صبر کرو"۔

طلحہ و زبیر دونوں صلح کے امیدوار ہیں۔

صبرہ بن شیمان نے آکے طلحہ و زبیر سے کہا "لڑائی کے لیے علیؓ سے کچھ مہلت حاصل کر لیجیے اس لیے کہ معرکہ آرائی میں رائے صائب بمقابل سختی کرنے کے زیادہ سود مند ہوا کرتی ہے"۔ دونوں نے فرمایا "یہ ایسی لڑائی ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسی صورت نہیں پیش آئی تھی اس کے متعلق نہ قرآن کی کوئی آیت نازل ہوئی اور نہ کوئی حدیث موجود ہے۔ ایک گروہ ہماری تحریک کو ناجائز بتاتا ہے۔ ایک گروہ جس میں ہم ہیں کہتا ہے کہ نہ ہمارے لیے دست بردار ہو جانا مناسب ہے نہ دیر لگانا۔ علیؓ کہتے ہیں کہ قاتلین عثمانؓ کو چھوڑنا برا ہے لیکن اور باتیں جو اس سے بھی بری ہیں ان کے مقابلے میں اس کا اختیار کر لینا انسب ہے۔ عنقریب حق ہم پر روشن اور آشکارا ہو جائے گا۔ اور مسلمانوں کو بعض ایسے احکام ملے ہیں جو سود مند ہونے میں اس جھگڑے سے زیادہ عام ہیں"۔

حضرت علیؓ لڑائی سے بچنا چاہتے ہیں۔

ادھر حضرت علیؓ خطبہ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے تھے کہ اعور بن بنان منقری نے اٹھ کر درخواست کی "ہمیں اہل بصرہ کے مقابلے پر بڑھائیے"۔ فرمایا "اگر میں تو آگ کو بجھاتا اور اصلاح چاہتا ہوں

...یہ خداوند عالم اُمت محمدی سے تفرقہ کو دور کر دے اور یہ لڑائی رُک جائے"۔ اعور نے پوچھا اور اگر وہ لوگ نہ مانیں"۔ ارشاد ہوا "سُنو۔ جبتک وہ لوگ نہ بولیں گے میں بھی نہ بولوں گا"۔ پوچھا "اور جو وہ خاموش بھی نہ بیٹھنے دیں؟" فرمایا "اُس وقت ہم فقط اپنی جانوں کو اُن کے ہاتھ سے بچائیں گے"۔ آخر اعور نے پوچھا "تو کیا ہم پر اُن کے وہی حقوق ہیں جو ہمارے اُن پر ہیں؟" فرمایا "بیشک"۔

دونوں طرف کے نیک نفس جنت میں جائیں گے۔

اسی طرح ابو سلامۂ دالانی نے حضرت علیؓ سے پوچھا یا حضرت۔ یہ لوگ جو اس خون کے خواہاں ہیں اگر ان کی نیت بخیر ہو اور خلوص عقیدت سے عثمانؓ کے خون کا انتقام چاہتے ہوں تو اُن کے لیے خدا کے سامنے کافی عذر ہوگا؟" فرمایا "بیشک ہوگا"۔ اُس نے سوال کیا "اور آپ اگر اس لڑائی میں تاخیر فرمائیں تو کیا آپ کے لیے بھی اس میں کافی عذر پیدا ہو جائے گا"۔ فرمایا "ہاں ہو جائے گا۔ جس امر میں پورا علم نہ ہو اُس میں وہی طرزِ عمل مناسب ہوا کرتا ہے جس میں زیادہ وسعت ہو اور جس کے اختیار کرنے میں زیادہ احتیاط عمل میں لائی گئی ہو"۔ اس نے پوچھا "اور کل لڑائی چھڑنے کے بعد ہمارا اور ان کا کیا حال ہوگا؟" ارشاد ہوا "مجھے اُمید ہے کہ دونوں طرف جو شخص خالصۃً للہ ارادۂ خیر سے مارا جائے گا خدا اس کو جنت میں داخل کرے گا"۔

اس اندیشے سے بچنے کی احتیاط۔

اس کے بعد آپ نے خطبہ میں فرمایا "لوگو! اپنے ان حریفوں کے متعلق اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں کو قابو میں رکھو اور خبردار ہم سے آگے نہ بڑھ جانا۔ آج جو کوئی عداوت کے جذبات سے کام لے گا کل خدا اُس کا دشمن ہوگا"۔

پیام صلح۔

پھر آپ نے حکیم بن سلامہ اور مالک بن حبیب کی معرفت طلحہؓ و زبیرؓ کے پاس کہلا بھیجا "اگر آپ لوگ اُسی خیال پر ہیں جس پر آپ نے قعقاع کو رخصت کیا تھا تو ابھی لڑائی سے ہاتھ روکیے تاکہ ہم یہاں قیام کرکے اس امر میں غور کریں"۔

احنف بن قیس

احنف بن قیس اور قبیلۂ بنی سعد والے لڑائی کے لیے تیار ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان لوگوں نے حرقوص بن زہیر کو بچایا تھا اور بصرے والوں سے علٰحدہ ہو کر چلے آئے تھے خود احنف نے حضرت عثمانؓ کے شہید ہو جانے کے بعد مدینہ میں حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اس لیے کہ حج کو گیا تھا وہاں سے واپس آکر مدینہ میں پہونچا تو دیکھا کہ لوگ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔ لہٰذا اُس نے بھی بیعت کر لی اور کہتا تھا کہ میں نے اُس وقت بیعت کی جب مدینے کے اندر حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور حضرات طلحہؓ و زبیرؓ سے مل لیا۔ میں

اس کی سرگزشت اس کی زبانی۔

حج کے لیے جاتے وقت جب مدینہ میں گزرا تو عثمانؓ محصور تھے۔ لہٰذا ان سب صاحبوں سے مل کر ان کے خیالات دریافت کیے اور کہا کہ عثمانؓ مجھے بچتے نہیں نظر آتے۔ اگر وہ نہ بچے تو ان کے بعد آپ مجھے کس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ سب نے کہا کہ علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنا۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد واپسی میں جب مدینے میں گزر ہوا تو دیکھا کہ حضرت عثمانؓ مارے جا چکے اور لوگ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔ میں نے بھی فوراً جا کے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اپنے وطن بصرے میں چلے آیا۔ اور دیکھا کہ تمام انتظامات درست ہو گئے۔ ابھی اطمینان میں تھا کہ یکایک ایک شخص نے آکر کہا عائشہؓ، طلحہ اور زبیر آئے ہیں۔ وہ تمہیں بلاتے ہیں۔ میں نے پوچھا کیوں آئے ہیں؟ کہا عثمانؓ کے خون کا انتقام لینے اور علیؓ سے لڑنے کو۔ اسی امر میں وہ تم سے مدد مانگتے ہیں۔ ان کا یہ پیام آتے ہی ایک نہایت خطرناک معاملہ میری نظر کے سامنے ہو گیا۔ اور دل میں کہا ایک طرف تو ام المومنین اور حواری رسول اللہ صلعم کی نافرمانی سخت مصیبت ہے۔ دوسری طرف ابن عم رسول اللہ صلعم سے لڑنا اس سے زیادہ مصیبت ہے۔ مگر کیا کرتا ان حضرات کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے مختلف باتوں کا حکم دیا۔ اور میں نے کہا یا جناب ام المومنین اور اے حضرات طلحہ و زبیر آپ کو میں خدا کا واسطہ دلا کر پوچھتا ہوں کہ بتائیے میں نے آپ سے نہیں پوچھ لیا تھا کہ کس کے ہاتھ پر بیعت کروں اور آپ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا حکم دیا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں ہم نے تم کو اس کا حکم دیا تھا۔ لیکن اب علیؓ نے معاملات کو بدل دیا۔ میں نے کہا تو سنیے میں صاف عرض کیے دیتا ہوں۔ جب تک ام المومنین آپ کے ساتھ ہیں میں آپ سے لڑوں گا نہ ابن عم رسول اللہ صلعم سے جن کے ہاتھ پر آپ ہی کے حکم سے بیعت کر چکا ہوں بلکہ میں سب سے الگ ہو جاؤں گا۔ بالآخر اس کی ان لوگوں نے اجازت دی۔ چنانچہ میں اپنے چھ ہزار کے گروہ کو لے کر الگ ہو گیا۔ اور جلجاء نام ایک مقام میں جا کے قیام کیا جو بصرے سے دو فرسخ پر تھا۔ پھر جب حضرت علیؓ تشریف لائے تو احنف آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میری قوم کے جو لوگ بصرے میں ہیں ان کا خیال ہے کہ کل جب آپ کو فتح حاصل ہو گی اور آپ بصرے پر قابض ہوں گے تو ہماری قوم والوں کے ساتھ یہ سلوک کریں گے کہ ان کو قتل کریں گے اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنائیں گے؟ آپ نے فرمایا تجھ سے شخص سے ایسا اندیشہ نہ کرنا چاہیے۔ کافر و مرتد کے سوا کسی کے ساتھ بھی ایسا سلوک جائز ہے؟ اور یہ لوگ تو مسلمان ہیں۔ احنف نے عرض کیا تو پھر میرے متعلق آپ دو باتوں میں سے ایک کو اختیار فرمائیں۔ یا تو میں آپ کی رفاقت اختیار کر کے آپ کے

احنف حضرت علیؓ کی خدمت میں۔

Marfat.com

...ے کے نیچے لڑوں یا دس ہزار تلواروں کو آپ کی مخالفت سے روک دوں"۔ آپ نے
...ا اور اس کا کیا علاج ہو گا کہ تم اپنے لوگوں سے کہہ چکے ہو کہ لڑائی سے الگ رہیں۔ عرض کیا
...ا سے وفاداری کرنا لڑنے ہی میں ہے"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "تو پھر مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ
...س ہزار تلواروں کو روکو"۔ آپ کا یہ ارشاد سن کر وہ واپس چلا گیا اور اپنے رفقا کو اس پر آمادہ
...نے لگا کہ لڑائی سے الگ تھلگ رہیں۔ چنانچہ پہلے اس نے بنی خندف کو پکارا۔ پھر بنی تمیم کو آواز
...ں۔ دونوں گروہوں میں سے تھوڑے آدمی لڑائی سے دست بردار ہو کر اس کے ساتھ
... گئے۔ پھر بنی سعد کو پکارا اور سارے بنی سعد لڑنے والوں میں سے نکل آئے۔ ان سب لوگوں کو
...لے کر وہ حضرت علیؓ کی فوج سے الگ ہو گیا اور انتظار کرنے لگا کہ دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے۔ پھر جب
...ائی ہوئی اور حضرت علی فتحیاب ہوئے تو اور سب لوگوں کی طرح اس نے اور اس گروہ نے بھی
...ضر ہو کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

جس وقت دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل صف آرا تھے۔ حضرت زبیر بن عوام گھوڑے کو
...ا صفوں سے نکل کر میدان جنگ میں آ گئے۔ لوگوں نے حضرت علیؓ کو بتایا کہ "وہ دیکھیے زبیر نکلے
...۔ آپ نے ادھر ادھر نظر دوڑا کے فرمایا "ان میں بمقابل ان کے رفیق طلحہ کے زیادہ صلاحیت
...ہے"۔ یہ فرمایا ہی تھا کہ طلحہ بھی نکل کر میدان میں آ گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت علیؓ نے بھی گھوڑے کی
...ک اٹھا دی۔ اور ان کے اس قدر قریب پہنچ گئے کہ دونوں حریفوں کے گھوڑوں کی گردنیں
...لیں۔ پاس جا کر حضرت علیؓ نے فرمایا "تم نے گھوڑے اور اسلحہ تو فراہم کر لیے مگر خدا کے سامنے
...ش کرنے کے لیے کوئی عذر بھی پیدا کیا؟ خدا سے ڈرو۔ اور تمہاری مثال اس عورت کی سی نہ ہو جائے
...جس نے سوت کات کے تیار کیا اور پھر جو کچھ کاتا تھا اس کو خود ہی توڑ کے رکھ دیا۔ کیا میں تمہارا
...دینی بھائی نہ تھا کہ میرا خون تم پر اور تمہارا مجھ پر حرام ہو؟ یا کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے جس کے باعث
...میرا خون تم پر حلال ہو گیا ہے؟" طلحہ نے کہا "تم نے عثمانؓ کے خلاف شورش پیدا کرائی"۔ حضرت علیؓ
...نے فرمایا "روزِ قیامت کو خدا لوگوں کے حق کو پورا کرے گا۔ طلحہ! تم عثمانؓ کے خون کا انتقام چاہتے

---

۱ ابن قتیبہ نے الامامة والسیاسة میں احنف کے یہ الفاظ لکھے ہیں "یا میں دو سو آدمیوں کے ساتھ آکر آپ کا ساتھ دوں یا چار ہزار تلواروں کو
آپ کی مخالفت سے روک دوں"۔ الامامة والسیاسة صفحہ ۶۲
۲ ابو حنیفہ دینوری کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ خود میدان میں آئے اور حضرت زبیر کو بلوایا۔ دیکھو اخبار الطوال صفحہ ۱۴۹۔

اس کی علیحدگی

میدان جنگ میں علی، طلحہ و زبیر کی ملاقات۔

حضرت علی کا عام اعتراض

خدا لعنت کرے قاتلین عثمانؓ پر۔ اور اے طلحہ تم رسول خدا صلعم کی محبوبہ کو لے کر آئے ہو کہ اُن ساتھ لے کر لڑو۔ مگر اپنی بیوی کو گھر سے نہیں نکالا۔ اور کیا تم نے میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کی طلحہ نے کہا "ہاں کی مگر اس وقت جب تلوار میری گردن پر رکھ دی گئی"۔

اب حضرت علیؓ جناب زبیر کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا "تم میدان میں کس لیے آئے" کہا "اس لیے کہ میں تمھیں خلافت کے لیے موزوں نہیں سمجھتا اور نہ تمھیں تم لوگوں سے زیادہ اس استحقاق حاصل ہے"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کیا عثمانؓ کے بعد میں اس کا اہل نہ تھا؟ ہم لوگ تمھیں خاندان عبدالمطلب میں شمار کرتے تھے یہاں تک کہ تمھارا بیٹا جوان ہو کر برا ثابت ہوا۔ اور اس نے ہمارے تمھارے درمیان تفرقہ ڈال دیا۔ اس کے سوا چند اور خیالات ظاہر کیے اور فرمایا "تمھیں وہ دن یاد ہے جس روز رسول خدا صلعم کے ہمراہ تم بنی غنم میں گئے تھے وہاں آنحضرت میری طرف دیکھ کر ہنسے اور تم بھی میری طرف دیکھ کر ہنسے اور کہا ابن ابی طالب اپنی نخوت سے باز نہیں آتا اس پر حضور رسالتؐ مآب نے فرمایا ان میں نخوت نہیں ہے۔ تم کبھی ان سے لڑو گے۔ مگر تمھاری زیادتی ہوگی۔ اور تم ہی ان کے حق میں ظالم ہو گے"۔ زبیرؓ نے قبول کیا کہ بیشک آنحضرت صلعم نے یہ فرمایا تھا۔ مگر مجھے یاد نہ تھا ورنہ میں ہرگز تمھارے مقابلے پر نہ آتا۔ اور اب خدا کی قسم ہرگز نہ لڑوں گا"۔ اس گفتگو کے بعد حضرت علیؓ میدان سے واپس آئے اور اپنے بیان لوگوں سے بیان فرمایا کہ زبیرؓ نے تو عہد کر لیا کہ اب نہ لڑیں گے[۵]۔

حضرت زبیر جو میدان سے واپس گئے تو سیدھے حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا "مجھے بجز آج کے کبھی کوئی ایسا موقع نہیں پیش آیا تھا کہ اپنی حالت کو پہچانتا نہ ہوں"۔ حضرت ام المومنین نے پوچھا "تو کیا ارادہ ہے" کہا "یہ کہ سب کو چھوڑ کے چلا جاؤں"۔ یہ الفاظ سن کر اُن کے فرزند عبداللہ نے کہا "خوب۔ آپ نے دونوں لشکروں کو لا کے ایک دوسرے کے مقابل

حضرت زبیر سے گفتگو

رسول اللہ صلعم کا پیشین گوئی

حضرت زبیر کی لڑائی سے دست کشی

عبداللہ بن زبیر کا ان پر بگڑنا اور دو کرنا۔

---

[۵] یہ گفتگو بہت مختلف ہے۔ ابن قتیبہ کے بیان کے مطابق یوں ہے کہ حضرت علیؓ نے طلحہ، زبیر سے کہا "عائشہؓ سے جا کر خدا کا واسطہ دلا کر پوچھو (۱) قریش میں کوئی بھی بہ لحاظ میرے خدا اور رسولؐ کے تعلقات اور سب سے پہلے ایمان لانے کے مجھ پر فوقیت رکھتا ہے؟ (۲) میں نے اپنے نیزے اور تلوار سے رسول اللہ صلعم کو کفار عرب سے بچایا یا نہیں (۳) میں عثمانؓ کے خون سے بری ہوں (۴) اور میں نے کسی کو اپنی بیعت کرنے پر مجبور نہیں کیا؟ (۵) میں نے تم دونوں کی بہ نسبت عثمانؓ کو اچھی صلاح دی"۔ اس پر طلحہ نے سخت کلامی کی اور زبیر نرم پڑ گئے۔ اور پھر حضرت علی واپس گئے۔ دیکھو الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۹۲

کر دیا۔ اور بعض لوگوں میں لڑائی بھی ہوگئی۔ جب یہاں تک نوبت پہونچ چکی تو آپ چاہتے ہیں کہ چلے جائیں! معلوم ہوتا ہے (علی) ابن ابی طالب کے جھنڈے دیکھ کر آپ ڈر گئے" ان باتوں نے پھر ان کو لڑائی پر آمادہ کیا مگر کہا میں تو حلف اٹھا چکا ہوں کہ علیؑ سے نہ لڑوں گا۔ بیٹے نے کہا تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دیجیے"! چنانچہ زبیر نے اس قسم کے کفارے میں اپنے غلام "مکحول" یا "سرجس" کو آزاد کر دیا۔

زبیر کی علیحدگی کا دوسرا سبب

بعض لوگ کہتے ہیں کہ زبیر کے لڑائی سے دست بردار ہونے کا باعث یہ ہوا کہ انھوں نے سنا عمار بن یاسر حضرت علیؑ کے ساتھ ہیں اور وہ ڈرے کہ ایسا نہ ہو عمار اس لڑائی میں مارے جائیں اس لیے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے عمار سے فرمایا تھا کہ "تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا"۔

قبائل ازد اور کعب کی برتری

حضرت عائشہ نے مسجد حدان میں نزول اجلال فرمایا جو بنی اسد کی آبادی میں واقع تھی۔ قبیلہ کے سردار صبرہ بن شیمان تھے۔ کعب بن سور نے ان سے کہا "حریف لشکروں کا جب سامنا ہو جاتا ہے تو وہ قابو میں نہیں رہتے۔ اور ان کی حالت کف بھرے ہوئے سمندر کی سی ہو جاتی ہے جس کی موجیں کسی کے روکے نہیں رکتیں۔ لہذا تمھارے لیے یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی کا ساتھ دو۔ اپنے گروہ کو لے کر میدان جنگ سے چلے جاؤ۔ میرے نزدیک صلح نہ ہوگی۔ اور اسی حالت میں بنی مضر اور بنی ربیعہ کو آپس میں لڑنے دو۔ دونوں گروہ بھائی بھائی ہیں۔ صلح کریں تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ اور لڑیں تو ان کو کمزور پا کر کل ہم ان پر حاکم ہوں گے"۔ یہ کعب اسلام لانے سے پیشتر نصرانی تھا۔ لہذا صبرہ نے اس کی گفتگو سن کر کہا معلوم ہوتا ہے ابھی تم میں نصرانیت کے جذبات باقی ہیں۔ مجھے مشورہ دیتے ہو کہ لوگوں کی اصلاح کے لیے جو کوشش ہو رہی ہے اس سے الگ ہو جاؤں! اور صلح نہ ہو تو ام المومنین محبوبۂ رسول خداؐ اور طلحہ و زبیر کی رفاقت چھوڑ دوں! اور خون عثمانؓ کا انتقام لینے سے باز آجاؤں! خدا کی قسم یہ مجھ سے نہ ہوگا"۔ چنانچہ انھوں نے قبائل یمن کو لڑائی میں ساتھ دینے پر آمادہ کیا۔

سپہ سالاران ام المومنین

منجاب بن راشد کل بنی رباب کے ساتھ حضرت عائشہ کے ساتھ تھا۔ بنی رباب سے مراد یہ ہیں بنی عدی۔ بنی تیم۔ بنی ثور۔ بنی عکل۔ بنی عبد مناف بن اد۔ بنی ضبہ بن اد تھے۔ ابی علی کے ہمراہ ابو الجرباء بنی عمرو بن تمیم کے ساتھ۔ اور ہلال بن وکیع بنی حنظلہ کے ساتھ

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت زبیر نے دوبارہ لڑنے کو نہیں قبول کیا اور اسی وقت میدان سے روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

صبرہ بن شیمان بنی ازد کے ساتھ۔ مجاشع بن مسعود سلمی بنی سلیم کے ساتھ۔ زفر بن حرث بنی عامر و بنی غطفان کے ساتھ۔ خریت بن راشد بنی ناجیہ کے ساتھ تھے۔ اور قبائل یمن کے افسر ذوالآجرہ حمیری تھے۔

قبائل کا آمنے سامنے ہونا

جیسے ہی طلحہ و زبیر بڑھے تمام مضری لوگ اُن کے قریب اُترے۔ مضریوں سے ذرا ہٹ کر بلندی پر بنی ربیعہ نے پڑاؤ ڈالا۔ اُن سے ذرا ہٹ کر شیبہ کی طرف اہل یمن اترے۔ اور اُن سب کو یقین تھا کہ صلح ہو جائے گی۔ حضرت عائشہؓ اُس وقت تک حدان میں تھیں۔ اور سارا لشکر اپنے سرداروں کے زیر علم مقام زابوقہ میں تھا۔ اور ان سب کی مجموعی تعداد تیس ہزار سپہ گزاروں کی تھی۔ حضرت صدیقہ کی طرف سے حکیم اور مالک یہ پیام لے کر حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہم اس عہد پر قائم ہیں جو قعقاع سے طے ہو چکا ہے۔

لشکر عائشہؓ کی تعداد

آپ کی طرف سے پیام صلح۔

لشکر علیؓ کا نزول

حضرت عائشہؓ کے مقابل حضرت علیؓ آکے اُترے اور لشکر کے اترنے کی یہ شان تھی کہ بنی مضر کے مقابل بنی مضر، بنی ربیعہ کے مقابل بنی ربیعہ، اہل یمن کے مقابل اہل یمن ٹھہرے۔ اس لیے کہ ان سب قبائل کے گروہ دونوں جانب موجود تھے۔ اگرچہ یہ لوگ دشمنوں کی شان سے ایک دوسرے کے مقابل ٹھہرے ہوئے تھے۔ مگر دونوں طرف سے نکل نکل کے اپنے حریف بھائیوں سے ملتے اور بجز صلح کے کسی بات کا ذکر نہ آتا۔ حضرت علیؓ کے زیر علم بیس ہزار جوانمرد تھے۔

باہمی میل جول۔

حضرت علیؓ کے لشکر کی تعداد

حضرات علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اپنے لشکروں سے نکل کے ملے اور صلح پر اتفاق ہو گیا اور دونوں فریق کے نزدیک صلح سے بہتر کوئی بات نہ تھی۔ چنانچہ اسی تجویز کو طے کر کے تینوں صاحب اپنے اپنے لشکروں میں واپس گئے۔ اور شام کے وقت حضرت علیؓ نے عبداللہ بن عباس کو طلحہ و زبیرؓ کے پاس بھیجا۔ اور صلح ہونے کی خبر اپنی فوج کے تمام سرداروں کو کر دی۔ اِدھر طلحہؓ و زبیرؓ نے بھی اپنے لشکر کے افسروں کو صلح کی اطلاع دی۔ چنانچہ دونوں طرف کے لوگ رات کو ایسے اطمینان سے سوئے کہ اس زمانے میں کسی رات کو ایسا اطمینان نہ نصیب ہوا تھا۔

کلیۃً صلح ہو گئی

مگر جن لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے خلاف ہنگامہ کیا تھا اُن کے حق میں اس سے بد اور اس سے زیادہ تکلیف کی کوئی رات نہیں گذری تھی۔ انھیں اپنی ہلاکت سامنے نظر آتی تھی۔ رات بھر مشورہ کرتے رہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ اور آخر اس پر سب نے اتفاق کیا کہ ہمیں لڑائی چھیڑ دینی چاہیے۔ چنانچہ صبح کو منہ اندھیرے مسلح ہو کر نکلے۔ اور قبل اس کے کہ لشکر کو خبر ہو ان فتنہ اندازوں میں سے جو مضری تھے لشکر صدیقہؓ کے مضریوں پر جو بنی د

فتنہ انگیزوں نے لڑائی چھیڑ دی۔

Marfat.com

...سے تھے اُن کے بنی ربیعہ پر۔ اور جو تمیمی تھے اُن کے میمنوں پر جا پڑے اور خونریزی شروع ہو گئی۔ حضرت علیؓ کی طرف سے یہ یورش دیکھ کر اہل بصرہ یعنے حضرت عائشہ کے لشکر میں بھی بلوا ہو گئی۔ لوگ اپنے اپنے سرداروں کی طرف دوڑے۔ طلحہ و زبیر نے اسی وقت بنی ربیعہ پر جو میمنہ میں تھے۔ عبدالرحمن بن حرث کو اور میسرہ پر عبدالرحمن بن عتاب کو سردار مقرر کر دیا۔ خود قلب فوج میں ٹھہرے اور حیران تھے کہ یہ کیا ہو گیا؟ یا تو صلح کی گفتگو ہو رہی تھی یا یکایک لڑائی چھیڑ دی گئی۔ لوگوں نے اُن سے آکر کہا "اہل کوفہ یعنے لشکر علیؓ نے ہم پر شبخون مارا۔" اور دونوں صاحب بولے "ہم تو پہلے سے جانتے تھے کہ علیؓ بے خونریزی کیے نہ رہیں گے۔ اور وہ ہرگز ہماری موافقت نہ کریں گے۔" اس کے بعد حضرت عائشہ کے سپہگروں نے حملہ کر کے حضرت علیؓ کی طرف کے ان فتنہ جو حملہ آوروں کو پیچھے ڈھکیل کر اُن کے لشکر میں کر دیا۔

طلحہ و زبیر کی حیرت

مفسدوں کی چالاکی

حضرت علیؓ اور دیگر معززین کوفہ نے جو لڑائی کا ہنگامہ سنا تو پریشان ہو گئے۔ آپ کے ہمراہ پیروان ابن سبا کا سبئی گروہ تھا۔ یہ لوگ جس طرح بنے دونوں لشکروں کو لڑانا چاہتے تھے۔ انھوں نے اپنے ایک گروہ کے ایک شخص کو حضرت علیؓ کے خیمے کے قریب کھڑا کر دیا تھا کہ جب کچھ پوچھیں تو واقعات کی اطلاع اپنے مقصد کے مطابق دیا کرے۔ آپ نے جیسے ہی پوچھا کہ یہ کیا ہوا؟ اس نے بڑھ کے عرض کیا "ہم لوگ غافل تھے کہ مخالفوں کے ایک گروہ نے یکایک ہم پر شبخون مارا۔ ہم نے ان سب کو مار کے ہٹا دیا۔ مگر جب تعاقب کرتے ہوئے ان کے لشکر کے قریب پہونچے تو سب کو حملے کے لیے تیار پایا۔ فوراً پلٹے۔ مگر وہ سب لوگ ہم پر ٹوٹ پڑے اور لڑائی چھڑ گئی۔"

حضرت علیؓ کی تیاری اور حیرت

یہ حال سنتے ہی حضرت علیؓ نے میمنہ کے سردار کو میمنہ پر۔ میسرہ کے افسر کو میسرہ پر بھیجا اور فرمایا "میں جانتا تھا کہ طلحہ و زبیر بے خونریزی کیے نہ مانیں گے۔ اور ہم سے اتفاق نہ کریں گے۔" جب حضرت علیؓ نے اپنی طرف کے لوگوں کو دیکھا کہ برابر بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ پکار پکار کے کہنا شروع کیا کہ "روکو روکو" مگر سبائی لوگ کسی طرح نہ رکتے تھے۔

دونوں طرف کے اصول جنگ

اس فتنہ میں سب لوگوں کی یہ رائے تھی کہ جب تک دوسری جانب سے پہل نہ ہو لڑائی اپنی طرف سے نہ چھیڑی جائے اور مقصد یہ تھا کہ خدا کے سامنے یہ حجت پیش کی جا سکے کہ ہم نے لڑائی نہیں شروع کی۔ ساتھ ہی یہ بھی طے ہو گیا تھا کہ نہ کوئی بھاگنے والا قتل کیا جائے۔ نہ کسی زخمی پر ہتھیار چلایا جائے۔ نہ کسی مقتول کا لباس و سامان جنگ اتارا جائے اور نہ بعد

فتح بصرے پر تاخت و تاراج کی جائے۔

حضرت عائشہ کا میدان میں آنا۔

کعب بن سور نے جو دیکھا کہ بازار قتال گرم ہو گیا تو دوڑتا ہوا حضرت ام المومنین عائشہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اے مادر مہربان۔ خبر لیجیے لوگ بجز لڑائی کے کچھ نہیں مانتے۔ شاید حضور کا محمل دیکھ کر لوگ صلح کر لیں"۔ آپ فوراً ناقہ مبارک پر سوار ہوئیں۔ جاں نثار فرزندوں نے حفاظت کے لیے محمل کے اوپر چاروں طرف زرہیں اتار اتار کے ڈال دیںᶠ اور اس شان سے آپ بصرے کی آبادی سے نکل کر اس میدان میں پہنچیں جہاں ہنگامۂ جدال گرم تھا مگر لڑنے والوں کا شور و غوغا سنا تو رک گئیں۔

زبیر و عمار کا مقابلہ۔

اب میدان بخوبی گرم تھا۔ زبیر معرکہ آرائی کے لیے میدان میں آئے تو عمار بن یاسرؓ اُن کے مقابلے کو نکلے اور آتے ہی اُن پر حملہ کر دیا۔ عمار برابر نیزے سے حربے کر رہے تھے مگر زبیر اُن کا حربہ روکتے اور اپنی طرف سے حربہ نہ کرتے۔ بار بار کہتے "اے ابو الیقظان (یہ عمار کی کنیت تھی) کیا مجھے مار ڈالو گے؟" اور عمار جواب دیتے "نہیں اے ابو عبد اللہ (یہ حضرت زبیر کی کنیت ہے) نہیں"! زبیر جو عمار پر حملہ نہ کرتے اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت رسول خدا صلعم کو عمار سے ایک بار یہ فرماتے سنا تھا کہ "تم کو ایک گروہ باغی قتل کرے گا"۔ اس ارشاد رسالت کا دھڑکا نہ ہوتا تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ عمار کا کام تمام کر دیتے۔

خود قعقاع کہا کرتے کہ جمل اور صفین کی طلب فوج کی لڑائیوں سے زیادہ مشابہ معرکے میں نے زندگی میں نہیں دیکھے۔ ہم اپنے نیزوں سے دشمنوں کو روکتے اور اُن کی نیچے کی نوکوں کو زمین پر ٹیک کے سہارا دیے ہوئے تھے۔ دشمنوں کے نیزوں کی ایسی کثرت تھی کہ اگر کوئی چاہتا تو نیزوں ہی نیزوں پر قدم رکھتا ہوا چلا جاتا۔ عبد اللہ بن سنان کاہلی کہتے ہیں کہ "اس لڑائی میں ہم نے تیر برسانا شروع کیے۔ جب تیر نہ رہے تو نیزہ بازی شروع کی۔ یہاں تک کہ نیزے ٹوٹ گئے جو کہیں ہمارے اور کہیں مخالفوں کے سینوں میں اٹک کے رہ گئے۔ اب ہم نے تلواریں کھینچیں جو شپا شپ چل رہی تھیں۔ اور اُن سے ایسی آوازیں نکلتیں کہ معلوم ہوتا دھوبی کپڑوں کو پاٹ پر مار رہے ہیں۔

ف بعض مورخین کہتے ہیں کہ آپ کی محمل فولادی پتر چڑھ کے مضبوط کی گئی تھی۔ مگر صحیح یہی معلوم ہوتا ہے جو ہم نے بیان کیا ہے کہ اس پر زرہیں ڈال دی گئیں۔

Marfat.com

حضرت عائشہ اپنی اونٹنی پہ سوار ٹھہری ہوئی تھیں کہ ایک سخت ہنگامہ سنا۔ پوچھا "یہ کیا ہے؟" کسی نے کہا "فوج کا شور وغل" پوچھا "اس میں بھلائی ہے یا برائی؟" جواب ملا "برائی" ادھر یہ الفاظ جناب صدیقہ کے کان میں آئے اور ادھر میدان میں آپ کی فوج کو شکست ہوگئی۔ جناب عائشہ کی طرف شکست۔

شکست کا باعث یہ ہوا کہ حضرت صدیقہ کی طرف کے اصلی مرد میدان حضرات زبیر و طلحہ تھے۔ زبیر کو عمار کے حملے روکتے روکتے اور اس اندیشے سے خوف کھاتے کھاتے کہ عمار کا قاتل باغی ہوگا حضرت رسول اکرم صلعم کا وہ ارشاد یاد آیا جو حضرت علی نے یاد دلایا تھا کہ "تم علیؑ سے لڑو گے۔ اور تم ہی ظالم ہو گے۔ فوراً لڑائی سے منہ پھیر دیا! اپنے غلام کو حکم دیا کہ "میں چلتا ہوں تو میرا اسباب لے کر آجانا"! اور یہ بصرے کی آبادی سے گذر کر ایک ندی کی طرف چلے جو "وادی سبع" کے نام سے مشہور تھی۔ راستے میں ان کا گزر احنف بن قیس کے مسکن کی طرف سے ہوا جو دونوں گروہوں سے الگ ہو گیا تھا۔ احنف نے اپنے ہمراہیوں سے کہا "کوئی ہے جو ان کی خبر لے آئے کہ کیوں جاتے ہیں اور کہاں جاتے ہیں"! عمرو بن جرموز بولا "اس خدمت کو میں انجام دوں گا"! اور فوراً گھوڑا بڑھا کے زبیر کے گھوڑے سے ملا دیا۔ حضرت زبیر نے پلٹ کے اُسے دیکھا۔ پوچھا "کیوں کیا ہے؟" کہا "میں آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں" حضرت زبیر کا ایک غلام عطیہ ہمراہ تھا بولا "اگر یہ شخص تو مسلح ہے"! حضرت زبیر بولے "اکیلے ایک شخص سے تو کیوں ڈرتا ہے؟" اب سب آگے بڑھے۔ تھوڑی دور جا کے حضرت زبیر نے کہا "نماز کا وقت آگیا؟" ابن جرموز نے بھی یہی کہا کہ "ہاں نماز کا وقت آگیا" اس کے بعد نماز کے لیے دونوں گھوڑوں سے اُترے تو ابن جرموز پیچھے ہو گیا۔ زرد کی بندش کے مقام میں نیزہ مار کے ایک ہی وار میں آپ کو شہید کر ڈالا۔ پھر آپ کا گھوڑا، آپ کے ہتھیار اور آپ کی انگوٹھی لے کر چلتا بنا۔ اور اس کے آنے کے بعد غلام نے حضرت زبیر کی لاش کو وہیں وادی سبع میں دفن کر دیا۔

زبیر کی واپسی۔

اور شہادت۔

عمرو بن جرموز یہاں سے چلا تو احنف کے پاس پہنچا اور لوگوں کو اپنی کارگزاری کی خبر دی۔ احنف نے کہا "میں نہیں کہہ سکتا کہ تم نے یہ اچھا کام کیا ہے یا برا"۔ تب وہ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حاجب کے ذریعہ سے عرض کرایا کہ قاتل زبیر باریابی کا امیدوار ہے۔ آپ نے سنتے ہی دربان سے فرمایا "اسے آنے کی اجازت دو۔ اور دوزخ کی ہو..... کی خبر سنا دو" اس نے حاضر ہو کر زبیر کی تلوار نذر کی۔ آپ نے ..... لے لی اور اس کو غور سے ..... کر کے فرمایا "اس تلوار کے ذریعہ سے زبیر نے حضرت ..... عالم کی مصیبتیں دور کی ہیں ..... چکا ہے ....."

حضرت زبیر کی تلوار۔

فرو ہو جانے کے بعد وہ تلوار حضرت عائشہ کی خدمت میں بھیج دی۔

حضرت طلحہ کی شہادت۔

اُدھر حضرت طلحہ کا یہ حال ہوا کہ ران پر ایک ناگہانی تیر پڑا جس نے پاؤں کو گھوڑے کے پیٹ میں سی دیا۔ تیر کھاتے ہی آپ نے غل مچایا "خدا کے بندو۔ یہاں آؤ۔ یہاں آؤ۔ اور صبر سے کام لو۔ صبر سے کام لو۔" فوراً اقعقاع جو حضرت علیؓ کے رفقا میں تھے آ گئے اور ران کی حالت دیکھ کر کہا "ایں! ابو محمد۔ آپ تو زخمی اور نبرد آزمائی سے معذور ہیں۔ خون پاؤں سے جاری تھا اور کہہ رہے تھے کہ "خداوندا۔ عثمانؓ کے لیے میری جان قبول کرے تاکہ تو راضی ہو جائے۔" پھر جب موزہ خون سے بھر گیا اور بھاری ہو گیا تو اپنے غلام سے کہا "میرے پیچھے گھوڑے پر سوار ہو لے اور مجھے پکڑ لے اور کسی مکان کے اندر لے چل تاکہ گھوڑے سے اتروں۔ ایک اُجاڑ مکان میں اُس نے لے جا کر اتار دیا۔ اور وہیں اُن کا انتقال ہوا۔

مرتے وقت حضرت علی کی بیعت۔

کہتے ہیں کہ حضرت علی کے رفیقوں میں سے کوئی شخص اُدھر سے گزرا طلحہؓ نے اُس سے پوچھا "تم امیر المومنین کے رفقا میں ہو؟" اُس نے کہا "جی ہاں!" کہا "ہاتھ بڑھاؤ کہ تمہارے ہاتھ پر میں علی کی بیعت کروں۔ اُس نے ہاتھ دیا اور آپ نے بیعت کر لی جس کا باعث یہ تھا کہ حضرت رسول خدا صلعم کے اس وعید سے خائف تھے "مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ عَلٰى رَقَبَتِهٖ بَيْعَةٌ لِإِمَامٍ فَمَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً" جو کوئی مر گیا اور اُس کی گردن پر کسی امام کی بیعت نہ ہوئی تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔"

اور اپنی حالت پر افسوس۔

جب انتقال ہو گیا تو لوگوں نے بنی سعد کے محلے میں دفن کر دیا۔ مرتے وقت فرمایا "کسی کا خون اس طرح ضائع نہ ہوا ہو گا جس طرح میرا خون ضائع ہوا۔" کہتے ہیں کہ اُن پر مروان کا تیر پڑا تھا اور بعض راویوں کا خیال ہے کہ نہیں کسی اور کا تھا۔

Marfat.com

پانچویں فصل

جنگ جمل کا اختتام و انجام

حضرت صدیقہ کا میدان میں آنا۔ آپ پر دشمنوں کا نرغہ۔ آپ بھاگے ہوؤں کو للکارتی ہیں
آپ کے للکارنے کا اثر۔ حضرت علیؓ کی معرکہ آرائی۔ اُم المومنین کی ہیبت۔ یزید بن صوحان کا مارا جانا۔
سخت ترین معرکہ کارزار۔ حضرت عائشہ کی سپہ سالاری۔ آپ کے جاں نثاروں کا غلبہ۔ ایک بہادر کی
غلط فہمی۔ حضرت عائشہ کا جوانمردوں کو جوش دلانا۔ محمل پر نرغہ۔ ناقہ مبارک کے آگے کا معرکہ۔
عمار اور ابن یثربی کا مقابلہ۔ ابن یثربی کا قتل۔ اور جاں بازیاں۔ بہادر حرث ضبی اس کا شعار
اور بہت سے ناقے پر قربان ہونے والے۔ محمد بن طلحہ کی شہادت۔ بہت سے قاتلوں کا مقتول۔
بہت سے مقتولوں کا قاتل۔ حریم رسالت کی شمع کے اور پروانے۔ عدی بن حاتم کی ناکامی۔ عبد اللہ
بن زبیر کا میدان میں آنا۔ اُن کا اور اشتر کا مقابلہ۔ اور دونوں کا بچ جانا۔ اس جنگ میں اشتر
کے کارنامے۔ اور شریف شہدائے مُہار گیر۔ نامور زخمی۔ ناقہ کی کوچیں کاٹنے کا حکم۔ حضرت علیؓ کی
طرف کے نقصانات۔ ایک لڑنے والے کا جوش۔ اشتر کے حوصلے کا پست ہو جانا۔ قعقاع کا حملہ۔
قریب سے ناقۂ عائشہ تک پہونچنا۔ اور کوچیں کاٹنا۔ محمل کو ناقہ سے جدا کرنا۔ طرفدارانِ عائشہ کی شکست۔ حضرت عائشہ
اور اُن کے بے مہر بھائی۔ بہن بھائیوں کا ملنا دوسری روایت سے۔ عمار و حضرت عائشہ کی گفتگو۔
حضرت علیؓ سے گفتگو۔ ایک گستاخ کو گستاخی کی سزا۔ کیا چیز آپ کو سب سے زیادہ ناگوار ہوئی۔
حضرت علیؓ کو بھی آپ کی توہین گوارا نہ تھی۔ بصرے میں آپ کی اقامت گاہ۔ زخمیوں کا اٹھانا
اور شہدا کا دفن۔ مقتولین پر حضرت علیؓ کے خیالات۔ اُن کی نماز جنازہ۔ اُن کا مال و اسباب۔
مقتولین کی تعداد۔ احنف بارگاہ مرتضوی میں۔ آپ کا داخلہ بصرے میں۔ سب لوگوں نے آپ کی
بیعت کر لی۔ حضرت علیؓ اور ابوبکرہؓ۔ ابن عباس کو والی بصرہ۔ اور زیاد کو مہتمم خزانہ کیا۔ مسلمانوں کے
تین گروہ۔ شیعیان علیؓ۔ شیعیان عثمانؓ۔ قاعدین۔ آپ حضرت عائشہ کے پاس۔ حضرت علیؓ کا حلم۔
حضرت عائشہ کا احترام۔ حضرت عائشہ نے بھی دونوں فریقوں کو ناجی بتایا۔ صدیقہ کی
مدینے جانے کی تیاری۔ رخصت ہونا۔ اطاعت کا عہد کرنا۔ آزادگی۔ عبد اللہ بن زبیر۔ عتبہ بن ابی سفیان

Marfat.com

عبدالرحمن دیکھئے فرزندان حکم، ابن عامر، مروان ۔

حضرت صدیقہ کا سپاہیانہ میدان میں آنا۔

جب فتح و شکست کا فیصلہ ہو گیا۔ زبیر و طلحہ میدان میں باقی نہ رہے اور حضرت ام المومنین کے طرفدار میدان چھوڑ کے بھاگنے لگے تو حضرت عائشہ نے کمال شجاعت و مردانگی کے ساتھ کعب بن سور سے فرمایا "میرے ناقہ کا راستہ چھوڑ دو" پھر قرآن مجید کا ایک نسخہ اس کے ہاتھ میں دے کر فرمایا "تم اسے ہاتھ میں لے کر بڑھو۔ اور اس کی طرف لوگوں کو بلاؤ۔ کعب نے فوراً اس حکم پر عمل کیا۔ اور حضرت علی مرتضیٰ کے لشکر والوں نے جن میں آگے آگے سبائی لوگ تھے کعب پر اور حضرت ام المومنین پر یورش کی۔ سبائیوں نے ایک ساتھ تیر اندازی کر کے تیروں کا مینہ برسا دیا۔ کعب کو جو قرآن ہاتھ میں اٹھائے ہوئے تھا شہید کر ڈالا۔ اور جناب صدیقہ کے محمل مبارک پر تیروں کی بارش کی۔

آپ پر دشمنوں کا تیروں کا مینہ۔

جناب عائشہ کی آواز بہت بلند تھی جوش و خروش کے ساتھ فرما رہی تھیں "باقی ماندہ فرزندو باقی ماندہ فرزندو۔ اللہ اللہ کرو۔ خدا کو اور روز جزا کو یاد کرو" پھر جب دیکھا طرفداران علی بڑھتے چلے آتے ہیں اور ان کی طرف سے سخت یورش ہو رہی ہے تو چلائیں "لوگو۔ قاتلین عثمان پر اور ان ظالموں کے مددگاروں پر لعنت بھیجو" یہی بددعا کرتی ہوئی آپ بڑھیں اور آپ کے جاں نثار ہمراہی بھی برابر یہی نعرے مار رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے جو یہ کلمات سنے تو خود بھی جوش و خروش سے فرمانے لگے "خدا قاتلین عثمانؓ پر لعنت کرے۔"

آپ بھاگنے ہوؤں کو للکارتی ہیں۔

اب بھی جو بہادر محبوبۂ رسول خدا صلعم نے دیکھا کہ دشمن بڑھتے چلے آتے ہیں اور شورش سے باز نہیں آتے تو عبدالرحمن بن عتاب اور عبدالرحمن بن حرث بن ہشام کے پاس کہلا بھیجا کہ تم لوگ اپنی جگہ پر قدم جمائے رہو۔ اور بنفس نفیس لوگوں کو لڑنے اور حملہ کرنے کے لیے للکارنے لگیں۔ آپ کی آواز نے بھاگنے والوں کے دلوں میں تازہ جوش پیدا کر دیا۔ جو بھاگ رہے تھے رک گئے اور ایک چشم زدن میں لڑائی کا رنگ بدل گیا یا تو اہل بصرہ یعنے آپ کے طرفداروں کو شکست ہو چکی تھی یا یکایک بصرے کے مضریوں نے کوفے کے مضریوں پر اس زور سے حملہ کیا کہ ان کے قدم کو لغزش ہو گئی۔ وہ بڑھ بڑھ کے بھگا رہے تھے یا بدحواسی کے ساتھ پیچھے ہٹے۔ اور الٹے پاؤں بھاگے

آپ کے للکارنے کا اثر۔

حضرت علی کا بڑھ کر حملہ۔

حضرت علیؑ نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھا تو خود بڑھ کے حملہ کیا۔ اپنے فرزند محمد کی گردن پر ہاتھ رکھ کے انھیں آگے ڈھکیلا۔ جھنڈا انھیں فرزند کے ہاتھ میں تھا۔ اور فرمایا "بڑھو" ...

وہی قدم بڑھے تھے کہ جاں نثاران صدیقہؓ کی جاں بازی نے نیزوں اور برچھیوں کا ایسا خار دار جنگل سامنے کر دیا کہ کسی کو ایک قدم بڑھانے کی بھی مجال نہ تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت علیؓ نے جھنڈا فرزند کے ہاتھ سے لے لیا۔ فرمایا "بیٹا تم میرے آگے رہو" اور بڑھ کے ...نے کے مضریوں کو للکارنے لگے۔ انھوں نے جان پر کھیل کے ایسا سخت حملہ کیا کہ ناقہ عائشہ کے آگے خون کا دریا بہا دیا اور اس کے قریب تک پہنچ گئے۔

ام المومنین کی ہیبت۔

مگر حضرت ام المومنین کی کچھ ایسی ہیبت تھی کہ دونوں طرف سے لوگ خاموش کھڑے ہو گئے کسی کو ہتھیار چلانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ حضرت علیؓ کے ہمراہ اس موقع پر مضریوں کے علاوہ جاں نثاروں کا ایک اور گروہ تھا جس کے سردار زید بن صوحان تھے۔ بہادری کی یہ سخت ترین آزمائش گاہ دیکھ کر اُن کے دلوں میں بھی ایک ولولہ پیدا ہوا۔ اپنے سردار سے اجازت مانگی کہ ہم بھی بڑھ کے معرکہ آرائی کریں۔ مگر کسی نے پکار کے کہا "تم لوگ اپنی ہی قوم میں رہو تمھیں اس معاملہ سے کیا تعلق؟ نہیں دیکھتے کہ مقابلے پر خاندان مضر کے لوگ ہیں۔ سامنے ناقہ عائشہ ہے اور موت کا سامنا ہے"۔ زید نے کہا "مرنا جینے سے بہتر ہے۔ اور میں موت ہی کا طالب ہوں"۔ یہ کہہ کر انھوں نے جوش و خروش سے حملہ کر دیا۔ مگر حملہ ناکام رہا۔ زید اور اُن کے بھائی سیحان دونوں حضرت عائشہ کی اونٹنی کے آگے مارے گئے۔ اور تیسرے بھائی صعصعہ نے اُن کے غم میں مرثیہ خوانی کی۔

زید بن صوحان کا مارا جانا۔

سخت ترین معرکہ

مگر اب نہایت ہی سخت لڑائی ہو رہی تھی۔ حضرت علیؓ نے یہ حالت دیکھی تو بنی ربیعہ اور ...بل بن کے پاس کہلا بھیجا "جو لوگ تمھارے مقابلے پر ہوں اُن پر حملہ کرو تاکہ جو ہنگامہ محشر ناقہ صدیقہ کے آگے بپا ہے دیگر اطراف میں بٹ جائے"۔ اس موقع پر ہمراہیان علیؓ میں سے ایک شخص نے جو بنی عبدالقیس میں سے تھا کہا "ہم تم کو کتاب اللہ کی طرف بلا رہے ہیں" اس کے جواب میں کہا گیا "جو شخص خود کتاب اللہ پر قائم نہ ہو اور خدا کی مقرر کی ہوئی حدوں کو جاری نہ کرتا ہو وہ بھلا قرآن کی طرف کیا بلائے گا؟" اور کعب بن سور جو حضرت صدیقہ کی طرف سے کتاب اللہ کی جانب بلا رہا تھا اس پر بنی ربیعہ نے ایک ساتھ ہزاروں تیر برسا دیے۔ اور اُسے شہید کیا کعب کے مارے جانے کے بعد مسلم بن عبداللہ عجلی ناقہ مبارک کے آگے آکھڑا ہوا۔ تیروں کی بوچھاڑ نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اسی اثنا میں حضرت علیؓ کی طرف کے یمنیوں نے حضرت عائشہ کی طرف کے یمنیوں کو اپنے تیروں کی بوچھار سے چھید ڈالا۔ اس لیے کہ گو دونوں کو لڑائی کرتے

اور کوئی بات منظور نہ تھی۔ اور وہ لوگ خود حضرت عائشہؓ کی ذات پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔

حضرت عائشہ کی سپہ سالاری۔

یہ دیکھ حضرت عائشہ نے اپنے جاں نثاروں کو آواز دی۔ وہ فوراً ابھر کر آگے آگئے اس کے بعد ذرا ہٹے اور بڑھ کے پھر سخت خونریزی کرنے لگے اب ہر جانب سخت حملے ہو رہے تھے۔ بصرے کے یمنیوں نے حضرت عائشہ کی طرف سے بڑھ کے ایسا سخت حملہ کیا کہ کوفے کے یمنیوں کو فاش شکست دے دی۔ مگر وہ لوگ پھر پلٹے اور اس کوشش میں یکے بعد دیگرے ان کے دس علمبردار مارے گئے۔ جن میں سے پانچ بنی ہمدان میں سے اور پانچ دیگر قبائل یمن میں سے تھے۔ آخر میں یزید بن قیس نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور آخر تک اسی کے ہاتھ میں رہا جو برابر جوش کے ساتھ رجز کے اشعار پڑھ رہا تھا۔

آپ کے جاں نثاروں کا غلبہ۔

یہی حال حضرت علیؓ کی طرف کے بنی ربیعہ کا ہوا جو میسرہ پر تھے۔ اُن کے جھنڈے کو پہلے زید نے پھر ابوعبیدہ بن راشد نے اٹھایا اور دونوں مارے گئے۔ ابوعبیدہ جھنڈے کو ہاتھ میں لیے تھے اور کہتے تھے "خداوندا۔ ہم گمراہ تھے تو نے ہدایت کی! اور ایسے فتنے میں ڈالا جس کے متعلق ہم آخر تک شک میں رہے"۔ آخر جب وہ بھی مارے گئے تو اُن کے گروہ کی حالت نہایت نازک ہو گئی۔ یہاں تک کہ یہ لوگ جو حضرت علیؓ کے میمنہ پر تھے پسپا ہو کر قلب سے جا ملے۔ اور حضرت عائشہؓ کے میسرہ والے جو اُن کے مقابل تھے اور اُن پر یورش کر رہے تھے اُن کا تعاقب کرتے ہوئے جا پہونچے۔ اور حضرت علیؓ کی فوج قلب پر حملے کرنے لگی۔ اور یہی حالت حضرت عائشہ کے میسرہ والوں نے حضرت علیؓ کے میمنہ والوں کی کر دی۔

ایک بہادرانہ غلط فہمی

بہادران بنی مضر نے دونوں پہلوؤں پر یہ حالت دیکھی تو پکار پکار کے ایک دوسرے سے کہنے لگے "لوگو جب صبر کی تاب نہ رہے تو کنارے ہو جاؤ"۔ مگر لڑنے والے لڑائی کی دھن میں اس قدر مدہوش ہو رہے تھے کہ اس کا مطلب یہ سمجھے کہ حریفوں کے اطراف یعنے ہاتھ پاؤں پیدا کرو۔ اس غلط فہمی نے لڑائی کا اشتداد اور بڑھا دیا۔ اور معرکۂ کارزار نے ایسی صورت اختیار کر لی کہ نہ اس سے پہلے کبھی ایسی لڑائی دیکھی گئی تھی اور نہ بعد دیکھی گئی۔ اور نہ کبھی کسی لڑائی کے ختم ہونے کے بعد میدان میں اتنے کٹے ہوئے ہاتھ اور پاؤں دیکھے گئے۔ عبدالرحمٰن بن عتاب کا پہلے ہاتھ کٹا پھر مارے گئے۔

حضرت عائشہ کا جنگ آور فرزندوں کو جوش دلانا

عین اس معرکہ آرائی کے وقت حضرت عائشہ نے محمل میں سے جھانک کر بائیں طرف دیکھا اور پوچھا "ادھر کون لوگ ہیں؟" صبرہ بن سیحان نے عرض کیا "آپ کے فرزندان ازد" فرمایا

اے آلِ غسان ایسا کرو کہ آج کے دن کی آبرو رہ جائے۔ تمہاری شجاعت ہم ہمیشہ سے سنتے آئے ہیں"۔ اُن کی تعریف میں ایک پرانا شعر زبان پر لائیں جس کو سنتے ہی بنی ازد کی یہ حالت ہوئی کہ دوڑ دوڑ کے ناقۂ عائشہ کی مینگنیاں اٹھاتے تھے۔ سونگھتے تھے اور کہتے تھے یہ ہماری مادر مہربان کی اونٹنی کی مینگنیاں ہیں جن میں مشک کی خوشبو آتی ہے"۔ اس کے بعد حضرت اُم المومنین نے اپنی طرف داہنے تک کے دیکھا اور پوچھا "ادھر کون لوگ ہیں؟" آواز آئی "آپ کے فرزندان بنی بکر بن وائل"۔ فرمایا "تمہاری شان میں کہنے والا یہ کہہ گیا ہے"۔ (پھر ان لوگوں کی شجاعت کا ایک شعر پڑھا) اور فرمایا "تمہارا بنی عبدالقیس کا مقابلہ ہے جیسی شجاعت آج تک دکھا چکے ہو اس سے زیادہ دکھاؤ"۔ اب آپ نے اُس گروہ کی طرف توجہ فرمائی جو آپ کے ناقے کے آگے جانبازی کا جوہر دکھا رہا تھا۔ پوچھا "تم کون لوگ ہو؟" جواب ملا "ہم بنی ناجیہ ہیں"۔ فرمایا "واہ واہ! یہ ابطحی کی قریشی تلواریں ہیں۔ ایسی جلادت و شجاعت سے لڑو کہ تمہارا نام رہ جائے"۔ اتنے میں بنی ضبہ والوں نے آپ کو گھیر لیا اور آپ نے کمال فصاحت سے فرمایا "ان میں چمکنے والی چنگاریاں ہیں"۔ جب یہ لوگ میدان میں بڑھے تو بنی عدی بن شہاب بھی آکر اُن کے گروہ میں شریک ہو گئے۔ اور ناقۂ مبارک کے گرد اُن کی کثرت ہوئی۔ جناب صدیقہ نے پوچھا "تم کون لوگ ہو؟" جواب ملا "ہم لوگ بھی بنی عدی ہیں۔ اور اپنے بھائیوں کی لڑائی میں شریک ہو گئے ہیں"۔ یہ لوگ آپ کے ناقے کے پاس آکر ڈٹ گئے۔ نہایت ہی جوش سے حملے کرنے لگے۔ اور اظہار جانبازی میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ یہاں تک کہ پیترے بدلنے اور اسلحہ کے سنبھالنے کے لیے بھی قدم پیچھے نہ ہٹاتے تھے۔

محمل پر یورش۔ جب لڑائی کی یہ شدت نظر آئی اور دونوں طرف کے لشکروں کو سخت نقصان پہنچ چکا تو حضرت علیؓ کے لشکر والوں نے محمل پر تیروں کی بوچھار شروع کی۔ اور ایک دوسرے سے کہا اس اونٹنی کو مار کے گرانا چاہیے۔ جب تک یہ کھڑی ہے یہی حالت رہے گی۔ طرفداران جناب صدیقہ کے سخت حملوں سے بچنے کے لیے حضرت علیؓ کے میمنہ اور میسرہ دونوں نے قلب میں پناہ لی تھی۔ اور لڑائی کا سارا زور ناقۂ مبارک کے سامنے تھا۔

ناقۂ مبارک [illegible] کا معرکہ۔ اس وقت آپ کے ناقے کی مہار عمیرہ بن یثربی کے ہاتھ میں تھی جو بصرے کے قاضی تھے اور ان کے بھائی عبداللہ دونوں اس معرکے میں موجود تھے۔ حضرت علیؓ نے کہا ناقۂ عائشہ پر کون حملہ کرے گا؟ ہند بن عمرو جملی مرادی نے یہ خدمت اپنے ذمے لی۔ وہ جیسے ہی حملہ کر کے بڑھا ابن یثربی کا سامنا ہو گیا۔ دونوں نے ایک ساتھ حریف پر تلوار ماری مگر ابن یثربی کی تلوار

Marfat.com

کام کر گئی۔ اور مارا گیا پھر علبا بن ہیثم حملہ کر کے آیا اور وہ بھی ابن یثربی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ شیمان حملہ کر کے آیا اور وہ بھی مارا گیا۔ اُس کے بھائی نے اس کے غم میں مرثیہ پڑھا اور ابن یثربی نے رجز خوانی سے اپنا جوش شجاعت ظاہر کیا۔ اُن کے اشعار جو سُن کر عمار بن یاسر کو طیش آ گیا کہا تم پناہ کی جگہ میں ہو۔ اور تم تک پہونچنا دشوار ہے۔ بڑے بہادر ہو تو اپنے گروہ سے نکل کر میرے سامنے آؤ۔ یہ غیرت دلانے والا فقرہ سنتے ہی ابن یثربی نے اونٹنی کی باگ ایک اور شخص کے ہاتھ میں دی جو بنی عدی میں سے تھا اور آگے بڑھ کر عمار کو بلایا۔ عمار خود آ کے اُن کے مقابل ہوئے جن کی عمر اس وقت نوے برس سے زیادہ تھی۔ ایک پوستین پہنے ہوئے تھے۔ اور کمر میں پٹی کی جگہ کھجور کی رسی بندھی تھی۔ بہ ظاہر اُن میں لڑنے کا دم نہ تھا اور لوگوں نے اِن کو ایک زبردست حریف کے مقابل دیکھا تو بے اختیار سب کی زبان سے نکلا "انا للہ وانا الیہ راجعون" اور اکثر نے کہا معلوم ہوتا ہے ان کا بھی وہی حال ہونے والا ہے جو اوروں کا ہوا۔ ابن یثربی نے اُن پر تلوار کا وار کیا جس کو انھوں نے ڈھال پر لیا۔ ڈھال کچھ ایسی وضع کی تھی اور اس پر ایسا زبردست ہاتھ پڑا تھا کہ تلوار ڈھال میں پیوست ہو گئی۔ ابن یثربی اُسے کھینچ کھینچ کے چھڑا رہے تھے کہ عمار نے اُن کی پنڈلیوں پر تلوار کا زبردست ہاتھ مارا اور انھیں کھڑے ہونے کے قابل نہ رکھا۔ آخر عمار ابن یثربی کو گرفتار کر کے حضرت علی کے سامنے لے گئے۔ ابن یثربی نے آپ کے سامنے جا کے جان بخشی کی التجا کی اور جناب علی مرتضیٰ نے فرمایا تین آدمیوں کے مار ڈالنے کے بعد جان بخشی کی تمنا؟ اور آخر آپ کے حکم سے اسی وقت اُن کی گردن ماری گئی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس میدان میں عمیرہ نہیں بلکہ اُن کا بھائی عمرو بن یثربی مارا گیا۔ عمیرہ بعد تک زندہ باقی رہے جن کو معاویہ نے اپنے عہد میں قاضی بصرہ مقرر کیا تھا۔

عمار اور ابن یثربی کا مقابلہ

ابن یثربی کا قتل

ابن یثربی مارے جا چکے تو اس عدوی شخص نے جو ناقۂ عائشہ کی مہار تھامے ہوئے تھا مہار اپنے ایک ہم قبیلہ کے ہاتھ میں دی اور خود میدان میں آیا۔ اس کے مقابلے پر ربیعہ عقیلی رجز پڑھتا ہوا آیا۔ لڑائی ہوئی اور دونوں نے اس زور سے ایک دوسرے پر تلواریں ماریں کہ دونوں گر کے اور اسی جگہ مر گئے۔ اب اس عدوی کی جگہ پر حضرت عائشہ کی طرف سے حرث ضبی میدان میں آیا۔ اس سے زیادہ جانباز اور بہادر جوانمرد اس میدان میں نہیں دیکھا گیا۔ پہلے وہ ناقۂ اُم المومنین کی مہار ہاتھ میں لیے تھا۔ اور للکار للکار کے لوگوں سے کہتا تھا ہم بنی ضبہ ہیں جب تک کھوپڑیوں کو گرتے نہ دیکھ لیں جن سے خون کے سُرخ لوتھڑے ٹپک رہے ہوں ہم بھاگ [illegible]

اور جانبازی

بہادر حرث ضبی

اونٹ کا شوق

Marfat.com

...ں جانتے۔ اے ہماری مادر محترمہ۔ اے عائشہ۔ آپ ہرگز اندیشہ نہ کریں۔ کیونکہ آپ کے سب ...ند بہادر و جاں باز ہیں۔ اے ہماری والدۂ مکرمہ۔ اے زوجۂ رسول محترمؐ۔ اور اے اس مبارک ...یت پانے والے کی بیوی!

غرض لڑائی اسی رنگ پر تھی۔ اور ناقۂ عائشہ کے سامنے دونوں طرف کے لوگ کٹ رہے ...تھے۔ ناقے کی مہار چالیس آدمیوں نے باری باری سے تھامی اور چالیسوں مارے گئے۔

اور بہت سے ناقے پر قربان ہونے والے۔

...ض راویوں کا بیان ہے کہ ناقۂ عائشہ کی مہار کو ستر آدمیوں نے لیا۔ سب قریش میں سے تھے ...ور سب مہار تھامے ہوئے مارے گئے۔ خود حضرت صدیقہ فرماتی ہیں جب تک شیخ طلحہ کی آوازیں ...ا موقوف نہ ہوئیں میری اونٹنی مضبوطی کے ساتھ اپنی جگہ پر قدم جمائے کھڑی تھی۔ اسی دوران میں

محمد بن طلحہ کی شہادت۔

...ضرت طلحہ کے فرزند محمد نے مہار ہاتھ میں لی اور بارگاہ محترمہ میں عرض کیا۔ اے مادر مہربان ...جھے کیا حکم ہوتا ہے؟ فرمایا "تم بہترین بنی آدم ہو اگر اس مہار کو چھوڑ دو۔" مگر اس حکم کی تعمیل اُن ...ارادہ ہوئی۔ اور جو کوئی اُن پر حملہ کرتا اس پر وہ "حٰم لا ینصرون" کہہ کر حملہ کرتے۔ آخر ایک اُن پر ...ت سے آدمی ٹوٹ پڑے۔ اور ان کو قتل کر ڈالا۔ ان میں سے ہر ایک کو یہ دعویٰ تھا کہ میں ہی نے ...ل کیا ہے۔ اس کے بعد عمرو بن اشرف نے بڑھ کر مہار ہاتھ میں لی۔ اس کی جوانمردی کی یہ حا...ل کہ مخالفوں میں سے جو قریب آتا اُسے مار کے ڈال دیتا۔ آخر حارث بن زہیر ازدی رجز پڑھتا ہوا ...س کے سامنے آیا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا۔ یہ دونوں وار کاری ثابت ہوئے اور ...نوں حریف ایک ہی جگہ گر کے ٹھنڈے ہو گئے۔

بہت سے مخالفوں کا قاتل۔

اب بڑے بڑے جاں باز سورماؤں نے ناقۂ عائشہ کو اپنے حلقے میں لے لیا۔ اور جو شخص ...س کی مہار ہاتھ میں لیتا مارا جاتا۔ اور ناقے کی مہار وہی جاں باز لیتا جو سارے گروہ میں زیادہ ...ور اور نامور ہوتا۔ مہار کو ہاتھ لگاتے ہی وہ نعرہ مارتا کہ میں فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہوں۔" اس کا ...یہ تھا کہ حضرت علیؓ کی طرف کا جو شخص اِدھر کا قصد کرتا مارا جاتا۔ ایسا کاری زخم کھاتے واپس جاتا کہ ...سے میدان میں قدم رکھنا نصیب ہوتا۔ چنانچہ عدی بن حاتم طائی نے ناقۂ عائشہ کے ...لوں پر حملہ کیا تو اُن کی ایک آنکھ جاتی رہی۔

حریم رسالت کی شمع کے اور پروانے

عدی بن حاتم کی ناکامی۔

عین اسی حالت میں حضرت عبداللہ بن زبیر جناب ام المومنین کی طرف سے معرکہ آرائی ...نے کو آئے۔ خاموش کھڑے تھے کہ حضرت صدیقہ نے پوچھا "یہ کون ہے؟" عرض کیا "آپ ...بھانجا۔" فرمایا "افسوس ہے اسماء کے حال پر"۔ (حضرت اسماء جناب عائشہ کی بہن اور

عبداللہ بن زبیر کا میدان میں آنا۔

Marfat.com

ان کا اور اشتر کا مقابلہ۔

عبداللہ بن زبیر کی والدۂ محترمہ تھیں) اتنے میں اشتر ابن زبیر کے مقابلے پر آگیا۔ دونوں حریفوں نے ایک ہی وقت ایک دوسرے پر وار کیا۔ عبداللہ کی تلوار سے اشتر کو خفیف چرکا لگا اور اشتر کی تلوار عبداللہ کے سر کو گہرا کاٹ گئی۔ مگر عبداللہ نے زخم کو نہ مانا۔ اور لپٹ گئے۔ اور دونوں میں کشتی ہونے لگی۔ ابن زبیر نے اشتر کو زمین پر گرا دیا سینہ پر چڑھ بیٹھے اور چلائے" لوگو مجھے اور مالک دونوں کو مار ڈالو" ان کے حریف اشتر کا اصلی نام مالک تھا مگر اس سے بہت کم لوگ آگاہ تھے کہیں حضرت عائشہ کے طرفداروں کو یہ معلوم ہو جاتا کہ عبداللہ کا مطلب مالک سے اشتر ہے تو اسی وقت اس کو مار ڈالتے۔ مگر کسی نے نہ پہچانا۔ دونوں دیر تک زمین پر پڑے لڑتے رہے۔ اور آخر دونوں طرف کے لوگوں نے آکر انھیں چھڑا دیا۔

اور دونوں کا بیچ بچاؤ۔

اس جنگ میں اشتر کے کارنامے۔

مالک اشتر نے اس میدان میں اپنے یہ کارنامے بیان کیے ہیں کہ" پہلے میرا سامنا عبدالرحمن بن عتاب سے ہوا جو زبردست شمشیر زن تھا۔ مگر میں نے اُسے قتل کیا۔ پھر اسود بن علاف سے سامنا ہوا۔ اُسے میں نے بہت ہی سخت اور نہایت بہادر پایا۔ چنانچہ اس کے ہاتھ سے میں اپنے آپ کو بچاتا تھا۔ اور دل میں کہتا تھا کہ کاش اس کا سامنا نہ ہوا ہوتا۔ اس سے جان بچی تو جندب بن زہیر غامدی کا مقابلہ ہوا۔ اُس کو میں نے اپنی تلوار سے قتل کیا۔ اسی اثنا میں دیکھا کہ دشمنوں کی طرف قریش کا جھنڈا عبداللہ بن حکیم بن حزام کے ہاتھ میں ہے۔ اور عدی بن حاتم سے اُس سے لڑائی ہو رہی ہے۔ میں فوراً عدی کی طرفداری میں جا پہنچا اور ہم دونوں نے اُسے مار کے گرا دیا۔

اور شریف شہدائے مہار گیر۔

ناقۂ عائشہ کی مہار اسود بن ابی البختری نے لی جو معززین قریش میں سے تھا۔ دشمنوں نے نرغہ کر کے اسے بھی مارا۔ پھر بنی ازد کے ناموروں میں سے عمرو بن شرف نے مہار پکڑی اور مع اپنے گھرانے کے تیرہ بہادروں کے مارا گیا۔

ناموروں زخمی۔

مروان بن حکم بھی حضرت عائشہ کی طرف سے زخمی ہوا۔ مگر کہتے ہیں کہ حضرت طلحہ اسی کے تیر سے شہید ہوئے۔ عبداللہ بن زبیر کو نیزوں اور تیروں کے سینتیس زخم آئے وہ کہا کرتے تھے کہ "میں نے جمل کا سا معرکہ نہیں دیکھا۔ دونوں لشکر جان بازی پر تلے ہوئے تھے اور ہم میں کسی کو کسی طرح شکست نہ ہوتی تھی۔ سیاہ اور برہنہ پہاڑوں کی طرح ہم دونوں حریف اپنی جگہ پر قائم تھے۔ اور جو شخص ناقۂ عائشہ کی مہار ہاتھ میں لیتا مارا جاتا۔ جب دیر تک یہ حالت قائم رہی علی نے پکار کے کہا" ناقے کی کونچیں کاٹ ڈالو۔ تم نے اس کی کونچیں کاٹ دیں تو سب لوگ

ناقہ کی کونچیں کاٹنے کا حکم۔

جائیں گے؟" اتنے میں ایک شخص نے بڑھ کے اونٹنی کو تلوار مار دی۔

حضرت علیؓ کی طرف بنی ازد کا جھنڈا پہلے مخنف بن سلیم کے ہاتھ میں تھا۔ وہ مارا گیا تو صقعب اس کے بھائی عبداللہ بن سلیم نے لیا اور دونوں مارے گئے پھر علاء بن عروہ نے اُس جھنڈے کو بلند کیا اور اس کے ہاتھ میں تھا کہ فتح ہو گئی۔ اسی طرح آپ کی طرف بنی عبدالقیس کا جھنڈا پہلے قاسم بن سلیم کے ہاتھ میں تھا۔ وہ مارا گیا اور اُس کے ساتھ دو بھائی زید و سیحان بھی مارے گئے جو صوحان کے بیٹے تھے۔ تب اُس کو چند اور لوگوں نے سنبھالا۔ وہ بھی مارے گئے بعد ازاں منقذ بن نعمان نے لے کر اپنے بیٹے مرہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور لڑائی ختم ہونے تک اسی کے ہاتھ میں رہا۔ یونہیں جناب علی مرتضیٰؓ کی جانب بنی بکر بن وائل کا جھنڈا حرث بن حسان ذہلی کے ہاتھ میں تھا۔ اُس نے جھنڈا ہاتھ میں لیتے ہی بڑھ کر اپنے ہمراہیوں سے کہا "اے گروہ بنی بکر تمہارے مالک یعنی علیؓ سے زیادہ کسی کا مرتبہ حضرت رسول خدا صلعم کے نزدیک نہ تھا۔" یہ کہتے ہی بڑھ کے لڑنے لگا۔ اور مع اپنے بیٹے اور پانچ گھر والوں کے مارا گیا۔ اُس کے گروہ میں سے کچھ لوگ بنی محدوج کے اور پینتیس بنی ذہل کے مارے گئے۔ حرث نے میدان میں جاتے وقت اپنے بھائی سے کہا "ہماری لڑائی کیسی اچھی تھی۔ خدا کرتا ہم حق پر ہوتے۔" اس نے جواب دیا "ہم حق ہی پر ہیں۔ لوگ داہنے بائیں بھٹکتے پھرتے ہیں اور ہم نے اہل بیت نبی کو پکڑ لیا ہے۔" اس کے بعد دونوں بھائی مارے گئے۔

حضرت علیؓ کی طرف کے نقصانات۔

حضرت عائشہؓ کے طرفداروں میں سے عمیر بن اہلب ضبّی زخمی پڑا تھا۔ حضرت علیؓ کے طرفداروں میں سے ایک شخص کا اُدھر گزر ہوا۔ اس نے عمیر کو تڑپتے اور زمین پر پاؤں رگڑتے دیکھا۔ اور اُس کی زبان سے حضرت عائشہؓ کی حمایت اور اپنی قومی شجاعت کی تعریف کے اشعار سُنے تو کہا "اس وقت کلمۂ شہادت پڑھو۔" اُس نے کہا "کیا کہتے ہو؟ میں بہرا ہوں۔ سر قریب لاؤ تو سنوں۔" اور جیسے ہی اُس شخص نے سر نزدیک کیا۔ عمیر نے اُس کے کان پر ایسی چکت ماری کہ جڑ سے کاٹ لیا۔

ایک لڑنے والے کا جوش۔

اشتر جب ناقۂ عائشہؓ کے آگے سرگرم آرائی کر کے واپس گیا تو قعقاع نے اُس سے پوچھا "پھر میدان میں جاؤ گے؟" جب اُس سے کچھ جواب نہ ملا تو کہا "اشتر سُنو۔ ہم میں ایک سے ایک چلا ہوا جوانمرد موجود ہے۔" اور یہ کہہ کر خود حملہ کر دیا۔ اُس وقت حضرت صدیقہؓ کی اونٹنی کی مہار زفر بن حرث کے ہاتھ میں تھی۔ اور یہی پچھلا شخص ہے جس نے مہار ہاتھ میں لی۔

اشتر کے حملے کا پست ہو جانا قعقاع کا حملہ۔

Marfat.com

کیونکہ اب بنی عامر کے تمام نامور بہادر ختم ہو چکے تھے۔ اور سب اُس محترم اونٹنی کے آگے ڈھیر تھے۔ زفر اشعار رجز پڑھ رہا تھا کہ قعقاع نے جواب میں ایک شعر پڑھا اور اس پر حملہ کر دیا۔ تمام بنی عامر اِن کی روک تھام کو آگئے اور انہیں ہٹا دیا۔ یہ دیکھ کر قعقاع نے اپنی طرف کے ایک شخص بجیر بن دلیجہ سے کہا اپنے لوگوں سے کہہ دو قبل اس کے کہ ان لوگوں کو یا اُم المومنین کو کوئی صدمہ پہونچے اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں یعنے اس کے پاؤں قلم کر دیں۔ یہ تجویز سُنتے ہی اُس نے بنی ضبہ اور اُن کے سردار عمرو بن دلیجہ سے پکار کے کہا میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں۔ عمرو نے کہا "آؤ" بجیر نے پوچھا "تو مجھے واپسی تک امان ہے؟" جواب ملا "ہاں" اور اُس کو قریب آنے کی اجازت دی گئی۔ بجیر اس فریب سے حضرت اُم المومنین کے ناقے کے پاس پہونچا۔ اور تلوار کے ایک زبردست ہاتھ سے اس کا ایک پاؤں قلم کر دیا۔ پاؤں کے کٹتے ہی اونٹنی ایک پہلو پر گری۔ اور بڑے زور سے چلائی۔ حامیان ناقہ سناٹے میں آگئے۔ اور قعقاع نے موقع پا کر نعرہ لگایا کہ "جو لوگ اونٹنی کے گرد ہیں اُن کے لیئے امان ہے"۔ سنتے ہی سب لوگ الگ ہو گئے۔ اور قعقاع اور زفر نے مل کر اونٹنی کا تنگ کاٹ کے محمل کو جس میں حضرت عائشہؓ رونق افروز تھیں اُٹھا کر الگ رکھدیا۔ اُس پر اس کثرت سے تیر پڑے تھے کہ اُس کی شکل ساہی کی سی ہو گئی تھی۔ جہاں محمل رکھی تھی معلوم ہوتا کہ ایک ساہی منہ اندر سمیٹ کر بیٹھ گئی ہے اور اپنے کانٹے کھڑے کر دیے ہیں۔

اس کے بعد قعقاع و زفر نے محمل کو اپنے حلقہ میں کر لیا اور طرفداران عائشہؓ جو جان بچانے کے لیے گرد ہجوم کیے ہوئے تھے بھاگ گئے۔ اور حضرت علیؓ کے حکم سے چاروں طرف پکار دیا گیا کہ بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کرو۔ زخمیوں پر ہتھیار نہ چلاؤ۔ اور گھروں کے اندر نہ گھسو۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے چند لوگوں کو حکم دیا کہ محمل کو لاشوں کے درمیان سے اٹھا کر علیحدہ رکھ دیں۔ پھر محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ ایک خیمہ کھڑا کر کے حضرت ام المومنین کو اس میں اتاریں اور فرمایا دیکھو کہیں ان کے زخم تو نہیں آیا" محمد نے محمل کے اندر ہاتھ ڈالا تو حضرت عائشہؓ نے پوچھا "یہ کون ہے؟" کہا "جس پر آپ کو اپنے تمام گھرانے والوں سے زیادہ غصہ ہے" پوچھا "بنی خثعم والی کا بیٹا؟" کہا "ہاں" (محمد بن ابی بکر کی والدہ اسما بنت عمیس بنی خثعم کی تھیں) فرمایا "اُس خدا کا شکر ہے جس نے تجھے معاف کیا"۔

فریب سے ناقہ عائشہؓ تک پہونچنا

اور کوچیں کاٹنا۔

محمل کو ناقہ سے جدا کرنا۔

طرفداران عائشہؓ کو شکست

اُن کو امان

حضرت عائشہؓ اور اُن کے بھائی سے مہربانی

اس کے بعد محمد بن ابی بکرؓ نے خود دیکھ کر حضرت علیؓ کو اطلاع دی کہ جناب عائشہؓ کی ایک کلائی میں ایک تیر سے خراش آگئی ہے جو زرہوں میں سے گزر کے اندر پہونچ گیا تھا۔

بعض راویان تاریخ کا بیان ہے کہ جیسے ہی حضرت عائشہؓ کی اونٹنی گری محمد بن ابی بکر اور عمار بن یاسر نے محمل کو اس کی پیٹھ سے کھول کے الگ رکھا اور محمد نے محمل میں اپنا سر ڈالا۔ جناب صدیقہؓ نے پوچھا "کون ہے؟" کہا "تمہارا نیک بھائی"۔ فرمایا "نیک نہیں نا سپاس بھائی"۔ محمد نے پوچھا "بہن آپ کو کوئی صدمہ تو نہیں پہونچا؟" بولیں "مجھے صدمہ پہونچا یا نہیں پہونچا تمہیں کیا؟" کہا "جب گمراہی ہو تو کون خبر لے؟" فرمایا "یہ گمراہی نہیں ہدایت ہے"۔

بعض روایتوں کا لطف دوسری روایت سے

اب عمار نے عرض کیا "اے محترمہ اپنے فرزندوں کے لڑنے کی شان دیکھ لی؟" فرمایا "میں تمہاری ماں نہیں ہوں"۔ عمار نے کہا "آپ چاہیں پسند فرمائیں یا نہ فرمائیں مگر ماں ضرور ہیں"۔ بولیں "تم کو اپنے فتحیاب ہونے پر ناز ہے۔ مگر جس شان سے تم نے بغاوت کی تھی اسی طرح فتحیاب بھی ہوئے۔ مگر افسوس میں خدا کی قسم کھا کے کہتی ہوں کہ جس شخص کی یہ وضع ہو وہ ہرگز فتحمند کیے جانے کا مستحق نہیں ہے"۔

عمار و حضرت عائشہؓ کی گفتگو

اب آپ کی محمل ایسے مقام پر لے جا کے رکھی گئی جہاں قریب کوئی شخص نہ تھا۔ اور خود حضرت علیؓ نے قریب آ کے کہا "اے والدہ محترمہ کیسا مزاج ہے؟" جواب دیا "اچھی ہوں"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "خدا آپ کے گناہ معاف کرے"۔ بولیں "اور تمہارے بھی"۔

رخصت حضرت علیؓ سے

عین اسی موقع پر اعین بن ضبیعہ مجاشعی نمودار ہوا۔ ابھی وہ دور تھا کہ حضرت صدیقہؓ نے فرمایا "ادھر ہی۔ ادھر ہی۔ خدا تجھ پر لعنت کرے"۔ وہ دریدہ دہنی سے بولا "مجھے تو یہاں بجز حمیراء کے کوئی نہیں نظر آتا"۔ حضرت عائشہؓ کو رسول اللہ صلعم نے حمیراء لقب دیا تھا۔ آپ نہایت گوری چٹی اور سرخ و سپید تھیں۔ اس لیے آنحضرتؐ محبت سے آپ کو حمیراء کہا کرتے جس کے معنی سرخ رنگ والی کے ہیں۔ اور کوئی آپ کو اس لقب سے یاد کرنے کا مجاز نہ تھا۔ یہ گستاخ شخص آپ کے اس لقب کو زبان پر لایا تو اس کی اس گستاخی پر آپ نے بد دعا کی کہ "خدا تیری رسوائی کو ملتفت از بام۔ تیرے ہاتھ کو قطع۔ اور تیرے ستر کو فاش کرے"۔ حضرت رب العزت نے زوجۂ محترمۂ رسالتؐ کی یہ آرزو پوری کر دی۔ اور چند روز بعد جب اعین بصرے میں قتل

ایک گستاخ کو گستاخی کی سزا

۱؎ اخبار الطوال صفحہ ۱۵۳

ہوا ہے تو اس کے کپڑے اتار لیے گئے۔ ہودج کو اٹھا لیا گیا اور اس پر جو چادریں تھیں وہ بھی
برہنہ ڈال دی گئی۔

اب بعض لوگ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں قعقاع بھی تھا۔
انھوں نے فرزندوں کی طرح ادب سے سلام کیا۔ آپ نے پوچھا میں نے میدان جنگ میں
دو شخصوں کو لڑتے دیکھا تھا جو لڑتے تھے اور یہ رجز ان کی زبان پر تھا۔ انھیں تم
تم پہچانتے ہو؟" پھر اس رجز کے جو الفاظ آپ نے سنائے ان میں آپ کی نسبت بے ادبی
چھوٹی ہوئی ان کے الفاظ استعمال کیے گئے تھے۔ قعقاع نے کہا ہاں پہچانتا ہوں
اچھا ہوتا کہ ان الفاظ کے سننے سے بیس برس پہلے میں مر گئی ہوتی۔ اس کے بعد قعقاع نے
یہ واقعہ حضرت علیؓ سے بیان کیا تو ارشاد ہوا وہ بھی یہی کہتی ہیں بلکہ میں بھی کہتا ہوں کہ کاش
الفاظ کے استعمال ہونے سے بیس سال پیشتر میں مر گیا ہوتا۔ اور اس واقعے کے بعد حضرت
علیؓ کی زبان پر دو شعر رہتے جن کا مفہوم یہ تھا "مسلمانوں کے آپس میں لڑنے اور ایک دوسرے
کے ہاتھ سے مارے جانے پر افسوس ہے۔"

کیا جزا آپ سے زیادہ ناگوار ہوئی

حضرت علیؓ کی زبان پر آپ کی توہین گوارا نہ تھی

جب رات ہوئی تو محمد بن ابی بکر حضرت عائشہؓ کو بصرے میں لے گئے اور عبداللہ بن خلف
خزاعی کے گھر میں صفیہ بنت حارث کے پاس اتارا۔

بصرے میں آنحضرت کا قیام

اسی رات کو زخمی لاشوں میں سے چن چن کر نکالے گئے۔ اور لوگوں کو اجازت دی گئی کہ
دونوں طرف کے شہدا کو دفن کریں۔ چنانچہ لوگ آ آ کر دفن کرنے لگے۔ اور اس کے انتظار
میں حضرت علیؓ تین روز تک بصرے کے باہر پڑے رہے۔ مقتولین کے دفن ہونے سے
پہلے آپ نے میدان میں ایک چکر لگایا۔ جب کعب بن سور کی لاش پر پہنچے تو فرمایا کہ
ایسا لائق و دانا شخص ان نالائقوں کے ساتھ میدان میں آیا۔ جب عبدالرحمن بن عتاب
کی لاش کے پاس سے گزرے تو فرمایا یہ ان لوگوں کا سردار تھا۔ یعنی ان کو لیے لیے
پھرتے تھے۔ جب حضرت طلحہؓ کی لاش پر پہنچے تو فرمایا ابو محمد! مجھے تمہاری موت پر بڑا صدمہ ہے
اناللہ وانا الیہ راجعون۔ خدا کی قسم مجھے یہ گوارا نہ تھا کہ قریش کے لوگوں کو مقتول پڑا ہوا دیکھوں
پھر ان کے متعلق ایک شعر پڑھا۔ غرض آپ جس شخص کی لاش کے پاس سے گزرتے تھے اگر
اس میں کوئی خصوصیت یا خوبی ہوتی تو فرماتے کہ اس کو ہنگامے کے سوا اور کوئی چیز یہاں
نہیں لائی۔ ورنہ یہ تو نیک اور عابد و زاہد مشہور تھے۔"

زخمیوں کا اٹھانا اور شہدا کا دفن

مقتولین پر حضرت علیؓ کے خیالات

حضرت طلحہؓ کے بیٹے موسیٰ بصرے میں داخل ہونے سے پہلے ہی آپ سے ملے آپ نے فرمایا "مجھے امید ہے کہ میں اور تمہارے والد ان لوگوں میں ہوں گے۔ جن کی نسبت خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے "ہم نے ان کے دلوں کا کھوٹ نکال ڈالا۔ وہ بھائی بھائی ہیں اور آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔" پھر شام کو بصرے میں داخل ہوئے تو ابن الکواء حاضر ہوا اور کہا "امیر المومنین آپ نے شہر تک آنے میں دیر لگا دی" فرمایا "میرے پاس میرا بھتیجا آیا ہوا تھا۔" پوچھا "کون؟" فرمایا "طلحہؓ کے بیٹے موسیٰ" اس نے کہا "اگر وہ آپ کے بھتیجے ہیں تو ہماری شامت آگئی"۔ آپ نے ناراضی کے ساتھ فرمایا "کمبخت نہیں جانتا کہ اہل بدر سے خدا نے کیا نہیں کہہ دیا کہ تمہارا جو جی چاہے کرو۔ تمہارے گناہ معاف کر دیے گئے۔ یہ سن کر ابن کواء نے عرض کیا "امیر المومنین کس بنیاد پر آپ نے یہ طرز اختیار کیا جس میں آپ لوگوں کو ایک دوسرے سے لڑاتے اور اپنی سطوت قائم کرتے ہیں۔ کیا یہ آپ کی رائے تھی جس کی بنا پر آپ نے امت میں تفرقہ ڈالا۔ جداگانہ دعویٰ کیا اور یہ خیال کیا کہ قرابت رسول خدا صلعم کے باعث خلافت کے سب سے زیادہ مستحق آپ ہیں۔ اگر یہ آپ کی رائے ہو تو ہم قبول کرنے کو حاضر ہیں۔ اور اگر رسول اللہ صلعم نے آپ کو صراحۃً اپنا جانشین مقرر فرمایا ہے تو آپ سے زیادہ کس کا اعتبار ہو سکتا ہے؟" حضرت علیؓ نے فرمایا "میں سب سے پہلے رسول اللہ صلعم پر ایمان لایا۔ لہٰذا سب سے پہلے جھوٹ بولنے والا نہ ہوں گا۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلعم نے مجھ کو ہرگز ولیعہد نہیں بنایا۔ مگر ہوا یہ کہ جب لوگوں نے عثمانؓ کو مار ڈالا تو میں نے اپنے معاملہ پر غور کیا۔ نظر آیا کہ جن دو خلیفوں نے خلافت نبوت کی تھی مر گئے اور وہ بھی ولیعہد نہ تھے اور اب جس شخص کو مسلمانوں نے مشورہ کر کے خلیفہ کیا تھا وہ مار ڈالا گیا اور اس کی ذمہ داری میری گردن پر آ گئی۔ اس لئے کہ اس نے بھی کسی کو ولی عہد نہیں مقرر کیا تھا۔" ابن الکواء نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور نیکوکاری ظاہر کی۔ مگر یہ تو بتلائیے کہ آپ نے طلحہؓ و زبیرؓ سے لڑائی کیوں اختیار کی جو ہجرت اور مشورۂ خلافت میں آپ کے ساتھ تھے؟" فرمایا اس لئے کہ انھوں نے حجاز میں میرے ہاتھ پر بیعت کی اور عراق میں آکر مخالف ہو گئے۔ اور اگر ابوبکرؓ و عمرؓ کے ساتھ وہ ایسا کرتے تو وہ بھی ان سے لڑتے۔

...سیاسۃ والامارہ صفحہ ۶۹ ۔

اُن کی نماز جنازہ

اب لوگ رصافہ میں نماز جنازہ کے لیے جمع ہوئے اور حضرت علیؓ نے دونوں طرف کے مقتولین پر نماز پڑھی۔ پھر جتنے کٹے ہوئے اعضا ملے اُن سب کو ایک جگہ جمع کر کے ایک بڑی قبر میں دفن کروا دیا۔ مخالفین کے لشکر میں جو کچھ سامان ملا اس کو اکٹھا کر کے آپ نے بصرے کی جامع مسجد میں بھجوا دیا کہ جو کوئی اپنی چیز کو پہچانے لے جائے۔ بجز اسلحے کے کہ وہ خزانہ خلافت میں داخل کر دیے گئے۔

اُن کا مال و اسباب۔

مقتولین کی تعداد۔

مقتولین کی تعداد دس ہزار آدمیوں کے قریب تھی جن میں آدھے حضرت علیؓ کی طرف کے لوگ تھے اور آدھے حضرت عائشہؓ کی طرف کے۔ بعض لوگ مقتولین کی تعداد کچھ اور بتاتے ہیں۔ بنی ضبّہ میں سے ایک ہزار آدمی مارے گئے۔ اور بنی عدی میں سے ستّر قاریان قرآن حضرت عائشہؓ کی محمل کے گرد قتل ہوئے۔ جو غیر قاری تھے ان کا شمار ان کے علاوہ ہے۔

احنف بارگاہ مرتضوی میں

جب ان سب کاموں سے فراغت ہو چکی تو احنف بن قیس اور اُن کے ہمراہی جو لڑائی سے الگ رہے تھے اور کسی طرف شریک نہ ہوئے تھے حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اُن کی صورت دیکھتے ہی فرمایا "تم نے دیکھ لیا؟" احنف بولا "میں نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا اور آپ ہی کے حکم سے کیا۔ لہٰذا اب آپ نرمی اختیار کریں۔ کیونکہ جس راستے پر آپ چل رہے ہیں نزدیک کا نہیں دور کا ہے۔ اور گزری ہوئی کل سے زیادہ آپ کو آیندہ کل میں ہماری ضرورت پڑے گی۔ لہٰذا میرا احسان مانیے کل کے لیے۔ میری دوستی کی قدر کیجیے۔ اور کوئی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالیے جو مجھے ناگوار ہو۔ میں ہمیشہ آپ کا مشیر خیر رہوں گا۔"

آپ کا ورود بصرے میں۔

بعد ازاں دوشنبہ کے روز حضرت علیؓ بصرے کے اندر داخل ہوئے۔ اور سیدھے جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ شہر کے لوگ جوق جوق اپنے جھنڈے اُٹھائے ہوئے آئے۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی حتیٰ کہ زخمیوں اور امان پانے والوں نے بھی بیعت کر لی۔ پھر منبر پر کھڑے ہو کے آپ نے ایک تقریر کی۔؎ امان پانے والوں میں عبدالرحمٰن بن ابوبکرہؓ بھی تھے۔ انھوں نے حاضر ہو کر بیعت کی تو آپ نے پوچھا "اُن گھر میں بیٹھنے اور انجام بین بزرگ (یعنے تمہارے والد) کا کیا حال ہے؟" عرض کیا "خدا کی قسم وہ بیمار اور آپ کی خوشنودی کے خواستگار ہیں۔" یہ سنتے ہی آپ اُن کے ساتھ اُن کے والد ابوبکرہؓ

سب لوگوں نے بیعت کر لی۔

حضرت علیؓ اور ابوبکرہؓ

؎ اخبار الطوال صفحہ ۱۵۲

Marfat.com

یادت کو تشریف لے گئے۔ اور جیسے ہی سامنا ہوا فرمایا "تم مجھے چھوڑ کر الگ بیٹھ رہے"
ان کے سینے پر ہاتھ رکھ کے فرمایا "یہی تمہارا عذر ہے؟" ابوبکرہؓ معذرت خواہ ہوئے۔
ر آپ نے اُن کا عذر قبول فرمایا۔ پھر اُنھیں کو والی بصرہ مقرر کرنا چاہا۔ مگر انھوں نے
عذر کیا۔ اور عرض کیا کہ آپ ہی کے خاندان میں سے کسی شخص کو اس خدمت پر مقرر ہونا چاہیے
کہ لوگ خاموشی کے ساتھ اُن کی اطاعت کریں اور ایسے شخص کو بھی میں بتائے دیتا ہوں۔ (ابن عباسؓ والی بصرہ)
بلکہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا نام لیا۔ اور آپ نے بھی اس تجویز کو قبول
رمالیا۔ پھر ابوبکرہؓ کے گھر سے واپس آکر آپ نے زیاد کو خراج اور بیت المال کا افسر مقرر (اور زیاد کو مہتمم خزانہ کیا۔)
رمایا۔ اور ابن عباسؓ کو حکم دیا کہ اُس کے مشورے کو سنیں اور اس پر عمل کریں۔ زیاد بھی
دستہ لڑائی میں دونوں فریقوں سے الگ رہا تھا۔

چنانچہ اسی وقت سے مسلمانوں کے تین گروہ ہو گئے۔ اوّل وہ لوگ جو حضرت علیؓ کے (مسلمانوں کے تین گروہ۔)
امی تھے۔ اور اُن کا غالب گروہ چاہتا تھا کہ حضرت عثمانؓ کے خون سے درگزر کیا جائے
جو لوگ آپ پر یورش کر کے گئے تھے اُن سے کوئی بازپرس نہ ہو۔ یہ لوگ شیعیانِ علیؓ (شیعیان علیؓ۔)
کے لقب سے مشہور ہوئے۔ دوسرا گروہ اُن لوگوں کا تھا جو حضرت معاویہ کے ساتھ اور
بڑے جوش و خروش سے دعویٰ کر رہے تھے کہ کل مخالفین عثمانؓ چن چن کر قتل کیے جائیں
ان لوگوں نے شیعیان عثمانؓ کے لقب سے شہرت پائی۔ تیسرا گروہ ان لوگوں کا جو (شیعیان عثمانؓ)
حضرت رسالت صلعم کی ایک پیشین گوئی کی بنا پر اس زمانے کو فتنوں اور ہنگاموں کا زمانہ
خیال کرتے اور اعتقاد رکھتے کہ کسی جنگجو گروہ کا ساتھ دینا حرام ہے۔ اس زمانے میں
راہ مستقیم یہی ہے جو کسی کا ساتھ نہ دے اور دروازہ بند کر کے گھر میں بیٹھ رہے۔ یہ
لوگ قاعدین اپنے گھر میں بیٹھ رہنے والوں کے لقب سے یاد کیے گئے اور اس میں (قاعدین)
بہت سے اکابر صحابہ شامل تھے۔ اور اس عقیدے پر زیاد بھی تھا۔

ان انتظامات کے بعد حضرت علیؓ جناب اُمّ المومنینؓ کے پاس گئے وہ جیسا کہ بیان (آپ حضرت عائشہؓ کے پاس۔)
ہوا عبداللہ بن خلف کے مکان میں تھیں۔ بصرے میں سب سے بڑا یہی مکان تھا۔ یہاں
بھی خلف کے بیٹوں عبداللہ اور عثمان پر روری تھیں۔ جن میں سے پہلا حضرت عائشہؓ کی
طرف اور دوسرا حضرت علیؓ کی طرف مارا گیا تھا۔ عبداللہ کی بیوی صفیہ سر پہ خمار باندھے
بیٹھی تھی۔ جیسے ہی اُس نے حضرت علیؓ کی صورت دیکھی کہنے لگی "اے علیؓ! اے دوستوں

Marfat.com

کے قاتل اے جماعت کو توڑنے والے۔ خدا تمہارے بچوں کو بھی یتیم کرے جس طرح تم نے
کے بچوں کو یتیم کیا ہے۔" حضرت علیؓ نے کمال حلم سے ان فقروں کو سنا اور کچھ جواب نہ دیا
حضرت عائشہؓ کو سلام کیا۔ ان کے پاس جا کے بیٹھے اور فرمایا "صفیہ نے بہت استایا۔ میں
میں نے اس کو بچپن میں دیکھا تھا۔ پھر اس کے بعد کبھی نہیں دیکھا" اس کے بعد آپ وہاں سے
اٹھ کر روانہ ہونے تو صفیہ نے پھر انھیں کلمات کا اعادہ کیا جس پر آپ نے خچر روک
اور فرمایا "تم چاہتی ہو کہ میں اس دروازے کو کھولوں اور اس کے اندر چلے ان کو قتل
لوگوں نے بتایا کہ اس میں چند زخمی ہیں مگر آپ نے توجہ نہ کی اور خاموش ہے اس معاملہ میں
مسلک یہ تھا کہ نہ کسی بھاگنے والے کا تعاقب کیا جائے اور نہ کسی زخمی پر ہتھیار چلایا جائے
نہ کسی کو ستر کھول کے برہنہ کیا جائے۔ اور نہ کوئی مال لوٹا جائے۔

آپ حضرت عائشہؓ کے پاس سے نکل کے واپس جا رہے تھے کہ ایک آدمی
شخص ملا اور کہنے لگا "خدا کی قسم اس عورت کا ہم پر کچھ زور نہ چلا۔" اس کے یہ کلمات
سنتے ہی آپ کو غصہ آگیا۔ فرمایا "رہنے دے۔ کسی عورت کی بے حرمتی نہ کر۔ کسی گھر میں
نہ گھس اور نہ کسی عورت کو برا بھلا کہہ۔ چاہے وہ تجھے گالیاں دے اور تیرے حاکموں
اور نیکوں کو برا بھلا کہے۔ عورتیں نازک مزاج ہوتی ہیں۔ ہم مشرک عورتوں پر بھی
دست درازی و زبان درازی کرنے سے روکا جاتا تھا یہ تو مسلمان عورتیں ہیں۔"

آگے بڑھے تو ایک اور شخص آیا اور عرض کیا "امیر المومنین اس دروازے پر
دو شخص جا کے کھڑے ہوئے اور ایک عورت سے الجھنے لگے جو صفیہ سے بھی
زیادہ حضور کو برا بھلا کہہ رہی ہے۔" آپ نے گھبرا کے پوچھا "شاید وہ عائشہؓ ہوں گی"
اس نے کہا "جی ہاں" ان دونوں شخصوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ "تمہاری ماں کو
یہ معاوضہ ملا کہ ہم سب نے انھیں چھوڑ دیا۔" اور دوسرے نے کہا "اماں جان توبہ کیجیے آپ غلطی پر
تھیں۔" یہ سنتے ہی آپ نے قعقاع کو بھیجا کہ ان دونوں شخصوں کو پکڑ لائیں۔ وہ ایک
ایک گروہ کے ساتھ گئے اور ان دونوں کو لا کے حاضر کر دیا۔ وہ بنی اسد میں سے تھے اور آپس میں
بھائی بھائی تھے ایک کا نام عجلان تھا اور دوسرے کا سعد۔ آپ نے ان دونوں کے
کپڑے اتروا کر سو سو کوڑے لگوائے۔

ادھر حضرت عائشہؓ کی یہ حالت تھی کہ "پوچھا اس لڑائی میں دونوں طرف سے کون

حضرت علیؓ کا علم

حضرت عائشہؓ کا احترام

حضرت عائشہؓ نے بھی ... کو نامی بنایا

...لد سے بچ گئے"۔ لوگوں نے نام لینا شروع کیے۔ اور آپ جس کا نام سنتیں چاہے اپنی طرف کیا ہو یا حضرت علیؓ کی طرف فرماتیں "خدا اُس پر رحمت کرے"۔ کسی نے عرض کیا "یہ کیا ہے؟" فرمایا "رسول خدا صلعم نے فرمایا تھا کہ فلاں اور فلاں جنت میں ہیں"۔ اور ارشاد فرمایا کہ "ان میں سے جس کا دل صاف ہوا اور اس نے خالصتہً للہ کام کیا ہو مجھے امید ہے کہ خدا اُس کو جنت میں داخل کرے گا"۔

صدیقہؓ کی مدینہ جانے کی تیاری۔

بعدازاں حضرت علیؓ نے جناب عائشہؓ کے لیے سواری۔ زاد راہ۔ اور سامان سفر کا بندوبست کیا۔ آپ کے ہمراہیوں میں سے جتنے آدمی زندہ بچے تھے اُن کو ہمراہ کیا بجز ان کے جنھوں نے بصرے میں رہنا اختیار کر لیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ کی ہمرکابی کے لیے بصرے کی چالیس بیبیاں انتخاب کیں۔ اور آپ کے بھائی محمد بن ابی بکر ہمراہ ہوئے۔ جب کوچ کرنے کا دن آیا تو حضرت علیؓ باہر آ کر کھڑے ہو گئے۔ اور اور بہت سے لوگ بھی موجود تھے۔ حضرت عائشہؓ گھر سے باہر نکلیں۔ اور سب کو رخصت کرتے وقت فرمایا میرے فرزندو۔ تم باہم مخالفت نہ کرو۔ میرے اور علیؓ کے درمیان خدا کی قسم پہلے سے وہ خیالات چلے آتے تھے جو ایک عورت اور اس کے دیوروں میں ہوا کرتے ہیں۔ اور باوجود میری ناراضی کے ان کا شمار نیک نفس لوگوں میں ہے"۔ آپ کی یہ تقریر سُن کر حضرت علیؓ نے فرمایا "خدا کی قسم انھوں نے سچ فرمایا۔ اس کے سوا اور کوئی بات میرے ان کے درمیان نہیں ہے مگر یہ دنیا و آخرت میں ہمارے پیغمبر صلعم کی بیوی ہیں"۔

رخصت ہونا

اطاعت کا عہد کرنا۔

روانہ ہونے کو تھیں کہ عمار بن یاسر نے کہا "اس سفر کے بعد اب تو یقین ہے کہ آپ نے جو عہد کیا ہے۔ اُس پر قائم رہیں گی"۔ فرمایا "میں جانتی ہوں کہ تم بہت بڑے حق گو ہو۔ عمار نے کہا شکر ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان سے یہ بات نکلوا دی۔

روانگی۔

بصرے سے ہفتے کے روز یکم رجب ۳۶ھ کو آپ روانہ ہوئیں۔ اور کئی میل تک آپ کے ساتھ بعض نیکوکار لوگوں نے آپ کی مشایعت کی۔ یہاں سے آپ راہ راست مکۂ معظمہ میں تشریف لے گئیں اور حج کے وقت تک وہیں قیام رہا۔ پھر حج کر کے مدینہ منورہ کی راہ لی۔

عبداللہ بن زبیرؓ

اسی سلسلے میں چند مشہور شکست یافتگان جمل کا حال بیان کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ عبداللہ بن زبیر جو زخموں سے چور تھے شکست کھا کے بھاگ کر بصرے کی آبادی میں گئے اور ایک ازدی شخص کے گھر میں پناہ لی۔ پھر اُس سے کہا کہ حضرت ام المومنین کو

میرے یہاں موجود ہونے کی خبر کردو۔ مگر اس طرح کہ محمد بن ابی بکر نہ جانیں"۔ اس نے جاکر صدیقہؓ کو خبر کی۔ آپ نے فرمایا "محمد کو بلاؤ"۔ اس نے عرض کیا کہ عبداللہ نے تاکید کی ہے کہ محمد کو خبر نہ ہونے پائے۔ آپ نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور محمد بن ابی بکر کو بلا کے حکم دیا کہ اس شخص کے ساتھ جاؤ۔ اور اپنے بھانجے کو میرے پاس لے آؤ۔ محمد فوراً جاکر ان کو لے آئے۔ اور محمد و عبداللہ دونوں بصرے میں آپ کے ساتھ مقیم رہے اور پھر مدینہ چلے گئے۔

عتبہ بن ابی سفیان اور حکم کے دو بیٹے عبدالرحمن اور یحییٰ میدان جنگ سے بھاگے۔ شہروں شہروں پھر رہے تھے اور کہیں پناہ نہ ملتی تھی۔ اتفاقاً عصمۃ بن ابیر تیمی ملا اور پوچھا کیا تم کسی کی پناہ چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا "جی ہاں"۔ اس نے ان کو اپنے یہاں ٹھہرایا اور جب تک ان کے زخم اچھے ہو جائیں اپنے پاس رکھا۔ بعد ازاں چار سو سوار ہمراہ کرکے انھیں شام میں پہونچا دیا جوان کو دومۃ الجندل میں چھوڑ کے واپس آئے۔ اسی طرح ابن عامر بھی چھوڑ کے بھاگے تو ان کو بنی حرقوص کے ایک شخص نے اپنے گھر میں پناہ دی بعد ازاں شام میں بھیج دیا۔ مروان بن حکم کو مالک بن مسمع نے اپنے یہاں پناہ دی تھی چنانچہ مروان کی نسل کے خلفائے اموی نے اپنے عہد میں اس کا حق ادا کیا۔ اور اسے دولتمند بنا دیا۔ بعض روایتوں سے یہ معلوم ہوا ہے کہ مروان حضرت عائشہؓ کے ساتھ عبداللہ بن خلف کے مکان میں ٹھہرا تھا۔ آپ کے ساتھ ہی یہاں سے روانہ ہوا مگر جب آپ نے مکہ کا رخ فرمایا تو وہ سیدھا مدینہ طیبہ میں چلا گیا۔

عتبہ بن ابی سفیان اور عبدالرحمن و یحییٰ فرزندان حکم

ابن عامر

مروان

چھٹی فصل

جنگ جمل اور جنگ صفین کے درمیان کا زمانہ

تقسیم انعام۔ پیروان ابن سبا۔ اہل مدینہ کو اطلاع۔ سبائیوں کی نافرمانی۔ حسکہ اور عمران سیستان میں۔ اُن کی سرکوبی۔ ممالک مقبوضہ۔ خلافت کی حالت۔ محمد بن حذیفہ اور محمد بن ابی بکر۔ قیس بن سعد۔ محمد بن حذیفہ کا قتل۔ ولایت قیس۔ خربتا کے شیعیان عثمانؓ۔ معٰویہ اور قیس۔ معٰویہ کا خط قیس کے نام۔ قیس کا جواب۔ معٰویہ کا دوسرا خط۔ قیس کا آخری خط۔ معٰویہ کی چالاکی۔ حضرت علیؓ کا تردد۔ قیس کی جگہ محمد بن ابی بکر کا تقرر۔ قیس مدینے میں۔ حضرت علیؓ کی خدمت میں۔ محمد بن ابی بکر حاکم مصر۔ اہل خربتا سے جھگڑا۔ خراسان کا بندوبست۔ عمرو بن عاص۔ اُن کا شیعی حالات سے آگاہ ہوجانا۔ اُن کا خاموشی کا زمانہ۔ بیٹوں سے مشورہ لینا۔ معٰویہ سے جاملنا۔ جریر بن عبداللہ۔ اُن کی سفارت۔ جواب میں تاخیر۔ شرحبیل بن سمط کا مشورہ معٰویہ کو۔ شام والوں کی حالت۔ جریر کی واپسی۔ اُن میں اور اشتر میں نزاع۔ اور ان کا معٰویہ سے جاملنا۔ حضرت علیؓ کی روانگی۔ عمرو بن عاص کی کارروائی۔ لشکر شام کی ترتیب۔ اور روانگی۔ طلیعۂ مرتضوی اور دوسرے حصے۔ حضرت علیؓ رقہ میں۔ پل تیار ہوا۔ فرات کے پار۔

حضرت علیؓ کو جب اہل بصرہ کی بیعت سے فراغت ہوئی تو آپ نے بیت المال کا جائزہ لیا چھ لاکھ سے زیادہ رقم موجود تھی۔ اس کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم فرمادیا۔ ہر شخص کو پانچ سو ملے۔ اور یہ انعام دیتے وقت آپ نے اُن سے ارشاد فرمایا "اگر خدا نے تم کو اہل شام کے مقابلے میں کامیاب کیا تو اتنا ہی انعام اور ملے گا"۔ یہ امر پیروان ابن سبا کو جو آپ کے ہمراہ تھے ناگوار گزرا۔ اور وہ لوگ پیٹھ پیچھے پردے پردے میں اعتراض کرنے لگے۔ یہ لوگ فتنہ جو اور دنیا طلب تھے۔ چنانچہ فتح جمل کے بعد آپ نے لوٹنے سے منع فرمایا تو اس پر بھی وہ معترض ہوئے اور آپ کے منہ پر کہنے لگے "اگر ان لوگوں کا مال ہم پر حرام ہے تو اُن کے خون کو بھی حرام ہونا چاہیے"۔ حضرت علیؓ نے اُن کے

تقسیم انعام

پیروان ابن سبا

Marfat.com

اس خیال فاسد کی تردید فرمائی۔

یہ عجیب بات ہے کہ اہل مدینہ کو جو سینکڑوں میل دور تھے اسی دن شام سے پہلے اس لڑائی کی خبر ہو گئی۔ اس کا باعث یہ ہوا کہ مدینے کے باہر ایک تالاب کے اوپر ایک گدھ گزرا۔ اور کوئی چیز اس کے پنجے سے چھوٹ کے گر پڑی۔ لوگوں نے اٹھا کر دیکھا تو ایک کٹا ہوا ہاتھ تھا جس کی انگلی میں انگوٹھی تھی۔ اور اس پر عبدالرحمن بن عتاب کا نام کندہ تھا۔ اسی طرح بصرے اور مکہ معظمہ کے درمیان کی آبادیوں میں بھی تمام لوگوں کو اس معرکے کی خبر ملی۔ کیونکہ گدھ کٹے ہوئے ہاتھ اور پاؤں میدان سے لے جا کے جا بجا گراتے تھے۔ *(حاشیہ: اہل مدینہ کو اطلاع)*

حضرت علیؓ کا ارادہ تھا کہ بصرے میں چند روز ٹھہر کے معاملات کی اصلاح کریں مگر چند لوگوں نے روانگی کی جلدی کی۔ یہاں تک کہ بغیر آپ کی اجازت کے کوچ کر دیا۔ یہ دیکھ کر آپ نے بھی اُن کے پیچھے پیچھے کوچ کی راہ لی کہ کسی بُری نیت سے جاتے ہوں تو اس سے روکے جائیں۔ *(حاشیہ: سپاہیوں کی نافرمانی)*

جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ کی طرف کے جاں بازوں میں حسکہ بن عتاب حبطی اور عمران بن فضیل برجمی بھی تھے۔ وہ دونوں میدان جنگ سے بھاگے تو عرب قبائل کو جمع کیا اور مشرق کی راہ لی۔ جاتے جاتے سیستان پہنچے۔ سیستان والے مسلمانوں کی اس باہمی خونریزی کے زمانے میں موقع پا کر برگشتہ و باغی ہو گئے تھے مگر عربوں سے سابقے بیشتر پڑ چکے تھے اُن کا ایسا رعب بیٹھا ہوا تھا کہ ان دو رئیسوں کے صورت دکھاتے ہی پہنچتے ہی اُن کے آگے سر اطاعت جھکا دیا اور حسکہ وغیرہ اُن سے بہت کچھ مال و دولت وصول کر کے شہر زرنج کے باہر اُتر پڑے۔ زرنج کے مرزبان (حاکم) نے خوف زدہ ہو کر اظہار اطاعت کیا۔ اور وہ شہرپناہ کے اندر داخل ہو سکے۔ *(حاشیہ: حسکہ اور عمران سیستان میں)*

یہ واقعات حضرت علیؓ کے گوش گزار ہوئے تو آپ نے عبدالرحمن بن جرو طائی کو اس فتنہ مٹانے کے لئے روانہ کیا۔ مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ عبدالرحمن مذکور حسکہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ تب جناب علی مرتضیٰؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس کو حکم فرمایا کہ ان بیباک مفرورین کے مقابلے پر کسی قابل شخص کو والی سیستان مقرر کر کے روانہ کریں انھوں نے ابن کاس عنبری کو بھیجا جس نے جاتے ہی حسکہ کو قتل کر ڈالا *(حاشیہ: اُن کی سرکوبی)*

Marfat.com

مان بھی قلمرو خلافت میں شامل ہو گیا۔

ممالک مشمولہ خلافت کی حالت۔ اب ممالک عرب و فارس حضرت علیؓ کے قبضے میں تھے۔ مگر علاقہ الجزیرہ و شام و فلسطین کی حالت مشتبہ تھی۔ شام میں جناب معاویہ کی سطوت قائم تھی۔ اور الجزیرہ و فلسطین کے ان کے زیر اثر تھے۔ مصر میں طوائف الملوکی سی ہو رہی تھی۔ وہاں کے لوگ حضرت عثمانؓ ندگی میں محمد بن حذیفہ کے بہکانے سے زغہ کر کے آئے تھے۔ وہاں کے والی عبداللہ

محمد بن حذیفہ اور محمد بن ابی بکر۔ ابی سرح اس باغی و سرکش گروہ کی روک تھام کے لئے مصر سے چلے آئے تو ان کی بت میں محمد بن حذیفہ نے سارے ملک پر قبضہ کر لیا۔ اور ابن ابی سرح مجبور ہوئے کہ طین ہی میں ٹھہر کر آئندہ حالت کا انتظار کریں۔ محمد بن حذیفہ کو بھی وہاں زیادہ رہنا صیب ہوا۔ ان کو حضرت عثمانؓ نے پال کے بڑا کیا تھا۔ اور ہر قسم کی مروت و شفقت تے رہے تھے اس کا معاوضہ انھوں نے یہ کیا کہ سب سے بڑے دشمن مظلوم کے وہی تھے۔ اور مصر میں ان کی مخالفت میں جو کچھ ہنگامہ بپا ہوا اس کے وہ اور محمد بن ابی بکر تھے۔ عبداللہ بن ابی سرح نے حضرت عثمانؓ کو ان دونوں کی حالت سے مطلع کیا تو آپ ایسے رحمدل و بردبار خلیفہ تھے کہ عبداللہ کو جواب میں فرمایا "محمد بن ابی بکر کو تو اس لئے معاف کرنا چاہیے کہ ابوبکرؓ کے فرزند اور عائشہؓ کے ائی ہیں۔ اور محمد بن حذیفہ کو اس لئے کہ میرے بھائی کا بیٹا اور میرے آغوش کا پلا ہوا اور قریش کے اکھاڑے کا ایک نہار پٹھا ہے"۔ اس پر جل کے عبداللہ نے لکھا "جی وہ قریش کا پٹھا ہے۔ مگر اب پر پرزے نکال رہا ہے"۔ اس کے بعد بھی حضرت عثمانؓ ن ابی حذیفہ کی استمالت کی کوشش کی تو اس نے زیادہ مخالفت کر کے شورش کی آگ بھڑکا دی۔

قیس بن سعد۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد اور جنگ جمل سے پہلے حضرت علیؓ نے مصر کی اصلاح ملئے معززین انصار میں سے قیس بن سعد کو والی مصر مقرر فرما کے روانہ کیا اس لئے کہ مصر پر قبضہ رکھے سارا افریقہ خلافت کی اطاعت سے باہر ہو جاتا۔ اس معزز خدمت پر بعت آپ نے ان سے فرمایا "جاؤ اپنے بھروسے کے لوگوں کو جمع کرو اور ساتھ بالکہ دشمنوں پر رعب پڑے اور دوست معزز بنائیں۔ نیکوں کے ساتھ نیکی کرنا جس کو طلب لوں پر سختی کرنا۔ اور عام و خاص سب کے حال پر مہربان رہنا اس لیے کہ

مہربانی برکت کی چیز ہے" قیس نے عرض کیا مجھے یہ گوارا نہیں ہے کہ ان کو اپنے ساتھ لے جاؤں، ان لوگوں کو میں آپ کی خدمت میں چھوڑے جاتا ہوں آپ کو حاجت ہو تو یہ لوگ خدمت میں حاضر رہیں اور وقت پر کام آئیں"۔

محمد بن حذیفہ کا قتل — محمد بن حذیفہ کو قیس کے پہونچنے سے پہلے ہی اپنے مربی کے ساتھ ہو جانے کی منزل چکی تھی۔ عمرو بن عاص اگرچہ مصر پر قابض نہ تھے مگر جا پہونچے محمد نے ان کو شہر میں داخل ہونے سے روکا۔ عمرو نے اپنے معمول کے مطابق کچھ ایسی چالاکی سے کام لیا کہ محمد بن حذیفہ ایک ہزار فوج کے ساتھ مصر چھوڑ کے شہر عریش میں چلے آئے جو فلسطین و مصر کی سرحد کے قریب ہے اور قلعہ بند ہو گئے۔ وہاں عمرو بن عاص نے چاروں طرف منجنیقیں لگا دیں اور ایسا تنگ کیا کہ محمد نے تیس ۳۰ رفیقوں کے ساتھ باہر نکل کے ہتھیار رکھ دیے اور مارے گئے۔ بعض روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عمرو بن عاص نے صفین کی لڑائی کے بعد مصر پر حملہ کر کے محمد بن حذیفہ کو گرفتار کیا اور معاویہ کے پاس دمشق میں بھیج دیا۔ انھوں نے قید میں رکھا۔ معاویہ کی بیوی قرظہ کی بیٹی تھی جو محمد کی رشتہ دار تھیں وہ روز کھانے پکا کے قید خانے میں بھیجا کرتیں۔ ایک دن کھانے کے اندر چھپا کے ایک سوہن رکھ دیا۔ محمد نے اس سے اپنی بیڑیاں کاٹیں اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہ جناب معاویہ کو ناگوار گزرا۔ عبیداللہ بن عمرو بن ظلام خصعمی کو تلاش میں روانہ کیا۔ وہ حوران تک گیا تھا کہ اتفاقاً چند جنگلی گدھے پہاڑ کے ایک کھوہ میں گھسے اور ساتھ ہی نکل کے بھاگے۔ کسانوں نے خیال کیا کہ کھوہ کے اندر کوئی آدمی ہے اس میں گھسے محمد کو دیکھا اور واپس چلے آئے۔ باہر نکلے ہی تھے کہ عبیداللہ کا سامنا ہوا۔ اور اس نے محمد بن حذیفہ کا حلیہ بتا کے پوچھا "اس وضع کا کوئی شخص تو تم نے نہیں دیکھا؟" انھوں نے کہا "اس کو تو ابھی ابھی ہم اس غار میں دیکھ آئے ہیں"۔ عبیداللہ نے آدمی بھیج کر پکڑوا منگوایا اور اسی جگہ قتل کر ڈالا۔ اس میں نہایت اختلاف ہے کہ ابن حذیفہ کب اور کیونکر مارے گئے۔ گو اس میں شک نہیں کہ وہ مارے گئے۔ عمرو بن عاص اور معاویہ ہی نے ان کی زندگی کا خاتمہ کیا۔ اور جب حضرت علیؓ کے مقرر کئے ہوئے والی قیس بن سعد مصر میں پہونچے ہیں تو ان کا پتہ نہ تھا۔

ولایت قیس — قیس اپنے جاں نثاروں کے ایک گروہ کے ساتھ مصر میں پہونچے تو جامع مسجد

کو جمع کر کے منبر پر بیٹھ گئے۔ اور حضرت علیؓ کا جو فرمان لائے تھے لوگوں کو پڑھ کے سنایا۔ اس میں اُن کے امیر مقرر ہونے کے تذکرے کے بعد لوگوں کو ہدایت تھی کہ ان کے ہاتھ پر حضرت علیؓ کی بیعت کریں۔ اُن کا ساتھ دیں۔ حق میں اُن کے یاور رہیں۔" قیس نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی "حمد اس خدا کی جو حق کو لایا جس نے باطل کو مٹایا۔ اور ظالموں کو ذلیل و خوار کیا۔ لوگو ہم نے اس شخص کے ہاتھ پر بیعت کی ہے جس کو اپنے نبی کے بعد سب سے افضل جانتے ہیں۔ لہٰذا اُٹھو۔ اور اس عہد و اقرار پر اُن کی بیعت کرو کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرو گے۔ اور اگر ہم تم کو اُن چیزوں کی تعلیم نہ دیں تو ہماری بیعت معدوم ہے۔" یہ تقریر سُن کر سب لوگوں نے بیعت کر لی۔ پھر قیس نے مصر کے سب شہروں میں عامل بھیج دیے۔ اور سارے مصر کا انتظام درست ہو گیا۔

خرتبا کے شیعیان عثمانؓ۔

لیکن خرتبا نام ایک گاؤں میں ایک گروہ موجود تھا جن لوگوں کو حضرت عثمانؓ کا مارا جانا سخت ناگوار گزرا تھا۔ اور دو شخص جن میں سے ایک یزید بن حارث کنانی اور دوسرا ایک اور شخص تھا اُن کے سردار تھے۔ مسلمہ بن مخلد یہاں موجود تھے وہ بھی ان لوگوں کے ہم خیال تھے۔ یزید بن حارث نے قیس کے پاس کہلا بھیجا "آپ کو قاتلین عثمانؓ سے انتقام لینا چاہیے۔" یہ حالت دیکھ کر قیس نے مسلمہ کے پاس چونکہ وہ ایک محترم صحابی تھے پیام بھیجا کہ "کیا آپ میری مخالفت میں ہنگامہ کریں گے؟ لیکن میں خدا کی قسم آپ کے قتل کا روادار نہیں ہوں۔ چاہے اس کے صلے میں مجھے سارے مصر و شام کی حکومت ہی کیوں نہ ملے۔" مسلمہ نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا "جب تک تم والیٔ مصر ہو مجھے اپنی حفاظت کے لیے سمجھو۔" بعد ازاں قیس نے جو ہمیشہ نہایت ہی ہوشیاری اور احتیاط سے کام لیا کرتے تھے خرتبا والوں کو اطمینان دلایا کہ "میں تم کو بیعت کرنے پر مجبور نہ کروں گا۔ تم لوگ مجھے اپنا محافظ جانو۔" اور ان لوگوں نے بھی اسی میں مصلحت دیکھ کر مختلف الخیال والی سے صلح کر لی۔ اور اپنے علاقے کا خراج بھی رعایا سے وصول کر کے بھیجتے رہے۔

معٰویہ اور قیس

مصر کی یہی حالت تھی کہ جمل کی لڑائی ہوئی۔ حضرت علیؓ مدینے سے بصرے تشریف لے گئے۔ اور فتح مند ہو کر کوفے میں پہنچے۔ اب معٰویہ کو قیس کا مصر میں رہنا کسی طرح گوارا نہیں تھا۔ فوجی مصالح کے لحاظ سے دھڑکا لگا ہوا تھا کہ ایسا نہ ہو علیؓ عراق پر قابض ہوں اور قیس اُن کی طرف سے مصر کے حاکم رہیں۔ پھر دونوں طرف سے شام پر حملہ کر دیں اور

Marfat.com

یں آگے پیچھے دونوں جانب سے دشمنوں میں گھر جاؤں۔ اس دشواری سے
کے لئے معاویہ نے سوچتے سوچتے قیس بن سعد کے پاس ایک خط بھیجا جس میں حمد و ثنا
کے بعد لکھا "تم نے چاہے کوڑے مارے ہوں، چاہے گالیاں دی ہوں، چاہے
دوسروں کو بہکا کے بھیجا ہو، ہر صورت میں تم نے عثمان غنی پر یورش کی۔ اور اس کے
کرنے میں بھی تم کو تامل نہ ہوگا کہ ان کا خون تم پر حلال نہ تھا۔ الغرض تم ایک عظیم
کے مرتکب ہوئے ہو۔ لہذا قیس درگاہ الٰہی میں توبہ کرو۔ کیونکہ تم ان لوگوں میں ہو جنھوں نے
عثمانؓ پر یورش کرنے کے لیے لوگوں کو باہر سے بلایا۔ رہے تمہارے آقا
ان کی نسبت تو ہمیں یقین کامل ہے کہ انھیں کے بھڑکانے اور ابھارنے سے لوگوں
نے خلیفہ مظلوم کو قتل کیا۔ خلاصہ یہ کہ کسی حال میں تمہاری قوم کا دامن دھبے سے پاک
نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اے قیس میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے ان لوگوں کا
ساتھ دو جو عثمانؓ کے خون کا انتقام لے رہے ہیں۔ اور ہماری پیروی کرو۔ میں اس کے
معاوضہ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری زندگی بھر عراق کی حکومت تمہارے ہی ہاتھ
میں رہے گی۔ اور جہاں تک بنے گا حکومت حجاز بھی ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کو
تم پیش کرو۔ اس کے سوا اور کچھ مانگتے ہو تو وہ بھی مانگو۔ میں دوں گا۔ خلاصہ یہ کہ اس
بارے میں تمہارا جو کچھ خیال ہو مجھے اس سے آگاہ کرو۔"

معاویہ کا خط قیس کے نام

قیس کو یہ خط پڑھ کے غصہ تو بہت آیا مگر مناسب نہ جانا کہ اپنا منشا معاویہ پر ظاہر کر کے
لڑائی کی چھیڑ چھاڑ کریں۔ چنانچہ جواب میں لکھا "میں آپ کا مقصد سمجھا۔ قاتلین عثمان کا
آپ نے تذکرہ کیا ہے اس بارے میں کہتا ہوں کہ ہنگامہ کے وقت میں کبھی ان کے
پاس بھی نہیں پھٹکا۔ اور جو آپ نے لکھا ہے کہ میرے مالک و آقا ہی وہ شخص ہیں جنھوں نے
لوگوں کو عثمانؓ کی مخالفت پر بھڑکایا تو مجھے اس کی بھی مطلقاً اطلاع نہیں۔ یہ جو آپ
لکھتے ہیں کہ میری قوم کا دامن اس خون کے دھبے سے پاک نہیں ہے تو اس کا
ہے کہ واقعی وہی لوگ اس ہنگامہ میں سب سے پہلے کھڑے ہوئے۔ ساتھ ہی جو آپ نے
فرمایا ہے کہ میں آپ کی اطاعت قبول کروں تو میں اس معاملہ میں ابھی غور کر رہا ہوں
خود سمجھ سکتے ہیں کہ ایسے معاملات جلدی نہیں طے ہو سکتے۔ مگر میں آپ کو اطمینان
میری طرف سے کوئی ایسا واقعہ نہ پیش آئے گا جو آپ کو ناگوار ہو

قیس کا جواب

Marfat.com

آپ کوئی رائے قائم کریں گے ؟"

معاویہ کا دوسرا خط۔

اس خط کو پڑھ کے معاویہ ایک گومگو کی حالت میں پڑ گئے۔ کبھی یہ خیال پیدا ہوتا کہ قیس
ے موافق ہیں۔ اور کبھی شبہ ہوتا کہ نہیں وہ میرے خلاف ہیں۔ اسی تردد کے دور کرنے کے
لئے دوسرا خط بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ قیس نہ تم ادھر آتے دکھائی دیتے ہو کہ صلح
دوستی کا وعدہ کروں اور نہ اُدھر جاتے کہ لڑائی کی دھمکی دوں۔ سنو میں وہ نہیں ہوں کہ
ی سے فریب کھا جاؤں۔ اور میرے پاس کافی تعداد میں پلٹنیں اور رسالے موجود ہیں۔
سلام" قیس نے جو یہ خط پڑھا تو دل میں کہا "ٹال مٹول سے کام نہ چلے گا"۔ لہٰذا اس کے

قیس کا آخری خط۔

ب میں جو کچھ دل میں تھا ظاہر کر دیا۔ لکھا "تعجب ہے کہ آپ مجھے دھوکہ دیتے لالچ دلاتے
برگشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ مجھ سے اس کی توقع نہ رکھیے کہ اُن بزرگ کی اطاعت
موڑ دوں گا جو خلافت کے لئے سب سے زیادہ موزوں سب سے بڑے حق گو۔ اور
ب سے بڑے ہادی دین ہیں۔ اور بلحاظ تعلقات حضور رسالت مآب صلعم کے سب سے
یادہ قریبی رشتہ دار ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ میں آپ کی اطاعت کروں۔ مگر آپ کی اطاعت
س شخص کی اطاعت ہوگی جو خلافت کے لیے سب سے زیادہ نااہل۔ سب سے بڑا
ر۔ اور سب سے زیادہ گمراہ ہے۔ اور بلحاظ تعلقات حضرت رسالت ؐ سے بہت ہی
ور ہے۔ گمراہوں اور گمراہ کرنے والوں کا بیٹا ہے۔ اور شیطان کے دیووں میں سے
ک دیو ہے۔ رہا آپ کا یہ لکھنا کہ مصر کو پلٹنوں اور رسالوں سے آپ بھر دیں گے تو اس کا جواب
یہ ہے کہ میں خدا کی قسم آپ کو مشکل میں ڈال دوں گا۔ والسلام"

معاویہ کی چالاکی۔

معاویہ نے قیس کا یہ خط پڑھا تو آنکھیں کھل گئیں مگر بجائے اظہار مخالفت کے پھر پلٹ
لیا۔ اور اہل شام سے کہا "قیس کو بُرا نہ کہو اور نہ اُن کو لڑنے پر مجبور کرو۔ وہ اصل میں
ے دوست اور ہمارے ہی گروہ میں ہیں۔ ہمیں پوشیدہ طور پر اُن کی تحریریں اور اُن کے
ے ملتے رہتے ہیں۔ تم نہیں دیکھتے کہ تمہارے یاران خربتا کے ساتھ جو اُن کی
ہو میں رہتے ہیں اُن کا کیسا اچھا سلوک ہے؟ ان لوگوں کے وظیفے اور روزینے
نہوں نے جاری کر دیے ہیں۔ اور اُن کے حال پر نہایت مہربان ہیں"۔ اس کے
ں کی طرف سے ایک جعلی خط نکال کر اہل شام کو سنایا جس میں لکھا تھا کہ "میں عثمانؓ
ن کا طالب ہوں۔ اور اس میں آپ کا ساتھ دوں گا"۔

یہ خبر سارے شام میں اُڑ گئی۔ پھر شام سے عراق میں پہونچی اور محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر بن ابی طالب کے ذریعے سے حضرت علیؓ کے گوش گزار ہوئی۔ علاوہ بریں شام میں آپ کے جتنے معزز طرفدار تھے سب نے آپ کو اس کی اطلاع کی۔ متواتر اطلاعوں نے آپ کو پریشان کر دیا۔ اور اپنے دونوں فرزندوں اور عبداللہ بن جعفر کو بلا کے اس بارے میں مشورہ کیا۔ جعفر طیار کے فرزند نے کہا "امیر المومنین جس امر میں شبہ ہوتا ہو اُس کو چھوڑ کے وہ طریقہ اختیار فرمائیے جس میں شبہ کی گنجایش نہ ہو۔ بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیس کو حکومت مصر سے معزول کر دیجیے۔" حضرت علیؓ نے فرمایا "اگرچہ میں خدا کی قسم ان باتوں کو سچ نہیں جانتا۔" عبداللہ بولے "اس صورت میں بھی اُن کا معزول کرنا ہی مناسب ہے کیونکہ اگر یہ خبریں سچ ہیں تو قیس حکومت مصر کے چھوڑنے میں تامل کریں گے۔"

حضرت علیؓ کا تردد۔

اس معاملہ پر غور ہو ہی رہا تھا کہ آپ کی خدمت میں قیس کا خط آیا جس میں خربتا والوں کا تذکرہ تھا جنھوں نے بیعت نہیں کی تھی۔ اور لکھا تھا کہ "میں نے اُن سے لڑائی نہیں چھیڑی۔" یہ مضمون سنتے ہی عبداللہ بن جعفر بولے "اب تو شبہ ہوتا ہے کہ قیس کا رجحان انھیں لوگوں کی طرف ہے۔ اب آپ انھیں حکم فرمائیں کہ فوراً اُن لوگوں پر حملہ کر دیں۔" اُن کے مشورے کے مطابق حضرت علیؓ نے قیس کو یہی لکھ بھیجا۔ آپ کا یہ جواب پڑھ کے قیس کو حیرت ہو گئی۔ اور جواب دیا "میں نے اُن لوگوں کو ایسا بنا دیا ہے کہ باوجود ہمارے مخالف ہونے کے وہ دشمنوں کی روک تھام کریں گے برخلاف اس کے اگر اُن سے لڑائی چھیڑ دی گئی تو وہ علانیہ دشمنوں کے مددگار بن جائیں گے۔ لہٰذا امیر المومنین میرا کہنا مانیے۔ اور ان لوگوں کی مخالفت نہ فرمائیے۔ مصلحت اسی میں ہے کہ یہ لوگ اسی حالت پر رہنے دیے جائیں۔"

یہ خط حضرت علیؓ نے جا اپنے مشیروں کو سنایا تو محمد بن جعفر نے کہا "امیر المومنین اب تو ضرورت ہے کہ آپ قیس کو مصر کی حکومت سے معزول فرما کے اُن کی جگہ محمد بن ابی بکر کو مقرر فرما دیں۔" محمد بن جعفر اور محمد بن ابی بکر اخیافی بھائی تھے۔ اُن کی والدہ اسماء بنت عمیس پہلے حضرت جعفر طیار کے عقد میں تھیں پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عقد میں آئیں اور ان کے بعد حضرت علیؓ نے اُن سے نکاح کیا۔ غرض یہ سفارش بھائی کی بھائی کے حق میں تھی۔ حضرت علیؓ نے اس تجویز کو قبول فرما کے محمد بن ابی بکر کو سند حکومت عطا کر کے مصر کی طرف روانہ کر دیا۔ بعض روایتوں سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس موقع پر پہلے آپ نے

قیس کی جگہ محمد بن ابی بکر کا تقرر

[اشتر] نخعی کو روانہ فرمایا تھا۔ انھوں نے راستہ میں انتقال کیا تب ان کے عوض آپ نے
[مح]مد بن ابی بکر کو بھیجا۔
محمد جیسے ہی مصر میں پہونچ کر قیس سے ملے قیس نے امیرالمومنین کی خیریت پوچھی
[او]ر دریافت کیا کہ مجھ سے انھیں کیوں بدگمانی ہے؟ اور میرے اُن کے درمیان ہیں کون
[تف]رقہ ڈال رہا ہے؟ محمد نے اطمینان دلایا کہ آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے کہ مصلحۃً
مجھے امیر بنا کے بھیج دیا ہے۔ اور حکومت مصر کا میرے ہاتھ میں رہنا ویسا ہی ہے جیسے کہ آپ کے
ہاتھ میں ہو۔ قیس کو اپنی معزولی پر ملال ہوا اور کہا اگر اب میں خدا کی قسم یہاں نہ ٹھہروں گا۔
[او]ر اسی وقت سرزمین مصر کو چھوڑ کے مدینے چلے گئے۔ اور اپنے معزول ہونے پر برہم تھے۔

قیس مدینے میں

قیس ناراض و برخاستہ خاطر مدینے میں پہونچے تو حضرت حسان بن ثابت سے ملاقات
[ہ]وئی جو حضرت عثمانؓ کے طرفداروں میں تھے حسان نے اُن کی صورت دیکھتے ہی کہا۔
[تم] نے عثمان کو قتل کیا اور علیؑ نے بھی تم کو نکال باہر کیا۔ گناہ تمھارے سر رہ گیا۔ اور جن
کے ساتھ بھلائی کی تھی وہ بھی شکر گزار نہ ہوئے" حسان اس زمانے میں نابینا تھے ان کے
[اِ]س طعنے پر قیس کو غصہ آگیا۔ کہا او دل آنکھوں کے اندھے اگر کبھی میرے تمھارے خاندان
[می]ں لڑائی ہوئی تو میں تمھارا سر اڑا دوں گا بس جاؤ اپنے گھر جاؤ۔"
مروان بھی مدینے میں موجود تھا۔ اس نے قیس کو کچھ ایسے اندیشے دلائے کہ وہ اور

حضرت علیؑ کی خدمت میں

[س]ہل بن حنیف دونوں مدینے کو خیرباد کہہ کے حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے
[او]ر جنگ صفین میں شریک ہوئے۔ مروان کے ڈرانے اور قیس کے حضرت علیؑ کے پاس
[چ]لے جانے کا حال معاویہ کو معلوم ہوا تو نہایت غصہ کے الفاظ میں مروان کو لکھا "اگر تم
[ا]یک لاکھ سپاہیوں سے علیؑ کی مدد کرتے تو مجھے اتنا دشوار نہ گزرتا جتنا کہ قیس کا اُن کے
[پاس] چلا جانا مجھے ناگوار ہوا۔ اس لئے کہ اُن کی رائے اور اُن کے مرتبے کا دوسرا شخص نہیں ہے"
قیس جب حضرت علیؑ سے ملے اور ساری سرگزشت بیان کی تو آپ پر کھلا کہ یہ [illegible]
[ک]یا تھا۔ اور اپنی گذشتہ کارروائی پر آپ کو افسوس ہوا۔ پھر جب معرکہ صفین کے بعد
[محم]د بن ابی بکر کے مارے جانے کی اطلاع ملی۔ تب آپ کو قیس کا مرتبہ معلوم ہوا اور اس کے
[بعد] سے آپ ہر امر میں اُن کے مشورے پر عمل کرتے۔

محمد بن ابی بکر کا مصر

قیس کے چلے آنے کے بعد محمد بن ابی بکر نے اہل مصر کو اپنے تقرر سے متعلق

Marfat.com

حضرت علیؓ کا خط پڑھ کے سُنایا۔ اور منبر پر کھڑے ہو کر یہ تقریر کی "حمد اس خدا کی جس کی مدد سے ہم تم راہ راست پر ہیں! اور مسلمانوں میں جب اختلاف پڑا تو اس نے بہت سی ایسی باتیں ہم پر اور تم پر عیاں کر دیں جن سے جہلا بے بہرہ ہیں۔ لوگو امیرالمومنین نے مجھ کو تمہارا حاکم مقرر کیا۔ اور مجھ سے وہ عہد لیا ہے جس کو تم آپ کی تحریر میں سُن چکے تو فیق خیر دینے والا خدا ہی ہے اسی پر میرا بھروسا ہے۔ اور اسی کی طرف میں ہر امر میں رجوع کرتا۔ میرے طرز حکمرانی اور میرے افعال و حرکات کو اگر تم خدا کے احکام کے مطابق پاؤ تو خدا کی حمد کرو۔ اس لئے کہ وہ خدا ہی کی ہدایت و توفیق کی برکتیں ہیں۔ اگر میرے کسی عامل کے عمل کو حق کے خلاف پاؤ تو اس کو میرے سامنے پیش کرو اور اس کے مقرر کرنے پر مجھے الزام دو۔ اس لئے کہ اسی میں میری سعادت ہے۔ اور تمہیں اس کا حق حاصل ہے۔ اللہ جل شانہٗ اپنی رحمت سے ہم کو اور تم کو اعمال حسنہ کی توفیق دے۔"

اہل خربتا سے جھگڑا: یوں اپنی حکومت اور پالسی کا اعلان کر کے محمد بن ابی بکر پورے ایک مہینے تک بالکل خاموش رہے۔ بعد ازاں اہل خربتا کے پاس جو مخالف تھے۔ اور قیس نے اُن سے مزاحمت نہیں کی تھی حکم بھیجا کہ امیرالمومنین علیؓ کی بیعت اور میری اطاعت کرو۔ اور یہ نہیں منظور ہے تو ہماری قلمرو سے نکل جاؤ"۔ ان لوگوں نے اس حکم کی تعمیل سے قطعًا انکار کیا اور لکھا "ہم کو آپ ہم سے مزاحم نہ ہوں بلکہ دیکھیں کہ ہمارے معاملات کا کیا انجام ہوتا ہے۔ ہم سے لڑنے میں عجلت نہ کیجیے"۔ محمد نے ان کی اس درخواست کے قبول کرنے سے قطعًا انکار کیا جس کے ساتھ ہی وہ لوگ مقابلہ اور اپنی حفاظت کی تیاریاں کرنے لگے۔ مگر اسی درمیان میں صفین کی لڑائی چھڑ گئی۔

خراسان کا بندوبست: اسی ۳۶ھ میں واقعہ جمل کے بعد عجمی حاکم مرو کا بیٹا ابراز حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اظہار اطاعت کر کے امیدوار مرحمت ہوا۔ آپ نے اُس کو ایک تحریر لکھ دی جو مرو کے تمام دہقانوں (زمینداروں) عجمی سرداروں اور عام باشندوں کے نام تھی لیکن بعد کو وہاں کے وطنی سرداروں میں سے بعض نے بغاوت کی اور نیشاپور کا راستہ روک لیا۔ حضرت علیؓ نے خلیدہ بن قرہ کو اور بعض راویوں کے بیان کے مطابق ابن طریف یربوعی کو خراسان میں بھیجا کہ اُن فتنہ انگیزوں کا استیصال کریں۔

عمرو بن عاص: عمرو بن عاص کی نسبت خلافت عثمانیہ کے آخر عہد میں ہم بیان کر آئے ہیں کہ مدینہ

...وڑ کے ارضِ فلسطین میں جا پہنچے آئے۔ یہاں اُن کے دونوں فرزند عبداللہ اور محمد اُن کے ...راہ تھے۔ چنانچہ یہیں بیٹھے بیٹھے انھوں نے حضرت عثمانؓ کے محصور ہونے شہید ہونے حضرت علیؓ کے خلیفہ ہونے کے حالات سُنے۔

اُن کا پیشین گوئی سے حالات سے آگاہ ہو جانا۔

بعض معتبر اہلِ روایت کہتے ہیں کہ حضور سرورِ عالمؐ نے جب اُن کو عمان میں بھیجا تھا تو وہاں ...نھوں نے کسی حبر یعنے مقتدائے یہود سے ایک طولانی پیشین گوئی سُنی تھی جس کے ذریعے ...ن کو رسول خدا صلعم کی وفات، خلفائے اربعہ کی جانشینی۔ اور آخر میں حضرت علیؓ کے شہید ...ارضِ مقدس فلسطین کے خلیفہ ہونے کی کل کیفیت اشاروں اور صفتوں میں بصراحت ...علوم ہوگئی تھی۔ اور اسی لئے حضرت علیؓ کے خلیفہ ہوتے ہی انھوں نے حضرت عثمانؓ کا نام ...لے کر رونا پیٹنا شروع کیا اور معٰویہ کی طرفداری اختیار کرلی۔

اُن کا خاموشی کا زمانہ۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب انھیں حضرت عثمانؓ کی شہادت کا حال معلوم ہوا تو ...ی علیحدگی پر افسوس کیا اور کہا اصل میں اُن کو میں ہی نے قتل کرایا۔ بعد ازاں سوچنے لگے کہ ...فت اگر طلحہ کو ملے تو بیشک وہ عرب کے ایک فیاض جوانمرد ہیں لیکن اگر علیؓ خلیفہ ہوگئے تو ...رے نہایت ہی خلاف ہوگا۔ اسی اثنا میں سُنا کہ حضرت علیؓ خلیفہ ہوگئے اور حضرت عائشہ اور ...بیر اُن کی مخالفت پر اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ انتظار کرنے لگے دیکھیے اس شورش کا کیا انجام ...تا ہے۔ یکایک خبر آئی کہ جنگ جمل میں طلحہ و زبیر شہید ہوئے۔ حضرت عائشہ ناکام رہیں۔ اور حضرت ...لی فتحیاب ہوئے۔ یہ سنتے ہی گھبرا گئے۔ اسی پریشانی میں تھے کہ سُنا شام میں معٰویہ علیؓ کی مخالفت ...رہے ہیں۔ اُن کی بیعت نہیں کرتے اور شہادت عثمانی کے واقعات کو اُبھار رہے ہیں۔ دونوں

بیٹوں سے مشورہ لینا۔

...ٹوں کو بلا کے مشورہ کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ علیؓ سے مجھ کو کسی فائدے کی اُمید نہیں۔ ممکن ...ں کہ وہ مجھے ذرا بھی اپنی حکومت میں شریک کریں۔" اُن کے بیٹوں میں سے عبداللہ بڑے ...عابد و زاہد اور متقی و پرہیزگار تھے۔ بولے "رسول خدا صلعم اور ابوبکرؓ و عمرؓ تینوں صاحب دنیا سے رخصت ہوتے وقت تک آپ سے راضی تھے۔ لہٰذا اس موقع پر میری یہ رائے ہے کہ جب تک ...جھگڑا نہ مٹے اور امن وامان نہ قائم ہو آپ گھر میں خاموش بیٹھے رہیں۔" دوسرے بیٹے محمد نے ...آپ عرب کی ایک زبردست ڈاڑھ ہیں۔ لہٰذا جب تک آپ نہ دخل دیں گے ان جھگڑوں کا فیصلہ ہی نہ ہوگا۔" دونوں بیٹوں کی رائیں سُن کر عمرو بن عاص نے کہا "عبداللہ تمھارا مشورہ میرے دین کے لئے مفید ہے۔ اور محمد تمھارا مشورہ میری دنیا کے لیے۔"

Marfat.com

معٰویہ سے جا ملنا۔

اس مشورے کے بعد عمرو دونوں بیٹوں کو ساتھ لیے ہوئے معٰویہ کے پاس پہونچے اور دیکھا کہ تمام شامی معٰویہ کو حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے پر ابھار رہے ہیں۔ اس موقع پر عمرو نے اہل شام کے مجمع عام کی طرف مخاطب ہو کر کہا "تم ہی حق پر ہو۔ خلیفہ مظلوم کے خون کا انتقام ضرور لینا چاہیے۔" یہ بات اگر معٰویہ کے مقصد کے موافق کہی تھی۔ مگر معٰویہ نے توجہ نہ کی۔ اُن کی یہ بے پروائی دیکھ کر عمرو کے دو بیٹوں نے اُن سے کہا "یہ تو آپ کی طرف رخ بھی نہیں کرتے چلیے علیؓ کا ساتھ دیجیے۔" مگر عمرو نے اس کچھ پروا نہ کی۔ اور معٰویہ سے تنہائی میں ملکر کہا "آپ کی اس وضع پر مجھے خدا کی قسم حیرت ہو گئی کہ میں آپ کی تائید کرتا ہوں۔ اور آپ منہ پھیرے لیتے ہیں آپ کے ساتھ چل کے لڑنے میں ہم خلیفہ مظلوم کا انتقام بیشک لیں گے لیکن ہمارے دلوں میں جو کچھ ہے وہ روشن ہے۔ یاد رکھیے کہ آپ اس شخص سے لڑیں گے۔ جو رسول اللہ صلعم کا عزیز قریب ہے۔ اور حضور رسالتؐ کی رفاقت میں اُن کے کارناموں کو آپ بخوبی جانتے ہیں۔ ان کی فضیلت اور ان کا رتبہ بھی خوب معلوم ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ ہم اور آپ تو دنیا کے خواستگار ہیں۔" یہ پتے کی باتیں سن کر معٰویہ نے اُن سے دوستی کر لی۔ اور اس کے بعد ہر معاملے میں وہی اُن کے ہمدم و ہمراز تھے۔

جریر بن عبداللہ

ادھر حضرت علیؓ نے کوفے میں پہونچ کر حضرت عثمانؓ کے مقرر کیے ہوئے حاکم ہمدان جریر بن عبداللہ بجلی کو اور نیز رَے کے حاکم اور آذربائیجان اشعث بن قیس کے نام حکم بھیجا کہ لوگوں سے میری بیعت لو اور یہ خدمت انجام دینے کے بعد کوفہ میں حاضر ہو۔ یہ لوگ خدمات مفوضہ انجام دے کر آگئے تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ کسی کو اپنا قاصد بنا کے معٰویہ کے پاس بھیجیں۔ جریر نے عرض کیا۔ "یہ خدمت مجھ سے لیجیے اس لیے کہ مجھ سے معٰویہ سے پرانی ملاقات بلکہ دوستی ہے۔" اشتر نے اس کی مخالفت کی اور کہا "ان کا

ان کی سفارت

جانا ٹھیک نہیں۔ اس لیے کہ ان کا رجحان معٰویہ کی طرف ہے۔" حضرت علیؓ نے فرمایا "نہیں۔ انھیں کو جانے دو۔ دیکھیں یہ کیا کر لاتے ہیں۔" پھر آپ نے معٰویہ کے نام اس مضمون کا خط لکھا کہ "تمام مہاجرین و انصار نے بالاتفاق میرے ہاتھ پر بیعت کی بجز طلحہ و زبیر کے جنھوں نے بیعت کر کے توڑ دی تھی اسی مجبوری سے مجھ کو ان کے ساتھ لڑنا پڑا۔ لہٰذا جس طرح سب مہاجرین انصار نے میری اطاعت قبول کر لی ہے تم بھی قبول کرو۔" اور یہ خط جریر کے حوالے کر کے انھیں روانہ کر دیا۔

جواب میں تاخیر

جریر دمشق میں پہونچے اور معٰویہ سے ملے تو معٰویہ نے جواب کو ٹالا۔ اور ایک مدت تک وہ جواب کے انتظار میں پڑے رہے۔ اس دوران میں معٰویہ نے عمرو بن عاص سے مشورہ کیا۔ انھوں نے کہا "تمام اہل شام کو جمع کر کے سب کے سامنے علیؓ پر عثمانؓ کے قتل کا الزام لگایئے۔ اور پھر

Marfat.com

میں لوگوں کو ساتھ لے کر علیؓ کا مقابلہ کیجیے۔"

شرجیل بن سمط کا مشورہ معٰویہ کو۔

اسی اثنا میں معٰویہ نے مشورہ لینے کے لئے شرجیل بن سمط کندی کو بلا بھیجا۔ ان بزرگ کو حضرت عمرؓ نے شام میں بھیجا تھا اور انھوں نے یہاں آکر عزت حاصل کی اور ایسی ترقی کی کہ سر زمین شام وہاں کے روسا میں سمجھے جاتے تھے۔ وہ جب آگئے تو اُن سے جریر کی سفارت کا حال بیان کر کے اُن کی رائے دریافت کی۔ انھوں نے کہا امیرالمومنین عثمانؓ بیشک ہمارے خلیفہ امام تھے۔ آپ میں اگر اتنی قوت ہے کہ اُن کے خون کا بدلہ لے سکیں تو لیجیے ورنہ آپ ہم سے علیحدہ ہو جائیے

شام والوں کی حالت۔

ملک شام کی ان دنوں یہ حالت ہو رہی تھی کہ جیسے ہی نعمان بن بشیر حضرت عثمانؓ کا خون آلودہ کرتہ جس میں وہ شہید ہوئے تھے اور نائلہ کی آدھی کٹی ہوئی ہتھیلی اور اس میں لگی ہوئی انگلیاں لے کر دمشق میں پہونچے تو معٰویہ نے فوراً کرتے کو منبر پر ڈال دیا۔ انگلیاں اوپر لٹکا دیں اور ایک مدت تک یہ حسرتناک منظر لوگوں کے سامنے تھا کہ خون آلود کرتے کے برابر منبر پر معٰویہ کھڑے حضرت عثمانؓ کے مظلوم مارے جانے کی سرگذشت بیان کر رہے ہیں اور سامنے سب لوگ ڈاڑھیں مار مار کے رو رہے ہیں۔ وفور جوش میں بہت سے سر زمین شام قسم کھا گئے "جبتک ہم قاتلین عثمانؓ اور اُن کے حامیوں کو قتل نہ کرلیں گے نہ غسل کرینگے اور نہ فرش پر سوئیں گے۔"

جریر کی واپسی

یہاں کا یہ رنگ اپنی آنکھوں سے دیکھکر جریر کوفہ میں واپس آئے اور سارا حال بیان کر کے حضرت علیؓ سے کہا وہاں کے لوگ تو آپ کو الزام دیتے اور کہتے ہیں کہ آپ ہی نے عثمانؓ کو قتل کیا اور ان کے قاتلوں کو اپنے یہاں پناہ دی۔ سب کے سب آپ سے لڑنے کو تیار ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ جب تک آپ کو قتل نہ کرلیں گے لڑائی سے ہاتھ نہ روکیں گے۔"

ان میں اور اشتر میں نزاع

یہ سنتے ہی اشتر نے بگڑ کے حضرت علیؓ سے کہا میں کہتا تھا کہ جریر کو نہ بھیجیے اور ان کے دل کی کھوٹ سے میں نے آپ کو آگاہ کر دیا تھا اگر آپ ان کی جگہ مجھ کو بھیجتے تو زیادہ مناسب تھا۔ ان سے کچھ بھی کام نہیں نکلا۔ میں جاتا تو ایسا کام کرتا جس سے آپ خوش ہوتے۔" جریر بولے تم وہاں جاتے تو خدا کی قسم مار ڈالے جاتے تمھارا نام لے کر تو وہاں کے لوگ صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ تم قاتلین عثمانؓ میں ہو۔" اشتر بولے میں جاتا تو یہ جواب نہ ہوتا میں ان کو ایسی فکر میں پھنسا دیتا کہ انھیں جواب کی مہلت ہی نہ ملتی۔ اور امیرالمومنین اگر میرا کہنا مانیں تو جب تک خلافت کا فیصلہ نہ ہو جائے تم کو اور تمھارے سے لوگوں کو قید رکھیں۔"

اور ان کا معٰویہ سے جا ملنا۔

مگر حضرت علیؓ نے جریر سے کچھ مزاحمت نہ کی یہ آزادی پاتے ہی قرقیسیا میں چلے گئے

Marfat.com

اور معاویہ کو خبر کی۔ اور انھوں نے فوراً اپنے پاس بلالیا۔

حضرت علیؓ کی روانگی۔

اب معاویہ کی بغاوت کے دور کرنے کے خیال سے حضرت علیؓ نے زبردست فوج ہمراہ لے کر کوفے سے کوچ کیا اور پہلا پڑاؤ نخیلہ میں کیا۔ یہاں حضرت عبداللہ بن عباس بصرے کی فوج کے ساتھ آکر حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ معززین کوفہ میں سے دو شخص مرہ ہمدانی اور مسروق حضرت علیؓ کے ساتھ نہیں آئے بلکہ انھوں نے پہلے اپنے وظیفے جاری کرالیے۔ پھر عراق چھوڑ کر قزوین میں چلے گئے۔ اور مسروق کی نسبت کہتے ہیں کہ جب تک زندہ رہا اپنی اس حرکت پر افسوس کرتا پچھتاتا اور توبہ کرتا تھا۔

عمرو بن عاص کی کارروائی

حضرت علیؓ کی روانگی کی خبر معاویہ نے سنی تو عمرو بن عاص سے جا کے مشورہ کیا۔ انھوں نے کہا علیؓ مقابلے کے لیے چل کھڑے ہوئے ہیں تو آپ بھی کوچ کر دیجیے۔ لیکن ہمیشہ عقلمندی اور ہوشیاری سے کام لیجیے۔ غرض معاویہ نے بھی کوچ کی تیاریاں کر دیں۔ اور عمرو نے یہ کہہ کے لوگوں کے حوصلے بڑھا دیے کہ علیؓ کے پاس کوئی زبردست قوت نہیں ہے۔ اور نہایت کمزور ہیں۔ عراق والوں کا گروہ ٹوٹ گیا۔ اُن کا جو رعب پہلے تھا اب نہیں باقی رہا۔ اور اُن کی تلواروں کی باڑ کرکری ہو گئی۔ بصرے والے اپنے ان معززین کی وجہ سے جو علیؓ کے مقابلے میں مارے گئے اُن سے ناراض ہیں۔ نیز بصرے اور کوفے کے تمام نامور مردمیدان اور جانباز بہادر میدان جمل میں مارے جا چکے۔ کیونکہ ان دونوں شہروں کی قوت ایک دوسرے سے لڑ کے فنا ہو گئی۔ چنانچہ علیؓ تھوڑے سے آدمیوں کو لے کر چلے ہیں۔ انھوں نے تمھارے مظلوم خلیفہ کو قتل کیا۔ اور اب تم سے لڑنے کو آتے ہیں۔ لہٰذا خدا کو حاضر و ناظر جان کر حق کو ظاہر کرو اور جس خون کا انتقام لے رہے ہو وہ ضائع نہ ہونے پائے۔"

لشکر شام کی ترتیب

معاویہ نے اپنے لشکر شام کو مرتب کیا تو ایک جھنڈا عمرو بن عاص کے ہاتھ میں دیا۔ ایک ایک جھنڈا اُن کے دونوں بیٹوں محمد اور عبداللہ کو دیا۔ پھر ایک جھنڈا اپنے غلام وردان کے ہاتھ میں دیا۔ اور چونکہ حضرت علیؓ نے اپنے لشکر میں ایک جھنڈا اپنے غلام قنبر کو دیا تھا۔ لہٰذا دونوں طرف کے ان نامی غلاموں کی لڑائی اور معرکہ آرائی پر طبع آزمائی کر کے معاویہ نے تین مصرعے کہے۔ حضرت علیؓ نے وہ نظم سنی تو خود بھی شاعری کا جوہر دکھایا۔ الغرض اس لشکر کو مرتب کر کے

اور روانگی

معاویہ آہستہ آہستہ کوچ کرتے ہوئے عراق کی طرف چلے کہ حضرت علیؓ کی سبقت کے مزاحم

طلیعۂ مقدمہ [illegible]

اب حضرت علیؓ نے اپنی فوج میں سے آٹھ ہزار جوانوں کو طلیعہ کے طور پر آگے بڑھایا

Marfat.com

زیاد بن نضر حارثی کو اُن کا سردار مقرر کیا۔ بعدازاں شریح بن ہانی کو چار ہزار جانباز دے
ساتھ زیاد کے پیچھے پیچھے روانہ کیا۔ اور ان کے بعد بنفس نفیس سارے لشکر کے ساتھ
سے روانہ ہو کر مدائن میں پہونچے۔ وہاں سے اور لشکر ساتھ لیا اور مختار بن ابی عبید ثقفی
چچا سعد بن مسعود کو مدائن کا حاکم مقرر کیا۔ وہیں سے آپ نے معقل بن قیس کو تین ہزار
کے ساتھ موصل کی طرف روانہ کیا۔ اور حکم فرمایا کہ ادھر سے چکر کھا کر رقہ میں آپ سے آملیں۔

حضرت علیؑ رقہ میں۔

ان کارروائیوں کے بعد جب مدائن سے کوچ کر کے آپ رقہ میں پہونچے تو وہاں کے
لوگوں کو حکم دیا کہ آپ کے عبور کرنے کے لئے فرات پر پل باندھ دیں تاکہ اس سے گزر کر آپ
شام کی طرف بڑھیں۔ رقہ والوں نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا۔ اور اپنی کشتیاں روک لیں
تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ فرات کے کنارے کنارے منبج تک چلے جائیں۔ اور وہاں کے
پل سے عبور کریں۔ اشتر کو اپنا نائب بنا کے رقہ میں چھوڑا اور خود روانہ ہو گئے۔ مگر آپ کے
روانہ ہوتے ہی اشتر نے رقہ کی رعایا میں پکروا دیا کہ "اگر تم لوگوں نے امیرالمومنین کے پار اترنے
کے لئے پل نہ بنایا تو میں خدا کی قسم تم پر تلواریں بلند کروں گا۔ مردوں کو قتل کر دوں گا اور
تمہارے مال کو ضبط کر لوں گا۔" یہ سنتے ہی اہل رقہ گھبرا گئے۔ ایک دوسرے سے کہا "یہ اشتر
اپنی قسم پوری کئے بغیر نہ رہے گا۔ اور ہمارے سروں پر آفت آجائے گی۔ فوراً کشتیاں جوڑ کے
پل بنا دیا۔ اور حضرت علیؑ واپس آکر سارے لشکر کے ساتھ پار اُتر گئے۔

پل تیار ہوا۔

فرات کے پار۔

پار اُترنے کے بعد پھر اسی اگلی ترتیب کے مطابق آپ نے زیاد بن نضر حارثی اور شریح
بن ہانی کو بارہ ہزار لشکر کے ساتھ آگے بڑھایا۔ یہ لوگ آپ کے لشکر میں واپس آگئے تھے جس کا
باعث یہ تھا کہ یہ لوگ فرات کے اس پار اس کے کنارے کنارے کوچ کرتے ہوئے
عانات تک پہونچے تھے کہ سنا یہ لشکر شام کے ساتھ آ گئے۔ دونوں سرداروں نے باہم مشورہ
کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ ہمیں اس بے احتیاطی کے ساتھ آگے بڑھنا مناسب نہیں۔ ممکن
ہے کہ ہمارے اور ہمارے امیرالمومنین کے درمیان میں دریائے فرات حائل ہو جائے۔ اور
نہ یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس تھوڑے لشکر کے ساتھ ہم حریف کے سامنے صف آرا ہو جائیں
یہ سبب تھا کہ حضرت علیؑ پار اُتر گئے تو چاہا کہ عانات کے قریب کسی جگہ سے خود بھی پار ہوں
لیکن وہاں کے لوگوں نے روکا۔ پلٹ کے شہر ہیت میں آئے وہاں سے پار اُترے
تھے کہ اسی طرف حضرت علیؑ کے لشکر سے جاملے۔ آپ نے حیرت کے ساتھ پوچھا

کیا وجہ کہ میرا طلیعہ میری پشت کی طرف سے نمودار ہوا ؟" اور زیاد نے کل واقعات عرض کر دیے۔ اُن کے عذر کو آپ نے قبول فرمایا۔ پھر آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اور وہ بجوش و خروش سے آگے بڑھے۔

Marfat.com

ساتویں فصل

جنگ صفین کے ابتدائی مرحلے اور معرکے

پیش رو فوجوں کا سامنا۔ اشتر کی سپہ سالاری پہلی چھیڑ۔ دوسری لڑائی۔ اشتر کا جواں مرد فرزند۔ بیٹا باپ کا ایلچی۔ خود حضرت علیؑ آپہونچے۔ پورے دونوں لشکروں کا سامنا۔ حضرت علیؑ کا پیام۔ پانی پینے کی اجازت مانگنا۔ اجازت نہ دینا۔ پانی کے لئے لڑائی اور کامیابی۔ حضرت علیؑ کی فیاضی۔ دو روز کی خاموشی۔ آپ کے سفیر اور اتمام حجت۔ بشیر سے گفتگو۔ شبث کی تقریر۔ معاویہ کا جواب۔ سفارت کا فیصلہ اور آغاز جنگ۔ چھوٹے چھوٹے گروہوں کا لڑنا۔ آغاز ۳۷ھ اور التوائے جنگ۔ حضرت علیؑ کی دوسری سفارت۔ عدی کی تقریر۔ معاویہ کا جواب۔ یزید بن قیس کی گفتگو۔ معاویہ کی جوابی تقریر۔ معاویہ کا زیاد کو لالچ دینا۔ اور ناکام رہنا۔ معاویہ کی سفارت حضرت علیؑ کے پاس۔ حبیب کی تقریر۔ اسکے جواب میں بدمزگی۔ ان سفیروں کے آگے حضرت علیؑ کا خطبہ۔ یہ سفارت بھی ناکام رہی۔ آل شام کو علیؑ کا آخری پیام۔ لڑائی کی تیاریاں۔ حضرت علیؑ کی نصیحت اپنے سپاہیوں کو۔ ترتیب فوج عراق۔ ترتیب لشکر شام۔ لڑائی کا پہلا روز۔ دوسرا روز۔ تیسرا روز۔ چوتھا روز۔ پانچواں روز۔ چھٹا روز۔ ساتواں روز۔ عام لڑائی کا ارادہ۔ آپ کا خطبۂ جنگ۔ تیاری۔ حضرت علیؑ کے انتظامات جنگ۔ جنگ مغلوبہ کا پہلا دن۔

پیش رو فوجوں کا سامنا۔ حضرت علیؑ کے بہادران پیش رو فرات کے اس پار دریا کنارے ہی کنارے کوچ کرکے سور الروم تک پہونچے تھے کہ معاویہ کے مقدمۃ الجیش کے سردار ابوالاعور سلمی کا سامنا ہوا۔ دونوں سرداروں زیاد اور شریح نے فوراً حضرت علیؑ کو اطلاع دی۔ آپ نے اشتر کو

اشتر کی سپہ سالاری۔ بلا کے فرمایا۔ تم اسی وقت روانہ ہو جاؤ اور اس اگلے لشکر کے تمھیں سپہ سالار ہو مگر خبردار۔

اس فصل کے مضامین طبری۔ ابن اثیر و ابن خلدون سے ماخوذ ہیں۔

Marfat.com

جب تک دشمن اپنی طرف سے لڑائی نہ چھیڑیں تم سبقت نہ کرنا۔ پہلے جا کر ان لوگوں سے ملنا ان کو اپنی طرف بلانا اور جو کچھ وہ کہیں اس کو غور و توجہ سے سننا ایسا نہ ہو کہ محض اُس مخالفت کی بنا پر جو ان لوگوں کی طرف سے تمھارے دل میں ہے۔ بغیر اس کے کہ بار بار ان کو اپنی طرف بلاؤ اور اپنا عذر ان کے سامنے پیش کرو لڑائی چھیڑ دو۔ اپنے میمنہ پر تم زیاد کو رکھنا اور میسرہ پر شریح کو۔ اور خبردار دشمنوں کے اسقدر قریب نہ جانا کہ گمان ہو کہ تم لڑائی پر تلے ہوئے ہو اور نہ ان سے اتنی دور رہنا کہ لوگ سمجھیں تم ڈرتے ہو۔ میں بھی انشاء اللہ عنقریب تم سے آملوں گا۔" یہی مضمون آپ نے شریح اور زیاد کو لکھ بھیجا اور انھیں حکم فرمایا کہ اشتر کی اطاعت کریں۔

پہلی چھیڑ — اشتر پہونچے۔ آپ کے تمام احکام پر عمل کیا۔ اور لڑائی سے رُکے رہے۔ یہانتک کہ شام کے قریب شامی سردار ابوالاعور نے خود ہی حملہ کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ اُن کے مقابلے پر اشتر کے ہمراہی ثابت قدم رہے۔ مگر آخر میں پریشان ہونے لگے تھے کہ شام ہوتے دیکھ کر شامی خود ہی واپس گئے۔

دوسری لڑائی — دوسرے روز صبح کو لشکر کوفہ میں حاتم بن عتبہ مرقال اپنے گروہ کے ساتھ میدان میں نکلے۔ اور اُن کے مقابلے پر ابوالاعور سلمی اپنے لشکر کے آیا۔ دن بھر لڑائی ہوتی رہی اور دونوں گروہوں نے جوانمردی و ثابت قدمی کا جوہر دکھا دیا۔ آخر دونوں لشکر اپنے پڑاؤ کی طرف واپس چلے تھے کہ اشتر نے یکایک جوش و خروش سے حملہ کر دیا۔ اور نعرہ مارا کہ "مجھے ابوالاعور کی صورت دکھا دو"۔ یہ نعرہ سُن کر دونوں لشکر لڑائی کی طرف پلٹ پڑے۔ مگر ابوالاعور پہلے جس مقام پر تھا وہاں سے پیچھے ہٹ کر ٹھہرا۔ اور جہاں وہ تھا وہاں اشتر نے اپنے جاں بازوں کی صفیں جما دیں۔ پھر اپنے بیٹے سنان سے کہا "جا کے ابوالاعور کو مقابلے پر بلاؤ۔"

اشتر کا جواں مرد فرزند — جوانمرد فرزند نے پوچھا "اپنے مقابلے پر یا آپ کے مقابلے پر؟" پوچھا "کیا میں حکم دوں تو تم ابوالاعور سے لڑو گے؟" بیٹے نے جواب دیا "خدا کی قسم لڑوں گا۔ اور کیا اکیلے ابوالاعور ہی پر موقوف نہیں ہے۔ آپ فرمائیں تو اکیلا دشمنوں کے سارے لشکر پر جا پڑوں۔" اشتر نے دل میں بیٹے کی حوصلہ مندی کا اعتراف کر کے کہا "خیر اس وقت تو ابوالاعور کو ہی مقابلے پر بلاؤ"۔

بیٹا باپ کا ایلچی — سنان باپ کے حکم کے مطابق اپنے لشکر سے نکل کے شامی صفوں کے آگے جا کھڑا ہوا۔ اور پکار کے کہا "میں قاصد ہوں امان دو کہ تمھارے پاس آؤں۔" امان دی

وہ ابوالاعور کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ اور کہا "اشتر تم کو اپنے مقابلے پر بلاتے ہیں" ابوالاعور دیر تک خاموش رہا، کچھ جواب نہ دیا۔ پھر بولا "اشتر کی بیوقوفی اور نااتفاقی نے اس کو یہی بات دلائی کہ پہلے عراق کے عاملان عثمانؓ کو نکال باہر کیا اور اپنی سمجھ میں عیب لگایا۔ پھر یہاں تک حوصلہ بڑھا کہ حضرت عثمانؓ کے گھر پر پہونچ گئے ان کو شہید کیا۔ اور اس کا انجام ہوا کہ لوگ اس کے خون کے خواستگار ہیں"۔ سنان نے کہا "اس کا جواب بھی سن لیجئے" ابوالاعور بولا "مجھے تمہارے جواب کی ضرورت نہیں۔ جاؤ اپنا راستہ لو"۔ سنان نے ٹھہرنے اور کچھ کہنے کا ارادہ کیا تو ابوالاعور کے لشکر والے ڈانٹنے ڈپٹنے لگے۔ لہذا مجبوراً واپس آ کے ساری سرگزشت باپ سے بیان کر دی۔ اشتر نے سن کے کہا "وہ اپنی جان بچاتا ہے"۔ اس کے بعد دونوں ایک دوسرے کے مقابل شام تک صف آرا رہے۔ آخر رات ہوئی۔ اور دونوں فوجیں اپنے اپنے پڑاؤ میں واپس آئیں۔

صبح کو حضرت علیؓ پورے لشکر کے ساتھ پہونچ گئے۔ اہل شام نے جب یہ دیکھا کہ مقابلے پر حریف کی ساری قوت آ گئی تو واپس جا کے جناب معاویہ سے ملے۔ ان کے پیچھے پیچھے حضرت علیؓ نے بھی اپنے لشکر کو بڑھایا۔ چنانچہ آپ بھی معاویہ کے مقابلے پر جا پہونچے۔ اور فکر ہوئی کہ کسی مناسب مقام پر پڑاؤ ڈالیں۔

معاویہ یہاں پہلے سے پہونچے تھے۔ یہ مقام فرات کے کنارے تھا اور صفین کے نام سے مشہور تھا۔ معاویہ نے پہلے پہونچنے کے باعث لب آب ایک سب سے اچھے موقع اور مناسب و مسطح تختے پر پڑاؤ ڈال دیا تھا۔ پانی لینے کا گھاٹ بھی اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ اور ابوالاعور کو مقرر کر دیا کہ گھاٹ تک غنیم کو نہ پہونچنے دیں۔ حضرت علیؓ کو پڑاؤ کے لئے کوئی جگہ نہ ملتی تھی۔ اور سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ گھاٹ تک پہونچنا دشوار تھا۔ جب بہت جستجو کے آپ کو پانی لینے کا کوئی مقام نہ ملا تو آپ نے صعصعہ بن صوحانؓ کو یہ پیام دیکر معاویہ کے پاس بھیجا کہ "ہم سفر کر کے یہاں آئے ہیں اور جب تک حجت تمہارے سامنے نہ پیش کر لیں لڑنا نہیں چاہتے۔ مگر تم نے اپنے سواروں اور پیدلوں کو آگے بڑھا دیا جنھوں نے قبل اس کے کہ باہم اتمام حجت کریں لڑائی چھیڑ دی۔ ہماری قطعی رائے یہ ہے کہ جب تک تم کو اپنی طرف بلا نہ لیں اور اپنی حجت نہ پیش کر لیں ہمیں نہ لڑنا چاہیے۔ علاوہ اس کے تمھاری یہ زیادتی ہے کہ تم نے پانی کا راستہ روک دیا ہے۔ اور ہمارے لوگ

Marfat.com

پانی لینے کی اجازت کا تقاضا

بغیر پانی کے بسر نہیں کر سکتے۔ لہٰذا تم نے جن لوگوں کو گھاٹ کے پہرے پر مقرر کر رکھا ہے انھیں حکم دو کہ پانی کا راستہ چھوڑ دیں۔ اور اس وقت تک پانی لینے کے مزاحم نہ ہوں جب تک ہم جس امر کے لیے آئے ہیں اس پر بخوبی غور نہ کر لیا جائے لیکن اگر تمھارا یہ مطلب ہے کہ ہم جس مقصد کے لیے آئے ہیں اس کو چھوڑ کے پانی کے لیے لڑیں اور خونریزی کریں اور وہی گروہ پانی لے جو غالب آئے تو ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں۔"

آپ کا یہ پیام پہونچا تو معاویہ نے اپنے مشیروں کو بلا کے مشورہ کیا۔ ولید بن عقبہ اور عبداللہ بن سعد نے کہا جسطرح ان لوگوں نے عثمانؓ پر پانی بند کیا تھا اسی طرح ان پر بھی بند کر دینا چاہیے۔ انھیں ہم پیاسا ماریں" مگر عمرو بن عاص نے اس کی مخالفت کی اور کہا "نہیں پانی کا راستہ چھوڑ دینا چاہیے۔ یہ نہ ہونا چاہیے کہ ہم سیراب ہوں اور یہ لوگ تشنہ دہن رہیں۔ پانی کو نہ روکو اور جو چاہے کرو۔" ولید اور عبداللہ نے پھر اپنی رائے پر زور دیا۔ اور کہا "کم از کم آج رات تک تو ان کو پانی نہ لینے دو۔ پانی نہ ملا تو یہ مجبور ہو کر پلٹ جائیں گے۔ اور ان کا واپس جانا ہزیمت سمجھا جائے گا۔ ان پر پانی بند کرو۔ قیامت کے دن خدا بھی ان پر پانی بند کرے گا۔" ان کا یہ کہنا سن کر حضرت علیؓ کے قاصد صعصعہ سے نہ رہا گیا۔ بولے "خدا فاجروں اور میخواروں پر پانی بند کرے گا۔ خدا تجھ پر اور تیرے ساتھی ولید دونوں پر لعنت کرے۔" اس پر سب لوگ انھیں ڈانٹنے ڈپٹنے اور برا بھلا کہنے لگے۔ بعض راویوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ولید ابن ابی سرح (عبداللہ بن سعد) جنگ صفین میں موجود ہی نہ تھے ایسی صورت میں حضرت علیؓ کا قاصد کوئی اور شخص ہوگا۔

اجازت نہ دینا

اس مشورے کے بعد معاویہ نے یہ کہہ کر حضرت علیؓ کے قاصد کو واپس کیا کہ "عنقریب میں اس بارے میں اپنی رائے سے اطلاع دوں گا۔" مگر قاصد کے سامنے سے ہٹتے ہی ابوالاعور کے پاس سواروں کا اور ایک رسالہ بھیج دیا اور تاکید کی کہ خبردار علیؓ کو پانی نہ لینے دینا۔ حضرت علیؓ کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو انے لوگوں کو حکم دیا کہ اب تم پانی کے لیے ان لوگوں سے لڑو۔ یہ حکم پاتے ہی اشعث بن قیس کندی مقابلے پر روانہ ہوئے اور لڑائی شروع ہوئی

پانی کے لئے لڑائی

پہلے کچھ دیر تک تیر چلتے رہے پھر نیزے چلے۔ اس کے بعد تلواریں چلنے لگیں۔ اور تھوڑی دیر تک نہایت سخت لڑائی رہی۔ لڑائی کی یہ شدت دیکھ کر معاویہ نے خالد بن عبداللہ قسری کے دادا یزید بن اسد بجلی کو ایک تازہ دم رسالے کے ساتھ ابوالاعور کی کمک پر بھیجا

Marfat.com

حضرت علیؓ نے یہ دیکھا تو شبث بن ربعی ریاحی کو اشعث کی مدد پر روانہ فرمایا۔ دونوں طرف کے
لشکروں کا پہونچنا آگ پر تیل پڑ جانا تھا۔ معاویہ نے لڑائی کی یہ شدت دیکھی تو ایک بڑے
لشکر کے ساتھ عمرو بن عاص کو روانہ کیا۔ عمرو زبردست قوت کے ساتھ پہونچے تو حضرت علیؓ نے
اشتر کو اپنی طرف کے زبردست لشکر کے ساتھ بھیجا۔ انجام یہ ہوا کہ نہایت جوش و خروش کی
لڑائی ہونے لگی۔ مگر حضرت علیؓ کے بہادروں نے جاں بازی و شجاعت سے کام لے کر
دشمنوں کو دریا کنارے سے ہٹا دیا۔ گھاٹ پر قابض ہو گئے۔ اور کہنے لگے اب ہم خدا کی
قسم شام والوں کو پانی لینے نہ دیں گے۔ مگر حضرت علیؓ نے اس کو گوارا نہ فرمایا اور فوج میں حکم
بھیج دیا کہ "تم لوگ ضرورت کے مطابق پانی لے لو۔ اس کے بعد اپنے حریفوں کے لئے پانی کا راستہ چھوڑ دو۔
ان لوگوں کی سرکشی و ظلم کے مقابلے میں خدا نے تمہاری مدد کی اور تمہارا کام نہیں ہے کہ ایسے ظلم کے مرتکب ہو۔"

اور کامیابی۔

حضرت علیؓ کی فیاضی۔

اس لڑائی کے بعد دو روز تک دونوں جانب خاموشی رہی۔ نہ حضرت علیؓ کی طرف سے
کوئی میدان میں آیا اور نہ جناب معاویہ کی طرف سے۔ اب ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہو گیا تھا۔
اس کے آغاز ہی میں حضرت علیؓ نے ابو عمرو بشیر بن عمرو انصاری۔ سعید بن قیس ہمدانی۔
اور شبث بن ربعی تمیمی کو بلا کے فرمایا تم لوگ اس شخص کے پاس جاؤ۔ اور اس سے کہو کہ
خدائے لم یزل کی اطاعت کرے۔ اور مسلمانوں کی جماعت کا ساتھ دے۔ شبث نے
عرض کیا "یا امیر المومنین! اسے آپ کسی قسم کا لالچ نہ دلائیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کے ہاتھ پر
بیعت کرنے تو آپ اسے کہیں کی حکومت دے دیں۔ یا اس کو آپ کے مزاج میں رسوخ
ہو جائے۔" آپ نے فرمایا "تم جاؤ تو سہی اس کے سامنے اپنی حجت پیش کرو۔ اور دیکھو
اس کی کیا رائے قرار پاتی ہے۔"

دو روز کی خاموشی۔

تینوں شخص سفیروں کی حیثیت سے جناب معاویہ کے لشکر میں پہونچے اور بشیر نے
حمد و ثنائے الٰہی کے بعد ایک خطبہ کے عنوان سے کہا "اے معاویہ دنیا تمہارے ہاتھ سے
جائے گی اور آخرت سے سابقہ پڑنے والا ہے۔ جہاں تمہارے تمام اعمال خدا کے
سامنے پیش ہوں گے۔ اور تمہیں اپنے افعال کا بدلہ ملے گا۔ لہٰذا میں تمہیں قسم دلا کے کہتا ہوں
کہ امت محمدی میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اور خونریزی نہ کراؤ۔" معاویہ نے قطع کلام کر کے پوچھا "بھلا
بیعت تم نے اپنے صاحب کو بھی کی تھی؟" بشیر نے کہا "تمہاری اُن کی برابری نہیں ہے
وہ سب سے پہلے ایمان لائے۔ حضرت رسالت ﷺ سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں۔ اس لئے

سب سے زیادہ مستحق خلافت بھی وہی ہیں۔" معاویہ نے پوچھا "تو وہ کیا چاہتے ہیں؟" بشیر نے کہا
"یہ کہ خدا سے ڈرو اور جو حکم وہ دیں اس کو قبول کرو۔ اسی میں تمہارے لیے فلاح و دارین ہے۔"
معاویہ نے کہا "تو میں ابن عفان کے خون کا انتقام لینے سے دست بردار ہو جاؤں؟
خدا کی قسم یہ نہ ہو گا۔"

شبث کی تقریر

اب سعید بن قیس نے زبان کھولنی چاہی مگر شبث نے ان کو روک کر حمد الٰہی کے بعد
یوں کہنا شروع کیا "معاویہ تم نے بشیر کو جو کچھ جواب دیا اس کو میں نے سنا۔ مگر بخدا تمہارا
اصلی مقصد چھپتا نہیں ہے۔ لوگوں کو بہکا کے اپنا طرف دار بنانے اور انہیں خلافت کی اطاعت
سے باہر کرنے کے لیے تم کو بجز اس کے اور کوئی بہانہ نہیں ملتا کہ ہمارے امام مظلوم مارے گئے
اس لیے ہم خود ان کا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ اسیر ذلیل و فرومایہ لوگوں نے تمہارا ساتھ دیا
اور در اصل ہم خوب جانتے ہیں کہ تم نے امام مظلوم کی مدد کرنے میں تاخیر کی۔ تم خود چاہتے
تھے کہ وہ مارے جائیں۔ تاکہ تم کو وہ رتبہ حاصل ہو جائے جس کے اب خواستگار ہوئے ہو۔
دنیا کی یہ حالت ہے کہ خدا بہت سی تمناؤں کو نہیں پورا ہونے دیتا اور کبھی تمنا کرنے والا
اپنی آرزو سے زیادہ پا جاتا ہے۔ مگر تمہارے لیے خدا کی قسم ان دونوں صورتوں میں فلاح نہیں۔ اگر
تمنا نکلی تو تمہاری حالت عرب کے بدترین شخص کی ہو گی اور نکلی تو دوزخ میں جانے کے
سزاوار ہو گے۔ اس لیے معاویہ خدا سے ڈرو جس خیال میں ہو اس سے باز آؤ۔ اور جو
شخص خلافت پانے کا مستحق ہے اس سے جھگڑا نہ مول لو۔"

شبث کی اس تقریر کے جواب میں معاویہ نے تقریر کی تو حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہا

معاویہ کا جواب

"تمہاری پہلی بے تمیزی و بے عقلی تو مجھے یہ نظر آئی کہ سعید کے ایسے شریف النسب سردار
قوم کی بات کاٹ کے بیچ میں بول اٹھے۔ اور اس بارے میں گفتگو چھیڑ دی جس میں تمہیں
مطلق تمیز نہیں۔ غرض او کمینے اور ذلیل بدوی تو اپنی تمام باتوں میں جھوٹا اور جاہل نکلا
ہے۔ اب تم سب میرے پاس سے واپس جاؤ۔ اور میرے تمہارے درمیان بجز تلوار کے
کچھ نہیں ہے۔" اس تقریر کے وقت معاویہ کو نہایت غصہ آ گیا۔ اور حضرت علیؓ کے تینوں
قاصد اٹھ کے واپس چلے مگر شبث نے چلتے وقت اتنا کہا "تم ہمیں تلوار کی دھمکی دیتے ہو
اور میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ ہم موت کو بہت جلد تمہارے پاس پہونچا دیں گے۔"
تینوں ایلچیوں نے حضرت علیؓ کی خدمت میں واپس آ کر ساری سرگزشت بیان کر دی۔

Marfat.com

سفارت کا فیصلہ اور آغاز جنگ

اس سفارت نے قطعی طور پر طے کر دیا کہ بغیر خونریزی کے فیصلہ نہ ہوگا۔ لہذا لڑائی وع ہوگئی لیکن آغاز جنگ میں دونوں محترم حریفوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ دونو ن کے معزز سردار اپنے گروہوں کو لے کے میدان میں آتے اور نبرد آزمائی کر کے بس چلے آتے۔ اس لیے کہ دونوں بزرگوں کو یہ پسند نہ تھا کہ سارے اہل عراق و شام ہی میدان میں کٹ مریں۔

چھوٹے چھوٹے گروہوں کا لڑنا

حضرت علیؓ کبھی اشتر کو۔ کبھی حجر بن عدی کو کبھی شبث بن ربعی کو۔ کبھی خالد بن معمر کو بھی زیاد بن نضر حارثی کو۔ کبھی زیاد بن خصفہ تیمی کو۔ کبھی سعید بن قیس ہمدانی کو۔ کبھی معقل یس ریاحی کو کبھی قیس بن سعد انصاری کو میدان میں نکالتے مگر اکثر معرکوں میں آپ کی ف سے اشتر نکلا کیے۔ معاویہ ان لوگوں کے مقابلے پر کبھی عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کو بھی حبیب بن مسلمہ فہری کو۔ کبھی ذوالکلاع حمیری کو۔ کبھی عبیداللہ بن عمر بن الخطاب کو کبھی شرحبیل بن سمط کندی کو۔ کبھی حمزہ بن مالک ہمدانی کو بھیجا کرتے۔ اس قسم کی چھوٹی چھوٹی ائیاں ایک زمانے تک ہوتی رہیں اور کثرت سے ہوئیں اور بعض بعض ایام میں یہ ہوا کہ ں میں دو دو بار معرکے پیش آئے۔

آغاز ۳۷ھ اور التوائے جنگ

انھیں لڑائیوں کے دوران میں سنہ ۳۶ھ ختم ہوگیا۔ سنہ ۳۷ھ کا پہلا مہینہ آیا تو دونوں یفوں کی تحریک پر ایک مہینے کے لیے لڑائی ملتوی کر دی گئی۔ اس لیے کہ دونوں جانب لوں کو صلح ہو جانے کی اُمید تھی اور دونوں طرف کے قاصد دوڑ رہے تھے۔

حضرت علیؓ کی دوسری سفارت۔ عدی کی تقریر

آخر پھر حضرت علیؓ نے عدی بن حاتم۔ یزید بن قیس ارحبی۔ شبث بن ربعی اور زیاد ن خصفہ کو معاویہ کے پاس بھیجا۔ عدی نے معاویہ کے سامنے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد یت فصاحت سے تقریر کی۔ کہا ہم اس لئے آئے ہیں کہ آپ کو صلح پر آمادہ کریں تاکہ ہمارے کلمۂ حق اور ہماری قوم میں اتحاد و یکجہتی پیدا کر دے اور یہ خونریزی موقوف ہو۔ جانتے ہیں کہ آپ کے ابن عم علیؓ بلحاظ سابق الاسلام ہونے اور اپنے گذشتہ ات اسلام کے مسلمانوں کے پیشوا اور سب میں افضل ہیں۔ بجز آپ کے اور آپ کے وں کے تمام مسلمانوں نے اُن کی خلافت پر اتفاق کر لیا۔ اے معاویہ۔ ڈریئے کہ ے ہمراہیوں کو بھی وہی روز بد نہ پیش آئے جو میدان جمل میں علیؓ کے مخالفوں کو پیش آچکا

معاویہ کا جواب

ہی قدر کہنے پائے تھے کہ معاویہ نے روک کے کہا معلوم ہوتا ہے تم صلح کے لیے

نہیں بلکہ دھمکانے کو آئے ہو۔ سنو عدی۔ یہ ہرگز نہ ہوگا۔ واللہ میں حرب کا بیٹا ہوں مجھے کسی کی دشمنی کی مطلق پروا نہیں۔ تم بہ خدا ان لوگوں میں ہو جو نرغہ کر کے عثمانؓ پر ٹوٹ پڑے تھے۔ تم ان کے قاتلوں میں ہو۔ اور امید ہے کہ اس خون ناحق کے پاداش میں خدا جن لوگوں کو قتل کرائے گا۔ ان میں تم بھی ہو گے۔"

اب شبث اور زیاد دونوں نے کہا "ہم ایسے مقصد کے لیے آئے ہیں۔ جو ہمارے آپ کے دونوں کے لیے مفید ہے مگر آپ تو اپنی شجاعت کا اظہار کرنے لگے۔ ان بے نتیجہ باتوں کو چھوڑیے۔ اور وہ بات کہیے جس میں سب کا نفع ہو۔" بعد ازاں یزید بن قیس بولے "ہم کو ایک پیام دیا گیا ہے۔ فقط اس کے پہونچانے کو آئے ہیں۔ اور جو جواب آپ سے ملے گا اس کو وہاں پہونچا دیں گے۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ افہام و تفہیم اور پند و نصائح کو چھوڑ کے ہم اپنی حجت آپ پر ظاہر کر دیں تاکہ اس سے آگاہ ہو کر آپ ہم سے اتفاق کریں۔ سنیے ہمارے آقا وہ بزرگ ہیں جن کی فضیلت سے سارے مسلمان آگاہ ہیں۔ اور آپ سے بھی یہ بات چھپی نہیں ہے۔ لہٰذا اے معاویہ آپ خدا سے ڈریں اور ان کی مخالفت نہ کریں۔ ہم نے بہ خدا ان سے زیادہ متقی و پرہیزگار دنیا میں کسی کو نہیں پایا نہ اور کسی کی ذات میں ان سے زیادہ صفات حسنہ جمع ہیں۔"

یہ تقریریں سن کر معاویہ نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہا "تم لوگ مجھے اپنی اطاعت اور جماعت کی طرف بلاتے ہو۔ مگر جس جماعت کا تم نے ذکر کیا وہ ہماری طرف اور ہمارے ساتھ ہے۔ رہا یہ کہ ہم علیؓ کی اطاعت قبول کریں اس کو ہم جائز نہیں سمجھتے۔ اس لیے کہ انھوں نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا۔ ہماری جماعت میں تفرقہ ڈالا اور جن لوگوں سے ہمیں انتقام لینا ہے ان کو اپنے یہاں پناہ دی۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ عثمانؓ کے قاتل نہیں ہیں۔ ہم اس کو مانے لیتے ہیں۔ مگر ان کو چاہیے کہ قاتلین عثمانؓ کو ہمارے حوالے کر دیں۔ تاکہ ہم ان کو قتل کر کے اپنا دل ٹھنڈا کریں اور تمھاری اطاعت اور تمھاری جماعت میں شامل ہونا قبول کریں۔"

یہ سن کر شبث نے حسرت سے پوچھا "کیا یہ آپ سے ہو سکے گا کہ عمار بن یاسر کو ملے...

یزید بن قیس کی گفتگو

معاویہ کی جوابی تقریر

سے جناب معاویہ کے دادا کا نام حرب تھا۔

Marfat.com

معاویہ نے کہا نہیں اس سے مانع کون چیز ہے؟ ابن سمیہ (عمار۔ سمیہ اُن کی والدہ کا نام تھا) پر میرا زور چلا تو عثمانؓ کے ایک ادنیٰ غلام کے خون کا انتقام اُس کی ذات سے لوں گا۔ شبث نے کہا خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم آپ کی یہ تمنا اس وقت تک پوری نہ ہوگی۔ جب تک کہ بہت سے سر شانوں سے گر نہ پڑیں اور یہ سمجھ لیجیے کہ ساری دنیا اور فضائے عالم آپ پر تنگ ہوگی۔ معاویہ نے جواب دیا اگر ایسا ہو تو تجھ پر زیادہ تنگ ہوگی۔ اس گفتگو کے بعد یہ سب قاصدانِ علیؓ واپس آئے۔

معاویہ کا زیاد کو لالچ دینا۔

مگر معاویہ زیاد بن خصفہ کو تنہائی میں بلا کے اُن سے الگ ملے۔ اور استمالت کے طریقے سے کہا اے برادر بنی ربیعہ۔ دیکھتے ہو کہ علیؓ نے تمام تعلقات قرابت قطع کر دیے۔ ہمارے امام کو قتل کیا۔ اور اُن کے قاتلوں کو اپنے یہاں پناہ دے دی۔ تم کو تو یہ چاہیے تھا کہ اُن کے مقابلے میں میری مدد کرتے۔ اپنے گروہ کو ہماری مدد پر لاتے۔ اور میں اس کے عوض میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ فتح کے بعد دونوں مصروں (بلاد بصرہ و کوفہ مراد ہیں) میں سے جہاں ہو گے تم کو والی مقرر کر دوں گا۔ زیاد نے جواب دیا کہ "خدا نے مجھے اس وقت تک حق پر رکھا ہے اور نعمتیں دی ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں مجرموں کا مدد و معاون بن جاؤں"۔ یہ جواب دے کر زیاد اُٹھ کے چلے آئے اور معاویہ نے عمرو بن عاص سے کہا "ان لوگوں میں سے جس کسی کو ہم اپنی طرف بلاتے ہیں سماعت نہیں کرتا۔ سب کا دل ایک ہی سا ہے"۔

اور ناکام رہنا۔

معاویہ کی سفارت حضرت علیؓ کے پاس

اب معاویہ نے حضرت علیؓ کے پاس اپنی سفارت بھیجی جس میں حبیب بن مسلمہ فہری۔ شرجیل بن سمط اور معن بن یزید تھے۔ حبیب نے حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر

حبیب کی تقریر۔

حمد الٰہی کے بعد کہا عثمانؓ خلیفۂ مہدی تھے۔ کتاب اللہ پر عمل کرتے تھے اور ہر امر میں خدا پر بھروسہ تھا۔ آپ لوگوں کو اُن کی طولانی زندگی گراں گزری۔ اور اُن کی موت کے انتظار میں اس قدر بے صبر ہوئے کہ اُن کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ اور آخر ان کو مار ڈالا۔ لہٰذا اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ آپ اُن کے قاتل نہیں ہیں تو جن لوگوں نے اُن کو قتل کیا انھیں ہمارے حوالے کر دیجیے۔ اور اس کے بعد خلافت سے علیحدہ ہو جائیے تاکہ مسئلۂ خلافت میں مسلمانوں کا مشورے پر عمل ہو۔ اور جس بزرگ پر سب لوگوں کو اتفاق ہو اُن کے ہاتھ پر بیعت کی جائے"۔

اس کے جواب میں بدمزگی۔

اس کے جواب میں حضرت علیؓ نے برہم ہو کے فرمایا "تیری ماں مرے۔ تجھ کو خلافت اور معزول کرنے سے کیا تعلق؟ چپ رہ۔ نہ تو اس کا اہل ہے اور نہ تیرا یہ کام ہے"۔

Marfat.com

حبیب نے کہا "اگر ایسا ہے تو مجھ سے وہ کام ظہور میں آئیں گے جو آپ کو ناگوار گزریں"
حضرت علیؓ نے فرمایا "جا تجھے خدا غارت کرے۔ اور اگر تو بچا بھی تو ہمارا کیا بگاڑ سکے گا؟ جو تیرا جی
چاہے کر! اور جو عزت ملتی ہو اس کو حاصل کر لے"۔

اب شرحبیل نے کہا "جو کچھ میرے دوست حبیب نے کہا وہی میں بھی کہوں گا، آپ کے
پاس کوئی اور جواب بھی ہے یا یہی؟" ارشاد ہوا "بس میرا یہی جواب ہے اور کچھ نہیں" اسی
سلسلہ میں آپ نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا "اللہ جل شانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
مبعوث بحق کیا۔ آپ کے ذریعہ سے ضلالت و تباہی کا قلع قمع کیا۔ لوگوں میں پھوٹ
پڑی ہوئی تھی ان کو متحد کر دیا۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔ آپ کے
بعد لوگوں نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا انھوں نے اپنا جانشین عمرؓ کو قرار دیا۔ دونوں نے
اچھے اخلاق و عادات سے اور انصاف کے ساتھ حکومت کی۔ ہمیں ان سے شکایت تھی
کہ ہم خاندان رسالت سے تھے ہمارے ہوتے انھوں نے عنان خلافت اپنے ہاتھ
میں لے لی مگر ہم نے ان کو معاف کر دیا۔ ان کے بعد لوگوں نے عثمانؓ کو خلیفہ بنایا
انھوں نے بعض ایسے کام کیے جن کو لوگوں نے معیوب سمجھا۔ ان پر نرغہ کر کے آئے اور
ان کا کام تمام کر دیا۔ بعد ازاں لوگ میرے پاس آئے۔ اور درخواست کی کہ ان سے بیعت
لوں۔ میں نے انکار کیا۔ تب مجھ سے کہا گیا کہ بجز آپ کے لوگ کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنا
نہیں چاہتے اور اگر آپ نے اس کو قبول نہ کیا تو مسلمانوں میں تفرقہ پڑ جائے گا۔ مجبور ہو کر
میں نے بیعت قبول کر لی۔ پھر اس کے بعد مجھے کوئی اندیشہ نہ نظر آیا اور بجز اس کے کہ طلحہؓ و زبیرؓ
نے بیعت کر کے توڑ دی اور علیحدہ ہو گئے کوئی خطرہ نہ تھا۔ ان لوگوں کے بعد معاویہ نے
مخالفت کی لیکن ان کی حالت یہ ہے کہ نہ دین میں سبقت حاصل ہے اور نہ اسلام میں
راست بازی کے کارنامے نصیب ہوئے ہیں۔ وہ اور ان کے باپ فتح مکہ کے آزاد شدہ
ہیں اور مخالف اسلام جماعتوں میں وہ بھی شامل تھے۔ وہ اور ان کے باپ دونوں خدا
سے لڑتے رہے اور آخر میں مجبور ہو کر ناگواری سے اسلام قبول کیا۔ بھلا اس سے بھی زیادہ
حیرت کی کوئی بات ہو سکتی ہے کہ تم لوگ ان کی رفاقت اختیار کر کے میری مخالفت کرو؟
ان کا ساتھ دیتے ہو اور اپنے پیغمبر کے خاندان کو چھوڑے دیتے ہو؟ تمہارے لیے
مناسب نہیں ہے کہ اختلاف اور تفرقہ اندازی میں ان کا ساتھ دو۔ یہ بھی جان لو کہ میں تم کو

ان سفیروں کے آگے حضرت علی کا خطبہ

…ہوں کتاب اللہ کی طرف۔ سنت رسول اللہ کی طرف۔ باطل کے مٹانے اور حق کے …کرنے کی طرف۔ اور شعائرِ دین کی طرف۔ یہ کہتا ہوں اور اپنے اور تمام مومنین کے لیے …غفرت چاہتا ہوں"۔

سفارت بھی ناکام رہی۔

یہ تقریر سن کر معاویہ کے قاصدوں نے پوچھا "آپ کو اس کا اقرار ہے کہ عثمانؓ مظلوم …ے گئے؟" فرمایا "نہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ مظلوم مارے گئے اور نہ یہ کہ ظالم مارے گئے۔" یہ …اب سنتے ہی دونوں نے کہا تو جس کا یہ خیال نہ ہو کہ وہ مظلوم نہیں مارے گئے ہمیں …ں سے کوئی علاقہ نہیں" اور یہ کہہ کے واپس گئے۔ اُن کی واپسی پر حضرت علیؓ نے قرآن کی …آیت پڑھی جس کا مفہوم یہ تھا کہ کوئی شخص اپنی بات مُردوں کے کان تک نہیں پہونچا سکتا …اپنے رفقا کی طرف دیکھ کے فرمایا "دیکھو ایسا نہ ہو کہ گمراہی کے پھیلانے میں ان کی کوشش …اری اعلائے حق کی کوششوں سے بڑھ جائے"۔

اہل شام کو علیؓ کا آخری پیغام۔

محرم کا پہلا مہینہ صلح کی بے نتیجہ تحریکوں میں گزر گیا تو حضرت علیؓ کے نقیب نے آگے …ے لشکرِ شام والوں کے سامنے پکار دیا کہ "امیر المومنین فرماتے ہیں محض اس انتظار میں کہ تم …حق کو مانو اور راہِ راست قبول کرو میں نے بہت دیر لگائی مگر تم سرکشی سے باز نہ آئے …یں تم سب سے کہتا ہوں کہ اللہ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا"۔

لڑائی کی تیاریاں۔

اب دونوں طرف نبرد آزمائی اور معرکہ آرائی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ اہل شام اپنے …روں اور سرداروں کی بیرقوں کے نیچے جمع ہوئے۔ حضرت معاویہ اور عمرو بن عاص اُن …اکر فوج کو مناسب حصّوں میں تقسیم کرنے اور جُدا جُدا علموں میں بانٹنے لگے۔ یہی کارروائی …امیر المومنین علیؓ نے کی۔ اور اپنی صفوں کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا "جب تک یہ لوگ …طرف سے لڑائی نہ شروع کر دیں تم نہ لڑنا۔ الحمد للہ کہ تم حق پر ہو۔ اور اس کی دلیل کھتے ہو …لوگوں کو اپنی طرف سے نہ چھیڑنا تمھاری دوسری دلیل حق ہو گی۔ خونریزی کے بعد اگر تم ان …کو شکست دینا تو یاد رکھو کر بھاگنے والوں کو قتل نہ کرنا۔ زخمیوں پر حربہ نہ کرنا۔ کسی لاش کو …مثلہ کرنا۔ اس کے اعضا کاٹ کے جدا کرنا۔ اور جب اُن کے پڑاؤ میں پہونچنا تو کسی کے گھر میں …نا۔ کسی کی بے حرمتی کرنا۔ اور نہ اُن کی کوئی چیز لینا۔ عورتیں چاہے تمھارے سرداروں …لوگوں کو کوسیں اور گالیاں تک دیں مگر تم اُن پر ہاتھ تک نہ اٹھانا۔ عورتوں کے …دل کمزور ہوتے ہیں۔ اس لیے اُن کے ساتھ بے رحمی کا برتاؤ نہ کرنا چاہیے۔" آپ اسی قسم کی

حضرت علیؓ کی نصیحت اپنے سپاہیوں کو۔

Marfat.com

نصیحت ہر مقام پر اپنے اصحاب کو کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے ان لوگوں کو اعلا وشجاعت پر آمادہ کرنے کے لیے فرمایا "خدا کے بندو۔ خدا سے ڈرو۔ نظریں نیچی رکھو گفتگو کم کرو۔ اور تمہاری آوازیں بولنے میں نرم اور پست رہیں۔ اپنے دلوں کو جولانیاں دشمنوں کے پسپا کرنے۔ تیراندازی کرنے۔ بھڑ جانے۔ اور دشمنوں کے ذلیل کرنے اور اُن تعاقب کرنے میں ہمہ تن مصروف کرو۔ میدان میں ثابت قدم رہو۔ اور ہر دم خدا کو یاد کرو تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔ باہم ایک دوسرے سے نہ لڑو کہ منتشر نہ ہو۔ اور تمہاری ساکھ قائم رہے اور صبر کرو کیونکہ خدائے تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ بارالٰہا ان کی تقویت کے لیے اپنی مدد کو نازل کر۔ اور ان کا ثواب بڑھا دے۔"

ترتیب فوج عراق۔

دوسری صبح کو حضرت علیؓ نے اہل کوفہ پر اشتر کو، اہل بصرہ پر سہل بن حنیف کو، ذوالک کے پیدلوں پر عمار بن یاسر کو، اور بصرے کے پیدلوں پر قیس بن سعد کو افسر مقرر فرمایا۔ ہاشم بن عتبہ کے ہاتھ میں اپنا علم دیا۔ اور قاریان کوفہ و بصرہ پر مسعر بن فدکی کو سردار کیا۔ لیکن

ترتیب لشکر شام۔

اُدھر معاویہ نے اپنے میمنہ پر ذوالکلاع حمیری کو، میسرہ پر حبیب بن مسلمہ فہری کو، مقدمہ پر ابوالاعور سلمی کو، سواران دمشق پر عمرو بن عاص کو، پیادگان دمشق پر مسلم بن عقبہ کو اور عام لوگوں پر ضحاک بن قیس کو افسر بنایا۔ شام کے بعض لوگوں نے جان دے دینے کی قسمیں کھائیں۔ اور اپنے تئیں عماموں سے باہم باندھ لیا جن کی پانچ صفیں آگے پیچھے جمی ہوئی تھیں۔

لڑائی کا پہلا روز۔

یہ صفر ۳۷ھ کی پہلی تاریخ تھی جبکہ دونوں لشکر مقابلے کے لیے میدان میں آکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہوئے۔ حضرت علیؓ کی طرف سے اشتر کوفہ والوں کی جمعیت کے ساتھ نکلے۔ اُن کے مقابلے پر حبیب بن مسلمہ آئے اور لڑائی چھڑ گئی۔ دن کے زیادہ حصہ میں سخت لڑائی ہوتی رہی۔ جب یوں کام نہ چلا تو دونوں حریف بھڑ پڑے اور خوب داد شجاعت دی۔ آخر رات ہو گئی۔ اور دونوں طرف کے مرد میدان اپنے خیموں میں واپس آ

دوسرا روز

دوسرے روز حضرت علیؓ کی طرف سے ہاشم بن عتبہ سواروں اور پیدلوں کے زبردست لشکر کے ساتھ نکلے۔ اُن کے مقابلے پر ابوالاعور سلمی آئے۔ ان دونوں میں بھی دن بھر جدال و قتال کا میدان گرم رہا۔ آخر شام ہوئی اور دونوں اپنے ڈیروں میں واپس گئے۔

تیسرا روز

تیسرے روز حضرت علیؓ کی طرف سے عمار بن یاسر اپنا لشکر لے کے نکلے (لڑ

مقابلہ پر عمرو بن عاص آئے۔ عمار نے اپنے لوگوں سے للکار کے کہا "اے اہل عراق اس شخص کو دیکھو گے جو خدا اور رسول کا دشمن رہا۔ اُن سے لڑا مسلمانوں کے خلاف رہا مشرکوں کی اعانت کی۔ اور جب دیکھا کہ خدا نے اپنے رسول کی پشت پناہی کی اور دین حق غالب ہو گیا تو حضرت رسول خدا صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ہمارا یہ خیال تھا کہ وہ شوق سے نہیں بلکہ خوف سے آیا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا اور یہ خدا کی قسم اسلام لانے کے بعد بھی مسلمانوں کی دشمنی اور مجرموں کی پیروی میں مشہور تھا۔ یہ کہتے ہی عمار نے اپنی طرف کے افسر رسالہ زیاد بن نضر کو حملہ کا حکم دیا۔ وہ فوراً اہل شام پر جا پڑے مگر شام والوں نے بھی جوانمردی و ثابت قدمی سے روکا۔ یہ دیکھ کر خود عمار نے حملہ کر دیا اور اس جوش و خروش سے دشمنوں پر یورش کی کہ عمرو بن عاص کو اُن کی جگہ سے ہٹا دیا۔

اس معرکے میں اتفاقاً زیاد بن نضر کا مقابلہ اپنے اخیافی بھائی عمرو بن معاویہ سے ہو گیا۔ لڑتے لڑتے دونوں نے ایک دوسرے کو پہچانا۔ اور ہتھیار چلانے سے ہاتھ روک لیے۔ پھر دونوں اپنے اپنے لشکروں میں واپس آئے۔ اور ساتھ ہی دونوں لشکر بھی دن کو ختم ہوتے دیکھ کر ڈیروں میں چلے آئے۔

چوتھا روز

چوتھے روز حضرت علیؓ کے فرزند محمد بن حنفیہ میدان میں آئے۔ اُن کے مقابلے پر معاویہ کی طرف سے عبید اللہ بن عمر بن الخطاب نکلے۔ دونوں کے ہمراہ زبردست لشکر تھا۔ گھمسان کی لڑائی اور خونریزی ہوئی۔ لوگ قتال میں مشغول تھے کہ حضرت عمرؓ کے بیٹے نے حضرت علیؓ کے فرزند کو پیام دیا "مسلمانوں کے کٹوانے سے کیا حاصل؟۔ آؤ ہم تم دست بدست مقابلہ کر کے فیصلہ کر لیں"۔ محمد بن حنفیہ فوراً سامنے جا کھڑے ہوئے لیکن حضرت علیؓ نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور اپنے صاحبزادے کو ہٹا کر خود عبید اللہ کے مقابلے لیے بڑھے۔ عبید اللہ نے مقابلہ نہ کیا اور پیچھے ہٹ گئے۔ محمد نے پدر بزرگوار سے طیش میں آ کر کہا "اگر مجھے آپ چھوڑ دیتے تو اُسے ضرور میں اُسے مار لیتا اور یا امیر المومنین آپ خود ایسے فاسق کا مقابلہ کرتے ہیں۔ میں خدا کی قسم آپ کو اس کے باپ سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں"۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا "بیٹا۔ اُن کے والد کی نسبت بجز کلمۂ خیر کے کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالو"۔ اسی گفتگو میں دن آخر ہو گیا۔ دونوں لشکر میدان سے ہٹ آئے اور حضرت علیؓ کو مقابلہ کرنے کی نوبت نہ آئی۔

پانچواں روز

پانچویں دن حضرت عبداللہ بن عباس میدان میں آئے ان کے مقابلہ پر ولید بن عقبہ نکلا۔ دونوں کی فوجیں خوب لڑیں اور سخت خونریزی ہوئی تھی کہ ولید نے خاندان عبدالمطلب کی نسبت کوئی سخت کلمہ زبان سے نکالا۔ حضرت ابن عباس سے نہ رہا گیا طیش میں آکر کہا "مرد ہو تو میرے سامنے آؤ" ولید کو مقابلے کی جرأت نہ ہوئی اور عبداللہ بن عباس نے سخت معرکہ آرائی کی پھر دونوں لشکر جدا ہوئے۔

چھٹا روز

چھٹے روز حضرت علیؓ کی طرف سے قیس بن سعد انصاری نکلے۔ اُن کے مقابلے پر ذوالکلاع حمیری آئے۔ ان دونوں کے لشکروں نے بھی خوب خوب بہادریاں دکھائیں اور داد شجاعت دے کر میدان سے واپس آئے۔

ساتواں روز

ساتواں دن منگل کا تھا اس روز حضرت علیؓ کی طرف سے اشتر اور جناب معاویہ کی طرف سے حبیب میدان میں آئے۔ اور خوب لڑا بھڑ کے ظہر کے وقت اپنے خیموں میں واپس گئے۔

عام لڑائی کا ارادہ

جب پورا ہفتہ گزر گیا اور ان لڑائیوں سے کچھ حاصل نہ ہوا تو حضرت علیؓ نے فرمایا "اب تو ہمیں پوری قوت سے ان لوگوں کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ کب تک یہ بے نتیجہ لڑائیاں جاری رہیں گی۔ چنانچہ اسی منگل کی شام کو عام لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر آپ نے یہ تقریر فرمائی۔

آپ کا خطبہ قبل جنگ

"اُس خدا کی حمد کرو جس کے توڑے ہوئے کو کوئی جوڑ نہیں سکتا اور جس کے جوڑے ہوئے کو بڑے بڑے توڑنے والے نہیں توڑ سکتے۔ وہ اگر چاہے تو کوئی انسان کسی مخلوق کے خلاف نہ ہو۔ نہ اُمت میں کسی قسم کا اختلاف پڑے۔ اور نہ کوئی چھوٹے درجے والا بڑے رتبے والے سے جھگڑا کرے۔ تقدیر ہمیں اور ان لوگوں کو اس مقام پر لے آئی ہے جہاں ہم خدا کے سامنے ہیں۔ وہ ہمیں دیکھتا اور ہماری سنتا ہے۔ اس کے اختیار میں ہے کہ چاہے تو ایسا انقلاب پیدا کرے اور ایسی تباہی لائے کہ ظالم کا جھوٹ کھل جائے اور حق اپنا جلوہ دکھائے۔ مگر خدا نے دنیا کو اعمال کا گھر اور آخرت کو دارالجزا و دارالقرار بنایا ہے تاکہ وہاں بدکار کو بدکاری کی جزا اور نیکوکار کو نیکی کا بدلہ ملے۔ لوگو کل تم ان لوگوں سے لڑو گے۔ لہٰذا آج شب کو دیر تک نمازیں پڑھو۔ کثرت سے تلاوت قرآن کرو۔ اور دعا مانگو کہ خدا تمہیں نصرت اور صبر عطا کرے۔ پھر کل جب دشمنوں کا سامنا ہو تو کوشش اور صبر سے کام لو۔ اور راست بازی دکھاؤ۔"

Marfat.com

تیاری

یہ تقریر سُن کر لوگ اسی وقت سے ہتھیاروں کو درست کرنے لگے۔ حضرت علیؓ رات
فوجوں کی تقسیم و ترتیب میں مصروف رہے۔ اور صبح ہوتے ہی اپنے زبردست لشکر کو لے کے
میدان میں آ گئے۔ پھر جب دیکھا کہ معاویہ نے بھی اپنے سارے لشکر کو لا کے سامنے صف آرا
کر دیا تو جناب امیر المومنین نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ "لشکر شام میں عرب کے
کن کن قبائل کے لوگ ہیں؟ اور کہاں ہیں؟" جب لوگوں نے یہ تفصیل بتائی تو آپ نے ازدی طرف
بنی ازد سے فرمایا تم اپنے ہی قبیلے والوں یعنے بنی ازد کے مقابلے پر جاؤ۔ بنی خثعم کو شام کے
خثعمیوں کے مقابلے پر رہنے کا حکم دیا۔ اسی طرح آپ نے ہر قبیلے والوں کو اپنے ہی ہم قبیلہ
دشمنوں کے مقابلے پر مامور فرمایا۔ اب وہ لوگ رہ گئے جن کے قبیلے کا کوئی گروہ دشمنوں کی
فوج میں نہ تھا۔ ایسے سب لوگوں کو اکٹھا کر کے اہل شام کے ان قبائل کے مقابل مامور فرمایا جن کا
کوئی ہم قبیلہ گروہ ادھر موجود نہ تھا۔

حضرت علیؓ کے انتظامات جنگ

ان انتظامات کے بعد دونوں جانب سے حملہ ہو گیا۔ دو زبردست لشکر عظیم الشان سمندر کی
طرح باہم ٹکرائے اور ایک دوسرے کو تھپیڑے دینے لگے۔ دن بھر معرکۂ کارزار گرم رہا۔ اور ہر
چند دونوں طرف کے دلاوروں نے جانبازی و جاں ستانی میں کوئی دقیقہ نہیں اُٹھا رکھا
مگر شام تک کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اور دن بھر کے تھکے سپاہی جس طرح اُمید و بیم کو دلوں میں
لیے ہوئے میدان میں گئے تھے اُسی طرح اپنے اپنے خیموں میں واپس آئے۔

جنگ صفین کا پہلا دن۔

آٹھویں فصل

صفین کا قیامت خیز معرکہ

حملۂ عظیم۔ ترتیب فوج مرتضوی۔ لشکر شام کی ستدی۔ میمنہ کی لڑائی۔ عبداللہ بن بدیل کی تقریر۔ حضرت علیؓ کی تقریر۔ یزید بن قیس کی تقریر۔ اہل شام کا غلبہ۔ قلب مرتضوی کو شکست۔ میسرہ کی بھی پسپائی۔ خود علیؓ حرب گاہ میں۔ زور بازوی مرتضوی۔ آپ پر نرغہ۔ آپ کی شجاعت۔ آپ بنی ربیعہ میں۔ مالک اشترؒ کی کارگزاری۔ اشتر میمنہ پر۔ بنی ہمدان کی جانبازی۔ اشتر کا اور ان کا ساتھ۔ زیاد کا زخمی ہونا۔ اہل شام کی پسپائی۔ ابن بدیل کی حالت۔ اُنکی شجاعت۔ اور مارا جانا۔ معاویہ اور اُنکی شجاعت کا اعتراف۔ اشترؒ کی کارگزاریاں اور اہل شام کی پسپائی۔ اشتر کا معٰویہ کو مقابلے پر بلانا۔ جندب کا مارا جانا۔ اور بہادر جان دینے والے۔ ایک بہادر تمیمی مرگ۔ تمیم اور حضرت علیؓ کی رفاقت۔ ابن کشوح کا خالد کے بیٹے پر حملہ۔ اور مارا جانا۔ اور نامور جان دینے والے لشکر کوفہ کی پسپائی۔ حضرت علیؓ کی اور تقریر۔ بشیر و مالک کی لڑائی۔ ابن طفیل کی شجاعت اور بہادریاں۔ بھائی بھائی کا سامنا۔ بنی قطرہ کی بہادری۔ آنکھ پھوٹنے پر فخر۔ بنی نخع کی مردانگی۔ ٹانگ کٹنے پر ناز۔ حضرت عمرؓ کے فرزند عبیداللہ۔ خالد بن معمر۔ اُن پر بدگمانی۔ اور برأت۔ ذوالکلاع اور عبیداللہ بن عمر مارے گئے۔ حضرت عمرؓ کی تلوار ذوالوشاح۔ عمار کی تقریر۔ اُن کا حملہ۔ ہاشم اُن کے ہمراہ ہوئے۔ اُن کی اور ابن عاص کی گفتگو۔ مسلمانوں کا عمار سے لڑتے ڈرنا۔ اُن کی آخری غذا۔ اُن کا مارا جانا۔ رسول خدا صلعم کی پیشین گوئی۔ مدعیان قتل عمار۔ لڑائی میں جل جلیث میں جناب معٰویہ کی تاویل۔ خود حضرت علیؓ کا حملہ۔ معٰویہ کو مقابلے پر بلانا۔ اور اُن کا [?]کام نہ آنا۔ حضرت علیؓ کے محافظ۔

جمعرات کے روز حضرت علیؓ نے اندھیرے میں نماز فجر پڑھی اور سلام پھیرتے ہی لشکر کو بڑھا کے حملہ کر دیا۔ حریف بھی معرکہ آرائی کے لیے تیار تھے۔ اُدھر سے بھی زور و شور سے حملہ ہو[ا]۔ حملۂ عظیم

حضرت امیر المومنین کی طرف میمنہ پر عبداللہ بن بدیل خزاعی تھے۔ اور میسرہ پر حضرت عبد[اللہ] بن عباس۔ قاریان قرآن کا گروہ ان تینوں حصوں میں بٹا ہوا تھا۔ عمار بن یاسر۔ قیس بن ترتیب فوج مرتضوی

بُدیل بن ورقا خزاعی۔ سب لوگ اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے مقررہ جگہوں پر تھے۔ خود حضرت علیؓ کوفے اور بصرے والوں کے درمیان قلب فوج میں تھے۔ اہلِ مدینہ میں سے آپ کے ساتھ زیادہ تر انصار کا گروہ تھا۔ اور کچھ لوگ بنی خزاعہ اور بنی کنانہ کے بھی تھے۔

لشکرِ شام کی مستعدی

ادھر معاویہ کے لیے ایک بڑا خیمہ نصب کیا گیا۔ اور اکثر اہلِ شام نے اُن کے ہاتھ پر جان دینے کی بیعت کی۔ خیمے کے گرد سواران دمشق تھے۔ سب کے پہلے عبداللہ بن بدیل نے جو حضرت علیؓ کے میمنہ پر تھے حملہ کیا اور حبیب بن مسلمہ کے گروہ پر جا پڑے جو لشکرِ شام کے میسرہ پر تھے۔ عبداللہ برابر حملوں پر حملے کرتے رہے یہاں تک کہ ظہر کے وقت دشمنوں کو دھکیل کے معاویہ کے خیمے کے پاس کر دیا۔ عبداللہ للکار کے اپنے لوگوں سے کہتے تھے "معاویہ نے اُس چیز کا دعویٰ کیا ہے جو اُن کی نہیں۔ حق کے لیے حقداروں سے لڑ رہے ہیں۔ اور اُس شخص سے دشمنی کر رہے ہیں جس کے سامنے اُن کی کچھ ہستی نہیں۔ باطل کے طرفدار ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ حق کو شکست دیں۔ انھوں نے اُن عربوں اور ان قبیلوں کو ساتھ لے کے حملہ کیا ہے جن کی نظر میں گمراہی بارونق ہے جن کے دلوں میں فساد کا بیج بویا گیا ہے اور جو حق کے متعلق شبہے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اُن کی نجاست بڑھتی جاتی ہے۔ لہٰذا ان ذلیل ظالموں سے لڑو۔ ہاں بہادرو۔ لڑو۔ لڑو۔ تاکہ خدا تمھارے ہاتھوں اُن پر عذاب کرے اُن کو ذلیل و خوار کرے۔ اُن کے مقابل تمھاری مدد کرے۔ اور تمھارے ذریعے سے مومنوں کے دلوں کو تسلی دے۔"

میمنہ کی لڑائی

عبداللہ بن بدیل کی تقریر

حضرت علیؓ کی تقریر

اسی میدان میں خود حضرت علیؓ نے اپنے بہادروں کو ان الفاظ سے جوش دلایا۔ "اپنی صفیں برابر کرو۔ بس یہ معلوم ہو کہ مضبوط دیواریں کھڑی ہیں جن کی جڑائی بجائے کانپ کے سیسے سے کی گئی ہے۔ زرہ پوش لوگ آگے ہو جائیں۔ جن کے سروں پر خود نہیں ہیں پیچھے رہیں۔ سامنے والوں پر حملہ کرو۔ ہاں۔ یوں شمشیر زنی کرنی چاہیے۔ کناروں پر لوگ آگے رہیں۔ نیزوں کی مار سے بچنے کی یہی تدبیر ہے۔ نظریں نیچی رکھو تاکہ تمھارے دل ٹھہرے رہیں۔ اور تمھاری شوکت قائم ہو۔ اپنی آوازوں کو بالکل پست رکھو تاکہ تمھارا رعب قائم رہے۔ اپنے جھنڈوں کو نہ جھکاؤ۔ نہ جگہ سے ہٹاؤ۔ اور ایسے جوانمردوں کے ہاتھ میں دو جو تمھارے گروہ میں سب سے زیادہ بہادر ہوں۔ راست بازی و صبر دکھا کے نصرتِ الٰہی کے امیدوار ہو۔ صبر کے بعد خدا کی مدد ضرور نازل ہوتی ہے۔"

یزید بن قیس کی تقریر۔

یزید بن قیس نے اپنے گروہ کے سامنے یہ تقریر کی "مسلمان وہ ہے جس کا دین اور جس کی رائے سلامتی پر ہو۔ یہ لوگ ہم سے لڑنے کو خدا کی قسم اس لیے نہیں آئے کہ ہم نے کسی دینی طریقے کو مٹا دیا ہو۔ اور یہ اسے زندہ کرنا چاہتے ہوں۔ یا کوئی حق ہمارے ہاتھ سے ضایع ہو گیا ہو۔ اور یہ اس کو قائم کرنا چاہتے ہوں۔ یہ لوگ دنیا کی ہوس میں لڑ رہے ہیں کہ غالب آئیں تو بادشاہ جبار بن جائیں۔ خدا ان کو غلبہ نہ دے ورنہ تم کو سعید۔ اور ابن عامر کے ایسے بدکار گمراہوں کا تابع فرمان بنا دیں گے۔ ان میں سے ہر ایک ایسا ہے کہ اپنی اور اپنے باپ داداؤں کی خون بہا کے برابر روپیہ ایک ہی مجلس میں وصول کرے گا۔ اور کہے گا کہ یہ میری جائداد ہے۔ اور اس کا وصول کرنا گناہ نہیں۔ گویا اسے یہ رقم اپنے باپ اور ماں کے ورثے میں ملی ہے۔ یا خدا کی دی ہوئی دولت ہے جو اس نے اپنے نیزوں اور اپنی تلواروں سے حاصل کی ہے اس لیے خدا کے بندو ان ظالموں سے لڑو اگر یہ لوگ غالب ہوئے تو تمھارے دین و دنیا دونوں غارت کر دیں گے۔ اور تم خوب جانتے ہو کہ ان لوگوں کے غالب آنے میں بجز برائی کے کسی بھلائی کی امید نہیں ہے۔"

اہل شام کا غلبہ۔

عبداللہ بن بدیل نے جب شام والوں کو ہٹا کے معاویہ کے خیمے کے پاس پہونچا دیا تو جن بہادران شام نے مرنے کی قسم کھائی تھی معاویہ کے حکم سے بڑھ کے عبداللہ کو روکا اور ساتھ ہی حبیب بن مسلمہ نے اپنے پسپا شدہ گروہ کو للکار کے عبداللہ کے لشکر پر بڑے زور سے حملہ کیا۔ عبداللہ کے ہمراہی اہل شام کے اس حملے کی تاب نہ لا کر پیچھے ہٹے۔ بہت سے میدان چھوڑ کے بھاگ گئے۔ اور ابن بدیل کے علم کے نیچے فقط دو تین سو قاریان قرآن باقی تھے جو میدان میں قدم جمائے ایک دوسرے کے سہارے پر کھڑے تھے۔

قلب میمنہ کی شکست۔

یہ حالت دیکھ کر حضرت علیؓ نے سہیل بن حنیف کو بڑھنے کا حکم دیا۔ وہ اپنے رفقا کے ساتھ بڑھے۔ مگر معاویہ کی طرف سے شامیوں کے بڑے بڑے لشکروں نے حملہ کر کے انھیں اپنے ہی مقابلے پر روک لیا۔ قلب میں جہاں خود حضرت علیؓ تھے۔ زیادہ تر یمن کے لوگ تھے۔ جب دشمنوں کی یورش سے ان لوگوں کے بھی قدم اکھڑ گئے تو حضرت علیؓ کی طرف

میسرہ کی بھی پسپائی۔

پوری شکست ہو گئی۔ اس حالت میں آپ پا پیادہ اپنے میسرہ والوں کی طرف چلے۔ وہاں بھی اہل مضر کو کلیتہً شکست ہو گئی تھی فقط بنی ربیعہ اپنی جگہ پر قدم جمائے ہوئے تھے۔

خود علیؓ حربگاہ میں۔

حضرت علیؓ جب اس طرف چلے ہیں تو تینوں فرزند حسنؓ حسینؓ اور محمدؒ ہمراہ تھے۔ تیر دن

تی جو حضرت امیرالمومنین کے شانوں اور کنپٹیوں کے قریب سے سنسناتے ہوئے
جاتے۔ تینوں فرزند ہر جانب سے سینہ سپر بنے ہوئے تھے۔ جو آپ کو ان تیروں سے
تے۔ آپ کو ابوسفیان کے یا حضرت عثمانؓ کے غلام احمر نے دیکھا تو آپ کی طرف چلا۔
کے مقابلے پر حضرت علیؑ کا غلام کیسان گیا اور دونوں نے ایک دوسرے پر حربہ
احمر کا وار کارگر پڑا اور کیسان مارا گیا۔ حضرت علیؑ کو طیش آگیا۔ احمر کا گریبان پکڑ کے
لیا اور اپنے شانوں تک اٹھا کے اس زور سے زمین پر پٹکا کہ اس کے دونوں شانو
بازوؤں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔

زور بازوئے مرتضوی۔

اتنے میں لشکر شام نے آپ پر نرغہ کیا۔ اُن کے ہجوم میں آپ کی مستعدی اور بڑھ گئی۔ حضرت
نے کہا اس میں کوئی مضائقہ نہ تھا کہ آپ ہٹ کر اپنے گروہ میں چلے جاتے؟ فرمایا "بیٹا
رے باپ کے لیے مرنے کا ایک دن مقرر ہے جو نہ کوشش کرنے سے آگے بڑھ سکتا ہے
بے پروائی سے پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ بخدا تمہارے باپ کو اس کی مطلق پروا نہیں
خود سے موت کے منہ میں چلے جائیں یا موت اُن پر آ پڑے۔"

آپ پر نرغہ۔

آپکی شجاعت۔

لڑتے بھڑتے آپ بنی ربیعہ کے قریب پہونچے اور کمال جانبازی سے للکار کے
یہ کن لوگوں کا جھنڈا ہے۔ جن کو خدا نے گناہ سے بچایا۔ صبر عطا کیا اور ثابت قدم رکھا
کے علمدار حصین بن منذر سے فرمایا "اے بہادر شخص بھلا تم اپنے جھنڈے کو ایک گز
طرف بڑھا سکتے ہو؟" اُس نے عرض کیا جی ہاں ایک ہی نہیں میں دس گز تک بڑھا سکتا ہوں
اُس نے جھنڈے کو آپ کی طرف بڑھایا اور آپ نے فرمایا "بس بس۔ اپنی جگہ پر ٹھہرے
اب آپ کی صورت دیکھ کر بنی ربیعہ نے ایک دوسرے سے کہنا شروع کیا "لو امیرالمومنین
آگئے۔ اگر تمہارے ایک شخص کی زندگی میں بھی آپ کا بال بیکا ہوا تو تم سارے عرب
بدنام ہو جاؤ گے!" یہ فقرے سنتے ہی وہ لوگ ایسی شجاعت و جانبازی سے لڑنے لگے
کبھی نہ لڑے تھے! اور آپ نے خوش ہو کر اُن کی تعریف میں چھ شعر ارشاد فرمائے۔

آپ بنی ربیعہ میں۔

اب اشتر بھی ادھر آگئے جو اس سے پہلے میمنہ میں جولانیاں دکھا رہے تھے۔ حضرت علیؑ
سے ہو کے گزرے تو آپ نے آواز دی "مالک" عرض کیا "لبیک یا امیرالمومنینؑ" فرمایا "جو
گئے ہیں اُن کو حوصلہ دلا کے پھر میدان میں واپس لاؤ۔ اور اُن سے کہو موت سے
کہاں جاتے ہو؟ اگر وہ تمہارا پیچھا کرے گی تو اس کے ہاتھ سے ہرگز نہ بچ سکو گے"

مالک اشتر کی کارگزاری۔

اشتر نے فوراً جا کے بھاگنے والوں کو للکارا اور حضرت علیؓ کا پیام پہونچایا۔ پھر کہا "لوگو میری طرف آؤ"! ان کا یہ فقرہ سنتے ہی بعض لوگ پلٹ پڑے۔ اور بعض اسی طرح منہ پھیرے رہے تھے۔ اشتر نے پھر آواز دی اور کہا "لوگو آج تم کیسی بری لڑائی لڑے۔ اور نہیں تو میرے پاس آجائیں"۔ بنی مذحج اپنا نام سنتے ہی پھرے۔ اور اشتر نے ان سے مخاطب ہو کر "نہ تم نے اپنے پروردگار کو خوش کیا۔ اور نہ دشمنوں کے متعلق اس کے حکم پر عمل کیا۔ تمھاری یہ حالت ہے؟ تم فرزندان عرصۂ جنگ (جوانمردان جنگ) بڑے تاخت کرنے والے۔ خوب جوان۔ اور حملہ کرنے والے شہسوار ہو۔ جیالے نیزہ باز اور اپنے دوستوں کے حق میں پھر انتقام لینے میں کبھی کوئی تم سے نہ بڑھ سکا تھا۔ اور تمھارا خون کبھی مفت نہیں ضایع ہوا تھا۔ آج دن جو کرو گے ہمیشہ یادگار رہے گا۔ میرا کہنا مانو۔ دشمنوں کے مقابلے پر استقلال دکھاؤ۔ اللہ تعالیٰ ایسوں ہی کے ساتھ ہے"۔ پھر اہل شام کی طرف اشارہ کر کے کہا "اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان لوگوں میں سے کسی کے دل میں ایک بھنگے کے برابر بھی دینداری نہیں ہے۔ تم ہی لوگ میرے چہرے کی سیاہی دھو تاکہ اس میں پھر خون کی رنگت آجائے۔ اس گروہ (حضرت علیؓ کے گروہ) کا ساتھ دو۔ اللہ جل شانہٗ نے اپنی پیروی کی مہر ان لوگوں پر کر دی ان حضرت کے دونوں جانب ہیں"۔

اس تقریر نے جوانان بنی مذحج کے دلوں پر بڑا اثر کیا۔ کہنے لگے "آپ ہمیں ویسا ہی پائیں گے جیسا چاہتے ہیں"۔ اب اشتر نے ان لوگوں کو اپنے ساتھ لیا اور میمنہ کی طرف چلے جہاں شکست ہو گئی تھی۔ وہاں پہونچتے ہی اشتر ان لوگوں کے ساتھ دشمنوں پر حملے کرنے اور مار مار کے ہٹانے لگے۔ انھیں حملوں کے درمیان اشتر کو بنی ہمدان کے آٹھ سو بہادروں نے اس سمت میں بڑی بہادری دکھائی تھی۔ ان کے گروہ کے اسی آدمی اور ان کے گیارہ سردار مارے جا چکے تھے۔ جب اہل شام نے ان پر سختی سے حملہ کیا ہے۔ تو پہلے علمبردار ذؤیب بن شریح نے پامردی سے مقابلہ کیا اور مارے گئے۔ پھر ذؤیب کے بھائی نے جھنڈا لیا۔ پھر مرثد نے پھر ہبیرہ نے پھر ہریم نے پھر شمیر نے یکے بعد دیگرے جھنڈا لیا سب مارے گئے یہ سب ایک باپ کے بیٹے اور بھائی بھائی تھے۔ یہ بھی مارے جا چکے تو بشر کے دو بیٹوں عمیرہ اور حرثد نے ایک دوسرے کے بعد جھنڈا لیا اور دونوں مارے گئے تب زید کے تین بیٹوں سفیان، عبداللہ اور بکر نے باری باری جھنڈا لیا اور تینوں

اشتر میمنہ پر

بنی ہمدان کی جانبازی۔

ن وہب بن کریب نے جھنڈا لیا۔ اور بہادری سے مقابلہ کرنے لگا۔ ان پر جب زیادہ
ش ہوئی اور دشمنوں کا سخت دباؤ پڑا تو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ پسپا ہونے لگے مگر
ائی کی حالت میں بھی یہ لوگ کمال حسرت کے ساتھ نعرے لگاتے جاتے تھے کہ کاش
اہل عرب ہمارے معاون بھی ہوتے جو ہمارے ساتھ جان دینے کی قسم کھاتے اور ہم سب
شان سے قتل گاہ کی طرف پلٹتے کہ بغیر فتح کیے یا جان دیے قدم نہ ہٹاتے"۔ اشتر نے
ن کے یہ نعرے سنے تو للکار کے کہا میں تمھارے ساتھ قسم کھاتا ہوں کہ ہم لڑائی سے
نہ موڑیں گے تاآنکہ فتحیاب نہ ہوں۔ یا مارے نہ جائیں"۔ یہ سنتے ہی وہ سب اشتر کے ساتھ
لیے۔ اور میمنہ کی طرف دشمنوں پر زور و شور سے حملہ کر دیا۔ اب ان لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جس
اور لشکر پر جا پڑتے اُسے اپنی جگہہ سے ہٹا دیتے۔

اسی درمیان میں اشتر نے دیکھا کہ زیاد بن نضر حارثی کو لوگ اُٹھائے لیے جاتے ہیں۔ اس لیے
لڑتے لڑتے زخمی ہو کر گرے تھے اور بیہوش تھے اس کا سبب یہ ہوا کہ جب میمنہ کے
ار عبداللہ بن بدیل پر دشمنوں نے سخت یورش کی تو وہ عبداللہ کی مدد کے لیے آئے
اپنا جھنڈا بلند کر کے پامردی سے مقابلہ کرنے لگے مگر دشمنوں کا زور اس قدر بڑھا ہوا تھا
ی ہوے اور بیہوش زمین پر گرے۔ ان کے گرنے پر یزید بن قیس ارحبی نے جھنڈا بلند کیا
ہ بھی لڑائی میں زخمی ہو کر گرے تو ان دونوں کو بعض بہادران فوج ہاتھوں پر اُٹھا کے
کرگاہ کی طرف لے چلے۔ اشتر نے اُن کو اس حال میں دیکھا تو کہا "خدا کی قسم صبر جمیل اسی کو
تے ہیں"۔ اور بھاگنے والوں سے کہا "جو لوگ بغیر جان دیے میدان سے بھاگتے ہیں
ں شرم نہیں آتی؟"

اشتر برابر اسی طرح معرکہ آرائی کر رہے تھے۔ اور حرث بن جمہان جعفی اُن کے برابر تھے اور
نے سے شانہ ملائے ہوئے تھے۔ آخر ان لوگوں نے حملہ کرتے کرتے عصر و مغرب کے
ل ان شام والوں کو کمزور کر دیا ان کی صفیں درہم و برہم کر دیں۔ اور انھیں یہاں تک پسپا کیا کہ
ں معاویہ کے خیمے کے قریب پہونچا دیا۔ ان لوگوں کو پسپا کرنے کے بعد اشتر عبداللہ بن
کے پاس پہونچے جو دو تین سو قاریان قرآن کے ساتھ اہل شام کے زغے میں گھرے
تے مگر جس جگہ تھے وہیں قدم جمائے کھڑے تھے لیکن بالکل نا اُمید اور زندگی سے
تھے انھوں نے جو اشتر وغیرہ کو دیکھا تو پکار کے پوچھا "امیر المومنین کا کیا حال ہے؟"

اشتر کا امداد کے ساتھ
زیاد کا زخمی ہونا۔
اہل شام کی پسپائی
ابن بدیل کی حالت۔

اشتر نے جواب دیا "آپ لیسرہ میں ہیں۔ زندہ و سلامت موجود ہیں اور اپنے دشمنوں سے لڑ رہے ہیں"۔ یہ سنتے ہی سب کی زبان سے نکلا "الحمد للہ ہمارا خیال تھا کہ وہ تم سب مارے گئے"۔

انکی شجاعت

عبد اللہ بن بدیل نے جیسے ہی دشمنوں کے نرغے سے چھٹکارا پایا اشتر سے کہا اب ہم سب کو لے کر آپ باغیان شام پر حملہ کریں"۔ اشتر نے کہا "آپ سخت مقابلے سے تھک گئے ہیں۔ لہذا آپ اور آپ کے ہمراہی ہماری صفوں کے پیچھے چلے جائیں" مگر انہوں نے نہ مانا۔ جوش کے ساتھ معویہ کی طرف بڑھے اور اس شان سے کہ دونوں ہاتھوں میں تلواریں تھیں اور ساتھ والے پیچھے پیچھے تھے۔ سامنے دشمنوں کے زبردست گروہ قدم جمائے کھڑے تھے۔ اور عبد اللہ اُن میں گھستے اور بڑھتے چلے جاتے تھے جو قریب آتا اُس کو مار کے گرا دیتے۔ چنانچہ ایک گروہ عظیم اُن کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور وہ معویہ کے قریب جا پہنچے۔ یہ دیکھتے ہی بہادران شام نے ہر طرف سے سمٹ کر معویہ کو اپنے حلقے میں کر لیا اور اُن کے ارد گرد سخت خونریزی ہونے لگی

اور سارا جانا

اگرچہ شام والوں کی قوت اِس جگہ بہت زیادہ تھی۔ مگر عبد اللہ بن بدیل نے قدم پیچھے نہ ہٹایا بہتوں کو قتل کیا۔ اور آخر خود بھی لڑتے ہوئے مارے گئے۔ ہمراہیوں میں سے بعض نے تو مرنے میں اُن کا ساتھ دیا اور بہت سے اس شان کے ساتھ واپس آئے کہ زخموں سے چور تھے اب شام والے ان کے تعاقب میں تھے اور کسی طرح اُن جانبازوں کا پیچھا نہ چھوڑتے تھے۔ اُن کی یہ نازک حالت دیکھ کر اشتر نے حرث بن جمحان جعفی کو حملہ کا حکم کیا۔ انھوں نے جب اپنے گروہ کو لے کر حملہ کیا تو شام والوں نے عبد اللہ مرحوم کے باقی ماندہ رفقا کا پیچھا چھوڑا۔

معویہ اور انکی شجاعت کا اعتراف۔

عبد اللہ جب کاری زخم کھا کے گرے اور زمین پر پاؤں رگڑ رہے تھے کہ معویہ نے دیکھا اور اپنے رفیقوں سے کہا "اِس مذبوح مینڈھے کی حالت دیکھتے ہو؟" پھر جب لاش ٹھنڈی ہو گئی تو لوگوں سے پوچھا "یہ کون شخص تھا؟" اہل شام میں سے کوئی نہ پہچان سکا خود قریب گئے اور حیرت کے ساتھ کہا "ارے! یہ تو عبد اللہ بن بدیل ہیں! بنی خزاعہ کے مرد تو مرد اُن کی عورتوں سے بھی جہاں تک بنے گا بے لڑے نہ رہیں گی"۔

اشتر کی اور کارگزاریاں

اب اشتر نے بنی عک اور اشعریوں کو ساتھ لے کر دشمنوں پر حملہ کیا اور بنی مذحج جو پہلے سے ساتھ دے رہے تھے کہا "ایسی بہادری دکھاؤ کہ ہیں بنی عک کی معرکہ

...رہے پھر بنی ہمدان کے قریب گئے۔ اور اُن سے کہا "ایسی شجاعت دکھاؤ کہ ہم اشعریوں کی مدد سے بے پروا ہو جائیں"۔ یہ سب قبائل جب یکایک شام والوں کی صفوں پر جا پڑے تو ہنگامہ قیامت برپا ہو گیا۔ شام کے وقت یکساں جوش و خروش سے بازار جاں ستانی گرم رہا۔ آخر خود اشتر نے ...ان گروہوں کو لے کر ایسا زبردست حملہ کیا کہ شام والوں کو اپنی جگہ چھوڑ دینی پڑی۔ اور وہ لوگ ہٹتے ہٹتے معویہ کے گرد کی اُن پانچ صفوں کے پاس پہونچ گئے جن کے سورما جان دینے کو تیار بیٹھے تھے اور جن کے عماموں کے شملے ایک دوسرے میں بندھے ہوئے تھے۔

اہل شام کی پسپائی

اشتر نے اُن کے تعاقب میں یہاں تک پہونچ کر از سر نو حملہ کیا۔ وہ پانچوں صفیں بھی درہم برہم کر دیں۔ اور معویہ سے بہ آواز بلند کہا "مرد ہو تو میرے مقابلے پر آؤ"۔ معاویہ فوراً گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور انھیں سے اس موقع پر یہ روایت نقل کی جاتی ہے کہ "اس گھڑی بالکل میرا ارادہ ہو گیا تھا کہ میدان چھوڑ کے بھاگ جاؤں۔ مگر جاہلیت کے تین اشعار رجز یاد آ گئے انھوں نے مجھے روک دیا"۔ آخر انھوں نے عمرو بن عاص کی طرف دیکھا انھوں نے کہا "آج کا دن صبر کا ہے اور کل فخر کا دن ہوگا"۔ معویہ نے کہا "سچ کہتے ہو"۔ مگر معلوم ہوتا ہے مقابلے پر آنے کی جرات نہ ہوئی۔

اشتر کا معویہ کو مقابلہ پر بلانا

اس قیامت خیز معرکے کے وقت حضرت علیؓ کی طرف سے جندب بن زہیر نے بڑھ کے مردانہ حملہ کیا۔ شام کی طرف بنی ازد نے ان کا حملہ روکا۔ اور ازدیوں کے سردار کے ہاتھ سے جندب مارے گئے۔ پھر جندب ہی کے گروہ کے معزز شہسواروں میں سے عبداللہ کے دو بیٹے عجل اور سعد اور ابو زینب بن عوف بھی مارے گئے۔

جندب کا مارا جانا۔

اور بہادر جان دینے والے۔

اسی اثنا میں لشکر مرتضوی سے عبداللہ بن ابی الحصین ازدی اُن قاریان قرآن کو لے کر بڑھے جو عمار بن یاسر کے ساتھ تھے۔ مگر مارے گئے۔ اسی شدت جنگ کے موقع پر عقبہ بن حدید نمیری حضرت علیؓ کے لشکر سے جوش و خروش کے ساتھ یہ کہتے ہوئے نکلے "لوگو مرغزار دنیا خشک ہو گیا۔ اُس کے پودے مرجھا گئے۔ اُس کی نئی چیزیں پُرانی ہو گئیں۔ اور اس کی شیرینی تلخ ہو گئی۔ میں دنیا سے تنگ آ گیا ہوں۔ اپنے نفس کو اُس کے شوق سے روک دیا ہے اور شہادت کی تمنا ہے۔ اس چیز کو ہر معرکہ اور ہر تاخت میں ڈھونڈھتا رہا ہوں۔ خدا کو نہ منظور ہوا کہ آج کے سوا اور کسی معرکہ میں میری مراد پوری ہو۔ بس اب اس گھڑی سے میں اس کا متلاشی ہوں اور آرزو ہے کہ آج بھی اس نعمت سے محروم نہ رہ جاؤں۔ خدا کے

ایک بہادر شمشیر گر...

بندو اس شخص پر جہاد کرنے میں تمہیں کس بات کا انتظار ہے جو خدا سے دشمنی کر رہا ہے"۔ ایک لمبی اور پُراثر تقریر تھی۔ پھر اپنے بھائیوں سے کہا میرے بھائیو! اس دار دنیا کو چھوڑ کے میں اس دار آخرت کی طرف جاتا ہوں جو سامنے ہے۔ اور لو دیکھو میرا منہ اُسی کی طرف ہے یہ کہا اور دشمنوں پر جا پڑے۔ یہ کلمات سُن کر اُن کے تین بھائی عبداللہ، عوف اور مالک نے کہا آپ کے بعد ہم بھی دنیا کا رزق نہیں چاہتے"۔ اور سب اُن کے ساتھ تھے۔ یہ حضرات ایسی بہادری کے ساتھ سر بکف ہو کر اہل شام کے گروہ میں گھسے کہ پھر واپس نہ آئے۔

شمر اور حضرت علیؓ کی مخالفت

اب حضرت علیؓ کے لشکر سے شمر بن ذی الجوشن میدان میں آیا اور ادھم بن محرز باہلی کا اُس کا سامنا ہو گیا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا۔ شمر کی تلوار اچھی پڑی اور ادھم کی تلوار بھی کچھ زیادہ کارگر نہ ہوئی۔ شمر تلوار کھا کر واپس آیا چونکہ پیاسا تھا پانی پیا۔ اور نیزہ لے کر پھر ادھم کے مقابلے پر جا پہونچا اور اُسے مار کے گرا دیا۔ اسی شمر کو چند روز بعد جب ہم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں دیکھتے ہیں تو سخت حیرت ہوتی ہے۔ مگر اس زمانے تک اس کا شمار شیعیان علیؓ میں تھا۔ وہ نہ معاویہ کے ساتھ والے شیعیان عثمانؓ میں تھا اور نہ قاعدین میں جو الگ بیٹھ رہے تھے اور دونوں طرف لڑائی میں شریک ہونے کو گناہ سمجھتے تھے۔ اسی شمر پر موقوف نہیں وہ تمام لوگ جنھوں نے حضرت حسینؓ کی دشمنی پر کمر باندھی سب کوفے کے شیعیان علیؓ میں شمار کیے جاتے تھے۔

ابن مکشوح کا خالد کے بیٹے پر حملہ۔

لشکر مرتضوی میں بنی بجیلہ کا علم ابوشداد قیس بن ہبیرہ احمسی کے ہاتھ میں تھا۔ یہ وہی شخص ہے جو قیس مکشوح کہلاتا تھا اس لیے کہ مکشوح اس کے باپ ہبیرہ کا لقب تھا۔ قیس نے جوش میں آکر اپنے رفیقوں سے کہا میں خدا کی قسم تمہیں لے کر سنہری ڈھال والے کے سامنے جا پہونچوں گا"۔ سنہری ڈھال والے سے مراد سیف اللہ خالد بن ولید کے فرزند عبدالرحمٰن تھے جو معاویہ کی طرف تھے۔ قیس نے جان پر کھیل کے ایسا حملہ کیا کہ عبدالرحمٰن کے پاس پہونچ گیا۔ اور اُن پر تلوار کا بھرپور ہاتھ مارا۔ مگر معاویہ کا ایک رومی غلام بیچ میں آگیا۔ اُس نے بڑھ کر اپنی تلوار سے قیس کی ایک ٹانگ اڑا دی مگر قیس نے ایسا بیکار کر دینے والا زخم کھانے پر بھی اس غلام کو مار ڈالا مگر اب وہ شام والوں

ادھار ہجانا۔

میں گھرا ہوا تھا۔ اور سب طرف سے اُس پر نیزے پڑ رہے تھے۔ آخر انہیں کے زخموں سے چور ہو کے اُس نے جان دے دی۔ قیس کے بعد جھنڈے کو عبداللہ بن قلع احمسی نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور وہ بھی بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ تب عفیف بن ایاس نے جھنڈا

اور نامور جان دیتے ہیں

بلند کیا۔ اب بہت سے لوگ درمیان میں آ گئے تھے لہٰذا عفیف کی جان بچ گئی۔

حازم ابن ابی حازم بھی اس معرکہ میں حضرت امیر المومنین کی طرف سے مارا گیا یہ اس عہد کے ناموروں میں تھا۔ اس کے پدر بزرگوار ابو حازم جن کو شرف صحبت رسالت حاصل تھا وہ بھی اس معرکے میں فرزند کے ساتھ مارے گئے۔ اور نعیم بن صہیب جو ایک مشہور بزرگ تھے انھوں نے بھی حضرت علیؓ کی رفاقت میں شربت مرگ پیا۔

اس وقت کوفہ والوں کا لشکر جا بجا پسپا ہو رہا تھا اور اہل شام کا زور تھا۔ حضرت علیؓ نے اپنے میمنہ والوں کو پسپا اور دشمنوں کے حملوں سے منتشر ہوتے دیکھا تو یہ منظر ناگہانی نظر آیا کہ دشمن ان کے مرکز اور مستقر پر چڑھ آئے ہیں اور ان پر برابر وار کر رہے ہیں۔ ایک کے ان لوگوں کے پاس پہونچے اور زبان فصاحت ترجمان سے فرمایا میں نے دیکھا کہ تم نے زبر دست نکل کے جولانیاں دکھائیں اور یہ بھی دیکھا کہ ظالم سرکشوں اور شامی بدوؤں نے تم پر حملہ کیا۔ تم شرفائے عرب ہو۔ بڑے گروہ والے ہو۔ تلاوت قرآن سے شب زندہ داری کرنے والے ہو۔ اور لوگوں کو حق کی طرف بلاتے ہو۔ اس پیٹھ دکھانے کے بعد تم نے پھر لڑائی کی طرف منہ نہ موڑا تو تم پر وہی حکم عائد ہو جائے گا جو میدان چھوڑ کے بھاگنے والوں کا ہوا کرتا ہے اور تم ہلاکت میں پڑ جاؤ گے لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ جیسی شکست ان لوگوں سے تم کو ہوئی ہے ویسی ہی شکست تم نے ان کو دی۔ اپنے سامنے سے ان کو ہٹا دیا۔ اور ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے جاتے ہیں۔ جیسے اونٹوں کا گلہ کسی سخت ہنگامے سے بھڑکتا ہو۔ صبر کرو من جانب اللہ تسلی و تسکین تمھارے دلوں پر نازل ہوئی تم کو ثابت قدم بنا دیا۔ اور شکست کھانے والوں پر کھل گیا کہ انھوں نے خدا کو ناراض کیا اور اپنے نفس کو اس کا نافرمان بنایا۔ یہ حضرت علیؓ کا ایک نہایت ہی فصیح اور طولانی خطبہ تھا جس نے ان کے جان نثاروں پر بڑا اثر کیا۔

بشر بن عصمہ مری معاویہ کے گروہ سے جا ملا تھا۔ اس نے جو دیکھا کہ مالک بن عقدیہ جشمی اپنے زور و شور کے حملوں سے اہل شام کو پسپا کر رہا ہے تو طیش آ گیا۔ اور میدان میں جا کر مالک کے مقابل ہوا۔ دونوں میں ہتھیار چلنے لگے اور دیر تک لڑنے کے بعد بشر نے مالک کو مار کے گرا دیا مگر بغیر اس کے کہ مغلوب کر لینے کے بعد قتل کرے واپس گیا اور اپنے اس فعل پر نادم ہوا۔

عبداللہ بن طفیل بکائی نے حضرت علیؓ کی طرف سے بڑھ کے شام والوں پر سخت حملہ کیا

جوہر شجاعت دکھا کے پلٹا تھا کہ قیس بن مرہ نام ایک تمیمی شخص نے جو تھا تو اہل عراق میں مگر معویہ سے جا ملا تھا اور لشکر شام میں تھا جھپٹ کے عبداللہ کی پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان نیزہ پہونچایا کہ ایک جھٹکے میں پار کردے اتفاقاً عبداللہ بن طفیل کے بھتیجے یزید بن معویہ کی نظر پڑ گئی فوراً بجلی کی طرح تڑپ کے پہونچا اور اپنا نیزہ قیس کی پیٹھ سے چھلا کے کہا تم نے ان کو مارا اور میں نے تمہارا کام تمام کیا قیس نے پلٹ کے یزید کی صورت دیکھی تو گھبرا کے کہا خدا کے لیے اپنا نیزہ ہٹاؤ۔ وعدہ کرتا ہوں کہ میں بھی اپنا نیزہ عبداللہ کی پیٹھ پر سے ہٹاؤں گا" چنانچہ یہی ہوا اور دونوں بچ گئے۔

اور بہادریاں

ایک علی شخص اہل شام کی طرف سے نکلا اور نعرہ لگایا کہ میرے مقابلے پر کون آتا ہے؟" ادھر سے قیس بن فہدان کندی نکلا اور دونوں پینترے بدل بدل کے نیزہ بازی کرنے لگے اتنے میں لشکر عراق کے ایک شخص عبدالرحمن نام نے جھپٹ کے اس علی کو نیزہ مار کے گرا دیا۔

بھائی بھائی کا سامنا۔

اسی موقع پر اہل شام کی طرف سے قیس بن یزید نکلا۔ یہ اُن لوگوں میں تھا جو حضرت علیؓ کے لشکر سے بھاگ کے معویہ سے جا ملے تھے اس کے مقابلے پر ادھر سے اُس کا سگا بھائی عمرطہ بن یزید نکلا۔ قریب پہونچتے ہی دونوں نے ایک دوسرے کو پہچانا۔ کچھ دیر ٹھہر کے آپس میں باتیں کیں۔ پھر منہ پھیر کے اپنے اپنے لشکر کا راستہ لیا۔ اور لوگوں نے واپسی کا سبب پوچھا تو عذر کر دیا کہ "بھائی سے کون لڑتا؟

بنی طے کی بہادری۔

بنی طے نے بھی حضرت علیؓ کی طرف سے خوب خوب جاں بازیاں دکھائیں اور جس وقت وہ لوگ ثابت قدمی سے جوش جاں بازی دکھا رہے تھے حمزہ بن مالک نے پکار کے کہا واہ بنی طے واہ! میرے پاس جو کچھ ہے سب تم پر قربان۔ شاباش دین کے لیے لڑو اور اپنے حسب کے لیے لڑو۔"

آنکھ چھوٹنے پر فخر

بشر بن عسوس نے زور و شور سے حملہ کیا معرکۂ کارزار میں ایک آنکھ جاتی رہی اس پر فخر کر نے میں چار شعر کہے جن کا مفہوم یہ تھا کہ کاش دوسری آنکھ بھی پھوٹ گئی ہوتی۔ اور لوگ مجھے پکڑا کے لے چلتے۔ کاش میرے پاؤں اور ہاتھ بھی کٹ گئے ہوتے اور میں لولا لنگڑا ہوتا۔"

بنی نخع کی مردانگی

بنی نخع یعنی اشتر کے قبیلے والے بھی اس روز سخت لڑائی لڑے۔ چنانچہ ان میں سے وہ کے دو بیٹے حیان۔ اور بکر شعیب بن نعیم ربیعہ بن مالک اور حنبل اور نقیہ علقمہ بن قیس کے

Marfat.com

ٹانگ کٹنے پر ناز ہے

بھائی اُبی مارے گئے۔ خود علقمہ کی ٹانگ اس معرکے میں کٹ گئی تھی۔ اس پر اُن کو ناز رہا۔ اکثر کہا کرتے میں نہیں چاہتا کہ میری ٹانگ موجود ہوتی۔ میں تو اس کے عوض جزائے خیر اور ثواب آخرت کا امیدوار ہوں"۔ یہ بھی ان کا بیان تھا کہ میں نے اپنے بھائی اُبی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا وہاں تمہیں کیا پیش آیا؟ کہا خدا کے سامنے ہم اور حریفوں کا سامنا ہوا۔ پھر دونوں اپنی اپنی دلیلیں پیش کرتے رہے اور آخر میں اُن پر غالب آئے۔ اس خواب پر مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ اُس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا"۔ ان کے یہ مرحوم بھائی اُبی اس کثرت سے نمازیں پڑھا کرتے تھے کہ ان کا لقب ہی "نمازی" مشہور ہو گیا تھا۔

معزز قبیلہ بنی حمیر کے جو لوگ امیر معٰویہ کے لشکر میں تھے ان کے سردار نامور شہسوار یمن ذوالکلاع تھے۔ حضرت عمرؓ کے فرزند عبید اللہ بھی انہیں کے گروہ میں تھے اور یہ سب لوگ لشکر شام کے میمنہ پر تھے۔ انھوں نے جو حملہ کیا تو بنی ربیعہ پر آ پڑے جو حضرت علیؓ کے میسرہ پر تھے۔ بنی ربیعہ کے گروہ میں عبد اللہ بن عباس بھی تھے۔ یہ حملہ ایسا سخت تھا کہ بنی ربیعہ کا جھنڈا ڈگمگانے لگا جو ابو ساسان حصین بن منذر کے ہاتھ میں تھا۔ بنی حمیر حملہ کر کے پیچھے ہٹے تو عبید اللہ بن عمر نے اُن میں سے نکل کر دوبارہ حملہ کیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا "اے اہل شام یہ عراق والے قاتلان عثمانؓ اور مددگاران علیؓ ہیں اُن پر نہایت سخت حملہ کرو"۔ بنی ربیعہ نے ان کے حملے کو بڑے استقلال سے روکا۔ اور نہایت ثابت قدمی دکھائی۔ چند کمزور بزدلوں کے سوا تمام علمبردار کل بہادر شہسوار اور سب حافظان قرآن اپنی اپنی جگہ پر قائم رہے۔ ان لوگوں کے استقلال کی وجہ سے سخت خونریزی ہوئی۔ آخر بنی ربیعہ کے ایک سردار خالد بن معمر اور اُن کے گروہ کو شکست ہو گئی۔ تھوڑی دور جانے کے بعد جب انھوں نے دیکھا کہ ان کے قبیلے کے تمام علمبردار اپنی جگہ پر قائم ہیں تو پلٹے اور ساتھ والے شکست یابوں کو بھی للکار کے پلٹایا۔ اور پھر لڑنے لگے۔

حضرت عمرؓ کے فرزند عبید اللہ

خالد بن معمر

انہیں خالد کا واقعہ ہے کہ اس سے پیشتر ان کے متعلق لوگوں نے حضرت علیؓ کے سامنے چغلی کھائی تھی کہ وہ معٰویہ سے مراسلت کرتے ہیں۔ آپ نے اُن کو اور تمام بنی ربیعہ کو سامنے بلا کے صاف صاف کہدیا تھا کہ تمہارے بارے میں مجھ سے یہ شکایت کی گئی ہے۔ پھر فرمایا تھا اگر یہ صحیح ہے تو تم کو میرا ساتھ دینے کی ضرورت نہیں۔ جس شہر میں جی چاہے چلے جاؤ۔ مگر ہاں ایسی جگہ جاؤ کہ وہاں معٰویہ کی حکومت نہ ہو۔ خالد نے اس اتہام سے

ان پر بدگمانی

Marfat.com

اپنی برأت ظاہر کی تھی اور بنی ربیعہ نے اقرار کیا تھا کہ "امیر المومنین اگر ہم پر ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ سے خط وکتابت کرتے ہیں تو ہم خود ہی اُن کو قتل کر ڈالیں گے"۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے وفاداری کا عہد و پیمان لے کر انہیں آزادی عطا فرمائی تھی۔ اب اس موقع پر وہ میدان سے بھاگے تو بعض لوگوں نے پھر انہیں متہم کیا۔ انھوں نے یہ عذر کیا کہ اپنے گروہ کے بعض لوگوں کو بھاگتے دیکھ کر میں پلٹا تھا کہ اُن مفرورین کو واپس لے جاؤں۔ اور جن لوگوں نے میرا کہنا مانا اُن کو لے کر میں نے پھر دشمنوں پر حملہ کیا۔ انھوں نے اس حملے کے موقع پر بنی ربیعہ کو اس طرح للکار کے بڑھایا کہ بنی حمیر اور عبید اللہ بن عمر کے مقابلے میں انھوں نے بے نظیر جاں بازی دکھائی۔ چنانچہ اس کوشش میں اُن کے بہت سے آدمی مارے گئے اور سُمیر بن ریان عجلی بھی مارے گئے جو بڑے رعب داب کے شہسوار تھے۔ بنی ربیعہ کی یہ حالت دیکھ کر زیاد بن عمرو بن خصفہ نے قبیلہ بنی عبد القیس کے گروہ سے پکار کے کہا "حمیر والوں نے بنی بکر بن وائل (بنی ربیعہ) پر آفت ڈھا رکھی ہے" پھر نعرہ لگایا کہ "اے بنی عبد القیس آج کا دن پھر نہ آئے گا"۔ یہ سنتے ہی بنی عبد القیس بنی ربیعہ کی کمک پر پہونچ گئے۔ اور ایسے جوش وخروش سے حملہ کیا کہ بنی حمیر بجائے غالب ہونے کے مغلوب ہو گئے۔ اور اُن کے سردار ذوالکلاع حمیری اور عبید اللہ بن عمر بن الخطاب مارے گئے۔

اور برأت

ذوالکلاع و عبید اللہ بن عمر مارے گئے

حضرت عمرؓ کی تلوار ذوالوشاح

عبید اللہ بن عمر کا قاتل محرز بن خنیس بتایا جاتا ہے جو بصرے کے بنی تیم اللہ میں سے تھا عبید اللہ کی مشہور تلوار ذوالوشاح جو خاص حضرت عمرؓ کی تلوار تھی اُس کے ہاتھ لگی۔ ایک مدت کے بعد جب عراق کی حکومت بھی معاویہ کے ہاتھ میں آئی تو انھوں نے وہ تلوار اُس سے لے لی بعض راویان اخبار عبید اللہ کا قاتل ہانی بن خطاب ارحبی کو بتاتے ہیں۔ اور بعض مالک بن عمرو تنعی حضرمی کو۔ واللہ اعلم۔

عمار کی تقریر

اس معرکے کے وقت عمار بن یاسرؓ نے میدان میں آکر کہا "خداوندا تو جانتا ہے کہ اگر مجھے معلوم ہو کہ تیری مرضی یہ ہے کہ اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دوں تو مجھے اس میں ذرا تامل نہ ہوگا اسی طرح اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ تیری مرضی اس میں ہے کہ اپنی تلوار کو اپنے پیٹ میں اس طرح بھونکوں کہ پیٹھ توڑ کے نکل جائے تو اس میں بھی مجھے مطلق دریغ نہ ہوگا۔ آج مجھے کوئی تیرا اس سے زیادہ پسندیدہ کام نہیں نظر آتا کہ ان بدکاروں کے مقابلے میں جہاد کروں۔ اور اگر جانتا کہ اور کوئی کام تجھے اس سے زیادہ پسند ہے تو میں اسی کو اختیار کرتا۔ میں ایک ایسے گروہ کو

Marfat.com

دیکھتا ہوں جو خدا کی قسم ایسے ایسے زبردست وار کریں گے کہ باطل پرستوں کے دلوں میں شبہ پیدا ہو جائے لیکن یہ لوگ مجھے اگر مارتے مارتے علاقہ ہجر کے صحراؤں تک دھکیل دیں تو بھی یہی یقین رہے گا کہ میں حق پر ہوں اور یہ باطل پر ہیں۔" پھر للکار کے کہا "کون خدا کی رضامندی چاہتا ہے؟ کون ثروت دنیا اور اپنے فرزندوں کو چھوڑتا ہے؟" فوراً جوانمردوں کا ایک گروہ سامنے آکھڑا ہوا کہ ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ اُن کو دیکھ کر عمار نے کہا چلو ان لوگوں پر حملہ کریں جو خون عثمانؓ کے انتقام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر خدا کی قسم یہ لوگ ان کا انتقام نہیں چاہتے بلکہ انھیں ثروت دنیا کا چسکا پڑ گیا ہے۔ اُسے چاہتے ہیں یہ لوگ خوب سمجھے ہوئے ہیں کہ جب ہمیں حق کی پابندی کرنا پڑے گی تو وہ ہمارے اور ہماری ہوسوں کے درمیان میں حائل ہو جائے گا اور نہ ان لوگوں نے پیشتر کوئی ایسے کارنامے دکھائے ہیں کہ لوگوں کو اپنا مُطیع کرنے اور حکومت کرنے کے مستحق ہوں۔ یہ دعویٰ کہ ہمارے امام مظلوم مارے گئے۔ اس لیے ہے کہ اس بہانے سے بادشاہ جبار بن جائیں اور اپنی ہوسیں پوری کریں۔ یہ بہانہ ان کے ہاتھ نہ لگ گیا ہوتا تو دو آدمی بھی ان کا ساتھ نہ دیتے۔ خداوندا اگر تو ہماری مدد کرے تو کوئی نئی بات نہیں۔ تو نے اکثر ہماری مدد کی ہے لیکن اگر تو ان کی مدد کرے تو ان لوگوں نے جو فتنہ پیدا کر رکھا ہے اس کے پاداشں کے لیے تو عذاب عظیم کو تیار رکھ۔"

یہ کہہ کر عمار دشمنوں کی طرف جھپٹے۔ اور وہ گروہ اُن کے ہمراہ تھا۔ میدان صفین میں جس طرف ان کا گزر ہوتا اور کوئی صحابی رسول اکرم صلعم ملتا تو بلا تامل ان کے ساتھ ہو جاتا۔ اس طرح چکر لگاتے ہوئے وہ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کے پاس پہونچے جو مرقال کے لقب سے مشہور تھے یہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھتیجے اور حضرت علیؓ کے ایک علمبردار تھے۔ اور یک چشم تھے۔ عمار نے اُن کی صورت دیکھتے ہی کہا "اے ہاشم یک چشم۔ یک چشم کے لیے بزدلی اچھی نہیں۔ سوار ہو" وہ فوراً گھوڑے پر سوار ہو کے ساتھ ہو لیے۔ رجز کے طور پر دو شعر ان کی زبان پر تھے۔ اور عمار کہہ رہے تھے۔ "بڑھو ہاشم بڑھو جنت تلوار کے سایے میں اور موت تیروں کی نوکوں کے نیچے ہے۔ آسمانوں کے دروازے کھل گئے۔ حوروں نے سنگھار کر لیا۔ اور آج میں اپنے دوستوں اور محمد صلعم کے گروہ سے جا ملوں گا۔"

یہ کہہ کر بڑھے تو عمرو بن عاص کا سامنا ہو گیا۔ دیکھتے ہی چلا اٹھے "عمرو تم نے دین کو مصر کے

ان کا حملہ۔

ہاشم ان کے ہمراہ ہوئے۔

عمار کی عمرو بن عاص سے گفتگو

حکومت پر پیچ ڈالا"۔ انھوں نے کہا "ایسا نہیں ہے۔ میں تو عثمانؓ کے خون کا انتقام لینا چاہتا ہوں"۔ عمار بولے "مگر جہاں تک مجھے علم ہے تم اپنے اس فعل سے خدا کی رضامندی نہیں چاہتے عمرو یاد رکھو کہ آج نہ مرے تو کل مرو گے۔ اگر اس گھڑی کا خیال کرو جب ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق پھل ملے گا۔ خوب غور کر کے دیکھو کہ تمھاری نیت کیا ہے۔ تم جن بزرگ کے جھنڈے کے مقابلے میں ہو اُن کا تمھارا مقابلہ پہلے بھی تین بار ہو چکا ہے۔ اور یہ چوتھی بار ہے۔ اور یہ چوتھا بھی اُن اگلے تین مقابلوں سے کچھ اچھا اور بگناہی کا نہیں ہے" یہ کہہ کے عمار نے حملہ کر دیا۔

مسلمانوں کا عمار سے لڑتے ڈرنا۔

صحابہ اور عام مسلمان عمار کا مقابلہ کرتے اور جس گروہ میں وہ ہوں اُس کے مقابلے پر ہتھیار اُٹھاتے ڈرتے تھے۔ اور باہم ایک دوسرے کو سمجھایا کرتے تھے کہ خبردار اُس گروہ کی مخالفت نہ کرنا جس کے ساتھ سمیہ کے بیٹے یعنے عمار ہوں (سمیہ ان کی والدہ کا نام تھا) اس رکاوٹ کی وجہ یہ تھی کہ حضرت رسول خدا صلعم نے اُن کی نسبت فرمایا تھا کہ انھیں ایک باغی اور برگشتہ گروہ قتل کرے گا" ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہوا تھا کہ "اُن کی آخری غذا پانی ملا ہوا دودھ ہو گا"۔

اُنکی آخری غذا

اس پیشین گوئی کے مطابق جب مرنے کا وقت آیا تو عمار پکار پکار کے کہنے لگے "میری دنیا کی آخری غذا لاؤ"۔ کسی نے ایک پیالہ پانی ملے دودھ کا دے دیا۔ اُس کو پیا اور زخمی ہو کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ابوالغادیہ نام ایک شخص نے اُن کو قتل کیا۔ اور ابن حوی سکسکی نے اُن کا سر کاٹا۔

اُن کا مارا جانا

ذوالکلاع حمیری جن کے مارے جانے کا حال بیان ہو چکا انھوں نے ایک بار خود عمرو بن عاص کی زبان سے سنا تھا کہ رسول خدا صلعم نے عمار سے فرمایا کہ تمھیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور تمھاری آخری غذا پانی ملا ہوا دودھ ہو گا۔ اس کے بعد ذوالکلاع نے جو عمار کو حضرت علیؓ کے لشکر میں دیکھا تو عمرو بن عاص سے بار بار کہتے "یہ کیا؟ عمار تو اُدھر ہیں"۔ اور عمرو یہ جواب دے دیا کرتے کہ "آخر میں وہ ہماری ہی طرف آ جائیں گے"۔ اسی درمیان میں عمار زندہ موجود تھے کہ ذوالکلاع حمیری مارے گئے۔ اور عمرو بن عاص نے جناب معاویہ سے کہا "سمجھ میں نہیں آتا کہ میں عمار کے مارے جانے پر زیادہ خوش ہوں یا ذوالکلاع کے مارے جانے پر؟ اگر عمار کے مارے جانے کے وقت ذوالکلاع زندہ

رسول خدا صلعم کی پیشین گوئی

Marfat.com

موجود ہوتے تو خدا کی قسم سارے شام والوں کو لے کر علیؑ سے جا ملتے۔"

مدعیان قتل عمار

اب متعدد لوگوں نے معٰویہ کے سامنے اگر دعویٰ کیا کہ ہم نے عمار کو قتل کیا ہے۔ عمرو نے ہر ایک سے یہ سوال کیا کہ جان دیتے وقت انھوں نے کیا کہا۔ اس کا جواب کوئی نہ دے سکا۔ یہاں تک کہ ابن حوی آیا۔ اور بیان کیا کہ مرتے وقت انھوں نے یہ کہا "آج میں اپنے دوستوں محمدؐ اور آپ کے ساتھیوں سے جا ملوں گا۔" عمرو نے کہا "بیشک تو ہی اُن کا قاتل ہے۔ اور یہ نہ سمجھ کہ تجھے کوئی کامیابی ہوئی۔ تو نے اپنے پروردگار کو ناراض کر دیا۔" حضرت عمار کا قاتل ابوالغاریہ حجاج بن یوسف ثقفی کے زمانے تک زندہ موجود تھا۔

لڑائی میں میل جول

اس لڑائی میں یہ خاص بات تھی کہ لڑائی کے وقت لوگ لڑتے تھے اور جب لڑائی رُکتی تو دونوں طرف کے لوگ ایک دوسرے کے لشکر میں جا کے ملتے جُلتے اور باتیں کرتے۔

حدیث میں جناب معٰویہ کی تاویل

عبدالرحمن سلمی جو حضرت علیؑ کے لشکر میں تھے کہتے ہیں جب عمار مارے گئے تو میں معاویہ کے لشکر میں گیا کہ دیکھوں ان لوگوں کو عمار کے مارے جانے کی خبر ہوئی یا نہیں۔ وہاں گیا تو دیکھا کہ معٰویہ۔ عمرو بن عاص۔ ابوالاعور اور عبداللہ بن عمرو بن عاص گھوڑوں پر سوار ایک ساتھ باتیں کرتے چلے جاتے ہیں۔ اپنا گھوڑا بڑھا کے میں بھی اُن کے درمیان میں ہو گیا تاکہ اُن کی کوئی بات سننے سے نہ رہ جائے۔ عبداللہ نے اپنے والد سے کہا "آج آپ لوگوں نے اس شخص کو قتل کیا۔ حالانکہ رسول اللہ صلعم نے مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت اُن کو دو دو اینٹیں اٹھا کے لاتے دیکھ کر ان کی گرد جھاڑی تھی اور فرمایا تھا کہ اے ابن سُمیہ باوجودیکہ ثواب آخرت کے شوق میں تم بجائے ایک ایک کے دو دو اینٹیں لاتے ہو مگر تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔" یہ سُن کر عمرو نے معٰویہ سے کہا "آپ نے سنا کہ عبداللہ کیا کہتے ہیں؟" پوچھا "کیا کہتے ہیں؟" عمرو نے بیٹے کی گفتگو بیان کی۔ سنتے ہی معٰویہ نے کہا "تو کیا ان کو ہم نے قتل کیا؟ ان کا قاتل وہ ہے جو ان کو میدان میں لایا۔" اور اسی گھڑی سے یہ جملہ تمام اہل شام کی زبان پر جاری ہو گیا۔

خود حضرت علی کا حملہ

عمار کے مارے جاتے ہی حضرت علیؑ نے بنی ربیعہ اور بنی ہمدان کو آواز دی اور کہا "تم ہی میری زرہ ہو اور تم ہی میرے نیزے ہو۔" سنتے ہی ان قبائل کے بارہ جوانمرد حاضر ہوئے آپ نے اُن کو خچروں پر سوار کرایا۔ اور انھیں ساتھ لیکر بنفس نفیس دشمنوں پر حملہ کر دیا۔ اہل شام کی کوئی صف نہ تھی جس کو آپ نے اپنے اس حملہ سے درہم برہم نہ کر دیا ہو۔ جس شخص کے پاس

Marfat.com

پہونچتے اُسے قتل کر ڈالتے۔ یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے معٰویہ کے قریب جا پہونچے۔ اور اشعار رجز زبان پر تھے۔ یہاں پہونچتے ہی للکار کے معٰویہ سے کہا "خونریزی کیوں ہو رہی ہے آؤ اس کا فیصلہ خدا پر چھوڑ دیں۔ اور ہم دونوں مقابلہ کر کے فیصلہ کر لیں۔" عمروؓ نے سُن کر معٰویہ سے کہا۔ علیؓ نے بات انصاف کی کہی۔" معٰویہ نے کہا "تم غلطی پر ہو۔ ان کے مقابلے پر جو جائے گا مارا جائے گا۔" عمروؓ نے کہا "مگر یہ آپ کی شان سے بعید ہے کہ لڑائی سے منہ پھرائیے۔" اس کے جواب میں معٰویہ بولے "معلوم ہوتا ہے تم کو میری جانشینی کی ہوس ہے۔"

معٰویہ کو مقابلے پر بلانا۔ اور اُن کا انکار۔

حضرت علیؓ کے محافظ۔

جو لوگ حضرت علیؓ کے ساتھ ساتھ تھے انھوں نے اپنے دو شخصوں کو حضرت علیؓ کی حفاظت کے لیے مقرر کر دیا تھا جو داہنے بائیں رہتے اور حتی الامکان آپ کو دشمنوں کے گروہوں میں گھسنے سے روکتے۔ مگر آپ کی یہ حالت تھی کہ اُن کو ذرا بھی غافل پاتے تو دشمنوں پر جا پڑتے۔ اور جب تک تلوار کو خون سے نہ بھر لیتے نہ پلٹتے۔ ایک مرتبہ آپ نے حملہ کیا اور برابر لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ تلوار دوہری ہو گئی اُس وقت پلٹے۔ تلوار اُن کے سامنے ڈال دی اور فرمایا یہ بیکار نہ ہو گئی ہوتی تو میں واپس نہ آتا۔"

نویں فصل

جنگ صفین کا انجام

معاویہ کا اسیروں کو قتل کرنا۔ ایک اسیر کا جان بچانے والا فقرہ۔ علیؓ کا اسیروں کو چھوڑ دینا۔ معاویہ کو اس سے نصیحت۔ ہاشم کا حملہ۔ ایک شامی نوجوان۔ وہ کس دھوکے میں تھا؟ اس کو تنبیہ۔ ہاشم کی بہادرانہ موت۔ حضرت علیؓ کا جوش دلانا۔ محمد بن حنفیہ کا حملہ۔ عبداللہ بن کعب کا مارا جانا۔ ان کی وصیت۔ رات بھر لڑائی۔ لیلۃ الہریر۔ حضرت علیؓ اس رات میں۔ لشکر علیؓ کا آگے بڑھ جانا۔ اشتر کی سرگرمی۔ ان کا حملہ۔ عمرو بن عاص کا غلام وردان۔ عمرو بن عاص کی کارروائی۔ قرآنوں کا بلند کیا جانا۔ اہل عراق میں تفرقہ۔ حضرت علیؓ کا سمجھانا۔ لوگوں کا نہ ماننا۔ آپ کو قتل کی دھمکی۔ اشتر کا بلایا جانا۔ خلافت چھین لینے کی دھمکی۔ اشتر کا بہ تاکید بلوایا جانا۔ اور فتح چھوڑ کر واپس آنا۔ ان کی پُرغضب تقریر۔ متعلق سماعت نہ ہونا۔ اشتر میں اور لوگوں میں جھپٹ۔ آپس میں لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی۔ التوائے جنگ۔ اشعث کا معاویہ کے پاس جانا۔ صورت فیصلہ پنچایت۔ بغیر علیؓ سے پوچھے منظوری۔ عمرو بن عاص اہل شام کے پنچ۔ اور ابو موسیٰ اہل عراق کے۔ اس میں بھی علیؓ کی نہ سنی گئی۔ ابو موسیٰ کا بلایا جانا۔ اشتر کی بیقراری۔ احنف کی ناکام کوشش۔ تحریر معاہدہ۔ عمرو بن عاص کا اعتراض۔ سنت رسالت کی مطابقت۔ عمرو بن عاص کا بگڑنا۔ گفتگوئے ملال۔ معاہدے کے الفاظ۔ تحریر و تعمیل کی تاریخیں۔ مقام فیصلہ۔ گواہیاں۔ اشتر کا دستخط کرنے سے انکار۔ اس پر حضرت علیؓ کا ارشاد۔ پنچوں کا مقرر کرنے والوں سے اقرار لینا۔ خود پنچوں کا حلفی اقرار۔ معاہدے کا لشکر میں تضوی سنایا جانا۔ خوارج کے شبہے کی ابتدا۔ صفین سے واپسی اور فتنۂ خوارج۔ حضرت علیؓ کو عام خیالات کی جستجو۔ ذی رائے لوگوں کی تعریض۔ اس کا جواب۔ کوفے میں پہلا قبرستان۔ قبرستان میں پڑھنے کی دعا۔ کوفے کے کشتگان صفین کا ماتم۔ بین و بکا۔ اظہار غم اور معذرت خواہی۔ آپ کی کریم النفسی۔ کوفے کے شیعیان عثمانؓ۔ خوارج حرورا میں۔ نامور مقتولین صفین۔

Marfat.com

معاویہ کا اسیروں کو قتل کرنا

جناب معاویہ نے حضرت علیؓ کی طرف کے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا تھا۔ اُن لوگوں کے بارے میں عمرو بن عاص سے مشورہ کیا تو انھوں نے کہا "ان سب کو قتل کروا دیجیے۔" اس مشورے پر جب عمل ہونے لگا تو اسیروں میں سے ایک شخص نے جس کا نام عمرو بن اوس اودی تھا معاویہ سے کہا "مجھے قتل نہ کیجیے۔ اس لیے کہ میں آپ کے عزیزوں میں ہوں اور آپ رشتے میں میرے ماموں ہوتے ہیں۔" معاویہ نے حیرت سے پوچھا "میں تمہارا ماموں کیسے ہو گیا۔ ہمارے خاندان نے کبھی بنی اود سے سدھیانہ نہیں کیا۔" اس شخص نے کہا "اچھا اگر وہ رشتہ ثابت کر دوں تو آپ مجھے امان دیں گے؟" کہا "بیشک" کہا "حضرت رسول خدا صلعم کی بیوی ام حبیبہ آپ کی بہن ہیں یا نہیں؟" معاویہ نے کہا "بیشک ہیں" اُس نے کہا "تو وہ میری ماں ہیں اس لیے مسلمان ہونے کے باعث میں اُن کا بیٹا ہوں" حضرت معاویہ اس کے اس جواب پر خوش ہوئے کہا "افسوس یہ بات کسی اور کو نہیں سوجھی۔" اور اس کو چھوڑ دیا۔ حضرت علیؓ نے بھی معاویہ کی طرف کے بہت سے لوگوں کو گرفتار کر لیا تھا مگر سب کی جان بخشی کی۔ اور جب وہ لوگ چھوٹ کر واپس آئے ہیں تو اور بھی بہت سے قیدی معاویہ کے ہاتھ میں اسیر ہو چکے تھے۔ انھوں نے عمرو بن عاص سے کہا "ہم ان قیدیوں کے بارے میں بھی تمھارے کہنے پر عمل کرتے تو بڑی ہی غلطی کرتے" یہ کہہ کر سب قیدیوں کو چھوڑ دیا۔

ایک اسیر کا جان بچانے والا فقرہ

علیؓ کا اسیروں کو چھوڑ دینا

معاویہ کو اس سے نصیحت

ہاشم کا حملہ

اب شام ہو گئی تھی۔ وقت کو تنگ اور لڑائی کی شدت کو اُسی حالت پر دیکھ کے ہاشم بن عتبہ نے لوگوں کو اپنے گرد جمع کیا اور کہا "جو کوئی خدا اور عالم آخرت کا شائق ہو میرے پاس آئے"۔ بہت سے سر بکف بہادر تیار ہو گئے۔ ہاشم ان کو ساتھ لے کر اہل شام پر پے در پے حملے کرنے لگے۔ اور دشمن اگرچہ مشکلوں سے اُن کے حملوں کو روک سکے۔ مگر اسی طرح سامنے جمے کھڑے تھے اور اپنی جگہ سے نہ ہٹتے تھے۔ اُن کا یہ استقلال دیکھ کر ہاشم نے اپنے ہمراہیوں کو للکارا اور کہا "خدا کی قسم یہ عربوں کی وہی عہد جاہلیت والی غیرت و حمیت اور اُن کی وحشی اس زمانے کی ثابت قدمی ہے مگر تم اُن سے خوف نہ کرو۔ یاد رکھو کہ تم حق پر ہو اور یہ گمراہ ہیں۔" پھر اپنے ہمراہیوں کو جوش دلایا اور قاریان قرآن کے ایک گروہ کو ساتھ لے کر اہل شام پر جا پڑے۔ اس حملے میں انھیں ایک شامی نوجوان نظر آیا جو معاویہ کی طرف سے نکلا اور رجز میں کہتا تھا "میں وربار داران ملوک غسان کا فرزند ہوں اور آج خون عثمانؓ کا انتقام لے رہا ہوں۔ ہمارے قاریان قرآن کہتے ہیں کہ علیؓ ہی ابن عفان کے قاتل ہیں"

ایک شامی نوجوان

Marfat.com

...ہ کے شمشیر زنی کرتا اور جب تک سب و شتم اور بعض طعن میں زبان درازی نہ کر لیتا پیچھے نہ ہٹتا۔ ہاشم اُس کے قریب گئے اور کہا ان الفاظ پر خدا کے یہاں سزا ملے گی اور اس خونریزی کا جواب دہ ہونا پڑے گا۔ خدا سے ڈرو" اُس نے کہا میں تم سے اس لیے لڑتا ہوں کہ نہ تمہارے حاکم نماز پڑھتے ہیں اور نہ تم پڑھتے ہو۔ تمہارے حاکم نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا اور تم نے ان کی مدد کی"۔ ہاشم نے کہا تو عثمانؓ کے معاملے کو کیا جانے۔ یا تیرا خیال ہے کہ اُن کو صحابۂ رسول اللہ۔ فرزندان صحابہ۔ اور قاریان قرآن نے قتل کیا ہے جو ...ک دیندار اور علم والے ہیں اور ایک لمحے کے لیے بھی دین سے غافل نہیں ہوتے؟ رہا یہ جو تو نے کہا کہ ہمارے حاکم نماز نہیں پڑھتے تو سُن۔ وہی پہلے شخص ہیں جنھوں نے نماز پڑھی۔ اور دین کی باتوں کو ساری خلقت سے زیادہ جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم کے وہ سب سے بڑے دوست تھے۔ اور یہ سب لوگ جن کو تو اپنے مقابلے میں دیکھتا ہے سب کے سب قاریان قرآن ہیں۔ تہجد ادا کرنے کے شوق میں راتوں کو نہیں سوتے۔ جن بدنصیبوں نے تجھے بہکایا ہے اُن کے فقرے میں نہ آ"۔ نوجوان نے یہ تقریر سُن کر ذرا تامل کیا۔ پھر پوچھا "بھلا میرا گناہ معاف ہونے کی بھی کوئی صورت ہے؟" ہاشم نے کہا "درگاہ الٰہی میں توبہ کرو۔ وہ توبہ قبول کرتا اور گناہ معاف کرتا ہے"۔ اب یہ نوجوان اپنے لشکر میں واپس گیا اور لوگوں سے یہ سرگذشت بیان کی تو سب نے کہا "اس عراق والے نے تجھے بہکا دیا"۔ مگر اس کے دل پر ہاشم کی باتیں ایسی نقش ہو گئی تھیں کہ جواب دیا "اُس نے خدا کی قسم مجھے فریب نہیں دیا۔ بلکہ اچھی بات بتائی۔ مگر اسکے بعد نہیں معلوم ہو سکا کہ اس شخص کا انجام کیا ہوا۔

ہاشم اور اُن کے ساتھی اس حملے میں اس طرح جان پر کھیل کے لڑے کہ فتح کے آثار نظر آنے لگے مگر مغرب کا وقت قریب تھا کہ شام والوں کی طرف سے تنوخیوں نے اُن پر سخت حملہ کیا۔ ہاشم اُن کے مقابلے پر جم گئے۔ رجز پڑھتے جاتے تھے اور معرکہ آرائی کرتے تھے۔ نو دس آدمی خاص اُن کے ہاتھ سے مارے جا چکے تھے۔ کہ یکایک حرث بن منذر تنوخی نے اُن پر نیزے کا ایسا بھرپور وار کیا کہ گھوڑے کے نیچے آ رہے۔ زمین سے اُٹھنے نہیں پائے تھے کہ حضرت علیؓ کا نقیب یہ کہتا ہوا پہونچا "جھنڈوں کو آگے بڑھاؤ"۔ وہ جو قریب آیا تو ہاشم نے اُس سے پکار کے کہا "ذرا میرے پیٹ کو تو دیکھنا"۔ اُس نے دیکھا تو پیٹ چاک تھا۔ چنانچہ اسی زخم نے ان کا کام تمام کر دیا۔ یہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھتیجے تھے اس زمانے کے بڑے نامور بہادروں میں شمار کیے جاتے تھے۔ اُن کو جان دیتے دیکھ کر

وہ کس جرم کے لیے تھا؟

اسکو توبہ

ہاشم کی بہادرانہ موت

حجاج بن عزیہ انصاری کو ایسا جوش آیا کہ باآواز بلند تین شعر پڑھے جن کا مضمون یہ تھا کہ اے اہل شام۔ اگر تم نے ہماری طرف کے ناموروں کو قتل کیا تو ہم نے بھی تمہارے بہت سے بہادر قتل کرڈالے ہیں۔

دوران جنگ میں حضرت علیؓ کا گزر بنی غسان کے ایک بہادر کی طرف سے ہوا۔ یہ لوگ جناب معاویہ کی طرف سے لڑ رہے تھے اور ایسے جمے کھڑے تھے کہ کسی طرح اپنی جگہ سے قدم نہ ہٹاتے۔ اُن کا استقلال دیکھتے ہی آپ نے اپنے بہادروں سے پکار کے فرمایا "جب تک سخت نیزہ بازی اور زبردست شمشیر زنی نہ کی جائے یہ لوگ نہ ہٹیں گے۔ کون نیزہ باز اور شمشیر زنی ہے؟ جو سروں کو چاک کرے۔ ہڈیوں کو تراشے۔ اور کلائیوں اور ہاتھوں کو قلم کردے ان کی روک یہ ہے کہ پیشانیاں فولادی گرزوں سے ٹکڑے ٹکڑے کردی جائیں۔ کہاں ہیں اجر الٰہی کے اُمیدوار اور آخرت کے آرزومند؟" آپ کے یہ کلمات سنتے ہی ایک گروہ سامنے آکھڑا ہوا ان کو دیکھ کر آپ نے اپنے عزیز فرزند محمد بن حنفیہ کو بلایا اور حکم دیا کہ "ان لوگوں کو لے کر تم آہستہ آہستہ دشمنوں کے اُس سامنے والے جھنڈے کی طرف جاؤ۔ مگر جب نیزے کی زد پر پہونچنا تو ٹھہر جانا۔ اور میرے دوسرے حکم کا انتظار کرنا محمد بن حنفیہ نے پدر بزرگ کے حکم پر عمل فرمایا۔ اُن کے جاتے ہی حضرت علیؓ نے جان نثاروں کا اتنا ہی ایک اور گروہ جمع کر کے کمک پر بھیجا اور فرزند کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اشارہ ہوتے ہی ابن حنفیہ نے اپنے رفیقوں کو ساتھ لے کر ایسا زبردست حملہ کیا کہ دلاوران بنی غسان کے قدم اکھڑ گئے۔ اور ان کے بہت سے آدمی قتل ہوئے۔

عبداللہ بن کعب مرادی داد شجاعت دیتے دیتے کاری زخم کھا کر گرے اُن کا آخری وقت تھا کہ اسود بن قیس مرادی لڑتے ہوئے گزرے۔ انھیں آواز دی۔ وہ لبیک کہہ کر قریب آئے۔ پہچان کر حال پوچھا اور متاسف ہو کر کہا "آپ کا مارا جانا نہایت ہی سخت سانحہ ہے۔" پھر اتر کے پاس آئے اور کہا "مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔" عبداللہ نے کہا "میری وصیت یہ ہے کہ خدا سے ڈرتے رہو۔ امیر المومنین کو مشورۂ خیر دو۔ اور ہمیشہ ان کی خدمت میں رہ کر اُن کے مخالفوں سے لڑو۔ یہاں تک کہ غالب آؤ یا مارے جاؤ۔ امیر المومنین کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دینا اور کہنا کہ آپ برابر لڑتے رہیں۔ یہاں تک کہ میدان کو پیچھے ڈال دیں۔" اس کے بعد اسود نے واپس جا کر حضرت علیؓ کو ان واقعات کی اطلاع کی تو آپ نے فرمایا عبداللہ نے زندگی میں

حضرت علیؓ کا جوش دلانا

محمد بن حنفیہ کا حملہ

عبداللہ بن کعب کا مارا جانا

اُن کی وصیت

Marfat.com

بارے دشمنوں پر جا دوکیا، اور مرتے دم ہیں مشورہ خیر دیا، بعض راویوں کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ہمت عبدالرحمن بن خلیل جمحی نے کی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

رات بھر لڑائی

اب رات ہوگئی تھی اور میدان کارزار اسی طرح گرم تھا۔ دونوں طرف کے بہادر اس قدر جوش میں بھرے ہوئے تھے کہ کسی نے واپسی کا ارادہ نہ کیا اور رات بھر لڑائی ہوتی رہی۔ جوانمردان شام وعراق میدان میں قدم جمائے کھڑے تھے اور رات بھر تلوار چلتی رہی۔ چونکہ صبح تک برابر ہتھیاروں کے چلنے کی آواز آتی رہی جس کو عربی میں ہریر کہتے ہیں اس لیے اس رات کا نام "لیلۃ الہریر" مشہور ہوگیا۔ نیزے چلے اور چلتے چلتے ٹوٹ گئے۔ تیر اندازی کی وہ بھرمار ہوئی کہ ترکش خالی ہو گئے۔ اور آخر میں لوگوں نے تلواریں کھینچ لیں جو صبح تک جانستانی کر رہی تھیں

لیلۃ الہریر

حضرت علیؓ رات بھر میمنہ اور میسرہ میں گشت لگاتے رہے۔ ہر گروہ کے پاس پہونچ کر جوش دلاتے۔ اس کا حوصلہ بڑھاتے اور فرماتے اگلوں سے آگے نکل جاؤ۔ صبح کو حضرت علیؓ نے دیکھا تو میدان پیچھے رہ گیا تھا اور آپ کے بہادر اپنی جگہ سے بہت آگے بڑھ آئے تھے۔ مالک اشتر میمنہ پر تھے۔ ابن عباس میسرہ پر تھے۔ خود آپ کا مرکز فوج کا حصہ قلب تھا۔ اور ہر حصے کے لوگ بڑی بہادری و گرمجوشی سے لڑ رہے تھے۔

اشتر کی سرگرمی

جمعہ کا مبارک دن تھا۔ اشتر شام سے اس گھڑی تک برابر دھاوے پر دھاوا کرتے رہے تھے۔ اب اسی جوش وخروش میں پہر دن چڑھ گیا۔ اشتر اپنے ہمراہیوں سے کہتے "اس نیزے کی زد پر رہو" اور حملہ کرا دیتے۔ پھر کہتے "دشمنوں سے ایک کمان سے زیادہ فاصلہ نہ رہے" اور پھر حملہ کرا دیتے۔ اسی شان سے جوانمردان مرتضوی کو لڑا رہے تھے یہاں تک کہ لڑتے لڑتے اکثروں کے ہاتھ رہ گئے۔ اور قدم بڑھانا دشوار تھا۔ مگر اشتر ان کو اسی طرح نیا جوش پیدا کر کر کے لڑائے جاتے۔ وہ خود پیادہ تھے۔ اور ہر گروہ کو برابر للکار کے بڑھاتے تھے

اب اشتر گھوڑے پر سوار ہوئے۔ جھنڈا حیان بن ہوذہ کے ہاتھ میں دیا اور مختلف گروہوں کو اپنے ساتھ لے کر بڑھے۔ پکار پکار کے کہتے تھے "کون خدا کی راہ میں اپنی جان بیچتا ہے۔ اور اشتر کے ہمراہ اس شرط سے لڑنے کو تیار ہے کہ یا فتحیاب ہوگا یا خدا کے پاس پہونچ جائے گا"۔ بہت سے بہادر گرد جمع ہو گئے۔ حیان بھی علم اٹھائے ہوئے ساتھ ساتھ تھے۔ سب کو لے کر اشتر پیچھے ہٹے۔ اور رفیقوں سے کہا "خوب زور وشور سے حملہ کرو۔ میرے ننہال اور ددھیال والے دونوں تم پر فدا۔ ایسی کوشش کرو کہ خدا کو خوشنود اور

دین کو قوی کر دو"۔ یہ کہہ کر گھوڑے سے اتر پڑے۔ اس کی گردن پر ہاتھ مارا۔ پھر علمبردار سے کہا "علم بڑھاؤ"۔ اور اپنے سارے گروہ کے ساتھ دشمنوں پر جا پڑے۔ یہ ایسا حملہ تھا کہ دم بھر میں دشمنوں کو ڈھکیلتے ہوئے اُن کے پڑاؤ میں کر دیا۔ دشمنوں کے لشکر گاہ کے قریب سخت معرکہ ہوا جس میں اشتر کا علمبردار مارا گیا۔ اور حضرت علیؓ نے جو دیکھا کہ دشمنوں کا غلبہ ہونے لگا ہے اور کمک بھیج دی۔

عمرو بن عاص کا غلام وردان سے

لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر عمرو بن عاص نے اپنے غلام وردان سے کہا "تو جانتا ہے میری تیری اور اشتر کی کیا شان ہے؟" اُس نے کہا "جی نہیں" کہا "اس سرخ اونٹ کی شان جو آگے بڑھا تو ذبح کیا گیا اور پیچھے ہٹا تو بھی مار ڈالا گیا۔ اس لیے سن۔ اگر تو پیچھے ہٹا تو خدا کی قسم تیری گردن مار دوں گا"۔ اس نے کہا "ابو عبداللہ میں خدا کی قسم مرتے دم تک آپ کے ساتھ رہوں گا"۔

عمرو بن عاص کی کارروائی

اب عمرو بن عاص نے میدان کی طرف نظر دوڑائی تو رنگ بگڑا نظر آیا۔ شام والے بدول تھے اور اہل عراق پلے پڑتے تھے۔ وہ دوڑ کے معاویہ کے پاس گئے اور کہا "وقت نازک ہے اور حالت خطرناک۔ کہیے تو ایک ایسی چال چلوں کہ اہل عراق میں تفرقہ پڑ جائے تم کو یہ کہاں ضرور بتا ہے"۔ کہا "مناسب یہ ہے کہ اس وقت ہم قرآنوں کو جھنڈوں اور نیزوں میں باندھ کے بلند کریں۔ اور کہیں بس کلام اللہ ہی ہمارے تمہارے درمیان میں حکم ہے۔ بعضے اہل عراق اگر نہ قبول کریں گے تو بعضے کہیں گے کہ ہمیں اس درخواست کو ضرور قبول کرنا چاہیے اور اس طریقے سے خواہ مخواہ اُن میں تفرقہ پڑ جائے گا۔ پھر اس صورت کو اگر انھوں نے قبول کر لیا تو ہم ایک مدت کے لیے لڑائی کو ملتوی کرا لیں گے"۔ معاویہ نے اس تجویز کو پسند کیا۔ فوراً قرآن کے نسخے علموں اور نیزوں میں باندھ کر بلند کیے گئے۔ اور اہل شام کی طرف سے پکار پکار کے کہا جانے لگا بس اب کتاب اللہ ہی ہمارے تمہارے درمیان حکم ہے۔

قرآنوں کا بلند کیا جانا

اہل عراق نے جیسے ہی قرآن مجید کو سامنے دیکھا اور شام والوں کے نعرے سُنے کہنے لگے ہمیں کتاب اللہ کو قبول کر لینا چاہیے" حضرت علیؓ نے فرمایا "لوگو حق پر اور اپنی سچائی پر قائم رہو۔ اور جس طرح لڑ رہے ہو لڑے جاؤ۔ معاویہ۔ عمرو بن عاص۔ ابن ابی معیط۔ حبیب بن مسلمہ۔ ابن ابی سرح اور ضحاک نہ دین کے ماننے والے ہیں نہ قرآن پر عمل کرنے والے۔ ان لوگوں کو میں ہی خوب پہچانتا ہوں۔ ان کا بچپن بھی دیکھا اور جوانی میں بھی ان سے صحبت رہی

اہل عراق میں تفرقہ

حضرت علیؓ کا سمجھانا

Marfat.com

طفولیت میں ان کو بدترین لڑکے اور جوانی میں بدترین مرد پایا۔ تمھاری کیا شامت ہے کہ ان کے فریب میں آگئے۔ خدا کی قسم انھوں نے مکاری سے قرآن کو بلند کیا ہے"۔ لوگوں نے کہا "مگر یہ ممکن نہیں کہ ہم قرآن کی طرف بلائے جائیں اور نہ قبول کریں"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "میں اسی لیے تو ان سے لڑ رہا ہوں کہ ان کو کتاب اللہ کا پیرو بناؤں۔ خدا کی قسم ان لوگوں نے اپنے معاملات میں اللہ جل شانہٗ کی نافرمانی کی۔ اس کے عہد کو بھول گئے۔ اور اس کی کتاب الگ ڈال دی"۔

لوگوں کا نہ ماننا

یہ سن کر آپ کے ہمراہیوں میں سے مسعر بن فدکی تیمی اور زید بن حصین طائی نے اور ان کے ساتھ قاریان قرآن کے گروہ نے کہا "علیؓ! جب کتاب اللہ کی طرف بلائے جاؤ تو اس کو قبول کرو۔ ورنہ ہم تمھارے گروہ کو توڑ دیں گے۔ اور تمھارے ساتھ بھی وہی سلوک کریں گے جو ابن عفان کے ساتھ کر چکے ہیں"۔ یہ سخت جواب سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا "خیر میرا یہ کہنا یاد رکھو اور اپنا قول بھی نہ بھولنا۔ میری اطاعت منظور ہے تو لڑو۔ اور نہیں منظور تو تمھیں اختیار ہے جو جی چاہے کرو"۔ ان لوگوں نے کہا "تو کسی کو بھیج کر اشتر کو واپس بلائیے"۔ حضرت علیؓ نے یزید بن ہانی کو بھیجا کہ جاؤ اشتر کو بلا لاؤ۔ یزید نے اشتر سے جا کر یہ کہا تو انھوں نے کہا "بھلا یہ میدان سے ہٹنے کا وقت ہے؟ مجھے بہت جلد فتح کی امید ہے"۔ یزید نے واپس آکر اشتر کا یہی جواب عرض کر دیا۔

اکچھ قتل کی دھمکی

اشتر کا بلایا جانا

اس اثنا میں حضرت علیؓ کے طرفداروں سے ایک شور بلند ہوا جس سے ظاہر ہوا کہ ان لوگوں نے زور و شور سے از سر نو حملہ کیا ہے۔ جو لوگ اشتر کو واپس بلوا رہے تھے انھوں نے یہ شور سن کر حضرت علیؓ سے کہا "ہمیں خدا کی قسم یہ نظر آتا ہے کہ آپ ہی نے کہلا بھیجا کہ لوگ زور سے حملہ کریں"۔ آپ نے فرمایا "بھلا تم نے مجھے یزید سے کوئی پوشیدہ بات کہتے دیکھا تھا۔ میں نے تو جو کچھ کہا تمھارے سامنے کہا"۔ وہ لوگ بولے "تو پھر فوراً اشتر کو بلوائیے ورنہ ہم آپ کو خلافت سے معزول کر دیں گے"۔ یہ دھمکی سن کر حضرت علیؓ نے یزید سے کہا "جا کے اشتر سے کہو کہ جلدی آئیں کیونکہ یہاں فتنہ پیدا ہو گیا ہے"۔

خلافت چھین لینے کی دھمکی۔

اشتر کا بتاکید بلوایا جانا۔

اب کی یزید نے اشتر کے پاس جا کر فتنہ کا نام لیا تو انھوں نے پوچھا "قرآنوں کے بلند کرنے کے باعث؟" کہا "ہاں"۔ اشتر بولے "میں قرآنوں کو دیکھ کے پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ پھوٹ پڑ جائے گی۔ یہ ابن عاص کا مشورہ ہے۔ لیکن کیا تم فتح کے آثار نہیں دیکھتے؟ اد

Marfat.com

ان لوگوں کی جو حالت ہو رہی ہے وہ تمھیں نہیں نظر آتی ہے ہم کو اس وقت خدا نے غالب کر دیا ہے اور ہرگز مناسب نہیں ہے کہ میں ایسی گھڑی میں میدان سے قدم ہٹاؤں"۔ یزید نے کہا "یہ سب سچ ہے مگر شاید تم یہ چاہتے ہو کہ تم یہاں فتح حاصل کرو اور وہاں امیرالمومنین دشمن کے حوالے کر دیے جائیں یا مار ڈالے جائیں"۔ اشتر نے کہا "معاذاللہ۔ بھلا یہ کون چاہے گا" یزید نے ساری سرگزشت بیان کی۔ اور اشتر مجبوراً میدان چھوڑ کے واپس آئے۔

اشتر کا میدان چھوڑ کر واپس آنا

مگر ایسے جوش اور غصے میں بھرے ہوئے تھے کہ آتے ہی کہنے لگے "اے اہل عراق اے ذلیل کاہل لوگو! جب تم دشمنوں پر غالب آ گئے اور فتح سامنے نظر آنے لگی تو ان لوگوں نے قرآن بلند کیے۔ اور اس کی طرف تمھیں بلانے لگے۔ مگر خدا کی قسم یہی لوگ ہیں جنھوں نے خدا کے حکم کو چھوڑ دیا اور جس پر وہ نازل ہوا اس کی سنت سے الگ ہو گئے۔ زیادہ نہیں مجھے تھوڑی مہلت دو۔ اس لیے کہ مجھے فتح سامنے دکھائی دے رہی ہے"۔ ان لوگوں نے کہا "یہ نہ ہوگا"۔ اشتر نے کہا "اچھا اتنی ہی مہلت دو کہ گھوڑا دوڑا کے جاؤں اور واپس آ جاؤں۔ مجھے خدا کی قسم فتح کی پوری امید ہے"۔ سب نے کہا "اگر ہم نے تم کو ذرا بھی مہلت دی تو تمھارے گناہ میں شریک ہو جائیں گے"۔ اشتر نے عاجز آ کر کہا "اچھا مجھے بتاؤ تم کب حق پر تھے؟ اس وقت جب لڑتے تھے اور تمھارے اچھے اچھے لوگ مارے جا رہے تھے یا اب جب کہ تم لڑنے کے خلاف ہو؟ پہلی صورت ہے تو اب تم غلطی پر ہو۔ اور دوسری صورت ہے تو کہنا چاہیے تو تمھاری طرف جو اچھے اچھے لوگ مارے گئے جن کی پرہیزگاری و فضیلت میں تم کو شبہ نہیں اور یقیناً تم سے اچھے تھے۔ وہ سب دوزخ میں جائیں گے"۔ سب نے کہا "اشتر یہ باتیں چھوڑو۔ ہم خدا ہی کے لیے ان لوگوں سے لڑے اور خدا ہی کے لیے اب لڑائی سے رک گئے"۔

اشتر کی پر غضب تقریر

مطلق ساعت نہ ہونا

آخر اشتر نے جھنجھلا کے کہا "یہ نہ کہو۔ بلکہ اے روسیاہ لوگو۔ یہ کہنا چاہیے کہ تم کو فریب دیا گیا اور تم فریب میں آ گئے۔ تم سے لڑائی روکنے کی درخواست کی گئی اور تم نے قبول کر لی۔ ہمارا یہ خیال تھا کہ تمھاری یہ عبادت و نفس کشی دنیا چھوڑنے اور خدا کے ملنے کے شوق میں ہے۔ مگر اب نظر آیا کہ تمھارا مقصد دنیا اور اس کی برائیاں ہیں۔ یاد رکھو کہ اس گھڑی کے بعد پھر کبھی تم عزت کی صورت نہ دیکھو گے۔ لہٰذا دور ہو سامنے سے جس طرح کہ ظالم راندے جاتے ہیں"۔ اس گفتگو کا انجام یہ ہوا کہ اشتر میں اور ان لوگوں میں سخت کلامی ہوئی

اشتر میں اور لوگوں میں جھپٹ۔

Marfat.com

اس کے بعد گالی گلوچ تک نوبت آگئی۔ ان لوگوں نے برلطہ کے اشتر کے گھوڑے کے منہ پر چھپڑ مارا۔ اور اشتر نے اُن کے گھوڑوں کی کوڑے سے خبر لی۔ یہ رنگ دیکھ کر حضرت علیؓ نے ڈانٹ کے الگ کیا اور خونریزی ہوتے ہوتے رہ گئی۔

آپس میں لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی۔

لیکن ہوا وہی جو وہ لوگ چاہتے تھے۔ یعنے قرآن کا حکم قرار دیا جانا قبول کر لیا گیا۔ اس کی تمیل کے لیے اشعث بن قیس حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں دیکھتا ہوں کہ مخالفوں نے قرآن کے حکم بنانے کی جو درخواست کی تھی اس کو سب لوگ قبول کر رہے ہیں لہٰذا حکم ہو تو میں معاویہ کے پاس جاؤں اور دریافت کروں کہ وہ کیا چاہتے ہیں"۔ ارشاد ہوا "جاؤ" وہ گئے اور جناب معٰویہ سے مل کر پوچھا "آپ نے قرآن کو کیوں بلند کیا؟" کہا "اس لیے کہ ہم تم دونو خدا کے اُس حکم کی طرف رجوع کریں جو اس نے اپنی کتاب کے ذریعہ سے ہم کو دیا ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہو کہ ایک شخص کو اپنے اطمینان اپنی مرضی کے مطابق آپ منتخب کریں اور ایک کو ہم منتخب کریں۔ اور اُن دونوں سے عہد لیا جائے کہ کتاب اللہ کی رو سے فیصلہ کریں۔ اس کے باہر نہ جائیں۔ پھر جس پر اُن دونوں کو اتفاق ہو وہ خلیفہ قرار پائے اور ہم دونوں اس کی پیروی کریں"۔ اشعث نے اس تجویز کو پسند کیا اور حضرت علیؓ کے پاس واپس آئے۔ آپ کے سامنے جیسے ہی یہ تجویز پیش کی گئی قبل اس کے کہ آپ کوئی لفظ زبان سے نکالیں سب نے غل مچایا "ہاں ہم اس پر راضی ہیں۔ اور ہم نے اس تجویز کو قبول کیا"۔

التوائے جنگ

اشعث کا معاویہ کے پاس جانا۔

صورت فیصلہ اور پنچایت۔

بغیر علیؓ سے پوچھے منظور ہوا۔

اس قرارداد کے مطابق اہل شام نے اپنا پنچ عمرو بن عاص کو منتخب کیا اور کہا "ہم کو ان پر اطمینان ہے"۔ حضرت علیؓ کی طرف اشعث نے اور اور لوگوں نے کہا "ہم اپنا پنچ ابو موسیٰ اشعری مقرر کرتے ہیں"۔ یاد رکھنا چاہیے کہ ابو موسیٰ اشعری قاعدین میں یعنے ان لوگوں میں تھے جو لڑائی جھگڑے سے بیزار اور معٰویہ و علیؓ دونوں کے خلاف تھے۔ جنگ جمل سے پہلے ہی اُن کا مسلک ظاہر ہو چکا تھا۔ اسی خیال سے خصوص یہ دیکھ کر کہ معٰویہ کی طرف سے جو صاحب منتخب ہوئے وہ اُن کے طرفدار، اُن کے خاص مشیر اور ان کا جامہ پہنے ہوئے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "تم نے پہلے میرا کہنا نہ مانا تو خیر۔ مگر اب اس معاملے میں میری مخالفت نہ کرو۔ ابو موسیٰ کے منتخب کرنے کو میں مناسب نہیں جانتا"۔ اشعث۔ زید بن حصین اور مسعر فدکی نے جواب میں کہا "ہم تو بجز ابو موسیٰ کے کسی کو نہ مانیں گے جس آفت میں ہم مبتلا ہوئے اس سے ہم کو پہلے ہی انھوں نے ڈرا دیا تھا"۔

عمرو بن عاص اہل شام کے پنچ۔ اور ابو موسیٰ اہل عراق کے۔

اس میں بھی علیؓ کی نہ سنی گئی۔

Marfat.com

حضرت علیؓ نے فرمایا "ابو موسیٰ پر بھروسہ نہیں ہو سکتا۔ وہ مجھ سے الگ ہو گئے۔ میرا ا
و... سے بچا سے لوگوں کو میرے خلاف کر دیا۔ پھر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور کئی مہینوں
بعد ان کو امان دی گئی۔ یہ عبداللہ بن عباس موجود ہیں۔ میں ان کو اپنی طرف سے پنچ
کرتا ہوں۔" ان لوگوں نے کہا "ہم نہ آپ کو مانیں گے نہ ابن عباس کو۔ ہم تو ایسے شخص کو پنچ
بنانا چاہتے ہیں جو غیر جانبدار رہے۔ اور اس کے خیالات آپ کے اور معاویہ کے متعلق یکساں
ہوں۔" حضرت علیؓ نے مجبور ہو کر فرمایا "اچھا میں اشتر کو اپنی طرف سے پنچ قرار دیتا ہوں۔" وہ
لوگ بولے "خوب۔ اور یہ آگ کس کی لگائی ہوئی ہے؟" عاجز آ کر آپ نے فرمایا "تو تم لوگ ج
ابو موسیٰ کے سوا کسی کو نہ منظور کرو گے؟" کہا "نہیں" اور حضرت علیؓ نے کمال بے بسی سے فرمایا
"تو پھر تمہارا جو جی چاہے کرو۔" یہ حیرت کی بات ہے کہ عراق والوں نے اس کو بھی نہ دیکھا کہ
دوسرا پنچ جو شام والوں کی طرف سے مقرر ہوا وہ تو خاص معاویہ کا طرفدار ہے۔ اور اپنی طرف سے
زبردستی ایسا شخص مقرر کرایا جو غیر جانبدار ہو۔ یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ لوگ اب اپنی عادت کے
مطابق لڑائی سے بھاگ گئے اور دل میں حضرت علیؓ ہی کے خلاف تھے۔

ابو موسیٰ کا بلایا جانا۔

بہر حال ان لوگوں نے ابو موسیٰ ہی کو پنچ مقرر کرایا اور ان کے بلانے کو آدمی بھیجا گیا۔
وہ لڑائی سے الگ تھلگ عرض نام ایک گاؤں میں جا کر خاموش بیٹھ رہے تھے۔ ان کو جب
قاصد پہنچے تو ان کے ایک غلام نے سامنے جا کر کہا "حضرت لوگوں میں صلح ہو گئی۔" بولے
"الحمد للہ۔" غلام نے کہا "اور آپ پنچ بد گئے ہیں۔" بے اختیار ان کی زبان سے نکلا
"انا للہ وانا الیہ راجعون۔" بعد ازاں وہ حسب الطلب چلے آئے۔

اشتر کی بیقراری
احنف کی ناکام کوشش۔

اشتر نے عمرو کے ایک پنچ مقرر ہونے کا حال سنا تو حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر
کہا "امیر المومنین میں آپ سے پناہ مانگنے کو آیا ہوں۔ اس لیے کہ عمرو پر میری نظر پڑ گئی تو خدا
کی قسم ان کو مار ڈالوں گا۔" اس کے بعد احنف بن قیس نے حضرت علیؓ سے عرض کیا "امیر المومنین
آپ نے ایک بھیس پتھر سے کام لیا ہے۔ میں ابو موسیٰ کو خوب سمجھے ہوئے ہوں۔ ان کو ٹٹولا تو یہ پایا
ان کی چھری کند ہے۔ اور گڑھے کے کنارے ہیں۔ شام والوں کے مقابلے میں تو ایسا شخص
ہونا چاہیے جو اگر ان کے قریب پہنچنا چاہے تو ان کی مٹھی کے اندر پہنچ جائے اور ان سے الگ رہنا چاہے تو تارے
اونچا ہو جائے۔ آپ مجھ کو پنچ نہیں قرار دیتے تو پنچ کا پہلا یا دوسرا مددگار بنا دیجیے جو گتھی پڑے گی اس کو سلجھا
اور یہ بھی کہتا ہوں کہ جو گتھی ڈالوں گا اس کو کوئی ہزار کھولے نہ سلجھا سکے گا بلکہ جتنا کھولے گا

ہی زیادہ گتھی پڑتی جائے گی۔" حضرت علیؓ کیا کرتے۔ لوگ بجز ابو موسیٰ کے اور کتاب اللہ کی رو سے فیصلہ کرنے کی کوئی بات مانتے ہی نہ تھے۔ آخر احنف نے ان لوگوں سے کہا "اگر تم لوگ سوا ابو موسیٰ کے کسی کو نہیں منظور کرتے تو پھر ان کی پیٹھ کو کسی اور کے ذریعہ سے مضبوط کر دو۔" مگر کسی نے سماعت نہ کی۔

تحریر معاہدہ

اب معاہدہ لکھوانے کے لیے معاویہ کی طرف سے عمرو بن عاص حضرت علیؓ کے پاس آئے تاکہ ان کی موجودگی میں تحریر ہو جائے۔ لوگ لکھنے کو بیٹھے تو یہ الفاظ لکھے تھے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" یہ وہ معاملہ ہے جس پر فیصلہ کیا امیر المومنین علیؓ نے" کہ عمرو نے اعتراض کیا

عمرو بن عاص کا اعتراض۔

اور کہا "علیؓ تمہارے امیر بیشک ہیں مگر ہم ان کو امیر نہیں مانتے۔ لہٰذا ان کے نام کے ساتھ امیر المومنین کا لفظ نہ لکھا جائے۔" احنف نے حضرت علیؓ سے کہا "امیر المومنین کا لفظ نکالیے۔ اگر یہ لفظ نکل گیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ شاید پھر یہ خطاب آپ کو نہ ملے۔ چاہے خونریزی ہو جائے مگر اس لفظ کو باقی رہنا چاہیے۔" اسی وجہ سے حضرت علیؓ نے دیر تک اس لقب کے جدا کرنے سے انکار فرمایا۔ مگر اشعث بن قیس نے کہا "اس لفظ کو نکال ڈالو۔" اور وہ نکال ڈالا گیا۔

سنت رسالت کی مطابقت

اس موقع پر حضرت علیؓ نے فرمایا "اللہ اکبر یہ تو سنت رسالت کی پوری پوری مطابقت ہے۔ حدیبیہ کے روز میں ہی نے اپنے ہاتھ سے معاہدہ لکھا تھا اس میں محمد رسول اللہ لکھا تو مشرکین نے کہا "تم ہمارے نزدیک رسول اللہ نہیں ہو فقط اپنا اور اپنے والد کا نام لکھو۔" رسول خدا صلعم نے مجھ سے فرمایا کہ رسول کے لفظ کو مٹا دو۔ میں نے عرض کیا یہ تو مجھ سے نہ ہو گا۔ تب آپ نے معاہدہ کو مجھ سے لے لیا اور خود اپنے ہاتھ سے ان الفاظ کو مٹا دیا اور مجھ سے فرمایا کبھی تم کو بھی ایسا ہی واقعہ پیش آئے گا۔"

عمرو بن عاص کا بگڑنا۔

اس پر عمرو بن عاص نے بگڑ کر کہا "سبحان اللہ۔ کافروں کی مثال کو آپ ہم پر منطبق کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم مومن ہیں۔" حضرت علیؓ نے فرمایا "اے ابن نابغہ کب تم فاسقوں کے دوست اور مومنوں کے دشمن نہ تھے؟" عمرو نے ناراض ہو کر کہا "آج کے بعد پھر کبھی کسی صحبت میں خدا مجھے اور آپ کو یکجا نہ کرے۔" حضرت علیؓ نے کہا "مجھے بھی امید ہے کہ خدا میری صحبت کو تم سے اور تمہارے ایسے لوگوں کے قدم سے پاک رکھے گا۔"

معاہدے کے الفاظ۔

اب معاہدہ ان الفاظ میں لکھا گیا: - یہ وہ معاملہ ہے جس پر فیصلہ کیا علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان نے۔ علیؓ نے اہل کوفہ اور ان کے ہمراہیوں کی جانب سے اور

Marfat.com

اہل شام اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے۔ یہ کہ ہم دونوں رجوع کریں گے خدا کے حکم اس کی کتاب کی طرف۔ اور اس کے سوا اور کوئی چیز ہم کو متفق نہ کرے گی۔ اور یہ کہ کتاب اللہ اوّل سے آخر تک ہم دونوں کے درمیان ہے جس بات کو وہ زندہ کرے ہم زندہ کریں گے اور جس بات کو وہ مٹائے ہم مٹائیں گے۔ لہٰذا جس بات کو دونوں پنچ جو کہ ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اور عمرو بن عاص ہیں کتاب اللہ میں پائیں اس پر عمل کریں اور اگر کوئی بات کتاب اللہ میں نہ پائیں تو ایسی سنت پر عمل کریں جو عدل کے ساتھ اتفاق کرانے والی ہو نہ تفرقہ ڈالنے والی۔"

تحریر و تکمیل کی تاریخیں۔

یہ تحریر بدھ کے روز ۱۳ صفر ۳۷ھ کو لکھی گئی۔ فیصلہ کا زمانہ ماہ مبارک رمضان مقرر کیا گیا۔ لیکن اختیار دیا گیا کہ اگر پنچ چاہیں تو تاریخ کو بڑھا بھی سکتے ہیں۔ فیصلہ ہونے کا مقام

مقام فیصلہ۔

کوئی ایسا شہر مقرر کیا گیا جو کوفہ اور شام کے درمیان عین وسط میں واقع ہو۔ چنانچہ سب نے بہ اتفاق مقام دومۃ الجندل یا اذرح کو قرار دیا۔ پھر فریقین کے دستخط ہو جانے کے بعد حسب ذیل

گواہیاں۔

اشخاص کی گواہیاں درج ہوئیں۔ اہل کوفہ میں سے اشعث بن قیس۔ سعید بن قیس ہمدانی۔ ورقاء بن سمی بجلی۔ عبد اللہ بن محل عجلی۔ حجر بن عدی۔ عبد اللہ بن طفیل عامری۔ عقبہ بن زیاد حضرمی یزید بن حجبہ تیمی اور مالک بن کعب ہمدانی کی۔ اور جناب معاویہ کے طرفداروں میں سے ابو الاعور سلمی۔ حبیب بن مسلمہ۔ زمل بن عمرو عذری۔ حمزہ بن مالک ہمدانی۔ عبد الرحمٰن بن خالد مخزومی سبیع بن یزید انصاری۔ عتبہ بن ابی سفیان اور یزید بن حر عبسی کی۔

اشتر کا دستخط کرنے سے انکار۔

اشتر سے دستخط کرنے کو کہا گیا تو انھوں نے کہا "اگر میں اس تحریر پر دستخط کروں تو میرا ہاتھ کٹ جائے اور کبھی کام نہ دے۔ میں دشمن کو گمراہ جانتا ہوں۔ لہٰذا اگر اس معاہدے پر دستخط کر دیے تو خدا کے سامنے پیش کرنے کے لیے میرے پاس کوئی حجت باقی نہ رہے گی۔ کیا تم لوگوں نے فتح کو اپنی آنکھوں کے سامنے نہیں دیکھ لیا تھا؟" اشعث نے کہا "تم نے خدا کی قسم فتح کو نہیں دیکھا۔ تم ہماری طرف ہو کر ہم سے روگردانی نہ کرو۔" اشتر بولے "میں تو دنیا و آخرت دونوں میں تم سے روگرداں رہنا چاہتا ہوں۔ میرے ہاتھ سے خدا نے ایسے ایسے لوگوں کے خون کرائے ہیں جن کو میں تم سے اچھا سمجھتا ہوں۔" اشعث نے کہا "تو تمھارے نزدیک خدا نے میرے منھ میں کالک لگا دی۔"

اس پر حضرت علیؓ کا ارشاد۔

آخر لوگوں نے جا کر حضرت علیؓ سے کہا کہ مالک اشتر اس معاہدے کو نہیں قبول کرتے اور بجز لڑائی کے وہ کسی بات پر نہیں راضی ہیں۔" فرمایا "بخدا میں بھی نہیں راضی ہوں۔ اور نہ لوگوں کا

Marfat.com

راضی ہونے کو پسند کرتا ہوں لیکن جب تم سب نے ایک بات کو منظور ہی کر لیا تو مجبوراً میں بھی راضی ہو گیا۔ اور جب راضی ہو گیا تو اس سے پھر بھی نہیں سکتا۔ اقرار ہو جانے کے بعد اب معاہدے میں کسی قسم کا رد و بدل نہیں ہو سکتا۔ بجز اس صورت کے کہ خدا کی نافرمانی ہوتی ہو۔ یا کوئی کارروائی کتاب اللہ کے خلاف کی جائے۔ رہا یہ جو تم نے کہا کہ اشتر میرے حکم کو نہیں قبول کرتے اور پیروی سے باہر ہیں تو وہ ایسے لوگوں میں نہیں ہیں جن کی مخالفت میں کسی قسم کا اندیشہ ہو۔ کاش اُن کے سے دو آدمی بھی تم میں ہوتے یا ایک ہی ہوتا جو میرے دشمن کو اسی نظر سے دیکھتا جس نظر سے میں دیکھتا ہوں تو تمہاری گرانی مجھ پر ہلکی ہو جاتی۔ اور امید پڑتی کہ تمہاری بعض خرابیوں کی اصلاح ہو جائے گی میں نے تم کو روکا مگر تم اپنے فعل سے باز نہ آئے۔ اور خدا کی قسم تم نے وہ کام کیا جس سے ہماری قوت کمزور پڑ گئی۔ خوبی جاتی رہی۔ اور نتیجہ میں کمزوری اور ذلت نصیب ہوئی۔ تم غالب تھے۔ دشمن کو شکست کا اندیشہ تھا۔ اُس کے لوگ قتل ہو رہے تھے۔ جب ان لوگوں کو زخموں کا درد محسوس ہوا تو انھوں نے قرآن بلند کر دیے اور اس کی طرف بلانے لگے تاکہ تمھیں فریب دیکر لڑائی کو روک دیں۔ اُن کی بات تم نے مان لی۔ میں نے ہزار روکا سماعت نہ کی۔ بخدا مجھے مطلق اُمید نہیں کہ پھر کبھی تمھیں نیکی کی توفیق ہو۔ اور اب تم کبھی احتیاط کے دروازے پر نہ پہونچو گے۔"

معاہدے کے مکمل ہونے کے بعد دونوں پنچوں نے حضرت علیؓ جناب معٰویہ اور دونوں طرف کی فوجوں سے اقرار کرایا کہ اُن دونوں اور اُن کے اہل و عیال کے لیے امان ہے۔ اور وہ جو فیصلہ کر دیں گے اُس میں اُمت محمدی ان کی مددگار رہے گی۔" پھر

خود پنچوں کا حلفی اقرار۔
دونوں پنچوں نے اقرار کیا کہ "ہم عبداللہ بن قیس (ابو موسٰی) اور عمرو بن عاص خدا کو درمیان دے کر اقرار کرتے ہیں کہ اُمت محمدی کے درمیان فیصلہ کر دیں گے۔ لڑائی اور تفرقہ نہ پڑنے دیں گے۔ بجز اُس صورت کے کہ ہمارے فیصلے کی مخالفت کی جائے۔

معاہدہ کا لشکر میں سنایا جانا۔
تمام مراحل کے طے ہو جانے کے بعد اشعث بن قیس نے معاہدہ باہر لا کے لوگوں کو سنایا۔ جا بجا سناتے سناتے بنی تمیم کے ایک گروہ میں پہونچے تو عروہ بن اُدیہ نے کہا "تم

خوارج کے شبہ کی ابتدا۔
لوگ خدا کے معاملے میں انسانوں کو پنچ بناتے ہو! لاحکم الا للہ! (خدا کے سوا کوئی حکم دینے والا نہیں ہے) اتنا کہا اور تلوار کھینچ کے اشعث کے گھوڑے کی ران پر وار کیا۔ خفیف سا جرکا لگا۔ گھوڑا بھڑک کر پیچھے ہٹا۔ اور جو لوگ اشعث کے ہمراہ تھے وہ عروہ کو ڈانٹنے ڈپٹنے لگے

Marfat.com

اُن کے ڈانٹنے پر عروہ تو چلا گیا مگر اُس کے قبیلے والے اور اُس کے ساتھ بہت اہل بنی تمیم مشتعل ہو کر اشعث سے اُلجھنے لگے۔ پھر احنف بن قیس اور سعر فدکی اور بنی تمیم کے چند اور لوگ اشعث سے معذرت خواہ ہوئے اور اشعث نے اُن کے عذر کو قبول کر لیا۔

صفین سے واپسی اور فتنۂ خوارج۔

اب حضرت علیؓ صفین سے واپس تشریف لائے اور اسی گھڑی سے خوارج کی مخالفت بھی شروع ہو گئی۔ اور یہی پہلے خوارج تھے جنہوں نے پہلے تو پنچوں کو منتخب کرایا۔ اور بعد ازاں ان کے تقرر سے اختلاف کیا چنانچہ جس راستے سے آپ کوفہ میں واپس آئے اُس کو چھوڑ کر انھوں نے دوسرا راستہ اختیار کیا۔ آپ سے علانیہ دشمنی ظاہر کرنے لگے۔ اور اُن کے دلوں میں بغض پیدا ہوا۔ پنچوں کے مقرر کرنے کے معاملے کو انھوں نے کفر بتایا۔ اور اس اعتقاد کو زور دے دے کر ابھارنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ کی اطاعت چھوڑ کے رہزنی اور لوٹ مار شروع کر دی یہ لوگ حضرت علیؓ کے پیروؤں سے کہتے "تم خدا کے دشمن ہو اور تم نے اُس کے معاملے میں سستی کی"۔ پیروانِ علیؓ اُن پر اعتراض کرتے کہ "تم لوگوں نے امام کو چھوڑ دیا۔ اور ہماری جماعت میں تفرقہ ڈالا"۔

حضرت علیؓ کو عام خیالات کی جستجو

حضرت علیؓ مع لشکر کے جب کوفے کی لشکر گاہ نخیلہ سے بھی آگے نکل آئے اور آبادی کے قریب پہونچے تو ایک مکان کے سایے میں ایک بوڑھا شخص نظر آیا جس کے چہرے سے بیماری کے آثار نمایاں تھے۔ آپ نے اخلاق کے ساتھ سلام کیا اور اُس نے نہایت ادب سے جواب دیا۔ پھر اُس کے حالات دریافت کرنے کے بعد آپ نے اُس سے پوچھا کہ "ہم میں اور اہل شام میں جو واقعات پیش آئے ہیں اُن کے بارے میں لوگوں کے کیا خیالات ہیں؟" اُس نے کہا "بعض کو اس انجام پر خوش ہوتے دیکھتا ہوں جو میرے نزدیک بُرے لوگ ہیں اور بعض کو سر جھکائے افسوس کرتے پاتا ہوں۔ وہ میرے خیال میں اچھے اور خیر اندیش لوگ ہیں"۔ اس جواب پر خوش ہو کر آپ نے اُسے دعائے خیر و برکت دی۔ اور آگے بڑھے۔

ذی رائے لوگوں کی تعریف۔

آگے بڑھ کر آپ کو عبد اللہ بن ودیعہ انصاری ملے۔ اُن سے آپ نے یہی سوال کیا تو انھوں نے کہا "بعضے اس انجام کو پسند کرتے ہیں اور بعضے ناپسند"۔ آپ نے پوچھا "مگر صاحبانِ رائے کا کیا خیال ہے؟" کہا "وہ لوگ کہتے ہیں کہ علیؓ کے ہمراہ زبردست لشکر تھا مگر انھوں نے اُس کو منتشر کر دیا۔ اُن کے لیے ایک مستحکم قلعہ پیدا ہو گیا تھا جسے انھوں نے خود ہی منہدم کر دیا۔ اور سمجھ میں نہیں آتا کہ پھر کب وہ اس قلعے کو تعمیر اور اس

Marfat.com

تفرقے کو دور کریں گے۔ کاش انھوں نے یہ کیا ہوتا کہ جو لوگ کہنے میں تھے ان کو ساتھ لے کر لڑتے۔ اور نافرمانوں کو اُن کی حالت پر چھوڑ دیتے۔ اس میں یا فتحیاب ہوتے یا ہارے جاتے"۔ آپ نے فرمایا "اس قلعہ کو میں نے ڈھایا کہ انھوں نے؟ اور میں نے تفرقہ ڈالا کہ انھوں نے؟ رہا یہ کہ جو لوگ کہنے میں تھے اُن کو لے کر لڑتا تو خدا کی قسم یہ خیال میرے دل میں بھی گزرا تھا۔ مگر باوجودیکہ میں دنیا چھوڑنے کو تیار اور خوشی سے مرنے پر آمادہ تھا بلکہ حملہ کرنے کا ارادہ بھی کر لیا تھا۔ مگر میرے دونوں فرزند (حسن اور حسین رضی اللہ عنہما) سامنے آگئے۔ پھر ان دونوں نوجوانوں (اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر اور اپنے بیٹے محمد بن علی) کو دیکھا اور دل میں کہا "پہلے دونوں نہ رہے تو اُمت محمدی میں نسل رسالت منقطع ہو جائے گی اور پچھلے دونوں کی موت خود مجھے گوارا نہ ہوئی۔ مگر خیر۔ اب آیندہ جب کبھی دشمنوں کا سامنا ہوا تو میرے یہ فرزند میرے ہمراہی نہ ہوں گے"۔ (اس کا جواب)

(کوفہ میں پہلا قبرستان) آگے بڑھے تو داہنی جانب سات آٹھ قبریں نظر آئیں۔ معمول تھا کہ کوفے میں جو لوگ مرتے اپنے گھروں کے اندر ہی دفن کر دیے جاتے۔ ان قبروں کو دیکھ کر آپ نے حیرت سے پوچھا "یہ قبریں کیسی؟" لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد خباب بن ارت کا انتقال ہوا اور انھوں نے مرتے وقت وصیت کر دی کہ شہر کے باہر میدان میں دفن کیے جائیں۔ چنانچہ وہ یہاں دفن ہوئے۔ پھر اُن کے بعد اور جو لوگ مرے وہ بھی ہیں اُن کے پہلو میں دفن کیے گئے"۔ فرمایا "خباب پر خدا رحمت کرے اچھے آدمی تھے۔ شوق دل سے ایمان لائے رغبت کے ساتھ ہجرت کی۔ اور جب تک زندہ رہے جہاد کیا۔ پھر مرض میں مبتلا ہوئے۔ اور خدائے تعالیٰ اچھے عملوں کو ضایع نہیں کرتا"۔ اس کے بعد آپ نے قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔

(قبرستان میں پہنچنے کی دعا) السلام علیکم یا اہل الدیار الموحشۃ والمحال المقفرۃ من المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات انتم لنا سلف فارط ونحن لکم تبع وبکم عما قلیل لاحقون۔ اللھم اغفر لنا ولھم وتجاوز بعفوک عنا وعنھم طوبیٰ لمن ذکر المعاد۔ وعمل للحساب۔ وقنع بالکفاف ورضی عن اللہ عزوجل؎!

؎ اس دعا کا ترجمہ یہ ہے کہ "اے وحشت ناک گھروں اور صحرائی مقامات والو تم پر سلام۔ عام اس سے کہ تم مومن مرد ہو یا مومن بیویاں اور مسلم مرد ہو یا مسلم بیویاں۔ تم ہم سے آگے نکل گئے اور ہم تمھارے پیچھے آرہے ہیں اور عنقریب تم سے ملنے والے ہیں۔ خداوندا ہماری اور اُن کی مغفرت کر اور ہمارے اور اُن کے گناہوں سے درگزر کر اچھا ہے وہ جو معاد کو یاد رکھے حساب کے خیال سے عمل کرے۔ بقدر ضرورت چیز پر قناعت کرے۔ اور خدائے عزوجل سے راضی رہے"۔

Marfat.com

گھر گھر مقتولین صفین کا ماتم

آگے قدم بڑھایا تو بنی ثور کی گلی میں پہونچے اور نوحہ وبکا کی آواز سُنی۔ پوچھا یہ شور کیسا ہے؟ عرض کیا گیا عورتیں مقتولین صفین کا ماتم کر رہی ہیں۔ فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ جو لوگ ثواب کی آرزو میں صبر کرتے ہوئے مارے گئے شہید ہوئے۔ اب بنی فائش کے محلہ میں گزر ہوا۔ یہاں بھی شور ماتم بلند تھا۔ بڑھ کر بنی شام کے کرے میں داخل ہوئے۔ یہاں بھی وہی ہنگامہ بپا دیکھا۔ اتنے میں حرب بن شرجیل شامی اپنے دروازے سے نکل کر سامنے آئے۔ اُن سے فرمایا تمھاری عورتیں تم پر اس قدر غالب ہیں؟ انھیں بین و بکا سے نہیں روکتے؟ عرض کیا "امیر المومنین ایک یا دو گھر ہوں تو عورتیں روکی جائیں۔ اکیلے اس قبیلے میں ایک سو اسی آدمی مارے گئے ہیں۔ اور کوئی گھر نہیں جس میں ماتم نہ ہو رہا ہو۔ کوئی کس کس کو روکے؟ ہاں ہم مرد لوگ البتہ نہیں روتے۔ بلکہ اپنوں میں سے کسی کا شہید ہونا سن کر خوش ہوتے ہیں"۔ ارشاد ہوا "خدا تمھارے مقتولوں اور مردوں پر رحمت کرے"۔

بین و بکا پر اعتراض اور عذر خواہی۔

آنحضرت کی کریم النفسی۔

اب آپ یہاں سے آگے بڑھے۔ گھوڑے پر سوار تھے اور حرب بن شرجیل پیدل ہمراہ چلے آتے تھے۔ لہذا انھیں اصرار کر کے واپس کیا۔ اور فرمایا "تم سا آدمی اگر مجھ سے شخص کے ساتھ پاپیادہ چلے تو والی و حاکم کے لیے فتنہ اور مومن کے لیے باعث ذلت و تحقیر ہوگا"۔

کوفے کے شیعیان عثمان

دو قدم جانے کے بعد آپ بنی ناعط کے محلہ میں تھے۔ یہ سب شیعیان عثمانؓ اور معاویہ کے طرفدار تھے۔ اُن کے بعض لوگوں کی زبان سے یہ فقرات آپ نے سُنے کہ "خدا کی قسم علیؓ نے کچھ نہ کیا۔ گئے اور چلے آئے۔ کچھ حاصل نہ ہوا"۔ یہ کہتے ہی اُن لوگوں نے آپ کو سر پر دیکھا تو گھبرا گئے اور آپ نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "یہ اُن لوگوں کے سرغنا ہیں جنھوں نے شام کا ملک نہیں دیکھا"۔ پھر ارشاد ہوا "جن لوگوں کو ہم چھوڑ آئے ہیں وہ ان سے اچھے ہیں"۔ بعد ازاں آپ ذکر الٰہی کرتے ہوئے قصر امارت میں داخل ہوئے۔

خوارج حروراء میں۔

خوارج آپ کے ہمراہ نہیں بلکہ بجائے کوفہ کے اندر داخل ہونے کے مقام حروراء میں چلے گئے۔ اور وہیں اپنا پڑاؤ ڈال دیا۔ اسی شہر کے قیام کے باعث انھیں دنیائے اسلام نے "حروریوں" کا لقب دے دیا ہے۔

نامور مقتولین صفین

صفین کی لڑائی جو بے نتیجہ بلکہ فتنہ بڑھانے والی ثابت ہوئی بڑی سخت لڑائی تھی جیسا کہ اس کے واقعات سے ظاہر ہوا جن لوگوں کے مارے جانے کا ذکر آچکا ہے اُن کے علاوہ اور بہت سے نامور حضرات بھی مارے گئے۔ حضرت علیؓ کی طرف سے اویس قرنی بھی مارے گئے

رچہ اس میں اختلاف ہے۔ کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ دمشق میں بعض کے نزدیک آرمینیہ میں
رسی کی روایت سے سیستان میں اپنی موت سے مرے۔ جندب بن زہیر ازدی جو صحابہ میں تھے
وہ بھی اسی طرف مارے گئے۔ معاویہ کی طرف سے حابس بن سعد طائی جو یزید بن عدی بن حاتم
ماموں تھے۔ قتل ہوئے۔ اُن کے قاتل کو یزید بن عدی نے دغابازی سے مار ڈالا۔ عدی نے
ارادہ کیا کہ بیٹے کو مقتول کے ورثہ کے حوالے کر دیں مگر وہ اس اندیشے سے بھاگ کر معاویہ کے پاس چلے
حضرت علیؓ کی طرف جنگ صفین میں خزیمہ بن ثابت بھی مارے گئے جن کو "ذوالشہادتین" کا
لقب ملا تھا۔ ابتداءً وہ میدان میں نہیں نکلے اور خاموش تھے۔ مگر جب عمار بن یاسر مارے گئے
تو تلوار کھینچ کے دشمنوں میں گھس پڑے اور زندہ واپس نہ آئے اسی طرف سے سہیل بن عمرو انصاری
بھی مارے گئے جن کا شمار بابرکت غازیان بدر میں تھا۔ ایک اور صحابی نے بھی جن کا نام خالد
بن ولید تھا حضرت علیؓ کی رفاقت میں جان دی۔ یہ وہ مشہور غازی شام اور شہسوار اسلام
خالد نہیں ہیں جن کو دربار نبوت سے "سیف اللہ" کا خطاب عطا ہوا تھا۔ بلکہ ایک
دوسرے بزرگ تھے۔

دسویں فصل

پنچایت کا فیصلہ اور خوارج کا ہنگامہ

خراسان میں بغاوت۔ اس کا استیصال۔ مرو کی بھی اصلاح ہوگئی۔ خوارج حروراء میں۔ اُن کے عقائد۔ اُن کے خلاف شیعیان علیؓ کا جوش۔ ابن عباس خوارج کے مقابلے پر۔ اُن میں اور خوارج میں مباحثہ۔ خود حضرت علیؓ کی گفتگو خوارج سے۔ ان لوگوں کا قائل ہو کے مان لینا۔ اس واقعہ کے متعلق خوارج کا غلط بیان۔ پنچایت اور اس میں علیؓ کے طرفدار۔ عمرو بن عاص کو آپ کا پیام۔ اُس پر عمرو کی برہمی۔ معاویہ کے طرف کے شرکاء۔ اہل کوفہ کی بے صبری و بدگمانی۔ پنچایت کے معزز شرکاء۔ مغیرہ کی پیشین گوئی۔ پنچوں کی باہمی گفتگو۔ ابن عاص کی چالاکی۔ ابوموسیٰ کا اصلی فیصلہ۔ فیصلہ سنانے کا وقت۔ ابن عباس کا ابوموسیٰ کو پہلے بیان کرنے سے روکنا۔ ابوموسیٰ کا اعلان۔ عمرو بن عاص کی اس سے مخالفت۔ معزز سامعین کی برہمی۔ ابوموسیٰ کی گھبراہٹ اور بے بسی۔ اُن میں اور عمرو میں سخت کلامی۔ شریح کا عمرو پر حملہ۔ شامیوں کے ڈر سے ابوموسیٰ کا بھاگنا۔ معاویہ کو خلافت کی مبارکباد۔ حضرت علیؓ سے تبرے کی ابتدا۔ اس کو معاویہ نے بھی اختیار کیا۔ ابن عمر کی برہمی و سلامت روی۔ پنچوں کے فیصلے پر علیؓ کی تقریر۔ اُن کی پھر مقابلے کے لیے تیاری۔ آپ پر خوارج کا اعتراض۔ آپ کا جواب۔ اُن کا اصرار۔ اُن کی نسبت آپ کی پیشین گوئی۔ خوارج کے جوش کا بڑھنا۔ اس پر آپ کی تقریر۔ ایک خارجی کی تعریض۔ پھر وہی شورش۔ اور پھر آپ کی تقریر۔ کوفے میں خوارج کا اجتماع۔ سرغناؤں کی تقریریں۔ حاکم کا انتخاب۔ ذوالثفنات ابن وہب اُن کا سردار بنا۔ اُس کے ہاتھ پر بیعت۔ خوارج کا دوسرا جلسہ۔ نہروان میں جمع ہونے کی تجویز۔ خوارج بصرہ کی آمادگی۔ خوارج کا کوفے سے نکلنا۔ عدی کا بیٹا بھی اُن کے ساتھ گیا۔ عدی کا اُن کے ہاتھ سے بچنا۔ سعد بن ... ذوالثفنات کے تعاقب میں۔ جرنیلوں کا سامنا۔ سعد کے سواروں کی پست ہمتی۔ ابن وہب کا رات کو بھاگنا۔ کوفہ میں اور

Marfat.com

خوارج کا روک لیا جانا۔ شیعوں کی تجدید بیعت۔ خوارج بصرہ۔ وہ بھی نہروان میں
پہونچ گئے۔ علیؓ کا خط خوارج کے نام۔ اُس کا جواب۔ آپ کا عزم شام۔ ابن عباسؓ کو
کوفے بھیجنے کا حکم۔ کل فوج جو بصرے سے روانہ ہوئی۔

خراسان میں بغاوت۔ اُس کا استیصال۔

اسی ۳۷ھ میں حضرت علیؓ میدان صفین سے واپس آئے تھے کہ خبر آئی خراسان میں بغاوت ہوگئی۔ اور رعایا اطاعت سے باہر ہے۔ سرکش عجمیوں کی سرکوبی کے لیے آپ نے فوراً جعدہ بن ہبیرہ مخزومی کو روانہ فرمایا۔ انھوں نے خراسان کے مرکز حکومت نیشاپور میں پہونچ کر دیکھا تو سارے عجمی برگشتہ اور لڑنے کو تیار تھے۔ ایسے میں مقابلے کی قوت نہ پائی واپس چلے آئے۔ تب حضرت علیؓ نے اُن کے عوض خلید بن قرہ یربوعی کو بھیجا۔ انھوں نے زبردست لشکر کے ساتھ جا کر نیشاپور کا محاصرہ کر لیا۔ چند ہی روز میں عجمی باغی مقابلے کی تاب نہ لائے۔ صلح کا پیام دیا۔ اور مناسب شرطوں پر صلح قبول کر لی گئی۔ اس موقع پر اہل مرو نے بھی سرکشی کی تھی۔ بہادران عرب کے مقابل نیشاپور والوں کو عاجز اور بے بس دیکھا تو وہ بھی مطیع الاسلام ہو گئے۔ اور مشرقی قلمرو خلافت میں کوئی اندیشہ نہیں باقی رہا۔

مرو کی بھی اصلاح ہوگئی۔

خوارج حروراء میں۔

لیکن اس زمانے میں حضرت علیؓ کے سامنے سب سے اہم معاملہ مذکورہ بالا خوارج کا تھا۔ جو آپ کی رفاقت چھوڑ کے حروراء میں مقیم تھے۔ اُن لوگوں کا شمار بارہ ہزار تھا۔ اور جب اُنھیں اپنے اصول و عقائد کے اعلان کی ضرورت محسوس ہوئی تو اُن کے نقیب نے مجمع عام میں کھڑے ہو کر نعرہ بلند کیا کہ "لوگو شبث بن ربعی تمیمی ہمارے امیر جنگ اور عبداللہ بن کواء یشکری ہمارے امیر نماز ہیں۔ فتح کے بعد شوریٰ یعنی کونسل کی حکومت ہوگی بیعت اللہ جل شانہ کے لیے ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (اچھے کاموں کا حکم دینے اور بُری باتوں سے روکنے) کی پابندی ضروری ہے۔" خوارج کے اصلی عقائد یہ تھے جن کا اس موقع پر اظہار کیا گیا اور ان میں بجز اس کے کہ وہ حضرت علیؓ کی حکومت ماننے سے انکار کرتے تھے۔ اور خلافت کی عظمت و وقعت کو نہیں مانتے تھے کوئی اعتراض کے قابل بات نہ تھی۔ مگر اس میں سب سے بڑی بدنیتی یہ تھی کہ سارا جوش و خروش صرف حضرت علیؓ کی عداوت اور مخالفت کے لیے تھا جو اس وقت خلیفۂ عہد اور دولت اسلام کے نگہبان تھے۔

اُن کے عقائد۔

اُن کے خلاف شیعیان علیؓ کا جوش۔

حضرت علیؓ کے پیرووں میں جب اِن کے عقائد کی شہرت ہوئی تو شیعیان علیؓ جوش و خروش سے اٹھے اور حضرت علیؓ سے کہا اب ہماری بیعت کی دوسری شان ہے۔ ہم اُس کے

Marfat.com

دوست ہیں جس کے آپ دوست ہوں اور اُس کے دشمن ہیں جس کے آپ دشمن ہوں۔ شیعوں کے اس دعوے کی اطلاع خوارج کو ہوئی تو اُن کا تشدد و تعصب اور بڑھ گیا۔ اور کہنے لگے "تم اور اہل شام دونوں دوڑنے والے گھوڑے ہو جن پر دو مسواریں ہیں شامیوں نے معاویہ کے ہاتھ پر اسی قسم کی بیعت کی اور تم نے علیؓ کے ہاتھ پر یہی بیعت کی۔ دونوں کی بیعت کے یہ الفاظ ہیں کہ جس کے آپ دوست ہیں اُس کے ہم دوست ہیں اور جس کے آپ دشمن ہیں اُس کے ہم دشمن ہیں"۔ اس کے جواب میں ہمراہیان علیؓ میں سے زیاد بن نضر نے یہ کہا "خدا کی قسم جب علیؓ نے ہاتھ بڑھایا تھا تو ہم نے اس اقرار کے ساتھ بیعت کی تھی کہ کتاب اللہ اور سنت نبوی کی پیروی کریں گے لیکن ہاں جب تم علیؓ کے مخالف ہو گئے تو شیعیان علیؓ نے البتہ یہ کہا کہ جس کے آپ دوست ہوں اُس کے ہم دوست ہیں۔ اور جس کے آپ دشمن ہوں اُس کے ہم دشمن ہیں اور بیشک ہم سب یہی کہتے ہیں۔ اس لیے کہ علیؓ حق پر اور ہدایت پر ہیں اور اُن کا مخالف گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے"۔

اب حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس کو خوارج کے پاس بھیجا اور تاکید سے فرمایا کہ "جب تک میں خود نہ آؤں تم ان کو نہ کچھ جواب دینا اور نہ اُن سے لڑنے میں عجلت کرنا"۔ مگر ابن عباس جیسے ہی پہونچے خوارج نے آکر بحث شروع کر دی اور اُن سے اتنا ضبط نہ ہو سکا کہ جواب دینے میں حضرت علیؓ کے آنے کا انتظار کریں۔ جاتے ہی اُن لوگوں سے کہا تم لوگ دو پنچوں کے تقرر کی وجہ سے ہمارے مخالف ہو گئے حالانکہ خدائے تعالےٰ نے خود قرآن مجید میں فرماتا ہے "اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا" (یعنے اگر دو آدمی اصلاح کا ارادہ کریں خدا اُن کے ذریعے سے توفیق عطا کرے گا) جب خدا نے یہ فرما دیا ہے تو اُمت محمدی اُس پر کیوں نہ کاربند ہو؟"

خوارج نے جواب دیا کہ خدائے تعالےٰ نے جس چیز کا فیصلہ انسانوں پر چھوڑا ہے اور ان کو اُس پر غور کرنے کا حکم فرمایا ہے وہ بیشک اُس میں رائے دینے کے مجاز ہیں۔ لیکن جس بارے میں خدا نے کوئی صریح حکم نافذ فرما دیا ہے اُس میں غور کرنے کا حق بندوں کو نہیں ہے اُس نے زانی کے لیے سو کوڑوں کا اور چور کے لیے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے لہٰذا بندوں کا کام نہیں کہ ان امور میں غور و خوض کر کے اپنی عقل سے کام لیں۔ اسی طرح جب خدا نے فرما دیا کہ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ پھر کسی کے حکم دینے کا کس کو حق باقی رہا؟"

ابن عباس خوارج سے مقابلے پر

اُن میں اور خوارج میں مباحثہ

ابن عباسؓ نے کہا "خدائے تعالیٰ فرماتا ہے یحکم بہ ذوا عدل منکم" (تم میں سے دو عادل شخص فیصلہ کریں) خوارج نے کہا "تو کیا ہم سیروشکار، کھیتی باڑی اور میاں بیوی کے تعلقات کا حکم بھی ویسا ہی جانیں جیسا کہ مسلمانوں کے درمیان خونریزی ہونے کا معاملہ ہے؟" اس شبہ کو لوگ کہنے لگے "مگر تمھارے نزدیک تو سب سے بڑا عادل شخص عمرو بن عاص ہے جو ابھی کل ہم سے لڑ رہا تھا۔ اگر وہ عادل ہے تو پھر ہم میں کوئی عادل نہیں ہے۔ تم نے خدا کے معاملے میں انسانوں کو پنچ بنایا۔ معویہ اور اُن لوگوں کے متعلق یہ حکم ہے کہ لڑو اور پلٹ آؤ۔ مگر تم نے اپنے اور اُن کے درمیان ایک اقرارنامہ لکھ لیا۔ حالانکہ خدا نے سورہ براءة نازل کر کے مسلمانوں اور حربیوں کے درمیان باہمی اقرار کو قطع کر دیا۔ بجز اُس صورت کے کہ اُن سے جزیے کی بابت کوئی اقرار لیا جائے۔"

ابن عباس کے بھیجنے کے بعد حضرت علیؓ نے زیاد بن نضر کو بھیجا کہ دیکھو ہمارے سرداران فوج میں سے کس کا گروہ سب سے بڑا ہے۔ اُس نے تھوڑی دیر کے بعد آ کے عرض کیا کہ سب سے بڑا گروہ یزید بن قیس کا ہے۔ اُسی وقت اُٹھ کر آپ باہر برآمد ہوئے۔ راہ میں یزید بن قیس کے خیمے میں تشریف لے گئے۔ وہاں دو رکعتیں پڑھیں۔ یزید کو اصفہان و رے کا والی مقرر فرمایا اور وہاں سے نکل کے چلے تو خوارج کے سامنے جا پہونچے۔ یہاں اُن میں اور ابن عباس میں مباحثہ ہوتے دیکھ کر آپ نے ابن عباس سے فرمایا "میں نے تو تم کو ان لوگوں سے بحث کرنے کو منع کیا تھا۔" پھر آپ نے گروہ خوارج کی طرف رُخ کر کے فرمایا "خداوندا۔ یہ وہ مقام ہے کہ جس کسی کو یہاں فلاح ہوگی وہی قیامت کے روز بھی فلاح کا زیادہ مستحق ہوگا۔"

خود حضرت علیؓ کی گفتگو خوارج سے۔

پھر اُن لوگوں سے پوچھا "تمھاری طرف سے گفتگو کرنے والا کون شخص ہے؟" سب نے ابن کوا کو بتایا۔ آپ اُس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "تمھیں کس چیز نے ہمارے خلاف کر دیا کہ ہم سے لڑنے کو تیار ہو؟" اُس نے کہا "صفین کے میدان میں آپ کا یہ فعل کہ انسانوں کو پنچ بنایا۔" فرمایا "میں تم سے قسم دلا کے پوچھتا ہوں کہ دشمنوں نے جب نیزوں پر قرآن بلند کیے ہیں تو تم ہی لوگوں نے نہیں کہا تھا کہ ہم اُس کو قبول کرتے ہیں۔ میں نے کہا ان لوگوں کا حال میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ یہ دیندار لوگ نہیں ہیں۔" پھر اسی سلسلہ میں آپ نے سارا واقعہ بیان کر کے پوچھا "کیا یہ نہیں ہوا تھا؟" پھر ارشاد ہوا "اور میں نے ان دونوں پنچوں کے لیے

Marfat.com

یہ شرط لگادی تھی کہ جس چیز کو قرآن نے رکھا ہے اُس کو برقرار کریں اور جس چیز کو قرآن نے مٹایا ہے اُس کو مٹادیں۔ لہٰذا اگر وہ قرآن کے مطابق فیصلہ کریں تو ہمیں مخالفت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اور اگر اس کے خلاف کریں تو ہم اُن کے فیصلے سے بری ہیں"۔

ان لوگوں نے کہا "ہمیں یہ بتائیے کہ مسلمانوں میں خونریزی ہونے کے معاملے میں انسانوں کے پنچ بنانے کو آپ جائز سمجھتے ہیں؟" فرمایا "ہم نے اُن کو پنچ نہیں بنایا۔ ہم نے تو در اصل قرآن کو منحصر علیہ قرار دیا ہے۔ اور قرآن ایک تحریر کا نام ہے جو دو دفتیوں کے درمیان میں لکھی ہوتی ہے۔ وہ خود نہیں بولتی بلکہ انسان اس سے متکلم ہوتے ہیں"۔

ان لوگوں نے کہا "اچھا یہ بتائیے کہ آپ نے اپنے اُن کے درمیان کوئی مقررہ مدت کیوں قرار دی؟" فرمایا "تاکہ نہ جاننے والا جان لے۔ اور جاننے والا ثابت قدم رہے۔ اور شاید خدا تعالٰی اسی التواء جنگ کے ذریعے سے اُمت کے حق میں کوئی بھلائی کرے"۔ بعد ازاں استمالت کے طور پر آپ نے ان لوگوں سے کہا "اب چل کے اپنے شہر میں ٹھہرو کہ خدا تمہارے حال پر مہربانی کرے"۔

اُن لوگوں کا قائل ہوجانا مان لینا۔

آپ کے اس فرمانے کا یہ اثر ہوا کہ وہ سب لوگ کوفہ میں چلے آئے۔ اور بادی النظر میں جھگڑا مٹ گیا۔ مگر خوارج کا بیان اس گفتگو کے متعلق کچھ اور ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "ہم نے علیؓ سے کہا آپ سچ کہتے ہیں۔ ہمارا یہی حال تھا جو آپ نے کہا۔ اور در اصل یہ ہم سے کفر کی حرکت سرزد ہو گئی تھی جس سے اب ہم نے خداوند کریم کی درگاہ میں توبہ کی۔ لہٰذا آپ بھی ہماری طرح توبہ کریں۔ آپ کے توبہ کرتے ہی ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اور اگر آپ نے توبہ نہ کی تو آپ کے خلاف رہیں گے۔ اس کے بعد علیؓ نے ہم سے بیعت لی اور کہا شہر میں چلو وہاں چھ مہینے تک قیام کریں گے تاکہ کھیتی تیار ہو جائے اور لوگ دولت جمع کریں۔ بعد ازاں دشمن کے مقابلے پر چلیں گے۔ مگر خوارج کے اس بیان کو مستند مورخین اہل سنت غلط اور بے اصل بتاتے ہیں۔

اس واقعہ کے متعلق خوارج کا غلط بیان۔

اسی اثنا میں دونوں پنچوں کے فیصلہ کرنے کا زمانہ آگیا۔ حضرت علیؓ نے شریح بن ہانی حارثی کو چار سو آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا۔ عبداللہ بن عباس کو اُن کے ہمراہ کیا کہ ہمراہیوں کو نماز پڑھایا کریں۔ اور انھیں لوگوں کے ساتھ حضرت ابو موسٰی اشعری بھی تھے۔ حضرت علیؓ نے شریح بن ہانی کو سمجھا دیا کہ وہاں پہونچکر عمرو بن عاص سے ملنا اور کہنا "علیؓ نے کہا ہے

پنچایت اور اس میں علیؓ کے طرفدار۔

Marfat.com

دائے عزوجل کے نزدیک سب سے افضل وہ شخص ہے جو حق پر عمل کرنے کو پسند کرے۔ اور
جانتے ہو کہ حق کا محل کون ہے۔ پھر کیوں جان بوجھ کر نادان بنتے ہو؟ تمھیں اگر کچھ لالچ
دیا گیا ہے تو تم خدا کے اور اس کے دوستوں کے دشمن ہو جاؤ گے۔ اور یوں سمجھو کہ جو کچھ تم کو
دیا جاتا رہا! تم چوروں سے حصہ بٹانے والے اور ظالموں کے قوت بازو نہ بنو۔ میں
تمھارے اُس روز سے خوب واقف ہوں جس دن تم نادم ہو گے۔ اور وہ تمھارے مرنے کا
دن ہو گا اور تم کو تمنا ہو گی کہ کاش کسی مسلمان کے ساتھ عداوت نہ ظاہر کی ہوتی۔ اور کسی فیصلے
کے لیے رشوت نہ لی ہوتی۔"

ابن عمرو کی برہمی

شریح نے یہ پیام عمرو بن عاص کو پہونچایا تو اُن کا چہرہ سرخ ہو گیا اور کہا "میں نے
جب علیؓ سے مشورہ لیا تھا یا اُن کے مشورے سے میں نے کون سا کام چھوڑ دیا تھا؟ یا ان کی
رائے پر کب بھروسہ کیا تھا؟ جو وہ مجھے مشورہ دیتے ہیں؟" شریح نے کہا "لیکن اے ابن نابغہ
(نابغہ عمرو بن عاص کی والدہ کا نام ہے) اگر اپنے آقا رسول خدا صلعم کے بعد تم سارے
مسلمانوں کے سردار سے مشورہ لے لو تو اس میں کیا مضائقہ ہے؟ اُن سے تو حضرت ابوبکرؓ
و عمرؓ بھی مشورہ لیتے اور اُن کی رائے پر عمل کرتے تھے۔" اس کے جواب میں عمرو نے کہا "تجھ سا
شخص تم ایسے آدمی سے بات نہیں کرتا۔" اس کا جواب شریح نے ایسا سخت دیا کہ عمرو
اٹھ کر چلے گئے۔

معٰویہ کی طرف کے شرکا۔

معٰویہ نے اپنی طرف سے عمرو بن عاص کو چار سو سواروں کے ساتھ بھیجا تھا جو لوگ
دومۃ الجندل سے گزر کر مقام اذرح میں پہونچ گئے۔

اس زمانے میں دونوں طرف برابر مراسلت جاری تھی۔ حضرت علیؓ کے پاس سے ابن عباس
کے نام خطوط پہونچتے اور جناب معاویہ کے پاس سے حضرت عمرو بن عاص کے پاس شام والے
تو خبر بھی نہ ہوتے کہ معٰویہ نے عمرو کو کیا لکھا ہے اور نہ انھیں اس کی فکر رہتی۔ مگر کوفہ والے

اہل کوفہ کی بدگمانی و بے صبری۔

اپنی بے صبری اور بدگمانی سے ہر خط کے آنے پر حضرت ابن عباس سے بار بار پوچھتے "اس میں
کیا لکھا ہے"۔ آخر ابن عباس نے جھنجھلا کے کہا "کیا خدا نے تم کو عقل نہیں دی ہے؟ یہ بھی
نہیں دیکھتے کہ معٰویہ کا قاصد آتا ہے تو کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوتی کہ کیا پیام لایا ہے۔ مگر
تمھارا یہ حال ہے کہ میری جان کھائے جاتے ہو۔ اور طرح طرح کی خیال آرائیاں کرتے ہو۔"

پنچایت کے شرکا۔

اس موقع پر اکابر صحابہ میں سے عبداللہ بن عمر۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔ عبداللہ بن زبیر

عبدالرحمن بن حرث بن ہشام۔ عبدالرحمن بن عبدیغوث زہری۔ ابوجہم بن حذیفہ عدوی اور مغیرہ بن شعبہ بھی اسلام کی قسمت کا فیصلہ سننے کے لیے آگئے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص بنی سلیم کے چشمے کے پاس مقیم تھے۔ اُن کے فرزند عمر نے حاضر ہو کر کہا "قریش کے اکثر معزز ابوموسیٰ کا فیصلہ سُننے کو جارہے ہیں آپ بھی چلیے۔ آپ تو صحابی رسول اللہ اور ارکان شوریٰ میں سے ہیں۔ کوئی ایسا کام نہیں کیا ہے جو اُمت محمدی کو ناگوار ہو۔ اور سب سے زیادہ مستحق آپ ہی ہیں"۔ مگر انھوں نے نہ مانا اور نہ آئے لیکن بعض راویوں کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مجمع میں وہ موجود تھے۔ مگر فیصلے کا انجام دیکھ کر اپنے آنے پر نادم ہوئے۔ اور ندامت ہی کا اثر تھا کہ واپسی میں بیت المقدس سے عمرے کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ کی راہ لی۔

مغیرہ کی پیشگوئی

مغیرہ اس عہد کے بڑے سیانے اور نکتہ رس لوگوں میں تھے۔ انھوں نے معززین قریش سے پوچھا کوئی ہے جو یہ بتا سکے کہ دونوں پنچ کسی ایک رائے پر متفق ہوں گے یا نہیں؟ سب نے لاعلمی ظاہر کی اور انھوں نے کہا "دیکھیے میں پتہ لگاتا ہوں"۔ یہ کہہ کر ابن عاص کے پاس گئے اور پوچھا "ہم لوگ جو لڑائی سے الگ رہے تو اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ہمیں تو اس مسئلہ میں شبہ رہا مگر آپ پر خدا نے روشن کر دیا کہ ایک جانب ہو گئے"۔ عمرو اُن سے بھی زیادہ ہوشیار تھے کہا "آپ کی نسبت تو میری یہ رائے ہے کہ نیکوں کے پیچھے اور بُروں کے آگے رہا کرتے ہیں"۔ یہ جواب سُن کر مغیرہ وہاں سے چلے آئے اور ابوموسیٰ اشعری کے پاس جا کر اُن سے یہی سوال کیا۔ انھوں نے جواب دیا کہ "میں تم لوگوں کو سب سے زیادہ ثابت قدم جانتا ہوں۔ اور تمہارے ہی گروہ (قاعدین) میں کچھ اچھے لوگ باقی رہ گئے ہیں"۔ اس لیے مغیرہ نے واپس آکر اپنے اُن احباب سے کہدیا۔ "یہ دونوں صاحب ہرگز کسی ایک رائے پر متفق نہیں ہو سکتے"۔

پنچوں کی باہمی گفتگو۔

اب فیصلہ کا دن آیا۔ دونوں پنچ ایک صحبت میں جمع ہوئے۔ عمرو بن عاص نے ابوموسیٰ سے کہا "کیا آپ نہیں جانتے کہ عثمانؓ مظلوم مارے گئے؟" ابوموسیٰ نے کہا "مجھے اس کا اقرار ہے" پوچھا "اور آپ بھی جانتے ہیں کہ معاویہ اور اُن کے خاندان والے عثمانؓ کے ولی ہیں؟" کہا "ہاں یہ بھی جانتا ہوں"۔ ان تمہیدی سوالوں کے بعد عمرو نے کہا "تو پھر اُن کا ساتھ دینے سے آپ کو کون چیز روکتی ہے؟ آپ جانتے ہیں کہ وہ قریشی النسل ہیں۔ شاید آپ کو شبہ ہو کہ لوگ کہیں گے معاویہ ابتدائے بعثت کے وقت اسلام نہیں لائے تو اس کے لیے یہ جواب

Marfat.com

...فی ہے کہ آپ نے اُن کو خلیفۂ مظلوم عثمانؓ کا ولی اور اُن کے خون کا انتقام چاہنے والا پایا
...خوش تدبیر ہیں۔ مدبر سلطنت ہیں اور زوجہ رسول اللہ صلعم اُم المومنین اُم حبیبہ کے بھائی ہیں کاتب
...ی رسالت ہیں۔ شرف صحبت رسالت رکھتے ہیں اور عمرو بن عاص نے ابوموسیٰ اشعری کی جناب
...ں یہ بات بھی پیش کی کہ آپ کو کوئی نہ کوئی حکومت دی جائے گی۔

عمرو بن عاص کی یہ تقریر سُن کر ابوموسیٰ بولے "عمرو خدا سے ڈرو۔ تم نے معاویہ کے فضائل
بیان کیے۔ مگر خلافت کا استحقاق محض ان خوبیوں سے نہیں ہو جاتا۔ ایسی ہی باتیں خلافت کا
حقدار بنائیں تو ابرہہ بن صباح کا خاندان زیادہ مستحق ہو جاتا۔ یہ تو خاص دینداروں کا حق ہے
اور اگر میں محض فضائل کی بنیاد پر خلافت کسی کو دیتا تو علیؓ بن ابی طالب کو دیتا۔ تمہارا یہ کہنا کہ معاویہ
عثمانؓ کے خون کے ولی ہیں اس لیے اُن کو وارث خلافت بنا دو۔ میرے نزدیک کوئی قوت
نہیں رکھتا۔ مہاجرین اولین کو چھوڑ کے انھیں خلافت کیسے دی جا سکتی ہے؟ تم نے جو معاویہ
کی سطوت و شوکت کا ذکر کیا تو سنو معاویہ اگر اپنی ساری شاہانہ سطوت مجھے دیدیں تو بھی میں اُن کو
خلیفہ نہ بناؤں گا۔ اور خدا کے معاملے میں رشوت نہ لوں گا۔ لیکن اگر تم پسند کرو تو عبداللہ بن عمر کو
منتخب کر کے عمر بن خطاب کے نام کو زندہ کرو۔ خدا اُن کو اپنے آغوش رحمت میں لے۔"

عمرو بن عاص نے کہا "آپ کا یہ خیال ہے تو پھر آپ کے نزدیک اس میں کیا مضائقہ
ہے کہ میرے بیٹے عبداللہ کو خلیفہ بنا دیجیے۔ اس کی خوبیوں اور اس کی نیک نفسی سے آپ بخوبی
واقف ہیں۔" ابوموسیٰ بولے "تمھارے بیٹے سچے نیک نفس اور دیندار ہونے میں شک نہیں مگر تم نے
اُس کو فتنوں کے دریا میں غوطہ دیکر مشتبہ کر دیا۔" اس پر عمرو بن عاص نے کہا تو یاد رکھیے کہ خلافت
ایسے ہی شخص کے لیے موزوں ہو سکتی ہے جو کھاتا پیتا اور دنیا کے معاملات کو برتتا ہو۔ عبداللہ
بن عمر بن الخطاب ان امور کی طرف سے غافل و بے پروا ہیں۔" ابوموسیٰ بولے "ایسا ہے تو
عبداللہ بن زبیر کو منتخب کرو جو زیادہ ذی ہوش ہیں۔" پھر فرمایا "میں اس بارے میں خدا کی قسم
رشوت نہ لوں گا۔ سنو ابن عاص! اہل عرب نے باہم خونریزی کرنے کے بعد معاملہ تمہارے
تمھارے ہاتھ میں دے دیا ہے ایسا نہ کرو کہ پھر فتنہ میں پڑ جاؤ۔"

ابن عاص نہایت ہی ہوشیار اور مدبر آدمی تھے جب دیکھا کہ ابوموسیٰ کسی طرح میرے کہنے
میں نہیں آتے تو کہا "اچھا فرمائیے آپ کی کیا رائے ہے؟ اور آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟" انھوں نے
کہا "میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ان دونوں شخصوں (علیؓ اور معاویہؓ) کو خلافت سے علیحدہ کر دوں اور

اور انتخاب خلیفہ کے معاملے کو مسلمانوں کے مشورے پر چھوڑ دوں۔ لوگوں کو اختیار ہے کہ جسے چاہیں اپنا حاکم منتخب کریں۔" عمرو نے کہا "بس یہی رائے مناسب ہے۔" اور ابو موسیٰ کو یقین تھا کہ عمرو بن عاص کو میری رائے سے اتفاق ہے۔

یہ گفتگو سب سے چھپا کر ہوئی تھی اور کسی کو خبر نہ تھی کہ دونوں پنچوں نے باہمی مشورے سے کیا قرار دیا۔ اور اب وقت آیا کہ طے شدہ معاملے کا تمام حاضرین پر اعلان کر دیا جائے۔ عمرو نے ابو موسیٰ سے کہا "اپنا فیصلہ سب کو سنا دیجیے۔" ابو موسیٰ نے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر کہا "ہم دونوں ایک رائے پر متفق ہو گئے۔ اور اُمید ہے کہ اس تجویز سے خداوند تعالیٰ اُمت کی اصلاح کر دے گا۔" عمرو نے سنتے ہی کہا "آپ نے بجا فرمایا۔ بس اپنی رائے سب کو سنا دیجیے۔"

فیصلہ سنانے کا وقت۔

ابو موسیٰ تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تو حضرت ابن عباس نے کہا "افسوس مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابن عاص نے آپ کو کچھ فریب دیا ہے۔ اگر دونوں پنچوں نے کسی رائے پر اتفاق کیا بھی ہے تو پہلے آپ ابن عاص سے کہیے کہ اس کو اپنی زبان سے سب پر ظاہر کریں اور آپ اُن کے بعد تقریر کیجیے۔ ان کا اعتبار نہیں۔ ممکن ہے کہ کسی بات پر آپ سے اتفاق کر لیا ہو۔ اور ظاہر کرتے وقت اُس کے خلاف ہو جائیں۔" ابو موسیٰ بے پروا آدمی تھے ابن عباس کے کہنے کا مطلق لحاظ نہ کیا اور اپنی تقریر شروع کر دی۔

ابن عباس کا ابو موسیٰ کو پہلے بیان کرنے سے روکنا۔

اور کہا "لوگو۔ ہم دونوں نے اُمت کے معاملے میں غور کیا اور ایک رائے اختیار کی جس سے زیادہ کوئی اچھی اور جھگڑا مٹانے والی بات نہیں ہو سکتی۔ وہ یہ ہے کہ ہم علیؓ اور معاویہ دونوں کو خلافت سے علیحدہ کر دیں اور مسلمان جس کسی کو پسند کریں اپنا حاکم منتخب کریں۔ چنانچہ اس فیصلے کے مطابق میں نے علیؓ اور معاویہ دونوں کو خلافت سے معزول کر دیا۔ اب آپ لوگ اپنے معاملے میں غور کریں۔ اور جسے مناسب جانیں خلیفہ منتخب کریں۔" یہ کہہ کر بیٹھ گئے۔

ابو موسیٰ کا اعلان۔

ان کے بیٹھتے ہی عمرو بن عاص اُٹھے اور کہا "ابو موسیٰ نے جو کچھ کہا سب صاحبوں نے سُن لیا جس طرح انھوں نے اپنے پنچ بنانے والے یعنے علیؓ کو خلافت سے علیحدہ کر دیا۔ میں بھی ان کو علیحدہ کرتا ہوں مگر میں اپنے پنچ بنانے والے یعنے معویہ کو مسند خلافت پر برقرار رکھتا ہوں اس لیے کہ وہ عثمانؓ کے ولی اُن کے خون کے طالب۔ اور اُن کی جانشینی کے لیے سب سے زیادہ اہل ہیں۔"

عمرو بن عاص کی اس سے مخالفت۔

ابن عاص کی یہ خلاف اُمید تقریر سُن کر ساری محفل دنگ رہ گئی۔ حضرت سعد نے جن کا موجود...

سعد وغیرہ کی برہمی۔

Marfat.com

ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ "ابوموسیٰ۔ تم کو عمرو اور اُن کے فریب نے کس قدر مغلوب کر لیا!" ابوموسیٰ نے جواب دیا "اب اس سے بچنے کی میں کیا تدبیر کروں؟ مجھ سے اتفاق کیا اور وقت پر مُکر گئے۔" اُن کا یہ بے بسی کا جواب سن کر ابن عباس بولے۔ "یہ تمھارا قصور نہیں بلکہ اُس کا قصور ہے جس نے تم کو اپنا پنچ بنایا۔" ابوموسیٰ نے پھر پریشان ہو کر کہا "تو میں کیا کروں؟ عمرو نے میرے ساتھ غداری کی"۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا "واہ امت کے معاملات کا کیا انجام ہوا ہے! قوم کی قسمت ایسے شخص کے ہاتھ میں دی گئی جسے اس کی کچھ پروا نہیں کہ اُس نے کیا کر دیا اور دوسرا ضعیف ہے"۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر بولے "بہتر ہوتا کہ ابوموسیٰ اشعری آج کے دن سے پہلے مر گئے ہوتے"۔

ابوموسیٰ کی گھبراہٹ و بے بسی۔

معززین اُمت کے یہ فقرے سُن کر ابوموسیٰ نے جھنجھلا کے عمرو بن عاص سے کہا "خدا کبھی تمھیں توفیق خیر نہ دے۔ تم نے مجھے دھوکا دیا اور بہت بُرا کام کیا۔ تم اس کتے کے مثل ہو کہ اس پر جھپٹو تو بھی بھونکتا ہے اور نہ بولو تو بھی بھونکتا ہے"۔ عمرو نے جواب دیا "اور تم اُس گدھے کے مثل ہو جس پر کتابیں لدی ہوں"۔

ان میں اور عمرو میں سخت کلامی۔

اسی اثنا میں شریح بن ہانی کو ایسا طیش آیا کہ عمرو بن عاص پر جھپٹ پڑے اور ایک کوڑا رسید کیا۔ ساتھ ہی عمرو کے بیٹے نے بڑھ کے شریح کے کوڑا مارا۔ اور لوگوں نے درمیان میں آ کے بیچ بچاؤ کر دیا۔ شریح اس واقعہ کے بعد ہمیشہ پچھتایا کرتے کہ اُس وقت میں نے عمرو بن عاص کو بجائے کوڑے کے تلوار کیوں نہ ماری کہ کام تمام کر دیتا"۔

شریح کا عمرو پر حملہ۔

ان واقعات کا انجام یہ ہوا کہ جس طرح حضرت علیؓ کی طرف کے لوگ عمرو بن عاص کے دشمن تھے ویسے ہی اہل شام اور طرفداران معٰویہ باوجود کامیاب ہونے کے ابوموسیٰ کے خلاف ہو گئے۔ اور ان کی تاک میں لگے ہوئے تھے۔ اور اُن کے شر سے بچنے کے لیے بیچارے نے مکۂ معظمہ میں بھاگ کر اپنی جان بچائی۔

شامیوں کے ڈر سے ابوموسیٰ کا بھاگنا۔

عمرو بن عاص اور اہل شام نے واپس جا کر معٰویہ کو خلافت کی خوشخبری سُنائی۔ اور شریح و ابن عباسؓ ناکام و نامراد حضرت علیؓ کے پاس واپس آئے۔ اس واقعہ نے حضرت علیؓ کو اس قدر برہم کر دیا کہ آپ صبح کی نماز میں قنوت کرنے لگے جس میں عمرو بن عاص۔ معٰویہ۔ ابوالاعور۔ حبیب بن مسلمہ۔ عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید۔ ضحاک بن قیس اور ولید پر لعنت بھیجا کرتے۔ معٰویہ کو اس کی خبر ہوئی تو انھوں نے بھی قنوت شروع کر دی جس میں حضرت علیؓ۔ ابن عباسؓ۔ حسنؓ۔ حسینؓ۔ اور اشتر کے

معٰویہ کو خلافت کی مبارکباد و حضرت علیؓ سے تبرے کی ابتدا۔

اس کو معٰویہ نے بھی اختیار کیا۔

ساتھ یہی طریقہ برتا جانے لگا۔ اور یہی وقت ہے جب سے اسلام میں بزرگان اُمت اور مسلمانوں پر تبرّے اور بعض طعن کی بنیاد پڑی۔

کہتے ہیں کہ پنچوں کا فیصلہ ہو جانے کے بعد ایک بار معٰویہ دونوں پنچوں سے ملے۔ شام کا وقت تھا۔ وہ ان دونوں کے سامنے مجمع عام میں تقریر کرنے کو کھڑے ہوئے۔ اسی قدر کہا کہ اس بارے میں جو شخص کچھ کہنا چاہتا ہو کہے اور اپنے دل کا کھوٹ ظاہر کردے۔" عبداللہ بن عمر کہتے ہیں "میں اس وقت احتباء کی وضع میں یعنی چادر کو دونوں زانوں میں باندھے بیٹھا تھا۔ پاؤں کھول دینے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ اٹھ کر کہوں۔ اس بارے میں ایسے بہت سے لوگوں کو تامل ہے جو اسلام کی حمایت میں تم سے اور تمھارے باپ سے لڑتے رہے ہیں۔" مگر اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی کلمہ ایسا زبان سے نکل جائے جس سے اُمت میں پھوٹ پڑے اور خونریزی کی نوبت آجائے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ خدا نے جن کاموں کے عوض میں جنت دینے کا وعدہ کیا ہے وہ مجھے اس جھگڑے کی باتوں سے زیادہ پسند ہیں۔ اس کے بعد جب میں اپنے گھر میں آیا تو حبیب بن مسلمہ ملنے کو آئے اور پوچھا "جب اس شخص (معاویہ) نے گفتگو کی تو آپ کو کس چیز نے منہ کھولنے سے باز رکھا؟" میں نے کہا "چاہتا تھا کہ کچھ کہوں مگر فساد کے اندیشے سے منہ بند رکھا۔" انھوں نے کہا "خدا نے آپ کو توفیق خیر دی اور بچ گئے۔"

ابن عمر کی برہمی

جب حضرت علیؑ کو پنچوں کے فیصلے کا حال معلوم ہوا اور سنا کہ ابوموسیٰ اشعری نے مکر کی راہ لی۔ تو عبداللہ بن عباس کو پھر بصرے کی حکومت پر روانہ فرمایا۔ اور منبر پر کھڑے ہو کر یہ تقریر کی "الحمد للہ۔ عہد شکن خطبوں اور عظیم الشان حادثوں کا وقت آگیا۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یاد رکھو کہ گناہ منجر بہ حسرت و منتج بہ ندامت ہوتا ہے۔ میں نے اس پنچائت اور ان پنچوں کے متعلق اپنی رائے پہلے ہی بتادی تھی۔ اور کوئی معاملہ چھوٹا ہوتا تو میں اپنی رائے بدل دیتا لیکن تم لوگوں نے بجز اس کے کہ تمھاری رائے پر عمل کیا جائے کوئی بات نہ مانی خیر اب یاد رکھو کہ جن دو شخصوں کو تم نے پنچ بدا تھا انھوں نے حکم قرآنی کو پس پشت ڈال دیا اور وہ باتیں زندہ کیں جن کو قرآن مٹا چکا تھا۔ دونوں پنچوں میں سے ہر ایک نے اپنی خواہش نفس کی پیروی کی اور ہدایت ربانی سے علاقہ نہ رکھا چنانچہ بغیر کسی روشن دلیل اور سنت سابقہ کے حکم لگا دیا۔ اور اپنے فیصلوں میں مختلف رہے۔ دونوں نے راہ ہدایت کے خلاف عمل کیا۔ لہٰذا خدا اور رسول اور مومنین نیکوکار ان سے الگ ہو گئے۔ اب تم تیار ہو جاؤ سفر شام

پنچوں کے فیصلے پر علیؑ کی تقریر

Marfat.com

(آپ کی خوارج سے مقابلے کے لیے تیاری) ...کے لیے آمادہ رہو۔ اور دوشنبہ کی صبح کو سب لشکر گاہ نخیلہ میں جمع ہو۔

اب ہم ایک دوسرا واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے اس عہد کی پولیٹیکل پیچیدگیوں نے ...ہب پر نہایت خراب اثر ڈالا جس وقت حضرت علیؑ ابوموسیٰ کو فیصلے کے لیے کوفہ سے روانہ ...ر رہے تھے۔ زرعہ بن برج طائی اور حرقوص بن زہیر نام دو شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے (آپ پر خوارج کا اعتراض) اور آپ کی صورت دیکھتے ہی نعرہ لگایا "لاحکم الا للہ" یعنے فیصلہ کا حق بجز اللہ کے کسی کو نہیں ہے۔ آپ بھی برجستہ یہی آیت زبان پر لائے کہ "لاحکم الا للہ" حرقوص نے کہا اگر اپنے گناہ سے توبہ کیجیے۔ اس پنچائت کو چھوڑ دیجیے۔ اور ہمیں ہمراہ لے کر دشمنوں کے مقابلے پر چلیے۔ تاکہ اُن سے لڑیں اور اسی کوشش میں خدا کے پاس پہونچ جائیں"۔

(آپ کا جواب) آپ نے فرمایا میں نے خود ہی تم کو اس پنچائت سے روکا تھا اگر تم لوگوں نے نہ مانا۔ انجام یہ ہوا کہ ہم میں اور ان لوگوں میں ایک تحریری معاہدہ ہوگیا۔ چند شرطیں قرار پاگئیں۔ جن کے ہم پابند ہو گئے۔ اور خدا کا حکم ہے کہ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ یعنے خدا سے جب کوئی عہد کرو تو اس کو پورا کرو"۔

(اُن کا اصرار) حرقوص بولا۔ "مگر یہ آپ کا گناہ تھا جس سے آپ کو توبہ کرنی چاہیے"۔ آپ نے فرمایا "یہ گناہ نہ تھا بلکہ میری رائے کی کمزوری تھی۔ میں تو تم کو اس سے روک ہی رہا تھا"۔ زرعہ نے کہا "علیؑ۔ تم انسانوں کی اس پنچائت سے اگر دست بردار نہ ہوئے تو میں صرف خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے تم سے لڑوں گا"۔ اُس کے اس کہنے پر آپ کو طیش آگیا۔ اور فرمایا! (ان کی نسبت آپ کی پیشین گوئی) "بخت ڈر۔ مجھے نظر آتا ہے کہ تو مقتول پڑا ہے۔ اور ہوا کے جھونکے تیری لاش پر خاک ڈال رہے ہیں"۔ بولا "یہی تو میری آرزو ہے"۔

(خوارج کے جوش کا بڑھنا اور آپ کی تقریر) یہ دونوں شخص "ان الحکم الا للہ" کے نعرے لگاتے ہوئے آپ کے پاس سے چلے گئے اور یہ حالت تھی کہ لوگ جا بجا یہی نعرے لگاتے پھرتے تھے۔ آخر ایک روز آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر تقریر کی۔ مگر اس تقریر کے وقت بھی لوگ چاروں طرف مسجد میں یہی نعرے لگا رہے تھے۔ آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا "اللہ اکبر۔ کلمہ حق جس سے باطل کا فائدہ اُٹھایا گیا۔ یہ لوگ (یعنے نعرے لگانے والے) اگر خاموش رہے تو ہم چشم پوشی کریں گے کچھ بولے تو اُن سے بحث کریں گے۔ اور مقابلے پر آئے تو اُن سے لڑیں گے"۔

(ایک خارجی کی تعریض) آپ کا یہ فرمانا تھا کہ یزید بن عاصم محاربی چمک کے اُٹھا اور کہا "الحمد للہ کہ ہم نہ خدا کے چھوڑنے والے

ہیں۔ اور نہ اُس سے بے پرواہیں۔ خداوندا۔ دین میں دنیا کی دناءت ملنے سے ہم پناہ مانگتے کیونکہ دناءت دنیا کو دین میں ملانا۔ خدا کے معاملے میں مداہنت کرنا ہے۔ اور ایسی ذلت میں پڑنا جو لوگوں کو غضب الٰہی کی طرف لے جاتی ہے۔ علیؓ تم ہمیں قتل کی دھمکی دیتے ہو؟ مجھ کو اُمید ہے کہ ہم خدا کی قسم اس دھمکی کو عنقریب تم پر الٹ دیں گے۔ جس میں ذرا بھی رعایت نہ کی جائے گی اس وقت تم کو معلوم ہوگا کہ ہم حق پر تھے یا تم۔" اتنا کہا اور مع اپنے تین بھائیوں کے اٹھ کر چلا گیا یہ سب آدمی مقام نہروان میں مارے گئے۔ اور ایک جو بچ رہا تھا وہ اس کے بعد مقام نخیلہ میں قتل ہوا۔

پھر وہی شور۔ اور پھر آپ کی تقریر۔

بعد ازاں حضرت علیؓ اور ایک دن تقریر فرما رہے تھے کہ حاضرین میں سے ایک شخص نے اُٹھ کر کہا "لاحکم الا اللہ" اور اس کے بعد اور کئی آدمیوں نے یہی نعرے لگائے۔ اُن کا یہ رنگ دیکھ کر حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ اکبر! ایسا کلمہ حق اور اس سے ایسا باطل فائدہ اُٹھانا! سنو تم لوگوں کے لیے ہمارے پاس تین باتیں ہیں۔ اول یہ کہ جب تک ہمارے ساتھ رہو گے تمہیں خدا کی مسجدوں میں اُس کا نام لینے سے نہ روکیں گے۔ دوسرے یہ کہ جب تک کوششوں میں تم ہمارے ساتھ شریک ہو مال غنیمت اور وظائف کو تم سے نہ روکیں گے۔ تیسرے یہ کہ جب تک ہمارے مقابلے پر نہ آؤ گے تم سے نہ لڑیں گے۔" یہ فرما کر آپ منبر پر سے اُتر آئے۔

کوفے میں خوارج کا اجتماع۔ سرغناؤں کی تقریریں۔

اب خوارج کا جوش بڑھا۔ ایک روز عبداللہ بن وہب راسبی کے مکان پر کوفے میں سب جمع ہوئے۔ اور عبداللہ نے کھڑے ہو کر ایک پرجوش تقریر کی۔ پہلے انہیں دنیا میں پڑنے سے روکا پھر خدا کے احکام کی پابندی اور ممنوعات سے احتراز کرنے کی تاکید کی بعد ازاں کہا لوگو۔ ہمارے ساتھ یہاں سے نکل چلو۔" اس شہر کو چھوڑ دو جس کے رہنے والے ظالم ہیں۔ اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا۔ پہاڑوں کے کھوہوں میں چلو یا کسی ایسے شہر میں جہاں کے لوگ ان گمراہی کی بدعتوں کے خلاف ہوں۔" حرقوص بولا۔ اس دنیا کی دولت تھوڑی ہے۔ اسے جلد سے جلد چھوڑ دینا چاہیے۔ اُس کی زیبائی و رونق تم کو یہاں کے ٹھہرنے کا شوق نہ دلائے۔ اور یہ نہ ہو کہ اس کے لالچ میں تم حق کی خواہش اور ظلم کے انسداد سے رک جاؤ۔ خدا انہیں لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور نیک کام کرتے ہیں۔"

اب حمزہ بن سنان اسدی بولا لوگو یہ ٹھیک رائے دی گئی جس کی حقیقت تم کو نظر آگئی۔ پہلا پہلے کسی کو اپنا حاکم بناؤ کیونکہ کسی مرکز ستون اور جھنڈے کا موجود ہونا ضروری ہے۔ تاکہ تم

Marfat.com

اس کے گرد رہو۔ اور اس کی طرف رجوع کرو۔"

حاکم کا انتخاب

اب حاکم منتخب ہونے لگا۔ پہلے زید بن حصین کا نام لیا گیا۔ مگر اُس نے انکار کیا۔ تب حرقوص کا نام پیش ہوا۔ اُس نے بھی سرداری قبول نہ کی۔ پھر حمزہ بن سنان اور شریح بن اوفی کے نام پیش کیے گئے۔ اُن دونوں نے بھی عذر کیا۔ آخر میں قوم کی سر غنائی عبداللہ بن وہب کے سامنے پیش کی گئی۔ اُس نے کہا "پسند تو مجھ کو بھی نہیں ہے۔ مگر تم لوگ مجھے یہ خدمت دیتے ہو تو قبول کیے لیتا ہوں لیکن یاد رکھو کہ میں خدا کی قسم نہ کسی دنیاوی ہوس سے اس کو قبول کرتا ہوں اور نہ موت کے خوف سے اس کو چھوڑوں گا۔"

ذوالثفنات ابن وہب انکار و رضا۔

اس کے ہاتھ پر بیعت۔

یہ شوال ۳۷ھ کی ۱۰ تاریخ تھی۔ سب نے عبداللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خوارج کا یہ پہلا سردار ذوالثفنات کے لقب سے مشہور تھا۔ ثفنات اونٹ کے اُن اعضا کو کہتے ہیں جو بیٹھنے میں زمین سے لگ جائیں۔ شاید اُس کے ہاتھ پاؤں کی بناوٹ اسی قسم کی ہوگی۔

خوارج کا دوسرا جلسہ۔

اس پہلی صحبت کے بعد پھر ایک روز خوارج شریح بن اوفی کے گھر میں جمع ہوئے۔ اور ذوالثفنات نے کہا "چلیے ہم کسی ایسے شہر میں جمع ہوں جہاں ہم خدا کے حکم کو جاری کریں۔ اس لیے کہ اب تم ہی لوگ اہل حق ہو۔" شریح نے کہا "چلو مدائن میں پڑا ڈالیں۔ اُس کے طاقوں اور کھنڈروں پر قبضہ کریں۔ اور وہاں کے رہنے والوں کو نکال باہر کریں۔ پھر اپنے بصرے کے بھائیوں کو بلائیں کہ وہ بھی آکر ہمارے ساتھ شریک ہو جائیں۔" زید بن حصین بولا "تم لوگ اگر ایک ساتھ اکٹھا ہو کر یہاں سے چلو گے تو تعاقب کیا جائے گا۔ اس لیے پوشیدہ طور پر کوفے سے ایک ایک کر کے نکلو۔ علاوہ بریں مدائن میں ایسے لوگ موجود ہیں جو مزاحمت کریں گے۔ اس لیے چلو ہم سب نہروان کے پل پر اُتریں اور وہاں ٹھہر کر بصرے کے بھائیوں سے مراسلت کریں۔" سب نے اس آخری رائے سے اتفاق کیا۔ اور یہی تجویز قرار پا گئی۔

نہروان میں جمع ہونے کی تجویز۔

خوارج بصرہ کی آمادگی

اب عبداللہ نے کوفہ چھوڑنے سے پہلے ہی بصرے کے ہم خیالوں کو اپنے جمع ہونے کی اطلاع دی اور انھیں اپنی طرف بلایا۔ یہ خط بصرے میں جیسے ہی پہونچا وہاں والوں نے اس کی درخواست قبول کی اور لکھا کہ "عنقریب ہم تمہارے پاس پہونچ جائیں گے۔"

خوارج کا کوفے سے نکلنا۔

جس تاریخ ان لوگوں نے کوفے سے نکلنے کا ارادہ کیا ساری رات عبادت الٰہی میں مصروف رہے یہ جمعہ کی رات تھی۔ صبح کو بھی دن بھر عبادت و ذکر الٰہی کرتے رہے۔ اور شب شنبہ کو کوفے سے نکلے۔ شریح بن اوفی جس وقت نکلا ہے اُس کی زبان پر یہ آیت تھی کہ فخرج

مِنْہَا خَائِفًا یَّتَرَقَّبُ اِلٰی سَوَآءِ السَّبِیْلِ (اس شہر سے ڈرتا ہوا نکلا۔ راہ راست کا امیدوار تھا)

عدی کا بیٹا بھی ان کے ساتھ گیا۔

عدی بن حاتم طائی جو مخصوص جاں نثاران مرتضوی میں تھے اُن کا بیٹا طرفہ بن عدی بھی ان لوگوں کا ہم خیال تھا چنانچہ وہ بھی ان کے ساتھ کوفے سے نکل گیا۔ عدی نے دور تک اُن لوگوں کا پیچھا کیا کہ بیٹا ملے تو اُس کو سمجھا بجھا کے واپس لائیں۔ مگر نہ پایا۔ اور مدائن کے قریب تک جا کے واپس آئے۔

عدی کا ان کے ہاتھ سے بچنا

واپسی کے وقت مقام ساباط میں اُن کو عبداللہ بن وہب بیس سواروں کے ساتھ ملا۔ عبداللہ نے ارادہ کیا کہ اُن کو مار ڈالے مگر عمرو بن مالک نبہانی اور بشر بن زید بولانی نے جو خوارج میں تھے اُن کی جان بچادی۔

سعد بن مسعود ذو الشفقات کے تعاقب میں

عدی نے ان لوگوں کے ہاتھ سے نجات پاتے ہی سعد بن مسعود کو جو حضرت علیؓ کی طرف سے مدائن کے حاکم تھے خبر کی اور تاکید کی کہ ان لوگوں سے ہوشیار رہیے گا۔ انھوں نے فوراً مدائن کے پھاٹک بند کروا لیے۔ پھر پانچ سو سواروں کو لے کر اُن لوگوں کی تلاش میں چلے۔ اور اپنی جگہ اپنے بھتیجے مختار بن ابی عبید ثقفی کو وہاں میں چھوڑا۔

سعد کے روانہ ہونے کی خبر عبداللہ بن وہب کو ہو گئی۔ فوراً وہ راستہ چھوڑ کے بغداد کی طرف چلا۔

حریفوں کا سامنا۔

مگر باوجود اس احتیاط کے شام کے وقت کرخ میں پہونچا تھا کہ سعد کا سامنا ہو گیا۔ عبداللہ نے تیس ہی سواروں سے حملہ کر دیا تھوڑی دیر تک سخت لڑائی ہوتی رہی تھی کہ مدائنی اُرک گئے۔ اور سعد سے کہا ان لوگوں سے لڑنے کا کیا نتیجہ؟ اس بارے میں آپ کو کوئی حکم تو ملا نہیں ہے۔ جانے بھی دیجیے۔

سعد کے سواروں کی پست ہمتی

مگر ہاں امیر المومنین کو ان واقعات کی اطلاع کر دیجیے اگر وہاں سے تعاقب کا حکم آئے گا تو ہم ان کا پیچھا کریں گے۔ اور اگر کسی اور شخص نے اس کام کو انجام دے دیا تو آپ اس زحمت سے بچ جائیں گے۔" مگر سعد نے اپنے ہمراہیوں کے اس مشورے کو نہ مانا۔ اور لڑائی صبح پر اُٹھ رہی۔

ابن وہب کا رات کو بھاگنا۔

یہ اندھیری رات تھی۔ اور دونوں گروہ اپنی اپنی جگہ پر تھے۔ عبداللہ بن وہب نے یہ کارروائی کی کہ راتوں رات دجلے سے اتر کے ارض جوخی میں ہو رہا اور وہاں سے نہروان پہونچ کر اپنے گروہ سے جا ملا۔ سواران مدائن کے مقابلے کے وقت اُس کے ہمراہیوں کو اس کی زندگی سے یاس ہو گئی تھی اور باہم قرار پا گیا تھا کہ وہ نہ ہوا تو زید بن حصین یا حُرقوص کو اپنا سردار بنائیں گے۔

کوفہ میں خوارج کا روک لیا جانا

اب کوفہ والوں کا ایک اور گروہ چلا کہ خوارج سے جا ملے لیکن اُن لوگوں کے عزیزوں نے

انھیں مجبور کر کے روک لیا۔ ان میں طراح کے چچا قعقاع بن قیس اور عبداللہ بن حکیم بھی تھے
حضرت علیؓ نے سنا کہ سالم بن ربیعہ عبسی بھی ان لوگوں کے ساتھ شریک ہونے کو جا رہے
تھے۔ سامنے بلوا کر اُن کو اس حرکت سے روکا اور خدا کو اُن کے ساتھ بھلائی منظور تھی، باز رکھ لیے گئے

شیعوں کی تجدید بیعت

جب خوارج کوفہ سے نکل گئے تو حضرت علیؓ کے ہاتھ پر آپ کے رفیقوں اور شیعوں نے
تجدید بیعت کی۔ اور اس میں وہی الفاظ پھر کہے کہ "ہم اُس کے دوست ہیں جس کے آپ
دوست ہوں اور اس کے دشمن ہیں جس کے آپ دشمن ہوں"۔ حضرت علیؓ نے ان الفاظ
کے ساتھ اتنی اور شرط بڑھا دی کہ "سنت رسول خدا صلعم پر عمل کریں گے"۔ مگر ربیعہ بن ابی شداد
خثعمی نے جو جنگ ہائے جمل و صفین میں ہمراہ رکاب رہے تھے اور بنی خثعم کا علم انھیں کے
ہاتھ میں رہا تھا، بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا تو حضرت علیؓ نے فرمایا "کتاب اللہ اور سنت
رسول اللہ پر بیعت کرو"۔ ربیعہ نے کہا "اور سنت ابوبکرؓ و عمرؓ پر"۔ آپ نے ناراضی کے ساتھ
کہا "تمھارے حال پر افسوس ہے اگر ابوبکرؓ و عمرؓ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل نہ کرتے تو
ہرگز حق پر نہ ہوتے"۔ آخر انھوں نے اسی طرح بیعت کر لی جس طرح آپ نے فرمایا تھا۔ پھر
آپ نے نظر اٹھا کر ان کی صورت دیکھی اور کہا "مجھے خدا کی قسم نظر آتا ہے کہ جیسے تم خوارج سے
جا ملے۔ اُن کے ساتھ مارے گئے۔ اور گھوڑے تمھاری لاش کو روند رہے ہیں"۔ اور وہی
ہوا جو آپ نے کہہ دیا تھا کہ ربیعہ خوارج بصرہ کے ساتھ گئے اور نہروان کی لڑائی میں مارے گئے

خوارج بصرہ

خوارج بصرہ کی یہ حالت ہوئی کہ کوفہ والوں کا خط پہنچنے پر بصرے میں پانچ سو آدمی
جمع ہوئے۔ مسعر بن فدکی تمیمی کو اپنا سردار بنایا۔ اور روانہ ہو گئے۔ اُن کے جانے کے بعد
عبداللہ بن عباسؓ کو خبر ہوئی جو بصرے کے والی تھے۔ فوراً ابوالاسود دؤلی کو دوڑایا کہ ان لوگوں
کو جانے نہ دیں۔ ابوالاسود نے بڑے پل کے پاس ان لوگوں کو پا لیا۔ مگر بغیر اس کے کہ
کوئی چھیڑ چھاڑ ہو دونوں گروہ ایک دوسرے کے مقابل اُتر پڑے۔ اور رات ہو گئی۔ رات
کے اندھیرے میں مسعر اپنے ہمراہیوں کو لے کر چل دیا۔ اور ابوالاسود صبح کا انتظار کرتے رہ گئے

دونوں بھی نہروان میں پہونچ گئے

مسعر جو یہاں سے چلا تو یہ حالت تھی کہ جو کوئی راستے میں ملتا اس کا مزاحم ہوتا۔ اس کی فوج کے
مقدمۃ الجیش کا سردار اشرس بن عوف شیبانی تھا۔ آخر جاتے جاتے وہ نہروان میں پہونچ گیا اور
عبداللہ بن وہب کی قوت اور بڑھ گئی۔

علیؓ کا خط خوارج کے نام

حضرت علیؓ نے خوارج کی مخالفت کو بڑھتے دیکھا تو انھیں اس مضمون کا خط بھیجا۔

Marfat.com

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم از جانب بندۂ خدا علیؑ امیر المومنین بہ جانب زید بن حصین، عبداللہ اور ان کے گروہ کے۔ سنو۔ وہ دونوں شخص جن کے پنچ بنانے کو ہم نے قبول کر لیا تھا انھوں نے کتاب اللہ کی مخالفت اور اپنے نفسوں کی پیروی کی۔ بغیر اس کے کہ دیانت بالکل پر عمل کریں۔ انھوں نے نہ سنت رسول پر عمل کیا اور نہ قرآن کے مطابق فیصلہ کیا۔ لہٰذا خدا اور رسول اور تمام مومنین اُن سے الگ ہو گئے۔ تمھیں جیسے ہی یہ خط ملے میرے پاس چلے آؤ۔ اس لیے ہم اپنے اور تمھارے دشمنوں کے مقابلے پر کوچ کرنے والے ہیں اور اسی حالت پر ہیں جس پر کہ پیشتر تھے۔"

اس کا جواب — اس کا جواب ان لوگوں سے یہ ملا کہ "آپ نے خدا کے لیے اپنا غصہ ظاہر نہیں کیا بلکہ آپ کا غصہ محض اپنی ذات کے لیئے تھا۔ اب اگر آپ اپنے کافر ہو جانے کا اقبال کر کے کفر سے توبہ کریں تو ہم اپنے اور آپ کے معاملے پر غور کریں گے۔ اور اگر یہ آپ کو منظور نہیں ہے تو ہم نے آپ اور دوسروں کو یکساں طور پر چھوڑ دیا۔ خدا خیانت کرنے والوں کو نہیں پسند کرتا۔"

آپ کا عزم شام — اِن لوگوں کی یہ تحریر پڑھ کے آپ کو ان کی طرف سے یاس ہو گئی اور قصد فرمایا کہ ان لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑ کے پوری قوت سے مخالفین شام کے مقابلے پر روانہ ہوں۔ چنانچہ اسی مقصد سے آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا "جس شخص نے خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے ہاتھ روکا اور سستی کی وہ قعر ہلاکت کے کنارے ہے۔ بجز اس کے کہ اللہ جل شانہٗ اپنی رحمت سے اُس کی تلافی کر دے۔ اس لیے لوگو خدا سے ڈرو۔ اور اس شخص کا مقابلہ کرو جس نے خدا اور رسول کی مخالفت کی۔ اور چاہا کہ خدا کے نور کو بجھا دے۔ مسلمانو۔ ظالم و گمراہ خطاکاروں سے لڑو۔ جو نہ قرآن کے قاری ہیں۔ اور نہ شریعت الٰہی میں فقیہ۔ نہ معنی شناس عالم ہیں اور نہ عہد اسلام کے سابقہ کارناموں کی بنا پر خلافت پانے کے مستحق۔ اگر وہ حاکم ہو گئے تو خدا کی قسم تمھارے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو کسریٰ و ہرقل کا اپنی رعایا کے ساتھ تھا اور ہے۔ اپنے مغرب زمین کے دشمنوں سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ تمھارے بصرے کے بھائیوں کو بھی ہم نے لکھ بھیجا ہے کہ تم سے آملیں اور جب تم سب جمع ہو جاؤ تو انشاء اللہ ہم فوراً چل کھڑے ہوں گے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔" پہلے خطبے میں جو دن آپ نے مقرر فرما دیا تھا جب اُس روز کوچ نہ ہو سکا تو آپ نے یہ دوسری تقریر کی۔

Marfat.com

ابن عباس کو فوج بھیجنے کا حکم

ساتھ ہی حضرت علیؓ نے عبداللہ بن عباس کو یہ تحریر بھیجی کہ "بعد حمد الٰہی لکھا جاتا ہے ہم لشکر گاہ نخیلہ میں جاتے ہیں اور مغربی دشمن کے مقابلے کے لیے کوچ کرنے کو تیار ہیں اور میرا دوسرا حکم ملنے تک تم وہیں ٹھہرو۔ والسلام"۔ فوج کے جمع کرنے اور روانہ کرنے کے بارے میں پہلے لکھ چکے تھے۔ انھوں نے اہل بصرہ کو جمع کر کے خط سنایا اور اُن کو احنف بن قیس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے کو کہا۔ اس کوشش سے کل ڈیڑھ ہزار آدمی جمع ہوئے تو ان کو روانہ کر کے حضرت عباسؓ نے پھر اُن میں یہ تقریر کی "اے اہل بصرہ۔ میرے پاس امیرالمومنین کی تحریر آئی اور میں نے تم کو ان کی بیعت کے لیے جمع ہونے کا حکم دیا۔ مگر فقط ڈیڑھ ہزار آدمی تیار ہوئے۔ حالانکہ تم میں بچوں اور غلاموں کو چھوڑ کے ساٹھ ہزار سپاہی موجود ہیں۔ تم لوگ جاریہ بن قدامہ سعدی کے ہمراہ جمع ہو کر امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ کوئی اپنے نفس کے لیے بہانہ نہ پیدا کرے۔ میں جسے دیکھوں گا کہ نہیں گیا اور امام کی دعوت نہ قبول کی اُس سے باز پرس کروں گا۔ اس وقت کوئی شخص بجز اپنے نفس کے اور کسی کو الزام نہ دے"۔

اس حکم کے مطابق جاریہ روانہ ہونے لگے تو اُن کے ہمراہ ایک ہزار سات سو آدمی تھے اس طرح کل اہل بصرہ جو حضرت علیؓ کی رفاقت کے لیے روانہ ہوئے اُن کا مجموعی شمار تین ہزار دو سو دلیروں کا تھا۔

Marfat.com

گیارہویں فصل

شام پر چڑھائی کرنے کی کوشش اور خوارج نہروان کا استیصال

فراہمی فوج کے لیے حضرت علیؓ کی تقریر۔ لوگوں کی مستعدی۔ کوفے کی فوجی قوت
مدائن کی فوج۔ تیاری جنگ۔ اُس سے اختلاف۔ آپ کا سمجھانا اور سب کی رضامندی۔
مجبوراً خوارج کی طرف توجہ۔ عبداللہ بن جنبب کے ساتھ خوارج کا سلوک۔ اُن کی بیوی پر
ظلم۔ حضرت علیؓ کے بھیجے ہوئے کو مار ڈالنا۔ اُن کا استیصال مقدم نظر آیا۔ نہروان کی طرف
کوچ۔ ایک نجومی کی پیشین گوئی۔ اُس کی بات نہ ماننا۔ خوارج کو آپ کا پیام۔ اُس کا جواب
قیس کا اُن کو سمجھانا۔ ابوایوب انصاری کا سمجھانا۔ خود حضرت علیؓ کا سمجھانا۔ اُن کی ضد اور آپکی
مجبوری۔ آپ کی مدلل تقریر۔ خوارج لڑنے پر تُل گئے۔ آپ کی ایک غیب دانی۔ فوج کی تقویمی
کی ترتیب۔ خوارج کی فوجی ترتیب۔ حضرت علی کا علم امان اُس کا اچھا اثر۔ خوارج ہی نے
حملہ کیا۔ اور خود ہی لڑ بھڑ کے فنا ہوگئے۔ دم بھر میں فیصلہ۔ زید بن حصین خارجی کا قتل ابن ہبا کا
قتل ہونا۔ دیگر سرداران خوارج کا مارا جانا۔ ذی الثدیہ۔ اُس کی لاش کا ملنا۔ اُس کی
کیفیت و حالت۔ اُس کے ملنے پر آپ کی خوشی۔ آپ کا مقتولین خوارج سے خطاب۔
مال غنیمت۔ دشمنوں کی لاشیں دفن کرنے پر اعتراض۔ آپ کا یہیں سے شام کا ارادہ۔
ہمراہیوں کا جائز عذر۔ کوفہ میں سب کو پڑاؤ میں رہنے کا حکم۔ اُن کی نافرمانی۔ آپ کا
انھیں جوش دلانا۔ اور اُن کا نہ سننا۔ آپ کی پُر ملامت تقریر۔ اس پر بھی متنبہ نہ ہوا۔ ۳۸ھ
میں آپ کے والیان ملک۔ ابن ابی سرح کی وفات۔

فراہمی فوج کیلئے حضرت علیؓ کی تقریر

اب کوفے کے تمام سردار سرگروہان قبائل اور معززین شہر جمع ہوئے اور اُن کے سامنے حضرت علیؓ نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد یہ تقریر فرمائی "اے اہل کوفہ۔ اجرائے حق میں تم میرے بھائی اور میرے انصار و مددگار ہو۔ اور خلل اندازوں پر جہاد کرنے میں میرے ساتھی اور رفیق۔ تمہاری ہی قوت سے میں مخالف کو زیر کروں گا۔ اور موافق کو مطیع و منقاد بناؤں گا۔ میں نے اہل بصرہ کو جہاد میں شریک ہونے کے لیے بلایا تھا چنانچہ وہاں سے تین ہزار دو سو آدمی آگئے! اب تمہارے جمع ہونے کی ضرورت ہے۔ لہذا چاہیے کہ تم میں سے ہر قبیلہ کا سردار مجھے ایک فہرست تیار کر دے جس سے معلوم ہو سکے کہ اُس کے گروہ میں کتنے آدمی لڑنے والے ہیں اور کتنے اُن کے بیٹے اور

غلام و احباب ہیں جو میدان میں جا سکیں گے"۔

لوگوں کی مستعدی۔

سب سے پہلے سعد بن قیس نے اٹھ کر عرض کیا "امیر المومنین ہم اس حکم کو بسر و چشم بجا لائیں گے"
پھر معقل بن قیس۔ عدی بن حاتم۔ زیاد بن خصفہ۔ اور محمد بن عدی اور دیگر معززین قبائل نے
تعمیل کا وعدہ کیا۔ بہت جلد یہ فہرستیں آپ کی خدمت میں پیش ہو گئیں۔ اور سب نے اپنے بیٹوں
اور غلاموں کو بھی لڑائی پر ساتھ جانے کا حکم دیدیا۔ بلکہ تاکید کر دی کہ کوئی نہ رہ جائے! اس کوشش

کوفہ کی فوجی قوت۔

سے اہل کوفہ میں سے چالیس ہزار جنگجو۔ سترہ ہزار اُن کے بیٹے اور آٹھ ہزار دیگر متعلقین جمع ہو گئے
جن کی مجموعی تعداد پینسٹھ ہزار لڑنے والوں کی تھی! اور یہ لوگ بصرے کے تین ہزار دو سو پاہیوں
کے علاوہ تھے۔

مدائن کی فوج

بعد ازاں حضرت علیؓ نے مدائن میں سعد بن مسعود کو لکھا کہ "تمھارے پاس جتنے آدمی نبرد آزمائی
کے قابل ہوں اُن کو میرے پاس بھیجدو"۔ چنانچہ آپ نے شام پر حملہ کرنے اور اُن حریفان مغرب

تیاری جنگ۔

زمین کے مقابل دوسرا میدان جنگ گرم کرنے کا پورا بندوبست کر لیا۔ اور امروز فردا ہی میں
روانہ ہونے کو تھے۔

اس سے اختلاف۔

اتفاقاً لوگوں کا یہ خیال حضرت علیؓ کے گوش گزار ہوا کہ "علیؓ کو چاہیے پہلے ہیں حروریوں
کے مقابلے پر لے چلیں۔ پھر جب اُن سے فراغت ہوئے تو مغرب کے خلل اندازان خلافت

آپکا سمجھانا۔

کی طرف توجہ فرمائیں"۔ فوراً آپ نے سب کو جمع کر کے فرمایا "سنتا ہوں تم لوگ ایسا کہتے ہو
مگر ان خارجیوں کی نسبت شام والوں کا مقابلہ زیادہ اہم ہے۔ لہذا ان لوگوں کا ذکر چھوڑ دو
اور ان دشمنوں کے مقابلے پر چلو جو تم سے اس لیے لڑنا چاہتے ہیں کہ اپنے سرداروں کو

اور سب کی رضامندی۔

ملوک جبار بنا دیں۔ اور مسلمانوں کو ذلیل و خوار کریں"! ہر طرف سے آوازیں بلند ہوئیں کہ "امیر المومنین
جدھر مناسب جانیں ہمیں لے چلیں"۔ اور صیفی بن فسیل شیبانی نے اٹھ کر کہا "ہم آپ کے گروہ والے
اور آپ کے مددگار ہیں جو آپ کا دشمن ہو اس کے دشمن ہیں اور جو آپ کی اطاعت کرے
اس کے ساتھی۔ چاہے کوئی ہو۔ اور کہیں ہو۔ آپ انشاء اللہ تعداد کی کمی اور پیرؤں کی نیت
کی کمزوری سے ضرر نہ اٹھائیں گے"۔

مجبوراً خوارج کی طرف توجہ۔

مگر باوجود اس مستعدی کے خوارج نے چند ہی روز میں کچھ ایسی خطرناک حیثیت حاصل
کر لی کہ آپ کو پہلے انھیں کے استیصال کی فکر کرنا پڑی۔ اور اس کا باعث یہ ہوا کہ جو خوارج
جمع تھے اُن کے ایک گروہ کو ایک خاتون گدھے پر سوار جاتی نظر آئی جس کو ایک مرد ہانکے

عبداللہ بن جندب کے ساتھ خوارج کا سلوک

اُکڑے لیے جاتا تھا۔ اُس کو گھیر لیا۔ ڈانٹا ڈپٹا۔ اور پوچھا "بتا کون ہے؟" اس شخص نے کہا "میں صحابی رسول اللہ صلعم جندب کا بیٹا عبداللہ ہوں اور یہ میری بیوی ہیں"۔ یہ جواب سُن ان لوگوں نے اُن کی تسلی و تشفی کرکے کہا "ڈرو نہیں۔ اور رسول خدا صلعم کی کوئی حدیث سناؤ جس کو تم نے اپنے والد سے سُنا ہو"۔ انھوں نے کہا "والد کہتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ایک فتنہ ہوگا جس میں انسان کے جسم کے ساتھ اس کا دل بھی مردہ ہو جائے گا۔ اور اس زمانے کی پہچان یہ ہے کہ لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ شام کو مومن ہوں گے اور صبح کو کافر اور صبح کو مومن ہوں گے اور شام کو کافر"۔ سب نے کہا "ہاں ایسی ہی حدیث کو ہم چاہتے تھے۔ خیر اب بتاؤ تم ابوبکرؓ و عمرؓ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟" عبداللہ نے کہا "دونوں کی خوبی کے معترف اور اُن کے مدح خواں ہیں"۔ پوچھا "اور عثمانؓ کی نسبت کیا کہتے ہو؟ وہ آغاز خلافت میں کیسے تھے اور آخر عہد خلافت میں کیسے؟" کہا "آغاز میں بھی اچھے تھے اور آخر میں بھی اچھے"۔ سب نے کہا "اور علیؓ کو کیسا سمجھتے ہو؟ پنچوں کے مقرر کرنے سے پہلے وہ کیسے تھے اور اس کے بعد کیسے ہو گئے؟" عبداللہ نے کہا "وہ خدا کو تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ دین داری میں نہایت سخت ہیں۔ اور علم دین میں اچھی معرفت و بصیرت رکھتے ہیں"۔ عبداللہ کا یہ آخری جواب سُن کر وہ لوگ کہنے لگے "معلوم ہوا کہ تم اپنے نفس کے بندے ہو۔ اور فقط بڑا نام دیکھ کر لوگوں کی عزت و تعظیم کرنے لگتے ہو۔ حرکات و سکنات کو نہیں دیکھتے۔ خدا کی قسم ہم تم کو اس طرح ماریں گے کہ کسی کو نہ مارا ہوگا"۔ پھر اُن کو گرفتار کر لیا مشکیں باندھ دیں اور انھیں اور اُن کی بیوی کو جنھیں پورے دنوں کا حمل تھا گھسیٹتے ہوئے لے چلے۔ راستہ میں ایک کھجور کے باغ میں گزر ہوا جس میں خوشے پکے ہوئے تیار تھے اتفاقاً ایک تازہ کھجور گری اور اُن کے رفیقوں میں سے کسی نے اُٹھا کر منھ میں رکھ لی۔ دوسرے نے کہا "یہ تمھیں حلال نہیں ہے"۔ فوراً اُس نے کھجور کو منھ سے نکال کے پھینک دیا۔ آگے بڑھے تو کسی عیسائی کا پالا ہوا سور گزرا۔ ساتھ والوں میں سے کسی نے سور کو تلوار ماردی۔ سب معترض ہوئے کہ "یہ تم نے دنیا میں فساد پیدا کیا"۔ اور اس شخص نے سور والے کے پاس جا کر اُسے راضی کر لیا تب اطمینان ہوا۔ اُن کی یہ پرہیزگاری دیکھ کر عبداللہ بن جندب نے کہا "تمھاری جو باتیں میں دیکھ رہا ہوں اُن میں اگر تم سچے ہو تو مجھے کوئی اندیشہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ میں مسلمان ہوں کبھی کوئی بدعت کا کام نہیں کیا ہے۔ اور پھر مجھے تم امان بھی دے چکے ہو"۔

Marfat.com

صاف الفاظ میں کہہ چکے ہو کہ تمہارے لیے کوئی خوف نہیں۔" اس اُمید کا یہ جواب تھا کہ
ب نے عبداللہ کو زمین پر گرا کے کروٹ لٹایا اور ذبح کر ڈالا۔ جب اُن کو قتل کر چکے تو اُن کی
وی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اُس نیک خاتون نے کہا "میں تو عورت ہوں۔ اور عورت کی
ان لیتے کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے؟" مگر ان سنگدل ظالموں نے مطلق شنوائی نہ کی۔ اُس
لدامن مومنہ کا پیٹ پھاڑ کے اس کی جان لی۔ پھر اُن بیوی کے ساتھ نبی طے کی اور تین
ورتیں بھی قتل کیں۔ اور اُم سنان صیداویہ کو بھی قتل کر دیا۔

انکی بیوی پر مظالم

حضرت علیؓ نے اس واقعہ کو سُنا تو حرث بن مرہ عبدی کو بھیجا کہ ان لوگوں میں جا کر رہیں۔ اُنکی
الت دیکھیں۔ اور جو کچھ حالت نظر آئے بجنسہٖ لکھ بھیجیں۔ اور بتائیں کہ ان لوگوں نے ملک کی
یا حالت کر رکھی ہے۔ حرث گئے تو ان کو بھی اُن ظالموں نے قتل کر ڈالا۔ اور وہ حضرت علیؓ کو
ی بات کی اطلاع نہ دے سکے۔

حضرت علیؓ کے بھیجے ہوئے کو مار ڈالنا۔

جس وقت اُن کے مارے جانے کی خبر کوفہ میں آئی ہے اُس وقت حضرت علیؓ کے گرد
عززین کوفہ کا مجمع تھا۔ کل حاضرین نے متفق اللفظ کہا "امیر المومنین آپ ان لوگوں کی طرف سے
وں درگزر فرماتے ہیں۔ ان کی یہی حالت رہی تو ہمارے شام جانے کے بعد یہ لوگ کوفہ پر
ملہ کر کے ہمارے گھروں کو لوٹ لیں گے۔ اور ہمارے بال بچوں کو پکڑ لے جائیں گے۔ پہلے
یں شریروں کے مقابلے پر تشریف لے چلیے اور جب اُن سے فراغت ہو لے تب آپ
نان شام کی طرف کوچ کریں۔" اشعث بن قیس نے بھی اُٹھ کر اس خیال کی تائید کی۔ سب
وں کا خیال تھا کہ اشعث خوارج کے ہم خیال ہیں۔ اس لیے کہ صفین کے موقع پر اُن کی
ان سے یہ مقولہ سنا گیا تھا کہ "مخالفین نے انصاف کی بات کی کہ ہمیں کتاب اللہ کی طرف
تے ہیں۔"

ان کا استیصال مقدم نظر آیا۔

حضرت علیؓ نے سب کا مشورہ قبول فرما لیا۔ اور کوفہ سے کوچ کر کے نہروان کے پل پر پہونچے
ستے میں مسافر بن عفیف ازدی ملا جو اس عہد کا ایک مشہور نجومی تھا۔ اُس نے کہا "آپ فلاں گھڑی
کوچ کریں۔ اس کے خلاف ہوا تو آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو سخت نقصان پہونچے گا۔
نے اُس کے کہنے کا مطلق خیال نہ فرمایا اور بغیر اس کے کہ اس کی بتائی ہوئی گھڑی کا
ظار کریں روانہ ہو گئے۔ پھر جب کامیاب و فتحیاب ہو کر واپس آئے تو ایک تقریر میں حمد و ثنائے
کے بعد فرمایا "جس گھڑی روانہ ہونے کو اُس نجومی نے کہا تھا اگر ہم اسی ساعت میں

نہروان کی طرف کوچ۔ ایک نجومی کی پیشین گوئی

اُسکی بات نہ ماننا۔

Marfat.com

کوچ کرتے تو نادان جہلا کہتے کہ اس گھڑی میں روانہ ہونے ہی کے سبب سے ہم کامیاب ہوئے۔

خوارج کو آپ کا پیام۔

جب آپ اہل نہروان کے مقابلے پر پہونچے تو اُن لوگوں کے پاس کہلا بھیجا "ہمارے جن بھائیوں کو تم نے قتل کیا ہے اُن کے قاتلوں کو ہمارے پاس بھیجدو تاکہ اُن پر حکم قصاص جاری کریں۔ اگر تم نے اس حکم پر عمل کیا تو میں تم کو تمھارے حال پر چھوڑ کے چلا جاؤنگا۔ اور تاوقتیکہ مغرب کے مخالفین کا استیصال نہ ہو جائے مناسب سمجھا جائے گا کہ تمھیں تمھارے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ شاید خدائے عزوجل تمھارے دلوں کو ہماری طرف پھیر دے۔ اور اُن میں نیکی ڈال دے"! اس کا جواب اُن لوگوں سے یہ ملا کہ اُن مقتولین کو ہم سب نے قتل کیا ہے۔ اور ہم تمھارا اور اُن کا دونوں کا خون گرانا حلال جانتے ہیں"!

اُس کا جواب

قیس کا اُن کو سمجھانا۔

اب قیس بن سعد بن عبادہ گئے کہ انھیں سمجھائیں اور کہا "خدا کے بندو۔ جن لوگوں کو ہم مانگتے ہیں انھیں ہمارے حوالے کیوں نہیں کر دیتے؟ جس عقیدے کو تم نے چھوڑ دیا ہے پھر اس کو اختیار کرو۔ اور ہمارے ساتھ چل کے ہمارے اور اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرو۔ تم نے یہ نہایت برا اور سخت خطرناک طریقہ اختیار کیا ہے کہ ہم کو کافر اور مشرک بتاتے اور مسلمانوں کے قتل کرنے کو مباح سمجھتے ہو۔ یہ بھی کوئی بات ہے؟" خوارج میں سے عبداللہ بن شجرہ سلمی نے اس کا یہ جواب دیا کہ "حق ہم پر روشن ہو گیا۔ اس لیے ہم تمھاری پیروی نہیں کر سکتے۔ تم پیرو حق بننا چاہتے ہو تو عمرؓ فاروق کا سا کوئی شخص ہمارے سامنے لا کر پیش کرو"! قیس نے کہا بجز ہمارے آقا علیؓ کے اور تو کوئی ہمیں ایسا نظر نہیں آتا۔ تم ہی کوئی ایسا شخص رکھتے ہو تو اس کو پیش کرو"۔ انھوں نے کہا "ہم تو ایسا کسی کو نہیں پاتے"! قیس نے کہا "تو میں تمھیں قسم دلاتا ہوں کہ اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم فتنہ میں پڑ گئے"!

ابوایوب انصاری کا سمجھانا۔

قیس کے بعد حضرت ابوایوب انصاری نے ان لوگوں کے سامنے جا کر تقریر کی۔ اور کہا "خدا کے بندو۔ ہم تم اُسی حالت پر ہیں جس پر کہ تھے۔ اور ہم میں تم میں کوئی اختلاف نہیں ہے پھر کیوں لڑتے ہو؟" ان لوگوں نے کہا "اگر آج ہم نے تمھارا کہنا مان لیا تو کل تم پھر یہی حالت قائم کر دوگے"! ابوایوب نے کہا "اچھا تو میں خدا کا واسطہ دلا کے تم سے کہتا ہوں کہ آئندہ فتنہ کے اندیشہ سے موجودہ فتنہ کو نہ بڑھاؤ"۔

خود حضرت علیؓ کا سمجھانا۔

اب خود حضرت علیؓ تشریف لے گئے اور فرمایا "اے وہ گروہ جس کو ریاکاری و سخن پروری نے ابھار کے کھڑا کر دیا ہے۔ خواہش نفس نے حق سے روکا۔ حماقت نے لا کھڑا کیا۔ اور

Marfat.com

انجام یہ ہوا کہ تم لوگ سخت فتنے میں مبتلا ہو گئے۔ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں کہ کل اُمت محمدی صبح کرے گی اس وادی کے درمیان اور ان نشیبی زمینوں میں تم مرے پڑے ہو گے۔ پروردگار کے سامنے پیش کرنے کے لیے تمہارے پاس کوئی حجت اور کوئی روشن دلیل نہ ہوگی۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میں پنچائت مقرر کرنے سے تم کو روک رہا تھا؟ اور صاف کہہ دیا تھا یہ سب فریب ہے۔ اور جن لوگوں نے اس کو پیش کیا ہے وہ دیندار اور نیک نیت لوگ نہیں ہیں؟ مگر تم ہی تھے جنہوں نے میرا کہنا نہ مانا۔ پھر ان کے کہنے کو اگر میں نے منظور بھی کیا تو یہ شرط لگا دی اور عہد لے لیا کہ دونوں پنچ اسی حکم کو جاری کریں جو خدا نے جاری کیا ہو اور اس حکم کو مٹائیں جسے قرآن نے مٹایا ہو۔ بعد ازاں دونوں پنچوں میں اختلاف پڑا۔ اور دونوں نے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ اسی بنا پر ہم نے دونوں کے معاملے کو الگ ڈال دیا۔ اور اب اسی شان پر ہیں جس پر کہ پہلے تھے۔ تم آخر کس بنیاد پر اڑے ہوئے ہو؟" ان لوگوں نے جواب دیا کہ "بیشک ہم نے پنچوں کو مقرر کیا تھا۔ اور ہم نے ایک گناہ کا فعل کیا تھا جس کے باعث ہم سب کافر ہو گئے۔ اور بعد ازاں توبہ کی۔ اسی طرح آپ بھی اس گناہ سے توبہ کریں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اور آپ ہی کے گروہ میں ہیں لیکن اگر آپ کو توبہ کرنے سے انکار ہے تو ہم آپ سے اسی طرح لڑیں گے جس طرح کہ آپ کے مخالفوں سے لڑنے کو تیار ہیں۔"

اُن کی ضد۔

آخر تھک کر حضرت علیؑ نے فرمایا "کمبختو تم پر پتھر پڑیں۔ اور تم میں سے کوئی زندہ نہ بچے کیا چاہتے ہو کہ رسول خدا صلعم پر ایمان لانے۔ آپ کے ساتھ ہجرت کرنے۔ اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے بعد میں اپنے آپ کو کافر تسلیم کر دوں؟ ایسا کروں تو میں گمراہ ہوں۔ اور میرا شمار ہدایت پانے والوں میں نہیں ہے۔" یہ کہہ کر آپ واپس چلے آئے۔

آپکا مجبور ہونا۔

بعض راویان اخبار کا بیان ہے کہ اس موقع پر آپ نے یہ تقریر فرمائی "اے وہ لوگو جن کے غضب نے مجھ سے جدا ہونے پر آمادہ ہو گئے اگرچہ اس جھگڑے کے شروع کرنے والے تمہیں تھے۔ میں اس سے متنفر تھا۔ مگر تم نے اصرار کیا۔ اور گو میں نے تم کو بتا دیا تھا کہ یہ تحریک دشمنوں نے محض فریب اور دین سے بے پروا ہونے کی بنا پر پیش کی ہے مگر تم نے نہ مانا۔ سخت مخالفوں کی طرح اختلاف کرتے رہے اور گنہگاروں کی سی ضد ظاہر کی۔ یہاں تک کہ میں نے اپنی رائے بدل کر بھی خوشی منظور کر لی۔" یہ بہت لمبی چوڑی تقریر تھی۔ جس میں آپ نے ہدایت وفہمائش کی

آپکی دوسری تقریر

کوئی بات اٹھا نہیں رکھی۔ مگر خوارج پر کچھ اثر نہ ہوا۔ سن کر سبھوں نے غل مچایا۔ "اب ان کی طرف رخ کرو۔ نہ ان سے کوئی بات کرو۔ اور خدا سے ملنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ کوچ کوچ! اور جنت کی طرف کوچ!" (خوارج لڑنے پر تل گئے۔)

حضرت علیؓ مجبور ہو کر واپس آئے اور خوارج دجلے کے پل کی طرف بڑھے کیونکہ آپ اور وہ دونوں دریا کے مغربی کنارے پر تھے۔ اور اندیشہ تھا کہ وہ پار اتر کے چلے نہ جائیں۔ آپ کے ہمراہیوں نے کہا کہ "خوارج اس پار اتر گئے۔" آپ نے فرمایا "نہیں ابھی نہیں اترے"۔ مگر احتیاطاً آپ نے گرد آوری کرنے والی فوج بھیجدی۔ کہ ان کے اس پار اترنے کی خبر لائے۔ یہ لوگ وہیں سے دیکھ کر واپس آئے اور بے تحقیق کیے کہدیا کہ "ہاں اتر گئے" مگر یہ غلط تھا اور ان لوگوں سے غلطی کا باعث یہ ہوا کہ لشکر مرتضوی کے اور خوارج کے درمیان ایک دھارا حائل تھا جو دریا سے کٹ کے ادھر نکل آیا تھا۔ گرد آوری کرنے والے اسی کے اس کنارے سے دیکھ کر پلٹ آئے اور کہدیا کہ خوارج پار اتر گئے۔ حضرت علیؓ کو اب بھی اطمینان نہ ہوا اور فرمایا "خدا کی قسم وہ لوگ پار نہیں اترے۔ کیونکہ ان کی قتل گاہ پل کے اسی طرف ہے۔ خدا کی قسم نہ تمہارے دس آدمی کام آئیں گے اور نہ اس کے دس آدمی بچیں گے۔" (آپ کی ایک غیب دانی)

اب حضرت علیؓ نے لشکر کو ان کی طرف بڑھایا اور دیکھا کہ وہ لوگ پل کے اسی طرف ہیں آپ کی یہ غیب دانی کی کرامت دیکھ کر سارے لشکر نے تکبیروں کے نعرے بلند کیے۔ اور پھر اپنے شکوک و شبہات کو آپ پر ظاہر کر دیا۔ آپ نے فرمایا "خدا کی قسم نہ میں نے جھوٹ کہا تھا اور نہ مجھے جھوٹی خبر ملی تھی۔"

جب دونوں لشکر آمنے سامنے صف آرا ہوئے تو حضرت علیؓ نے میمنہ پر حجر بن عدی کو میسرہ پر شبث بن ربعی یا ابجعن کے نزدیک معقل بن قیس ریاحی کو۔ سواروں پر ابو ایوب انصاری کو پیدلوں پر ابو قتادہ انصاری کو اور گروہ اہل مدینہ پر جن کی تعداد سات آٹھ سو بہادروں کی تھی قیس بن سعد بن عبادہ کو افسر مقرر فرمایا۔ (فوج مرتضوی کی ترتیب۔)

خوارج نے اپنے لشکر کو یوں مرتب کیا کہ میمنہ پر زید بن حصین طائی۔ میسرہ پر شریح بن اوفی عبسی۔ سواروں پر حمزہ بن سنان اسدی اور پیدلوں پر حرقوص بن زہیر سعدی سردار تھے۔ (خوارج کی فوجی ترتیب)

حضرت علیؓ نے امان کا علم ابو ایوب انصاری کو دے کر آگے بڑھایا جنھوں نے وہ علم بلند کیا اور نعرہ لگایا کہ "جو کوئی اس جھنڈے کے نیچے چلا آئے اس کو امان ہے۔ اور (حضرت علیؓ کا علم امان۔)

لڑے نہ ہمارا مزاحم ہو یا جو شخص کوفہ میں واپس چلا جائے اور اس گروہ خوارج کو چھوڑ دے اُسے بھی امان ہے۔ ہم اپنے مظلوم بھائیوں کا قصاص چاہتے ہیں۔ اُن کے قاتلوں کے مل جانے کے بعد ہم کو تمہارا خون گرانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

اس کا اچھا اثر

یہ نعرہ سن کر سرداران خوارج میں سے فروہ بن نوفل اشجعی نے ساتھ والوں سے کہا "خدا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کس مقصد کے لیے علیؓ سے لڑتے ہیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ ان لوگوں (خوارج) سے جدا ہو جاؤں تاآنکہ مجھ پر روشن ہو جائے کہ علیؓ سے لڑنا چاہیے یا اُن کا ساتھ دینا چاہیے۔" یہ کہہ کر وہ مع اپنے پانچ سو ہمراہیوں کے خوارج سے جدا ہو گیا۔ اور یہ لوگ یہاں سے جا کر علاقہ بندنیجین اور دستکرہ میں مقیم ہو گئے۔ ایک اور گروہ بھی متفرق طور پر خوارج سے علیحدہ ہو کر کوفہ میں چلا گیا۔ سو آدمیوں کے قریب خوارج کی صفوں سے نکل کے حضرت علیؓ کے لشکر میں چلے آئے۔ چنانچہ پہلے خوارج کی مجموعی تعداد چار ہزار لڑنے والوں کی تھی اب فقط ایک ہزار آٹھ سو آدمی باقی رہ گئے جو اپنی اسی ضد پر قائم اور عبداللہ بن وہب کے جھنڈے کے نیچے جمے ہوئے تھے۔

خوارج ہی نے حملہ کیا

حملہ میں بھی حضرت علیؓ کی طرف سے سبقت نہیں ہوئی! ابن وہب نے مذکورہ چھوٹے سے گروہ کو للکار کے لشکر مرتضوی پر حملہ کر دیا۔ آپ نے اپنے بہادروں کو حکم دے رکھا تھا کہ جب تک دشمنوں کی طرف سے لڑائی کی چھیڑ چھاڑ نہ ہو تم حملہ نہ کرنا۔ مگر جب وہ لوگ "جنت کو چلو! جنت کو چلو!" کے نعرے لگاتے ہوئے خود ہی آ پڑے تو ادھر سے بھی حرب و ضرب کی کارروائی شروع ہو گئی۔

اور تھوڑی ہی دیر میں فنا ہو گئے

خوارج کے سوار دو حصوں میں بٹ گئے۔ ایک نے میمنہ پر حملہ کیا۔ اور دوسرے نے میسرہ پر۔ اور ساتھ ہی اُن کے کماندار تیر برسانے لگے۔ فوراً اس طرف کے سواروں نے میمنہ اور میسرہ کے سواران خوارج کی طرف رخ کیا۔ اور بہادران مرتضوی اپنے نیزوں اور تلواروں سے اُن کے حملے کو روکنے لگے۔ اور چونکہ تھوڑے ہی آدمی تھے اس لیے دم بھر میں میدان اُن سے صاف تھا۔

دم بھر میں فیصلہ

حمزہ بن سنان نے جب موت کو سر پر دیکھا تو ہمراہیوں سے پکار کے کہا "گھوڑوں سے اتر پڑو۔" اس کے رفقا اترنے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ اسعد بن قیس مرادی قضائے مبرم کی طرح زور و شور سے اُن پر جا پڑے۔ ساتھ ہی سواران عسکر مرتضوی بھی اُن کے سر پر جا پہنچے اور تھوڑی ہی دیر میں اُن کا خاتمہ کر دیا۔ یہ جنگی کارروائی اس قدر جلد ہوئی کہ گویا دشمنوں سے کہا گیا "مر جاؤ" اور سب مر گئے۔

Marfat.com

زید بن حصین خارجی کا قتل

ابوایوب انصاریؓ اس موقع پر حضرت علیؓ کے سامنے آئے اور کہا "امیر المومنین میں نے زید بن حصین کو قتل کر ڈالا! اس کے سینے پر ایسا زبردست نیزہ مارا کہ پیٹھ توڑ کے نکل گیا۔ اور اس سے کہا" او دشمن خدا تجھے دوزخ مبارک!" اس نے مرتے مرتے جواب دیا" کل تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم دوزخ میں گئے یا تم"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا" وہی دوزخ میں جانے کا سزاوار ہے"۔

ابن وہب کا قتل ہونا

اس کے بعد ہانی بن خطاب ازدی اور زیاد بن خصفہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے دونوں کو سردار خوارج عبداللہ بن وہب کے قتل کرنے کا دعوی تھا۔ آپ نے ان کی سرگزشت پوچھی۔ انھوں نے کہا ہم نے اس کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ اس پر جھپٹے اور ہم دونوں نے ساتھ ہی نیزے مارے"۔ فرمایا تو اسے تم دونوں نے قتل کیا۔

دیگر سرداران خوارج کا مارا جانا

حرقوص بن زہیر حبیش بن ربیعہ کنانی کے ہاتھ سے مارا گیا عبداللہ بن شجرہ سلمی کو عبداللہ بن زحر خولانی نے قتل کیا۔ شریح بن اوفی اتفاق سے ایک دیوار کے پاس پہونچ گیا اور اس کی آڑ کر کے لڑنے لگا۔ یہ دیکھ کر سارے گروہ بنی ہمدان نے اس پر یورش کی۔ شریح فخر کے طور پر رجز خوانی کرنے لگا۔ یہاں تک کہ قیس بن معاویہ کی تلوار نے اس کی ایک ٹانگ اڑا دی۔ مگر وہ اب بھی لڑے جاتا تھا اور رجز خواں تھا کہ قیس کے دوسرے وار نے اس کا کام تمام کر دیا۔

ذی الثدیہ

انھیں خوارج میں ذی الثدیہ تھا۔ اس کی لاش بہت ڈھونڈھنے سے ملی۔ ثدی عورت کی چھاتی کو کہتے ہیں" ذوالثدیہ" کے معنی چھاتی والا۔ اس شخص کو اہمیت یہ حاصل تھی کہ اس لڑائی بلکہ خوارج کے ظہور سے بھی پہلے حضرت علیؓ اکثر اپنے رفقا سے بیان فرمایا کرتے تھے کہ " ایک گروہ بغاوت کرے گا۔ وہ دین سے اسی طرح دور ہو جائے گا جس طرح تیر کمان سے دور ہو جاتا ہے۔ ان لوگوں کی پہچان یہ ہے کہ ان کے گروہ میں ایک شخص ہو گا جس کا ایک ہاتھ نہ ہو گا"۔ جب آپ اس لڑائی میں فتحیاب ہوئے تو ہمراہیوں کو حکم دیا کہ اس ناقص الفطرت شخص کو ڈھونڈیں۔ لوگ لاشوں کو الٹ پلٹ کے دیکھنے لگے مگر سراغ نہ لگا۔ بعض نے تھک کے کہہ دیا "ہمیں تو وہ نہیں ملتا"۔ اور بعض کو اپنی جستجو پر اس قدر دعوی تھا کہ واپس آکر کہنے لگے "ایسا کوئی شخص مقتولین میں ملتا نہیں ہے" مگر حضرت علیؓ کو اس کے ہونے کا اس درجہ یقین تھا کہ بار بار فرماتے " وہ خدا کی قسم انھیں لوگوں میں ہے نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ مجھے غلط بتایا گیا ہے"۔ اتنے میں ایک شخص خوش خوش دوڑتا ہوا آیا اور کہا" امیر المومنین وہ ناقص الفطرت شخص مل گیا"۔

اس کی لاش کا ملنا

بعض راویوں کا بیان ہے کہ جب اس کا پتہ نہ لگا تو آپ بہ نفس نفیس اس کی تلاش میں

Marfat.com

روانہ ہوئے۔ سلیم بن ثمامہ حنفی اور ریان بن صبرہ ہمراہ تھے۔ ایک گڑھے میں ایک لاش پڑی تھی جو بہت سی لاشوں میں ملی ہوئی تھی۔ خود آپ ہی نے اس کو نکال کے دیکھا تو ایک ہاتھ غائب تھا۔ اور اس کی جگہ شانے پر عورتوں کی چھاتیوں کی شکل کا نرم ڈھلڈھلے گوشت کا لوتھڑا تھا۔ اور اس کی نوک پر جو بعینہ عورتوں کی بھٹنی معلوم ہوتی سیاہ بال تھے۔ لیکن اس لوتھڑے کو پکڑ کے کھینچو تو ربڑ کی طرح کھنچکر دوسرے ہاتھ کے برابر تک پھیل آتا تھا۔"

اس کی کیفیت وحالات

اس لاش کو دیکھتے ہی حضرت علیؓ نے نعرۂ "اللہ اکبر" بلند فرمایا۔ پھر کہا "نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ مجھے غلط بتایا گیا تھا۔ اگر اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم لوگ اسی کام پر بھروسہ کر کے اعمال حسنہ کو چھوڑ دو گے تو بتاتا کہ رسول خدا صلعم کی زبان مبارک سے اس معرکے کے بہادروں اور ان لوگوں سے لڑنے والوں کا میں کیا ثواب سن چکا ہوں۔"

اس کے ملنے پر آپ کی خوشی

جس وقت آپ ان خوارج کی لاشوں میں سے ہو کر گزر رہے تھے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "تمہارے لیے خوف ہے جس نے تمہیں دھوکا دیا اسی نے تم کو نقصان پہنچایا۔" ہمراہیوں نے پوچھا "امیر المومنین۔ ان لوگوں کو کس نے دھوکا دیا؟" ارشاد ہوا "شیطان نے۔ نفس ہی بری باتوں کا حکم دیا کرتا ہے۔ ان لوگوں کی ہوسوں نے انھیں فریب دیا۔ گناہوں کو ان کی نظر میں خوبصورت بنا دیا۔ اور انھیں باور کرا دیا کہ وہ پاک وصاف ہیں۔"

آپ کا مقتولین خوارج سے خطاب۔

خوارج کی لشکر گاہ میں جو کچھ مال غنیمت ملا اس پر حضرت علیؓ نے قبضہ کیا۔ اس میں سے ہتھیاروں، گھوڑوں اور دوسرے لڑائی کے سامانوں کو تو مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا۔ باقی جو کچھ سامان تھا اس کو انھیں مقتولین کے ورثہ کو واپس کر دیا۔

مال غنیمت۔

عدی بن حاتم نے تمام لاشوں کو الٹ پلٹ کے اپنے بیٹے طرفہ کی لاش نکالی اور اس کو دفن کر دیا۔ اسی طرح چند اور مسلمانوں نے اپنے عزیز مقتولین کی تجہیز و تکفین کی۔ حضرت علیؓ کو یہ حال معلوم ہوا تو فرمایا "کیا تم ہی لوگ ان کو قتل کرو گے۔ اور تم ہی ان کو دفن بھی کرو گے؟"

لاشوں کی لاشیں دفن کرنے پر آپ کا اعتراض

اس لڑائی میں حضرت علیؓ کے ہمراہیوں میں سے فقط سات آدمی مارے گئے جن میں ممتاز نام یزید بن نویرہ انصاری کا تھا۔ یہ بزرگ صحابی رسول اللہ تھے۔ ایک مدت تک حضرت رسالت کی صحبت فیض میں حاضر ہوتے رہے اور آپ نے ان کو جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ یہی بزرگ اس معرکے میں سب سے پہلے مارے گئے۔

Marfat.com

یہ واقعہ دراصل سنہ ۳۰ھ میں پیش آیا۔ مگر بعض اہل تاریخ اس کو سنہ ۳۸ھ میں بتاتے ہیں۔

آپکا یہیں سے شام کا ارادہ

فتح کے بعد حضرت علیؓ نے ارادہ کیا کہ نہروان ہی سے جناب معاویہ کے مقابلے پر چل پڑیں ہوں۔ چنانچہ ہمراہیوں کے مجمع عام میں کھڑے ہو کر ایک پُر شور و پر جوش تقریر فرمائی جس میں حمد و ثنائے الٰہی کے بعد ارشاد ہوا" لوگو خدا نے تمہارے ساتھ بھلائی کی۔ اور تمہاری قوم کو معزز و ذی شان کر دیا۔ اب تمہارا فرض ہے کہ اپنے اصلی دشمنوں کے مقابلے پر چلو" حاضرین نے خصوصاً ان میں سے اشعث بن قیس نے عرض کیا امیرالمومنین۔ ہمارے ترکش تیروں سے خالی ہیں۔ تلواریں کند ہو گئی ہیں۔ نیزوں کے پھلوں پر باڑھ رکھوانا ہے۔ اور اکثروں کی چھڑیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ پہلے کوفہ میں چلیے کہ اپنے ہتھیاروں کی درستی کر کے ہم مغرب کی طرف کوچ کریں اور وہاں چلنے میں یہ بھی امید ہے کہ شاید ہماری تعداد میں کچھ اضافہ ہو جائے جو ہماری قوت کا باعث ہوگا۔"

ہمراہیوں کا جائز عذر۔

فوج والوں کا یہ عذر آپ کو قرین مصلحت نظر آیا۔ کوچ کر کے کوفے پہونچے اور وہاں کی لشکر گاہ نخیلہ میں پڑاؤ ڈال کے ہمراہیوں کو حکم فرمایا کہ سب لشکر گاہ ہی میں رہیں۔ بیوی بچوں سے ملنے کو بہت کم جائیں۔ اسلحہ کی درستی کریں اور جہاد کے لیے تیار ہو جائیں" اس حکم کی پابندی میں لوگ دو چار روز تو نخیلہ میں حاضر رہے اور بعد ازاں بجز سرداروں اور معززین کے سب آہستہ آہستہ کھسک کے اپنے گھروں میں ہو رہے۔ اور حضرت علیؓ نے جو دیکھا تو پڑاؤ سپاہیوں سے بالکل خالی تھا۔ یہ دیکھ کر کہ لوگوں کے ارادے سست پڑ گئے ہیں آپ کوفے کی آبادی میں تشریف لائے۔ اور سب کو جامع مسجد میں جمع کر کے یہ تقریر فرمائی:۔

کوفہ میں سب کو پڑاؤ میں رہنے کا حکم

ان کی نافرمانی

لوگو۔ دشمن کے مقابلے پر روانہ ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس شخص سے لڑنے کے لیے جس پر جہاد کرنے میں خدائے عزوجل کی قربت ہے اس وحدہٗ لاشریک تک پہونچنے کا ذریعہ یہی لوگ ہیں جو حق سے دور، کتاب اللہ سے منحرف۔ اور اپنی ضلالت کی ظلمت میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ جھٹ پٹ ان کے مقابلے کی تیاریاں کرو۔ اپنی قوت کو بڑھاؤ۔ گھوڑے فراہم کرو۔ اور خدا پر بھروسہ کرو۔ وہی تمہارا وکیل و کفیل ہے۔"

آپ کا انھیں جوش دلانا۔

اس تقریر اور ایسی تاکید پر بھی لوگ نہ جمع ہوئے۔ اور نہ سامان جنگ فراہم کیا۔ آپ نے چند روز تک ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ مگر جب ان کی بے پروائی سے یاس ہونے لگی تو ایک روز فوج کے سرداروں اور شیعہ سرغناؤں کو بلوا کے پوچھا" ان لوگوں کی یہ کیا حالت ہے؟

اور ان کا رہنا

کس خیال میں ہیں؟ اور کیوں دیر لگا رہے ہیں؟ سب عذرات بارد پیش کرنے لگے۔ کسی نے کوئی بہانہ کر دیا۔ کسی نے لڑائی سے ناگواری ظاہر کی۔ اور چند لوگ خوشی سے کوچ کرنے پر مستعد بھی نظر آئے۔

آپکی پرملامت تقریر

اُن کی یہ حالت ملاحظہ فرما کے آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا "خدا کے بندو! تمھاری یہ کیا حالت ہو رہی ہے کہ میں تو تمھیں جمع ہونے کا حکم دیتا ہوں اور تم ہو کہ گویا زمین نے تمھارے پاؤں پکڑ لیے ہیں؟ کیا آخرت کے بدلے دنیا کو۔ عزت کے عوض ذلت و خواری کو۔ تم نے اختیار کر لیا؟ جس وقت میں تمھیں جہاد کے لیے بلاتا ہوں تمھاری آنکھیں پھرا جاتی ہیں بس جیسے تم پر سکرات کا عالم طاری ہے۔ بدحواس ہو رہے ہو! اتنا ہوش نہیں کہ جو کہا جائے اُس کو سمجھو۔ آنکھوں میں اتنی روشنی نہیں کہ سجھائی دے۔ خدا کی قسم تم لوگ جب دعویٰ کرنے لگتے ہو تو غضب ناک شیر نظر آتے ہو! اور جب لڑائی کی طرف بلائے جاتے ہو تو مکار لومڑیاں بن جاتے ہو ایسی حالت میں مجھے تم پر بھروسہ نہیں۔ اور تم وہ سوار نہیں ہو جن کو ہمراہ لے کر حملہ کیا جا سکے واللہ تم آتش جنگ کے لیے بہت بُرے ایندھن ہو۔ آخر کب تک ٹال مٹول کرو گے؟ اور تمھاری تیاری میں کتنی دیر لگے گی؟ مگر نہیں تمھارے اعضا بجائے تیار ہونے کے کمزور ہوتے چلے جائیں گے۔ تمھاری آنکھوں میں یہ نیند نہیں بلکہ تم غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔"

پھر ان شکایت و تنبیہ کے جملوں کے بعد ارشاد ہوا "سنو تمھارا مجھ پر ایک حق ہے۔ اور میرا تم پر ایک حق ہے۔ مجھ پر تمھارا یہ حق ہے کہ جب تک تمھارے ساتھ ہوں تمھیں نصیحت کروں۔ نیک باتیں بتاؤں۔ تمھارے مال غنیمت کو ترقی دوں۔ اور تم کو ایسی تعلیم دوں کہ جاہل نہ رہو ایسا ادب سکھاؤں کہ مہذب و شائستہ بن جاؤ۔ اس کے مقابل تم پر میرا یہ حق ہے کہ میری بیعت کو نبھاؤ۔ اور حاضر و غائب مجھے نیک مشورہ دو۔ جب میں بلاؤں آ جاؤ۔ اور جس بات کا حکم دوں اُس پر عمل کرو اگر خدا کو تمھارے حق میں بھلائی منظور ہو گی تو جس چیز سے میں منع کروں گا اُس سے باز رہو گے اور جس کا حکم دوں گا اُسے بجا لاؤ گے اور اس کا انجام یہ ہو گا کہ جو چاہو گے پاؤ گے مقصد میں بہرہ یاب ہو گے! اور جس فکر میں ہو گے وہ پوری ہو گی۔"

اس پر بھی تنبہ نہ ہوا

مگر اس زجر و توبیخ پر بھی لوگ متنبہ نہ ہوئے۔ سنہ ۴۰ھ اُن کی اسی لیت و لعل میں ختم ہو گیا جس سال کہ خود حضرت علیؓ تو اپنے عہد کے دیگر گزشتہ برسوں کی طرح انھیں افکار کی وجہ سے حج کو نہ جا سکے مگر آپ کی جانب سے آپ کے والی یمن عبید اللہ بن عباس نے حرم ربانی میں حاضر ہو کر

مسلمانوں کو حج کرا یا۔

آپ کے حکام و نوابان ملک

اس سال آپ کی جانب سے طائف اور مکہ کے حاکم قثم بن عباس ۔ مدینے کے حاکم سہل بن حنیف (مگر بعض مورخین تمام بن عباس کو بتاتے ہیں) بصرے کے حاکم عبداللہ بن عباس تھے۔ سارا ایران و خراسان اور تمام مشرقی ممالک آپ کے زیر فرمان تھے چنانچہ خراسان کے والی خلیدہ بن قرہ یربوعی تھے اور دیگر مقامات میں بھی آپ ہی کے مقرر کیے ہوئے والی حکومت کر رہے تھے۔ ملک مصر بھی ابھی تک آپ کے زیر فرمان تھا۔ اور وہاں کی عنان حکومت محمد بن ابی بکر صدیق کے ہاتھ میں تھی۔ اور جس وقت آپ میدان صفین میں تشریف لے گئے ہیں کوفہ میں ابو مسعود انصاری کو اپنا نائب مقرر فرما کے چھوڑ گئے تھے۔ فقط شام و فلسطین کا علاقہ جناب معٰویہ کے زیر حکومت تھا جو نہایت چالاکی اور ہوشیاری کے ساتھ اپنی حکومت بڑھانا چاہتے تھے۔

ابن ابی سرح کی وفات۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے جو حضرت عثمانؓ کے عہد میں حاکم مصر تھے۔ اسی ۳۷ھ میں شہر عسقلان میں وفات پائی۔ انہیں صحبت رسالت کا شرف حاصل تھا۔ بڑے نامور سالاران اسلام میں سے تھے! ور اسلام میں پہلے شخص ہیں جنھوں نے بحری قوت بڑھائی۔ کچھ زیادہ بیمار نہ تھے۔ ایک دن نماز پڑھ رہے تھے کہ ناگہاں عبادت الٰہی میں روح پرواز کر گئی۔ انھوں نے جناب معٰویہ کے ساتھ میدان صفین میں آنا پسند نہیں کیا تھا۔ اور بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ وہ معرکہ صفین میں موجود تھے غلط اور بے اصل ہے۔

بارہویں فصل

محمد بن ابی بکرؓ کا مصر میں مارا جانا اور بصرے میں ابن حضرمی کا ہنگامہ

سنہ ۳۸ھ کا سب سے اہم واقعہ۔ محمد بن ابی بکرؓ مصر میں۔ مصر میں شیعیان عثمانؓ کا زور۔ حضرت علیؓ کو اطلاع۔ اشترؓ کا حکومت مصر پر تقرر۔ معاویہ کو اسکی اطلاع۔ پر فریب تدبیر۔ اشترؓ کا زہر دیکر مارا جانا۔ اس پر اہل شام کی مسرت۔ حضرت علیؓ کو صدمہ۔ اشترؓ کے تقرر پر ابن ابی بکرؓ کا ملال۔ حضرت علیؓ کا فہمایشی نامہ۔ محمد کا اظہار اطاعت۔ حکومت معاویہ کی حالت۔ ان کو مصر لینے کی فکر۔ اس بارے میں مشورہ۔ ابن عاص کی نکتہ رسی۔ فوج کشی کا مشورہ۔ معاویہ کی حکمت عملی۔ مصر کے دشمنان علیؓ کے نام ان کا خط۔ ان کا جواب۔ مصر پر فوج شام کی روانگی۔ عمرو بن عاص سپہ سالار۔ ابن عاص مصر میں۔ ان کا خط محمد کو۔ معاویہ کا خط محمد کو۔ محمد کی مراسلت حضرت علیؓ سے۔ کمک پہونچنے میں علیؓ کی کوشش۔ لوگوں کی شرمناک بے پروائی۔ آپ کی پُرملال تقریر۔ بے وقت کمک۔ مقابلے کے لیے محمد کی کوشش۔ کنانہ عمرو کے مقابلے پر۔ ان کی بہادری۔ شیعیان عثمانؓ کا نرغہ۔ کنانہ کا مع ساتھیوں کے مارا جانا۔ محمد بن ابی بکرؓ کی بیکسی۔ ایک ویرانے میں پناہ لینا۔ مصر پر عمرو کا قبضہ۔ محمد کی گرفتاری۔ اُن کے بھائی کی ناکام کوشش۔ ابن خدیج کا جوش انتقام۔ اس زمانہ کا باہمی تعصب۔ محمد کا نہایت مظلومی سے مارا جانا۔ اس پر حضرت عائشہ کا ملال۔ محمد کے قتل ہونے کی دوسری روایت۔ کوفی کمک نہ پہونچ سکی۔ حضرت علیؓ کو اس واقعہ کی خبر۔ آپ کو صدمہ۔ آپکی حسرتناک تقریر۔ آپکی براءت۔ بیوفا اہل کوفہ پر عتاب۔ آپ کے ملک پر شامیوں کی تاختیں۔ ابن حضرمی کا بصرے میں آنا۔ اُن کو معاویہ کی ہدایتیں۔ انھیں میدان صاف ملا۔ اُن کی تقریر بصرے میں۔ ضحاک کا سخت جواب۔ ضحاک کی مخالفت۔ اور ابن حضرمی کی تائید۔ معاویہ کا خط اہل بصرہ کے نام۔ احنف کا اُٹھ آنا۔ لوگوں میں ردوقدح۔ زیاد حضرت علیؓ کا طرفدار۔ اپنے بچاؤ کی تدبیر۔ اپنے ساتھ خزانہ کو بھی بچانا۔ آپنے کفیلوں کی حالت کا اندازہ۔ اُن کا اطمینان دلانا۔ حضرت علیؓ نے ابن اعین کو بھیجا۔ اعین کی مخالفت۔ اُن کا مارا جانا۔ زیاد کو لڑنے کی

کوشش میں ناکامی - اب حضرت علیؓ کا جاریہ کو بھیجنا۔ جاریہ کی کوشش۔ حضرت علیؓ کا خط۔
جاریہ کی تائید۔ جاریہ اور ابن حضرمی کا سامنا۔ خونریزی۔ ابن حضرمی کو شکست -
قصر سنبیل میں اُن کا جل مرنا۔ قصر سنبیل۔

سنہ ۳۸ھ کا سب سے اہم واقعہ -

اب ۳۸ھ شروع ہوا! ور اس سال کے اہم ترین اور افسوسناک واقعات میں محمد بن ابی بکر کا کمال بے رحمی سے مارا جانا ہے۔

محمد بن ابی بکر

یہ ہم بیان کر آئے ہیں کہ حضرت علیؓ نے جناب معٰویہ ہی کی ایک پولیٹکل چالاکی کے نتیجہ میں قیس بن سعد کو معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو والی مصر مقرر فرمایا تھا! ور انھوں نے وہاں پہونچتے ہی مقام خربتا کے شیعیان عثمانؓ سے مخالفت کی تھی۔ چنانچہ انھوں نے جاتے ہی ابن مضاہم کلبی کو اہل خربتا کی تنبیہ کے لیے بھیجا! ور اُن لوگوں نے ابن مضاہم کو مار ڈالا ساتھ ہی معاویہ بن خدیج سکونی نے جو شیعیان عثمانؓ میں نہایت ہی صاحب اثر تھے اعلانیہ علم مخالفت بلند کر کے انتقام خون عثمانؓ کا دعوی کیا۔ اور بہت سے اہل مصر اُن کے ساتھ ہو گئے۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ مصر میں حضرت عثمانؓ کی جو مخالفت کرائی گئی تھی وہ فقط انھیں چند لوگوں تک محدود تھی جو جوش و خروش کے ساتھ زغہ کر کے مدینہ طیبہ میں پہونچے اور حضرت ذی النورینؓ کے گھر پر چڑھ گئے تھے۔ عام اہل مصر حضرت عثمانؓ کے طرفدار تھے۔ چنانچہ علم انتقام بلند ہوتے ہی کثرت سے لوگ اُس کے نیچے جمع ہو گئے! ور محمد بن ابی بکرؓ نے اپنے آپ کو بالکل بے دست و پا پایا۔

ان واقعات کی خبر حضرت علیؓ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا "مصر کے لیے بجز دو شخصوں کے اور کوئی موزوں نہیں ہو سکتا۔ یا تو قیس بن سعد جن کو ہم نے معزول کر دیا اور یا مالک اشتر۔ صفین سے واپس آنے کے بعد اشتر اپنے علاقۂ الجزیرہ میں چلے گئے تھے! ور قیس کو اُسی زمانے میں آپ اپنا صاحب شرطہ کوتوال مقرر کر کے فرمایا تھا کہ "اب تم میرے آخر عہد حکومت تک اسی خدمت پر رہنا۔ اور جب میں نہ رہوں تو آذربائیجان کی حکومت پر چلے جانا"۔ اب مصر کے واقعات کی خبر آئی تو اسی وقت خط بھیجکر اشتر کو علاقۂ الجزیرہ کے شہر نصیبین سے بلوایا! ور جب وہ حاضر ہوئے تو اُن سے مصر کی حالت بیان کر کے ارشاد فرمایا تمھارے سوا کوئی شخص یہاں کے انتظام کے لیے موزوں نہیں ہے۔ لہذا فوراً روانہ ہو جاؤ! ور رخصت کرتے وقت انھیں

Marfat.com

نصیحتیں فرمائیں کہ "اگر تم کو مجھ سے کوئی ہدایتیں نہ ملیں تو بھی مضائقہ نہیں۔ میں تمھاری رائے پر مطمئن رہوں گا۔ تم کو چاہیے کہ ہمیشہ خدا سے مدد مانگو۔ اور اپنی سختی میں نرمی کو ملاؤ۔ یہی نہیں۔ جہاں تک نرمی سے کام چلے چلاؤ۔ مگر ہاں جب بغیر سختی کے کام نہ چل سکے تو مجبوراً سختی کرنا۔"

معویہ کو اسکی اطلاع

اشتر نے ان ہدایتوں کو حرز جان بناکر مصر کی راہ لی۔ معویہ کے جاسوس لگے ہی ہوئے تھے۔ انھیں فوراً خبر پہونچ گئی کہ اشتر کا ایسا بہادر ہوشیار اور سخت دشمن مصر کا انتظام کرنے کے لیے کوفہ سے روانہ ہوا۔ اشتر پر اُن کا دانت تھا۔ یہ خبر سنتے ہی دل میں کہا "اس اشتر کا وہاں ہونا محمد بن ابی بکرؓ کے ہونے سے بھی زیادہ میرے مقاصد کے لیے مُضر ہوگا۔ عراق سے مصر جانے والے کو بحر قلزم کے شمالی ساحل سے ہوکر گزرنا پڑتا ہے جس علاقہ پر معویہ کی حکومت تھی۔

زہر خورانی کی تدبیر

انھوں نے ساحل علاقۂ بحر قلزم کے عامل یعنے کلکٹر مال کو لکھا "اشتر کو علیؓ نے حاکم مصر بنایا ہے اور وہ تمھارے ہی علاقہ سے ہوکر گزریں گے۔ تم اس موقع پر اگر حُسن کارگزاری سے راستے ہی میں اُن کے فتنے کو دور کردو تو جس قدر رقم خراج تمھارے ذمے واجب الادا ہے معاف کردی جائے گی۔ اور اس خدمت پر مدت تک برقرار رکھے جاؤ گے۔"

اشتر کا زہر دیکے مارا جانا

دنیا پرست کلکٹر خراج کو یہ حکم پہونچا تو اپنی فوج کو لے کر عین سر راہ خیمہ زن ہوگیا۔ اور جیسے ہی اشتر پہونچے بڑی گرم جوشی سے اُن کا استقبال کیا۔ شان و شوکت سے اُن کی دعوت کی اور الوان نعمت کے بعد مذاق عرب کے مطابق شہد کا شربت پیش کیا جس میں زہر ہلاہل ملا ہوا تھا اشتر کو کیا خبر تھی؟ پیا اور پیتے ہی سفر آخرت کیا۔

اس پر اہل شام کی مسرت

معویہ نے ادھر تو یہ کارروائی کی اور اُدھر شام میں یہ کیا کہ تمام معززین کو جمع کرکے کہا "صاحبو علیؓ نے اشتر کو مصر کی حکومت پر بھیجا ہے۔ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ مصر کو ان کے ہاتھ میں جانے سے بچائے رکھے۔" یہ اشارہ ہوتے ہی سب لوگ اشتر کے لیے بددعا کرنے لگے۔ دعائیں مانگی ہی جا رہی تھیں کہ ساحل قلزم کے کلکٹر کے پاس سے اشتر کے راہ میں مرنے کی خبر آئی۔ اور معاویہ نے یہ مژدہ سنتے ہی مجمع عام میں کھڑے ہوکر یہ تقریر کی "لوگو علیؓ کے دو داہنے بازو تھے۔ ایک صفین میں کٹ چکا تھا جس سے میری مراد عمار بن یاسر ہیں۔ اور دوسرا بازو آج اشتر کے مرنے سے کٹ گیا۔"[1]

---

[1] یہ روایت طبری و ابن اثیر کی ہے محققین کو اسکی صحت میں شک ہے۔ مرآۃ الجنان میں امام یافعی نے اتنا ہی لکھا ہے کہ اشتر نے مصر جاتے ہوئے راستے میں انتقال کیا۔ جناب معاویہ کی سازش کا بالکل ذکر نہیں کیا۔

Marfat.com

حضرت علیؓ کو صدمہ

حضرت علیؓ کو اشتر کے مرنے کی خبر پہونچی تو آپ کو بیحد صدمہ ہوا" انا للہ وانا الیہ راجعون" کہہ کے مجمع عام میں اُن کی خوبیاں بیان کیں۔ اور سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا" ایسا کوئی ہو تو میرے سامنے پیش کرو"۔

اشتر کے تقرر پر محمد بن ابی بکرؓ کا ملال

حضرت علیؓ کا فہمائش نامہ

محمد بن ابی بکرؓ کو جب اشتر کے حاکم مصر مقرر ہونے کی خبر پہونچی تھی تو انھیں سخت ملال ہوا تھا۔ اتفاقاً حضرت علیؓ کو بھی اُن کے اِس ملال کا حال معلوم ہو گیا تھا اور ساتھ ہی اشتر کی وفات کی خبر آئی۔ آپ نے محمد کو تحریر فرمایا" اشتر کے روانہ کرنے پر تمھارے ملول ہونے کا حال میں نے سنا۔ یہ کارروائی فقط اس لیے کی گئی ہے کہ تم کو جہاد کے لیے بھیجنے میں تاخیر کی جائے تاکہ تم کچھ آرام لے لو اور نیز اس لیے کہ میری جانب سے تم کو زیادہ کوشش کرنے پر مجبور نہ کیا جائے اُس لیے یہ مناسب جانا کہ تمھاری جگہ ایک مستعد آدمی کو بھیج دوں۔ اور تمھیں وہاں سے ہٹایا بھی تھا تو یہ خیال کر لیا تھا کہ تم کو کسی اور علاقہ میں بھیج دوں گا جس کی حکومت مصر کی بہ نسبت زیادہ آسان اور تمھیں پسند ہوگی جس شخص کو میں نے مصر کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تھا وہ ہمارے لیے اچھا مُشیر اور ہمارے دشمنوں کے لیے سخت گیر تھا۔ مگر افسوس اُس کی زندگی نے وفا نہ کی۔ اور عالم آخرت کو سدھار گیا۔ ہم اُس سے راضی تھے خدا بھی اُس سے راضی ہو اور اُس کے اجر کو دونا کرے۔ اب تم کو چاہیے کہ دشمن کے مقابلے پر صبر و استقلال سے کام لو لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اور لوگوں کو عقلمندی اور موعظت حسنہ سے خدا کی طرف بلاؤ بس خدا سے ڈرنا۔ اور اُسی سے مدد مانگنا۔ انھیں باتوں کو اپنا شعار رکھو۔ تم کو جو مصیبتیں پیش آنے والی ہیں اُن کے مقابلے کے لیے بس یہی تدبیر کافی ہے۔ اور انھیں تدبیروں سے تمھارے علاقہ کی حفاظت ہو گی"۔

محمد کا نامہ اطاعت

اس خط کے جواب میں محمد بن ابی بکرؓ نے لکھا" آپ کا خط آیا۔ میں نے اُس کے مضمون کو پڑھا اور سمجھا۔ اور یقین دلاتا ہوں کہ امیر المومنین مجھ سے زیادہ کسی کو اپنا فرماں بردار۔ دشمنوں سے لڑنے والا۔ اور اپنے آقا کا وفادار خادم نہ پائیں گے۔ میں شہر سے نکلا۔ فوج مرتب کی اور سب لوگوں کو امان دی۔ بجز اُن لوگوں کے جو ہم سے لڑیں یا عداوت ظاہر کریں۔ الغرض میں امیر المومنین کے حکم کا پابند اور اُن کے علم کا محافظ ہوں۔ والسلام۔

حکومت شام کی حالت

پنچوں کے فیصلے کا جو حال بیان ہو چکا ہے اُس کے بعد ہی اہل شام نے جناب معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور انھوں نے خلافت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ یہ تقدیری معاملہ تھا کہ

Marfat.com

(اسی) زمانے سے معٰویہ کی قوت روز بروز ترقی کرتی جاتی تھی۔ اور حضرت علیؑ کی قوت کم ہو رہی تھی اس لیے کہ یہاں پھوٹ پڑی ہوئی تھی۔ اور اہل کوفہ و عراق اسی میں مختلف تھے کہ حضرت علیؑ کو خلیفہ مانیں یا نہ مانیں۔

ادھر دعوائے خلافت کے ساتھ ہی معٰویہ کو مصر پر قبضہ کرنے کی فکر ہوئی۔ اول تو اس لیے کہ ملک شام ممالک مصر و عراق کے درمیان میں واقع تھا۔ اور مصر پر حضرت علیؑ کا قبضہ رہنے سے حاکم شام کو آگے پیچھے دونوں طرف سے دشمنوں کا دھڑکا لگا رہتا تھا۔ علاوہ بریں اس سرزمین میں شیعیان عثمانؓ بھی کثرت سے موجود تھے۔ اور ان کی قوت کچھ تھوڑی نہ تھی۔ ان وجوہ سے جناب معاویہ کو امید تھی کہ اگر کوشش کی گئی تو میں ملک مصر پر قابض ہو جاؤں گا۔ اور اس پر قبضہ ہو گیا تو علیؑ کے مقابلے میں بھی غالب آ جاؤں گا۔ کیونکہ اس ملک سے خراج بھی بہت زیادہ وصول ہوتا تھا۔ اور ان کے طرفدار بھی وہاں زیادہ تھے۔

انھیں خیالات کے جوش میں ایک دن انھوں نے اپنے مشیروں عمرو بن عاص، حبیب بن مسلمہ۔ بسر بن ارطاۃ۔ ضحاک بن قیس۔ عبدالرحمن بن خالد بن الولید۔ اور شرحبیل بن سمط کو جمع کیا اور ان کی نکتہ رسی کا اندازہ کرنے کے لیے پوچھا "بتاؤ میں نے تمھیں کس کام کے لیے بلایا ہے؟" سب نے کہا "دلوں کا حال بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ جب تک آپ نہ بتائیں کوئی کیسے جان سکتا ہے کہ آپ کے دل میں کیا ہے؟" مگر عمرو بن عاص کمال فراست سے بات کی تہ کو پہونچ گئے اور کہا "آپ نے غالباً ہمیں مصر کے معاملے میں مشورہ کرنے کے لیے بلایا ہے"

معاویہ عمرو بن عاص کے اس جواب پر دنگ تھے کہ انھوں نے کہا "اسی مقصد کے لیے بلایا ہے تو اس مسئلہ پر متانت و استقلال سے بحث کیجیے۔ آپ نے اچھی بحث چھیڑی۔ کیونکہ اسی میں آپ کی اور آپ کے دوستوں دونوں کی فلاح اور آپ کے دشمنوں کی نکبت و ذلت ہے"۔

معاویہ بولے "ہاں میرے نزدیک بھی یہی چیز اہم ہے جو تمھارے نزدیک اہم ہے"۔ جناب معاویہ نے حضرت عمرو بن عاص سے اتفاق کرتے وقت وعدہ کر لیا تھا کہ مصر میری زندگی بھر تمھارے ہی قبضے میں رہے گا اسی وعدے کی طرف دونوں کا اس گفتگو میں اشارہ تھا۔

اس معنے خیز گفتگو کے بعد جناب معاویہ نے اور سب مشیروں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ "عمرو نے ٹھیک رائے دی۔ مگر آپ سب صاحب کیا فرماتے ہیں؟" سب نے کہا "وہی جو عمرو کی رائے ہے ہماری بھی رائے ہے"۔ معٰویہ نے پوچھا "اچھا تو اب مصر پر قبضہ

فوج کشی کا مشورہ

کرنے کے لیے کیا تدبیریں اختیار کی جائیں؟" کسی نے کوئی تدبیر نہیں بتائی۔ اور پھر انہیں عمرو بن عاص نے زبان کھولی اور کہا میرے نزدیک آپ وہاں ایک زبردست لشکر بھیجیں جس کا سردار نہایت ہی محتاط دانشمند و کار آزمودہ شخص ہو اور آپ کو اس پر اطمینان ہو۔ وہ فوج لے کر مصر میں جائے امید ہے کہ اس کے پہونچتے ہی جتنے ہمارے ہم خیال وہاں موجود ہیں ہم سے آملیں گے۔ اور دشمن کے مقابلے پر ہماری مدد کریں گے۔"

معاویہ کی حکمت عملی

حضرت معٰویہ نے کہا "اگر میں یہ چاہتا ہوں کہ لشکر بھیجنے سے پیشتر وہاں کے شیعیان عثمانؓ سے خط و کتابت کی جائے جو ہمارے ہم خیال ہیں ان کو امیدیں دلائی جائیں۔ اور لکھا جائے کہ صبر و تحمل سے مخالفتوں کو برداشت کریں اور ہماری مدد کے منتظر رہیں۔ ساتھ ہی وہاں کے مخالفوں سے بھی مراسلت کر کے ہم انہیں صلح کا پیام دیں۔ شکر گزاری کے بدلے میں ان سے اچھے سلوک کا وعدہ کریں۔ اور مخالفت کی صورت میں ان کو لڑائی اور اس کے خوفناک نتیجے یاد دلائیں۔ ان تدبیروں سے اگر بغیر لڑے کام نکل جائے تو سبحان اللہ ورنہ لڑنا تو پڑے ہی گا۔ اے ابن عاص تم کو خدا نے عجلت اور سخت گیری کی نعمت عطا کی ہے اور مجھے تاخیر و سستی کی برکت ملی ہے۔"

عمرو نے کہا "خیر وہی کارروائی کیجیے جو آپ کے نزدیک مناسب ہو مگر میرا تو یہ خیال ہے بغیر حملہ آوری اور لڑائی کے کام نہ چلے گا۔"

دشمنان علی کے نام ان کا خط

اس شورے کے بعد جناب معٰویہ نے مسلمہ بن مخلد اور معٰویہ بن خدیج سکونی کو جو مصر کے شیعیان عثمانؓ کے سرگروہ تھے خطوط بھیجے جن میں پہلے تو اس امر پر اُن کا شکریہ ادا کیا کہ آپ لوگ عثمانؓ مظلوم کا انتقام لینے کے لیے میرا ساتھ دینے کو تیار ہیں۔ پھر اسی کوشش کی طرف ان کو اور زیادہ توجہ دلائی اور وعدہ کیا کہ اپنی حکومت میں میں آپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کروں گا۔

ان کا جواب

اس خط کو خود حضرت معٰویہ کا غلام سُبَیع لے گیا۔ اور ان دونوں صاحبوں کے پاس سے یہ جواب لایا کہ ہم نے جس کوشش میں اپنی جانیں صرف کیں وہ خدا کے حکم کی تعمیل اور محض ثواب آخرت کے لیے ہے۔ ہمارا مقصد بس اتنا ہے کہ جس کسی نے ہمارے امام مظلوم سے دشمنی کی اسے اس کے کیفر کردار کو پہونچائیں۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ اپنی حکومت میں ہمارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے تو ہمارا مقصد یہ نہیں ہے۔ ہم نے خدا کی قسم اس کے لیے مخالفت کا جھنڈا نہیں بلند کیا ہے کہ آپ سے یا کسی سے کوئی دنیوی معاوضہ چاہیں۔ بہرحال آپ اپنے

سواروں اور سپہگروں کو روانہ کیجیے۔ ہم نے دشمنوں کو پہلے ہی سے پریشان کر رکھا ہے۔ آپ کی مدد پہونچ جائے تو اُمید ہے کہ خدا آپ کو فتحیاب اور کامیاب کرے گا۔ والسلام۔

مصر پر فوج شام کی روانگی عمرو بن عاص سپہ سالار

ارض فلسطین میں معاویہ کو یہ خط ملا۔ فوراً مشیروں کو بلا کے سنایا اور مشورہ کیا۔ سب کی یہی رائے قرار پائی کہ اب مصر پر فوج روانہ کر دی جائے چنانچہ جناب معاویہ نے عمرو بن عاص ہی کو اس کام کے لیے منتخب کیا جن کے ہاتھ سے حضرت عمرؓ کے عہد ہمایوں میں یہ ملک فتح ہو چکا تھا مدتوں وہاں کے والی و حاکم رہے تھے۔ وہاں کے حالات اور وہاں کے لوگوں کے مزاج و مذاق سے خوب واقف تھے۔ چھ ہزار فوج جناب معاویہ نے اُن کے ہمراہ کی اور جاتے وقت فرمایا کہ "دیکھیے جلدی نہ کیجیے گا۔ بلکہ سہولت کے ساتھ تھم تھم کے کارروائی ہو۔"

ابن عاص سرحد مصر پر

عمرو بن عاص کوچ کرتے ہوئے گئے اور مصر کی سرحد میں داخل ہوتے ہی پڑاؤ ڈال دیا۔ ان کے آنے کی خبر مشہور ہوئی تو ملک کے تمام شیعیان عثمانؓ میں جوش و خروش پیدا ہو گیا اور

ان کا خط محمد کو

اکثر لوگ آ کر عمرو کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ اب عمرو نے محمد بن ابی بکرؓ کو اس مضمون کی تحریر بھیجی "ابو بکر صدیقؓ کے بیٹے اپنی جان کو بچانا چاہتے ہو تو میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ مجھے پسند نہیں ہے کہ میرے ہاتھ سے تم کو ضرر پہونچے۔ اس سرزمین کے سب لوگ تمہاری مخالفت پر آمادہ ہیں۔ اور تم نے میری نصیحت نہ مانی تو تم کو پکڑ کے میرے حوالے کر دیں گے۔

معاویہ کا خط محمد کو

اس لیے خیریت اسی میں ہے کہ چلے جاؤ میں یہ تم کو نیک صلاح دیتا ہوں۔" اسی مضمون کا ایک خط خود جناب معاویہ نے بھی اُن کو بھیجا تھا جس میں اُن کو اس پر بھی دھمکایا تھا کہ تم نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کیا تھا۔

محمد کی استعانت حضرت علیؑ سے

محمد بن ابی بکرؓ نے یہ دونوں خط حضرت علیؓ کی خدمت میں بھیج دیے۔ اور اطلاع کی کہ عمرو بن عاص لشکر لے کر سرحد مصر میں گھس آئے۔ ساتھ ہی لکھا کہ "جو لوگ میرے ساتھ ہیں لڑائی میں سستی اور بے پروائی کرتے ہیں۔ لہٰذا فوراً میری مدد کیجیے۔" حضرت علیؓ نے فوراً جواب دیا کہ "تمہارے شیعوں کو اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کرو۔ اور دشمن کے مقابلے پر صبر و تحمل اور شجاعت و ایثار نفس سے کام لو۔ میں عنقریب تمہاری کمک کے لیے فوج کو بھی روانہ کرتا ہوں۔"

کمک بھیجنے میں امیر علیؑ کی کوشش

یہ خط بھیجتے ہی آپ اپنے تمام دوستوں اور معزز شیعیان علیؓ کو جمع فرما کے منبر پر تشریف لے گئے۔ اور ایک موثر تقریر فرمائی جس میں مصر کی حالت بیان کی۔ عمرو بن عاص کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور سب کو جہاد پر آمادہ کر کے حکم فرمایا کہ سب لوگ میرے ساتھ چلیں کے مقام جرعہ میں

Marfat.com

جمع ہوں"۔ یہ شہر کوفہ کے قریب حیرہ کے راستے پر واقع تھا۔ دوسرے روز آپ سویرے ہی جرعہ میں پہونچ گئے۔ مگر وہاں کسی کو نہ پایا۔ دوپہر تک انتظار کرکے کوفہ میں واپس آئے۔ نہایت ہی شکستہ خاطر تھے۔ خود آپ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد پچاس پچاس دن گزر گئے اور آپ بار بار تاکید فرماتے تھے۔ کہ فوراً محمد بن ابی بکر کی مدد کے لیے جاؤ۔ مگر کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگتی تھی۔ آخر ایک شام کو آپ نے پھر شرفائے شہر کو جمع کیا اور یہ تقریر فرمائی:۔

خدا کا شکر اس بات پر جو قسمت میں لکھدی گئی ہے اور مقدر ہے! اور اس پر کہ مجھے تم لوگوں میں مبتلا کیا! اے شہر کوفہ والو! کون کوفہ؟ جو حکم کی اطاعت نہیں کرتا! اور ہزار پکارا جائے نہیں سنتا! تم لوگ اپنے شہر میں پڑے ہوئے کس بات کا انتظار کر رہے ہو؟ تم پر جہاد فرض ہے۔ میری یہ حالت ہے کہ اگر موت جو ضرور آئے گی وہ بھی مجھے تم سے چھڑانا چاہے تو میں تمھارا ساتھ دینا ہی پسند کروں گا۔ مگر تم مدد دینے میں کس درجہ کوتاہی کرتے ہو! افسوس! نہ دین کا جوش تمھیں جمع کرتا ہے۔ نہ قومی حمیت تمھیں غیرت دلاتی ہے۔ سن رہے ہو کہ دشمن تمھاری قلمرو کو گھٹاتا اور تم پر تاختیں کر رہا ہے۔ مگر تمھیں ہمت نہیں ہوتی۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ معاویہ ظالم سرکشوں کو بلاتے ہیں تو وہ سب اُن کی اطاعت کرتے ہیں۔ بغیر اس کے کہ اُن کو سال میں ایک یا دو تین بار کچھ دیا جاتا ہو اور اُن کی کفالت ہوتی ہو۔ وہ جدھر چاہتے ہیں اُن کو لے جاتے ہیں! اور یہاں میں تم کو بلاتا ہوں۔ کون تم؟ جو صاحبان عقل و ہوش اور اخیار سلطنت کی یادگار ہو۔ تمھیں انعام دیتا اور تمھاری کفالت کرتا ہوں مگر تم مجھ سے دور بھاگتے۔ نافرمانی کرتے۔ بلکہ میری مخالفت کرتے ہو!"

جب آپ نے خطبہ ختم کیا تو کعب بن مالک ارحبی نے اٹھ کر کہا: "امیرالمومنین۔ آپ لوگوں کو آج ہی روانہ فرمائیں۔ اور میں اپنی ذات سے حاضر ہوں"۔ یہ کہکر انھوں نے اور لوگوں کی طرف رخ کیا اور کہا "لوگو۔ خدا سے ڈرو۔ اور اپنے امام کا حکم بجالاؤ۔ اس دعوت میں اُن کی مدد کرو۔ اور اُن کے دشمنوں سے لڑو۔ میں تو آج ہی دشمنوں کے مقابلے پر جاتا ہوں"! غرض کعب یہ کہہ کر چل کھڑے ہوئے اور اُن کے ہمراہ فقط دو ہزار آدمیوں کا گروہ تھا۔ یہ لوگ جب روانہ ہونے لگے تو حضرت علیؓ نے اُن سے کہا "جانے میں جلدی کرو۔ اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم نہ پہونچنے پاؤ گے کہ دشمن اپنا کام کر لیں گے"۔

Marfat.com

مقابلے کیلئے محمد کی کوشش

مصر میں محمد نے مقابلے کی تیاریاں کیں۔ پہلے مجمع عام میں کھڑے ہو کر پرجوش تقریر کی
ں کو حکم دیا کہ جوش و خروش کے ساتھ دشمن کے مقابلے پر روانہ ہوں۔ اور شجاعت و مردانگی
سے مقابلہ کریں۔ پھر اسی وقت کنانہ بن بشر کو دو ہزار سپاہیوں کے ساتھ بھیجا۔ اور ان کے
ے پیچھے دو ہزار لشکر لے کر خود روانہ ہوئے۔ عمرو بن عاص نے ان لشکروں کی روانگی کا
ں سنا تو کنانہ کے مقابلے کے لیے بڑھے۔ اور جب قریب پہونچ گئے تو فوج کے چھوٹے چھوٹے
ے یکے بعد دیگرے روانہ کرنے لگے۔ کنانہ کی یہ حالت تھی کہ جب شام کا کوئی نیا لشکر پہونچتا
ں پر جوش سے ایسا بہادرانہ حملہ کرتے کہ اُسے شکست دیکر عمرو کے پاس واپس پہونچا دیتے
عمرو نے کنانہ کی شجاعت کا یہ رنگ دیکھا تو فوراً معٰویہ بن خدیج کے پاس جو مصر میں شیعیان
ن کے سرغنا تھے آدمی دوڑایا کہ آئیے اور ہماری مدد کیجیے۔ اس خط کا پہونچنا تھا کہ سارے
ں میں ایک آگ سی لگ گئی۔ اور روہی تین روز کے اندر ایک خلقت عمرو کی مدد کے لیے
مڈ آئی۔ اور ان لوگوں نے آتے ہی کنانہ اور اُن کی فوج کو گھیر لیا۔ کنانہ پر اُن کا ایسا نرغہ ہوا
ن سے بجز اس کے کوئی بات نہ بن پڑی کہ اپنے سربکف رفقا کے ساتھ گھوڑوں سے اتر پڑے
اریں کھینچ لیں۔ دشمنوں کے ناپیدا کنار سمندر میں گھس پڑے۔ اور کمال شجاعت سے بہتوں کو
کے مر گئے۔

کنانہ عمرو کے مقابلے پر — ان کی بہادری — شیعیان عثمان کا نرغہ — کنانہ کا ساتھیوں کے مارا جانا

اس ناکامی اور کنانہ کے مارے جانے کی خبر محمد بن ابی بکر کے لشکر میں پہونچی تو لوگ ساتھ
وڑ کے بھاگنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک شخص بھی اُن کے پاس نہ باقی رہا عین اس نازک
ت میں عمرو بن عاص کا لشکر سر پر آ پہونچا۔ پاپیادہ فسطاط کی طرف بھاگے اور جب دیکھا کہ
ن پہونچا ہی چاہتے ہیں تو سڑک چھوڑ کے ایک ویران بستی میں جا چھپے۔ عمرو نے بڑھ کے بغیر
سی مزاحمت کے دارالامارت فسطاط پر قبضہ کر لیا۔ اور آناً فاناً میں سارا ملک مصر اُن کے زیر فرمان تھا۔

ایک ویرانے میں پناہ لینا۔ مصر پر عمرو کا قبضہ

اب مصر کے ستائے ہوئے غضب آلود شیعیان عثمان کو محمد بن ابی بکر کی تلاش ہوئی اس لیے
و اُن کے جانی دشمن ہو رہے تھے۔ چنانچہ اُن کے سردار معٰویہ بن خدیج محمد کی تلاش میں روانہ
ئے سر راہ ایک گروہ ملا۔ اس سے پتہ پوچھا۔ سب نے لاعلمی ظاہر کی۔ مگر اُن میں سے ایک
س بولا میں ابھی اس اجاڑ کھنڈر میں گیا تھا۔ وہاں ایک شخص چھپا نظر آیا تھا۔ شاید وہی ہوں
ن خدیج نے کہا "وہی ہوں گے"! وہ اور اُن کے ہمراہی اُس ویرانے میں گھس پڑے۔ محمد
س ایک کھنڈر میں بیٹھے ملے اور پکڑ لائے گئے۔ مگر پریشان مصیبت زدہ اور تشنہ لبی سے

محمد کی گرفتاری

Marfat.com

نیم جان تھے۔ اس حالت سے بھوکے پیاسے اُسی شہر میں لائے گئے۔ جہاں چند گھنٹے پیشتر سیاہ وسفید کے مالک وہی تھے۔

اُن کے بھائی کی ناکام کوشش

عمرو بن عاص کے ہمراہ شام سے جو لشکر گیا تھا اُس میں عبدالرحمن بن ابی بکر بھی تھے۔ انہیں بھائی کے حال پر ترس آیا، دوڑے ہوئے عمرو بن عاص کے پاس آئے اور کہا "کیا میرے بھائی کو آپ قتل کریں گے؟ آدمی بھیجکر ابن خدیج کو روکیے کہ اُن پر ظلم نہ کریں"۔ عمرو نے فوراً ابن خدیج کے پاس کہلا بھیجا کہ "محمد بن ابی بکر کو یہاں میرے پاس لے آؤ۔ ابن خدیج سمجھ گئے کہ یہ محمد بن ابی بکر کی جان بچانے کی کوشش ہے۔ جواب میں کہا کہ "واہ! کنانہ بن بشر کو تو قتل کر ڈالا اور محمد بن ابی بکر کو میں چھوڑ دوں! کیا تمہارے کافر ان سب سے اچھے ہیں؟ یا تمہارے پاس لکھی ہوئی کوئی سند ہے؟ یہ ہرگز نہ ہوگا"

ابن خدیج کا جوش انتقام

اس زمانہ کا باہمی تعصب

تعصب نے اُن دنوں یہ حالت کر دی تھی کہ شیعیان علیؑ شیعیان عثمانؓ کو اور شیعیان عثمانؓ شیعیان علیؑ کو کافر سمجھتے تھے۔

محمد کا نہایت مظلومی سے مارا جانا

محمد تشنگی سے اس قدر جاں بلب ہو رہے تھے کہ اپنے اسیر کرنے والوں سے کہا "اور جو چاہنا کرنا مگر مجھے ذرا سا پانی تو پلا دو۔ ابن خدیج نے کہا "اگر تم کو ایک قطرہ آب بھی دوں تو خدا مجھے پانی سے محروم رکھے۔ تم وہ ہو جس نے عثمانؓ پر پانی بند کیا تھا۔ واللہ میں تم کو پیاسا ماروں گا۔ تاکہ خداوند عالم اسی تشنہ لبی میں تم کو حمیم وغساق پلائے"۔ محمدؓ اگرچہ پیاس سے بیجان ہو رہے تھے مگر طیش آگیا اور کہا "او یہودن جولاہن کے بیٹے۔ اس عالم میں تیرا زور نہیں چل سکتا وہاں اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو سیراب کرے گا۔ اور تجھ سے دشمن پانی سے محروم رکھے جائیں گے۔ تلوار ہاتھ میں ہوتی تو بتا دیتا کہ مجھ پر تیرا زور چل سکتا ہے یا نہیں"۔ ابن خدیج نے کہا "اور یہ بھی جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟ تمہیں گدھے کے پیٹ میں بند کر کے آگ میں جلاؤں گا"۔ محمدؓ نے کہا "میرے ساتھ اگر تو ایسا کرے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ خدا کے دوستوں کے ساتھ اکثر ایسا سلوک ہوتا رہا ہے۔ مگر انجام میں مجھے اُمید ہے کہ خدائے تعالیٰ تجھے اور تیرے دوستوں معاویہ اور عمرو کو آگ میں ڈالے گا۔ اور جب وہ آگ دھیمی ہونے لگے گی تو اُسے اور تیز کرے گا"۔ یہ جواب سُن کر ابن خدیج کو ایسا غصہ آیا کہ گفتگو کی تاب نہ رہی۔ طیش میں آکر مظلوم محمد بن ابی بکرؓ کو مار ڈالا۔ اور پھر اپنے کہنے کے مطابق اُن کی لاش کو گدھے کی لاش میں رکھ کے جلا دیا۔

Marfat.com

اس واقعہ کی اطلاع حضرت عائشہؓ کو ہوئی تو اگرچہ محمدؐ جنگ جمل میں حضرت علیؓ کے ساتھ اور اُن کے دشمن تھے مگر خون کے جوش نے بیقرار کر دیا۔ نہایت اندوہگین ہوئیں۔ اور نماز آخر میں قنوت پڑھتی اور اس میں معاویہ اور عمرو بن عاص کے حق میں بد دعا کرتی تھیں۔ مظلوم بھائی کے یتیم بچوں کو بلوا کے اپنی کفالت میں لے لیا۔ انھیں بچوں میں ایک قاسم محمد بن ابی بکر تھے جو عہد تابعین کے بہت بڑے نامور محدث فقیہ مجتہد اور گراں پایہ عالم دین گزرے ہیں۔ جناب صدیقہؓ کے دل کو بھائی کی اس مظلومانہ موت کا اس قدر غم تھا کہ اس واقعہ کے بعد سے پھر کبھی زندگی بھر بھنا ہوا گوشت نہ کھایا۔

اس پر حضرت عائشہؓ کو ملال

بعض راویان تاریخ نے محمد بن ابی بکرؓ کے مارے جانے کے واقعہ کو اس عنوان سے بیان کیا ہے کہ انھوں نے عمرو بن عاص سے سخت مقابلہ کیا جس میں کنانہ مارے گئے اور وہ بھاگ کر جبلہ بن مسروق کے گھر میں روپوش ہو گئے۔ ابن خدیج کو پتہ لگ گیا آ کے اُس کا محاصرہ کر لیا۔ محمدؐ نے جب کوئی مفر نہ دیکھا تو تلوار کھینچ کے نکل پڑے اور لڑتے ہوئے مارے گئے۔ مگر پہلی روایت زیادہ مستند ہے۔

محمد کے قتل ہونے کی دوسری روایت۔

محمد بن ابی بکر کی مدد کو کعب بن مالک ارحبی جو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے تھے انھوں نے پانچ ہی منزلیں طے کی تھیں کہ حجاج بن غزیہ انصاری حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو محمد بن ابی بکرؓ کے رفقا میں تھے۔ انھوں نے مصر کے ہاتھ سے نکل جانے اور محمد بن ابی بکرؓ کے مارے جانے کی کیفیت بیان کی۔

کوفے کی کمک نہیں پہنچ سکی۔ حضرت علیؓ کو اس واقعے کی خبر

اسی اثناء میں عبدالرحمٰن بن شبیب فزاری شام سے آئے۔ جنھیں حضرت علیؓ نے ملک شام میں ٹھہرا کے یہ خدمت اُن کے ذمے کی تھی کہ آپ کو وہاں کے حالات سے مطلع کرتے رہیں۔ انھوں نے آ کر یہ خبر دی کہ "عمرو بن عاص کے پاس سے محمدؐ کے مارے جانے اور سارے مصر پر قبضہ ہو جانے کی خوشخبری شام میں آئی جس پر وہاں خوب خوشیاں منائی گئیں"۔ یہ حالات سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا "محمد کے مارے جانے پر ہمارا غم اتنا ہی ہے جتنی کہ اُن لوگوں کو خوشی ہے نہیں بلکہ اُس سے بدرجہا زیادہ ہے"۔ یہ فرمانے کے بعد آپ نے آدمی دوڑا کے کعب بن مالک ارحبی کو واپس بلوا لیا۔

آپ کو صدمہ۔

پھر آپ نے مجمع عام کے سامنے منبر پر کھڑے ہو کر یہ تقریر فرمائی: "آگاہ ہو جاؤ کہ مصر کو اُن فاجروں نے فتح کر لیا جو ظالم ہیں ظلمت میں پڑے ہوئے ہیں۔ خدا کے راستے سے

آپ کی حسرتناک تقریر۔

برگشتہ ہیں۔ اور کجروی سے باغی ہو گئے ہیں۔ آگاہ ہو کہ محمد بن ابی بکر شہید ہوئے۔ اور اُن
مصیبت کا ثواب ہم خدا سے چاہتے ہیں۔ خدا کی قسم میرے علم میں وہ ایسے ہی تھے
تقادیر الٰہی کے منتظر۔ جزائے خیر کی اُمید میں عمل کرنے والے۔ فاجر کی صورت سے بغض رکھنے
والے۔ اور مومن کی ہدایت کو دوست رکھنے والے ہیں۔ میں واللہ اپنے نفس کو کسی اور
(اپنی برأت) کوتاہی کا بھی الزام نہیں دے سکتا میں لڑائیوں کی حالت کا اندازہ کرنے میں ہوشیار اور
باخبر ہوں۔ ضرورت کے موقع پر سبقت کرتا ہوں۔ احتیاط کے طریقوں سے واقف ہوں
اور تمھارے درمیان رائے صائب کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں۔ میدان میں جانے کے لیے
تمھیں علی الاعلان بلاتا ہوں۔ اور تمھارے بیچ میں کھڑے ہو کر فریادیوں کی طرح پکارتا ہوں
(بے وفا اہل کوفہ پر عتاب) مگر تم میری نہیں سنتے۔ میرے کہنے پر نہیں چلتے۔ یہاں تک کہ معاملات دگرگوں ہو جاتے ہیں
اور برا انجام صورت دکھاتا ہے۔ تم وہ لوگ ہو کہ نہ تم میں انتقام لینے کا جوش ہے۔ نہ کینہ خواہی کا
مادہ ہے۔ تمھارے بھائیوں کی مدد کے لیے میں تمھیں پچاس دن تک بلاتا رہا۔ مگر تم شور
کرنے والے اونٹ کی طرح بلبلاتے رہے۔ اور ایسی زمین پکڑی کہ گویا دشمنوں پر جہاد
کرنے اور ثواب حاصل کرنے کا ارادہ ہی نہ تھا۔ مدت کے بعد تمھارا ایک چھوٹا سا لشکر میرے
پاس آیا۔ جن لوگوں کے پاؤں پیچھے پڑتے تھے۔ گویا وہ موت کے منہ میں جا رہے تھے
غرض افسوس ہے تمھاری حالت پر"۔

اب مصر پر قابض ہو جانے سے جناب معاویہ کا حوصلہ بڑھ گیا۔ ادھر حضرت علیؓ کو اپنے
(اہل عراق پر شامیوں کی تاخت) رفیقوں اور شیعیان عراق کی سستی سے مقابلے پر کوچ کرنے کی نوبت نہ آئی۔ چنانچہ حضرت
معاویہ نے خود ہی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ اور شام کے لشکر آ آ کر حضرت علیؓ کے مقابلے پر تاخت
(ابن حضرمی کا بصرے میں آنا) کرتے لگے۔ اور سب سے بڑی کارروائی اب معاویہ نے یہ کی کہ عبداللہ بن حضرمی کو بصرے
میں بھیجا۔ کہ وہاں کے لوگوں کو حضرت علیؓ کی طرف سے برگشتہ کریں۔ اور اس میں اُن کو
کامیابی کی اُمید اس لیے تھی کہ جنگ جمل کی لڑائی میں بصرے والے حضرت عائشہؓ کی رفاقت میں
حضرت علیؓ سے لڑے تھے۔ اور ان لوگوں نے بہت بڑا نقصان اُٹھانے کے بعد مجبور ہو کر
حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

(معاویہ کی ان کو ہدایتیں) چنانچہ عبداللہ بن حضرمی کو روانہ کرتے وقت معاویہ نے اُن سے کہا بصرے کے
تمام لوگ حضرت عثمانؓ کے معاملے میں ہمارے ہم خیال ہیں۔ اور اُن کے خون کا انتقام

Marfat.com

لینے کی غرض سے لڑ چکے ہیں۔ اصل میں وہ مجبور ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کوئی اُن کو اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کرے۔ اور اُن کے امام اور اُن کے مقتولین کے خون کا انتقام لینے کے لئے اٹھے۔ لہٰذا تم وہاں جا کر مضری قبائل میں اُترنا۔ اور بنی ازد کو اپنا دوست بنانا۔ وہ سب تمہارا ساتھ دینے کو تیار ہو جائیں گے۔ بنی ربیعہ کو بھی تم اپنی طرف بلانا۔ مگر وہی لوگ ہیں جو وہاں تمہارے خلاف ہیں۔ اس لیے کہ وہ سب ترابی ہیں (شیعیانِ عثمانؓ شیعیانِ علیؓ کو تحقیر کی غرض سے ترابی کہا کرتے تھے۔ اس لیے کہ ابو تراب حضرت علیؓ کا وہ لقب تھا جو آپ دربارِ رسالت سے لائے تھا) لہٰذا اُن لوگوں سے ذرا دھمکا کے کام نکالنا۔

اتفاق سے جس وقت ابن حضرمی بصرے میں پہونچے ہیں تو حضرت عبداللہ بن عباس جو وہاں کے والی تھے حضرت علیؓ کے حسب الطلب کوفے میں گئے ہوئے تھے۔ ابن حضرمی موقع پا کر بنی تمیم میں اُترے اور فوراً تمام شیعیانِ عثمانؓ اُن کی رفاقت کو تیار ہو گئے۔ اور جب بہت سے طرفدار جمع کر لیے تو اُن میں کھڑے ہو کر ابن حضرمی نے یہ تقریر کی ! "عثمانؓ تمہارے امام و ہادی تھے جو مظلوم مارے گئے۔ علیؓ نے اُن کو مارا۔ اور تم نے اپنے امام کے خون کا انتقام لینا چاہا جس کی بابت خدائے تعالیٰ تمھیں جزائے خیر دے گا" حضرت ابن عباس کے مقرر کیے ہوئے کوتوالِ شہر ضحاک اس مجمع میں موجود تھے انھوں نے عوام کا بُرا رنگ دیکھا تو اُٹھ کر ابن حضرمی سے کہا "خدا غارت کرے اس فساد کو جسے تم لائے ہو اور جس کی طرف تم لوگوں کو بلا رہے ہو۔ خدا کی قسم تمہارا آنا بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ طلحہ و زبیر کا آنا تھا۔ ہم علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے اور ہمارے سب معاملات سُدھر گئے تھے کہ وہ دونوں آ گئے۔ اور باہمی مخالفت کو ہمارے درمیان میں اُبھارا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے۔ خود اپنے دوستوں کے خون سے ہاتھ رنگنے لگے۔ اور جو کچھ انجام ہوا ظاہر ہے۔ اب ہم سب نے علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ اور وہ سب خرابیاں دور ہو گئیں ایسی امن و امان کی حالت میں اب تم آئے ہو اور صلاح دیتے ہو کہ ہم پھر ایک دوسرے پر تلوار کھینچیں اور اپنے دوستوں کو قتل کرنے لگیں تاکہ معویہ موقع پا کر بادشاہ بن جائیں۔ حالانکہ خدا کی قسم علیؓ کی زندگی کا ایک ایک دن معویہ اور اُن کے سب خاندان والوں کی ساری زندگیوں سے افضل ہے"۔ ضحاک سمجھتے تھے کہ اپنی اس تقریر سے میں فتنہ کو مٹا دوں گا مگر عبداللہ بن خازم سلمی نے انھیں اُٹھ کر ڈانٹا اور کہا "بس چپ رہو۔ تم گفتگو کرنے کے قابل نہیں ہو"۔ پھر ابن حضرمی کی طرف

رخ کر کے کہا "ہم آپ کے مددگار اور آپ کے دست بازو ہیں جو بات آپ کہیں وہی بات ہے اور آپ جس خط کو لائے ہیں اُسے پڑھ کے سنائیے"۔ یہ ارشاد پاتے ہی ابن حضرمی نے معاویہ کا خط سنانا شروع کیا جس میں حضرت عثمانؓ کے فضائل اُن کی امن پسندی۔ اور حدود خلافت کی نگہبانی کرنے کا ذکر تھا۔ آخر میں اُن کی شہادت کا تذکرہ کر کے سب سے خواہش کی گئی تھی کہ ان کا انتقام لیں۔ اور اپنی طرف سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمام مسلمانوں کو اطمینان دلاتا ہوں کہ سنت رسول اللہ پر عمل کروں گا۔ اور سال میں دوبارہ انعام و اکرام سے تمہاری خبر گیری کیا کروں گا"۔

معاویہ کا خط اہل بصرہ کے نام

احنف کا اٹھ آنا لوگوں میں رد و قدح

یہ رنگ دیکھ کر احنف بن قیس اُٹھے کہا "میرا نہ کوئی اونٹ اس کام کے لیئے ہے اور نہ کوئی اونٹنی کہ تمہاری مدد کروں"۔ اتنا کہا اور اس صحبت سے اٹھ کے چلے گئے۔ اُن کے جانے کے بعد عمرو بن مرحوم عبدی نے اٹھ کر کہا "لوگو جس کے مطیع فرمان ہو اُس کی اطاعت نہ چھوڑو۔ اپنے جتھے اور اپنی بیعت کو نہ توڑو۔ اگر تم سے ایسی غلطی ہوئی تو مصیبت میں پڑ جاؤ گے"۔ عباس بن صحار عبدی کے قبیلے والے تو حضرت علیؓ کے طرفدار تھے مگر وہ خود خلاف تھے اُٹھے اور ابن حضرمی سے کہا "ہم اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں سے تمہاری مدد کریں گے"۔ عباس کی زبان سے یہ کلمہ سن کر مثنیٰ بن مخرمہ عبدی نے کہا "خدا کی قسم تم جہاں سے آئے ہو وہیں پلٹ جاؤ۔ ورنہ ہم اپنی تلواروں اور نیزوں سے تم پر جہاد کریں گے"۔ اور ابن صحار کی باتوں سے وصہ کا نہ کھاؤ"۔ اب ابن حضرمی نے صبرہ بن شیمان سے کہا "تم عرب کے دانتوں میں سے ایک دانت ہو۔ اس لیئے میری مدد کرو"۔ انھوں نے کہا "اگر تم میرے گھر میں اُترے ہوتے تو میں بیشک تمہاری مدد کرتا"۔

حضرت علیؓ کے زیاد طرفدار۔

زیاد بن ابیہ[ع] ان دنوں حضرت ابن عباس کے پیش دست اور اس زمانے کے بڑے منتظم و مدبر تھے۔ انھوں نے جو بصرے والوں کی یہ حالت دیکھی تو اندیشہ ہوا کہ فساد نہ پیدا ہو جائے فوراً حصین بن منذر اور مالک بن مسمع کو بلا کے کہا "آپ لوگ بنی بکر بن وائل کے سردار اور شیوخ ہیں

[ع] زیاد کا تذکرہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں بھی آچکا ہے اور آیندہ اُن کا حال تفصیل سے بیان کیا جائیگا وہ باوجود قاعدین میں ہونے کے حضرت علیؓ کے طرفدار تھے اور وہی اکیلے تھے جنھوں نے آپکی خلافت کو اپنے حسن تدبیر سے مدد دیکر قوی کر دیا اور جو ملک اُن کے ہاتھ میں دیا گیا اس کا بہت اچھا انتظام کیا۔ مگر افسوس ان کی اولاد کے ہاتھ سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر ایسا ظلم ہوا کہ مسلمانوں کو اُن سے اور اُن کے خاندان سے وحشت ہونے لگی۔

اپنے بچاؤ کی تدبیر

اور آپ ہی امیر المومنین علیؓ کے انصار و مددگار ہیں جن پر انھیں بھروسہ اور ناز ہے۔ ابن حضرمی نے آکر جو فساد پیدا کر دیا ہے اُسے آپ دیکھ رہے ہیں اور پھر کچھ نہیں کرتے۔ بہت سے لوگ دشمنوں کے طرفدار ہو گئے ہیں۔ اس لیے امیر المومنین کا حکم آنے تک آپ مہربانی کر کے مجھے ان لوگوں کے ہاتھ سے بچائیں۔ حصین نے وعدہ کر لیا۔ مگر مالک چونکہ بنی اُمیہ کی طرف مائل تھے کہنے لگے۔ میں اپنی قوم کے معززین سے پوچھ لوں اور غور کر لوں تو وعدہ کروں۔“

اپنے ساتھ خزانے کو بھی بچانا

مالک کا یہ جواب سن کر زیاد کو اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو بنی ربیعہ ہمارے خلاف ہو جائیں۔ لہذا فوراً صبرہ بن شیمان حدانی کے پاس آدمی بھیجکر درخواست کی کہ ”میری اور بیت المال کی حفاظت کا کام آپ اپنے ذمہ لے لیں۔“ انھوں نے کہلا بھیجا ”اگر خزانہ خلافت کو آپ میرے گھر میں منتقل کر دیں تو میں آپ کی اور اُس کی حفاظت کا ذمہ دار ہوں۔“ زیاد نے فوراً خزانہ اُن کے گھر میں پہنچ دیا اور منبر کو بھی جامع مسجد سے اٹھا کر اُن کے گھر میں پہونچا دیا۔ اس کے بعد سے زیاد نماز بھی مسجد بنی حدان ہی میں پڑھا کرتے۔ اور وہیں اہتمام کر کے لوگوں کو کھانا کھلواتے۔

اپنے کنبے والوں کی حالت کا اندازہ

یہ انتظامات کرنے کے بعد زیاد نے جابر بن وہب راسبی سے کہا ”اے ابو محمد! میں دیکھتا ہوں کہ ابن حضرمی یہاں ٹھہر کے فساد پیدا کر رہا ہے۔ اور عنقریب وہ آپ سے لڑائی چھیڑ دے گا۔ ذرا اس کا تو پتہ لگائیے کہ آپ کے لوگوں کا کیا خیال ہے۔“ اسی فکر میں زیاد ایک دن نماز کے بعد مسجد حدان میں بیٹھ گئے۔ لوگ ان کے گرد جمع تھے۔ جابر نے اٹھ کر کہا ”اے گروہ بنی ازد! بنی تمیم کو دعویٰ اور غرہ ہے کہ وہی بہادر ہیں اور میدانِ جنگ میں تم سے زیادہ صبر و ثبات دکھا سکتے ہیں۔ حالانکہ وہ کسی قدر نہیں ہیں۔ میں نے تو یہاں تک سنا ہے کہ وہ لوگ چاہتے ہیں تم پر حملہ کر کے اس شخص کو پکڑ لے جائیں جس کو تم نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے۔ اگر یہ خبر صحیح نکلی تو تم کیا کرو گے؟ یاد رکھو کہ اس شخص کو اور نیز خزانہ خلافت کو تم اپنی کفالت میں لے چکے ہو۔“

اس کے جواب میں صبرہ بن شیمان نے کہا ”اگر احنف یہاں آئے تو میں بھی آ پہونچوں گا اور اگر اُن کے گروہ کا کوئی شخص یا اُن کا کوئی طرفدار آیا تو بھی آپ مجھے یہاں موجود پائیں گے اور اگر اُن کے نوجوان آئے تو آپ ہمارے نوجوانوں کو یہاں حاضر پائیں گے۔“

حضرت علیؓ نے اعین کو بھیجا

اس کارروائی کے بعد زیاد نے تمام حالات حضرت علیؓ کو لکھے۔ آپ نے اعین بن ضبیعہ مجاشعی تمیمی کو روانہ فرمایا کہ بہت جلد بصرے میں پہونچ کر اپنی قوم والوں کو ابن حضرمی سے توڑ لیں اور اگر وہ لوگ نہ مانیں تو جو لوگ اطاعت کرنے کو تیار ہوں اُن کو ہمراہ لے کر مخالفوں اور

Marfat.com

اور سرکشوں سے مقابلہ کریں۔ ساتھ ہی اس کارروائی کی اطلاع زیاد کو فرمائی۔

اعین کی نصیحت

اعین آکر زیاد کے پاس اترے۔ بہت سے لوگوں کو جمع کر کے اپنی قوم والوں سے بعد ازاں ابن حضرمی اور اُن کے ہمراہیوں کے پاس گئے اور سب کو اپنی طرف بلایا مگر لوگ بجائے موافقت کرنے کے انھیں گالیاں دینے لگے۔ باوجود مخالفوں کی اس درشتی و بداخلاقی کے اعین شام تک انھیں میں رہے اور اُن کو سمجھاتے رہے۔

اُن کا مارا جانا۔

شام کو جب وہ واپس آئے تو ایک نیا گروہ آکے اُن سے ملا جن لوگوں کی نسبت بعض ناقلان اخبار کا یہ خیال ہے کہ خوارج تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اُن کو ابن حضرمی نے بھیجا تھا اور خود بھی اُن کے ساتھ تھے۔ ان لوگوں نے یک بیک نرغہ کر کے اعین کو مار ڈالا۔

زیاد کو لڑنے کی کوشش میں ناکامی

اعین کے مارے جانے پر زیاد نے دل میں لڑائی ٹھان لی۔ مگر بنی تمیم نے بنی ازد کے پاس کہلا بھیجا "ہم اس شخص سے تعرض نہ کریں گے جو تمہاری کفالت میں ہے۔ ان کی نسبت تمہارا کیا ارادہ ہے؟" بنی ازد نے لڑنا نہیں پسند کیا اور کہلا بھیجا "اگر تم لوگ ہمارے مکفول کے مزاحم ہو گے تب البتہ ہم روکیں گے۔ یوں نہ لڑیں گے۔"

اب حضرت علیؓ نے جاریہ کو بھیجا۔

اب زیاد نے حضرت علیؓ کو اعین کے مارڈالے جانے اور واقعات مابعد کی اطلاع کی۔ آپ نے فوراً جاریہ بن قدامہ سعدی کو بھیجا جو بنی سعد سے اور ان میں بنی تمیم میں سے تھے۔ اُن کے ساتھ حضرت علیؓ نے علی اختلاف الروایات پچاس یا پانچ سو آدمی بھی روانہ کیے جو سب تمیمی تھے۔ اور زیاد کو حکم بھیجا کہ جاریہ کی مدد کرو اور انھیں ٹھیک مشورہ دو۔

جاریہ کی کوشش

حضرت علیؓ کا خط۔

جاریہ جیسے ہی بصرے میں پہنچے زیاد نے ان کو ان تمام واقعات سے آگاہ کر دیا جو اعین کو پیش آئے تھے۔ اب جاریہ بنی ازد میں گئے۔ اُن سے صلاحیت کی گفتگو کی اور کہا "تم نے حق کو اس وقت پہچان لیا تھا جب کہ اور لوگ اس سے بےخبر تھے۔" اتنا کہہ کر حضرت علیؓ کا خط نکال کر سنایا جو تمام اہل بصرہ کے نام تھا۔ اس میں زجر و توبیخ تھی۔ ڈرانا دھمکانا تھا۔ مخالفوں سے مقابلہ کرنے اور ایسی معرکہ آرائی کی تاکید تھی کہ واقعہ جمل بھی اس کے آگے گرد ہو جائے۔

جاریہ کی تائید

یہ خط سن کر صبرہ بن شیمان نے کہا "امیر المؤمنین کا حکم ہمیں بسر و چشم قبول ہے جو ان سے لڑے گا اُن سے ہم لڑیں گے۔ اور جو ان سے صلح رکھے اُس سے ہم سے صلح ہے۔" اس موقع پر مہلب کے باپ ابو صفرہ نے زیاد کی طرف رخ کر کے کہا "اگر میں واقعہ جمل کے وقت موجود ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ میری قوم امیر المؤمنین سے ہرگز نہ لڑتی۔" بعض اہل روایت کہتے ہیں کہ

ابو صفرہ اس زمانے میں زندہ موجود نہ تھے بلکہ حضرت علیؓ کے صفین جاتے وقت راستے ہی میں ان کا انتقال ہوا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بعدازاں جاریہ اپنی قوم میں آگئے اور انھیں حضرت علیؓ کا خط سُنا کر اُن سے طرح طرح کے وعدے کیئے! اکثر نے ان کا کہنا مان لیا۔ اب جاریہ بنی ازد اور اپنے تمام پیروؤں کو ساتھ لیے ہوئے ابن حضرمی کے پاس گئے! ابن حضرمی کے سوار مزاحمت کے لیے تیار کھڑے تھے۔ جن کے سپہ سالار عبداللہ بن خازم سلمی تھے۔ جاریہ کے پہونچتے ہی دونوں فریقوں میں تلوار چلنے لگی۔

خونریزی۔

تھوڑی ہی دیر خونریزی ہوئی تھی کہ شریک بن اعور حارثی جاریہ کی کمک پر آگئے اور اس تائید غیبی کا یہ اثر ہوا کہ ابن حضرمی کے لوگوں کو شکست ہوگئی! اور وہ مع اپنے ہمراہیوں کے بھاگ کر قصر سنبیل میں قلعہ بند ہوگئے! ابن خازم کی ماں عجلیٰ نام ایک حبشن تھی اُس نے قصر کی دیوار کے نیچے آکر بیٹے سے کہا "تم قصر کے باہر نکل آؤ" اور ابن خازم نے نہ مانا تو عجلیٰ نے پکار کے کہا "نکلتے ہو تو نکلو ورنہ میں خدا کی قسم اپنے کپڑے اُتار کے پھینک دوں گی۔ اور برہنہ ہوجاؤں گی۔ اور یہ شرم کی بات ہمیشہ کے لیے تمھارے خاندان کے دامن میں دھبہ لگا دیگی" مجبورًا ابن خازم باہر نکل آئے۔

ابن حضرمی کو شکست

باقی لوگ جب کسی طرح نہ نکلے تو جاریہ نے قصر میں آگ لگا دی اور ابن حضرمی مع اپنے ستّر ہمراہیوں کے جل مرے۔ اس کے بعد زیاد قصر امارت میں آئے اور پھر بصرہ میں حضرت علیؓ کی حکومت قائم ہوئی۔

مذکورۂ قصر سنبیل کی اصلیت یہ ہے کہ وہ اصل میں ایرانیوں کا ایک قلعہ تھا۔ ایران کے فتح ہونے کے بعد سنبیل سعدی کے قبضہ میں آیا اس کے اطراف خندق تھی اور قصر سنبیل کے نام سے مشہور ہوگیا۔

تیرہویں فصل

خریت اور خوارج سے لڑائیاں اور معاویہ کے حملے علیؓ کی قلمرو پر

خریت بن راشد۔ حضرت علیؓ سے اس کی گفتگو۔ وہ کوفے سے چلا گیا۔ اس کے تعاقب کی ضرورت۔ زیاد بن خصفہ اس کے تعاقب میں۔ علی کا پرجوش قاصد۔ زیاد و خریت کا سامنا۔ زیاد کی ہوشیاری۔ زیاد میدان میں۔ زیاد و خریت میں گفتگو۔ لڑائی۔ زیاد زخمی ہوئے۔ خریت بھاگ گیا۔ حضرت علیؓ کو اطلاع۔ معقل خریت کے مقابلے پر۔ لشکر بصرہ کمک پر۔ خریت کی قوت۔ اس کی بغاوت کا اثر۔ معقل کو حضرت علیؓ کی ہدایتیں۔ سامنا۔ دونوں فوجوں کی ترتیب۔ معرکہ جنگ۔ دشمنوں کو شکست۔ خریت ساحل خلیج فارس پر۔ حضرت علیؓ کو مژدہ فتح۔ خریت کے تعاقب کا حکم۔ اس کی شورش۔ اس کی فتنہ انگیزی کے انداز۔ سامنا اور اعلان امان۔ لڑائی۔ خریت کا کڑا۔ معقل کی للکار۔ خریت کا مارا جانا۔ اسیران جنگ۔ مصقلہ والی اردشیر خرہ۔ اس کی رحم دلی اور فیاضی۔ اس فیاضی پر علیؓ کا خیال۔ رقم کا تقاضا۔ مصقلہ کی ناجائز امید۔ اور معاویہ کے پاس بھاگ جانا۔ اپنے بھائی کو بھی بلانا۔ اس میں ناکامی۔ خوارج کی شورش۔ اشرس کا ہنگامہ۔ ہلال کا ہنگامہ۔ اشہب کا ہنگامہ۔ سعید کا ہنگامہ۔ ابو مریم کا ہنگامہ۔ مخالفت میں اس کی ضد۔ حضرت علیؓ کے لشکر کو شکست۔ خود حضرت علیؓ اس کے مقابلے پر۔ ان دشمنوں کا خاتمہ۔ ان کی شجاعت۔ ۳۸ھ کا حج۔ علیؓ کی مجبوری اور معاویہ کے حملے۔ نعمان کا حملہ عین التمر پر۔ اہل کوفہ کی پست ہمتی۔ مالک کا بہادرانہ مقابلہ اور اہل شام کو شکست۔ کوفے والوں کو ملامت۔ سفیان کی تاخت ہیت پر اور کامیابی۔ انبار کی چھاؤنی پر حملہ اور کامیابی۔ ابن مسعدہ تیما میں۔ حرمین کو زیر اثر کرنا۔ مسیب اس کے مقابلے پر۔ عبداللہ اور مسیب میں لڑائی۔ مسیب اور اپنی قوم کی جنبہ داری۔ عبداللہ قلعہ تیما میں۔ قلعہ میں آگ لگائی گئی۔ مسیب نے دشمنوں کو چھوڑ دیا۔ ضحاک شام کے شیعیان علیؓ پر۔ حجر ان کے مقابلے پر۔ حجر کی فتح۔ خود معاویہ کی گردآوری۔

اسی سال یعنی ۳۸ھ میں ایک نیا فتنہ جو سرکش حضرت علیؓ کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا

خریت بن راشد اس کا نام خریت بن راشد تھا اور قبیلہ بنی ناجیہ میں سے تھا۔ اس سے پیشتر یہ شخص قبضہ بن شعبان

ور آپ کے پُرجوش جاں نثاروں میں تھا جمل و صفین کے معرکوں میں ہمراہ رہا تھا۔ اور نہروان کے سانحے میں بھی آپ کا ساتھ دیا تھا۔ یہ اپنے قبیلے کے تین سو آدمیوں کو ساتھ لے کر حضرت علیؑ کے ہمراہ بصرے سے نکلا تھا اور اب تک یہ لوگ آپ کے ساتھ کوفہ میں مقیم تھے۔ اب شامت سر پر سوار ہوئی تو تیس سواروں کے ساتھ آپ کے سامنے آیا اور دور سے آپ کی صورت دیکھتے ہی چلایا "علیؑ! میں خدا کی قسم نہ تمہارا حکم مانوں گا۔ نہ تمہارے پیچھے نماز پڑھوں گا اور کل ہی تمہاری رفاقت چھوڑ کے چلا جاؤں گا"۔ بے ساختہ آپ کی زبان سے نکلا "کمبخت تو ایسا کرے گا تو خود ہی خراب ہوگا۔ اپنا عہد بیعت توڑنے کے بعد تو بجز اپنے نفس کے اور کسی کو ضرر نہیں پہونچا سکتا۔ لیکن بتا تو سہی کہ آخر تجھے کیا سوجھی ہے؟ اور یہ کیوں کرے گا؟" بولا "اس لئے کہ تم نے انسانوں کو پنچ مانا۔ امر حق میں کمزوری دکھائی۔ اور ان لوگوں پر بھروسہ کیا جو ظالم ہیں۔ لہٰذا ہم تمھیں اور ان کو دونوں کو برا سمجھتے اور تم دونوں سے علٰحدہ ہوئے جاتے ہیں"۔

حضرت علی سے اس کی گفتگو۔

حضرت علیؑ نے فرمایا "آ میں تجھ کو کتاب اللہ کا مطلب سمجھاؤں۔ سنت نبی صلعم کے متعلق غور و بحث کروں۔ اور جو اصلی مسائل شرع ہیں ان کی حقیقت سے تجھے آگاہ کروں ان چیزوں کو میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں جن باتوں کے ماننے سے تو انکار کر رہا ہے وہ شاید تیری سمجھ میں آجائیں"۔ بولا "خیر ان کے سمجھنے کے لیے میں کسی اور وقت تمہارے پاس آجاؤں گا"۔ آپ نے فرمایا "ایسا نہ ہو کہ شیطان تجھے بہکائے۔ اور جہالت تجھے بیوقوف بنا دے۔ اگر تو میرے پاس آیا اور ہدایت کا خواستگار ہوا تو خدا کی قسم تجھے نجات کا سیدھا راستہ بتا دوں گا"۔

وہ کوفے سے چلا گیا۔

اس گفتگو کے بعد خریت اپنے رفیقوں میں واپس آگیا۔ اور صبح کو حضرت علیؑ نے سنا کہ وہ اور اس کے ہمراہی کوفے سے چلے گئے۔ اور آپ کی اطاعت سے برگشتہ ہیں۔ فرمایا "بُعداً لہم کما بعدت ثمود" (یہ ویسے ہی مردود ہیں جیسے کہ قوم ثمود والے مردود ہوئے تھے) پھر ارشاد ہوا "شیطان نے آج انھیں بہکا دیا۔ اور گمراہ کیا ہے اور کل انھیں چھوڑ کے الگ ہو جائے گا"۔

اس کے تعاقب کی ضرورت۔

اس موقع پر زیاد بن خصفہ بکری نے عرض کیا "اس وقت تو امیر المومنین ان لوگوں کا نکل جانا گراں نہیں معلوم ہوتا۔ نہ ان کے ہونے سے ہماری قوت میں کوئی معتد بہ زیادتی ہوئی اور نہ ان کے چلے جانے سے کچھ نقصان ہوا لیکن اندیشہ ہے کہ آپ کے مطیع و منقاد لوگوں میں سے بہتوں کو بہکا کے گمراہ نہ کر دیں۔ اور ایسا نہ ہو کہ ان کے ساتھ ایک بڑی جماعت ہماری مخالفت پر اٹھ کھڑی ہو۔ لہٰذا اجازت ہو تو میں ان لوگوں کا تعاقب کروں"۔ ارشاد ہوا "جاؤ خدا تمہارے

Marfat.com

حال پر رحم کرے۔ لیکن ابھی تم دیر ابو موسیٰ میں جا کر ٹھہرو۔ وہاں جب تم کو میری جانب سے کوئی حکم ملے تو اس پر عمل کرنا۔ ان لوگوں نے اگر فتنہ انگیزی کی وضع اختیار کی تو مجھے امید ہے کہ میرے عامل اُن کے حالات سے اطلاع دیں گے۔"

زیاد بن حفصہ آپ کے تعاقب میں۔

اس حکم مرتضوی کے مطابق زیاد نے اپنے گھر جا کر بنی بکر بن وائل کے ایک سو تیس آدمی جمع کیے۔ اور اُن کے ساتھ کوفہ سے روانہ ہو کر دیر ابو موسیٰ میں پڑاؤ ڈال دیا۔ ان لوگوں کے جانے کے بعد حضرت علیؓ کے پاس آپ کے ایک عامل قرظہ بن کعب انصاری کا خط آیا کہ "خریت اور اس کے رفقا شہر نفر کی طرف گئے اور وہاں کے زمینداروں میں سے ایک نو مسلم شخص کو مار ڈالا۔" حضرت علیؓ نے فوراً یہ حال زیاد کو لکھا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو میرے پاس لا کے حاضر کرو۔ اور آنے سے انکار کریں تو مقابلہ کرو۔" آپ کے اس خط کو عبد اللہ بن وائل نام ایک شخص زیاد کے پاس لے گیا۔ اور چلتے وقت حضرت علیؓ سے اجازت مانگی کہ خود بھی زیاد کے ساتھ میدان میں جا کر دشمنوں کی سرکوبی کرے۔ آپ نے اُسے اجازت دی اور اجازت دیتے وقت یہ کلمات زبان مبارک سے نکلے: "اُمید ہے کہ ظالموں کے مقابلے میں تم امر حق میں میرے ممد و معاون رہو گے۔" چنانچہ ان الفاظ کو وہ زندگی بھر اپنا سرمایۂ ناز سمجھتا اور یہ کہتا رہا کہ "آپ کا یہ فرمانا مجھے دنیا کی بڑی سے بڑی دولت سے زیادہ عزیز ہے۔"

علیؓ کا پُرجوش قاصد۔

زیاد و خریت کا سامنا۔

زیاد اس خط کو پاتے ہی دیر ابو موسیٰ سے کوچ کر کے مقام نفر میں پہونچے۔ یہاں کے لوگوں سے پتہ لگا کہ خریت مقام جرجرایا کی طرف گیا ہے۔ اُدھر کی راہ لی۔ اور آخر مقام مدار میں ان لوگوں کو پا لیا۔ دشمن یہاں اُتر کے ایک شب و روز آرام لے چکے تھے۔ اور زیاد کے ہمراہی تھکے ماندے تھے۔ اِن لوگوں کی صورت دیکھتے ہی خریت کے ہمراہی گھوڑوں پر سوار ہو کر لڑائی کے لیے تیار ہو گئے۔

زیاد کی ہوشیاری

اور خود اُس نے قریب آ کر پوچھا "کیا چاہتے ہو؟ اور کس ارادے سے آئے ہو؟" زیاد آزمودہ کار سپہ سالار تھا۔ جواب دیا کہ "تم دیکھ ہی رہے ہو کہ ہم لوگ تھکن سے خستہ ہو رہے ہیں۔ اور جس مقصد کے لیے آئے ہیں اُس کا ظاہر کرنا ابھی خلاف مصلحت معلوم ہوتا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ٹھہر کے آرام لیں۔ اور آرام لے چکنے کے بعد اطمینان سے گفتگو کریں۔ اس وقت اگر آپ ہماری بات کو پسند کریں تو قبول کریں۔ یا اگر ہم آپ کی شرطوں میں امن و صلاحیت کی صورت دیکھیں تو اُن کو قبول کریں گے۔" اُن لوگوں نے اس کو منظور کیا۔ اور دونوں گروہ آمنے سامنے اُتر پڑے۔

زیاد دریا کنارے اُترے۔ کھایا پیا۔ گھوڑوں کو دانہ چارہ دیا۔ خوب اچھی طرح ستا لینے کے بعد پانچ رفیقوں کو ساتھ لیا اور دونوں لشکروں کے بیچ میں جا کے ٹھہرے۔ اور اپنے لشکر والوں سے کہتے گئے کہ "ہماری اُن کی تعداد برابر ہی ہے۔ اور میرا گمان غالب یہ ہے کہ انجام میں لڑائی ہی کی ٹھہرے گی۔ اس لیے تم حملے کے لیے مُستعد رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ آ پڑیں اور تم اپنی جگہ پر سوچتے رہ جاؤ۔" یہ کہہ کر زیاد دشمنوں کی صفوں کے قریب پہونچے تو اُن کے بعض لوگوں کو آپس میں یہ باتیں کرتے سُنا کہ "یہ لوگ بالکل تھکے ماندے تھے۔ ہم نے ستانے کی مہلت تو دے دی۔ مگر واللہ یہ بڑی غلطی تھی۔"

زیاد میدان میں

اب زیاد نے خریت کو آواز دے کر اپنے قریب بُلایا اور پوچھا "تم نے امیر المومنین کی اور ہماری مخالفت کیوں اختیار کی؟ اور کیوں ہمارا ساتھ چھوڑ کے چلے آئے؟" اُس نے کہا "اس لیے کہ میں تمہارے آقا کو امام نہیں مانتا۔ اور نہ مجھے تمہاری خصلتیں اچھی نظر آتی ہیں۔ پس یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم سے الگ ہو جاؤں۔ اور اُن لوگوں کا ساتھ دوں جو چاہتے ہیں کہ پھر مشورہ کر کے کوئی خلیفہ و امام منتخب کیا جائے۔"

زیاد و خریت میں گفتگو

زیاد نے کہا "بھلا کوئی اور ایسا شخص مل سکے گا جو خدا شناسی، قرآن و حدیث کے سمجھنے، قرابت رسول اور سبقت اسلام میں اُن بزرگ کے پاسنگ بھی ہو جن کو تم نے چھوڑ دیا؟ بھلا اُن کے سوا کسی اور کی امامت پر لوگوں کا اتفاق ہو سکتا ہے؟" خریت بولا "جو فضائل تم نے بیان کیے وہ تمہارے آقا میں بیشک ہیں۔ نہ مجھے اس سے انکار ہے۔ مگر میں اُن کو امام نہ مانوں گا۔"

اب زیاد نے کہا "اچھا یہ تو بتاؤ کہ تم نے ایک نومسلم شخص کو کیوں مار ڈالا؟" خریت نے کہا "اُس کو میں نے نہیں مارا۔ بلکہ میرے ہمراہیوں کے ایک گروہ نے اُس کو قتل کیا۔" زیاد نے کہا "تو پھر اُس کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دو۔" بولا "یہ میرے امکان سے باہر ہے۔"

اب زیاد نے اپنے لوگوں کو اور خریت نے اپنے لوگوں کو آواز دی۔ فوراً دونوں طرف سے حملہ ہو گیا۔ اور خونریزی ہونے لگی۔ دونوں طرف کے بہادر بڑی بہادری سے لڑے۔ نیزے ٹوٹ گئے۔ تلواریں دوہری ہو گئیں۔ تمام گھوڑوں کی کوچیں کٹ گئیں۔ اور دونوں طرف کے لوگ کثرت سے زخمی ہوئے۔ جن میں خود زیاد بھی تھے اور اُس دار و گیر میں زیاد کی طرف کے دو اور دشمنوں کے پانچ آدمی جان سے مارے گئے۔ آخر لڑتے لڑتے شام ہو گئی اور اندھیرے نے دونوں لشکروں کو جُدا کر دیا۔

زیاد زخمی ہوئے

خریت بھاگ گیا

رات کی تاریکی میں خریت چپ کے سے چل دیا۔ اُس کو غائب دیکھ کر زیاد بصرے میں چلے آئے۔ اور وہاں سُنا کہ خریت اہواز میں پہونچا جہاں اُس نے شہر کے ایک کونے میں پڑاؤ ڈالا ہے۔ کچھ اور لوگ بھی اُس کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں۔ اور اب اُس کے ہمراہیوں کی تعداد دو سو آدمیوں کی ہے۔

حضرت علیؓ کو اطلاع

ان تمام واقعات کی زیاد نے حضرت علیؓ کو اطلاع کی اور لکھا "میں یہاں بصرے میں ٹھہرا ہوں۔ زخمیوں کا علاج کرا رہا ہوں۔ اور امیر المومنین کے حکم کا منتظر ہوں"۔ حضرت علیؓ نے اُس خط کو بآواز بلند پڑھا۔ سُن کر معقل بن قیس اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا "امیر المومنین ضرورت تھی کہ جو شخص ان لوگوں کے تعاقب میں جاتا اُس کے ہمراہ دشمنوں کے ایک ایک شخص کے مقابل دس آدمی ہوتے۔ تاکہ مقابلہ ہوتے ہی اُن کی بیخ کنی کر دیتے۔ اور اُن کا نام تک مٹا دیتے اگر ان کی تعداد کے برابر لشکر جائے گا تو یہ لوگ مقابلے میں صبر و ثبات دکھائیں گے۔ اس لیے کہ دو برابر کی قوت والے لشکر ہمیشہ ایک دوسرے کے مقابلے میں استقلال دکھایا کرتے ہیں"۔

معقل خریت کے مقابلہ پر

ارشاد ہوا "تو معقل تم ہی اُن لوگوں کے مقابلے پر جاؤ"۔ یہ فرما کے اہل کوفہ میں سے دو ہزار آدمی معقل کے ہمراہ کیے جن میں یزید بن معقل اسدی بھی تھے۔

لشکر بصرہ کمک پر

معقل کے روانہ ہوتے ہی حضرت علیؓ نے ابن عباس کو حکم بھیجا کہ "اہل بصرہ میں سے کسی بہادر شخص کو جو نیکوکاری میں شہرت رکھتا ہو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ معقل کی کمک پر روانہ کرو۔ معقل کے پاس پہونچنے تک اس لشکر کا سردار وہی ہوگا جو بصرے سے جائے۔ بعد ازاں اعلیٰ سپہ سالار معقل رہیں گے۔ اُسی وقت آپ نے ایک خط زیاد بن خصفہ کو بھی بھیجا جس میں اُن کی گذشتہ کوشش و جاں بازی پر اظہار شکر گزاری تھا اور اُس کے بعد یہ حکم کہ "تم بھی فوراً اس لشکر میں جا ملو جو خریت کے مقابلے پر گیا ہے"۔

خریت کی قوت

جب تک یہ لشکر پہونچے پہونچے خریت کا گروہ بہت بڑھ گیا تھا۔ غیر مذہب وطنی لوگوں کا ایک بڑا انبوہ اس مقصد سے جمع ہو گیا تھا کہ عربوں کو خراج ادا کرنے سے جان بچے۔ بہت سے ڈاکو اکٹھا ہو گئے تھے جن کو لوٹ مار میں خاص دلچسپی تھی۔ ان کے علاوہ بہت سے خریت کے ہم [illegible] و ہم خیال بھی دُور دُور سے آ کر اُس کے ساتھ شریک ہو گئے تھے۔ اور اس شورش کا یہ اثر پڑا کہ [illegible]

اس کی بغاوت کا اثر

علاقے کے تمام لوگوں نے خراج دینے سے ہاتھ روک لیا۔ اسی قدر نہیں حضرت علیؓ کے عامل سہل بن حنیف کو علاقہ فارس سے نکال دیا۔ مگر یہ اُن لوگوں کا بیان ہے جو کہتے ہیں کہ

Marfat.com

…ل کی وفات ۳۷ھ میں نہیں ہوئی۔

معقل کو حضرت علیؓ کی ہدایت

معقل بن قیس جس وقت خریت کی سرکوبی کے لیے کوفے سے روانہ ہونے لگے۔ حضرت علیؓ نے اُن کو فہمائش کی کہ "جہاں تک ہوسکے خدا سے ڈرنا۔ اہل قبلہ پر دست درازی کرنا۔ اور ذمی رعایا پر ظلم کرنا۔ غرور و نخوت سے بچتے رہنا۔ کیونکہ خدا متکبروں کو نہیں پسند کرتا"۔

چند ہی روز میں معقل اہواز میں پہونچ گئے۔ اور بصرے کی کمک کا انتظار کرنے لگے۔ مگر اُن …وں کے آنے میں دیر ہوئی اور انھوں نے تنہا ہی خریت کا تعاقب شروع کر دیا۔ ایک ہی منزل راہ طے کی تھی کہ خالد بن معدان طائی کے زیر علم بصرے کا لشکر آگیا۔ اور دونوں لشکر ساتھ ملکر خریت کا سراغ رسانی کرنے لگے۔ آخر علاقہ رام ہرمز کے ایک پہاڑ کے دامن میں اُس کے سر پر جا پہونچے۔

سامنا۔
دونوں فوجوں کی ترتیب۔

سامنے ہوتے ہی معقل نے اپنے لشکر کو اصول جنگ سے مرتب کیا۔ میمنہ پر اپنے بیٹے کو۔ میسرہ پر منجاب بن راشد ضبی کو سردار مقرر کیا۔ دوسری طرف خریت نے اپنے لشکر کو یوں مرتب کیا کہ ہمراہی عربوں کو میمنہ پر رکھا۔ دیگر شہروں کے مسلمانوں اور کافروں کو میسرہ پر ٹھہرایا۔ اور … گروہ میں کرد لوگ بھی تھے۔ ترتیب کے ساتھ ہی دونوں طرف کے سردار اپنے سپہگروں کو للکار کے جوش دلانے اور خونریزی پر آمادہ کرنے لگے۔

معرکۂ جنگ

معقل نے حملے کی یہ نشانی قرار دی تھی کہ تین بار میں اپنے سر کو حرکت دوں گا۔ جیسے ہی تیسری بار … پہلے لوگ دشمنوں پر جا پڑیں۔ چنانچہ ان کا سر تیسری بار ہلا۔ اور بہادران مرتضوی جوش و خروش کے ساتھ دشمنوں پر جا پڑے۔ تھوڑی دیر تک خریت کے لوگوں نے نہایت استقلال دکھایا۔ اور … مردی سے لڑتے رہے۔ لیکن آخر میں شکست کھائی اور بھاگے۔ معقل کے جوانمردوں نے … بہت سے دشمنوں کو فرشتۂ موت کے حوالے کیا۔ باغی عربوں خصوصاً بنی ناجیہ میں سے ستر آدمی … مارے گئے۔ اور غیر مسلم فارسیوں اور کردوں کے مقتولین کا شمار تین سو تھا۔

دشمنوں کو شکست۔

خریت … خلیج فارس …

خود خریت نے جب رنگ بگڑا دیکھا تو بھاگ کے خلیج فارس کے ساحلی مقاموں میں ہو رہا۔ یہاں اُس کی قوم کا ایک بڑا بھاری گروہ موجود تھا۔ وہاں پہونچتے ہی وہ اُن لوگوں میں گشت لگانے اور انھیں حضرت علیؓ کی مخالفت پر ابھارنے لگا۔ ہر ایک کے پاس جاتا اور کہتا "ہدایت و نجات … لڑنے میں ہے"۔ ان کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ پھر ایک بڑا بھاری گروہ اُس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گیا۔ اور بہت سے لوگ اُس کے پیرو تھے۔

حضرت علیؓ کو فرد فتح

معقل فتح کے بعد اہواز ہی میں ٹھہرے رہے۔ اور حضرت علیؓ کو فرد فتح لکھا۔ اُن کا خط

Marfat.com

حضرت امیرالمومنین نے مسلمانوں کو سُنا کے مسرور کیا۔ اور اپنے مشیروں سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ سب کی رائے ہوئی کہ "معقل کو ہدایت کی جائے کہ اس فاسق باغی کا تعاقب کریں۔ اور جب تک اسے نہ قتل کرلیں یا ملک سے نکال نہ دیں دم نہ لیں۔ اگر اسی حال پہ اُسے چھوڑ دیا گیا تو پھر لوگوں کو بہکا کے آپ کے خلاف کھڑا کر دے گا۔" چنانچہ آپ نے معقل کو خط لکھا جس میں پہلے اُن کی اور اُن کے ہمراہیوں کی دلاوری و جوانمردی کی تعریف کی پھر حکم فرمایا کہ "خریت کا پیچھا نہ چھوڑو۔ اور تاوقتیکہ وہ مارا نہ جائے یا ملک سے نکل نہ جائے اس کا تعاقب کرتے رہو۔"

خریت کے تعاقب کا حکم

اُس کی شورش۔

یہ حکم پاتے ہی معقل نے پتہ لگالیا کہ خریت بلاد سواحل پر گشت لگا رہا ہے۔ اپنی قوم کے بہت سے لوگوں کو حضرت علیؑ کی اطاعت سے برگشتہ کر دیا ہے۔ اور قبائل بنی عبدالقیس کے بہت سے عربوں کو بھی بہکا دیا ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے سال جنگ صفین میں اور نیز سال حال میں زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا۔ معقل فوراً اُن لوگوں کی طرف روانہ ہو گئے سرزمین فارس میں داخل ہوئے اور ساحل خلیج فارس پر جا کے دم لیا۔

اُس فتنہ انگیزی کے انداز۔

خریت نے ان لوگوں کی روانگی کی خبر سُنی تو ساتھ والے باغیوں اور خارجیوں سے کہا "میں تمھارے ساتھ ہوں اور تمھاری مرضی پر چلنے کو تیار ہوں مگر یاد رکھو کہ علیؑ کے لیے ہرگز نہ جائز تھا کہ کسی انسان کو پنچ بناتے۔" ہمراہیوں کے ایک دوسرے گروہ سے اُس کے خیال کے مطابق یہ کہا کہ "علیؑ نے ایک شخص کو پنچ قرار دیا۔ اور پنچ کے فیصلے پر راضی ہو گئے۔ مگر اُسی پنچ نے جس کو انھوں نے منتخب کیا تھا اُن کے خلاف فیصلہ کیا۔ اور انھیں خلافت سے محروم کر دیا" اسی عقیدے کی دھن میں وہ کوفے سے نکلا تھا۔ اور یہی اس کا اصلی مذہب تھا۔ مگر حضرت علیؑ کی دشمنی میں مختلف الخیال لوگوں سے انھیں کے مذاق کے مطابق باتیں کیا کرتا۔ چنانچہ شیعیان عثمانؓ سے پوشیدہ طور پر یہ ظاہر کیا کہ "میں واللہ تمھارا ہم خیال ہوں۔ اور خدا کی قسم عثمانؓ مظلوم مارے گئے"۔ غرض ہر گروہ کے سامنے اُس کی سی کہہ کر اُس کو خوش کر دیا کرتا۔ زکوٰۃ دینے والوں سے کہا "خبردار زکوٰۃ نہ دینا۔ علیؑ کو دینے سے کیا فائدہ؟ خود اپنے عزیزوں کی خبر گیری کرو۔" اُس کے جھنڈے کے نیچے بہت سے نومسلم نصرانی تھے۔ ان لوگوں نے جو مسلمانوں میں یہ پھوٹ اور باہمی خونریزی دیکھی تو کہنے لگے "اب تو خدا کی قسم وہی دین اچھا ہے جس کو ہم نے چھوڑ دیا تھا۔ اس لیے کہ مسلمانوں کا دین انھیں خونریزی سے نہیں روکتا" ان لوگوں کا یہ خیال دیکھ کر خریت نے کہا "تمھارے حال پر بڑا افسوس ہے۔ کہا جاتا

Marfat.com

تمام مرتد ہو گئے اور مرتد کی سزا علیؓ کے نزدیک قتل کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ مرتد کی توبہ کو بھی وہ نہیں قبول کرتے اس لیے تمہارا تو فرض ہے کہ ان سے لڑو اور صبر و پامردی سے مقابلہ کرو۔" بہر حال اُس نے سب کو فریب دے رکھا تھا۔ اور ان باتوں کا انجام یہ ہوا کہ پھر ایک بڑا بھاری گروہ اُس کے ساتھ تھا۔

سامنا اور اعلان امان۔

اب جو معقل کا اُس کا سامنا ہوا معقل نے اپنی طرف امان کا جھنڈا بلند کیا اور پکار دیا کہ "بجز خود خریت اور اس کے ہمراہیوں کے جو ہم سے لڑ چکے ہیں اور جو کوئی اس جھنڈے کے نیچے آئے گا اُس کو امان ہے۔" اس کا بہت اچھا نتیجہ ہوا۔ بجز بنی ناجیہ کے اور جتنے گروہ اس کے ساتھ جمع ہوئے تھے سب ساتھ چھوڑ کے چلے گئے۔

لڑائی۔

اس کے بعد معقل نے فوج کو باقاعدہ طور پر آراستہ کر کے دھاوا کر دیا۔ خریت کے لشکر میں مُسلم اور غیر مسلم دونوں طرح کے لوگ تھے۔ اور مسلمان منکرین زکوٰۃ بھی۔ جس وقت میدان جنگ گرم تھا۔

خریت کا للکارنا۔

خریت نے للکار کے اپنے ہمراہیوں سے کہا "اپنے بیوی بچوں کو بچانا ہو تو لڑو۔ یہ لوگ غالب آئے تو خدا کی قسم تم کو قتل کریں گے۔ اور تمہاری عورتوں اور بال بچوں کو لونڈی غلام بنائیں گے۔" یہ سُن کر بنی ناجیہ ہی میں سے کسی نے پکار کے کہا "بس یہی تو ہم کو تیرے ہاتھوں اور تیری زبان سے ملا ہے۔" اس فقرے کو سُن کر وہ چلایا "کیا کروں تلوار عذل پر غالب آگئی۔"

معقل کی للکار۔

معقل نے لڑائی شروع ہوتے ہی اپنے لوگوں کے مختلف گروہوں میں چکر لگایا اور للکار کے کہا "لوگو! جو اجر عظیم تمہیں ملنے والا ہے بھلا اُس سے اچھی کوئی اور چیز بھی ہے جس کا کسی کو شوق ہو۔ خدا تمہیں ایسے لوگوں کے مقابلے پر لایا ہے جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے ہیں دین حق کو چھوڑ کے مرتد ہو گئے ہیں بیعت کی اور پھر ظالمانہ طریقے سے توڑ دی۔ لہذا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم میں سے جو مارا جائے گا شہید ہو گا۔ اور جنت میں جائے گا۔ اور جو زندہ بچے گا اُس کی آنکھوں کو خدا فتح کی مسرت سے ٹھنڈا کرے گا۔" یہ کہتے ہی سارے لشکر کے ساتھ دشمنوں پر جا پڑے۔

خریت کا مارا جانا۔

بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ اور حملہ آوروں نے بڑا صبر دکھایا۔ اثنائے جنگ میں نعمان بن صہبان راسبی کی نظر خریت پر پڑ گئی۔ فوراً جھپٹ پڑے۔ اور ایک ہی نیزے میں اُسے گھوڑے کے نیچے گرا دیا۔ خریت زمین پر گرتے ہی سنبھلا اور اُس نے نعمان پر اور نعمان نے اُس پر ایک ساتھ

Marfat.com

وار کیے۔ مگر نعمان کا ایسا ہاتھ بھرپور پڑا کہ خریت کا کام تمام ہو گیا۔ اسی جوش و خروش کی لڑائی میں اس کے ہمراہیوں میں سے ایک سو ستر آدمی مارے گئے۔ باقی ہمت ہار کے داہنے بائیں بھاگ گئے۔ اُن کے بال بچوں اور اہل و عیال میں سے جس کو معقل نے پایا گرفتار کر لیا۔ اور اس دار و گیر میں بہت سے لڑنے والے بھی اسیر ہو گئے۔

اسیران جنگ

لڑنے والے اسیروں میں سے جتنے مسلمان تھے اُن کو معقل نے مع اُن کے اہل و عیال کے چھوڑ دیا۔ انھیں میں ایک بوڑھا نصرانی بھی تھا۔ اس نے اسلام سے انکار کیا اور مارا گیا۔ یہ مسلمان ہو چکا تھا اور اس موقع پر مرتد کی حیثیت سے قتل ہوا۔ بعد ازاں معقل نے ان سب لوگوں کو جمع کیا جنھوں نے زکوٰۃ نہیں دی تھی۔ اُن سے دو دو سال کی زکوٰۃ وصول کر کے انھیں بھی رہائی دی۔ باقی ماندہ اسیروں یعنے نصرانیوں اور اُن کے اہل و عیال کو گرفتار کر کے ساتھ لیا اور لوٹنے کی راہ لی۔ مگر مسلم و غیر مسلم اسیروں میں ہم وطنی اور دوستی کی محبت ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ جو مسلمان آزاد کر دیے گئے تھے وہ بھی اپنے گھر بار کو بھول کر دُور تک اُن اسیروں کے ساتھ چلے آئے اور جب مایوس ہو کر واپس جانے لگے تو رخصت ہوتے وقت تمام زن و مرد پھوٹ پھوٹ کے روئے۔ اور یہ لوگ کچھ ایسی بے کسی سے روئے کہ دیکھنے والوں کو اُن کے حال پر بڑا ترس آیا۔

مصقلہ والیٔ اردشیر خرہ۔

اب معقل نے حضرت علیؓ کو فتح کی خوشخبری لکھی اور تمام مذکورہ اسیروں کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔ راہ میں مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی سے ملاقات ہوئی جو حضرت علیؓ کی طرف سے اردشیر خرہ کے عامل تھے۔ معقل کے ہمراہ جو قیدی تھے اُن کا شمار پانچ سو تھا۔ مصقلہ کی صورت دیکھتے ہی ان اسیروں عورتوں اور بچوں نے زار و قطار رونا شروع کیا۔ اور اُن کے اسیر مردوں نے حسرتناک آوازوں میں غل مچا مچا کے مصقلہ سے کہا "اے ابو الفضل اے بہادروں کے حامی بیکسوں کے فریاد رس۔ اور اسیروں کے چھڑانے والے۔ ہمارے حال پر ترس کھائیے۔ ہم پر احسان کیجیے۔ اور ہمیں مول لے کے آزاد کرا دیجیے۔"

انکی رحمدلی۔

ان لوگوں کے رونے دھونے کا مصقلہ پر ایسا اثر پڑا کہ جوش میں آکر اُن سے کہا "میں خدا کی قسم اپنی خیرات کے سرمایہ کو تمہاری مد میں صرف کروں گا۔ خدا صدقہ دینے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے۔" مصقلہ کے یہ الفاظ معقل کے گوش زد ہوئے تو غصہ کے لہجے میں کہا "اگر مجھے اس کا ثبوت مل جاتا کہ اس شخص نے یہ فقرہ ان لوگوں کی ہمدردی اور ہماری تحقیر میں کہا ہے

Marfat.com

ڈال اُس کی گردن مار دیتا۔ چاہے بنی تیم اپنے گروہ میں سے مجھے نکال ہی کیوں نہ دیتے"۔

(اور زیادتی) اب مصقلہ نے پانچ لاکھ درہم پر ان سب قیدیوں کو معقل سے خرید لیا۔ اور قیمت کی نسبت معقل نے کہا کہ براہ راست امیرالمومنین علیؑ کی خدمت میں بھیج دینا۔ مصقلہ نے وعدہ کیا کہ "اس میں سے کچھ رقم تو میں ابھی بھیج دوں گا اور جو باقی رہے گی اس کو تھوڑے تھوڑے زمانے کے بعد باقساط ادا کروں گا"۔

(اس پر زیادتی علی کا خیال) اس معاملت کے بعد معقل بارگاہ مرتضوی میں حاضر ہوئے۔ اور ساری سرگزشت عرض کی۔ آپ نے ان کی کارروائی کو پسند فرمایا۔ چند روز میں آپ کو اطلاع ہوئی کہ مصقلہ نے ان تمام زرخرید اسیروں کو آزاد کر دیا۔ اور اُن سے اس کی بھی خواہش نہ کی کہ اپنی قیمت کی رقم ادا کرنے میں میری مدد کرنا۔ فرمایا "مجھے نظر آتا ہے کہ مصقلہ نے بہت ہی بڑا بار اپنی گردن پر لے لیا اور اس کا انجام یہ ہونے والا ہے کہ عنقریب تم اس کو پریشان و متردد پاؤ گے"۔

(روپیہ کا تقاضا) بعد ازاں آپ نے مصقلہ کو تحریر فرمایا کہ "وہ رقم بھیجو یا خود حاضر ہو"۔ یہ خط پاتے ہی وہ حاضر ہو گئے۔ موعودہ رقم میں سے دو لاکھ ہمراہ لائے اور باقی کی نسبت حیلہ حوالہ کر دیا۔ پھر ایک رات

(مصقلہ کی ناکامی اُمید) مصقلہ نے ذہل بن حارث کو اپنے ہاں دعوت دی اور کھانے کے بعد کہا "امیرالمومنین باقی ماندہ رقم بھی مجھ سے طلب کرتے ہیں اور مجھ میں اس کے ادا کرنے کی استطاعت نہیں ہے"۔ ذہل نے کہا "اگر آپ کے لئے کوئی مشکل معاملہ نہیں ہے۔ اپنے قبیلے والوں کو ارشاد کر دیں تو ایک ہی ہفتہ کے اندر ساری رقم ادا ہو جائے"۔ مصقلہ نے کہا "مگر میں اس کا بار اپنی قوم پر نہیں ڈالنا چاہتا اس موقع پر ہند کے بیٹے (معاویہ) ہوتے تو مجھ سے ہرگز مطالبہ نہ کرتے۔ اور اگر ابن عفان ہوتے تو وہ بھی مجھے معاف کر دیتے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اشعث بن قیس کو وہ آذربائیجان کا خراج ہر سال چھوڑ دیا کرتے تھے"؟ ذہل نے جواب دیا "مگر یہ علیؑ ہیں۔ ان کی وہ حالت نہیں یہ تو ایک حبہ بھی نہ چھوڑیں گے"۔

(اور معاویہ کے پاس بھاگ جانا) اس گفتگو کا انجام یہ ہوا کہ مصقلہ اسی رات کو بھاگ کر ملک شام میں ہو رہے اور معاویہ سے مل گئے۔ حضرت علیؑ نے اُن کے بھاگنے کا حال سُنا تو فرمایا خدا نے اُس کو کیسا خراب کیا؟ شریفوں کا سا کام کیا غلاموں کی طرح بھاگا۔ اور بدکاروں کی سی خیانت کی۔ اگر وہ یہاں رہتا اور مطلوبہ رقم نہ ادا کر سکتا تو ہم خدا کی قسم اُسے قید سے زیادہ کوئی سزا نہ دیتے۔ اُس کے پاس کچھ پاتے تو لے لیتے۔ اور نہ پاتے تو چھوڑ دیتے"۔ پھر آپ مصقلہ کے گھر پر تشریف لے گئے

Marfat.com

اور اس کے گھر کو ڈھا دیا۔ مگر جن لوگوں کو مصقلہ نے آزاد کرایا تھا اُن کی آزادی کو آپ نے جائز رکھا۔ اور فرمایا "اُن سب کو مول لینے والے نے آزاد کر دیا۔ اور اُن کی قیمت آزاد کرنے والے کے ذمے قرض رہی"۔

اپنے بھائی کو بلانا۔ مصقلہ کے بھائی نعیم بن ہبیرہ مخصوص شیعیان علیؓ میں تھے چنانچہ مصقلہ نے شام سے ایک تغلبی نصرانی کو اُن کے پاس بھیجا کہ "معاویہ تمھیں حکومت دینے اور نہایت بزرگداشت کا وعدہ کرتے ہیں۔ تم میرا خط پاتے ہی یہاں چلے آؤ"۔

اس میں ناکامی۔ مالک بن کعب ارحبی کو پیام کا پتہ لگ گیا فوراً اس نصرانی کو پکڑ کے حضرت علیؓ کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ نے اُس کا ہاتھ کاٹ ڈالا جس کے صدمے سے وہ مر گیا۔ اور نعیم نے مصقلہ کو چند شعر لکھ بھیجے جن میں اُن کو اس حرکت پر ملامت کی اور اُن کے بھیجے ہوئے شخص کے انجام کی طرف بھی اشارہ کیا۔ ان اشعار کے شام میں پہونچتے ہی اس تغلبی کے مارے جانے کی خبر مشہور ہو گئی اور بنی تغلب نے مصقلہ پر زور دیا کہ "ہماری قوم کے اُس شخص کی خون بہا ادا کرو"۔ چنانچہ انھیں وہ رقم دینا پڑی۔

خوارج کی شورش۔ لیکن عراق میں حضرت علیؓ کی یہ حالت تھی کہ خریت کے مارے جانے اور اُس کا ہنگامہ مٹ جانے کے بعد بھی خوارج کی شورش کسی طرح چین سے نہ بیٹھنے دیتی۔ اہل نہروان جب مارے جا چکے تو اُن کے ایک فتنہ انگیز سرغنا اشرس بن عوف شیبانی نے شہر دسکرہ میں پہونچکر دو سو آدمی کا نیا گروہ تیار کیا جو حضرت علیؓ کی دشمنی میں جان دینے کو ثواب و باعث نجات تصور کرتے تھے۔

اشرس کا ہنگامہ۔ اشرس مخالفوں کے اس غول کو لے کر شہر انبار کی طرف چلا جہاں خریت نے بہت سے مخالف پیدا کر دیے تھے۔ حضرت علیؓ نے اُس کے مقابلے پر ابرش بن حسان کو تین سو جوانمردوں کے ساتھ روانہ کیا۔ ابرش نے اس باغی کے مقابلے پر پہونچ کے ربیع الآخر ۳۸ھ میں میدان قتال گرم کیا۔ بہادران مرتضوی نے دم بھر میں اُن خارجیوں کا فیصلہ کر دیا۔ اور اشرس مارا گیا۔

ہلال کا ہنگامہ۔ اشرس کا ہنگامہ فرو ہوتے ہی ہلال بن علفہ اور اُس کا بھائی مجالد جو قبیلہ بنی تیم الرباب میں سے تھے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ دو سو خارجیوں کی جماعت سے شہر ماسبذان میں پہونچا۔ اس کی سرکوبی کے لیے حضرت علیؓ نے معقل بن قیس ریاحی کو بھیجا جنھوں نے جمادی الاولیٰ ۳۸ھ میں مقابلہ کر کے ان باغیوں کا استیصال کیا۔

اشہب کا ہنگامہ۔ جب یہ خارجی مارا گیا تو اشہب بن بشر (بعض لوگ اس کا نام اشعب بتاتے ہیں) عا

Marfat.com

بنی بجیلہ میں سے تھا ایک سو اسی آدمیوں کو بہکا کے حضرت علیؓ کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور میدان میں آیا جہاں ہلال اور اس کے رفقا مارے جا چکے تھے۔ اُن کے مدفن پر کھڑے ہو کر سب نے نماز جنازہ پڑھی جن خوارج کی لاشیں کھلی پڑی تھیں انھیں دفن کیا۔ اور حضرت علیؓ کے مقابلے کے لیے بڑھے۔ اس کے مقابلے پر آپ نے جاریہ بن قدامہ اسدی کو اور بعض اہل روایت کے بیان کے مطابق حجر بن عدی کو روانہ فرمایا۔ اشہب فوراً ان لوگوں کے مقابلے پر آ پہونچا اور مقام جرجرایا میں میدان کارزار گرم ہوا۔ یہ لڑائی جمادی الاخری ۳۸ھ میں ہوئی جس میں اشہب اور اُس کے تمام ساتھی مارے گئے۔

سعید کا ہنگامہ

ان مفسدوں کی یاد لوگوں کو تازہ ہی تھی کہ سعید بن نفل تیمی اُٹھ کھڑا ہوا۔ یہ بنی تیم اللہ بن تغلب میں سے تھا۔ اور رجب ۳۸ھ میں مقام بندنیجین میں اُس نے علم بغاوت بلند کیا۔ دو سو آدمی اس کے بھی ہمراہ تھے۔ وہ کوچ کر کے شہر اذربیجان میں پہونچا جو مدائن سے دو فرسخ کی مسافت پر تھا۔ اس کے مقابلے پر حضرت علیؓ نے سعد بن مسعود کو بھیجا جنھوں نے رجب ۳۸ھ میں ان لوگوں کا خاتمہ کر دیا۔

ابو مریم کا ہنگامہ

یہ جھگڑا ابھی مٹ گیا تو ابو مریم سعدی نے علم خروج بلند کیا۔ اس کے ہمراہ دو سو یا چار سو آدمی تھے۔ جن میں علی العموم غلام اور غیر عربی لوگ تھے۔ کہتے ہیں کہ اس کے رفیقوں میں سے فقط پانچ عرب تھے۔ اور چھٹا عرب وہ خود تھا۔ باقی سب عجمی الاصل تھے۔ مگر حوصلہ ایسا بڑھا ہوا تھا کہ کوچ کرتا ہوا کوفے کے بالکل قریب آ گیا۔ حضرت علیؓ کا یہ دار الخلافت پانچ فرسخ رہ گیا تھا کہ لوگوں کو اس جری و بیباک دشمن کے آ پہونچنے کی خبر ہوئی۔

مخالفت میں انکی ضد۔

حضرت علیؓ نے اُس کو پیام بھیجا کہ "میری اطاعت قبول کرو اور کوفہ میں حاضر ہو کر میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔" اُس نے نامنظور کیا اور کہلا بھیجا "ہم میں آپ میں بجز لڑائی کے تصفیہ کی اور کوئی صورت نہیں ہے۔" تب آپ نے شریح بن ہانی کو سات سو سپاہیوں کے ساتھ مقابلے پر روانہ فرمایا۔

حضرت علی کے لشکر کو شکست

شریح دشمنوں کے مقابلے پر پہونچ کے دم بھی نہ لینے پائے تھے کہ ابو مریم کے اشارے سے سارے خوارج اُن پر ایسے جوش و خروش سے ٹوٹ پڑے کہ باوجود تعداد اور قوت زیادہ ہونے کے حامیان خلافت کے قدم اُکھڑ گئے۔ شریح کے بہت سے ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ فقط دو سو آدمی شریح کے جھنڈے کے نیچے باقی تھے۔ اُن کو لے کر انھوں نے ایک گاؤں میں پناہ لی۔ مغرورین میں سے اکثر نے تو کوفہ میں جا کر دم لیا۔ اور کچھ پھر شریح کے

پاس واپس آگئے۔

خود حضرت علیؓ اس کے مقابلے پر۔

اس شکست کا حال سن کر حضرت علیؓ بہ نفس نفیس ان خارجیوں کے مقابلے پر چلے ہوئے۔ اور جاریہ بن قدامہ اپنی جماعت کے ساتھ مقدمۃ الجیش کی صورت میں آگے آگے چلے۔ دشمنوں سے پہلے انہیں کا سامنا ہوا۔ انھوں نے لڑنے سے پہلے ان لوگوں کو پیام دیا کہ "امیرالمومنین علیؓ کی اطاعت قبول کرو۔ ورنہ سب کے سب مارے جاؤ گے!" مگر ان سرکشوں کے دماغ پر ایسی خودی طاری تھی کہ نہ مانا! ذرا تنے میں خود حضرت علیؓ بھی پہنچ گئے۔ ان لوگوں کو دوبارہ پیام صلح و اطاعت دیا گیا۔ اب بھی سماعت نہ کی تو لڑائی چھڑ گئی اور تھوڑی دیر میں سب کے سب بہادران مرتضوی کے ہاتھ سے مارے گئے۔ فقط پچاس آدمیوں نے پناہ مانگی۔ آپ نے انہیں امان دیدی چالیس زخمی جو میدان میں پڑے تھے حضرت علیؓ ان کو کوفے میں لے آئے۔ اور ان کے علاج کا حکم دیا چنانچہ وہ اچھے ہوگئے۔

ان دشمنوں کا خاتمہ۔

انکی شجاعت۔

اتو مریم کی یہ لڑائی ماہ مبارک رمضان ۳۸ھ میں ہوئی تھی اور اس کے ساتھی تمام خوارج سے زیادہ جری بیباک اور ہتھیلیوں پر سر لیے ہوئے تھے۔ یہی سبب تھا کہ کوفہ کے بالکل قریب پہونچ گئے۔ اور پہلے حملے میں شریح کے لوگوں کو جو تعداد میں ان کے دونے تھے شکست دے دی۔

۳۸ھ کا حج۔

اب ۳۸ھ قریب الاختتام تھا قثم بن عباس نے جو مکہ معظمہ میں حضرت علیؓ کی طرف سے والی تھے حج کرایا۔

علیؓ کی مجبوری اور معاویہ کے حملے۔

۳۹ھ میں اپنے دوستوں کی سستی و کاہلی اور خوارج کی پے در پے یورشوں کے باعث حضرت علیؓ شام پر فوج کشی کا ارادہ کرتے ہی کرتے رہ گئے۔ مگر جناب معاویہ کی طرف سے آپ کی قلمرو پر تاخیتیں شروع ہوگئیں۔

نعمان کا حملہ عین التمر پر۔

چنانچہ معویہ نے ایک ہزار فوج کے ساتھ نعمان بن بشیر انصاری کو بھیجا کہ علاقۂ الجزیرہ کے شہر عین التمر پر حملہ کریں۔ عین التمر میں حضرت علیؓ کی طرف سے مالک بن کعب ایک ہزار لشکر کے ساتھ پڑے ہوئے تھے۔ مگر کسی خطرے کا اندیشہ نہ کرکے فوج والوں کو کوفہ میں جانے کی اجازت دے دی تھی۔ اور سب اپنے گھروں میں چلے آئے تھے۔ فقط دو سو آدمی باقی تھے نعمان کے پہونچنے سے پہلے ہی مالک کو خبر ہوگئی اور فوراً حضرت علیؓ کو اس کی اطلاع دے کر مدد مانگی۔

Marfat.com

اہل کوفہ کی پست ہمتی

آپ نے یہ خط پاتے ہی اہل کوفہ کے مجمع میں کھڑے ہو کر ایک پُرجوش تقریر فرمائی اور تاکید کی کہ فوراً جا کر مالک کی مدد کرو۔ مگر ان بزرگوں نے اپنے معمول کے مطابق سستی و کاہلی ظاہر کی۔ اور کوئی لشکر یہاں سے نہ گیا۔ یہاں تک کہ نعمان عین التمر میں پہونچ گئے اور مالک نے شہر کی دیوار کی آڑ پکڑ کے انہیں سو آدمیوں کو ساتھ لے کر مقابلہ شروع کیا۔ مگر اتنی ہوشیاری کی کہ مخنف بن سلیم کے پاس جو قریب ہی کسی شہر میں پڑے ہوئے تھے آدمی دوڑا دیا کہ فوراً میری مدد کرو۔ مخنف نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کی سرداری میں پچاس آدمی بھیج دیے۔

مالک کا بہادرانہ حملہ

اور اہل شام کو شکست

مالک اور نعمان میں سخت معرکہ ہو رہا تھا اور مالک کے ہمراہیوں کے میان تک ٹوٹ چکے تھے کہ عبدالرحمن پہونچ گئے۔ ان لوگوں نے جو زور و شور سے ناگہاں حملہ کیا تو لشکر شام کو شکست ہوگئی کیونکہ وہ لوگ سمجھے مالک کی زبردست کمک آگئی۔ اب مالک نے ان کا تعاقب کیا اور بھاگتے میں اُن کے تین آدمی مار ڈالے۔

کوفہ والوں کو ملامت

کوفے والے جب پست ہمتی اور کاہلی سے گھر میں پڑے رہے اور مالک کی مدد کو کوئی لشکر نہ روانہ ہوا تو حضرت علیؓ پھر منبر پر چڑھے اور فرمایا "اے اہل کوفہ! تم جب سنتے ہو کہ شام والوں کا کوئی لشکر آیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جیسے تمہیں کوئی تھپڑ لگا۔ ہر شخص گھر میں جا چھپتا اور دروازہ بند کر کے بیٹھ رہتا ہے۔ جیسے گوہ اپنے سوراخ میں اور چرغ اپنے بھٹ میں بھاگ کے پناہ لیتا ہے۔ دھوکے میں پڑا ہوا ہے وہ جسے تم نے دھوکے میں رکھا۔ اور جسے تم ملے ہو اُسے سچ تو یہ ہے کہ نہایت زیاں کاری کا حصہ ملا ہے۔ مصیبت کے وقت بلائے جاؤ تو تم شریف بہادر نہیں ہو۔ اور کسی کی جان بچانے کا وقت ہو تو تم بھائی نہیں ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! تم سے میں کیا اُمید رکھوں تم اندھے ہو جنھیں کچھ سوجھ نہیں پڑتا۔ گونگے ہو جنھیں بات نہیں کرآتی۔ اور بہرے ہو جو نہیں سنتے انا للہ وانا الیہ راجعون!" اس سے صاف نظر آرہا ہے کہ حضرت علیؓ کو جو کچھ آزار پہونچا اپنے ساتھیوں، رفیقوں، اور شیعوں سے۔ اور ساری ناکامیوں کے باعث یہی بزرگ تھے۔ جو ہمیشہ موقع پر جان چرایا کرتے۔

ہیت انبار کی تاخت ہیت پر اور کامیابی انبار کی چھاونی پر حملہ

الجزیرہ کا دوسرا مشہور شہر ہیت تھا اُس پر تاخت کرنے کے لیے حضرت معاویہ نے سفیان بن عوف کو چھ ہزار فوج کے ساتھ بھیجا۔ اور حکم دیا کہ تم تاخت کرتے ہوئے مدائن اور انبار تک چلے جاؤ۔ وہ جب ہیت پہونچے تو کوئی مزاحمت کرنے والا نہ تھا۔ اُس پر قبضہ کیا اور انبار پر جا پہونچے۔ اس جگہ حضرت علیؓ کے لشکر کی ایک چھاونی تھی جس میں پانچ سو سپاہی رہا کرتے تھے مگر سب اِدھر اُدھر منتشر تھے فقط دو سو آدمی چھاونی میں موجود تھے۔

Marfat.com

اس چھاؤنی کے فوج سے خالی ہونے کا باعث یہ ہوا کہ یہاں کے سردار فوج کمیل
تھے۔ اُن کو یکایک خبر ملی کہ قرقیسیا کا ایک گروہ ہمارے شہر ہیت پر تاخت کرنے والا ہے
اس لیے بغیر اس کے کہ حضرت علیؓ سے اجازت حاصل کریں اہل قرقیسیا پر چڑھ گئے۔ اِدھر
قرقیسیا میں گئے! اور اِدھر سفیان بن عوف نے آ کے ہیت کو لوٹنا شروع کیا جو تھوڑے
سے حضرت علیؓ کے طرفدار موجود تھے۔ انھوں نے جان پر کھیل کے مقابلہ کیا۔ اور نہایت
اور کامیابی۔
ثابت قدمی دکھائی۔ اور آخر ان کا سردار اشرف بن حسان بکری مع تیس رفقا کے اہل شام کے ہاتھ
سے مارا گیا۔ بعد ازاں معاویہ کے لوگوں نے شہر میں جو کچھ پایا بے دریغ لوٹ لیا۔ اور سالم و غانم
دمشق میں واپس گئے۔ حضرت علیؓ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو کمیل پر سخت غصہ فرمایا۔ عتاب
خط لکھا۔ اور فوراً لوگوں کو شام والوں کے تعاقب میں دوڑایا۔ مگر کسی نے اُن کی گرد بھی نہ پائی۔

ابن مسعدہ و تیما میں۔
تیسری کارروائی حضرت معاویہ نے یہ کی کہ عبداللہ بن مسعدہ فزاری کو سترہ سو آدمیوں کے
ساتھ ارض عرب کے شہر تیما کی طرف روانہ کیا جو یمن سے ذرا اِدھر واقع ہے۔ اور حکم دیا کہ تم
بادیہ عرب میں چکر لگاؤ۔ اور جن قبائل میں سے ہو کر گزرو اُن کو ہمارا دوست اور مطیع بناؤ۔ اور جو
انکار کرے اُسے بے دریغ تہ تیغ کرو۔ عبداللہ اس ہدایت پر عمل کرتے ہوئے صحرائے
حرمین کو زیر اثر کرنا۔
عرب میں گزرے۔ راہ میں مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ میں بھی اُن کا گزر ہوا۔ جو بلاد اس کو بہ جبر و قہر معاویہ
کے زیر اثر کیا۔ اور خود اُن کے قبیلے کی ایک خلقت عظیم اُن کے ساتھ ہو گئی۔

مسیّب اُن کے مقابلے پر۔
یہ حال حضرت علیؓ نے سنا تو فوراً مسیّب بن نجبہ فزاری کو جو عبداللہ ہی کے قبیلے کے
نامور اور محترم سردار تھے دو ہزار لشکر کے ساتھ عبداللہ کی روک تھام کے لیے بھیجا۔ عبداللہ
عبداللہ اور مسیّب میں لڑائی۔
خاص تیما یعنی منزل مقصود تک پہونچ چکے تھے کہ مسیّب جا پہونچے۔ اور دو پہر ڈھلے لڑائی شروع
ہو گئی۔ یہ لڑائی عربوں میں اور خاص عرب کی سرزمین پر تھی۔ لہذا نہایت سخت تھی۔ مسیب نے جوش
مسیّب اور اپنی قوم کی جنبہ داری۔
سے حملہ کیے عبداللہ پر تلوار کے تین وار کیے مگر ہم قومی کے خیال سے ایسے اوچھے وار
کیے کہ کارگر نہ ہوئے۔ شمشیر زنی کے ساتھ وہ نعرے مارتے جاتے تھے کہ "نجات! نجات!"
جس سے اُن کا مقصد مخالفوں کا بھگانا تھا نہ کہ انھیں قتل کرنا۔ عبداللہ بن مسعدہ نے جو اپنے کو
عبداللہ قلعۂ تیما میں۔
کمزور دیکھا تو کچھ رفیقوں کے ساتھ بھاگ کر قلعۂ تیما میں پناہ لی۔ اور باقی ہمراہی سیدھے شام
کی طرف بھاگے۔ زکوٰۃ کے اونٹ جو جا بجا لوگوں سے وصول کیے گئے تھے وہ انھیں لوگوں
کے ساتھ تھے اُن کو راستے میں لٹیرے بدویوں نے چھین لیا۔

Marfat.com

ابن سعد قلعہ تیما میں داخل ہوئے تو مسیب نے بڑھ کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور تین روز تک کوئی زور نہ چلا تو قلعہ کے پھاٹک پر بہت سی لکڑیاں جمع کر کے اُن میں آگ لگا دی۔ اور آگ مشتعل ہونے کے بعد قلعہ کے اندر پھیل گئی۔ محصورین کو جب نظر آیا کہ آگ سے بچنے کی کوئی تدبیر نہیں ہے تو گھبرا کے نکل پڑے۔ اور پکار کے کہا "مسیب یاد رکھو کہ ہم تمہاری ہی قوم کے لوگ ہیں" اس فریاد پر سب کو ترس آ گیا۔ فوراً آگ بجھوائی۔ اور ہمراہیوں سے پوچھا "کیوں کیا کوئی شامی لشکر یہاں موجود ہے؟" عبدالرحمٰن بن شبیب نے کہا "جی ہاں ہے۔ شام کی طرف جو لوگ بھاگے ہیں مجھے اُن کے تعاقب میں روانہ فرمائیے"۔ مسیب نے اس سے انکار کیا۔ اور عبدالرحمٰن نے بگڑ کے کہا "آپ نے امیرالمومنین کو دھوکا دیا۔ اور اُن کا حکم بجالانے میں سستی کی۔"

چوتھی کارروائی جناب معٰویہ کی یہ تھی کہ ضحاک بن قیس کو تین ہزار آدمیوں کے ساتھ یہ حکم دیا کہ ملک شام و فلسطین ہی کے اطراف میں گشت لگاؤ اور نہر واقصہ کے نشیبی علاقہ میں جو عرب علیؑ کے طرفدار اور اُن کے مطیع فرمان ملیں اُن پر تاخت کرو۔ ضحاک لوٹتے مارتے اور تاختیں کرتے ہوئے ثعلبیہ کی طرف گزرے۔ وہاں جو حضرت علیؑ کی چھاونی تھی اس میں لوٹ مچا دی خوب قتل و غارت کیا۔ اور قطقطانہ میں جا پہونچے۔ حضرت علیؑ کو خبر ہوئی تو فوراً حجر بن عدی کو چار ہزار فوج کے ساتھ روانہ فرمایا۔ اور اُن کے ہمراہیوں میں سے ہر ایک کو پچاس پچاس درہم بطریق انعام یا دو خرچ کے مرحمت فرمائے۔ ضحاک تدمر میں تھے کہ حجر اُن پر جا پڑے۔ اُن کے ہمراہیوں میں سے انیس آدمیوں کو قتل کیا۔ اور خود حجر کے آدمیوں میں سے فقط دو آدمی مارے گئے۔ لڑائی ہو ہی رہی تھی کہ رات ہو گئی۔ رات کے اندھیرے میں ضحاک نے راہ فرار اختیار کی۔ اور حجر میدان صاف دیکھ کر کوفے میں واپس آئے۔

اسی سنہ ۳۹ھ میں جناب معٰویہ نے اپنی مستعدی و سرگرمی ظاہر کرنے کے لیے بذات خود ایک گرد آوری کی اور حضرت علیؑ کی قلمرو کے اندر دجلہ کے کنارے تک آ کے پلٹ گئے۔

Marfat.com

چودہویں فصل

عہد مرتضوی کے آخری ایام اور آپکی شہادت

معاویہ کے نائب حج ابن شجرہ۔ قثم کی کارروائی۔ اہل مکہ کی بے پروائی۔ قثم کا مکہ میں ٹھہرنا۔ حضرت علیؓ کا کمک بھیجنا۔ ابن شجرہ کا پہلے پہونچنا۔ اُن کی کارروائی۔ شیبہ نے حج کرایا۔ یزید بن شجرہ کا تعاقب۔ چند شامی اسیر ہوئے۔ ابن قباث کا حملہ شام پر۔ کمیل کی کارگزاری۔ حضرت علیؓ کا کمیل سے خوش ہونا۔ شبیب کا حملہ قلمرو شام پر۔ کسی نے اُن کو نہ پایا۔ اُن کی تاخت رقہ پر۔ عدالت مرتضوی۔ حرث بن نمر کا حملہ الجزیرہ پر۔ چند تغلبیوں کا معاویہ سے جا ملنا۔ پھر گرفتار کے موصل میں چلا آنا۔ قیدیوں کا مبادلہ۔ تغلبیوں نے علیؓ کے عامل کو مار ڈالا۔ مصلحتاً اُس سے درگزر۔ معاویہ کے نائب زہیر سماوہ میں۔ علیؓ کے لوگوں کی ناکامی۔ اور اُن کا معاویہ سے جا ملنا۔ اُن پر حضرت علیؓ کی بدگمانیاں۔ مسلم معاویہ کی طرف سے دومۃ الجندل میں۔ مالک حضرت علیؓ کی طرف سے۔ مالک کی فتح۔ مگر شہر والے مطیع ہو گئے۔ جہاد کا موقوف ہو جانا۔ حرث کا حملہ سندھ پر۔ اُن کی شہادت۔ بغاوت فارس و کرمان۔ اُس کی اصلاح پر زیاد کا تقرر۔ اُس کی روانگی۔ زیاد کا تدبر۔ کرمان کی اصلاح۔ ہر جگہ امن و امان۔ بُسر معاویہ کی طرف سے عرب میں۔ ابو ایوب انصاری کا بھاگنا۔ بُسر مسجد نبوی میں۔ لوگوں سے جبراً بیعت لینا۔ بُسر مکے میں۔ ابو موسیٰ کا بھاگنا۔ جبراً بیعت لینا۔ عبید اللہ والی یمن کا بھاگ آنا۔ بُسر کے مظالم یمن میں۔ عبید اللہ کے دو ننھے بچوں کو قتل کرنا۔ جاریہ بُسر کے مقابلے پر۔ بُسر کا بھاگنا۔ جاریہ مکہ میں اور جبری بیعت۔ جاریہ مدینہ میں۔ حضرت حسنؓ کی بیعت۔ بچوں کے غم میں ماں کی دیوانگی۔ اُن کے اشعار حسرت۔ حضرت علیؓ کی بددعا۔ عبید اللہ اور بُسر کا سامنا۔ حلم معاویہ۔ بُسر کا دوسرا سفر حجاز۔ التوائے جنگ۔ ابن عباس اور ابو الاسود کی رنجش۔ ابو الاسود کا خط حضرت علیؓ کو۔ آپ کا جواب۔ ابن عباس سے محاسبہ۔ اُن کی ناراضی۔ رقم بیت المال لے کے چلا جانا۔ اُن کے طرفداروں اور قوم بصرہ میں جھگڑا۔ اور ابن عباس کا نکل جانا۔ حضرت علیؓ کی شہادت۔ حضرت علیؓ کی پیشینگوئی۔ خود آپ اپنے انجام سے آگاہ تھے۔ ماہ شہادت میں آپ کا معمول۔ شب شہادت

Marfat.com

بلغیون کا روکنا۔ ابن ملجم۔ تین سازشی۔ تینوں کے سفاکانہ فرائض۔ ابن ملجم کوفہ میں۔ قطام۔ ابن ملجم کے معین و یاور۔ شب مقررہ۔ حملہ اور حربہ۔ ابن ملجم پکڑا گیا۔ اس میں اور حضرت علیؓ میں سوال و جواب۔ آپ کی وصیتیں۔ ابن ملجم اور حضرت ام کلثوم کی گفتگو۔ انتخاب جانشین کے بارے میں آپ کا ارشاد۔ فرزندوں کو وصیت۔ حالت نازک ہوتی گئی۔ وفات۔ آپ کا دفن۔ قتل ابن ملجم۔ مرثیے۔ برک کا حملہ معاویہ پر۔ اُن کے زخم کا علاج۔ معاویہ کے انتظامات حفاظت۔ برک کا انجام۔ ابن عاص کا خوش قسمتی سے بچ جانا۔

معاویہ کے نائب حج ابن شجرہ — اسی سنہ ۳۹ھ میں حج کے متعلق ایک جھگڑا پیش آیا۔ جناب معٰویہ نے یزید بن شجرہ رہاوی کو بلا کے تین ہزار سوار اُن کے ہمراہ کیے اور کہا: "میں تم کو مکے میں بھیجتا ہوں تاکہ وہاں جاکر لوگوں کو حج کرائو۔ اہل مکہ سے میری بیعت لو۔ اور علیؓ کے عامل کو وہاں سے نکال دو!" یزید نے ان حکموں کے بجالانے کا وعدہ کیا اور مکے کی راہ لی۔

قثم کی کارروائی — مکۂ معظمہ میں حضرت علیؓ کے عامل قثم بن عباس تھے۔ انھوں نے جو سنا کہ یزید بن شجرہ کو معاویہ نے بھیجا ہے اور عنقریب وہ مکے میں داخل ہونے والے ہیں تو اہل مکہ کو جمع کرکے سب کے سامنے ایک تقریر کی اور ظاہر کیا کہ "شام والے چل چکے اور آج ہی کل میں یہاں پہونچا چاہتے ہیں۔ ایسے موقع پر تمھارا فرض ہے کہ حق کی حمایت میں ان کا مقابلہ کرو۔" مگر کسی نے بھی لڑائی پہ آمادگی نہ ظاہر کی۔ ہاں ایک شیبہ بن عثمان عبدری نے تو البتہ یہ کہا کہ "مجھے حضرت علیؓ کی طرف سے لڑنا بسر و چشم منظور ہے۔" باقی اور کسی نے حامی نہ بھری۔

اہل مکہ کی بے پروائی

قثم کا ٹھہر جانا — قثم نے مکے والوں کا یہ رنگ دیکھا تو ارادہ کیا کہ مکہ چھوڑ کے بیرونی گھاٹیوں میں چلے جائیں تاکہ وہاں سے حضرت علیؓ کو ان حالات کی اطلاع دیں۔ اور اگر کوئی فوج کمک کو آجائے تو یزید بن شجرہ کا مقابلہ کریں۔ مگر حضرت ابوسعید خدری نے جو مکہ میں موجود تھے انھیں اس ارادے سے روکا اور کہا "آپ یہیں ٹھہریں۔ اگر جی چاہے اور اپنے میں قوت پائیے گا تو ان لوگوں سے لڑیے ورنہ چلے جانے کا آپ کو ہر وقت اختیار ہے۔" محترم صحابی رسول اللہ کے کہنے سے وہ ٹھہر گئے اور حضرت علیؓ کو ان واقعات کی خبر کی۔ اتنے میں اہل شام کا لشکر آگیا۔ اور کسی کو ان لوگوں سے لڑنے کا حوصلہ نہ ہوا۔

حضرت علیؓ کا کمک بھیجنا — حضرت علیؓ کو جو قثم کا خط ملا تو فوراً اُن کی مدد پر فوج بھیجدی جس میں ریان بن ضمرہ بن ذ

ابن شجرہ کا پہلے پہونچنا۔
بن علی حنفی اور ابو الطفیل تھے۔ یہ لشکر آپ نے کوفے سے آغاز ذی الحجہ میں روانہ کیا۔ اور ابن شجرہ حج سے دو روز پہلے پہونچ چکے تھے مکے کے اندر قدم رکھتے ہی انھوں نے اعلان کر دیا کہ "سب لوگوں کو امان ہے بجز اُن کے جو ہم سے لڑیں اور مقابلہ کریں"۔

انکی کارروائی
اس کے بعد ابن شجرہ نے ابو سعید خدری کو بلا بھیجا اور اُن سے کہا "میں حرم محترم کے معاملات میں جیسا دو بدل چاہوں کر سکتا ہوں اس لیے کہ آپ پر جو شخص حاکم ہے وہ کمزور ہے مگر آپ اُس سے میری جانب سے فقط اتنا کہدیجیے کہ وہ نماز نہ پڑھائے اور وعدہ کرتا ہوں کہ میں بھی نہ پڑھاؤں گا۔ لوگوں کو اختیار ہے جس کسی کو چاہیں اپنا امام منتخب کریں"۔ ابو سعید نے اس کی یہ خواہش قثم کے پاس کہلا بھیجی اور وہ خود ہی نماز پڑھانے سے رک گئے۔ پھر لوگوں نے

شیبہ نے حج کرایا
شیبہ بن عثمان کو اپنا امام منتخب کیا جنھوں نے نماز پڑھائی اور حج کرایا۔ اور جب لوگ حج سے فارغ ہو چکے تو یزید بن شجرہ نے دمشق کی راہ لی۔

یزید بن شجرہ کا تعاقب
یزید کے جا چکنے کے بعد حضرت علیؓ کا لشکر مکے میں پہونچا جس کے سردار و سپہ سالار معقل بن قیس تھے۔ ان لوگوں نے یزید کے جا چکنے کا حال سُنا تو اُن کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔

چند شامی اسیر ہوئے
شامی لشکر وادی القری سے کوچ کر رہا تھا کہ یہ لوگ اُس کے مقابلے پر جا پہونچے۔ اور فوراً حملہ کر کے اُن کے چند آدمی اسیر کر لیے۔ پھر اُن اسیروں اور مال غنیمت کو لے کر حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے اُن قیدیوں کے عوض میں اپنے چند آدمیوں کو جو جناب معاویہ کے پاس قید تھے چھوڑوا لیا۔

ابن قباث کا بلاد جزیرہ پر حملہ
پھر اسی سنہ ۳۹ھ میں جناب معاویہ نے عبد الرحمن بن قباث بن اشیم کو تھوڑے لشکر کے ساتھ بلاد الجزیرہ پر تاخت کرنے کے لیے روانہ کیا۔ اس علاقے کے حاکم حضرت علیؓ کی طرف سے شبیب بن عامر تھے۔ مگر وہ نصیبین میں ٹھیرے ہوئے تھے انھیں وہیں دشمنوں کے اس حملے کی خبر ملی فوراً شہر ہیت میں آدمی دوڑا کے کمیل بن زیاد کو اطلاع کی کمیل فوراً چھ سو سواروں کے ساتھ

کمیل کی کارگزاری
چل کھڑے ہوئے اور اس علاقے میں پہونچ کر دیکھا کہ عبد الرحمن اور اُن کے ساتھ معن بن یزید سلمی بھی لوگوں پر حملہ کر رہے ہیں۔ بلا تامل اُن پر جا پڑے۔ اور ایسی بہادری سے لڑے کہ دم بھر میں مار کے بھگا دیا۔ بہت سے سپہگران شام کو قتل کیا اور ہمراہیوں کو حکم دیا کہ نہ مفرورین کا تعاقب ہو اور نہ اُن کے زخمیوں کو قتل کیا جائے۔ کمیل کے ہمراہیوں میں سے فقط دو آدمی مارے گئے

حضرت علیؓ کا کمیل سے خوش ہونا
اور بڑی مسرت کے ساتھ انھوں نے حضرت علیؓ کو اس فتح کی اطلاع دی۔ آپ اگرچہ کمیل سے

Marfat.com

...ن کی گذشتہ غفلت کے باعث ناراض تھے مگر یہ کارگزاری سُن کر بہت خوش ہوئے۔

شبیب کا حملہ قلمرو شام پر

اب خود شبیب نصیبین سے روانہ ہو کر جو ہنگامہ کے مقام میں پہونچے تو دیکھا کہ کمیل نے دشمنوں کو بھگا دیا ہے۔ بے انتہا محظوظ و مسرور ہوئے کمیل کو فتح کی مبارک باد دی۔ اور خود مفرورین شام کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔ مگر انھیں کہیں نہ پایا تب جوش میں آ کر فرات کے اُس پار اُتر گئے یہاں جناب معاویہ کی قلمرو تھی۔ یہاں پہونچتے ہی اپنے سواروں کو بھیج بھیج کر شام کے شہروں پر تاختیں شروع کر دیں اور لوٹتے مارتے شہر بعلبک تک چلے گئے۔

کسی نے ان کو نہ پایا۔

ان تاختوں کی خبر معاویہ نے سُنی تو حبیب بن مسلمہ کو شبیب کی روک تھام کے لیے بھیجا۔ حبیب اپنے لشکر کے ساتھ آئے مگر شبیب کو نہ پایا۔ اس لیے کہ وہ اپنا کام کر کے واپس جا چکے تھے

انکی تاخت رقہ پر

اور اب نواح رقہ میں پہونچ کر وہاں لوٹ مار کر رہے تھے وہاں انھوں نے شیعیان عثمانؓ میں سے جس کسی کے پاس کوئی جانور پایا اُس کو ہنکا لے گئے اور جتنے گھوڑے اور اسلحہ ملے سب اپنے قبضے میں کیے۔ یہ کارروائی انھوں نے نہایت پھُرتی سے کی۔ اور جھٹ پٹ نصیبین میں پہونچ کر حضرت علیؑ کو اپنی کارگزاریاں لکھیں۔ آپ نے جواب میں ہدایت فرمائی کہ "اُن لوگوں کی اور کوئی چیز بجز گھوڑوں اور ہتھیاروں کے جن کی مدد سے وہ مقابلہ کیا کرتے ہیں نہ لیا کرو"۔

عدالت مرتضوی۔

پھر ارشاد ہوا "خدا رحم کرے شبیب کے حال پر کہ وہ لوٹ مار سے رُک گیا۔ اور مدد حاصل کرنے میں جلدی کی"۔

حرث بن نمر کا حملہ الجزیرہ پر

یزید بن شجرہ جب ارض عرب سے واپس آ گئے تو جناب معاویہ نے حرث بن نمر تنوخی کو جزیرہ میں بھیجا کہ وہاں جو لوگ علیؓ کے مطیع ملیں اُن کو پکڑے جائیں۔ انھوں نے اُس سرزمین میں قدم رکھتے ہی شہر دارا پر حملہ کیا۔ اور وہاں سے بنی تغلب کے سات آدمیوں کو پکڑ لے گئے۔

چند تغلبیوں کا معاویہ سے جا ملنا

بنی تغلب کا زیادہ گروہ تو حضرت علیؓ کا مطیع تھا۔ مگر اُن میں کی ایک جماعت آپ کی رفاقت چھوڑ کے جناب معاویہ کے پاس چلی آئی تھی۔ اُن لوگوں نے درخواست کی کہ وہ سات تغلبی جن کو ابن شجرہ پکڑ لائے ہیں چھوڑ دیے جائیں۔ مگر حضرت معاویہ نے اُن کی سماعت نہ کی۔

پیچھے پکڑ کے موصل پر چلا آنا۔

انجام یہ ہوا کہ وہ تغلبی جنھوں نے حضرت علیؓ کا ساتھ چھوڑا تھا معاویہ کے بھی خلاف ہو گئے شہر موصل میں واپس چلے گئے۔

قیدیوں کا مبادلہ۔

اُن کے چلے جانے کے بعد جناب معاویہ نے حضرت علیؓ کو لکھا کہ "یزید بن شجرہ کے ساتھیوں میں سے جن لوگوں کو معقل بن یزید اسیر کر لے گئے ہیں یا وہ ان تغلبی اسیروں کے

Marfat.com

معاوضے میں چھوڑ دیے جائیں۔ حضرت علیؓ نے اس پیام کو قبول فرمایا چنانچہ آپ نے شامی اسیروں کو چھوڑا اور اُن کے دمشق میں پہونچتے ہی جناب معاویہ نے تغلبیوں کو رہا کر دیا۔
اب حضرت علیؓ نے عبدالرحمن نام بنی خثعم کے ایک بہادر شخص کو موصل کی طرف روانہ فرمایا تاکہ وہاں امن وامان قائم رکھیں۔ عبدالرحمن وہاں پہونچے تو اُن تغلبیوں سے سابقہ پڑا جو جناب معاویہ کو چھوڑ کے وہاں پہونچے تھے۔ اُن لوگوں کا سردار قریع بن حارث تغلبی تھا عبدالرحمن اور اُس میں سخت کلامی ہوئی۔ پھر گالی گلوج کی نوبت آئی۔ اور آخر لڑائی چھڑ گئی تغلبی زبردست تھے۔ حضرت علیؓ کے فرستادہ عبدالرحمن کو مار ڈالا۔ حضرت علیؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ایک لشکر بھیجنے کو تیار ہو گئے۔ مگر رفقا میں سے ربیعہ نے عرض کیا "یہ تغلبی آپ کے دشمن کو چھوڑ کے آپ کی قلمرو میں آئے اور آپ کے مطیع ہو گئے ہیں۔ رہا عبدالرحمن کا مارا جانا تو یہ کسی غلطی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ مناسب نہیں نظر آتا کہ ان لوگوں سے چھیڑ کی جائے۔" اس مشورے کو سن کر آپ نے اُس لشکر کا بھیجنا ملتوی کر دیا۔
ایک اور کارروائی جناب معاویہ نے یہ کی کہ زہیر بن مکحول عامری کو سماوہ کی طرف بھیجا تاکہ وہاں کے لوگوں سے زکوٰۃ کی رقم وصول کرلائیں۔ حضرت علیؓ نے یہ حال سُنا تو جعفر بن عبداللہ اشجعی۔ عروہ بن عشبہ کلبی اور جلاس بن عمیر کلبی کو روانہ فرمایا کہ جا کے اس بات کی تحقیق کریں کہ بنی کلب اور بنی بکر بن وائل میں سے کون کون لوگ آپ کے مطیع فرمان ہیں۔ یہ تینوں صاحب وہاں پہونچے تو زہیر کا ان کا سامنا ہو گیا جس کا ضروری نتیجہ تھا کہ لڑائی ہوئی۔ لڑائی میں حضرت علیؓ کے طرفداروں کو شکست ہوئی اور جعفر بن عبداللہ قتل ہو گئے۔ عروہ بن عشبہ جان بچا کر حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اُس کو ڈانٹا اور مارنے کے لیے دُرّہ اٹھایا اس پر وہ ناراض ہوا اور بھاگ کر جناب معاویہ سے جا ملا۔ اس پر بزدلی کے علاوہ سازش کا بھی گمان تھا کیونکہ عروہ کو زہیر نے ایک گھوڑا دیا تھا جو ایسی بدگمانی کے لیے کافی تھا۔ رہے تیسرے صاحب جلاس اُن کی سرگذشت یہ تھی کہ بھاگتے وقت انھیں ایک چرواہا ملا۔ اُس کا کرتا لے کر خود پہن لیا اور اپنا گاڑھے کا کرتا اُس کے حوالے کیا تاکہ پہچانے نہ جائیں۔ آگے بڑھے تو چند سوار ملے جنھوں نے سوال کیا کہ "یہ ترابی (ابوتراب والے) کہاں بکڑے گئے؟" انھوں نے انھیں کی طرف اشارہ کیا یعنے آپ ہی کے یہاں پکڑے گئے اور جان بچا کے کوفے میں آئے۔
ایک کارروائی معاویہ کی یہ تھی کہ مسلم بن عقبہ مری کو دومۃ الجندل میں بھیجا۔ وہاں کے لوگ

مالک حضرت علیؓ کی طرف سے

ہوئے یعنے غیر جانبدار تھے۔ نہ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی نہ معاویہ کے ہاتھ پر۔ جناب معاویہ نے مسلم کو بھیجکر انھیں اپنی اطاعت و بیعت کی طرف بلایا جس سے ان لوگوں نے قطعاً انکار کیا۔ حضرت علیؓ کو خبر ہوئی تو فوراً مالک بن کعب ہمدانی کو تھوڑے لشکر کے ساتھ وہاں بھیجا۔ مسلم بالکل غافل تھے کہ مالک ان کے سر پر جا پہونچے۔ اور لڑائی چھیڑ دی۔ سخت لڑائی ہوئی جو رات بھر ہوتی رہی اور انجام میں مسلم نے شکست کھا کے راہ فرار اختیار کی۔ مسلم سے میدان خالی کر کے آٹھ ایک مہینے تک وہیں مقیم رہے۔ مگر کسی نے قبول نہ کیا اور صاف کہدیا کہ جب تک ساری دنیا کے اسلام کے لوگ ایک امام کے پیرو نہ ہو جائیں گے ہم علیحدہ رہیں گے۔ اور کسی کے ہاتھ پر بیعت نہ کریں گے۔ آخر مالک نا امید ہوئے اور اس غیر جانبدار گروہ کو اسی کے حال پر چھوڑ کے واپس چلے آئے۔

مالک کی فتح

جہاد کا موقوف ہو جانا

اس زمانے میں ان باہمی جھگڑوں کے باعث غیر مسلموں اور غیر ملکوں پر جہاد کرنے کا سلسلہ بالکل موقوف ہو گیا تھا۔ اور حضرات شیخین یعنے حضرت صدیقؓ و حضرت فاروقؓ کی فراہم کی ہوئی شوکت و قوت ایک دوسرے کے مقابلے میں غارت ہو رہی تھی۔ مگر حضرت علیؓ کے یہاں اس مجبوری کی حالت میں بھی کچھ نہ کچھ ہوا۔ چنانچہ حریث بن مرہ عبدی خود اپنے شوق سے فرض جہاد کے ادا کرنے پر آمادہ ہوئے تو حضرت علیؓ نے ان کو اجازت دیدی۔ اور وہ بلاد سندھ کی طرف روانہ ہوئے۔ درمیان کے ممالک فارس و مکران و کرمان فتح ہو چکے تھے۔ بلوچستان کا زیادہ تر مشرقی حصہ قلمرو سندھ میں داخل تھا۔ حریث نے پہونچتے ہی حملے شروع کر دیے۔ بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا۔ لونڈی غلام اسیر کیے۔ اور اس کثرت سے دولت ہاتھ لگی کہ فقط ایک روز میں ایکہزار لونڈی غلام تقسیم کر دیے۔ وہ اس کے بعد بھی اس سرزمین میں برابر جہاد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بلاد قیقان کے ایک معرکے میں شہید ہوئے۔ اور ان کے تمام ہمراہیوں نے بھی ان کے ساتھ جام شہادت پیا۔ مگر ان کی شہادت کا واقعہ سنہ ۴۲ھ یعنے خلافت معاویہ کے عہد میں پیش آیا۔

حریث کا حملہ سندھ پر

ان کی شہادت

جناب معاویہ کی طرف سے ابن حضرمی کے بصرے میں آکر فساد ڈالنے اور مارے جانے کا حال ہم بیان کر چکے ہیں۔ مگر ابن حضرمی نے فتنہ کی جو آگ لگا دی تھی وہ بہت کوشش سے بجھائے نہ بجھی۔ اس لیے کہ بصرے کے بہت سے لوگ معاویہ کے طرفدار ہو گئے اور خاص عراق و ممالک مشرق کے لوگوں میں حضرت علیؓ کے متعلق اختلاف پڑ گیا۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ مقبوضۂ اسلام ممالک فارس و کرمان کے لوگوں میں سرکشی کا خیال پیدا ہوا۔ اور حریت کی شورش نے

بغاوت فارس و کرمان

Marfat.com

اُس آگ پر تیل ڈال دیا۔ ہر علاقے کی رعایا علانیہ باغی ہو گئی۔ خراج ادا کرنے سے انکار کر کے لڑنے کو تیار ہو گئے۔ اور اہل فارس نے اپنے والی سہل بن حنیف کو نکال باہر کیا۔

اس مشکل کے دور کرنے کے لیے حضرت علیؑ نے اپنے مشیروں سے مشورہ فرمایا تو جاریہ بن قدامہ نے عرض کیا "امیر المومنین۔ میں ایک ایسے شخص کا نام بتا سکتا ہوں جو پختہ رائے، منتظم اور سیاست میں نہایت ہوشیار ہے۔ اُس کے ذمے جو خدمت کی جائے گی اس کو بوجہ احسن انجام دے گا۔" آپ نے پوچھا کون؟ کہا "زیاد" زیاد کے واقعات آپ کو پہلے سے معلوم اور اُس کی خوش تدبیری سے آپ بخوبی آگاہ تھے۔ اسی وقت حضرت ابن عباس کو لکھا کہ "زیاد کو والی فارس مقرر کر کے فوراً روانہ کر دو۔" ابن عباس زیاد کی قابلیت سے خود بھی آگاہ تھے اور اس پر بھروسہ رکھتے تھے۔ بلکہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں نے بارگاہ مرتضوی میں زیاد کے تقرر کی سفارش کی تھی۔ فوراً انھوں نے اس کو ایک زبردست لشکر کے ساتھ ارض فارس کی طرف روانہ کر دیا۔

زیاد نے سرزمین فارس میں پہونچکر دیکھا تو ہر طرف بدنظمی پھیلی ہوئی تھی مختلف گروہوں نے شورش مچا رکھی تھی۔ نہ کوئی خراج ادا کرتا تھا اور نہ کوئی کسی کی حکومت کو مانتا تھا۔ اُس نے پہونچتے ہی اعلان کرا دیا۔ اور تمام سرغناؤں مرزبانوں اور دہقانوں کے پاس کہلا بھیجا کہ جو حاضر ہو کر میری مدد کرے گا اور میرا ساتھ دے گا اُس کے حال پر میں مہربان ہوں گا اور جو مخالفت کرے گا اُسے سخت سزا دی جائے گی۔" اس اعلان کا یہ فوری نتیجہ ظاہر ہوا کہ بہت سے لوگ زیاد سے آملے پھر انھیں لوگوں کو اُس نے مخالفوں کے استیصال پر مامور کر کے امن وامان قائم کرنے کا ذمہ دار بنا دیا۔ اس تدبیر سے فقط یہی نہیں ہوا کہ بغیر اس کے کہ عربی فوجیں زحمت اٹھائیں مخالفوں کی قوت ٹوٹ گئی۔ بلکہ ہر گروہ کے خیالات اور منصوبے دوسرے گروہوں کے ذریعے سے معلوم ہو گئے آخر مخالف گروہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور زیاد نے اُن کے تعاقب میں ہر طرف فوجیں بھیجکر سارے ملک کو فتنہ انگیزوں سے پاک کر دیا اور کسی لڑائی یا معرکہ آرائی کی ضرورت نہ پیش آئی۔

اس کے بعد یہی کارروائی زیاد نے کرمان میں کی۔ اور وہاں کا انتظام بھی درست کر کے فارس میں واپس آگیا جب کہ سب شہروں میں خاموشی تھی۔ اور سارے ایران میں امن وامان قائم تھا یوں اطمینان حاصل کر کے زیاد قدیم شہر اصطخر میں فروکش ہو گیا۔ اور اصطخر کے قریب ہی ایک قلعہ بنوایا جو قلعۂ زیاد کے نام سے مشہور ہوا۔ پھر اس کے بعد اسی میں منصور الیشکری نے پناہ لی اور اسی سبب

اُس کی سفارش پر زیاد کا تقرر

اس کی روانگی

زیاد کا تدبر

کرمان کی اصلاح

ہر سمت میں امن وامان

Marfat.com

میں اس قلعہ کا نام قلعۂ منصور ہو گیا۔

بسر معاویہ کی طرف سے عرب میں۔

اب سنہ ۴۰ھ شروع ہو گیا۔ اور اس کے آغاز ہی میں جناب معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو جس کا نام عامر بن لوی ہے تین ہزار فوج کے ساتھ سرزمین عرب میں بھیجا کہ عرب میں حضرت علیؓ [کا اثر] مٹا کے اُن کی سطوت قائم کرے۔ بسر مختلف شہروں میں ہوتا ہوا مدینہ طیبہ میں پہونچا۔ حضرت [علی]ؓ کی طرف سے یہاں کے عامل ابو ایوب انصاری تھے۔ اُن میں مقابلے کی تاب نہ تھی۔ [بسر] کی آمد سنتے ہی بھاگے اور کوفے میں حضرت علیؓ کے پاس حاضر ہو گئے۔

ابو ایوب انصاری کا بھاگ آنا۔

بسر مسجد نبوی میں۔

بسر بغیر کسی مزاحمت کے مدینے میں داخل ہوا، سیدھا مسجد نبوی میں پہونچا، اور منبر پر [کھڑ]ے ہو کر جوش حسرت کے ساتھ نعرہ مارا "اے بنی نجار! اے بنی زریق! (یہ انصار کے [قب]ائل تھے) وہ میرے محترم بوڑھے بزرگ جنھیں کل میں نے یہاں دیکھا تھا کہاں ہیں؟ (مطلب [یہ] تھا کہ حضرت عثمانؓ کہاں ہیں؟) پھر کہا معاویہ نے مجھ سے عہد نہ لیا ہوتا تو تم لوگوں میں سے [ا]یک بالغ شخص کو بھی زندہ نہ چھوڑتا۔" یہ کہہ کر منبر سے اتر آیا۔

لوگوں سے جبراً بیعت لینا۔

بعد ازاں بنی سلمہ کو کہلا بھیجا "جب تک تم لوگ جابر بن عبداللہ کو نہ حاضر کرو گے تمھارے لیے خدا کی قسم امان نہیں ہے۔" حضرت جابر نے جو اپنی طلبی سنی تو حضرت ام المومنین ام سلمہ کے پاس دوڑے گئے اور پوچھا اب آپ کیا فرماتی ہیں۔ اس شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنا گمراہی ہے اور اندیشہ ہے کہ میں ان لوگوں کے ہاتھ سے مار ڈالا جاؤں گا۔" انھوں نے فرمایا "میری رائے تو یہ ہے کہ تم بیعت کر لو۔ یہ مشورہ میں اپنے فرزند عمرو اور اپنے داماد زمعہ کو بھی دے چکی ہوں۔" (ان کی صاحب زادی زینب زمعہ کے عقد میں تھیں) اس حکم کے مطابق حضرت جابر نے بسر کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بعد ازاں رعب قائم کرنے کے لیے بسر نے مدینے کے چند مکان منہدم کرا دیے۔

بسر مکہ میں ابو موسیٰ کو بھگا دینا۔

اب بسر مدینے سے آگے بڑھ کے مکہ معظمہ میں پہونچا۔ وہاں ابو موسیٰ اشعری تھے جن کے [سا]تھ اہل شام سخت دشمن ہو رہے تھے۔ بیچارے اپنی جان کو ڈرے اور شہر چھوڑ کے بھاگ گئے۔ بسر نے مکے کے اندر قدم رکھتے ہی لوگوں کو مجبور کیا کہ اس کے ہاتھ پر جناب معاویہ کی بیعت [کر]یں۔ سب لوگ جبراً و قہراً اس پر مجبور ہوئے۔ اور یہاں سے بسر نے یمن کی راہ لی۔

جبراً بیعت لینا۔

عبید اللہ والی یمن کا بھاگ جانا۔

یمن میں حضرت علیؓ کی طرف سے عبید اللہ بن عباسؓ والی ملک تھے۔ اُن کے پاس اتنی فوج [نہ] تھی کہ مقابلے کا ارادہ کریں۔ بسر کی آمد سنتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے اور کوفہ میں پہنچ کر حضرت علیؓ [...] حضرت علیؓ نے ان کی جگہ عبداللہ بن عبدالمدان حارثی کو حاکم مقرر فرمایا جو بسر کے پہونچنے کے وقت

Marfat.com

وہاں موجود تھے۔

بسر کے سفاکانہ افعال اور عبید اللہ کے دو ننھے بچوں کو قتل کرنا۔

بسر شان و شکوہ سے یمن میں پہونچا۔ فوراً نئے والی اور اُن کے بیٹے کو پکڑ کے قتل
اور اسی پر قناعت نہ کی بلکہ مفرور والی عبید اللہ بن عباس کے دو ننھے بچے عبدالرحمٰن اور قثم
قبیلۂ بنی کنانہ کے ایک بدوی شخص کی کفالت میں تھے ان کو زبردستی منگوایا اور ماں کی
آغوش سے چھین کر قتل کر ڈالا جس وقت بسر نے ان بچوں کے قتل کرنے کا ارادہ کیا وہ
کنانی بدوی سامنے آیا اور کہا "ان بچوں کو نہ قتل کرو۔ اور انہیں قتل کرنا ہی ہے تو پہلے مجھے
قتل کرو کیونکہ یہ میری کفالت میں ہیں"۔ بسر نے پہلے اُس بدوی کو اور پھر اُن دونوں بچوں کو
قتل کیا۔ بعض راویوں کا یہ بیان ہے کہ اُس کنانی بدوی نے تلوار کھینچ کر بسر پر حملہ کیا اور لڑتا ہوا
مارا گیا۔ اور اُس کے مرنے کے بعد عبید اللہ کے دونوں بچے زندہ دفن کر دیے گئے۔ [illegible]
بسر کی یہ سفاکی دیکھ کر بنی کنانہ کی عورتوں نے ہجوم کیا اور اُن میں سے ایک نے بڑھ کے
بسر سے کہا "او شخص۔ تو نے مرد تو مار ڈالے۔ مگر ان بیگناہ بچوں کو کیوں قتل کرتا ہے؟ ایسے
ننھے بچوں کو خدا کی قسم لوگ نہ جاہلیت میں قتل کرتے تھے نہ عہد اسلام میں آج تک کسی نے ایسا
کیا۔ او ابن ابی ارطاۃ۔ جو سلطنت بغیر معصوم بچوں اور ناتواں بڈھوں کے قتل کیے اور بغیر رحم
سے دست بردار ہوئے۔ اور قطع قرابت کیے نہ قائم ہو وہ بُری سلطنت ہے"۔ مگر بسر کا دل نہ پسیجا
اور اپنے اس سفر یمن میں اُس نے بہت سے شیعیان علیؑ کو قتل کیا۔

جاریہ بسر کے مقابلے پر

حضرت علیؑ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو جاریہ بن قدامہ سعدی کو دو ہزار سواروں
کے ساتھ اور وہب بن مسعود کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ جدا جدا روانہ فرمایا وہب کی نسبت
تو نہیں معلوم کہ انہوں نے کیا کارروائی کی مگر جاریہ نے نجران میں پہونچ کر بسر کے افعال کے عوض

بسر کا بھاگنا

بہت سے شیعیان عثمانؓ کو تہ تیغ کیا۔ بسر اور اُس کے ہمراہی لشکر مرتضوی کی آمد سنتے ہی
بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور جاریہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے مکے تک چلے گئے جہاں پہونچ کر

جاریہ مکہ میں اور جبری بیعت

انہوں نے اہل مکہ سے بیعت لینا چاہی مگر اب حضرت علیؑ شہید ہو چکے تھے اور اس سانحہ
کی خبر مکے میں پہونچ چکی تھی۔ اہل مکہ نے کہا امیر المومنین تو مار ڈالے گئے اب ہم کس کی بیعت
کریں؟ کہا اس کے ہاتھ پر جس کے ہاتھ پر اصحاب علیؑ نے بیعت کی ہو۔ جب بھی یہ لوگ بیعت
نہ کرتے تھے۔ مگر جبر کیا گیا اور جان کے خوف سے سب نے جاریہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

جاریہ مدینے میں

اس کے بعد جاریہ مدینۂ طیبہ میں آئے جہاں اُن دنوں حضرت ابوہریرہ

Marfat.com

حضرت حسنؓ کی بیعت۔

جایا کرتے تھے جاریہ کی آمد سنتے ہی وہ بھاگ گئے۔ اور جاریہ نے شہر میں داخل ہو کر کہا
میں ابو سنور (ابوہریرہ) کو پاتا تو زندہ نہ چھوڑتا۔" پھر مدینے والوں سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ
بیعت لی اور کوفہ میں واپس گئے۔ اور جب وہ چلے گئے تو ابوہریرہ پھر واپس آ گئے اور نماز
پڑھانے لگے۔

بچوں کے غم میں ماں کی ابتر حالی

عبید اللہ بن عباس کے جو دونوں بیٹے بسر کے ہاتھ سے مارے گئے ان کی والدہ ام حکیم جویریہ بنت خویلد بن قارظ تھیں۔ اور بعض اہل تاریخ ان کا نام عائشہ اور ان کو مقتول الی یعنی عبد اللہ بن عبد المدان کی بیٹی بتاتے ہیں۔ اُن کو اپنے کلیجے کے ٹکڑوں سے بحد محبت تھی۔ اور ماتا کا اس قدر جوش تھا۔ کہ اُن کے مارے جانے کے بعد دیوانی ہو گئیں۔ نہ عقل ٹھکانے تھی۔ نہ ہوش و حواس بجا تھے جوش جنوں میں گھر چھوڑ کے نکل کھڑی ہوئیں صحرائے عرب میں ماری ماری پھرتیں۔ اور حج کے موقع پر اور دوسرے مجمعوں میں لوگوں کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے چند اشعار سناتیں جن کا مضمون یہ تھا کہ

اُن کے اشعار حسرت

"کسی نے میرے دونوں بچوں کو دیکھا ہے جو موتی تھے کہ صدف سے چھڑا دیے گئے۔"
"کسی نے میرے دونوں بچوں کو دیکھا ہے جو میری ہڈیوں کا گودا تھے۔ اور بغیر اُن کے میری ہڈیاں بے گودے کی ہیں۔"
"کسی نے میرے دونوں بچوں کو دیکھا ہے جو میرے دل تھے اور بغیر اُن کے میں بیدل ہی ہوں۔"

ان اشعار کی عرب میں بے انتہا شہرت ہوئی۔ یہاں تک کہ وہ ادبی کتابوں میں درج ہو گئے۔ اور عربی مغنیوں نے اُن میں نغمہ سرائی کی۔

حضرت علیؓ کی بددعا۔

حضرت علیؓ نے ان بچوں کی مظلومانہ موت سنی تو بے حد صدمہ ہوا۔ اور بسر کے حق میں فرمایا کہ "خداوند اس کی عقل اور سمجھ چھین لے۔ چنانچہ اس کا یہی انجام ہوا۔ آخر عمر میں وہ دیوانہ و فاتر العقل تھا۔ ہمیشہ لوگوں سے تلوار مانگا کرتا۔ اور اگر کسی سے تلوار مل جاتی تو اُس کے سودائیوں کی طرح پھینکنے لگتا۔ آخر لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ایک لکڑی کی تلوار اُس کے ہاتھ میں دے دیتے اور ایک مشک پھونک کر سامنے رکھ دیتے۔ اس چوبی تلوار سے وہ مشک پر مارنا شروع کرتا یہاں تک کہ تھک کے بے دم ہو جاتا۔ اور آخر اسی جنون کے عالم میں مرا۔

عبید اللہ اور بسر کا سامنا۔

بعض لوگ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جناب معاویہ کے مستقل خلیفہ ہو جانے

Marfat.com

کے بعد ایک بار عبید اللہ بن عباس اُن سے ملنے کو شام میں گئے۔ جہاں بُسر بھی موجود تھا۔ عبید اللہ نے اُن کی صورت دیکھ کر کہا جس وقت تو نے میرے دونوں بیٹوں کو قتل کیا تھا کاش اس وقت زمین کی طنابیں کھنچتیں اور میں وہاں پہونچ جاتا۔ بُسر نے اپنی تلوار ان کی طرف بڑھا کر کہا تو پھر یہ تلوار لو اور میرا تمہارا مقابلہ ہو جائے۔ عبید اللہ نے تلوار لینے کا ارادہ کیا تھا کہ جناب معاویہ نے ہاتھ بڑھا کے خود لے لی۔ اور بُسر سے کہا خدا غارت کرے تو کیا بے عقل بڈھا ہے؟ ان کے ہاتھ میں تلوار آگئی تو خونریزی کی ابتدا مجھ ہی سے کریں گے۔ عبید اللہ بولے "بیشک میں یہی کرتا"

حلم معاویہ۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ بُسر دوبارہ سنہ ۴۲ھ میں ارض حجاز میں گیا تھا۔ ایک مہینے مدینہ طیبہ میں مقیم رہا۔ جو ملتا اُس سے بازپرس کرتا۔ اور جس کی نسبت سنتا کہ حضرت عثمانؓ پر حملہ کرنے میں شریک تھا اُسے زندہ نہ چھوڑتا۔

بسر کا دوسرا سفر حجاز۔

سنہ ۴۰ھ میں حضرت علیؓ اور معاویہ کے درمیان طولانی مراسلتوں کے بعد التوائے جنگ کا اقرار ہو گیا۔ اور قرار پایا کہ ملک عراق حضرت علیؓ کے قبضے میں رہے۔ شام جناب معاویہ کے قبضے میں۔ اور دونوں میں سے کوئی دوسرے پر حملہ نہ کرے۔

التوائے جنگ۔

اسی دوران میں حضرت علیؓ کے یہاں ایک بہت افسوس ناک واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ حضرت عبد اللہ بن عباس ناگواری کے ساتھ حکومت بصرہ چھوڑ کے مکۂ معظمہ میں چلے گئے جس کا باعث یہ ہوا کہ حضرت ابن عباس ایک دن ابو الاسود کی طرف سے گزرے جو حضرت علیؓ کے شاگرد رشید معتمد علیہ اور اکابر تابعین میں تھے۔ ابن عباس کو شاید اُن سے کچھ ملال تھا کہ اُن کی صورت دیکھتے ہی بولے۔ "تم اگر چوپائے ہوتے تو اونٹ ہوتے چرواہے ہوتے تو چراگاہ تک نہ پہونچتے"۔ یہ الفاظ ابو الاسود کو گراں گزرے۔ اور حضرت کی خدمت میں اُن کی شکایت کا خط بھیجا جس میں لکھا "خدائے عزوجل نے آپ کو حاکم امانتدار اور ہمارے اوپر سطوت نگہبان بنایا ہے۔ ہم نے آپ کو آزمائش میں ڈالا اور نہایت امانتدار پایا۔ آپ رعایا کے حق میں ناصح خیر ہیں۔ اُن کی غنیمت کی آمدنی کو ترقی دیتے ہیں۔ اعمال نفس کو اُن کی دنیا سے روکتے ہیں۔ اُن پر احکام جاری کرنے میں اُن سے رشوت نہیں لیتے۔ مگر آپ کے ابن عم (عبد اللہ بن عباس) نے وہ رقم جو آپ کی اقتداری آپ کو خبر کیے بغیر ہضم کر لی۔ اور مجھ سے چھپاتے نہیں بنتا۔ خدا آپ پر رحمت کرے تو مجھ کو اور اس بارے میں جو حضرت کی رائے ہو اُس سے مجھے بھی آگاہ فرمایا جائے۔ والسلام"

ابن عباس اور ابو الاسود کی رنجش۔

ابو الاسود کا خط حضرت علیؓ کو

Marfat.com

جواب میں حضرت علیؓ نے تحریر فرمایا "تم سے لوگ امام اور امت دونوں کے حق میں خیر
حق کی طرف لے جانے والے ہیں۔ جو کچھ تم نے لکھا میں نے اس بارے میں ابن عباس کو
لکھا ہے مگر اس کی اطلاع نہیں دی کہ تم نے مجھے اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ تم کو چاہیے کہ
یہاں جو کچھ واقعات تمہارے سامنے گزریں اُن سے مجھ کو اطلاع دیتے رہو۔ اس لیے کہ
اس میں امت کی فلاح ہے۔ تم اس خدمت کے اہل ہو اور اس حق کو ادا کرنا تم پر واجب ہے۔ والسلام"
ساتھ ہی آپ نے ابن عباس سے جواب طلب کیا۔ انھوں نے لکھا "آپ کو جو اطلاع
ملی ہے غلط ہے۔ اور جو کچھ میرے ہاتھ میں دیا گیا ہے اس کا میں محافظ ہوں۔ بدگمانی کرنے والوں
کے بیان کو آپ سچ نہ جانیں۔ والسلام"۔ یہ خط ملاحظہ فرما کے حضرت علیؓ نے پھر لکھا "مجھے بتاؤ
کہ تم نے کس قدر جزیہ وصول کیا۔ اور اس کو کن کن امور اور کن کن کاموں میں صرف کیا"۔ یہ تحریر
ابن عباس کو ناگوار گزری۔ لکھا "میں سمجھتا ہوں کہ میری نسبت جو کچھ آپ کو لکھا گیا اور جو الزام مجھ پر عائد
کیے گئے اُن کو آپ نے اہم تصور کر لیا۔ لہٰذا جس کسی کو مناسب جانیے اس خدمت پر بھیجیے
میں اب یہاں نہ رہوں گا۔ والسلام"۔

یہ خط بھیجتے ہی عبداللہ بن عباس نے اپنے ننہالی رشتہ داروں بنی ہلال بن عامر کو
بلوا کے جمع کیا۔ اُن کے سامنے خزانے میں جو کچھ نقد رقم موجود تھی اونٹوں پر لدوا لی۔ اور اُن
سب سے کہا "یہ خاص ہمارا مال ہے جس کو ہم نے اس مدت میں جمع کیا"۔ یہ سب کے سب
چل کھڑے ہوئے۔ عام اہل بصرہ کو اس کی خبر ہوئی تو اُن کے تعاقب میں چلے کہ خزانے
کی رقم کو اُن سے واپس لے آئیں۔ بمقام طف تک ابن عباس گئے تھے کہ یہ تعاقب کرنے
والے جا پہنچے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابن عباس کے طرفداروں یعنی بنی ہلال نے کہا "جب تک
ہم میں سے ایک بھی زندہ ہے کوئی اس روپیہ کو نہیں چھین سکتا"۔ ان لوگوں کو فساد پر آمادہ
دیکھ بنی ازد کے سردار صبرہ بن شیمان حدانی نے اپنے لوگوں سے کہا "اے بنی ازد بنی ہلال
تمہارے بھائی اور پڑوسی ہیں اور دشمنوں کے مقابلے میں ہمارے یار مددگار ہیں۔ رقم میں سے تم کو
ملے گا تھوڑا ہی ہے۔ تمہارے حق میں اس مال سے زیادہ مفید خود تمہارے بھائی ہیں۔ یہ
بھی سی ذلیل بات کے لیے جھگڑا نہ مول لو"۔ صبرہ کی اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ سب اہل بصرہ
پلٹ چلے آئے۔ مگر بنی تمیم اڑے رہے۔ احنف نے اُن کو بھی روکا اور انھیں باز رکھنا
چاہا مگر انجام یہ ہوا کہ ازد لوگ بیچ میں آ گئے اور ابن عباس وہ ساری رقم لے کر مکہ چلے گئے۔

Marfat.com

کو معظم میں پہونچ گئے۔

حضرت علیؓ کی شہادت۔

مگر افسوس قبل اس کے کہ حضرت علیؓ اس بارے میں کوئی کارروائی کریں، [illegible]
ابو عبدالرحمن ابن ملجم کے حربے سے آپ کی زندگی کی منور شمع ہی گل کر دی۔ اور سارا عالم
تیرہ و تار ہو گیا۔

حضرت علیؓ کی شہادت کی پیشین گوئی

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضرت سرورِ عالم محمد مصطفیٰ صلعم کی زندگی میں ایک بار
حضرت علیؓ ایسے بیمار ہوئے کہ حالت نازک ہو گئی۔ ابوبکرؓ و عمرؓ ان کے پاس بیٹھے ہوئے
تھے میں بھی جا بیٹھا۔ اتنے میں خود حضرت رسول اللہ صلعم تشریف لائے اور آپ کے چہرے کو
دیکھنے لگے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ نے کہا "یا رسول اللہ یہ تو بچتے نہیں نظر آتے" کہا "نہیں یہ ابھی نہ مریں گے
جب تک رنج و غصہ سے بھر نہ جائیں گے وفات نہ ہو گی! اور بیمار ہو کے نہیں مریں گے بلکہ
مارے جائیں گے" چنانچہ خدا نے اس مرض سے شفا دی۔

خود آپ بھی اپنی شہادت کا علم رکھتے تھے

آپ کو بھی اپنے مارے جانے کی اطلاع تھی۔ اپنی ڈاڑھی اور اپنے سر مبارک کی طرف
اشارہ کر کے فرمایا کرتے تھے "ہم میں جو شقی ترین شخص ہے اس کو اس سے کون روک سکتا ہے کہ
ان دونوں کو خون آلود کرے۔" آخر مسلمانوں کی بدنصیبی کی وہ ناقابل برداشت گھڑی جس کی طرف
اشارے ہوتے رہے تھے سر پر آ گئی۔

اس مرتبہ رمضان میں آپ کا معمول تھا کہ ایک رات آپ حضرت حسنؓ کے ساتھ کھانا
تناول فرماتے ایک رات حضرت حسینؓ کے ساتھ اور ایک رات ابن جعفر طیار کے ساتھ۔ تین لقموں
سے زیادہ نوش نہ فرماتے اور جب کوئی زیادہ کھانے پر اصرار کرتا تو ارشاد ہوتا
"چاہتا ہوں کہ جس وقت مرنے کا حکم آئے میرا پیٹ پچکا ہوا ہو اور اس کے لیے اب
دو ہی ایک راتیں تو رہ گئی ہیں" چنانچہ اسی ارشاد کے بعد ایک شب کو رات ختم ہونے سے
پہلے ہی آپ پر وہ سفاکانہ حربہ ہو گیا۔

شب شہادت

حضرت حسنؓ اس روز تڑکے اٹھے پدر بزرگوار کو دیکھا کہ گھر کے اندر والی مسجد میں نماز
پڑھ رہے ہیں۔ سلام پھیر کر آپ نے صاحبزادے کی صورت دیکھی تو فرمایا "بیٹا میں نے
آج کی رات گھر والوں کو جگاتے بسر کی ہے اس لیے کہ شب جمعہ ہے اور جنگ بدر کی
صبح۔ اسی درمیان میں ایک بار میری آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہوں حضرت رسول خدا صلعم تشریف
لائے ہیں۔" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی امت میرے ساتھ کیسی کیسی کج رویاں اور

Marfat.com

تینوں سے پیش آئی فرمایا "تو پھر اُن لوگوں کے حق میں بد دُعا کرو" میں نے فوراً بد دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور یہ دعا مانگی کہ "خداوندا مجھے ان لوگوں سے اچھے آدمی دے۔ اور ان کو مجھ سے بدتر حاکم دے۔ دعا مانگتے ہی آنکھ کھل گئی"۔ یہ فرما ہی رہے تھے کہ مؤذن ابن نباج نے آکر مسجد میں صبح کی اذان دی اور آپ فوراً اُٹھ کے مسجد کی طرف چلے اور حضرت حسنؓ آپ کے پیچھے ہو لیے۔

بطخوں کا روکنا۔

ابھی گھر کے صحن ہی میں تھے کہ بطخوں نے جو پلی ہوئی تھیں آپ کو گھیر لیا اور شور مچانے لگیں یہاں تک ان کو مار مار کے ہنکانے لگے مگر آپ نے فرمایا "رہنے دو یہ تو رونے والیاں ہیں"۔ یہ فرمانے کے بعد آگے بڑھے اور دروازے سے قدم نکالا ہی تھا کہ سر مبارک پر ابن ملجم کی زہر آلود تلوار پڑی۔

ابن ملجم۔

ابن ملجم کا واقعہ یہ ہے کہ اُن دنوں جبکہ حضرت علیؓ کے ہمراہیوں میں تفرقہ پڑا ہوا تھا کوئی آپ کا طرفدار تھا اور کوئی آپ کا دشمن۔ خوارج آپ اور معاویہ دونوں کو بُرا سمجھتے تھے۔ جان پر کھیل کھیل کے آپ سے لڑتے اور مارے جاتے تھے۔ اور کوفے والوں میں اندر ہی اندر روز کھچڑیاں پکا کرتی تھیں۔

تین سازشی۔

تین شخص موسم حج میں حطیم کعبہ کے اندر ایک صحبت میں جمع ہوئے ان میں سے ایک عبدالرحمن ابن ملجم تھا جو مصر کا رہنے والا تھا۔ دوسرا برک بن عبداللہ تمیمی صریمی تھا۔ اس شخص کا نام بعض راویوں کے نزدیک حجاج تھا۔ اور تیسرا عمرو بن بکر تمیمی سعدی۔ یہ تینوں خارجی العقیدہ اور حضرت علیؓ و معاویہ دونوں کے جانی دشمن تھے۔ یہ تینوں آپس میں ملتے ہی اپنے ہم خیالوں کے مارے جانے پر افسوس۔ لوگوں کی حالت پر تاسف۔ اور والیوں اور حاکموں کے طرز عمل پر اعتراض کرنے لگے۔ پھر کشتگان نہروان کا ذکر چھیڑا جن کے لیے تینوں نے دعائے رحمت و مغفرت کی۔ اور حیرت کے ساتھ کہا "ایسے لوگوں کے بعد ہم جی کے کیا کریں گے؟ کاش ہم اپنی جانوں کو خدا کی راہ میں بیچ ڈالتے۔ اور اس عہد کے گمراہ اماموں کو قتل کرکے بلادِ اسلام کو ان کے شر اور اُن کی آفت و مصیبت سے نجات دیتے"۔

تینوں کے سفاکانہ فرائض

یہ سنتے ہی ابن ملجم بولا "تو علیؓ کا کام تمام کر دینے کو میں اپنے ذمے لیتا ہوں"۔ برک نے کہا "اور میں معاویہ کے قتل کرنے کا ذمہ دار ہوں"۔ عمرو بن بکر نے کہا "تو پھر عمرو بن عاص کا قتل کرنا میرے ذمے ہے"۔ یہ سفاکانہ تجویزیں اسی صحبت میں قرار پا گئیں اور سب نے باہم عہد و پیمان کیا کہ "عہد شکنی نہ کریں گے۔ جس کا قتل کرنا اپنے ذمے لیا ہے بے اُس کے قتل

Marfat.com

کیے چین نہ لیں گے۔ اور اپنی جانیں اسی کوشش کی نذر کر دیں گے۔

بعد ازاں تینوں نے اپنی تلواروں کو زہر میں بجھوایا۔ اپنا کام پورا کرنے کے لیے ایک خاص تاریخ مقرر کی۔ اور اپنی اپنی خوفناک خدمت انجام دینے کے لیے چل کھڑے ہوئے۔

ابن ملجم کوفے میں

ابن ملجم اسی مقصد سے کوفے میں آیا۔ جہاں اور بھی اس کے بہت سے ہم خیال موجود تھے۔ ان احباب سے ملا۔ مگر اپنے ارادے کو کسی پر ظاہر نہ کیا۔

ایک دن بنی تیم الرباب کے چند دوستوں میں بیٹھا ہوا تھا جس قبیلے کے کئی شخص حضرت علیؓ کے مقابلے میں نہروان میں مارے گئے تھے۔ اُن لوگوں نے حسرت کے لہجے میں ان مقتولین کا تذکرہ کیا۔

قطام

اتفاقاً قطام نام ایک عورت بھی وہاں تھی جس کے باپ اور بھائی دونوں نہروان میں مارے گئے تھے۔ قطام شکل صورت کی اچھی تھی اور جوان بھی۔ ابن ملجم اُس پر فریفتہ ہو گیا۔ اور اسی وقت نکاح کا پیام دیا۔ اُس نے کہا "جب تک میرا کلیجہ ٹھنڈا نہ کرو گے تم سے نکاح نہ کروں گی۔" پوچھا "تمھارا کلیجہ کیسے ٹھنڈا ہوگا؟" کہا "تین ہزار کا مہر دو۔ ایک غلام دو۔ ایک خوش گلو لونڈی دو۔ اور علیؓ کو قتل کرو۔" ابن ملجم نے کہا "امید ہے کہ تم علیؓ کے قتل کرنے کی شرط نکال ڈالو گی۔" قطام بولی "نہیں۔ یہ شرط تو سب سے مقدم ہے۔ اس کا موقع ڈھونڈھ کے پیدا کرو۔ اگر کامیاب ہو گئے تو اپنے اور میرے دونوں دلوں کو ٹھنڈا کر کے میرے ساتھ مزے اڑاؤ گے۔ اور اگر اس کوشش میں مارے گئے تو خدا کے پاس جا جو ملے گا وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔"

اب ابن ملجم نے اُس سیہ روزگار و سنگدل عورت پر اپنا راز کھولا۔ اور کہا "میں تو خدا کی قسم علیؓ کے قتل کرنے ہی کا ارادہ کر کے یہاں آیا ہوں۔ تمھارا سوال پورا کرنا تو میرا ذاتی فرض تھا۔"

ابن ملجم کے معین و مددگار

قطام نے اس پر خوش ہو کر کہا "تو پھر میں چند ایسے لوگوں کو بلواتی ہوں جو اس کام میں تمھاری مدد دیں اور تمھاری پشت پناہی کریں۔" یہ کہہ کر اُس نے وردان نام اپنے قبیلے کے ایک شخص کو بلایا اور ابن ملجم کا ساتھ دینے پر ابھارا۔ اُس نے فوراً ابن ملجم کی رفاقت قبول کر لی۔

اس کے بعد ابن ملجم نے بنی اشجع کے ایک شخص شبیب بن بجرہ سے ملا اور پوچھا "تمھیں دنیا و آخرت حاصل کرنے کا شوق ہے؟" اُس نے کہا "کیوں نہیں؟ مگر کس طرح؟" کہا "علیؓ کو قتل کر دو۔" شبیب بولا "تجھ پر تیری ماں بین کرے۔ یہ بھلا کیسے بن پڑے گا؟ تو نے تو بڑی سخت اور اہم بات کہی۔" ابن ملجم بولا "ہم مسجد میں جا کر چھپ رہیں گے۔ اور جیسے علیؓ صبح کی نماز

کے لیے نکلیں گے فوراً حملہ کر کے اُن کا کام تمام کر دیں گے۔ اگر زندہ بچ گئے تو اپنے دل ٹھنڈے کریں گے اور مارے گئے تو ثواب آخرت پائیں گے۔" شبیب نے کہا "علیؓ کے سوا اور کسی کی نسبت یہ ارادہ ہوتا تو آسان ہوتا۔ مگر اُن کے متعلق یہ کام مجھے دشوار نظر آتا ہے تم جانتے ہو کہ علیؓ ہی پہلے ایمان لائے۔ اُن کے فضائل کیسے کیسے ہیں اور اسلام میں کیسی کیسی مصیبتیں جھیل کر انھوں نے کتنے کتنے بڑے کام کیے ہیں۔ میرا دل تو اُن کے قتل کرنے کو نہیں قبول کرتا۔" ابن ملجم بولا "اور کیا تم یہ نہیں جانتے کہ نہروان کے دن انھوں نے خدا کے کیسے کیسے بندوں کو قتل کیا؟" شبیب بولا "ہاں جانتا ہوں۔" ابن ملجم نے کہا "تو اپنے انھیں دوستوں کے انتقام میں ہم علیؓ کو قتل کریں گے۔" یہ آخری خیال سن کر شبیب نے ابن ملجم کی رفاقت قبول کر لی۔

شب مقررہ۔ اب وہی ۱۷ رمضان کی مقررہ رات آئی۔ صبح کو جمعہ تھا جس وقت تینوں ہم عہدوں نے علیؓ معاویہ اور ابن عاص کے قتل کرنے کا عہد و پیمان کیا تھا۔ ابن ملجم نے اپنی زہر آلود تلوار لی شبیب اور وردان بھی تلواریں باندھ کر اُس کے ساتھ ہوئے۔ اور تڑکے منھ اندھیرے اُس دہلیز کے سامنے جا کر بیٹھ گئے جس میں سے حضرت علیؓ برآمد ہونے والے تھے۔

حملہ اور حربہ۔ اتنے میں حضرت علیؓ یہ فرماتے ہوئے نکلے "لوگو نماز نماز!" ساتھ ہی شبیب نے بڑھ کے تلوار ماری جو دروازے کے بازو پر پڑی۔ اس کے بعد ہی ابن ملجم کی تلوار آپ کی کنپٹی پر پڑی جو دماغ کے اندر تک کاٹ گئی۔ حربہ کرتے ہی ابن ملجم نے چلا کے کہا "علیؓ حکم خدا کے لیے ہے نہ تمھارے اور تمھارے دوستوں کے لیے۔" وردان کو حربہ کرنے کی ہمت نہ پڑی بھاگا اور سیدھا اپنے گھر میں جا کے دم لیا۔ مگر وہاں اُس کا کوئی عزیز آ گیا۔ اُس نے گھبراہٹ کا سبب پوچھا تو وردان نے اصل حقیقت بیان کر دی۔ اُس کی اس حرکت پر اُسکے اس عزیز کو ایسا طیش آیا کہ اُسی وقت گھر جا کے اپنی تلوار لایا اور اُسے مار ڈالا۔

شبیب بھی تڑکے اندھیرے میں بھاگا۔ ساتھ ہی لوگوں نے غل مچایا کہ "لینا! لینا!" عویمر نام ایک حضرموتی شخص اس کے پیچھے دوڑا۔ اور دو قدم میں اس کے سر پر جا پہونچا۔ تلوار چھین لی۔ اور اسے چھاپ بیٹھا۔ اتنے میں اور لوگ قریب آ پہنچ گئے۔ حضرموتی نے اس اندیشے سے کہ قاتل کی تلوار میرے ہاتھ میں ہے علیؓ پر حملہ کرنے کا شبہ مجھی پر نہ عائد ہو جائے تلوار پھینک دی اور اُسے چھوڑ کے بھاگا۔ اور شبیب بہتے ہونے کے باعث اندھیرے کے

واس میں لوگوں کے ہجوم میں سے ہو کر نکل گیا۔

ابن ملجم کی تلوار حضرت علیؓ پر پڑی تو آپ نے فرمایا "دیکھو یہ شخص بچ کے نہ نکل جائے" حکم پاتے ہی لوگوں نے اُسے گھیر کے پکڑ لیا اُس کے گرفتار ہو جانے کے بعد حضرت گھر میں واپس تشریف لے گئے۔ اور آپ کے بھانجے یعنی آپ کی ہمشیرہ اُم ہانی کے فرزند جعدہ ابن ہبیرہ نے مسجد میں نماز پڑھائی۔

ابن ملجم پکڑا گیا۔

بعد ازاں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ "اس شخص (ابن ملجم) کو میرے سامنے لاؤ" جب وہ لا کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس سے فرمایا "او دشمن خدا کیا میں نے تیرے ساتھ بھلائی نہیں کی تھی" اُس نے قبول کیا کہ "ہاں کی تھی" پوچھا "تو پھر تو نے یہ حرکت کیوں کی؟" کہا "میں نے اس تلوار پر برابر چالیس دن تک باڑھ رکھی اور خدا سے دعا کی کہ اس کی مخلوق کا بدترین شخص اس سے مارا جائے" ارشاد ہوا "تو معلوم ہوتا ہے تو اسی تلوار سے مارا جائے گا۔ کیونکہ بدترین خلق اللہ تو ہی ہے"

اس سے اور حضرت علیؓ سے سوال و جواب۔

اب آپ نے فرمایا "ایک جان کے عوض میں ایک ہی جان لی جائے۔ اگر میں مر جاؤں تو اس شخص کو قتل کرنا اور اسی طرح جس طرح اُس نے مجھے مارا ہے اور اگر میں زندہ بچا تو جو مناسب نظر آئے گا کروں گا" پھر ارشاد ہوا "اے عبدالمطلب کے گھرانے والو ایسا نہ ہو کہ امیرالمومنین کے مار ڈالے جانے کے خیال سے تم مسلمانوں میں خونریزی کرنے لگو بجز میرے قاتل کے اور کسی کو نہ قتل کرنا۔ اے حسنؓ دیکھو! اگر میں اسی ضرب کے اثر سے مر جاؤں تو اس شخص کو بھی ایک ہی وار میں قتل کرنا! اور اسی وار سے جو اُس نے مجھ پر کیا ہے اس کے ناک کان نہ کاٹنا۔ میں نے رسول خدا صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ چاہے باؤلا کتا ہی کیوں نہ ہو اُس کو مثلہ نہ کرو"

آپ کی وصیتیں۔

آپ یہ وصیتیں فرما رہے تھے۔ ابن ملجم سامنے بندھا کھڑا تھا۔ اور اس کی مشکیں کسی ہوئی تھیں آپ کی صاحبزادی حضرت اُم کلثوم نے غصہ کے ساتھ اس سے کہا "او دشمن خدا امید ہے کہ ابا جان اچھے ہو جائیں گے اور گھاٹے میں کمبخت تو ہی رہے گا" بولا "تو پھر روتی کیوں ہو؟ میری تلوار خدا کی قسم وہ ہے جو میں نے ہزار درہم کو مول لی تھی اور ہزار درہم خرچ کر کے زہر میں بجھوایا ہے یہ وار اگر کسی شہر کے سارے آدمیوں پر پڑتا تو سب کو ٹھنڈا کر دیتا۔ اور اُن میں سے ایک بھی نہ بچتا"

ابن ملجم و حضرت اُم کلثوم کی گفتگو

انتخاب جانشین کے بارے میں ایک ارشاد

اتنے میں جندب بن عبداللہ حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا "خدا نہ کرے کہ آپ ہمارے ہاتھ سے جائیں لیکن اگر آپ نہ ہوئے تو ہم آپ کے صاحبزادے حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔" فرمایا "نہ میں تمھیں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ تمھیں اس سے منع کرتا ہوں۔ تم خود صاحب عقل ہو۔"

فرزندوں کو وصیت

اب آپ نے دونوں فرزندوں حسنؓ اور حسینؓ کو سامنے بلایا اور فرمایا "تم کو میں وصیت کرتا ہوں کہ خدا سے ڈرتے رہنا۔ دنیا کی ہوس نہ کرنا۔ چاہے وہ تم کو ہی کیوں نہ چاہے۔ اس چیز پر رونا جو تمھارے پاس سے چلی گئی۔ سچ بولنا۔ یتیم پر ترس کھانا۔ نقصان اٹھانے والے کی مدد کرنا۔ شکستہ حال کی کاربرآری کرنا۔ ظالم کے دشمن رہنا۔ اور مظلوم کے مددگار۔ جو کچھ کتاب اللہ میں ہے اس پر عمل کرنا۔ اور خدا کے معاملے میں کسی کے برا کہنے کی پروا نہ کرنا۔

پھر آپ نے اپنے فرزند محمد بن حنفیہ کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ تمھارے دونوں بھائیوں کو جو میں نے نصیحتیں کی ہیں ان کو تم بھی یاد کر لو۔" عرض کیا "میں نے یاد کر لیا" ارشاد ہوا "ہاں انھیں کی سی نصیحتیں میں تم کو بھی کرتا ہوں۔ اور یاد رکھو کہ تم اپنے دونوں بڑے بھائیوں کا بہت زیادہ احترام کرنا۔ تم پر ان دونوں کا حق ہے۔ تم ان کے معاملے کو رونق دینا۔ اور کوئی امر ان کے خلاف نہ کرنا۔" اسی سلسلہ میں حضرات حسنینؓ سے فرمایا۔ میں تم کو بھی اپنے اس فرزند کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ یہ تمھارا بھائی اور تمھارے باپ کا بیٹا ہے اور تم جانتے ہو کہ تمھارے باپ کو اس سے محبت تھی۔"

اس کے بعد آپ نے پھر حضرت حسنؓ کی طرف توجہ فرمائی اور کہا "بیٹا میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ گناہوں سے بچنا۔ نماز کو وقت پر اور زکوٰۃ کو اس کے محل پر ادا کرنا۔ وضو اچھی طرح کرنا کیونکہ بغیر طہارت کے نماز نہیں ہوتی۔ یہ بھی میری وصیت ہے کہ لوگوں کے قصور کو معاف کرنا۔ غصہ کو دبانا۔ تعلقات قرابت کو مستحکم کرنا۔ جاہل کے مقابلے میں بردباری ظاہر کرنا۔ دین میں سمجھ کے کام کرنا۔ معاملات میں استقلال دکھانا۔ تلاوت قرآن کی پابندی کرنا۔ پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ اچھی باتوں کا لوگوں کو حکم دینا۔ بری باتوں سے روکنا۔ اور فحش سے احتراز کرنا۔"

اس کے بعد آپ نے اپنی وصیتوں کو قلمبند بھی فرما دیا۔

حالت نازک ہوتی گئی۔

مگر ساعت بساعت حالت نازک ہوتی گئی اور زہر دماغ و قلب پر اثر کرتا جاتا تھا۔ ابتدا میں امید کی جا سکتی تھی کہ آپ اچھے ہو جائیں گے مگر آخر میں یاس ہو گئی۔ ۱۷ رمضان ۴۰ھ جمعہ کی

وفات۔

صبح کو وار ہوا تھا، اُس دن اُس کے بعد ہفتہ کی رات اور دن میں آپ زندہ رہے۔ اتوار یعنی ۱۹ ماہ رمضان کی شب کو روح پُرفتوح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور دم نکلنے کی گھڑی تک برابر "کلمہ لا الٰہ الا اللہ" زبان پر تھا، اور جس خدائے ذوالجلال کے پاس تشریف لیے جاتے تھے اس کی یاد میں تر زبان تھے۔ بعض لوگ انتقال کی تاریخ ۲۱ ماہ رمضان کی شب بتاتے ہیں جیسا کہ فی الحال مشہور ہے۔

تجہیز و تکفین

وفات کے بعد حضرت حسنؓ اور حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر نے آپ کو غسل دیا۔ کفن میں تین کپڑے دیے جن میں قمیص نہ تھا۔ حضرت حسنؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں سات تکبیریں کہیں۔

شہادت کے بعد آپ مسجد جامع میں دفن کئے گئے۔ بعض ارباب سیر نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ قصر امارت میں دفن کئے گئے۔ بعضوں نے اس کے علاوہ اور کچھ بیان کیا ہے مگر زیادہ صحیح یہی ہے کہ آپ کی تربت اُسی جگہ (نجف اشرف) ہے جہاں لوگ زیارت کے لیے جاتے ہیں اور اس سے برکت کے طالب ہوتے ہیں۔

قتل ابن ملجم۔

آپ کی وفات کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کو سامنے بلایا تاکہ پدر بزرگوار کی وصیت کے مطابق اُس پر قصاص جاری کریں۔ اُس نے کہا: میں نے خدا کی قسم حطیم کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر عہد کیا تھا کہ جب تک علیؓ اور معاویہ کو قتل کر لوں گا اور کوئی کام نہ کروں گا۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ میں اپنے قول کا کتنا سچا ہوں۔ میری اس خصلت کا لحاظ کر کے اگر آپ پسند کریں تو مجھے معاویہ کے قتل کرنے کے لیے چھوڑ دیں۔ اور میں خدا کو درمیان لا کر آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر معاویہ کو قتل کر سکا تو واپس آ کر اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دے دوں گا۔ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم تو جب تک آتش دوزخ کو نہ دیکھ لے گا نہ چھوٹے گا۔" یہ فرما کے آپ نے اُس کو آگے بڑھوایا۔ اور ایک ہی وار میں قتل کر ڈالا جس کے بعد لوگوں نے اُس کی لاش کو چٹائیوں میں لپیٹ کے جلا دیا۔

مرثیے۔

ابوالاسود دؤلی اور بکر بن حسان باہری نے حضرت علیؓ کے مرثیے میں پُر اثر نظمیں کہیں۔ اور خوارج بنی مراد کو ابن ملجم کے کام پر فخر و ناز تھا، اور اُس کے اس کام کو اپنے قبیلے کے مفاخر اور کارناموں میں شامل کرتے۔

اسی سلسلہ میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان دونوں عہد کرنے والوں کا حال بھی بیان کر دیں جنہوں نے معاویہ اور عمرو بن عاص کے قتل کرنے کو اپنے ذمے لیا تھا۔

Marfat.com

برک کا حملہ معاویہ پر

اسی ۱۷ رمضان کو برک بن عبداللہ معاویہ کے قتل کرنے کے لیے اُن کی تاک میں بیٹھا اور جیسے ہی وہ صبح کی نماز کے لیے گھر سے نکلے تلوار ماری جو اُن کے سُرین پر پڑی۔ وہ فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ برک بولا "میرے پاس آپ کے لیے ایک خوشخبری بھی ہے۔ اگر وہ سناؤں تو مجھے کچھ نفع ہو سکتا ہے؟" حضرت معاویہ نے کہا "ہاں مل سکتا ہے۔" برک بولا "تو میرے ایک بھائی نے آج ہی رات کو اسی وقت علیؑ کو مار ڈالا۔" معاویہ نے کہا "ممکن ہے کہ اس سے نہ بن پڑا ہو۔" کہا "یہ ممکن نہیں۔ اس لیے کہ علیؑ کے دروازے پر کوئی دربان نہیں ہے کہ [illegible] بچالے۔"

اُن کے زخم کا علاج۔

پھر جناب معاویہ نے اپنے طبیب ساعدی کو بلوا کے زخم دکھایا۔ اُس نے کہا "دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کیجیے۔ یا تو میں لوہا گرم کرکے آپ کے زخم کو داغوں یا آپ کو ایک ایسی دوا [illegible] جس سے آپ میں آیندہ اولاد پیدا ہونے کی صلاحیت نہ باقی رہے گی۔ مگر ہاں آپ اچھے [illegible] ہو جائیں گے۔ وجہ یہ ہے کہ زخم زہر آلود تلوار کا ہے۔" معاویہ نے کہا "داغنا تو مجھ سے برداشت نہ ہو سکے گا۔ رہا اولاد نہ ہونا تو یہ دو بیٹے یزید اور عبداللہ میرا کلیجا ٹھنڈا کرنے کے لیے [illegible]ی ہیں۔" طبیب نے وہ دوا پلائی جس سے زخم اچھا ہو گیا۔ مگر جیسا طبیب نے کہہ دیا تھا پھر [illegible]پ کے کوئی اولاد نہیں پیدا ہوئی۔

معاویہ کے انتہا امن و حفاظت۔

اس واقعہ کے بعد سے جناب معاویہ نے حکم دیا کہ مسجدوں میں مقصورے بنائے جائیں [illegible] [illegible]توں کو مکان پر پہرہ رہے۔ اور جس وقت وہ نماز پڑھیں اور سجدے میں ہوں کوتوال اوپر تلوار

---

۵ صدر اول میں نماز کی امامت خود خلیفۂ وقت اپنی ذات سے کرتا تھا اور مختلف ممالک اسلامیہ میں اس کے [illegible] جو حکام مقامی ہوتے تھے امامت کرتے تھے۔ جناب معاویہ نے مسجد میں اُن کے لیے مقام مخصوص کر دیا تھا [illegible] بغیر انکی اجازت کے دوسرا شخص داخل نہیں ہو سکتا تھا اور اس کو مقصورہ کہتے۔ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے [illegible] جب عمر بن عبدالعزیز امیر مدینہ منورہ نے خلیفہ کے حکم سے مسجد نبوی از سر نو تعمیر کرائی تو قبلہ کی جہت [illegible] کے لیے محراب بنوائی اور اسی وقت سے آج تک مسجدوں میں محراب بنانے کا رواج ہو گیا جیسا کہ شیخ جلال الدین [illegible] نے اپنی کتاب الاوائل وغیرہ میں لکھا ہے۔ عربی لغات میں مقصورہ اور محراب دونوں کا ترجمہ مقام امام کہا گیا ہے [illegible] دونوں میں فرق ہے۔ مقصورہ وہ مقام ہے جہاں حاکم یا امام مسجد میں ٹھہرا کرتا ہے محراب وہ مقام ہے جہاں [illegible]مت کے وقت آگے ہو کر نماز پڑھاتا ہے۔

Marfat.com

کھنچے کھڑا رہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ دول اسلام میں ان چیزوں کو پہلے پہل معاویہ ہی نے ایجاد کیا۔ آپ پر حملہ کرنے والے برک کے انجام کے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔ اور بعض اہل روایت کا یہ بیان ہے کہ آپ نے اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر زندہ چھوڑ دیا تھا تاکہ عبرت روزگار رہے۔ چنانچہ وہ بصرے میں ایک مدت دراز تک زندہ رہا۔ اس کے اولاد بھی ہوئی۔ مگر زیاد نے انہیں کی خلافت کے زمانہ میں اس کی یہ حالت دیکھ کر ایک بار اس سے کہا "مجھ سے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ تیرے اولاد ہو اور امیر المومنین اس نعمت سے محروم رہیں۔" اور یہ کہتے ہی اُسے مصلوب کرا کے مار ڈالا۔

برک کا انجام

عمرو بن عاص کو یہ واقعہ پیش آیا کہ اسی ۱۷ رمضان کو عمرو بن بکر ان کی تاک میں بیٹھا۔ اتفاق سے اس رات کو انہیں کچھ سوء ہضم کی شکایت تھی خود نماز کے لیے نہیں برآمد ہوئے بلکہ کوتوال مصر خارجہ بن ابی حبیبہ کو حکم دیا کہ آج تم نماز پڑھا دو۔ خارجہ جیسے ہی نکلے ابن بکر نے تلوار کے ایک ہی وار سے ان کا کام تمام کر دیا۔ فوراً لوگوں نے اُسے گھیر کے پکڑ لیا۔ اور عمرو بن عاص کے سامنے لائے۔ سب نے اُن سے یا امیر کہہ کے خطاب کیا تو ابن بکر چونک پڑا۔ اور پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے کہا "امیر مصر عمرو بن عاص"۔ پریشان ہو کر پوچھنے لگا "تو پھر میں نے کسے قتل کیا؟" کہا گیا کہ "یہاں کے کوتوال خارجہ کو"۔ یہ سنتے ہی ابن بکر نے نہایت غصے اور طیش کے ساتھ چلا کر عمرو بن عاص سے کہا "او فاسق میں نے تو اُسے یہ سمجھ کے قتل کیا تھا کہ تو ہے"۔ ابن عاص نے کہا "ہاں۔ تو نے میرے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر خدا کو منظور یہ تھا کہ خارجہ مارا جائے۔" یہ کہنے کے بعد عمرو بن عاص نے اس خارجی کو قتل کرا ڈالا۔

ابن عاص کا خوش قسمتی سے بچ جانا۔

پندرہویں فصل

حضرت علیؓ کے حالات اور خصائل و فضائل

نسب اور خاندان۔ خانہ کعبہ اور ولادت۔ ابوطالب کے ایمان لانے میں اختلاف۔ تاریخ ولادت۔ سب سے پہلے ایمان لائے۔ کبھی بت پرستی نہ کی۔ بستر رسالت پر لیٹنا۔ ورود مدینہ حضرت فاطمہ کے ساتھ نکاح۔ پہلی کنیت ابوالحسن۔ دربار نبوت کا خطاب ابوتراب۔ دوسرے نکاح کا ارادہ۔ اور حضور رسالت کی ناراضی۔ آپ عشرہ مبشرہ میں ہیں۔ رسالت کی رفاقت اور شجاعت۔ غازیان تبوک میں نہ تھے۔ فتح خیبر۔ حضرت رسول کے بھائی۔ اہل عبا۔ اہل بیت سے کون لوگ مراد ہیں۔ واقعۂ غدیر۔ حضور رسالت کو آپ سے بیحد محبت تھی۔ آپ کی افضلیت۔ باب علم۔ جعلی باب۔ آپ کی شان میں آیتیں اور حدیثیں۔ آپ کا علم دعائے نبوی کی برکت تھا۔ سنہ ہجری آپ ہی کے مشورے سے جاری ہوا۔ علم نحو کی ایجاد۔ آپ کی شاعری۔ آپکی فصاحت۔ مواعظ و نصائح۔ زہد و عبادت اور جمع قرآن۔ علم۔ اتقاء۔ صاحبزادی سے محاسبہ تقسیم مال میں عدالت۔ بیت المال میں سے کچھ نہ لیتے تھے۔ حیرت انگیز اتقاء۔ سفر ایران۔ علالت ما گستری۔ اپنے لیے کوئی مکان نہیں بنایا۔ غذا و لباس میں احتیاط۔ اپنا بوجھ کسی پر نہ ڈالنا۔ بیت المال کی حفاظت۔ ساری دنیا سے بڑے سخی۔ حضرت عمرؓ کا خیال آپکی نسبت۔ آپ کیسے رفقا چاہتے تھے۔ شب شہادت کی فضیلتیں۔ جہاد میں فرشتے دونوں بازوؤں پر رہتے۔ بیت المال میں کچھ نہ چھوڑا۔ آپ کی رجعت کی تردید۔ سن شریف و زمانۂ خلافت۔ حلیۂ مبارک۔ بیویاں اور اولاد۔ ازواج و اولاد کا شمار۔ انگشتری کا نقش۔

نسب اور خاندان

آپ محترم خاندان بنی ہاشم کے نامور رکن اور حضرت رسول خدا صلعم کے چچا کے بیٹے تھے آپ کے والد ابوطالب جن کا اصلی نام عبد مناف تھا اور حضور رسالت مآب کے والد ماجد عبداللہ دونوں عبدالمطلب کے بیٹے اور سگے بھائی تھے آپ کی والدہ محترمہ فاطمہ بی خاص ہاشمیہ اور اسد بن ہاشم کی بیٹی تھیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے ہاشمی خلیفہ جو ماں باپ دونوں طرف سے ہاشمی تھے حضرت علیؓ ہی تھے۔ ابوطالب نے عبدالمطلب کی وفات کے بعد حضرت

Marfat.com

رسول خدا صلعم کی کفالت اپنے ذمے لی تھی۔ اور آغاز عہد نبوت میں وہی آپ کے مربی و کفیل کفار کے مقابلے میں سینہ سپر رہے۔ اسی طرح حضرت علیؓ کو رسول اللہ صلعم نے بچپن ہی میں ابو طالب کی بعض مجبوریوں کے باعث اپنے آغوش میں لے لیا تھا۔ لہذا یوں کہنا چاہیے کہ جناب علی تو حضور آپ کے بھائی بھی تھے اور فرزند بھی تھے۔

خانہ کعبہ میں ولادت

علامہ مسعودی کہتے ہیں کہ حضرت علی کی ولادت خاص خانہ کعبہ کے اندر ہوئی جس پر ایک فارسی شاعر نے خیال آفرینی کی اور خوب کہا ہے کہ

فرزند بخانۂ خدا شد   با دختِ رسول کتخدا شد

"بیٹے خدا کے گھر بیٹا ہوا۔ رسول کی بیٹی سے بیاہا گیا۔"

ابو طالب کے ایمان لانے میں اختلاف

ابو طالب اگرچہ ہر طرح حضرت رسول اکرم کے محافظ و معاون تھے اور سچ یہ ہے کہ نبوت محمدیہ نے انھیں کے آغوش میں نشوونما پایا۔ مگر ان کے ایمان لانے میں اختلاف ہے۔ اہل سنت کے محقق محدثین اور ان کا غالب گروہ قائل ہے کہ اگرچہ رسول اللہ صلعم نے بہت چاہا مگر وہ ایمان نہ لائے۔ اور آخر وقت تک یہی کہا کہ میں اپنے آبا و اجداد کے دین پر ہوں"۔ مگر شیعوں کا عموماً اور علمائے اہل سنت میں سے بھی بعض کا یہ اعتقاد ہے کہ انھوں نے نفس پسیں سے پیشتر دین اسلام قبول کر لیا تھا لیکن اس پر سب کو اتفاق ہے کہ حضرت علیؓ کی والدہ محترمہ فاطمہ ایمان لائیں اور ہجرت مدینہ سے بھی شرفیاب ہوئیں۔

تاریخ ولادت

حضرت علیؓ کی تاریخ ولادت اہل سیر نے نہیں بتائی لیکن اس سے ایک حد تک عمر شریف کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ بعثت محمدی کے وقت جبکہ حضرت رسالت کا سن چالیس برس کا تھا آپ بلحاظ اختلاف روایات آٹھ یا نو یا دس سال کے یا اس سے کم تھے۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے

سب سے پہلے ایمان لانے والے

آپ ہی ایمان لائے۔ اکثر لوگ پہلا ایمان لانے والا حضرت صدیقؓ کو بتاتے ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ حضور رسالت پر چار شخص تقریب قریب ایک ہی وقت ایمان لائے۔ آپ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت خدیجہؓ۔ آپ کے ابن عم حضرت علیؓ۔ آپ کے غلام زید بن حارثہؓ اور آپ کے دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ واقعات کے لحاظ سے یہ قیاس بہت صحیح معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے آپ کی بیوی ایمان لائیں۔ پھر زید بن حارثہؓ۔ ان کے بعد حضرت علیؓ اور بعد ازاں حضرت صدیقؓ ایمان لائے۔ چونکہ غیروں اور سن رسیدہ صاحب رشد و شعور جماعت میں پہلے ایمان لانے والے صدیقؓ ہی تھے اور بیوی غلام اور نابالغ فرزند کا ایمان لانا معمولی امر تھا

Marfat.com

اس لیے اکابر سلف نے اولیت کا تاج حضرت خلیفہ اوّل کو پہنا دیا۔ مگر یہ اولیت جناب رسول خدا صلعم کے مبعوث ہو جانے کے بعد ایمان لانے کے لحاظ سے ہے۔ ورنہ مختلف روایتیں بتا رہی ہیں کہ حضرت صدیقؓ آئندہ نبوت کے آثار دیکھ کر اس سے بہت پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔

بچپن میں بت پرستی نہ کی

بچپن میں ایمان لانے کی یہ برکت تھی کہ حضرت علیؓ نے کبھی کسی بُت کے آگے سر نہیں جھکایا اور نہ کسی بتکدے میں جاکے پوجا کی۔

جس وقت رسول اللہ صلعم نے اہل مکہ کے جور و تشدد سے عاجز آکر مکہ کو خیرباد کہی حضرت علیؓ کی عمر تقریباً اٹھارہ برس کی تھی۔ آپ اُن کو اپنے بچھونے پر سلا گئے۔ جن جن لوگوں کی امانتیں آپ کے پاس تھیں اُن کو حضرت علیؓ کے سپرد کیا اور ہدایت فرمائی کہ وہ امانتیں جن کی ہیں اُن کو واپس فرما کے یا جس کسی کو کوئی پیام پہونچانا ہو اُسے وہ پیام پہونچا کے مدینے چلے آئیں۔ رسول اللہ صلعم قبا ہی میں تھے کہ حضرت علیؓ نہایت تکلیف و مشقت کے ساتھ پاپیادہ سفر کرکے آپ سے آملے۔

ورود مدینہ

حضرت فاطمہ کے ساتھ نکاح

ہجرت کے دوسرے سال ماہ مبارک رمضان میں آپ کا عقد رسول اللہ صلعم کی سب سے چھوٹی صاحب زادی جناب فاطمہ سیدۃ نساء العالمین کے ساتھ ہوا۔ اور اسی سال ذی الحجہ کے مہینے میں رخصتی ہوئی۔ پھر جب بڑے فرزند حضرت حسنؓ پیدا ہوئے تو آپ نے اپنے لیے ابوالحسن کنیت اختیار فرمائی۔ ایک دن کسی بات پر حضرت سیدہ سے خفا ہوئے اور مسجد میں جاکے زمین پر لیٹ رہے۔ حضور سرورِ عالم کو خبر ہوئی تو تشریف لائے اُٹھایا اور دیکھا کہ زمین پر لیٹنے سے بدن میں مٹی بھر گئی ہے۔ دست مبارک سے مٹی جھاڑتے تھے اور فرماتے تھے "اے ابوتراب"۔ اس وقت سے یہ دوسری کنیت دربار نبوت کے ایک معزز خطاب کی شان سے عطا ہوئی جو آپ کو بہت عزیز تھی۔ اور جو کوئی آپ کو اس خطاب سے یاد کرتا خوش ہوتے۔

پہلی کنیت ابوالحسن

دربار نبوت کا خطاب ابوتراب

دوسرے نکاح کا ارادہ

ایک بار حضرت علیؓ نے جناب سیدہ کی زندگی میں دوسرا عقد کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ ہشام بن مغیرہ کے خاندان میں نسبت بھی ٹھہر گئی تھی۔ مگر جناب سیدہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے بھی آپ سے مشورہ لیا۔ پھر لڑکی والوں نے جاکر آپ سے پوچھا آپ نے برہمی کے عنوان سے فرمایا

ف۔ تاریخ الخلفا صفحہ ۱۱۷ ف صحیح بخاری مطبوعہ نظامی جلد ۲ صفحہ ۷۸۸

Marfat.com

میں ہرگز اجازت نہ دوں گا بجز اس کے کہ اگر ابن ابی طالب کا ایسا ارادہ ہو تو میری بیٹی کو طلاق (دختر حضور رسالت کی ناراضگی۔)
دیدیں اور تمھاری بیٹی سے نکاح کرلیں۔ فاطمہ میرے کلیجے کا ٹکڑا ہے جو چیز اسے بری لگتی ہے
مجھے بھی بری لگتی ہے اور جس چیز سے اس کو اذیت ہوتی ہے مجھے بھی ہوتی ہے۔"[1] ایک
روایت سے آپ کے یہ الفاظ بھی منقول ہیں "میں حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں کرتا لیکن
بخدا یہ نہ ہوگا کہ رسول خدا اور دشمن خدا کی بیٹیاں ایک گھر میں جمع ہوں۔" آپ کی اس ناراضگی کا
یہ نتیجہ ہوا کہ پھر حضرت علیؓ کو اس کی جرأت نہ ہوئی۔

آپ کا شمار ان دس بزرگان امت اور مخصوص صحبت یافتگان رسول اکرم میں ہے (آپ عشرہ مبشرہ میں تھے۔)
جن پر آتش دوزخ حرام ہو گئی۔ اور عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔

بدر۔ احد۔ خندق۔ خیبر اور تمام غزوات میں آپ حضرت رسالت کے ہمراہ تھے سب سے (رسالت کی رفاقت اور شجاعت۔)
زیادہ شجاعت دکھائی۔ بڑے بڑے نامور دشمنان اسلام کو قتل کیا۔ خوفناک جنگ احد میں آپ کے
جسم مبارک کو سولہ زخم پہنچے۔ بارہا آنحضرت نے علم آپ ہی کے ہاتھ میں دیا۔ اور کوئی معرکہ اور
کوئی جہاد نہ تھا جس میں رسول اللہ صلعم آپ کو ہمراہ نہ لے گئے ہوں بجز غزوہ تبوک کے جس میں
حضرت رسالت بہت دور اور سب سے زبردست دشمن کے مقابلے پر تشریف لیجا رہے (غازیان تبوک میں نہ تھے۔)
تھے۔ اس موقع پر آپ حضرت علیؓ کو مدینے میں اپنا قائم مقام اور نائب بنا کے تشریف لے گئے
تو انھیں سخت ملال ہوا۔ آئے۔ اور عرض کیا "آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں؟"
جواب میں ارشاد ہوا "کیا تمھیں پسند نہیں کہ مجھ سے تم کو وہی نسبت ہو جو موسیٰ سے ہارون کو تھی
یہ اور بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔"

فتح خیبر سے ایک روز پیشتر حضور سرور عالم نے فرمایا "کل میں ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا (فتح خیبر۔)
جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول اسے دوست رکھتے ہیں۔" لوگوں نے ساری
رات اسی فکر میں کاٹی کہ کل دیکھیں کسے یہ فخر حاصل ہوتا ہے؟ صبح ہوتے ہی آپ نے حضرت
علیؓ کو یاد فرمایا۔ عرض کیا گیا کہ "ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔" فرمایا "بلاؤ تو سہی" حضرت علیؓ
تشریف لائے اپنا لعاب دہن آنکھوں میں لگا کے دعائے صحت فرمائی۔ فوراً آنکھیں اچھی ہو گئیں
اور آپ کو علم مرحمت ہوا۔

---

[1] فتح الباری شرح حدیث مذکور

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے "علیؓ کو تین فضیلتیں ایسی حاصل ہیں کہ میری نظر میں اُن سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہو سکتی۔ اول رسول خدا صلعم کی دامادی۔ دوسرے مسجد نبوی میں اُن کا رہنا۔ تیسرے خیبر کے روز انھیں جھنڈا ملنا۔

حضرت رسولؐ کے بھائی۔

مدینہ طیبہ میں پہونچنے کے بعد جب رسول اللہ صلعم نے مہاجرین و انصار کے درمیان بھائی چارہ کرایا تو حضرت علیؓ روتے ہوئے آئے اور عرض کیا آپ نے سب کا ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا مگر مجھے اس نعمت سے محروم رکھا۔ فرمایا "تم تو دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔"

اہل عبا۔

آیت مباہلہ نازل ہوئی اور قرار پایا کہ مخالف اپنے اہل و عیال اور آپ اپنے اہل و عیال لے کر نکلیں تو آنحضرت نے علیؓ و فاطمہؑ اور اُن کے دونوں فرزندوں حسنؑ و حسینؑ کو اپنی چادر میں لیا اور فرمایا "خداوندا یہ میرے اہل بیت یعنے گھر والے ہیں۔" اس روایت کی بنا پر شیعوں کا اعتقاد ہے کہ اہل بیت عبارت انھیں چاروں بزرگوں سے ہے۔" مگر محققین کا خیال یہ ہے کہ

اہل بیت سے کون لوگ مراد ہیں۔

قرآن مجید میں اہل بیت سے مُراد بیویاں لی گئی ہیں۔ لہٰذا در اصل اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات رسالت تھیں۔ مگر اس موقع پر ان چاروں بزرگوں کو بھی آپ نے اُن میں شامل فرما لیا۔

واقعۂ غدیر۔

حجۃ الوداع سے واپس ہوتے وقت رسول خدا صلعم کو غدیر نام ایک تالاب یا چشمہ پر معلوم ہوا کہ بعض منافقین مدینہ حضرت علیؓ کے خلاف ہیں۔ آپ نے فوراً خطبے کے طور پر فرمایا "جس کا میں دوست ہوں اُس کے علیؓ دوست ہیں۔ خداوندا جو اُن کا دوست ہو اسے دوست رکھ اور جو اُن کا دشمن ہو اُسے تو دشمن رکھ۔"

حضور رسالت کو آپ سے بے حد محبت تھی۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ بچپن سے آپ کے آغوش میں رہنے۔ ہمیشہ سعادت مندانہ اطاعت کرنے۔ بے نظیر شجاعت دکھانے اور سب سے زیادہ لاڈلی بیٹی کے شوہر ہونے کے باعث جناب رسول خدا صلعم کو حضرت علیؓ سے بے انتہا محبت تھی۔ چنانچہ ایک بار فرمایا "علی مجھ سے اور میں علیؓ سے ہوں۔" اور اکثر فرمایا کرتے "جس نے علیؓ کو اذیت پہونچائی مجھے پہونچائی۔ جس نے علیؓ کو برا کہا مجھے برا کہا۔ جسے علیؓ سے محبت ہے مجھ سے ہے۔"

اسی محبت کا یہ بھی تقاضہ تھا کہ حضرت اُم المومنین اُم سلمہ فرماتی ہیں "جب رسول اللہ صلعم غصہ ہوتا تو بجز علیؓ کے کسی کو آپ سے بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔"

حضرت عمار بن یاسر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "دنیا میں شقی ترین دو شخص ہیں۔ ایک وہ جس نے ناقہ صالح کی کوچیں کاٹی تھیں اور دوسرا وہ جو علیؓ کو قتل کرے گا۔"

Marfat.com

آپ کی فضیلت

اسی بنیاد پر امام احمد بن حنبل کا یہ قول مشہور ہے کہ جتنی فضیلتیں حضرت علیؓ کی ثابت ہیں صحابہ میں سے کسی کو نہیں نصیب ہوئیں۔

صحیح احادیث کی رو سے علم میں دو بزرگ ممتاز ثابت ہوئے ہیں۔ ایک حضرت عمر فاروق اور دوسرے علی مرتضیٰؓ۔ حضرت علیؓ کی نسبت ارشاد ہوا کہ "میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا باب (دروازہ) ہیں۔ اگرچہ اس حدیث کے صحیح ہونے میں محدثین کو شک ہے مگر اس باب کے لفظ نے اسلام کی پہلی صدی میں بھی ایک جعلی باب پیدا کیا تھا اور آخری زمانے میں بھی ایک دوسرا باب پیدا ہو گیا جس کی طرف فرقہ بابی منسوب ہے۔ یہ دونوں اپنے آپ کو حضرت علیؓ کا مظہر بتاتے تھے۔

باب علم۔ جعلی باب

آپ کی شان میں آیتیں اور حدیثیں

حضرت ابن عباس نے ارشاد فرمایا کہ علیؓ کی شان میں تین سو آیتیں نازل ہوئیں۔ اور محدثین کا بیان ہے کہ آپ کے بارے میں پانچ سو چھیاسی حدیثیں مروی ہیں جن کو اکابر سلف میں سے حضرات حسن حسینؓ۔ ابن مسعود۔ ابن عمر۔ ابن عباس۔ ابن زبیر۔ ابو موسیٰ اشعری۔ ابو سعید خدری۔ زید بن ارقم۔ جابر بن عبداللہ۔ ابو امامہ۔ ابو ہریرہ۔ اور محمد بن حنفیہ نے روایت کیا ہے۔

آپ کا علم دعائے نبوی کی برکت تھا

رسول خدا صلعم نے آپ کو والی یمن بنا کے روانہ فرمایا تو آپ نے اپنی نو عمری و ناتجربہ کاری کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلعم نے یہ سنتے ہی آپ کے سینے پر ہاتھ مارا اور دعا کی "خداوندا ان کے دل کو ہدایت کر۔ اور ان کی زبان میں استقامت پیدا کر۔" آپ کے علم کا باعث در اصل یہی معجزۂ نبوت تھا جس کے ذریعے سے خدا نے آپ کے دل کو روشن اور سینے کو محرم اسرار علوم بنا دیا۔ اس واقعے کے بعد آپ ہر امر کا بے تکلف فیصلہ کر دیتے۔ اور اپنے فیصلہ پورا وثوق اور یقین ہوتا۔

سنہ ہجری آپ ہی کے مشورے سے جاری ہوا

اسی کی برکت تھی کہ صحابہ علی العموم آپ کو سب سے اچھا قاضی تسلیم کرتے تھے۔ اور حضرت عمر تک کو اعتراف تھا کہ دنیا میں بہترین قاضی آپ ہیں۔ حضرت عمرؓ کو جب ایک اسلامی حساب سنین قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو حضرت علیؓ ہی کے مشورے سے ہجرت مدینہ کو آغاز ترقی اسلام قرار دے کر سنہ ہجری جاری فرمایا۔[۱]

علم نحو کی ایجاد

علم کے بارے میں آپ کی اس قدر شہرت ہے کہ عوام میں تقریباً تمام علوم کی ابتدا آپ کی جانب منسوب کر دی گئی ہے۔ یہ تعمیم اگرچہ قابل اعتبار نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ ایک علم آپ ہی

[۱] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔ حالات حضرت علیؓ۔

بنیاد آپ ہی سے پڑی۔ آپ کے شاگرد رشید ابوالاسود دُوئلی کہتے ہیں "ایک دن میں نے آپ کو متفکر پایا سبب دریافت کیا تو ارشاد ہوا "میں دیکھتا ہوں کہ یہاں کے لوگ غلط زبان بولنے لگے ہیں۔ اس لیے چاہتا ہوں کہ چند اصول مدوّن کر دوں"۔ عرض کیا اس سے کیا بہتر ہو سکتا ہے۔ ہماری زبان غارت ہونے سے بچ جائے گی"۔ پھر تیسرے روز میں حاضر ہوا تو آپ نے چند لکھے ہوئے قواعد مرحمت فرمائے جو حسب ذیل تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سارا کلام یا اسم ہے یا فعل یا حرف۔ اسم کسی مسمیٰ سے خبر دیتا ہے فعل مسمیٰ کی حرکت سے خبر دیتا ہے اور حرف ایسے ما فی الضمیر سے خبر دیتا ہے جو نہ اسم ہو نہ فعل"۔ یہ تحریر عطا فرما کے ارشاد ہوا کہ "اس پر غور کرو اور اس کو بڑھاؤ"۔

ابوالاسود نے آپ کے حکم کے بموجب اس اصول کو غور و خوض سے بڑھانا شروع کیا جو کچھ خیال میں آتا اس کو قلمبند کرتے اور پھر آپ کو جا کے سُناتے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ میں نے حروف نصب سنائے تو وہ صرف اِنَّ۔ اَنَّ۔ لَیتَ۔ لَعَلَّ۔ کَاَنَّ تھے۔ ارشاد ہوا تم نے لٰکِنَّ کو کیوں چھوڑ دیا؟ میں نے حسب الارشاد اُس کو بھی شامل کر دیا"۔

آپ کی شاعری

آپ شعر بھی فرماتے تھے۔ اور آپ کی جانب بہت سے اشعار منسوب ہیں۔ امام شعبی کہتے ہیں۔ ابوبکرؓ شعر کہتے تھے۔ عمرؓ شعر کہتے تھے۔ عثمانؓ شعر کہتے تھے۔ اور سب سے بڑے شاعر علیؓ تھے۔ چنانچہ آپ کے اشعار کا ایک دیوان بھی مرتب ہو کے شایع ہو گیا۔ مگر اُن میں سے ایک شعر کا بھی آپ سے بہ سند متصل صحیح ثابت کرنا غیر ممکن ہے۔ ان کو پڑھ کے فصاحت و بلاغت کا فائدہ جس قدر چاہے اُٹھا لیا جائے۔ مگر ان سے کوئی فقہی و شرعی استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

آپ کے خطبے

یہی حال خطبوں کا ہے۔ آپ نہایت ہی فصیح البیان اور قادر الکلام تھے اور عالمانہ انداز سے منبر پر کھڑے ہو کر تقریر فرماتے تھے۔ مورخین نے آپ کے بہت سے خطبات نقل کیے ہیں جن کا شمار دہم کو پہونچ گیا ہے۔ وہ سب فی البدیہہ اور برجستہ ادا کیے گئے ہیں اور واقعی فصاحت و بلاغت کے بے نظیر نمونے ہیں۔ مگر جن لوگوں کی نظر احادیث میں وسیع ہے اور جنھوں نے عرب العرباء کے بے تکلف کلام کو بہ کثرت مطالعہ کیا ہے سمجھ سکتے ہیں کہ اُن میں بجائے عہد رسالت کی سادگی کے عہد متاخرین کی وقت پسندی زیادہ ہے۔ محدثین کی تحقیق اور تنقید میں وہ بھی پورے نہیں اتر سکتے مگر مجموعی طور پر اس امر کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ آپ اس دور کے تمام لوگوں سے زیادہ فصیح اور ادبی کمال میں لاثانی تھے

Marfat.com

مواعظ و نصائح

آپ کے مواعظ و نصائح کا بھی ایک ذخیرہ جمع کیا گیا ہے وہ سب اخلاق حسنہ کے سبق ہیں کسی نے پوچھا اچھے لوگ کون ہیں؟ ارشاد ہوا جو احسان کرتے وقت خندہ جبیں رہیں۔ غلطی ہو جائے تو معافی مانگیں۔ آزمایش میں پڑیں تو صبر کریں اور غصہ آئے تو معاف کر دیں مگر یہ تمام مواعظ بھی اسناد صحیحہ سے نہیں ثابت ہو سکتے۔

زہد و عبادت اور جمع قرآن

ان علمی کمالات کے علاوہ آپ بہت بڑے عابد و زاہد متقی و پرہیزگار اور عدالت عالم تھے قرآن مجید کے جمع کرنے والوں میں بھی آپ شمار کئے گئے ہیں چنانچہ آپ نے قرآن مجید حضور رسالت کو سنایا۔ بعد ازاں ابوالاسود دؤلی۔ ابوعبدالرحمن سلمی۔ اور عبدالرحمن بن ابی لیلے نے دوبارہ قرآن آپ کو سنایا۔[1]

علم

ابن عباس کا قول تھا کہ دنیا کا سارا علم پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ان میں سے چار حصے اکیلے علیؓ کو ملے۔ باقی ماندہ ایک حصہ سب لوگوں کو ملا اور اس میں بھی حضرت علیؓ ان کے ساتھ شریک رہیں۔

اتقا

آپ کے اتقا کی یہ حالت تھی کہ مجال نہ تھی بیت المال میں سے ایک حبہ بھی کسی غیر مستحق کو مل جائے۔ اس بارہ خاص میں لوگوں سے سخت محاسبہ فرماتے اور حضرت ابن عباسؓ اسی بات پر بگڑ گئے جیسا کہ پیشتر ذکر ہو چکا ہے۔

صاحبزادی سے محاسبہ

آپ کے عہد میں بیت المال کے داروغہ اور خزانچی رسول خدا صلعم کے غلام ابورافع تھے ایک روز حضرت علیؓ نے گھر میں دیکھا کہ آپ کی ایک صاحبزادی بنا چنا کے سنواری گئی ہیں سارے زیور کے ساتھ آپ نے انھیں ایک موتی پہنے دیکھ لیا اور پہچان گئے کہ وہ بیت المال کی ملک ہے پوچھا یہ موتی اسے کیونکر ملا؟ معلوم ہوتا ہے اس نے بیت المال سے چرا لیا" اور چوری کی سزا دینے یعنی ہاتھ کاٹنے کو تیار ہو گئے۔ ابورافع نے جب دیکھا کہ آپ اپنے ارادے سے باز نہیں آتے تو عرض کیا "امیر المومنین یہ ان صاحبزادی کا نہیں بلکہ میرا قصور ہے میں نے فقط زینت کے لئے لا کے پہنا دیا تھا" ارشاد ہوا "میں نے جب فاطمہؓ سے عقد کیا ہے تو بجز ایک بھیڑ کی کھال کے ہمارے پاس کوئی بچھونا نہ تھا۔ اسی پر ہم سوتے۔ اسی پر دن کو پانی لانے والے

[1] مروج الذہب مسعودی۔ حالات حضرت علیؓ۔
[2] تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۱۱۷

اونٹوں کو دانہ چارہ دیتے اور بجز خود فاطمہؓ کے ہمارے پاس کوئی اور کام کرنے والا نہ تھا۔"

تقسیم مال میں عدالت۔

عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اصفہان سے حضرت علیؓ کے پاس دولت آئی۔ آپ نے اس کو سات حصوں پر تقسیم فرمایا۔ اتفاق سے اس میں ایک روٹی بھی تھی تو اس کے سات ٹکڑے کروائے پھر اپنی فوج کے افسروں کو بلا کے قرعہ ڈالا۔ اور جو حصہ جس کے نام نکلا اس کو عطا فرمایا۔

بیت المال سے کچھ نہیں لیتے تھے۔

ہارون بن عنترہ بھی اپنے والد کی زبانی ایک نقل بیان کرتے تھے کہتے تھے کہ انھوں نے کہا حضرت علیؓ قصر خورنق میں تھے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جاڑوں کا موسم تھا نہایت سخت سردی پڑ رہی تھی۔ آپ فقط ایک پرانی چادر اوڑھے تھے۔ اور مارے سردی کے کانپ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا "امیر المومنین یہ مال جو ملکوں سے آتا ہے اس میں آپ کا اور آپ کے خاندان کا بھی حق ہے مگر آپ اپنے نفس پر ایسا ظلم کر رہے ہیں۔" فرمایا "میں نے خدا کی قسم تمہاری کوئی چیز نہیں لی۔ یہ میری وہی چادر ہے جس کو میں مدینے سے اوڑھے ہوئے آیا تھا۔"

حیرت انگیز اتقا

یحییٰ بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے عمرو بن سلمہ کو حاکم اصفہان مقرر فرمایا تھا وہ وہاں سے آئے تو بیت المال میں داخل کرنے کے لیے کچھ مال ساتھ لائے۔ اس میں شہد اور گھی سے بھری ہوئیں چند مشکیں بھی تھیں۔ آپ کی صاحب زادی حضرت ام کلثوم نے ان کے پاس آدمی بھیج کر ان میں سے دو ایک مشکیں منگوائیں۔ جب وہ مال خزانے میں داخل کیا گیا تو آپ نے مشکوں کو گنا اور فہرست کی رو سے کم پائیں۔ فوراً عمرو سے جواب طلب کیا۔ انھوں نے ٹالا اور عرض کیا "میں ان کو پھر حاضر کروں گا۔" آپ نے اصرار کے ساتھ پوچھا کہ "جب وہ تمہارے ساتھ آئی تھیں تو پھر آخر کیا ہوئیں؟" مجبوراً انھوں نے حقیقت حال عرض کی۔ اور آپ نے فوراً آدمی بھیج کر وہ مشکیں صاحب زادی کے پاس سے منگوائیں۔ منگوانے کے بعد دیکھا تو ان میں کچھ کچھ گھی اور شہد کم تھا۔ اسی وقت تاجروں کو بلوا کے کمی کا اندازہ کرایا اور معلوم ہوا کہ تین درہم کی قیمت کا مال کم ہے۔ فوراً آدمی بھیج کر تین درہم صاحب زادی سے منگوا کر اس مال میں شامل کیے۔ اس کے بعد مال کو مستحقین میں تقسیم فرمایا۔

سفر ایران۔ عدالت گستری

ایک بار آپ نے ایران کا سفر کیا۔ ہمدان سے روانہ ہوئے تو راہ میں دو شخصوں کو باہم لڑتے دیکھا۔ دونوں کو چھڑا دیا اور آگے بڑھے۔ یکایک کان میں آواز آئی کہ کوئی شخص فریاد کر رہا ہے۔ "خدا کے لیے کوئی میری مدد کرے۔" جدھر سے آواز آئی تھی فوراً ادھر کا رخ کر دیا اور پکار پکار کے

Marfat.com

فرماتے جاتے تھے "تمہاری مدد آگئی"۔ موقع واردات پر پہونچ کے دیکھا کہ ایک شخص دوسرے سے الجھا ہوا ہے۔ آپ کی صورت دیکھتے ہی کہنے لگا امیر المؤمنین میں نے اس شخص کے ہاتھ سات درہم کا کپڑا بیچا تھا۔ اور شرط کر لی تھی کہ کھوٹے اور ٹوٹے درہم نہ لوں گا۔ اب یہ ناقص درہم دیتا ہے۔ میں نے ان کے لینے سے انکار کیا اور اس کا دامن پکڑ لیا۔ اس پر بگڑ کے اس نے مجھے ایک تھپڑ مارا۔ آپ نے دوسرے شخص سے پوچھا تو اس نے بھی اس بیان کی تصدیق کی۔ آپ نے خریدار سے کہا "تم شرط پوری کرو" حکم ہوتے ہی اس نے رقم دیدی۔ تب آپ نے دوسرے سے کہا "اب تم اس سے تھپڑ کا قصاص (بدلہ) لو"۔ اس نے عرض کیا "تو کیا امیر المؤمنین میں معاف نہیں کر سکتا؟" فرمایا "اس کا تمہیں اختیار ہے"۔ بعد ازاں آپ نے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ اس تھپڑ مارنے والے کو گرفتار کر لو۔ اور جب گرفتار کر لیا گیا تو اسے ایک شخص کی پیٹھ پر چڑھوا کے آپ نے پندرہ دُرّے لگوائے۔ اور حاضرین کی طرف دیکھ کر فرمایا "یہ سزا اس کی ہے جو کسی کی آبروریزی کرے"۔

سفیان ثوری کا قول ہے کہ حضرت علیؓ نے عمارت کے لیے کوئی کچی یا پکی اینٹ اینٹ پر نہیں رکھی اور نہ کوئی نرکل پر رکھا۔ یعنے نہ کوئی کچا یا پکا مکان تعمیر کیا۔ نہ کوئی چھپر بنایا اور آپ کے کھانے کے لیے غلہ تھیلے میں بھر کے مدینے سے لایا جاتا تھا۔

اپنے لیے کوئی مکان نہیں بنایا

غذا و لباس میں احتیاط۔

آپ نے ایک بار اپنی ایک تلوار بیچنے کے لیے بازار میں بھیجی۔ اور فرمایا "اگر میرے پاس ازار کی قیمت کے لیے چار درہم موجود ہوتے تو میں اس تلوار کو نہ بیچتا"۔ بازار سے کرتا خرید کر پہنتے اگر آستین ہاتھ سے لانبی ہوتی تو اُسے ہاتھ کے برابر رکھ کر باقی کو پھاڑ دیتے۔ جس تھیلے میں آپ کے کھانے کے جو رہتے اس پر ہمیشہ مہر لگا دیا کرتے اور فرماتے "مجھے پسند نہیں ہے کہ جو چیز میرے پیٹ میں جاوے اس کی حالت کا پورا پورا علم مجھے نہ ہو"۔

اپنا بوجھ کسی پر نہ ڈالنا۔

ایک بار لوگوں نے دیکھا کہ آپ ایک درہم کے چھوہارے خرید کر خود ہی لادے لیے جاتے ہیں۔ عرض کیا "امیر المؤمنین۔ اس بوجھ کو ہم لوگ نہ پہونچا دیں؟" فرمایا "عیال والے کو اپنا بوجھ خود ہی اٹھانا چاہیے"۔

بیت المال کی حفاظت۔

بیت المال کے مکان میں آپ خود اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیا کرتے اور وہیں اکثر نماز پڑھتے۔ مقصد یہ تھا کہ اگر کوئی گری پڑی چیز رہ گئی ہو تو آپ ہی کے ہاتھ پڑے۔ اور دوسرے یہ کہ مسلمان جان لیں کہ آپ نے اس میں کچھ بچا نہیں رکھا ہے۔

سادگی و دنیا سے بے تعلقی

یہی واقعات تھے جن کی بنا پر خلیفہ عمر بن عبد العزیزؒ کے سامنے ایک بار ذکر ہوا تو کہا

Marfat.com

دنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ متقی علی ابن ابی طالب تھے۔"

حضرت عمرؓ کا خیال آپ کی نسبت

عمرو بن میمون کا بیان ہے کہ جب حضرت عمرؓ پر کاری حربہ ہوا۔ آپ نے خلافت کو چھ آدمیوں میں دائر کر دیا۔ اور لوگ آپ کے پاس سے نکل کے گئے تو آپ فرمانے لگے "اگر ان لوگوں نے اس شخص کو جس کا سر بالوں سے صاف ہے (حضرت علیؓ کو) خلیفہ بنایا تو یہ انھیں ٹھیک راستے پر لے جائے گا۔" یہ الفاظ سن کر ان کے فرزند عبداللہ نے عرض کیا "تو پھر امیر المومنین آپ وصیت کر کے خلافت کو ان کے نامزد کیوں نہیں کر دیتے؟" ارشاد ہوا "مجھے یہ گوارا نہیں ہے کہ زندگی میں بھی ذمہ دار رہا اور مرنے کے بعد بھی ذمہ دار رہوں۔"

آپ کیسے لوگ چاہتے تھے۔

حضرت علیؓ ایک بار مدائن میں تھے۔ دروازے پر دیکھا کہ لوگوں کا ہجوم لگا ہوا ہے۔ اپنے غلام قنبر سے دریافت فرمایا "یہ کون لوگ ہیں؟" عرض کیا "امیر المومنین آپ کے شیعہ اور جاں نثار ہیں۔" ارشاد ہوا "مگر یہ کیا بات ہے کہ میں ان میں اپنے شیعوں کی علامتیں نہیں پاتا۔" پوچھا "وہ علامتیں کیا ہیں؟" فرمایا "یہ کہ پیٹ بھوک سے پچکے ہوں، ہونٹ پیاس سے خشک ہوں اور آنکھیں رونے سے چندھی ہو گئی ہوں۔"

شب شہادت کی فضیلتیں۔

جب ابن ملجم کا کاری وار آپ کا کام تمام کر چکا تو آپ کے بڑے فرزند حضرت حسنؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا "تم نے اس بزرگ کو آج کی رات قتل کیا۔ یہ ایسی رات ہے جس میں قرآن اترا تھا۔ اسی رات کو مسیح آسمان پر گئے تھے۔ اسی رات کو یوشع بن نون مارے گئے تھے۔ بخدا کوئی شخص جو آپ سے پہلے تھا آپ پر سبقت نہیں لے گیا اور نہ آپ کے بعد کوئی شخص آپ کا درجہ پا سکتا ہے۔ خدا کی قسم رسول خدا صلعم علیؓ کو کسی جنگی مہم پر روانہ فرماتے تو جبریل داہنے بازو پر اور میکائیل بائیں بازو پر ان کے ہمراہ رہتے۔ خدا کی قسم علیؓ نے سونا یا چاندی کچھ نہیں چھوڑا بجز آٹھ سو یا سات سو دیناروں کے جو ایک غلام کی قیمت کی بابت تھا۔"

جہاد میں فرشتے دونوں بازو پر ... آپ نے کچھ نہ چھوڑا

آپ کی رجعت کی تردید۔

عمرو بن اصم کہتے ہیں "حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد میں نے حضرت حسنؓ سے پوچھا شیعہ کہتے ہیں کہ قیامت آنے سے پیشتر آپ پھر زندہ ہوں گے۔" فرمایا "جھوٹے ہیں۔ اگر ہم ایسا جانتے تو آپ کی بیویوں کا کسی کے ساتھ نکاح کرتے اور نہ آپ کا ترکہ تقسیم کرتے۔" اس وقت کے بعض شیعوں کا یہی اعتقاد تھا جس کی حضرت حسنؓ نے تردید فرمائی۔ جابر بن زید جعفی اسی گروہ کے سیاسی عقیدے کے بانیوں میں تھا۔

سن شریف و زمانہ خلافت

آپ کی عمر میں اختلاف ہے بعض ۶۳ سال کی اور بعض ۵۸۔۵۹ یا ۶۵ سال کی بتاتے ہیں۔

Marfat.com

خلافت کا زمانہ تین مہینے کم پانچ سال تھا۔

حلیۂ مبارک — حلیہ مبارک یہ تھا کہ رنگت گندم گوں سانولا پن لیے ہوئے چندیا بالوں سے صاف ڈاڑھی نہایت سفید نورانی اور لمبی چوڑی جو دونوں شانوں تک پھیلی رہتی سینے اور سارے بدن پر بالوں کی کثرت۔ موٹی موٹی کلائیوں اور پنڈلیوں کے پٹھے اور عضلات خوب گٹھے ہوئے کمر چوڑی اور توند نکلی ہوئی۔ قد ٹھگنے ہونے کے قریب سینہ پستہ قامتی سے کسی قدر نکلتا ہوا اور نہایت خوش رو تھے اور خضاب نہیں لگاتے تھے اور جب دیکھیے مسکراتے نظر آتے۔

بیویاں اور اولاد — حضرت علیؓ کی بیویوں حرموں اور اولاد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ بیویوں میں سب سے پہلی جناب رسول خدا صلعم کی چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہراؓ تھیں جن کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ سارے عالم کی عورتوں کی سردار ہیں۔ جب تک وہ زندہ رہیں آپ نے کوئی دوسرا عقد نہیں کیا۔ اور ایک بار ارادہ کیا بھی تو جناب رسول اللہ صلعم نے اجازت نہ دی ان کے بطن سے تین صاحب زادے اور دو صاحب زادیاں پیدا ہوئیں۔ صاحب زادے حضرات حسنؓ حسینؓ اور محسنؓ تھے جناب محسن بچپن ہی میں والدین کو داغ دے گئے۔ اور صاحب زادیاں حضرت زینب کبریٰ اور حضرت ام کلثوم کبریٰ تھیں۔ حضرت فاطمہؓ نے رسول خدا صلعم کی وفات کے تین یا چھ مہینے بعد سفر آخرت فرمایا حضرت علیؓ تنہائی سے بہت پریشان ہوئے اور اسی وقت سے آپ نے دوسری شادیوں کا ارادہ کیا۔

چنانچہ ام البنین بنت حرام کلبیہ سے عقد فرمایا اور ان کے بطن سے عباس۔ جعفر عبداللہ اور عثمان پیدا ہوئے۔ یہ سب حضرت حسینؓ کے ساتھ میدان کربلا میں مارے گئے اور ان میں سے بجز عباس کے کسی کی نسل بھی باقی نہیں رہی۔

پھر آپ نے لیلیٰ بنت مسعود بن خالد نہشلیہ تمیمیہ سے عقد کیا ان کے بطن سے عبید اللہ اور ابوبکر پیدا ہوئے۔ یہ دونوں فرزند بھی میدان کربلا میں مارے گئے بعض اہل روایت کا بیان ہے کہ ان میں سے عبید اللہ کو مختار نے مقام مذار میں قتل کیا اور کہا جاتا ہے کہ ان دونوں فرزندان علیؓ کی نسل باقی نہیں رہی۔

بعد ازاں آپ نے اسماء بنت عمیس خثعمیہ سے نکاح کیا۔ یہ پہلے حضرت جعفر طیار کی بیوی تھیں اور ان سے اولاد بھی موجود تھی۔ پھر ان کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے عقد میں لیا ان کے نطفے سے محمد بن ابی بکر صدیقؓ پیدا ہوئے بعد ازاں حضرت علیؓ نے نکاح کیا ان

محمد بن ابی بکرؓ نے آپ ہی کے آغوش میں نشو ونما پایا۔ آپ سے بھی اُن کے دو فرزند ہوئے جن کے نام محمد اصغر اور یحییٰ ہیں۔ ان دونوں کی نسل منقطع ہوگئی۔ محمد اصغر کی نسبت بعض اہلِ سیر کا بیان ہے کہ ایک حرم کے بطن سے تھے۔ اور معرکۂ کربلا میں مارے گئے۔ بعض کا بیان ہے کہ عون نام ایک اور صاحبزادے بھی اسماء بنت عمیس کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

اُمامہ بنت ابی العاص بن ربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس سے بھی آپ نے عقد کیا جن کی والدۂ ماجدہ رسول خدا صلعم کی صاحبزادی زینب تھیں۔ اُن کے بطن سے محمد اوسط پیدا ہوئے۔

محیاۃ بنت امرء القیس بن عدی کلبیہ کے ساتھ بھی آپ کا عقد ہوا۔ ان کے بطن سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جو بچپن میں قضا کر گئیں۔ یہ ننھی بچی اکثر مسجد میں نکل کے آتی۔ لوگ پوچھتے تمھارے ماموں کون لوگ ہیں؟ اور وہ بچپن کی توتلی زبان سے جواب دیتی۔ وہ وہ یعنے کلب۔

ایک بیوی آپ کی اُم سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفیہ تھیں۔ اُن کے بطن سے تین صاحبزادیاں اُم الحسن۔ رملۂ کبریٰ۔ اور اُم کلثوم پیدا ہوئیں۔

آپ کے نامور فرزند محمد بن حنفیہ آپ کی ایک حرم خولہ بنت جعفر بن قیس کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ ایک سیہ فام سندھی الاصل لونڈی تھیں جو پیشتر بنی حنیفہ کے قبضے میں تھیں یمامہ کی فتح میں جو غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئی اُس میں وہ بھی آئیں اور خوش نصیبی سے حضرت علیؓ کی حرم بنیں۔ اور چونکہ وہ چند روز بنی حنیفہ میں رہی تھیں اس لیے حنفیہ مشہور ہو گئیں۔[۵]

ایک حرم آپ کی صہبا بنت ربیعہ تغلبیہ تھیں۔ یہ بیوی اُن اسیروں میں سے تھیں جن کو خالد بن ولید عین التمر میں سے گرفتار کر لائے تھے۔ ان کے بطن سے عمر بن علیؓ اور رقیہ بنت علیؓ پیدا ہوئے۔ آپ کے یہ فرزند عمر ۸۵ برس کے ہو کر مرے جس کے باعث حضرت علیؓ کا ساتواں حصہ ترکہ اُن کے قبضے میں آیا اور انھوں نے مقام ینبوع میں وفات پائی۔

ان آپ کی اور بہت سی صاحبزادیوں کے نام بھی بتائے گئے ہیں جو مختلف حرموں کے

---

۵ ملخص از ابن قتیبہ۔ حالات حضرت علیؓ۔

Marfat.com

بیٹ سے پیدا ہوئیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ اُمِّ ہانی۔ میمونہ۔ زینب صغریٰ۔ رملہ صغریٰ۔ اُمِّ کلثوم صغریٰ۔ فاطمہ۔ اُمامہ۔ خدیجہ۔ اُمِّ الکرام۔ اُمِّ سلمہ۔ اُمِّ جعفر۔ جمانہ اور نفیسہ۔

ازواج و اولاد کا شمار۔

ازواج و اولاد کی جو تفصیل ہم نے اوپر بتائی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سات بیویوں سے آپ نے عقد کیا اور متعدد حرمیں تھیں جن میں سے صرف دو کا نام معلوم ہے۔ اور ان سب کے بطن سے خدا نے آپ کو پندرہ بیٹے اور بیس بیٹیاں عطا فرمائی تھیں۔

انگشتری کا نقش

حضرت علیؓ ایک چاندی کی انگوٹھی پہنے رہتے جس پر کندہ تھا "نعم القادر اللہ"۔

باب ہفتم

خلافت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ

پہلی فصل

مسند امامت پر جانشینی اور آپ کا خلافت سے دست بردار ہونا

حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت بیعت کے الفاظ۔ بیعت کرنے میں پہلی آپ کرد کی بزدلی۔ اہل شام کے مقابلے کا ارادہ۔ کوفے سے کوچ۔ مقدمۃ الجیش اور اس کے سردار۔ مدائن میں ورود۔ لشکر میں لوٹ مار۔ خود آپ کے ساتھ گستاخی۔ مختار کا شوق دغا خلافت سے آپ کی بیزاری۔ حضرت حسینؓ کا ترک خلافت سے اختلاف۔ معاویہ کے سفیر حسنؓ کے پاس۔ حضرت حسنؓ کا طرز عمل۔ معاویہ کا طرز عمل۔ شرائط صلح۔ دیگر شرائط۔ خراج دارابجرد ملنے میں جھگڑا۔ تاریخ ترک خلافت میں دو واقعہ دوسری روایت سے۔ ترک خلافت میں اہل عراق سے مشورہ۔ خلافت چھوڑتے وقت آپ کی تقریر۔ دوسری تقریر۔ معاہدے پر دستخط۔ معاویہ کوفے میں۔ آپ کی معاویہ کو نادم کرنے والی تقریر۔ آپ نے کیوں خلافت چھوڑ دی۔ ایک گستاخ معترض کا جواب۔ آپ کا مدینے تشریف لے جانا۔ قیس بن سعد کا واقعہ۔ ان کا ارادہ جنگ۔ معاویہ کی حکمت عملی اور صلح۔ اس زمانے کے پانچ چالاک مدبر۔ سعد اور معاویہ۔ صلح کے بعد خوارج کی حالت۔ سردار خارج فروہ آمادہ جنگ۔ حضرت حسنؓ سے اس کے مقابلے کی خواہش۔ اور آپ کا جواب۔ معاویہ کے لشکر کو خوارج سے شکست۔ کوفے والے کس طرح سیدھے کیے گئے۔ شیعیان علیؓ اور خوارج میں گٹھ جوڑ۔ فروہ کو اس کے عزیزوں نے گرفتار کرلیا۔ دوسرا

Marfat.com

سردار خوارج عبداللہ۔ خوارج کو شکست۔ فتح [illegible] کی [illegible]
جناب معاویہ کی حکمت عملی۔ اس پر فتح محمد بات نے [illegible] مقابلے پر [illegible]
خود کو ناز ہد و تقوی۔ عبداللہ بن عامر کو [illegible]
اور اس کا قتل ہونا۔ شبیب خارجی کا ہنگامہ اور اس کا استیصال۔ [illegible] خارجی کی گرفتاری۔
قتل۔ قاتل سے انتقام۔ ابو مریم خارجی۔ اس کا قتل ہونا۔ خوارج کی کثرت اور ان کا [illegible]
ابو العلا خارجی۔ اور اس کا مارا جانا۔ حضرت علیؓ پر تبرا۔

حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت۔

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد ہی خلافت کے ارکان دولت اور کوفے کے عمائد نے رمضان سنہ ۴۰ھ میں آپ کے فرزند اکبر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور رسول خدا صلعم کے نواسے اور جگر گوشہ فاطمۃ الزہرا کو مسند خلافت پر بٹھایا۔ سب سے پہلے قیس بن سعد انصاری نے حضرت سبط اکبر کی خدمت میں عرض کیا "لائیے ہاتھ لائیے کہ ہم کتاب اللہ و سنت رسالت کی پیروی اور مخل اندازان خلافت سے لڑنے کے اقرار پر بیعت کریں"۔ جناب حسنؓ نے ہاتھ بڑھایا اور فرمایا "کتاب اللہ و سنت رسالت کی پیروی ہی میں سب شرطیں اور ساری باتیں آگئیں۔ کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں"۔ چنانچہ قیس نے اور ان کے بعد سب نے اسی اقرار پر بیعت کی۔ اور مسند نشینی کی کارروائی پوری ہو گئی۔ چونکہ یہ مسند کوفے میں ہوئی۔ لہذا اس میں اُن اہل مدینہ کو جو مدینے ہی میں تھے مطلق دخل نہ تھا۔

بیعت کے الفاظ۔

یہ بیعت کوفے میں ہوئی۔

حضرت حسنؓ کا معمول تھا کہ بیعت لیتے وقت لوگوں سے اس بات کا اقرار کرایا کرتے آپ کے مطیع فرمان رہیں گے جس سے آپ صلح ہو گی اُس کے دوست رہیں گے اور جس سے آپ لڑیں گے اس سے لڑیں گے۔ کوفے والے شیعیان علیؓ جو حضرت علیؓ کے عہد میں پست ہمت بن کر لڑائی سے منھ چرانے لگے تھے۔ آپ کو یہ اقرار لیتے دیکھ کر متوحش اور باہم کہنا شروع کیا "یہ ہمارے مذاق کے حاکم نہیں معلوم ہوتے۔ یہ تو قتال [illegible] چاہتے ہیں"۔

اہل کوفہ کی بزدلی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سفر آخرت فرمانے سے پیشتر شام پر فوج کشی کرنے کا [illegible] کر چکے تھے۔ چالیس ہزار سپہگران عراق نے آپ کے ہاتھ پر لڑنے مرنے اور جان دینے پر بیعت کی تھی۔ مگر کوچ کی نوبت نہیں آنے پائی تھی کہ خداوند عزوجل نے [illegible] حضرت حسن رضی اللہ عنہ عنان خلافت ہاتھ میں لیتے ہی تیار ہو گئے کہ پدر بزرگوار کی [illegible] کو پورا فرمائیں۔ ساتھ ہی اہل شام کی سرکشیوں اور دست درازیوں کی خبریں [illegible]

اہل شام کے مقابلے کا ارادہ۔

Marfat.com

کچھ ایسے حالات سُنے گئے کہ آپ کو حضرت علیؓ کی مجوزہ مہم کا جلد تر پورا کرنا ضروری معلوم ہوا۔ کوفے میں جلنے کے ارادے ہو ہی رہے تھے کہ خبر آئی جناب معاویہ لشکر جمع کر کے آپ کے مقابلے کی غرض سے چل کھڑے ہوئے۔ یہ خبر پاتے ہی آپ نے ان تمام لوگوں کو جمع کیا جنھوں نے اس مہم کے لیے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اور فوراً لشکر جرار کے ساتھ کوفے سے روانہ ہو گئے۔

مقدمتہ الجیش کی شان سے بارہ ہزار لشکر ایک منزل آگے تھا جس کے سپہ سالار قیس بن سعد انصاری تھے۔ باقی سارا لشکر خود آپ کے علم کے نیچے تھا بعض راویان تاریخ کہتے ہیں کہ مقدمتہ الجیش کے اصلی سردار عبیداللہ بن عباس تھے۔ انھوں نے اپنی طرف سے قیس کو گردآوری کی فوج کا افسر بنا کے آگے بڑھا دیا تھا اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

حضرت حسنؓ نے مدائن میں پہونچ کر پڑاو ڈالا۔ وہاں اپنے خیمے میں مطمئن بیٹھے تھے کہ ناگہاں لشکر میں کسی نے غپ اُڑا دی "قیس بن سعد مارڈالے گئے"! اس خبر کی شہرت کے ساتھ ہی سارے لشکر میں ہلڑ مچ گیا۔ تمام لوگ بے سوچے سمجھے ایک دوسرے کو لوٹنے لگے۔ یہاں تک کہ چند بدمعاش خود حضرت حسنؓ کے خیمے میں گھس پڑے اور جو کچھ ملا لوٹ لیا۔ ایک شقی القلب نے آپ پر حملہ کیا اور ایک پر یہاں تک شقاوت سوار ہوئی کہ جس قالین پر آپ بیٹھے تھے اُسے بھی آپ کو ڈھکیل کر کھینچ لے گیا۔ یہ وہ شیعیان علیؓ تھے جو خارجی نہ ہوئے تھے بلکہ جاں نثاری کے دعویدار تھے۔ دشمنوں کے مقابلے پر چلے تھے۔ اور جان دینے کی قسم کھا کے گھر سے نکلے تھے۔ اس واقعہ کا آپ کے دل پر بڑا اثر پڑا۔ ان لوگوں کی طرف سے بالکل یاس ہو گئی، چنانچہ آپ لشکرگاہ کو چھوڑ کے مدائن کے "مقصورہ بیضا"۔ (سفید محل) میں چلے گئے۔

اس سے بھی بڑھ کر یہ شرمناک واقعہ پیش آیا کہ حاکم مدائن سعد بن مسعود ثقفی سے اُس کے نوجوان بھتیجے مختار بن عبید نے کہا "چچا آپ کو دولت و عزت کا شوق ہے"! سعد نے پوچھا کیونکر؟" کہا "حسن بن علیؓ اس وقت آپ کے بس میں ہیں۔ انھیں پکڑ کے اور باندھ کے معاویہ کے حوالے کر دیجیے"! یہ تجویز اس شخص نے پیش کی جو زمانہ مابعد میں شیعیان علیؓ کا بڑا زبردست سرغنہ ثابت ہوا۔ حضرت علیؓ کی نسبت اعتقاد رکھتا تھا کہ بادلوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور پھر دنیا میں آکر حکومت کریں گے۔ اور اسی نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ قاتلین حسینؓ سے

آپ کے خون کا انتقام لیا۔ سعد نے اس کی یہ تجویز سنی تو کمال برہمی و غیظ سے کہا "خدا تجھ پر لعنت کرے۔ رسول اللہ صلعم کے نواسے پر جور و تشدد کروں اور انھیں باندھوں!"

خلافت سے آپکی بیزاری۔

حضرت حسنؓ نے جب شیعیان علیؓ اور اپنے ہمراہیوں کی یہ حالت دیکھی تو خلافت سے دل کھٹا ہو گیا۔ اُسی وقت جناب معاویہ کو ایک خط بھیجا اس میں کچھ شرطیں پیش کیں۔ اور تحریر فرمایا کہ "یہ شرطیں اگر آپ کو منظور ہیں تو میں آپ کی حکومت قبول کر لینے کو تیار ہوں۔ اور وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کا مُطیع فرمان ہو جاؤں گا۔" بھیجنے سے پہلے اس خط کے مضمون سے

حضرت حسینؓ کا ترک خلافت سے اختلاف۔

اپنے چھوٹے بھائی حضرت حسینؓ اور عبد اللہ بن جعفر کو آگاہ فرمایا۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا "میں آپ کو خدا کا واسطہ دلاتا ہوں کہ معاویہ کے فتنے کی تائید و موافقت نہ کیجیے۔ اور اپنے طرز عمل سے پدر بزرگوار کی کارروائیوں کو غلط اور کالعدم نہ کر دیجیے۔" جواب میں حضرت حسنؓ نے فرمایا "چپ رہو۔ میں اس معاملے کو تم سے زیادہ سمجھتا ہوں۔"

معاویہ کے سفیر حسنؓ کے پاس۔

غرض آپ کا یہ خط جناب معاویہ کے پاس پہونچا۔ مگر اس کے پہونچنے سے پیشتر ہی وہ عبد اللہ بن عامر اور عبد الرحمٰن بن سمرہ کو آپ کی خدمت میں روانہ کر چکے تھے اور ان کے ساتھ ایک سادہ کاغذ بھیجا تھا جس کے نیچے اپنی مہر کر دی تھی اور اسی کے ساتھ اس مضمون کا دوسرا خط منسلک تھا کہ "آپ جو شرطیں چاہتے ہوں اس مہری کاغذ پر تحریر فرما دیں مجھے سب قبول ہوں گی۔" لہذا جناب معاویہ نے حضرت حسنؓ کا خط دبا رکھا۔ اور انتظار کرنے لگے کہ دونوں قاصد کیا جواب لاتے ہیں۔

حضرت حسنؓ کا طرز عمل۔ معاویہ کا طرز عمل

وہ سفارت جب حضرت حسنؓ کے پاس پہونچی تو اُس سادے مہری کاغذ پر آپ نے پہلی پیش کردہ شرطوں کی دونی شرطیں لکھ دیں۔ پھر اس دستاویز کی نقل دونوں سفیروں کو دی اور اصل دستاویز اپنے پاس رکھ لی۔ مگر جب صلح ہو جانے کے بعد حضرت حسنؓ نے عنان خلافت معاویہ کے ہاتھ میں دے دی اور اس دستاویز کا ایفا چاہا تو معاویہ نے تعمیل سے انکار کیا۔ وہی شرطیں منظور کیں جو حضرت حسنؓ نے پیشتر لکھ بھیجی تھیں۔ اور کہا "آپ نے جو کچھ خود مانگا تھا وہی آپ کو دیا جائے گا۔"

شرائط صلح۔

مذکورۂ بالا شرطیں حسب ذیل تھیں (۱) کوفے کے بیت المال یعنے خزانے میں جتنی نقد موجود ہو سب حضرت حسنؓ کو دے دی جائے اور کہتے ہیں کہ یہ کل رقم پچاس لاکھ درہم یا دینار تھی (۲) مملکت فارس میں سے صوبۂ داراب گرد کا سالانہ خراج پورا حضرت حسنؓ کو ملا کرے۔

Marfat.com

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ سب وشتم زبان پر نہ لائے جایا کریں۔
یعنے تبرا موقوف ہو"۔
پہلی دو شرطیں معاویہ نے قبول کیں گر تیسری شرط کے ماننے سے انکار کیا حضرت حسنؓ نے فرمایا "اچھا اتنی احتیاط کی جائے کہ میرے منھ پر ایسے الفاظ نہ کہے جائیں۔ اس کو معاویہ نے قبول تو کرلیا مگر عملدرآمد اس پر بھی نہ ہوا۔
علامہ سیوطی لکھتے ہیں معاہدے میں یہ شرطیں بھی تھیں کہ (۴) جناب معاویہ کی وفات کے بعد خلافت حضرت حسنؓ کو ملے (۵) اہل مدینہ و حجاز و عراق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں جو کچھ کیا ہو اس کا اُن سے مواخذہ نہ کیا جائے (۶) حضرت حسنؓ کا سارا قرض ادا کر دیا جائے۔ اور ان سب شرطوں کو جناب معویہ نے قبول کرلیا۔[عـ۵]

دیگر شرائط۔

دارابگرد ان ممالک میں شامل تھا جن کی آمدنی فتح کرنے کے حقوق کے لحاظ سے مال غنیمت کے طریقے پر اہل بصرہ کو ملا کرتی تھی۔ لہٰذا صلح ہونے کے چند ہی روز بعد یہ جھگڑا پیدا ہوا کہ بصرے والوں نے عذر کیا "ہم اپنے حق کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اور نہ اس کو کوئی زبردستی ہم سے لے سکتا ہے"۔ کہتے ہیں یہ جھگڑا معاویہ ہی کے اشارے سے پیدا ہوا۔

خراج دارابگرد ملنے میں جھگڑا۔

بہرحال ۲۵۔ ربیع الاول کو اور بعض اہل روایت کے نزدیک ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ ۴۱ھ میں یہ معاہدہ ہوا۔ اور حضرت حسنؓ نے کمال بے نفسی کے ساتھ دنیا کو لات مار کے عنان حکمرانی جناب معاویہ کے ہاتھ میں دے دی۔

تاریخ ترک خلافت۔

بعض اہل تاریخ کا بیان ہے کہ جب معاویہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ "خلافت کو آپ میرے حوالے کردیں"۔ تو آپ نے معززین عراق و کوفہ کو جمع کیا۔ اور اُن کے درمیان میں کھڑے ہو کر پہلے خدائے وحدہٗ لاشریک کی حمد وثنا کی پھر فرمایا "ہم اہل شام کے مقابلے میں خدا کی قسم نہ کسی شک کی وجہ سے دبتے ہیں نہ کسی ندامت کے باعث۔ اصل وجہ یہ ہے کہ پہلے ہم شام والوں سے راست بازی و صبر کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے۔ اور اب حال یہ ہے کہ اس راست بازی نے کینہ ونفاق کی شان اختیار کرلی۔ اور صبر نے خوف کی۔ تم لوگ جب معرکۂ صفین میں گئے ہو تو تمہارا دین آگے تھا اور دنیا پیچھے تھی۔ برخلاف اس کے

بعض اقوام دیگر روایت سے۔

ترک خلافت میں اہل عراق کی شکایت۔

عـ۵ تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی۔ حالات حضرت حسن رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

آج دنیا تمھارے سامنے ہے اور دین پیچھے۔ لوگو تم دو طرح کے مقتولین کے درمیان میں ہو ایک تو صفین کے مقتولین ہیں جن کے لیے تمھیں رونا ہے اور دوسری طرف نہروان کے مقتولین جن کے لیے تم روتے اور اُن کے خون کا انتقام چاہتے ہو۔ جو لڑنا چاہتا ہے ذلیل و خوار ہے اور جو مقتولین کا رونا ہے غیظ و غضب میں مبتلا ہے لوگو! معاویہ نے جس امر کی خواہش کی ہے اس میں نہ عزت ہے نہ انصاف۔ تم لوگ اگر مرنے کے لیے تیار ہو تو ہم صاف انکاری جواب دیدیں اور تلواروں کی دھار کے بھروسے پر فیصلے کو خداوند تعالیٰ پر چھوڑ دیں اور اگر تمھیں زندگی عزیز ہو تو ان کی درخواست قبول کر لیں اور تمھارے لیے امان کے طالب ہوں۔" آپ کے خاموش ہوتے ہی ہر طرف سے صدائیں آئیں کہ ہم زندگی چاہتے ہیں ہم زندگی چاہتے ہیں! آپ صلح کر لیں۔"

خلافت چھوڑنے وقت آپ کی تقریر

پھر جب آپ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ عنان خلافت معاویہ کے ہاتھ میں دیں تو شیعیان علیؓ کے گروہ میں پھر کھڑے ہوئے اور حسرت و یاس کے ساتھ یہ کلمات ارشاد فرمائے "لوگو۔ ہم تمھارے حاکم اور تمھارے مہمان ہیں۔ ہم تمھارے نبی کے گھرانے کے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے طاہر اور نجاست سے پاک کر دیا ہے۔" آخری فقرے کو مکرر فرمایا۔ اور حاضرین کی یہ حالت تھی کہ کوئی نہ تھا جو زار و قطار نہ رو رہا ہو۔ ان لوگوں کی رفاقت و جاں نثاری بس اسی قدر رہتی کہ روئیں اور آنسو بہائیں۔ اتنی ہمت کسی میں نہ تھی کہ تلوار لے کے اُٹھے۔ جان دینے پر تیار ہو۔ اور دشمنوں کا مقابلہ کرے۔

دوسری تقریر

اسی موقع پر ایک بار انھیں شیعوں کے گروہ میں کھڑے حضرت حسنؓ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ "اے اہل عراق! تمھاری تین حرکتوں نے میرے دل کو جلا دیا۔ پہلی یہ کہ تمھیں نے میرے پدر بزرگوار کو شہید کیا۔ دوسری یہ کہ تم نے میری ذات پر بھی حملہ کیا۔ اور تیسری یہ کہ تم نے میرے مال کو لوٹ لیا!"

معاہدے پر دستخط

معاہدۂ صلح پر دستخط ہوتے ہی حضرت حسنؓ نے جناب معٰویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی یعنے ان کو اپنا حاکم تسلیم کر لیا اور انھیں ہمراہ لے کر کوفے میں آئے۔

---

۵ اہل عراق میں دو گروہ تھے جو آپ کے ہمراہ تھے ایک گروہ ان لوگوں کا تھا جو مرکز صفین کا بدلہ لینا چاہتے تھے دوسرا گروہ اُن لوگوں کا تھا جو مقتولین نہروان کا انتقام خود حضرت حسنؓ اور آپ کے پیروؤں سے لینا چاہتے تھے۔ آپ نے دونوں کی حالت اور اُن کے مآل و انجام کو بتا دیا۔

Marfat.com

کوفے میں آنے کے بعد جب لوگ معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے جمع ہو گئے
عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا اس وقت موقع اچھا ہے حسنؓ سے کہیے کہ کھڑے ہو کر
کچھ بیان کریں تاکہ لوگوں پر ان کا عجز ظاہر ہو جائے۔ معاویہ نے پہلے خود کھڑے ہو کر تقریر
کی بعد ازاں حضرت حسنؓ سے کہا آپ بھی کچھ فرمائیں" حضرت حسن رضی اللہ عنہ فوراً اٹھ کر کھڑے
ہوئے۔ پہلے اللہ جل شانہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا "لوگو ہم میں سے جو پہلا تھا اس کے
ذریعے سے خدا نے تمہاری ہدایت کی۔ اور ہم میں سے جو پچھلا ہے اس کے ذریعے سے
خدا نے تم میں خونریزی موقوف کرائی۔ خلافت کے لیے ایک محدود زمانہ مقرر ہے۔ اور
دنیا دگرگوں ہوتی رہتی ہے۔ خداوند جل وعلا نے اپنے نبی صلعم سے فرمادیا تھا کہ میرے
خیال میں شاید یہ تمہارے لئے فتنہ ہو جائے اور دولت دنیا ایک محدود زمانے کیلئے
ہوتی ہے" یہیں تک فرمانے پائے تھے کہ معاویہ نے گھبرا کے کہا بس بیٹھ جایئے۔ اور
عمرو بن عاص سے برہمی کے لہجے میں کہا "یہ تمہارے مشورے کا نتیجہ ہے"۔

اب حضرت حسنؓ نے ارادہ فرمایا کہ عراق چھوڑ کے مدینہ طیبہ میں تشریف لے جائیں۔ اور
حجاز و یثرب کی خاموشی میں زندگی بسر کریں کسی نے پوچھا "آپ کیوں خلافت چھوڑنے پر
آمادہ ہو گئے؟" فرمایا "مجھے دنیا سے نفرت معلوم ہوئی۔ اور کوفے والوں کی یہ حالت نظر آئی
کہ ان پر جو بھروسہ کرتا ہے خراب ہوتا ہے۔ ان میں باہم پھوٹ پڑی ہوئی ہے۔ کوئی کسی کے
موافق نہیں۔ ان میں نہ بھلائی کی نیت ہے نہ برائی کی۔ والد مرحوم کو ان سے نہایت سخت
واقعات پیش آئے۔ اور کاش معلوم ہوتا کہ میرے بعد یہ لوگ کس کے ساتھ اچھے رہیں گے
یہ شہر سب سے پہلے اجڑنے والا (یعنے مورد غضب الٰہی) ہے"۔

پھر جب آپ کوفے سے روانہ ہونے ہی کو تھے کسی نے سامنے آ کے کہا "او مسلمانوں
کو روسیاہ کرنے والے"۔ فرمایا "مجھے برا نہ کہو۔ رسول خدا صلعم نے خواب میں دیکھا تھا کہ
بنی امیہ یکے بعد دیگرے آپ کے منبر پر کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ چیز آپ کو ناگوار گزری تو اللہ جل شانہ
نے سورۂ کوثر۔ اور سورہ انا انزلنا نازل فرمائیں"۔ آخر الذکر سورہ میں خیر من الف شہر ہے۔
اور الف شہر یعنے ہزار مہینے سے مراد بنی امیہ کا دور ہے جو اتنی ہی مدت تک رہا۔

اس کے بعد آپ مع اعزا و اقارب اور خدم و حشم کے مدینے میں تشریف لے گئے۔ آپ کے
کوچ کرتے وقت تمام اہل کوفہ رو رہے تھے۔ اور سب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

Marfat.com

قیس بن سعد کا واقعہ

کوفہ چھوڑنے سے پیشتر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے مقدمۃ الجیش کے افسر قیس بن سعد کو ایک تحریر کے ذریعے سے اطلاع دی کہ "میں خلافت سے دست کش ہو گیا لہذا اب تم معاویہ کی فرماں برداری کرو" قیس نے یہ خط پڑھا تو پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور کچھ کرتے دھرتے نہ بنتا تھا۔ فوراً اپنے تمام ہمراہیوں کو جمع کر کے وہ تحریر سنائی اور کہا لوگو امام ضلالت کی اطاعت قبول کرو۔ اور یہ نہیں منظور ہے تو بغیر کسی امام کے مقابلہ کرو۔ بہتوں نے کہا "ہم امام ضلالت کی فرماں برداری واطاعت قبول کریں گے" اور معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے روانہ ہو گئے۔ جن لوگوں نے اس کو گوارا نہ کیا وہ قیس کے ہمراہ تھے کہ عبید اللہ بن عباس نے جو اس لشکر کے سپہ سالار مگر اس سے جدا اور دور تھے معاویہ کی خدمت میں ایک خط بھیج کر اپنے لیے اور اس مال کے لیے جو ان کے ہاتھ میں تھا امان اور معافی مانگی۔ معاویہ نے ان کی درخواست قبول کر لی۔ مگر عبد اللہ بن عامر کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ روانہ کیا کہ ان کے لشکر کا انتظام کریں۔

اُن کا ارادۂ جنگ

اسی اثنا میں ان سب لوگوں نے جو معاویہ کی اطاعت نہیں قبول کرتے تھے قیس کو اپنا سردار بنایا۔ اور باہم عہد و پیمان کیا کہ جب تک معاویہ سے اس امر کا اقرار نہ کرا لیں گے کہ تمام شیعیان علیؓ اور ان کے ہمراہیوں کو جان و مال کی امان دی جائے گی برابر مقابلہ کرتے رہیں گے۔ عبید اللہ بن عباس اپنے اس لشکر میں رات کے اندھیرے میں آئے۔ اور کچھ ایسے گھبرائے ہوئے تھے کہ بے کچھ کہے سنے سب کو بے سردار چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ تب قیس کے ہمراہیوں نے ان کے ہاتھ پر لڑائی کی بیعت کی۔ اور جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔

معاویہ کی حکمت عملی

معاویہ نے یہ حال سنا تو قیس کے پاس ایک خط بھیج کر اپنی اطاعت کی طرف بلایا اور ایک تحریری سند امان لکھ کے بھیج دی جس پر ان کی مہر بھی ثبت تھی۔ ساتھ ہی خط میں لکھا "تم جو کچھ چاہتے ہو لکھ بھیجو۔ جو حقوق مانگو گے دیے جائیں گے" یہ تحریر بھیجتے وقت عمرو بن عاص نے کہا "ان لوگوں کو کوئی حقوق نہ دیجیے۔ ان سے مقابلہ کرنا چاہیے" معاویہ نے کہا "بس رہنے دو۔ یہ لوگ جب تک اپنے برابر اہل شام کی جانیں نہ لے لیں گے۔ مقابلے کیے جائیں گے نہ اپنے حقوق سے دست بردار ہوں گے۔ اور لڑائی اور خونریزی کے بعد عیش نصیب بھی ہوا تو کس کام کا؟ میں تو جب تک مجبور نہ ہو جاؤں گا۔ خدا کی قسم قیس سے نہ لڑوں گا" جب وہ سند

اور صلح

قیس کے پاس پہونچی تو انھوں نے اس شرط پر صلح کرنی چاہی کہ اُس نے اور شیعیان علیؓ نے جس قدر

خون بہایا ہے یا مال حاصل کیا ہے اس کے متعلق امان دے دی جائے اس کے علاوہ اس سند میں انھوں نے کسی قسم کا مال طلب نہیں کیا۔ جناب معاویہ نے اُن کی درخواست منظور کر لی۔ اور اس کے بعد قیس اور اُن کے تمام رفقا معاویہ کے مطیع و منقاد ہو گئے۔

اُس زمانے کے پانچ چالاک مدبر

گذشتہ فتنوں کے زمانے میں اہل عرب میں پانچ آدمی اپنی چالاکی تیز طبعی دقیقہ رسی اور حکمت عملی کے لحاظ سے نہایت ہی ہوشیار ٹھہرے اور اعلیٰ درجے کے مُدبر تسلیم کیے جاتے تھے (۱) معاویہ بن ابی سُفیان (۲) عمرو بن عاص (۳) مُغیرہ بن شعبہ (۴) قیس بن سعد (۵) عبداللہ بن بدیل خزاعی۔ ان میں سے قیس اور عبداللہ حضرت علیؓ کے ہمراہ تھے۔ مُغیرہ طائف میں گوشہ گزیں ہو گئے تھے۔ اور عمرو اور معاویہ حضرت علیؓ کی مخالفت پر متفق تھے۔

سعد اور معاویہ

معاویہ کو جب مستقل طور پر خلافت مل گئی تو سعد بن ابی وقاص اُن سے ملنے کو آئے اور سامنا ہوتے ہی کہا "السلام علیک اے بادشاہ" معاویہ ہنسے اور کہا "ابو اسحٰق اگر آپ مجھے امیر المومنین کہتے تو کیا مضائقہ تھا؟" سعد نے نہایت ہی متانت کے ساتھ جواب دیا۔ "یہ فقرہ تم نے تو ہنس ہنس کے مسرت کے ساتھ کہا مگر یاد رکھو کہ جس عنوان سے تم نے خلافت حاصل کی ہے اس عنوان سے مجھے ملتی تو خدا کی قسم ہرگز نہ قبول کرتا۔"

صلح کے بعد خوارج کی حالت

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے خلافت چھوڑ دینے سے یوں تو سارے شیعیان علیؓ کو مصیبت اور تباہی کا سامنا ہو گیا۔ مگر شیعوں کا جو گروہ خود حضرت علیؓ کے خلاف ہو کر خارجی بن گیا تھا وہ لوگ نہایت پریشان ہوئے اس لیے کہ ابھی تک انھیں ایسے بزرگوں سے لڑنا پڑتا تھا جو کمال نیک نفسی صاف دلی اور سچی شجاعت سے ان کا مقابلہ کرتے تھے مگر اب ایسے لوگوں کا مقابلہ تھا جو بہادری و شوکت کے علاوہ تدبیر اور حیلہ گری کے اسلحہ سے بھی کام لیتے تھے۔

سردار خوارج فروہ [illegible]

فروہ بن نوفل اشجعی جو پانچ سو خارجیوں کے ساتھ حضرت علیؓ کے لشکر سے جدا ہوا تھا اور شہرزور میں مقیم تھا اُس نے جب سُنا کہ حضرت حسنؓ نے خلافت چھوڑ دی اور اب ساری دنیائے اسلام کے فرماں روا معاویہ بن ابی سفیان ہیں تو اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے اُن سے کہا "اب تو وہ بات پیدا ہو گئی جس کے بُرے ہونے میں کسی قسم کا شک ہی نہیں لہٰذا چلو معاویہ سے لڑیں اور اُن پر جہاد کریں"۔ سب نے یہ تجویز منظور کی۔ وہ سب کوچ کر چلا۔ اور کوفے کے باہر نخیلہ نام جو لشکر گاہ تھی وہاں پڑاؤ ڈال دیا۔

حضرت حسنؓ سے اُسکے مقابلے کی خواہش، اور آپکا جواب

حضرت حسنؓ اُس کے نخیلہ میں پہونچنے سے پیشتر ہی عازم مدینہ ہو چکے تھے مگر معاویہ نے ایک قاصد کے ہاتھ آپ کے پاس پیام بھیجا کہ "اپنے دشمن فروہ سے مقابلہ کیجیے"۔ قادسیہ میں آپ کو معاویہ کا یہ پیام ملا تو جواب میں تحریر فرمایا "اہل قبلہ میں سے کسی کے ساتھ لڑنا اگر مجھے گوارا ہوتا تو میں پہلے تم سے لڑتا محض اُمت کی فلاح اور خونریزی سے بچنے کے لیے تو میں نے خلافت چھوڑ دی۔ اور تم سے معترض نہ ہوا"۔ یہ جواب بھیج کر آپ آگے روانہ ہو گئے۔

معاویہ کے لشکر کو خوارج سے شکست

جناب حسنؓ سے یہ جواب پاکر معاویہ نے اہل شام کا ایک لشکر فروہ اور اُس کے ہمراہی خوارج کے مقابلے پر بھیجا۔ خوارج نے ایسی بہادری و جاں بازی سے مقابلہ کیا کہ اس شامی لشکر کو شکست دیدی۔ اب معاویہ نے اہل کوفہ کی طرف توجہ کی۔ اُن میں حضرت علیؓ کی سی نرمی و پاسداری نہ تھی۔ اور اہل عراق کے حال پر ویسے مہربان نہ تھے۔ جیسے کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ تھے۔

کوفے والے کس طرح سیدھے کیے گئے۔

چنانچہ معاویہ نے اہل کوفہ کو جمع کر کے کہا "تم لوگ جب تک ان خوارج کے شر اور فتنے کو نہ مٹا دو گے مجھ سے امان پانے کی اُمید نہ رکھو"۔ یہ خوف دلانا کافی تھا۔ وہی شیعیان علیؓ جو حضرت علیؓ کے بار بار فرمانے پر بغلیں جھانکنے اور منہ چرانے لگتے تھے۔ اور جنہوں نے حضرت حسنؓ سے صاف کہہ دیا تھا کہ آپ صلح کیجیے ہم کو زندگی مرنے سے زیادہ عزیز ہے۔ اتنی سی دھمکی میں لڑنے پر مجبور ہو گئے۔ جبراً و قہراً ایک لشکر میں مرتب ہو کر کوفے سے نکلے۔ اور خوارج سے مقابلہ شروع کر دیا۔

شیعیان علیؓ اور خوارج میں گفتگو۔

جب یہ بزرگان کوفہ خوارج کے مقابلہ پر صف آرا ہوئے تو خوارج نے اُن سے کہا "معاویہ تو ہمارے تمہارے دونوں کے دشمن ہیں۔ لہٰذا تم ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ کہ ہم بڑھ کے معاویہ سے مقابلہ کریں۔ ہم غالب آئے تو تمہیں بھی اپنے دشمنوں سے نجات مل جائے گی۔ کوفہ والوں نے ندامت و بے بسی کے ساتھ جواب دیا "مگر اس کو کیا کریں کہ ہم تم سے لڑنے پر مجبور ہیں"۔

فروہ کو اُسکے عزیزوں نے گرفتار کر لیا۔

اب کوفے کے بنی اشجع جو فروہ کے قبیلے والے تھے اُس سے ملے اور بہت سمجھایا کہ لڑائی سے باز آؤ۔ مگر اُس نے ایک نہ سنی۔ تب بنی اشجع اُس کو زبردستی کوفے میں پکڑ لے گئے

دوسرا سردار خوارج عبداللہ

فروہ کے پکڑ لیے جانے کے بعد خوارج نے عبداللہ بن ابی حوساء کو اپنا سردار بنایا جو بنی طے میں سے تھا۔ اور اُس کے زیر علم اہل کوفہ سے مقابلہ کیا۔ اہل کوفہ سے اُمید نہ تھی کہ اُن کی پست ہمتی و بزدلی انھیں فتحیاب کرے مگر معاویہ کی دھمکی پورا کام کر گئی۔ جان کے

خوارج کو شکست۔

خوف سے وہ جان پر کھیل کے لڑے۔ اور ربیع الاول یا ربیع الآخر ۴۱ھ میں اُن تمام خوارج کا خاتمہ کر دیا۔ خوارج کا سردار ابن ابی الحوسا بھی مارا گیا۔ یہ بڑا بہادر سردار تھا جس وقت اُس نے خوارج کی سپہ سالاری قبول کی ہے کسی نے کہا۔ یہ سلطنت کا مقابلہ ہے۔ انجام یہ ہو گا کہ مصلوب کیے جاؤ گے"۔ جواب میں اُس نے تین شعر پڑھے جن کا مضمون یہ تھا۔

خارجی سردار کی بہادری۔

"جب ہم مار ڈالے گئے اور ہم میں جان نہ رہی تو کچھ پروا نہیں کہ ہمارے جسم کے ساتھ تم کیا سلوک کرو گے۔ درندے طیور۔ چاند اور سورج سب اپنی اپنی وضع پر چلے جاتے ہیں۔ مگر تم جانتے ہو کہ سب سے اچھا اور سب سے زیادہ سود مند کلمہ یہ ہے کہ خوش نصیب وہ ہے جو دوزخ سے بچے"۔

حوثرہ سردار خوارج۔

ابن ابی الحوساء کے مارے جانے کے بعد خوارج نے جمع ہو کر حوثرہ بن وداع بن مسعود اسدی کو اپنا سردار بنایا۔ اُس نے فروہ پر یہ الزام عائد کیا کہ "اُسے حضرت علیؓ سے لڑنے میں شک اور پس و پیش تھا"۔ یہ شخص مقام براز روز میں تھا۔ ڈیڑھ سو ہمراہیوں کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو کر لشکرگاہ کوفہ نخیلہ میں آ گیا۔ اور یہاں ابن ابی الحوساء کا بھائی بھی تھوڑے آدمیوں کے ساتھ اُس سے ملا۔

جناب معاویہ کی حکمت عملی۔

جناب معاویہ نے ان لوگوں کے آنے کا حال سُنا تو پہلی کارروائی یہ کی کہ حوثرہ کے باپ کو جو عراق میں موجود تھا بلوا کے حکم دیا کہ "جا کے اپنے بیٹے سے ملو اور سمجھاؤ۔ شاید تمھاری صورت دیکھ کر اس کا دل نرم پڑ جائے اور راہ راست اختیار کرے"۔ وہ گئے حوثرہ کو سمجھایا۔ نشیب و فراز دکھائے قسمیں دلائیں۔ اور جب یوں اُس کے دل پر اثر نہ ہوا تو کہا "تم میرا کہنا نہیں مانتے تو تمھارے بچے کو لیے آتا ہوں۔ اُس پر تو ترس آئے گا"۔ اُس نے کہا۔ "کافر کا نیزہ جو ایک وار میں میرا کام تمام کر دے مجھے فرزند کے دیدار سے زیادہ عزیز ہے"۔ ناکام و نامراد باپ یہ جملہ سُن کر واپس گیا اور بیٹے کا یہی جواب معاویہ کے سامنے بیان کر دیا۔

اس پر فوج کشی۔

آخر حضرت معاویہ نے عبداللہ بن عوف کو دو ہزار سپاہیوں پر سردار مقرر کر کے حوثرہ کے مقابلے پر بھیجا۔ اور اُس کے باپ کو اس لشکر کے ساتھ کیا۔ دونوں لشکروں کا سامنا ہوتے ہی حوثرہ کا باپ میدان میں نکلا۔ اور مقابلے پر بیٹے کو بلایا۔ اُس نے کہلا بھیجا "والد میں آپ کے مقابلے پر نہ آؤں گا۔ میرے سوا اور جس کسی سے چاہیے لڑ لیجیے"۔

باپ نے بیٹے کو مقابلے پر بلایا۔

خوارج کی پامالی۔

اب عبداللہ بن عوف نے حملہ کر دیا۔ اور تھوڑے سے خارج پر سارا لشکر خلافت جا پڑا۔ خوارج نے بڑی بہادری اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔ اور خود حوثرہ عبداللہ کے مقابلے پر آ گیا۔ مگر عبداللہ کے نیزے سے مارا گیا۔ اس کے ساتھ اس کے تمام ہمراہی بھی کٹ مرے۔ صرف پچاس آدمی بچے جو میدان چھوڑ کے کوفے میں بھاگ آئے۔ یہ واقعہ جمادی الاخری ۴۱ھ کا ہے۔

حوثرہ کا زہد و تقویٰ

یہ خارجیوں کا بہادر سردار حوثرہ بڑا عابد و زاہد شخص تھا۔ ماتھے پر سجدوں کے اثر سے گھٹا پڑ گیا تھا۔ چنانچہ پیشانی کے اس نشان کو دیکھ کر عبداللہ بن عوف اس کے قتل کرنے پر نادم ہوئے اور پچھتائے جس کا اظہار انھوں نے اپنے بعض اشعار میں کیا ہے اور توبہ کی ہے۔

عبداللہ بن عمرو حاکم کوفہ

صلح کے بعد معاویہ نے عمرو بن عاص کے زاہد و پارسا فرزند عبداللہ کو حاکم عراق مقرر کیا۔ مگر وہیں تھے کہ مغیرہ بن شعبہ ان سے آ کے ملے اور کہا "آپ نے کیا غضب کیا کہ عمرو بن عاص کے بیٹے کو یہاں کا حاکم مقرر کر دیا؟ آپ کے مغرب میں مصر پر خود عمرو بن عاص حاکم ہیں۔ اور مشرق کا حاکم ان کا بیٹا ہو گیا۔ لہذا آپ شیر کے دو دانتوں کے درمیان میں ہیں۔ ان کو حرکت ہوئی اور آپ کا پتہ نہیں۔" یہ بات معاویہ کے دل پر کھب گئی۔ اسی وقت عبداللہ کو موقوف کر کے مغیرہ کو حاکم عراق مقرر کر دیا۔

ان کی جگہ مغیرہ کا تقرر۔

یہ خبر عمرو بن عاص کے گوش گزار ہوئی تو نہایت طیش آیا۔ چنانچہ چند روز بعد آ کے شام میں معاویہ سے ملے اور کہا آپ نے مغیرہ کو حاکم خراج مقرر کیا ہے؟ جاہلیت میں ان کی جو کچھ حالت تھی چھپی نہیں۔ خراج کی ساری رقم خورد برد کر دیں گے اور آپ کو کوڑی نہ وصول ہوگی۔ تحصیل خراج پر کسی ایسے کو مقرر کیجیے جس کے دل میں آپ کا خوف ہو۔ اور آپ کی ناراضی سے ڈرے۔" یہ بات بھی معاویہ کو سچی اور قرین مصلحت نظر آئی۔ اور مغیرہ کو خراج کی افسری سے ہٹا کے عراق کا حاکم نماز مقرر کر دیا۔ لیکن یہ بیان یقیناً غلط ہے اس لیے کہ صحیح روایتوں کے مطابق مغیرہ بن شعبہ اپنی وفات کے وقت تک ہمیشہ کوفے کے حاکم رہے۔ اور حکومت کوفہ ہی کی حالت میں انھوں نے سفر آخرت کیا۔

پھر فروہ کی شورش۔

معاویہ کے عراق سے واپس جاتے ہی نوفل اشجعی کے بیٹے فروہ نے جسے اس کے قبیلے والے زبردستی پکڑ لائے تھے پھر شورش مچائی۔ اس نے خوارج کے ایک گروہ کو جمع کیا اور مغیرہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کیں۔ مغیرہ نے اس کی سرکوبی کے لیے سواروں کا ایک لشکر بھیجا جس کا سردار شبث بن ربعی یا معقل بن قیس تھا۔ مقام شہرزور میں مقابلہ ہوا جس میں فروہ مارا گیا اور دشمن بھاگ گئے۔

اور اس کا قتل۔

Marfat.com

شبیب خارجی کا ہنگامہ۔
اب شبیب بن بجیرہ خارجی نے سر اُٹھایا۔ اس کی نسبت ہم بیان کر آئے ہیں کہ حضرت علیؓ کے شہید کرنے کے لیے ابن ملجم کے ساتھ آیا تھا۔ معاویہ جب کوفے میں تھے تو یہ ایک دن اُن سے آکے ملا۔ اور فخر و ناز کے ساتھ آکے بیان کیا۔ علیؓ کے قتل کرنے میں میں ابن ملجم کے ساتھ تھا۔ اور ہم دونوں نے اُن پر ایک ساتھ وار کیا تھا۔" اُس کے یہ الفاظ سُن کر معاویہ ڈر کے اٹھ کے مکان کے اندر چلے گئے۔ اور کوتوال شہر اشجع کے پاس کہلا بھیجا "اگر پھر کبھی میں نے شبیب کو دیکھا یا سُنا کہ وہ میرے دروازے پر آیا تھا تو تمھاری خیریت نہیں ہے اُسے فوراً شہر سے نکال دو۔" شبیب کی حالت یہ تھی کہ رات کے اندھیرے میں گھر سے نکلتا۔ اور جو سامنے آتا اُسے مار ڈالتا۔

اور اس کا استیصال۔
مغیرہ کے حاکم کوفہ مقرر ہونے کے بعد اُس نے کوفہ کے قریب مقام طف میں کچھ لوگ جمع کیے اور علم بغاوت بلند کر دیا۔ مغیرہ نے اُس کے مقابلے پر بھی خالد بن عرفطہ یا معقل بن قیس کی سرداری میں سواروں کا لشکر بھیجا جنھوں نے جا کے شبیب اور اُس کے رفقا کو قتل کیا۔

سعین خارجی کی گرفتاری۔
اس سے پیشتر مغیرہ کو خبر پہونچی تھی کہ ایک خارجی سعن بن عبداللہ محاربی ملقب بہ معین بغاوت کی تیاریاں کر رہا ہے اُسے لشکر بھیج کے گرفتار کرا لیا تھا اُس کو قید خانے میں بند کر کے مغیرہ نے جناب معاویہ کو اس کا حال لکھا اور پوچھا کہ "اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟" جواب آیا کہ اگر اُس کو میرے خلیفہ ہونے کا اقرار ہے تو چھوڑ دو۔" اس حکم کے مطابق مغیرہ نے اس کو اپنے سامنے بلوایا اور پوچھا "معاویہ کے خلیفہ اور امیر المومنین ہونے کا تمھیں اقرار ہے؟" اُس نے کہا "مجھے بس اتنی باتوں کا اقرار ہے کہ خدا برحق ہے۔ قیامت کا آنا برحق ہے۔ جس روز خدا سب کو قبروں سے اُٹھا کر کھڑا کر دے گا۔" یہ جواب پاتے ہی مغیرہ نے اُس کے قتل کا حکم کیا

اور قتل۔
قاتل سے انتقام۔
اور قبیصہ ہلالی نے اُس کی گردن ماری۔ مگر خارجیوں نے قبیصہ سے اُس کا انتقام لے ہی لیا۔ ایک خارجی قبیصہ کے دروازے پر آبیٹھا اور جیسے ہی وہ گھر سے نکلا اُسے قتل کر کے بھاگ گیا۔ اور کسی کو پتہ نہ لگا کہ کون تھا۔ جب شبیب قتل ہوا تو وہ جوش و خروش کے ساتھ سب لوگوں کے سامنے آکے پکارا کہ "اے دشمنان خدا اُن لو کہ قبیصہ کا قاتل میں ہوں۔"

ابو مریم خارجی۔
اس کے چند ہی روز بعد ایک دوسرا خارجی ابو مریم جو حارث بن کعب کا غلام تھا اٹھ کھڑا ہوا اُس کے ہمراہ دو عورتیں بھی تھیں جن میں سے ایک کا نام قطام اور دوسری کا نام کحیلہ تھا۔ یہ عورتیں اس کے زیر علم لڑتی اور لوگوں کو جاں بازی پر ابھارتی تھیں۔ اور یہ پہلا موقع تھا کہ خوارج

کے ساتھ میدان میں عورتیں نمودار ہوئیں۔ بعض لوگوں نے ابو مریم کو عورتوں کے ساتھ لانے کا الزام دیا تو اُس نے کہا عورتیں رسول اللہ صلعم کے ساتھ اور مجاہدین شام کے ہمراہ بھی لڑی ہیں لیکن تمھیں پسند نہیں تو خیر میں ان کو واپس بھیجے دیتا ہوں"۔ مغیرہ بن شعبہ نے اس خارجی کے مقابلے پر جابر بجلی کو بھیجا جنھوں نے ایسی قوت و شجاعت سے مقابلہ کیا کہ ابو مریم اور اس کے رفقا مارے گئے۔

اُس کا قتل ہونا۔

خوارج کی کثرت اور اُن کا جوش

مگر عراق میں خوارج کی اس قدر کثرت تھی کہ اُن کی بغاوت کا سلسلہ کسی طرح ختم ہونے ہی کو نہ آتا تھا۔ وہ اس بغاوت کو دینی فرض اور نجات کا بہترین ذریعہ جانتے تھے۔ نہ اپنی کمی اور کمزوری کی پروا کرتے نہ دشمنوں کی کثرت سے خوف کھاتے۔ چنانچہ ابو مریم کے قتل ہونے کے بعد ایک روز ابو العلا نام ایک سیہ فام شدید قامت شخص نے جامع کوفے کے دروازے کے دونوں بازو پکڑ کے زور و شور سے نعرہ لگایا کہ "ان الحکم الا للہ" یہ آیت خوارج کا شعار تھی جس کو وہ اپنے جھنڈے کے پھریرے میں لکھا کرتے تھے۔ معززین کوفہ جو اس وقت مسجد میں تھے انھوں نے اس نعرے کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور ابو العلا نے تیس غلاموں کو اپنی رفاقت میں جمع کر کے علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور کوفے میں برہمی کے آثار نمودار ہوئے مغیرہ نے فوراً معقل بن قیس ریاحی کو ابو العلا کی سرکوبی کے لیے روانہ کر دیا۔ اور انھوں نے ۴۳ھ میں سواد کوفہ کے اندر ہی اس کا خاتمہ کر دیا۔

ابو العلا خارجی۔

اور اس کا مارا جانا۔

حضرت علیؓ پر تبرا۔

مغیرہ بن شعبہ نے اسی زمانے میں کثیر بن شہاب کو رے کا حاکم مقرر کیا۔ یہ شخص حضرت علیؓ کا سخت ترین دشمن تھا۔ اور رے کی مسجد میں منبر پر کھڑے ہو کر آپ کی شان میں نہایت ہی کریہ اور ناپاک الفاظ زبان پر لایا کرتا۔ مگر اس پر کیا موقوف ہے یہ ایسا عبرت ناک زمانہ تھا کہ ساری دنیائے اسلام میں ہر جگہ اور ہر ملک میں حتیٰ کہ خاص حرمین شریفین میں بھی جمعہ کے خطبوں میں علی العموم تبرا ہوتا۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ ہدف سہام بنائے جاتے۔

Marfat.com

دوسری فصل

زیاد کا بنی اُمیہ میں شامل ہونا اور خوارج کے بعض ہنگامے

تکمیل عہد حضرت حسنؓ۔ زیاد اور معاویہ۔ زیاد کی اصلیت۔ اُن کی ماں سمیہ۔ زیاد کا بصرے میں آنا۔ اُن کی علمی ترقی اور معتمد والی پر تقرر۔ اُن کی فصیح البیانی۔ ابو سفیان اپنا بیٹا ہونے کا اعتراف کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے حاکم فارس مقرر کیا۔ معاویہ سے زیاد کی بیزاری۔ حضرت علیؓ کی خوشنودی۔ آپ کے بعد بنی معاویہ کے خلاف رہنا۔ زیاد کے ساتھ اُن کا برتاؤ۔ بصرے میں بسر کا داخلہ۔ اولاد زیاد کے ساتھ اُن کا برتاؤ۔ اُن کے قتل کی تیاریاں۔ ابو بکرہ کا معاویہ کے پاس جانا اور جیسن موقع سند معافی لانا۔ زیاد کے مال کی ضبطی کا حکم اور اس میں ناکامی۔ معاویہ اور زیاد میں صفائی کی ابتدا۔ معاویہ و زیاد میں ابتدائی مراسلت۔ مغیرہ کا زیاد کو سمجھانا۔ زیاد کا معاویہ سے ملنے کو جانا۔ راستے کا جھگڑا۔ زیاد کی کوشش کہ بنی اُمیہ کے نسب میں شامل ہوں۔ اس کی ابتدائی تحریک اور کامیابی۔ پہلی مخالفت شروع۔ حضرت عائشہؓ کا زیاد کے فقرے میں نہ آنا۔ عام ناراضی۔ معاویہ کا عذر شرعی اس کی تغلیط۔ خود آپ بھی معترض تھے۔ عبداللہ بن عامر حاکم بصرہ۔ قیس سلمی حاکم خراسان۔ باغی ترکستان پر قبضہ۔ عبداللہ بن خازم حاکم ترکستان۔ خوارج۔ سہم بن غالب ہجیمی۔ یزید بن مالک خارجی۔ وہ عبادہ کو قتل کرتے ہیں۔ ابن عامر کا اُن پر حملہ۔ اُن کا پھر شورش مچانا۔ سہم مارا گیا۔ اور خطیم جلا وطن ہوا۔ علی بن عبداللہ کی ولادت۔ عقبہ بن نافع حاکم افریقہ۔ قیروان آباد ہوا۔ رودس کی فتح۔ ولادت حجاج۔ مروان حاکم مدینہ۔ ہجرت خوارج۔ حیان خارجی۔ شہادت مرضوی پر خوشی۔ حیان کا فتنہ۔ مغیرہ کی نرم پالیسی۔

تکمیل عہد حضرت حسنؓ اگرچہ خلافت راشدہ کا زمانہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سبکدوش ہوتے ہی ختم ہو گیا مگر ضرورت ہے کہ آپ کی وفات تک کے واقعات بھی ہم بیان کر دیں تاکہ ناظرین کو وہ سب حالات معلوم ہو جائیں جو خلافت چھوڑ دینے کے بعد آپ کی زندگی میں پیش آئے۔ یہ واقعات ہی بتا سکتے ہیں کہ خلافت راشدہ کی برکتوں سے محروم ہوتے ہی دنیائے اسلام کی کیا حالت ہو گئی اور شیعیان علیؓ کے

اُن دونوں گروہوں پر کیا گذری جن میں سے ایک حضرت علیؓ کی محبت کا دم بھرتا تھا اور دوسرا آپ کا اور آپ کے خاندان کا سخت ترین دشمن بن کے خوارج کے لقب سے مشہور ہوا تھا

زیاد اور معاویہ
اس موقع پر سب سے پہلے ہمیں زیاد کے حالات اور اُن کے اور معاویہ کے تعلقات کی مفصل کیفیت بیان کرنے کی ضرورت ہے۔

زیاد کی اصلیت
زیاد کی فصاحت اور انتظامی قابلیت کا ذکر اس سے پیشتر ہو چکا ہے لیکن اُن کی اصلیت سے بہت کم لوگ آگاہ ہیں۔ وہ آنحضرتؐ کی وفات کے وقت بارہ تیرہ برس کے تھے لہذا صحابہ میں شمار کیے جا سکتے ہیں۔ مگر اُن کی ابتدا یہ تھی کہ جاہلیت میں ایران کے علاقہ کسکر کے شہر

اُن کی ماں سمیہ
زندرود کی رہنے والی ایک عورت تھی سمیہ جو طائف کے مشہور طبیب عرب حارث بن کلدہ کی لونڈی تھی۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ زندرود کے ایک زمیندار نے اپنے علاج کے لیے حارث کو بلایا تھا۔ شفا پائی تو اپنی لونڈی اُن کی نذر کر دی لیکن کتاب معارف میں علامہ ابن قتیبہ کا بیان زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ابوالخیر نام یمن کا ایک بادشاہ کسریٰ پرویز کے دربار میں حاضر ہوا تھا اور کسریٰ نے خوش ہو کر زندرود کی ایک لونڈی سُمیہ اسے انعام میں دی تھی۔ وہ ایران سے اپنے گھر جاتے وقت طائف میں بیمار پڑ گیا۔ حارث بن کلدہ نے علاج کیا۔ اور شفا پانے کے بعد اپنی وہ لونڈی حارث کی نذر کر دی۔ چند روز وہ حارث کی خدمت میں رہی اور اُس کے بطن سے ابوبکرہ جن کا نام نفیع تھا اور نافع پیدا ہوئے۔ جن کو حارث نے اپنا بیٹا نہیں تسلیم کیا۔ بعد ازاں حارث نے غالباً سمیہ کی آوارگیاں دیکھ کر اپنے غلام عبید کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ اب وہ اگرچہ عبید کے نکاح میں تھی مگر معلوم ہوتا ہے فاحشہ بازاری عورتوں کی سی زندگی بسر کرتی تھی۔

اتفاقاً ان دنوں معاویہ کے والد ابوسفیان جو ہنوز ایمان نہیں لائے تھے کسی ضرورت سے طائف میں گئے۔ اور وہاں کے ایک میفروش ابومریم سلولی کے یہاں اُترے ایک دن شراب سے بدمست ہو کر ابومریم سے کہا میرے لیے کوئی عورت لے آؤ" اُس نے کہا "اگر سُمیہ پسند ہو تو حاضر ہے"۔ ابوسفیان نے جواب دیا "گو کہ اُس میں عیوب ہیں مگر خیر اسی کو لے آؤ"۔ یوں سمیہ ابوسفیان سے ہم بستر ہوئی اور اسی کے بعد اُس کے بطن سے ہجرت کے پہلے سال میں زیاد پیدا ہوئے۔ خود ابوسفیان کو اور بہت سے لوگوں کو یقین تھا کہ زیاد انھیں کے نطفے سے ہیں۔ مگر کسی کی اتنی مجال نہ تھی کہ اس خیال کو زبان سے ادا کرے کیونکہ اسلام نے قطعی فیصلہ کر دیا تھا کہ حرام سے نسب قائم نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

فتح مکہ کے بعد حضور سرورِ عالمؐ نے جب طائف کا محاصرہ کیا تو اعلان فرما دیا کہ "جو غلام قلعہ سے نکل کے حاضر ہو جائے اُس کو آزادی دی جائے گی"۔ ابوبکرہ فوراً نکل کے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو گئے۔ اُن کے بھائی نافع نے بھی حاضری کا ارادہ کیا تو حارث نے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اُن سے کہا "تم میرے فرزند ہو اس لیے میرا ساتھ دو۔ یہی وقت ہے جب سے ابوبکرہ اور نافع دونوں نے اپنے آپ کو حارث کا بیٹا کہنا شروع کر دیا۔ حالانکہ حارث نے کبھی اس کو تسلیم نہیں کیا تھا بلکہ لوگ کہتے ہیں کہ کسی نقصان کی وجہ سے اُن میں اولاد ہونے کی صلاحیت ہی نہ تھی۔ ابوبکرہ اور نافع کے ساتھ اُن کی بہن اَزدہ بنت سمیہ نے بھی اپنے آپ کو حارث کی اولاد بتایا۔

زیاد کا بصرے میں آنا۔ اَزدہ کی شادی عُتبہ بن غزوان کے ساتھ ہو گئی۔ عتبہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں والیِ بصرہ مقرر ہوئے بلکہ شہرِ بصرہ اور جامع بصرہ کی بنیاد بھی انھیں کے ہاتھ سے پڑی۔ وہ اس حکومت کے زمانے میں اپنی بیوی اَزدہ کو بصرے میں لے گئے۔ اور بیوی کے ساتھ اُن کے تینوں سالے ابوبکرہ۔ نافع اور زیاد بھی آ کے بصرے میں مقیم ہوئے۔ اگرچہ ابوبکرہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے آپ کو حارث کا بیٹا بتانا موقوف کر دیا تھا۔ اور کہا کرتے "میں رسول اللہ صلعم کا غلام ہوں"۔ اور اسی اسلامی فیصلے کے مطابق حارث کے مرنے کے بعد اُن کا ترکہ ان تینوں بھائیوں میں سے کسی کو نہیں دلوایا گیا۔

اُن کی علمی ترقی۔ زیاد نے بصرہ کے قیام میں علم و فضل حاصل کیا۔ اور لکھنے پڑھنے میں ایسی نمایاں ترقی کی کہ

اور معتمد والی پر تقرر۔ ابوموسیٰ اشعری نے حکومتِ بصرہ کے زمانے میں انھیں اپنا منشی بلکہ معتمد علیہ مقرر کیا اور جب ان کی کارگزاریوں اور خوش تدبیریوں کا حال حضرت عمرؓ نے سُنا تو آپ نے بھی اُن کی قدر کی۔ اور اُن کا مرتبہ اور بڑھ گیا۔ اُسی زمانے میں وہ ایک بار حضرت ابوموسیٰ کے بھیجے ہوئے

انکی فصیح البیانی مدینہ طیبہ میں آئے۔ اور حضرت عمرؓ کے سامنے نفسِ واقعہ کو ایسی خوبی و فصاحت کے ساتھ بیان کیا کہ آپ کو حیرت ہو گئی اور فرمایا "یونہیں یہ حالات تم منبر پر کھڑے ہو کر بیان کر سکتے ہو؟" عرض کیا "مجھ پر کسی کا رعب پڑ سکتا تھا تو آپ کا۔ جب آپ کے سامنے بیان کر دیا تو اور کسی کا کیا رعب پڑ سکتا ہے؟" آپ نے حکم دیا اور زیاد نے اُسی خوبی سے سب حالات منبر پر کھڑے ہو کر بیان کر دیے۔ اس وقت مسجدِ نبوی میں مہاجرین و انصار کا مجمع تھا۔ زیاد کی تقریر سُن کر سب صاحب عش عش کر گئے۔ عمرو بن عاص نے کہا "اس نوجوان کا باپ اگر کوئی قریشی ہوتا تو یہ سارے عرب کو

Marfat.com

ابوسفیان اپنا بیٹا ہونے کا اعتراف کرتے ہیں

لکڑی سے اٹکتا۔" ابوسفیان بھی اس صحبت میں موجود تھے بولے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ کس کے نطفے سے ہے۔" اُن کے یہ الفاظ سُن کر حضرت علیؓ نے چپکے سے فرمایا "بس خاموش ہی رہیے آپ کا یہ فقرہ عمرؓ کے کان تک پہونچ گیا تو خبر لے ڈالیں گے۔"

حضرت علیؓ نے حاکم فارس مقرر کیا

بعدازاں حضرت علیؓ نے زیاد کی انتظامی قابلیت دیکھ کر اُن کو حاکم فارس مقرر کر دیا جیسا کہ اس سے پیشتر تفصیل سے ہم بیان کر چکے ہیں۔ معاویہ نے زیاد کی خوش انتظامی کا حال سُنا تو گراں گزرا۔ اور اُن کے پاس فارس میں ایک خط بھیجا جس میں دھمکیاں دیں اور آخر میں لکھا

معاویہ سے زیاد کی بیزاری

کیا تمھیں یاد نہیں رہا کہ ابوسفیان کے نطفے سے پیدا ہوئے ہو؟" زیاد نے فوراً مجمع عام میں ایک تقریر کی جس کا مضمون یہ تھا۔ بڑی حیرت کی بات ہے کہ کلیجہ کھانے والی (ہند معاویہ کی والدہ) کا بیٹا اور تفرقہ اندازی کا سرغنہ مجھے ڈراتا دھمکاتا ہے! حالانکہ میرے اُس کے درمیان رسول اللہ صلعم کے چچا کے بیٹے ہیں جن کے ساتھ مہاجرین وانصار کا گروہ ہے مجھ کو انھوں نے مقابلے کا حکم دیا تو خدا کی قسم یہ شخص مجھے ایک خوفناک انگارا اور زبردست دشمن پائے گا۔"

حضرت علیؓ کی خوشنودی

یہ واقعات حضرت علیؓ کے گوش گزار ہوئے تو زیاد کو تحریر فرمایا "تمھاری حکومت اور تمھارے عہدے کو میں مستقل کرتا ہوں۔ اس لیے کہ تم اس کے اہل ہو۔ ابوسفیان کی یہ ایک لغزش تھی جو باطل ہوس رانی کا نمونہ ہے جس سے نہ ورثہ حلال ہوتا ہے نہ نسب قائم کیا جاسکتا ہے۔ معاویہ کی یہ حالت ہے کہ انسان کے پاس بہکانے کے لیے آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف سے آتے ہیں۔ لہٰذا خبردار تم اُن سے ڈرتے رہنا۔ والسلام"

آپ کے بعد بھی معاویہ کے خلاف رہنا۔

حضرت علیؓ کے شہید ہونے پر معاویہ نے پھر زیاد کو دھمکی کا ایک خط بھیجا اور زیاد نے پھر علی الاعلان معاویہ کو برا بھلا کہا۔ اور ظاہر کیا کہ میرے اور معاویہ کے درمیان حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت حسنؓ ستر ہزار سواروں کے ساتھ تلواریں علم کیے کھڑے ہیں۔ ادھر بڑھنے کا نام بھی لیا تو خدا کی قسم تلوار سے جواب دوں گا۔"

اس کے بعد حضرت حسنؓ کے خلافت چھوڑنے تک زیاد فارس کے حاکم تھے مگر ان کے اہل وعیال بصرے میں رہتے تھے جس شہر کو انھوں نے اور اُن کے بھائیوں نے اپنا وطن قرار دے لیا تھا۔ معاویہ کے ہاتھ میں جیسے ہی عنانِ خلافت آئی اور زیاد کو فارس میں اُن سے اندیشہ ہوا تو ایک مضبوط قلعہ میں پناہ گزیں ہو گئے جو مدتوں "قلعہ زیاد" کے نام سے

Marfat.com

مشہور رہا۔ اُدھر بصرے میں یہ واقعہ پیش آیا کہ حمران بن ابان نے شہر پر یورش کرکے قبضہ کرلیا۔ معاویہ کوفے میں موجود تھے اس لیے شورش کا حال سنتے ہی بسر بن ارطاۃ کو روانہ کیا کہ بصرے میں امن وامان قائم کرے۔ اور چلتے وقت اُسے یہ بھی حکم دیا کہ "وہاں زیاد کا گھر ہے۔ لہٰذا اُن کے جتنے بیٹے ملیں سب کو پکڑ کر قتل کر ڈالنا"

زیاد کے ساتھ ان کا برتاؤ۔

بصرے میں بسر کا داخلہ

بُسر نے بصرے میں پہونچ کر پہلی یہ کارروائی کی کہ شہر قابض ہوتے ہی جامع مسجد پر کھڑے ہوکر تقریر کی جس میں حضرت علیؓ کی شان میں گستاخیاں کیں۔ گالیاں دیں۔ پھر کہا "میں تمام حاضرین کو قسم دلاتا ہوں کہ میرے کہنے کو بجا و درست جانتے ہوں تو میری تصدیق کریں اور غلط جانتے ہوں تو تکذیب کریں"۔ ابوبکرہ صحابی رسول اللہ تھے۔ نہ رہا گیا اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا "خدا علیم ودانا ہے کہ ہم تمھیں جھوٹا جانتے ہیں" اُن کے اس جواب پر بُسر برہم ہوا۔ اور قریب تھا کہ اُن پر حملہ ہو جائے مگر ابو لولو ضبی اُٹھ کر سینہ سپر ہو گیا۔ اور کسی نے پکار کے ابوبکرہ سے کہا "بھلا ایسے نازک موقع پر آپ کو اُٹھ کھڑے ہونے کی کون ضرورت تھی؟" جواب دیا "کوئی خدا کی قسم دلا کے پوچھے اور ہم خاموش بیٹھے رہیں؟"

اولاد زیاد کے ساتھ اس کا برتاؤ۔

اس کے بعد بُسر نے زیاد کے بڑے بیٹوں عبدالرحمن۔ عبیداللہ اور عباد کو گرفتار کرلیا اور زیاد کو لکھا "فوراً امیر المومنین معاویہ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ ورنہ تمھارے سب بیٹوں کو قتل کروا ڈالوں گا" زیاد کے پاس سے اس کا یہ جواب آیا کہ "جب تک اللہ جل شانہٗ میرے اور تمھارے آقا معاویہ کے درمیان تصفیہ نہ کر دے گا اس وقت تک میں اپنی جگہ سے ہٹنے والا نہیں ہوں رہا یہ کہ تم میرے بیٹوں کے قتل کرنے کی دھمکی دیتے ہو تو اس کا محاسبہ خدا کے سامنے ہوگا۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون"۔

ان کے قتل کی تیاریاں

یہ جواب پاکر بُسر نے زیاد کے بیٹوں کے قتل کرنے کی تیاریاں کیں۔ ابوبکرہ چونکہ ان لڑکوں کے چچا تھے سنتے ہی دوڑے آئے اور کہا "تم نے میرے بھائی زیاد کے بیٹوں کو بیگناہ قید کرلیا ہے۔ حالانکہ جب حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ کے ساتھ صلح کی تو تمام اصحاب علیؓ سے درگزر ہونے کا وعدہ ہو گیا تھا۔ اس معاہدے کی بنا پر تمھیں نہ ان لڑکوں سے تعرض کرنے کا حق حاصل ہے نہ ان کے باپ سے۔ لیکن تم اس کو نہیں مانتے تو اتنا انتظار کرو کہ میں کوفے سے ان کی رہائی کی تحریر لے آؤں" بسر نے منظور کیا۔ اور ایک دن مقرر کر دیا کہ اگر اس روز شام تک ابوبکرہ معاویہ کی تحریر لے کر نہ آگئے تو زیاد کے تینوں بیٹے قتل کروا دیے جائیں گے۔

Marfat.com

ابوبکرہ فوراً سوار ہو کے کوفے میں گئے۔ معاویہ سے ملے اور کہا آپ کے ہاتھ پر لوگوں نے اس لیے بیعت نہیں کی ہے کہ اُن کی اولاد قتل کی جائے۔ معاویہ نے اصل حقیقت پوچھی اور ابوبکرہ نے ساری سرگذشت بیان کر دی۔ سُن کر فوراً معاویہ نے سند رہائی لکھ دی مگر ابوبکرہ کو آنے جانے میں اتنی دیر ہوئی کہ قتل کا مقررہ دن آگیا۔ اور بسر نے صبح ہی سے زیاد کے بیٹوں کو قتل گاہ میں لا کے بٹھا دیا کہ آفتاب غروب ہو اور اُن کے سر اڑا دیے جائیں۔ لوگ ٹکٹکی لگائے کھڑے تھے اور سب کی نظریں کوفے کی سڑک پر لگی ہوئی تھیں۔ جوں جوں دن ڈھلتا تھا مایوسی بڑھتی جاتی تھی۔ یکایک دور پر کوئی شخص آتا دکھائی دیا جو اپنے خچر کو مار مار کے بڑھا رہا تھا قریب آیا تو معلوم ہوا کہ ابوبکرہ ہیں۔ بھیڑ کے پاس پہونچتے ہی وہ اُتر پڑے رومال ہوا میں اڑایا اور نعرہ لگایا کہ "اللہ اکبر" ساتھ ہی سارے مجمع نے تکبیر کے نعرے لگائے۔ اور ابوبکرہ نے پیدل دوڑ کے بسر کو جناب معاویہ کی تحریر دکھائی۔ اور اُس نے اسی وقت زیاد کے بیٹوں کو چھوڑ دیا۔

ابوبکرہ کی مروت سے اگرچہ جناب معاویہ نے سند آزادی لکھ دی تھی مگر زیاد کی طرف سے اُن کا دل صاف نہ تھا۔ انھیں خبر ملی کہ بصرے میں ابوبکرہ کے بیٹے عبدالرحمن کے پاس زیاد کی دولت امانت رکھی ہے۔ فوراً مغیرہ بن شعبہ کو جنھیں حاکم کوفہ مقرر کیا تھا بھیجا کہ جا کے زیاد کی دولت کو برآمد کریں۔ انھوں نے بصرے میں پہونچ کے عبدالرحمن کو بلوایا اور کہا اگرچہ تمہارے باپ نے میرے ساتھ برائی کی تھی[عہ] مگر تمہارے چچا زیاد کا مجھ پر احسان ہے [illegible] پہونچی ہے جناب معاویہ کو لکھ بھیجا انھوں نے تفتیش کی مگر عبدالرحمن کے [illegible] کوئی ایسی چیز برآمد نہ ہوئی جس کا لینا جائز ہو۔ معاویہ نے پھر لکھا کہ عبدالرحمن پر سختی کی جائے۔ مغیرہ نے چاہا کہ کوئی بہانہ پیدا کریں چنانچہ پہلے تو عبدالرحمن سے کہا تمہارے باپ کا جو کچھ ہو اُسے غائب کر دو۔ پھر اُن کے منہ پر ایک ریشمی کپڑا اُڑھا کر اُس پر پانی چھڑکا [illegible] ایسا ہی کیا جس سے [illegible] بے ہوش ہو گئے۔ اور معاویہ کو اطلاع کی کہ میں نے عبدالرحمن پر تشدد [illegible] کیا مگر کچھ برآمد نہ ہوا [illegible] اُن کی اس بہلانے بازی کی خبر معاویہ کو ہوئی

عہ یہ اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب مغیرہ کو زنا کی تہمت لگائی گئی تھی۔ ابوبکرہ نے اُن کے خلاف حضرت عمر کے سامنے گواہی دی تھی [illegible] زیاد کی ناقص شہادت نے مغیرہ کو سزا سے بچا دیا تھا جیسا کہ ہم حضرت فاروق اعظم کے [illegible] حال میں بیان کر آئے ہیں۔

چنانچہ معاویہ کے پاس کوفے میں گئے تو سامنا ہوتے ہی معاویہ نے دو شعر پڑھے جن میں اُن کے طرزِ عمل کی طرف اشارہ تھا۔ سن کر مغیرہ بولے "امیر المومنین۔ اشاروں میں باتیں نہ کیجیے۔ اگر کوئی راز کی بات آپ مجھ پر ظاہر فرمائیں گے تو مجھے رازدار اور سچا خیر خواہ پائیں گے"۔ معاویہ نے کہا "زیاد کا فارس پر قابض ہونا مجھے یاد آتا ہے تو راتوں کو نیند نہیں آتی"۔ مغیرہ نے کہا "بھلا زیاد کی بھی کوئی اصل و حقیقت ہے کہ آپ اُس سے اندیشہ کریں"؟ معاویہ نے جواب دیا "وہ سرزمین عرب کا چالاک ترین شخص ہے۔ فارس کا خزانہ اُس کے ہاتھ میں ہے اور صدہا طرح کے مکر و فریب اُسے یاد ہیں۔ مجھے اس کی طرف سے اطمینان نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ خاندان بنی ہاشم کے کسی شخص کے ہاتھ پر بیعت کر کے ہنگامہ مچا دے اور پھر میدان کارزار گرم ہو"۔ مغیرہ نے کہا "اچھا تو امیر المومنین مجھے اجازت دیتے ہیں کہ اُسے لا کے حاضر کر دوں"؟ کہا "ہاں میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں"۔ یہ ایسی کارروائی تھی کہ معاویہ نے مغیرہ کی بہت کچھ خاطر داشت اور اُن کے حال پر بڑی مہربانی کی۔

اس سے پیشتر یہ واقعہ پیش آ چکا تھا کہ معاویہ نے زیاد کو لکھا "تمہارے قبضے میں خلافت کی رقم اور خدا کی امانت ہے۔ لہٰذا اُس کو فوراً میرے پاس بھیج دو"۔ زیاد نے جواب دیا تھا۔ "میرے پاس جو کچھ تھا اُس کو خدا کی راہ میں صرف کر چکا۔ کچھ حصہ البتہ محفوظ ہے مگر وہ اس لیے ہے کہ کوئی فوری ضرورت پیش آئے تو اس میں صرف کیا جائے۔ اس سے جو کچھ بڑھا اُس کو میں امیر المومنین جنت نشین کی خدمت میں بھیج چکا"۔ یہ تحریر پڑھ کے معاویہ نے لکھا "اچھا تو تم حسابات لے کر میرے پاس حاضر ہو تاکہ تمہارے معاملے میں غور کروں۔ تصفیہ ہو جانے کے بعد تم اپنے علاقے پر واپس جانا"۔ اس حکم پر زیاد نے مطلق عمل نہیں کیا۔ اور یہی وجہ تھی کہ معاویہ کو ان کی طرف سے زیادہ اندیشہ تھا۔

اسی حالت میں مغیرہ کوفے سے کوچ کر کے زیاد کے پاس پہونچے اور کہا "معاویہ کو تمہاری طرف سے اس قدر دھڑکا ہے کہ مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ تم جانتے ہو کہ خاندان بنی ہاشم میں بجز حسنؓ کے اور کوئی نہیں ہے جو خلافت کے لیے ہاتھ بڑھائے۔ وہ خود ہی دست بردار ہو گئے اور معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ پھر تم کس برتے پر اڑے بیٹھے ہو؟ لہٰذا قبل اس کے کہ تم پر حملہ ہو اپنے بچانے کی فکر کرو۔ اپنے قدح کی خیر مناؤ۔ اور ایسا کرو کہ معاویہ کو تمہاری طرف سے اطمینان ہو جائے"۔ زیاد نے کہا "آپ جس مقصد کے لیے آئے ہیں۔

Marfat.com

اُن کو بتائیے اور مجھے صحیح مشورہ دیجیے کہ اس موقع پر کیا طرزِ عمل اختیار کروں۔" مغیرہ نے کہا "میرا مشورہ تو یہ ہے کہ معاویہ سے مل جاؤ۔ تمھارا مقصد بھی وہی ہو جائے گا جو اُن کا ہے پھر خاموش بیٹھ کے دیکھو کہ خدا کیا کرتا ہے۔"

زیاد کا معاویہ سے ... کرنا

الغرض مغیرہ بن شعبہ زیاد کو سمجھا بجھا کے اور راضی کر کے واپس گئے۔ اور اُن کے جاتے ہی معاویہ نے زیاد کو امان نامہ لکھ کے بھیج دیا۔ اُس کے آتے ہی زیاد نے منجاب ابن راشد ضبی۔ حارثہ بن بدر غدانی۔ اور بہادر سپہگروں کے ایک گروہ کو لے کر فارس سے کوچ کیا۔ اور چلے کہ معاویہ کے پاس حاضر ہو کر صفائی کریں۔

راستے کا جھگڑا

اتفاقاً اسی زمانے میں عبداللہ بن عامر والی بصرہ نے عبداللہ بن خازم کو زبردست لشکر کے ساتھ والیِ فارس بنا کے روانہ کیا تھا۔ ابن خازم اور زیاد میں راستے میں مڈبھیڑ ہوگئی ابن خازم زیاد ہی کے علاقے پر قبضہ کرنے کے لیے جاتے تھے۔ اور جانتے تھے کہ خلافت زیاد کے خلاف ہے۔ علاوہ بریں ابن عامر نے ہدایت کر دی تھی کہ راستے میں زیاد ملیں تو فوراً گرفتار کر لینا چنانچہ زیاد کو دیکھتے ہی ابن خازم نے اپنے گھوڑے سے کود کے زیاد کے گھوڑے کا دہانہ پکڑ لیا۔ اور کہا "اترو تم خلافت کے اسیر ہو۔" منجاب اور ابن خازم میں پیشتر سے چشمک تھی اُس نے ڈانٹ کے ابن خازم سے کہا "او حبشن کے لڑکے۔ سامنے سے ہٹ ورنہ اسی باگ میں تیرے ہاتھ باندھ لوں گا" لیکن زیاد نے منجاب کو درشتی سے روکا اور ابن خازم سے کہا "تم مجھے گرفتار نہیں کر سکتے۔ امیر المومنین معاویہ نے مجھے امان نامہ لکھ کے بھیج دیا ہے۔ اور دیکھ لو یہ اُن کی تحریر موجود ہے۔" یہ سنتے ہی ابن خازم نے اُن کے گھوڑے کا دہانہ چھوڑ دیا اور زیاد نے راہ لی۔

الغرض زیاد منازلِ سفر طے کر کے جناب معاویہ کے پاس پہنچے۔ انھوں نے صورت دیکھتے ہی خراجِ فارس کا حساب پوچھا۔ کہا "اتنا میں حضرت علی کے پاس بھیج چکا۔ اتنا ضروری مصارف و اخراجات میں خرچ ہوا اور اتنا میرے پاس باقی ہے جس کو میں مسلمانوں کی امانت [illegible] اور ان کو اطمینان دلانے کے لیے زیاد نے چند خطوط اُن لوگوں کے نام لکھے جن کے پاس ان کی رقم امانت تھی۔ ان خطوط کا مضمون یہ تھا کہ "تم کو معلوم ہے کہ میرا (فلاں) مال تمھارے پاس امانت ہے پس خدا کی کتاب میں [illegible] انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال الآیۃ اس پر تم غور کرو اور

Marfat.com

اور جو چیز تمہارے پاس ہے اس کی اچھی طرح حفاظت کرو۔ ہر شخص کے خطوط میں اس رقم کی صراحت بھی کر دی تھی جس کا اس نے معاویہ کے سامنے اقرار کیا تھا پھر اپنے قاصد سے کہا کہ دیا لکھنے سے پہلے ان خطوط کو کسی ایسے شخص کو دکھلا دینا جو معاویہ کو اس کی خبر کر دے۔ قاصد نے بھی کیا اور یہ خبر مشہور ہو گئی۔ معاویہ نے ان تحریروں کو غور سے پڑھا اور زیاد سے کہا۔ مجھے خوف ہے کہ تم نے مجھ سے کوئی چال چلی ہو بہتر ہے کہ جس طرح تم چاہتے ہو مجھ سے صلح کر لو۔ چنانچہ دس لاکھ درہم دے کر زیاد نے معاویہ کو راضی کر لیا۔

تقصیر معاف

صلح ہو جانے کے بعد زیاد نے معاویہ سے کوفے میں قیام کرنے کی اجازت حاصل کی اور خاموشی سے زندگی بسر کرنے لگے مغیرہ ان کی نہایت ہی قدر و منزلت کرتے اور تعظیم سے پیش آتے۔ چند روز بعد مغیرہ کے پاس معاویہ کا حکم آیا کہ زیاد۔ حجر بن عدی سلیمان بن صرد شبث بن ربعی۔ اور ابن الکوا ابن حمق شریک جماعت ہونے پر مجبور کیے جائیں اس لیے کہ یہ لوگ شیعیان علیؓ میں سے ہیں"۔ اس کا باعث یہ تھا کہ اس زمانے میں منبروں پر علانیہ حضرت علیؓ کے نام پر تبرا ہوا کرتا جس کے سننے سے شیعہ بھاگتے تھے یہ تمام واقعات ۴۰ھ کے ہیں۔

کوفے میں زیاد کی گوشہ نشینی

لیکن اب زیاد کے دل میں خود ہی یہ خیال گزرا کہ اپنے آپ کو ابوسفیان کا بیٹا ثابت کر کے معاویہ کے بھائی بن جائیں۔ اور عمائد قریش میں شمار کیے جانے لگیں چنانچہ ۴۴ھ میں انہوں نے ایک دن مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی سے کہا "اگر تم میرا ایک کام کر دو تو بیس ہزار درہم تمہاری نذر کروں" اس نے پوچھا "کون سا کام؟" کہا "معاویہ کے پاس جا کے کہو کہ زیاد فارس کی ساری تحصیل کی ہوئی رقم ہضم کر گیا۔ اور آپ کو صرف دس لاکھ درہم دے کے بہلا دیا۔ اس کا باعث وہی تو نہیں جو لوگ بیان کرتے ہیں؟ وہ پوچھیں گے "لوگ کیا کہتے ہیں؟" کہنا "ہر شخص کی زبان پر ہے کہ زیاد ابوسفیان کا بیٹا ہے"۔ مصقلہ نے منظور کیا اور یہی فقرے معاویہ کے سامنے جا کے کہہ دیے۔ سنتے ہی معاویہ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ زیاد کو اپنے نسب میں شامل کر کے اپنا عزیز اور طرفدار بنا لیں اس لیے کہ وہ زیاد کی قابلیت اور خوش تدبیری کے قائل تھے غرض زیاد سے پوشیدہ مراسلت کی۔ اور جب دونوں اس پر آمادہ ہو گئے تو کوشش کی گئی کہ زیاد کے ابن ابی سفیان ہونے کی شہادتیں لے کر اعلان کر دیا جائے کہ وہ معاویہ کے بھائی ہیں منجملہ اور شہادتوں کے ابو مریم سلولی کی بھی شہادت تھی جو پیشتر طائف کے سفر و

تھے اور اب ان کا شمار صحابہ میں تھا۔ ان سے جب معاویہ نے پوچھا کہ تم کیا شہادت دیتے ہو تو انھوں نے ابوسفیان اور زیاد کی ماں کے ملنے کا واقعہ ایسے فحش طریقے سے بیان کیا کہ زیاد نے نادم ہو کر کہا "ابومریم بس بس۔ یہ تم شہادت دیتے ہو یا مجھے گالی دے رہے ہو؟"

پہلی مخالفت شرع

جب شہادتیں مکمل ہو گئیں تو معاویہ نے زیاد کو اپنے خاندان کی یادگار اور اپنا بھائی تسلیم کر لیا۔ مورخین کہتے ہیں حکومت اسلام میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ علانیہ حکم شرع سے بے پروائی کی گئی۔ رسول خدا صلعم نے صاف فرما دیا تھا کہ "بچہ شوہر کا ہے اور زانی کے لیے بجز زیاں کاری کے کچھ نہیں"۔ اسی اندیشے سے خود ابوسفیان حضرت عمرؓ کے زمانے میں باوجود یقین ہونے کے کبھی زبان سے نہ نکال سکے کہ زیاد میرا بیٹا ہے۔

حضرت عائشہؓ کا زیاد کے فقرے میں نہ آنا۔

زیاد نے بنی امیہ کے نسب میں شامل ہونے کے بعد چالاکی سے حضرت عائشہؓ صدیقہ کی خدمت میں ایک خط بھیجا جس میں معمول کے مطابق یہ الفاظ لکھے "بخدمت ام المومنین عائشہؓ از جانب زیاد بن ابی سفیان"۔ مقصد یہ تھا کہ جواب میں آپ بھی تحریر فرمادیں "بنام زیاد بن ابی سفیان"۔ اور ان کا ابن ابی سفیان لکھنا سند ہو جائے۔ مگر حضرت صدیقہ نے جواب میں بس اتنا ہی لکھا "از جانب عائشہ ام المومنین اپنے فرزند زیاد کے نام"۔

تمام ناراضی۔

یہ واقعہ تمام مسلمانوں کو خصوصاً بنی امیہ کو سخت ناگوار گزرا۔ اور ہر صحبت میں طرح طرح کے خیالات ظاہر ہونے لگے۔ مگر جو لوگ معاویہ کے طرفدار ہیں کہتے ہیں جاہلیت میں مختلف

معاویہ کا عذر شرعی

طریقوں کے نکاح مروج تھے جن میں سے ایک یہ بھی تھا جو ابوسفیان اور سمیہ میں ہوا کہ ایک بازاری فاحشہ کسی کی خلوت میں آئے اور حاملہ ہونے کے بعد بچے کو جس کا بتائے وہ اس کو اپنے نسب میں شامل کرے طلوع نیر اسلام کے بعد وہ نکاح حرام ہو گیا مگر جتنے بیٹے

اس کی تغلیط۔

اس عقد کی رو سے جس باپ کی طرف منسوب تھے اسی کے نسب میں تسلیم کر لیے گئے۔ لیکن جناب معاویہ کا یہ اجتہاد غلط ہے۔ زیاد جاہلیت میں ابوسفیان کی جانب نہیں منسوب کیے گئے اگر پہلے سے منسوب ہوتے تو ابوسفیان کو حضرت عمرؓ کے سامنے ظاہر کرنے میں تامل نہ ہوتا۔

خود اپنے بھی سرزنش کرتے۔

کہتے ہیں کہ یہ نسب اختیار کرنے کے بعد زیاد نے حج کا ارادہ کیا۔ ابوبکرہ نے سنا تو اگرچہ مغیرہ بن شعبہ کے خلاف مکمل شہادت نہ دینے کے باعث زیاد سے ملنا چھوڑ دیا تھا مگر اس موقع پر ان کے گھر میں دوڑے گئے اور ان کے ایک بیٹے سے کہا "اپنے ابا سے

Marfat.com

کہہ دینا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ حج کو جانے والے ہیں۔ مدینہ راستے میں ہے اور وہاں ان کی خواہ مخواہ ام المومنین ام حبیبہ رضہ سے ملنے کی ضرورت پیش آئے گی اگر وہ ان سے ملیں تو حضرت رسول اکرم صلعم کی اہانت ہوگی اور نہ ملیں تو ان کے باوا کی سخت رسوائی ہوگی۔" یہ پیام سنتے ہی زیاد نے حج کا ارادہ ملتوی کر دیا اور کہا "خدا جزائے خیر دے ابوبکرہ کو مجھے بہت اچھا مشورہ دیا۔"

بسر کے بصرے سے واپس آنے کے بعد جناب معاویہ ارادہ کر رہے تھے کہ اپنے بھائی عتبہ بن ابی سفیان کو وہاں کا والی مقرر کریں۔ مگر ان کے ایک عزیز عبداللہ ابن عامر آئے اور کہا "بصرے میں میرا کچھ روپیہ پھنسا ہوا ہے اور چند لوگوں کے قبضے میں میری کچھ امانتیں ہیں۔ اگر کسی اور کو آپ نے وہاں کا حاکم مقرر کیا تو میرا روپیہ اور امانتیں سب ہاتھ سے جاتی رہیں گی۔" حضرت معاویہ نے ان کی خواہش کے مطابق انھیں والی بصرہ مقرر کر دیا۔ چنانچہ وہ ۴۱ھ کے آخر میں والی و حاکم کی حیثیت سے سواد بصرہ میں داخل ہوئے اور خراسان و سیستان بھی جو بصرے ہی کی حکومت سے وابستہ تھے ان کے زیر فرمان آ گئے۔

ابن عامر نے بصرے کی حکومت ہاتھ میں لیتے ہی قیس سلمی کو حاکم خراسان مقرر کر کے بھیجا۔ قیس کو وہاں پہونچ کے معلوم ہوا کہ بادغیس، ہرات، بوشنج کے لوگ باغی و سرکش ہو گئے ہیں۔ فوراً ان سرحدی علاقوں میں جا پہونچے۔ پیشتر وہاں کے حاکم بنی لیث کے غلام عطا ابن سائب تھے جو خشک کے لقب سے مشہور رہے کیونکہ مسلمان اس سے پیشتر وہیں باب خشک کے راستے سے ہرات میں داخل ہوئے تھے۔ اور بلخ کی تین ندیوں پر انھوں نے پل بنوا دیے تھے جو "قناطر عطا" کہلاتے تھے۔

بہرحال قیس سیدھے بلخ میں پہونچے اور دشمنوں کے ایک مقام نوبہار کو ویران کر دیا۔ اہل بلخ نے مجبوراً سر اطاعت جھکا کے صلح کی درخواست پیش کی جس کو قیس نے قبول کر لیا۔ ان کارگزاریوں کے بعد قیس بصرے میں واپس آئے تو نہیں معلوم کس جرم میں ابن عامر نے ان کو قید کر دیا۔ اور ان کی جگہ عبداللہ بن خازم کو حاکم ہرات و بادغیس و بوشنج مقرر کر کے روانہ کیا۔ قیس کے واپس آتے ہی پھر ان علاقوں کے لوگ باغی ہو گئے تھے۔ ابن خازم جیسے ہی پہونچے ان لوگوں نے پھر عرضداشت اطاعت و امان پیش کی۔ مگر ابن خازم نے معتد بہ رقم وصول کر کے ان کو امان دی اور وہ رقم ابن عامر کے پاس بھیجی۔

خوارج۔

خراسان کا تو یہ انتظام ہوا۔ مگر بصرے کے پاس ہی خوارج کی شورش کسی طرح موقوف ہونے کو نہ آتی تھی۔ اب ان لوگوں نے ایک نیا ہنگامہ مچایا۔ ان کا ایک سرغنا سہم بن غالب ہجیمی ستر آدمیوں کے ساتھ علم خروج بلند کر کے نکلا اور قریب کے دو پلوں اور بصرے کے درمیان پڑاؤ ڈال کے اُدھر کا راستہ روک دیا۔ ایک اور بڑا خارجی یزید بن مالک بھی جو خطیم باہلی کے لقب سے مشہور تھا اُس کے ساتھ تھا۔ اتفاقاً عبادہ بن قرص لیثی جو اپنے بیٹے اور بھتیجے کے ساتھ جہاد سے ملٹے ہوئے آرہے تھے اُدھر سے گزرے۔ خوارج نے اُن سے ٹوک نئے پوچھا "تم کون لوگ ہو؟" کہا "مسلمان ہیں" جواب میں کہا گیا "نہیں تم جھوٹے ہو"۔ عبادہ نے کہا "سبحان اللہ! جس بات کو رسول خدا صلعم نے ہم سے قبول کر لیا تھا تمھیں بھی قبول کرنی چاہیے میں نے پہلے اُن کی نبوت کی تکذیب کی تھی اور لڑا تھا۔ مگر جب حاضر ہو کے اسلام قبول کیا تو آپ نے میرا اسلام منظور فرما لیا"۔ خوارج نے کہا "مگر تم کافر ہو"۔ اور یہ کہتے ہی انھیں مع اُن کے فرزند اور بھتیجے کے قتل کر ڈالا۔

سہم بن غالب خارجی۔

یزید بن مالک خارجی۔ وہ عبادہ کو قتل کر ڈالتے ہیں۔

یہ اور اسی قسم کی اور خبریں سُن کر ابن عامر اُس کے استیصال کے لیے روانہ ہوئے۔ سامنا ہوتے ہی لڑائی چھڑ گئی۔ خوارج میں سے کچھ تو مارے گئے اور کچھ بھاگ کے ایک جنگل میں چھپ رہے جن میں سہم اور خطیم بھی تھے۔ اُن کو جان بچاتے دیکھ کر ابن عامر نے خود ہی امان پیش کی اور انھوں نے قبول کی۔ امان پانے کے بعد یہ لوگ لڑائی سے دست بردار ہو گئے تھے مگر جناب معاویہ نے ابن عامر کو لکھا "ان مفسدوں لوگوں کو زندہ نہ چھوڑنا چاہیے"۔ اس کا جواب ابن عامر نے یہ دیا کہ "اب تو ان لوگوں کو میں آپ ہی کے نام سے امان دے چکا"۔

ابن عامر کا ان کو امان دینا۔

لیکن حضرت معاویہ ہی کی رائے صحیح تھی۔ اس وقت تو ابن عامر کی سفارش پر ان سے قتل سے درگزر کیا گیا مگر ۴۶ھ میں جب بصرے میں زیاد کی حکومت تھی سہم اور خطیم بصرہ چھوڑ کے اہواز میں پہونچے اور سہم وہاں ایک گروہ جمع کر کے بصرے پر چڑھ آیا۔ راستے میں ایک جماعت پر حملہ کیا تو ان لوگوں نے کہا "ہم یہودی ہیں"۔ انھیں چھوڑ دیا۔ مگر قدامہ بن مظعون کے غلام کو جو مسلمان تھا مار ڈالا۔ لیکن سہم جب بصرے کے قریب پہونچا تو ہمراہی ساتھ چھوڑ کے منتشر ہو گئے مجبوراً روپوش ہو گیا۔ اور زیاد سے امان مانگی۔ سمجھا تھا کہ جس طرح ابن عامر کو موافق بنا لیا تھا زیاد کو بھی بنا لوں گا۔ مگر زیاد اور طرح کے آدمی تھے۔ انھوں نے امان نہ دی۔ اور اس کی تلاش میں آدمی دوڑائے۔ جو سراغ لگا کے پکڑ لائے۔ گرفتار ہوتے ہی وہ قتل ہوا۔ اور لاش بھی

ان کا پھر شورش مچانا۔

سہم مارا گیا۔

Marfat.com

گھر کے دروازے پر مصلوب کی گئی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ زیاد کی زندگی میں اُس کا پتہ نہیں لگا بلکہ اُن کے بیٹے عبیداللہ بن زیاد نے اپنے عہد حکومت سنہ ۵۸ھ میں اُسے مصلوب کر کے قتل کیا۔ رہا خطیم وہ بھی اسیر ہو کے آیا۔ اور زیاد نے اُس کے قتل کرنے کا حکم عبادہ کو دیا مگر اُس نے اس سے انکار کیا۔ اور علاقۂ بحرین میں اُس کو جلاوطن کر دیا۔

اور خطیم جلاوطن ہوا۔

اسی سنہ ۴۱ھ میں علی بن عبداللہ بن عباس پیدا ہوئے جن کے فرزندوں سے دولت عباسیہ کی بنیاد پڑی۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ جس سال حضرت حسنؑ نے خلافت چھوڑی اور خلافت بنی ہاشم سے بنی اُمیہ کے ہاتھ میں گئی اُسی سال خدا نے پھر اُس کے بنی ہاشم کے ہاتھ میں آنے کی بنیاد ڈال دی تھی۔

علی بن عبداللہ کی ولادت۔

حج اس سال ابوسفیان کے فرزندوں میں سے عتبہ یا عنبسہ نے کرایا اور حضرت عمرو بن عاص نے اسی سال اپنے خالہ زاد بھائی عقبہ بن نافع کو حاکم افریقہ مقرر کیا۔ انھوں نے وہاں جاتے ہی کمال اولوالعزمی و شجاعت سے جہاد کا سلسلہ جاری کر دیا۔ قریب قریب سارا شمالی افریقہ فتح کر لیا۔ بڑھتے ہوئے مراکش تک چلے گئے جہاں زراتہ اور لواتہ قومیں آباد تھیں۔ پہلے تو افریقہ کے لوگوں نے اطاعت قبول کر لی۔ مگر بعد ازاں برگشتہ ہو کر باغی ہو گئے۔ عقبہ نے دوبارہ حملہ کر کے فتح کیا اور علاقۂ برقہ کا شہر ودان اور تمام بلاد بربران کے زیر فرمان ہو گئے۔ یہاں تک کہ سنہ ۵۰ھ میں انھوں نے شہر قیروان آباد کیا۔

عقبہ بن نافع حاکم افریقہ۔ فتح افریقہ

قیروان آباد ہوا۔

اب سنہ ۴۲ھ شروع ہوا جس میں مسلمانوں نے ممالک لان اور روم میں جہاد کیا۔ رومیوں نے زبردست لشکر سے مقابلہ کیا تو انھیں بڑی بھاری فاش شکست دی جس میں ان کا سپہ سالار اعظم مع بطریقوں کے بڑے بھاری گروہ کے مارا گیا۔

رومیوں پر فتح۔

اسی سال حجاج بن یوسف ثقفی پیدا ہوا جس کا نام قیامت تک سخت مظالم کی یادگار رہے گا۔

ولادت حجاج

حضرت معاویہ نے اس سال مروان بن حکم کو والی مدینہ مامور فرمایا اور مروان نے اپنی طرف سے عبداللہ بن حرث بن نوفل کو قاضی مدینہ مقرر کیا۔

لیکن اس زمانے کی سب سے بڑی مصیبت خوارج تھے جن کا فتنہ کسی طرح فرو ہی ہو نہ آتا تھا۔ اس سال انھوں نے پھر سر اٹھایا اور ہنگامہ آرائی شروع کر دی۔ حضرت علیؑ کے مقابلے میں نہروان کی لڑائی میں جو خوارج قتل ہونے سے بچ رہے تھے یا زخمی ہوئے تھے اور اچھے ہونے کے بعد آپ نے اُن کا قصور معاف فرما دیا تھا ان کی شورش پسندی سے

خوارج کی شورش

Marfat.com

حیان کا جوش۔

پھر باسی کڑھی میں اُبال آیا۔ معرکہ نہر کے زخمیوں میں ایک حیان بن ظبیان سلمی تھا۔ اچھا ہونے کے بعد وہ اپنے دوستوں کے ساتھ رَے میں چلا گیا۔ وہیں اُس نے حضرت علیؓ کے شہید ہونے کی جو خبر سنی اپنے دس ہم خیالوں کو جمع کیا جن میں ایک سالم بن ربیعہ عبسی تھا ان سب نے شہادت مرتضوی پر اظہار مسرت کیا۔ سالم نے جوش کے ساتھ کہا جس ہاتھ نے یہ تلوار اُٹھائی۔ (یعنے حضرت علیؓ پر حربہ کیا) کبھی بیکار نہ ہوگا اور سب نے اس سانحہ پر خدا کا شکریہ ادا کیا۔

شہادت مرتضوی پر خوشی۔

حیان کا فتنہ۔

اس کے بعد سالم نے تو خموشی اختیار کی۔ اور بغاوت و سرکشی کے ارادے سے دست بردار ہوگیا۔ مگر حیان نے سب کو ابھار کے علم بغاوت بلند ہی کر دیا چنانچہ یہ لوگ اپنا جتھا باندھ کے کوفے میں آگئے۔ کوفے ہی میں تھے کہ حضرت معاویہ صلح کی غرض سے وہاں آئے۔ اور مغیرہ بن شعبہ کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ مغیرہ دراصل نرم مزاج اور امن دوست تھے۔ اور جہاں تک بنتا لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے۔ لوگ اُن سے آ آ کر کہتے کہ "فلاں شخص شیعہ علیؓ ہے فلاں خارجی ہے"۔ اور وہ سب سے کہہ دیتے "خدا ہی کی مرضی ہے کہ یہ لوگ ایک دوسرے کے مخالف رہیں۔ اور عنقریب وہی فیصلہ کرے گا"۔

مغیرہ کی نرم پالیسی۔

Marfat.com

تیسری فصل

خوارج کی ایک سخت شورش کا استیصال

مغیرہ کی نرم دلی۔ خوارج کی تحریک۔ اُن کے تین گروہ۔ مستورد کا انتخاب۔ مستورد کے ہاتھ پر بیعت۔ مغیرہ کی کارروائی۔ خوارج کے ایک گروہ کی گرفتاری۔ اندرونی سازش۔ مغیرہ کو اطلاع۔ اُن کی عام تقریر۔ معقل کی تجویز۔ سب سردار فتنہ مٹانے کے ذمہ دار۔ صعصعہ اپنے قبیلے میں۔ خوارج کو پناہ دینے والا سلیم۔ اُن کا جماؤ۔ اُن کے استیصال کی کوشش۔ معقل سپہ سالار اسلام۔ مغیرہ کی صعصعہ سے ناراضی۔ اُس کا باعث۔ معقل کی روانگی۔ مستورد مدائن میں۔ مقابلے کے بارے میں خوارج کا مشورہ۔ مستورد کی رائے۔ خوارج مذار میں۔ اُن کے مقابلے کے لیے بصرے کا لشکر۔ معقل مدائن میں۔ اُن کا مقدمۃ الجیش ابوالرواغ۔ خوارج کا سامنا۔ اُن کا حملہ۔ عسکر خلافت کو بار بار شکست اور ابوالرواغ کی کارگزاری۔ معقل کو اطلاع۔ اُن کا آ پہونچنا۔ دوسرے دن کی لڑائی اور پھر لشکر خلافت کو شکست۔ معقل اور ابوالرواغ کی شجاعت۔ بصارا لشکر آ گیا۔ لشکر بصرہ بھی قریب آ گیا۔ خوارج رات کو چلے گئے۔ ابوالرواغ اُن کے تعاقب میں۔ اُن کا اور دشمنوں کا سامنا۔ خوارج کی فتح بعد ازاں پسپائی۔ تہر شیر میں پھر لڑائی۔ مستورد کی چالاکی۔ ابوالرواغ دھوکے میں۔ مستورد معقل پر جا پڑا۔ معقل کی شجاعت۔ اُن کی نازک حالت۔ ابوالرواغ آ پہونچا۔ اُن کے آنے کا باعث۔ اُس کا حملہ۔ مستورد اور معقل کا مقابلہ۔ اور دونوں کا مارا جانا۔ خوارج کا استیصال اس سال کے امیر حج اور غازیان اسلام۔ ابن عامر کی معزولی۔ اُن کی کمزوری۔ اُن کا وفد دمشق میں۔ ابن کوا نے معاویہ سے ان کی شکایت کی۔ اُن کے ساتھ ابن عامر کا بے نتیجہ سلوک۔ طریقۂ معزولی کی دو روایتیں۔ پہلی روایت۔ دوسری روایت۔

والی کوفہ مغیرہ بن شعبہ کی نرم دلی اور درگزر کرنے والی پالسی کا یہ نتیجہ ظاہر ہوا کہ کوفے میں اندر اندر خوارج کی تحریک جاری ہو گئی جو علانیہ اپنے مکانوں کے سامنے بیٹھ کر کمال آزادی کے ساتھ اپنے خیالات ظاہر کرتے اور اپنے اُن بھائیوں کو یاد کر کر روتے جو نہروان میں مارے گئے تھے ہوتے ہوتے تین شخصوں کی ماتحتی میں خوارج کے تین گروہ جمع ہو گئے۔ ایک مستورد بن

مغیرہ کی نرم دلی۔

خوارج کی تحریک۔

اُن کے تین گروہ

علقمہ تیمی کے زیر اثر جو بنی تیم الرباب میں سے تھا۔ دوسرا معاذ بن جوین طائی کے زیر حکم جس کا چچازاد بھائی زید بن حصین معرکہ نہروان میں مارا گیا تھا۔ تیسرا اشجعی حیان بن ظبیان سلمی کے ساتھ [illegible] سے آیا تھا۔ ان تینوں گروہوں کی تعداد اور قوت چار سو آدمیوں کی تھی۔

سردار کا انتخاب [illegible]

اب انھوں نے باہم مشورہ کیا کہ کسے اپنا سردار اور سپہ سالار بنائیں۔ مگر اعتقادی خلوص [illegible] فطرتوں سے اس قدر بھاگتے تھے کہ سرداری اور حکومت ایک ایک کے سامنے پیش کی جاتی اور کوئی قبول نہ کرتا۔ ہر طرف سے انکار ہی انکار کی آوازیں آتی تھیں۔ آخر بمشکل سب نے مستورد کو راضی کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کا بیحد ادب و احترام کرتے اور خوارج میں وہ امیر المومنین کے لقب سے یاد کیا جاتا۔ یہ گروہ سنہ ۴۲ھ میں جمع ہوا تھا۔ اور شعبان سنہ ۴۳ھ میں وہ علانیہ نکل کھڑے ہوئے اور علم بغاوت بلند کر دیا۔

مستورد کے ہاتھ پر بیعت

مغیرہ کی کارروائی

ان کے ظہور سے ذرا پیشتر مغیرہ بن شعبہ کو خبر لگی کہ حیان بن ظبیان سلمی کے گھر میں خوارج جمع ہیں اور طے پا گیا ہے کہ غرۂ شعبان کو بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیں۔ یہ خبر پاتے ہی اپنے کوتوال قبیصہ بن دمون کو بھیجا جس نے جا کے حیان کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت مکان کے اندر حیان کے ساتھ معاذ بن جوین اور ان کے تقریباً بیس رفقا موجود تھے۔ حیان کی ایک ام ولد لونڈی تھی جس نے جورو کی عزت پیدا کر لی تھی۔ اس نے سب کی تلواریں غائب کر دیں اور فریادیوں کی طرح غل مچایا۔ باعث یہ ہوا کہ وہ اپنے شوہر حیان سے نہایت متنفر اور خوارج کی تحریک کے سخت خلاف تھی۔ اس کو شور کرتے دیکھ کر سب نے اسے پکڑ کے باندھا اور بچھونے کے اندر لپیٹ دیا کہ پھر اس کی آواز نہ سنی جائے۔ بعد ازاں سب نے اپنی تلواریں ڈھونڈھنا شروع کیں کہ نکل کے کوتوال سے مقابلہ کریں۔ مگر ان کا کہیں پتہ نہ تھا۔ اپنے آپ کو نہتا دیکھ کر سب نے ہاتھ پاؤں ڈال دیے۔ قبیصہ سب کو باندھ کے مغیرہ کے سامنے لے گیا۔ مغیرہ نے لاکھ کوشش کی کہ یہ لوگ اپنے ارادوں کو ظاہر کریں مگر کسی نے جرم کو نہ قبول کیا اور کہا "ہم تو اس گھر میں قرآن خوانی کے لیے جمع ہوئے تھے۔" آخر مجبور ہو کر مغیرہ نے سب کو قید کر دیا۔ چنانچہ یہ لوگ پورے ایک سال تک اسیر و پابزنجیر رہے۔

خوارج کے ایک گروہ کی گرفتاری۔

اندرونی سازش

ان لوگوں کی گرفتاری کا حال ان کے رفقا کو معلوم ہوا تو پریشان ہوئے۔ اور مستورد اپنی بغاوت کو عملی صورت میں لانے لگا۔ بمقام حیرہ میں آ کے ٹھہرا اور اپنی قوت بڑھانا شروع کی۔ خوارج کی اس کے پاس آمد و رفت رہتی اور خلافت کے زیر کرنے کی تدبیریں سوچی جاتیں۔

Marfat.com

ایک دن حجار بن ابجر نے ان لوگوں کو یہاں جمع ہوتے دیکھ لیا۔ سب خارجیوں نے التجا کی کہ آج کی رات ہمارا حال کسی سے نہ بیان کرنا کیونکہ تمھیں اختیار ہے۔ اس نے کہا آج ہی پر موقوف نہیں میں قیامت تک کسی کے سامنے نہ ظاہر کروں گا۔ اس کے اس جواب سے خوارج متردد ہوئے اور دل میں کہا یہ سارا حال مغیرہ سے جا کر ضرور بیان کرے گا۔ چنانچہ جمع ہونے کا مکان چھوڑ دیا۔ اور مشورہ کے لئے سلیم بن مخدوج عبدی کے گھر میں اٹھ گئے مگر ان کے اندیشے کے خلاف حجار نے کسی پر ان کا حال نہیں ظاہر کیا۔

مغیرہ کو اطلاع۔

حجار نے اگرچہ چھپایا مگر مغیرہ کو کسی ذریعے سے خبر ہوگئی کہ خوارج جمع ہو رہے ہیں اور بغاوت کیا چاہتے ہیں۔ سنتے ہی تمام مسلمانوں کو جمع کر کے ان کے سامنے ایک تقریر کی جس میں حمد الٰہی کے بعد کہا تم سب جانتے ہو کہ میں تمھارے لئے ہمیشہ امن و امان اور صلاح و فلاح کی کوشش کرتا رہتا ہوں اور جہاں تک بنتا ہے تم کو اذیت و تکلیف سے بچاتا ہوں اس کا نتیجہ خلاف امید یہ نظر آتا ہے کہ میرے اس طرز عمل نے تمھارے بدمعاشوں کا حوصلہ بڑھا دیا ہے اور مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ بدمعاش جہلا کی شامت اعمال سے ہمیں نیکوں اور بیگناہوں سے مواخذہ کرنا پڑے۔ لہٰذا میں نصیحت کرتا ہوں کہ عوام الناس پر کوئی آفت آنے سے پہلے بدمعاشوں کو اپنے گھروں سے نکال دو۔ ہمیں خبر ملی ہے کہ بعض لوگ اس ارادے میں ہیں کہ شہر میں نا اتفاقی اور نفاق کو پھیلائیں۔ اور میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ یہ لوگ عرب کے جس قبیلے میں جائیں گے اسے ہلاک کریں گے۔ اور بعد ازاں ان کے تعلقات کی وجہ سے دیگر قبائل پر آفت آئے گی۔

یہ تقریر سن کر معقل بن قیس ریاحی اٹھا اور کہا یا امیر! آپ ہمیں ان لوگوں کا پتہ دیں اگر وہ ہمارے قبیلے کے ہوئے تو پھر ہم ان سے بے تعلق ہو جائیں گے اور اگر غیر ہوں [illegible] لوگوں کے نام حکم جاری کریں۔ فوراً ہر قبیلہ اپنے بدمعاشوں کو [illegible] مگر میرے سامنے کسی کا نام نہیں لیا گیا ہے۔ معقل نے کہا تو میں وعدہ کرتا ہوں [illegible] میں خود کافی ہوں۔ اسی طرح ہر گروہ اور ہر قبیلے کے سردار کو چاہیے کہ [illegible] کے لیے کافی ہونے کا اطمینان دلائے۔

اس تجویز کے مطابق مغیرہ نے تمام سرداران قبائل کو جمع کیا اور کہا تم میں سے ہر شخص اپنی قوم کی شرارت کا ذمہ دار ہونا چاہیے۔ ایسا ہوا تو [illegible]

Marfat.com

فرق آجائے گا۔ اور مجھے ایسی وضع اختیار کرنا پڑے گی جو تمھیں نئی معلوم ہوگی۔ اور ایسی باتیں پیش آئیں گی جن کو تم نہ پسند کروگے"۔ اس حکم کے مطابق تمام شیوخ قبائل اپنے اپنے قبیلوں میں گئے۔ اور خدا کا اور دین کا واسطہ دلا دلا کے ایک ایک سے کہا کہ تمھارے گروہ میں جو کوئی فتنہ پیدا کرتا ہو اس کا حال بتا دو۔

صعصعہ اپنے قبیلہ میں

دیگر شیوخ کی طرح صعصعہ بن صوحان بنی عبدالقیس میں آیا۔ اس کو معلوم تھا کہ حیان سلیم کے گھر میں چھپا ہوا ہے لیکن اہل شام سے اسے نفرت تھی اور گوارا نہ تھا کہ معاویہ کے لیے اپنے قبیلے کے کسی خاندان کو ضرر پہونچائے۔ لہٰذا قبیلے والوں کے مجمع عام میں کھڑے ہو کر ایک طولانی تقریر کی کہا "لوگو۔ خداوند عزوجل نے (جس کی حمد و ثنا کرنی چاہیے) جب فضیلت و شرافت تقسیم کی تو اس کے بہترین حصہ کو تمھارے لیے مخصوص کیا چنانچہ اس کے خاص اور سچے دین کو تم نے اختیار کیا جو برگزیدہ رسولوں اور فرشتوں کا دین تھا۔ تم دیندار بن چکے تو خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلعم کو اپنے پاس بلا لیا۔ اور ان کے جاتے ہی لوگوں میں اختلاف پڑا۔ کوئی ثابت قدم رہا اور کوئی مرتد ہوگیا۔ کوئی مکاری و فریب پر آمادہ ہوا۔ اور کوئی انجام انتظار دیکھنے لگا۔ لیکن خدا کی مہربانی سے تمھارا ایمان قائم رہا۔ چنانچہ تم نے مرتدوں کا مقابلہ کیا اور غالب آگئے۔ اس کے صلے میں خدا بھی تم پر مہربان رہا۔ اور تمھیں ترقی دی۔ یہاں تک کہ امت میں اختلاف پڑا۔ ایک گروہ طلحہؓ و زبیرؓ اور ام المومنین عائشہؓ کا طرفدار بنا۔ ایک گروہ نے کہا ہم اہل مغرب (یعنی معاویہ) کے طرفدار ہیں۔ اور ایک گروہ نے دعویٰ کیا کہ ہم عبداللہ بن وہب راسبی (خارجی) کا ساتھ دیں گے مگر تمھارا قول یہی رہا کہ ہم بجز اپنے پیغمبر کے خاندان کے اور کسی کو نہیں چاہتے۔ انجام یہ ہوا کہ تمھارے ہاتھوں سے خدا نے مخالفین واقعہ جمل اور دشمنان نہروان کو ہلاک کیا۔ لیکن یاد رکھو کہ نہروان والوں سے زیادہ خدا اور اہل بیت رسالت کا کوئی دشمن نہیں ہے۔ یہ لوگ ہماری جماعت سے الگ ہوگئے۔ غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے امام کو چھیڑ رہا ہے۔ ہمارا خون گرانا حلال سمجھتے ہیں۔ لہٰذا خبردار ایسے لوگوں کو اپنے گھروں میں پناہ نہ دو۔ اور نہ ان لوگوں میں سے کسی کو کوئی اپنے یہاں چھپائے اور کسی عربی نژاد کے لیے مناسب نہیں ہے کہ ان تفرقہ ڈالنے والوں کا دوست بنے۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ ایسے بعض لوگ ہمارے قبیلے کی حمایت میں ہیں اور میں اس کی تفتیش کرنے والا ہوں۔ اگر سچ نکلا تو ان کو قتل کرکے خدا کو خوش کروں گا کیونکہ ان کو

ہلاک کرنا جائز ہے۔" پھر کہا "اے بنی عبدالقیس۔ ہماری حالت۔ ہمارے مسلک۔ اور ہمارے خیالات کے باعث مشہور ہو رہا ہے کہ ہم ان لوگوں کے دوست ہیں۔ لہٰذا اس سے بچو اور خبردار اُن لوگوں کو اپنے یہاں نہ آنے دو۔"

یہ تقریر کر کے صعصعہ بیٹھ گیا۔ اور لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ خدا ان لوگوں پر لعنت کرے۔ اور ہمیں اُن کے شر سے بچائے۔ ہم ہرگز اُن لوگوں کو اپنے یہاں نہ جگہ دیں گے۔ اور اگر ہمیں معلوم ہوا کہ ایسا کوئی شخص کسی گھر میں ہے تو فوراً حکومت کو خبر کر دیں گے

خوارج کو پناہ دینے والا مجرم

اور سب نے تو یہ کہا مگر سلیم جو اس صحبت میں موجود تھا خاموش رہا۔ بغیر اس کے کہ کوئی لفظ زبان سے نکالے ایک دلی تکلیف کے ساتھ گھر کی طرف واپس چلا۔ نہ یہ پسند تھا کہ اپنے عزیز خوارج کو گھر سے نکال کے ہدف ملامت بنے اور نہ یہ گوارا تھا کہ وہ لوگ اس کے گھر میں پکڑے جائیں۔ اور اُن کے ساتھ خود بھی گرفتار ہو کے قتل ہو۔

گھر پہونچا تو دیکھا کہ مستورد کے رفقا جمع ہیں اور مغیرہ کی تقریر اور شیوخ کے وعدوں کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ مستورد نے اس جلسے کی کیفیت خود سلیم سے پوچھی۔ اس نے ساری گذشت بیان کر دی اور کہا "میں نے اس وجہ سے خود نہیں بیان کیا کہ شاید آپ لوگوں کے دل میں خیال گزرے کہ مجھے آپ کا اپنے یہاں رہنا گوارا نہیں ہے۔" سب نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا "اب ہم لوگ خود ہی آپ کے یہاں سے چلے جائیں گے۔"

اب ان واقعات کی خبر اُن خوارج کو پہونچی جو مغیرہ کے حکم سے مقید تھے اُن میں سے معاذ بن جوین نے ایک پرجوش قصیدہ کہہ کے شایع کیا جس میں آزاد خوارج کو لڑنے مرنے اور بہادری دکھانے پر آمادہ کیا۔ اس کا فوری اثر یہ ہوا کہ مستورد نے اپنے رفقا کو حکم دیا کہ اس قبیلے سے نکل چلو۔ اور سب جا کے مقام سورا میں جمع ہوں۔ اشارہ ہوتے ہی سب آ کے سورا میں جمع ہو گئے اور سب نے مقام صراۃ کی طرف کوچ کیا۔

خوارج کے اس نقل و حرکت کی اطلاع مغیرہ کو ہوئی تو شیوخ عرب اور سرداران قبائل کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ اس فتنے کے مٹانے کے لیے کیا تدارک کیا جائے۔ اور ان کے مقابلے پر کون بھیجا جائے۔ عدی بن حاتم نے کہا "ہم سب ان لوگوں کے دشمن رہے اُن سے بغض رکھتے ہیں اور آپ کے مطیع فرماں ہیں۔ آپ جسے مناسب جانیں روانہ فرماویں۔"

معقل بن قیس نے کہا۔ یہاں جتنے لوگ حاضر ہیں اُن میں سے جسے آپ حکم دیں گے

بجا لائے گا۔ ہم سب اُن کے دشمن اور ان کی ہلاکت کے آرزومند ہیں اور مجھ سے زیادہ شاید ان کا کوئی دشمن نہ ہوگا۔ لہٰذا مجھ ہی کو بھیجیے خدا نے چاہا تو اُن کے شر کو مٹا دوں گا۔

معقل سپہ سالار اسلام

مغیرہ نے کہا "تو آپ ہی بسم اللہ کر کے روانہ ہوں"۔ یہ کہہ کر تین ہزار بہادروں کو اُن کے ہمراہ کیا۔ اور اپنے کوتوال سے جو شیعیان علیؓ کے گروہ کا سردار تھا' کہا خاص اپنے شیعوں کو معقل کے ساتھ روانہ کرو۔ اُن سے زیادہ کوئی گروہ ان خوارج کا دشمن نہیں ہے۔ یہ لوگ پہلے بھی خوارج سے لڑ چکے ہیں"۔

مغیرہ کا صعصعہ کو بولنے سے باز رکھنا۔ اس کا باعث

اس موقع پر صعصعہ بن صوحان نے بھی اُٹھ کر معقل کی تائید کی اور کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ مغیرہ نے کہا "بس موقوف کرو۔ تم فقط خطیب ہی خطیب ہو"۔ صعصعہ کو یہ ناگوار ہوا۔ اور مغیرہ کے روکنے کا یہ باعث تھا کہ صعصعہ کی نسبت اُنھوں نے سنا تھا کہ حضرت عثمانؓ پر طعن کرتا اور اُن کو برا کہتا ہے۔ حضرت علیؓ کے فضائل بار بار بہ کثرت بیان کرتا اور اُن کو سب سے افضل بتاتا ہے یہ سن کر اُنھوں نے اس کو بلا کے سمجھایا تھا کہ میں پھر نہ سنوں کہ تم حضرت عثمانؓ کو برا کہتے اور حضرت علیؓ کی فضیلتیں بیان کرتے ہو۔ میں ان باتوں کو تم سے زیادہ جانتا ہوں لیکن اب تو یہ بادشاہ (معاویہ) غالب آچکا اور حکم جاری کر دیا کہ لوگوں کے سامنے علیؓ کے عیوب بیان کیے جایا کریں۔ ایسا حکم ہونے پر بھی ہم بہت سی ایسی باتوں کو چھوڑ دیتے ہیں جن کا ہمیں حکم ہے اور صرف اُن باتوں کو زبان سے نکالتے ہیں جن سے مفر نہیں تمھیں علیؓ کی فضیلتیں بیان کرنا ہیں تو گھر کے اندر بیٹھ کر اپنے لوگوں کے سامنے بیان کر لیا کرو۔ ہاں مسجدوں اور محفلوں میں علانیہ بیان کرنا اس کو ہمارا موجودہ خلیفہ نہیں برداشت کر سکتا"۔ صعصعہ نے اس ہدایت پر عمل کرنے کا تو وعدہ کر لیا مگر اس کی پوری پابندی نہ کی۔ اسی خیال سے جناب مغیرہ نے اس کو اس موقع پر روک دیا اور اس کو ناگوار ہوا۔

معقل کی روانگی

غرض معقل تین ہزار منتخب شیعیان علیؓ کو ہمراہ لے کر سورا میں پہنچے جہاں خوارج کا پڑاؤ تھا۔ مگر خوارج اُن کے پہنچنے سے پہلے ہی بہر شیر کی طرف کوچ کر چکے تھے تاکہ دجلے کے پار اُتر کے پرانے شہر مدائن میں قیام کریں جہاں خسروان عجم کی عمارتیں تھیں۔ وہاں کے عامل سماک بن عبید ازدی عبسی نے اُن کو شہر کے باہر ہی روکا۔ اور مستورد نے پیام بھیجا کہ عثمانؓ اور علیؓ دونوں سے تم علیحدگی اختیار کرو اور ہمارے دوست بن جاؤ"۔ سماک نے جواب دیا کہ "اگر میں ایسا کروں تو بہت ہی برا شخص ہوں۔ میں خود تم سے کہتا ہوں کہ مسلمانوں کا

Marfat.com

ساتھ دو۔ اور وعدہ کرتا ہوں کہ تم کو امان دلوا دوں گا۔" مستورد نے نہ مانا۔ اور تین روز تک مدائن میں پڑا رہا۔ اسی اثناء میں سُنا کہ معقل فوج لے کر قریب آ پہونچے۔ فوراً اپنے رفیقوں کے درمیان کھڑے ہو کر کہا "مغیرہ نے تمہارے مقابلے پر معقل کو روانہ کیا ہے۔ بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟" بعض نے کہا "ہم خدا کی راہ میں جہاد کرنے ہی کو تو گھر سے نکلے ہیں۔ جن لوگوں پر جہاد کرنا ہے وہ خود ہی آ گئے اور ہمیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں رہی۔ لہٰذا ٹھہر کے معقل کا انتظار کیجیے۔ اُن کے آتے ہی خدا اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ کر دے گا۔" بعض نے کہا "نہیں ہم کو یہاں سے کوچ کر کے اور مقامات میں جانا اور لوگوں کو اپنی طرف بلا کے اپنی قوت بڑھانا چاہیے۔" یہ سُن کر مستورد نے کہا "میری رائے بھی یہاں ٹھہرنے کی نہیں ہے۔ مصلحت یہ ہے کہ ہم آگے کی راہ لیں اور وہ لوگ ہماری تلاش میں خاک اُڑاتے پھریں یہاں تک کہ جاتے جاتے اپنے مرکز سے دور اور اپنے گروہ سے منقطع ہو جائیں اسی پریشانی میں ہوں کہ ہم ناگہاں اُن پر جا پڑیں۔"

مقابلے کے بارے میں خوارج کا مشورہ

مستورد کی رائے

خوارج مذار میں

اس رائے پر عمل ہوا۔ اور وہ لوگ مدائن سے کوچ کر کے جرجرایا میں پہونچے۔ وہاں دجلے کے پار اُتر کے ارض جوخی میں پہونچے۔ اور مذار میں پڑاؤ ڈال کے ٹھہر گئے۔

انکے مقابلے کے لیے بصرے کا لشکر

اس زمانے میں اتفاقاً بصرے میں یہ واقعہ پیش آیا کہ وہاں کے والی ابن عامر نے ایک دن پوچھا "خوارج کے بارے میں مغیرہ نے کیا کارروائی کی؟" لوگوں نے جو کچھ سنا تھا بیان کر دیا۔ ابن عامر نے شریک بن اعور حارثی کو جو شیعیان علیؓ میں ممتاز شخص تھا بلا کے کہا "بے دین مستورد کے مقابلے پر جاؤ۔" چنانچہ شریک بھی وہاں سے تین ہزار شیعوں کو ہمراہ لے کے چلا کہ مستورد کے فتنے کو مٹائے۔ یہ لوگ مقام مذار میں پہونچ گئے۔

معقل مدائن میں

ادھر معقل نے جو کوفے سے چلے تھے جب مدائن میں پہونچ کر سنا کہ خوارج چلے گئے تو دیکھا کہ ہمراہیوں کو ان لوگوں کا چلا جانا اور سفر کی مزید دشواریاں جھیلنا گراں گزرا۔ فوراً اٹھ کے ایک پُرجوش تقریر سے اُن کی ہمت بڑھائی۔ کہا "وہ لوگ اس خیال سے آگے گئے ہیں کہ تم کو اپنے تعاقب میں تھکائیں اور پریشان کریں۔ مگر اس میں تمہارے لیے کوئی اندیشے کی بات نہیں۔ جس قدر تم تھکو گے اس سے زیادہ وہ تھکیں گے۔" یہ کہا اور خوارج کے پیچھے کوچ کر دیا

انکا مقدمۃ الجیش ابوالرواغ خوارج کا سامنا

یہاں سے کوچ کرتے وقت ابوالرواغ شاکری کو تین سو بہادروں پر افسر بنا کے بطریق مقدمۃ الجیش آگے آگے بڑھایا جو تیزی سے کوچ کر کے مقام مذار میں خوارج کے مقابلے پر جا پہونچا۔

Marfat.com

اور ہمراہیوں سے مشورہ کیا کہ ہمیں لڑائی چھیڑ دینی چاہیے یا اپنے سپہ سالار معقل کے آنے کا انتظار کریں؟ بعض لڑنے کے خلاف تھے اور بعض لڑنا چاہتے تھے۔ مگر ابوالرواغ نے کہا "معقل نے مجھے لڑنے سے منع کیا ہے۔" آخر رائے قرار پائی کہ لڑائی تو نہ چھیڑی جائے مگر اُن کے سامنے ہی رہنا چاہیے۔ اسی بنا پر پڑاؤ ڈال دیا گیا! اور سب نے رات بھر پہرہ دے کر صبح کی۔

ان کا حملہ۔

صبح ہوتے ہی خوارج زور وشور سے اُن پر آپڑے! اور اگرچہ دونوں حریفوں کے لشکر کی تعداد یکساں تھی مگر حملہ ہوتے ہی ابوالرواغ کے ہمراہی شکست کھا کے بھاگے! ابوالرواغ نے غل مچایا "ٹھہرو ٹھہرو" بھاگتے ہوؤں کو روکا سنبھالا! اور اُن کو لے کر پھر خوارج پر حملہ کیا۔ مگر خوارج کے قریب تک پہونچنے سے قبل اس کے کہ ایک شخص بھی مارا جائے ان لوگوں نے پیٹھ پھیر دی۔ ابوالرواغ نے پھر نعرہ لگایا کہ "خدا تمھاری ماؤں کو تم پر رُلائے۔ پھر حوصلہ کر کے پلٹو تا کہ سردار معقل کے پہونچتے وقت ہم اُن کے قریب نظر آئیں شکست سے زیادہ رسوائی کی بھلا کون بات ہو سکتی ہے؟"۔

لشکر خلافت کو بار بار شکست اور ابوالرواغ کی کارگزاری

کسی نے پکار کے کہا "ہم سے شرمندہ نہ ہونا چاہیے! در سچ یہ ہے کہ ان لوگوں نے ہمیں شکست دے دی"۔ ابوالرواغ نے ڈانٹ کر کہا "خدا نہ کرے کہ تجھ سے اور لوگ بھی ہماری فوج میں ہوں۔ جب تک ہم میدان چھوڑ کے نہ چلے جائیں شکست نہ سمجھنا چاہیے۔ ہم ابھی پلٹ پڑیں اور دشمنوں کے قریب پہونچ جائیں تو ہماری حالت سُدھر جائے۔ بس اتنا کرو کہ ہزار دباؤ پڑے تم دشمنوں کے قریب ہی رہو۔ زیادہ مجبور ہو تو ذرا سا پیچھے ہٹا دو پھر قدم جما دو۔ اس پر بھی وہ حملہ کریں اور تم میں مقابلے کی تاب نہ ہو تو اپنے قریب پناہ اور آڑ کی جو جگہ ملے اس کو اختیار کر لو لیکن جیسے ہی دشمن واپس جانے لگیں پھر اُن پر جا پڑو۔ غرض اسی طرح ٹالتے رہو۔ تھوڑی ہی دیر میں ہمارا سارا لشکر آ پہونچے گا! اور ہم زبردست ہو جائیں گے"۔ لوگوں نے بہادر سردار کی ہدایت پر عمل کیا۔ اور دوپہر کے بعد تک لڑائی قائم رہی۔

اب ظہر کا وقت آیا۔ نماز پڑھنے کے لیے دونوں لڑائی سے رُک گئے۔ اور عصر کے وقت تک خونریزی موقوف رہی۔

معقل کو اطلاع

معقل کو راہ گیروں اور دہقانیوں سے خبر ہو گئی تھی کہ اُن کے مقدمۃ الجیش اور خوارج سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اور خوارج آپ کے لوگوں کو مار مار کے ہٹا دیتے ہیں جو بھاگ کے پلٹتے

اور مغلوب ہو ہو کر سنبھلتے ہیں۔ اپنے ہمراہیوں سے کہا ابوالرواغ سے اُمید نہیں کہ شکست کھا کے واپس آئے فوراً سات سو منتخب جوان مردوں کو لے کر نہایت تیزی سے چل کھڑے ہوئے اور باقی فوج میں اپنا قائم مقام محرز بن شہاب تیمی کو مقرر کر گئے۔

اُن کا آپہونچنا۔

میدان گیرودار کے قریب پہونچ کر اور غبار جنگ کو دور سے دیکھ کر معقل نے ہمراہیوں سے کہا "ایسے طریقے سے چلو کہ دشمنوں کا سامنا ہو جائے مگر ہمارے ساتھیوں کو ہمارے آپہونچنے کی خبر نہ ہو" چنانچہ پہلو بچا کے سنجاج کے مقابل جا پہونچے مگر پہونچتے پہونچتے شام ہو گئی اور لڑائی دوسرے دن پر اُٹھ رہی۔ معقل نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ۔ ابوالرواغ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اور خوارج نے الگ نماز پڑھی۔ صبح ہونے سے پہلے ابوالرواغ کو معقل کے آنے کی خبر ہو گئی۔ جا کے ملا اور کہا خوارج کے حملے نہایت سخت ہیں۔ آپ اپنی جوانمردی پر غرہ نہ کریں۔ بلکہ مناسب یہ ہو گا کہ اپنے لشکر کو لے کے میری فوج کے پیچھے ٹھہریں۔ اور انھیں شکست نہ کھانے دیں۔ معقل نے اس رائے کو قبول کر لیا اور یہی تجویز قرار پا گئی تھی کہ یکایک خوارج آپڑے۔ اور ایسی شدت سے حملہ کیا کہ سارے لشکر کے قدم اکھڑ گئے۔ معقل نے یہ حالت دیکھی تو گھوڑے پر سے اتر پڑا اور ابوالرواغ اور دو سو جانباز بھی اُس کے ساتھ ہوئے۔ یہ سب اسی طرح قدم جمائے کھڑے تھے کہ گویا انھیں گڑی ہوئی ہیں۔ مستورد نے صف شکن دھاوا کیا تو یہ لوگ نیزوں اور تلواروں سے پیش آئے لیکن تھوڑی ہی دیر میں اسقدر دباؤ پڑا کہ یہ لوگ بھی پیچھے ہٹنے لگے۔ مسکین بن عامر نے جو مسلمانوں کا ایک نامور بہادر تھا نعرہ لگایا "بھاگ کے کہاں جاتے ہو؟ تمھارے سردار قدم جمائے ہوئے جان بازی کر رہے ہیں اور تم ہٹے جاتے ہو۔ تمھیں شرم نہیں آتی؟" یہ کہہ کر اس نے دشمنوں پر حملہ کیا اور ساتھ ہی پسپا ہونے والوں کا غالب گروہ بھی پلٹ پڑا۔ اس کے بعد معقل نے ایسی شجاعت دکھائی کہ خوارج کو پیچھے ڈھکیل کر اُن کے خیموں تک پہونچا دیا۔

میدان کی یہی حالت تھی کہ محرز بن شہاب باقی ماندہ فوج کے ساتھ آپہونچا۔ اور مسلمانوں کا حوصلہ بڑھ گیا۔ معقل نے ان لوگوں کو میمنہ و میسرہ میں تقسیم کر دیا۔ اور حکم دیا کہ صبح تک سب اپنی اپنی جگہ پر قدم جمائے کھڑے رہیں۔ پو پھٹتے ہی حملہ ہو گا۔

صبح کا دونوں طرف انتظار ہو رہا تھا کہ خارجیوں کے ایک جاسوس نے انھیں خبر دی کہ شریک بن اعور بھی بصرے کی تین ہزار فوج کے ساتھ اُن کے مقابلے پر آگیا۔ مستورد نے

یہ حال سُن کر اپنے لوگوں سے کہا "اب میری رائے نہیں کہ ان سب کے مقابلے پر ہم اپنی جوشِ شجاعت کا امتحان دیں۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ جس طرف سے ہم آئے ہیں اسی طرف واپس روانہ ہوں! اور چونکہ ہم کوفے کے علاقے میں ہوں گے اس لئے امید نہیں کہ بصرے والے اس علاقے میں قدم رکھیں۔ سب نے سردار کے حکم کو قبول کیا کچھ دیر تک گھوڑوں کو سستانے کا موقع دیا۔ پھر اندھیرے کے دامن میں چھپے ہوئے قریب کی ایک بستی میں گئے۔ وہاں سے ایک رہبر ساتھ لیا! اور کوفے کی طرف کوچ کر دیا۔

خوارج رات کو چلے گئے

معقل نے صبح کو میدان دشمنوں سے خالی پایا تو خبر منگوائی اور معلوم ہوا کہ خوارج یہاں سے چلے گئے۔ اندیشہ ہوا کہ یہ بھی دشمنوں کا فریب نہ ہو۔ باقی رات جاگتے اور پہرہ دیتے گذری۔ صبح کو شریک اپنے لشکر کے ساتھ معقل سے ملا! اور اپنے آنے کے حالات بیان کیے۔ بعد ازاں شریک کی رائے ہوئی کہ ہمیں بھی معقل کے ساتھ ہو جانا چاہیے مگر ساتھ والوں نے نہ مانا۔

ابوالرواغ کا تعاقب

اب معقل نے ابوالرواغ کو بلا کے حکم دیا کہ "خوارج کا تعاقب کرو"۔ اس نے کہا "جتنے آدمی میرے جھنڈے کے نیچے ہیں اُتنے ہی اور دیجیے تاکہ میری قوت ان سے زیادہ ہو جائے"۔ معقل نے منظور کیا! اور چھ سو سوار اس کے ہمراہ کیے! ان لوگوں کو لے کر اس نے تیزی کے ساتھ کوچ کیا! اور مقام جرجرایا میں خوارج کو جالیا۔ وہ لوگ پہونچ کے اترے ہی تھے کہ ابوالرواغ سر پر جا پہونچا۔ خوارج نے ان لوگوں کو دیکھتے ہی آپس میں کہا "ان سے لڑنا بمقابل ان لوگوں کے آسان ہے جن سے آئندہ سابقہ پڑنے والا ہے"۔ اور فوراً زور شور سے حملہ کر دیا۔ یہ ایسا زبردست حملہ تھا کہ ابوالرواغ کے ہمراہیوں کو شکست ہو گئی۔ فقط سو آدمی اپنے سردار کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ ابوالرواغ انھیں چند بہادروں کی قوت پر برابر مقابلہ کر رہا تھا اور اشعار رجز خوانی اس کی زبان پر تھے! اُسے میدان میں جما ہوا دیکھ کر مفرور سپاہی پھر واپس آئے اور چاروں طرف سے ایسی یورش کی کہ خوارج کو ہٹنا پڑا۔ اور اپنے پڑاؤ کے اندر داخل ہو گئے۔

خوارج کی فتح

مستورد نے جب یہ حالت دیکھی اور خیال کیا کہ اگر معقل پورے لشکر کے ساتھ آگیا تو ہم سب ہلاک ہوں گے تو کل ہمراہیوں کو لے کر دجلے کے اس پار اتر گیا اور علاقۂ بہرسیر میں پہونچا۔ مگر ابوالرواغ نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ ساباط میں پھر دونوں ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئے۔ اس موقع پر مستورد نے اپنے لوگوں سے کہا "یہ معقل کی فوج کے

لڑائی بہرسیر میں

Marfat.com

منتخب لوگ ہیں۔ اگر مجھے اطمینان ہوتا کہ ان لوگوں سے ایک ساعت بھی پہلے پہونچ سکوں گا تو فوراً جا کے اُس کے لشکر پر حملہ کر دیتا" پھر جاسوسوں کو دوڑا کے پتہ لگایا کہ معقل بمقام وتیلی کے قریب یہاں سے تین فرسخ پر اترا ہوا ہے جو مقام نہر ملک کے اُس پار ہے۔ سنتے ہی کوچ کر کے ساباط کے پل پر پہونچا جو اس ندی پر تھا۔ پار اتر کے پل توڑ دیا اور معقل کی طرف چلا۔

یہاں ابوالرواغ نے خوارج کو سامنے سے جاتے دیکھا تو اپنے لشکر کے ساتھ جا کے ایک صحرا میں پڑاؤ ڈال دیا جو مدائن اور ساباط کے درمیان میں واقع تھا۔ اس کا خیال تھا کہ لڑائی کے لیے یہ اچھی جگہ ہے۔ میں یہیں ٹھہر کے دشمنوں سے مقابلہ کروں گا چنانچہ خاموش بیٹھا خوارج کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اور مستورد خوارج کو لے کر معقل پر جا پڑا۔

معقل کے لوگ بے خوف تھے۔ اِدھر اُدھر منتشر ہو رہے تھے۔ کوچ کی تیاریاں تھیں۔ جس خیال سے کچھ لوگ آگے بڑھ گئے تھے۔ معقل نے فوراً جھنڈا زمین میں گاڑ دیا گھوڑے سے اُترا۔ اور ساتھیوں سے للکار کے کہا "خدا کے بندو۔ پیدل ہو جاؤ" سنتے ہی تقریباً دو سو جوانمرد پیادہ ہو گئے۔ اور آناً فاناً میں خوارج اُن پر ٹوٹ پڑے۔ معقل اور اُس کے رفقا نے گھٹنے ٹیک کر نیزے سامنے تان لیے اور دشمنوں کو انھیں پر لیا۔ خوارج کا اُن پر زور نہ چلا تو انھیں چھوڑ کر اُن کے گھوڑوں پر جا پڑے اور اُن کے اور گھوڑوں کے درمیان حائل ہو گئے گھوڑوں کی اگاڑیاں پچھاڑیاں کاٹ دیں جو چاروں طرف بھاگ گئے۔ بعدازاں خوارج نے معقل کی منتشر سپاہیوں پر حملہ کیا۔ انھیں الگ کر کے اُن میں تفرقہ ڈالا۔ اور پھر معقل کی طرف رخ کیا۔ وہ لوگ اب تک اسی طرح نیزے تانے اپنی جگہ پر جمے ہوئے تھے۔ خوارج پیشتر کی طرح اب بھی اُن پر کامیاب نہ ہوئے۔ یہ دیکھ کر مستورد نے اپنے لوگوں سے کہا دو حصوں میں تقسیم ہو جاؤ۔ نصف پیدل ہو جائیں اور نصف گھوڑوں کی پیٹھ پر رہیں۔

اس کے بعد جو یورش ہوئی تو معقل کے بہادروں کو سخت مصیبت کا سامنا ہوا اور موت آنکھوں کے سامنے نظر آ رہی تھی۔ مگر خدا کو بچانا تھا کہ یکایک ابوالرواغ اپنے لشکر کے ساتھ آ پہونچا اُس کے خلاف اُمید آنے کا باعث یہ ہوا کہ جب دیر تک خوارج مقابلے پر نہ آئے تو اُس نے خبر لانے کو جاسوس دوڑائے جنھوں نے خبر دی کہ خوارج کا تو پتہ نہیں مگر ساباط کا پل ٹوٹا ہوا ہے۔ خوارج نے غالباً اس خیال سے اس کو توڑ دیا ہے کہ معقل کا لشکر آپ کی مدد نہ کر سکے

Marfat.com

ابوالرواغ نے کچھ دیر سوچا پھر کہا۔ اس دھوکے میں نہ رہو! اگر ایسا ہوتا تو وہ آ کے مقابلہ کرتے معلوم ہوتا ہے کہ خوارج نے معقل ہی کے لشکر پر حملہ کر دیا ہے۔ اور پل اس لیے توڑوا دیے کہ ہم سے ان کو مدد نہ مل سکے۔ جلدی چلو۔ جلدی چلو۔ فوراً گاؤں والوں کو جمع کر کے جھٹ پٹ پل بندھوایا۔ اور معقل کے پڑاؤ کی طرف چلا۔ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ معقل کے لشکر والے ملے جو شکست کھا کے بھاگ آئے تھے۔ انہیں للکار کے اپنے ساتھ لیا۔ اور ان سے سنا کہ خوارج کے حملہ سے سارے لشکر کو شکست ہو گئی۔ صرف معقل اور ان کے چند رفیقوں کو ہم میدان میں قدم جمائے چھوڑ آئے ہیں لیکن گمان غالب یہ ہے کہ اس وقت تک وہ زندہ نہ بچے ہوں گے۔" سنتے ہی ابوالرواغ نے اور تیزی سے گھوڑے بڑھائے۔

اس کا حملہ۔ میدان میں پہونچا تو یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ معقل کا علم اپنی جگہ پر قائم ہے اور بہادر ہمراہیان معقل مقابلہ کر رہے ہیں۔ فوراً خوارج پر حملہ کر دیا اور انہیں بہت دور تک مار کے ہٹا دیا یہاں تک کہ لڑتا بھڑتا معقل کے پاس جا پہونچا۔ اسے اس حال میں پایا کہ اپنے لوگوں سے آگے بڑھا ہوا ہے اور انہیں للکار للکار کے بڑھا رہا ہے۔ ابوالرواغ کے پہونچ جانے سے مسلمانوں کا حوصلہ بڑھ گیا تھا۔ سب نے مل کر بڑے زور و شور سے حملہ کیا۔ مستورد نے جو یہ حال دیکھا تو وہ اور اس کے رفقا گھوڑوں سے اتر پڑے اور بڑی دیر تک سخت تلوار چلتی رہی۔

مستورد اور معقل کا مقابلہ۔ نہایت شدید خونریزی ہو رہی تھی کہ مستورد نے معقل کو پکارا اور کہا "بہادر ہو تو میرے مقابلے پر آؤ۔" معقل فوراً تیار ہو گیا۔ ساتھیوں نے ہزار روکا ایک نہ سنی اور مستورد کے سامنے جا پہونچا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور مستورد کے ہاتھ میں نیزہ۔ رفیقوں نے معقل کے سامنے نیزہ پیش کیا کہ آپ بھی نیزہ لے کر مقابلہ کیجیے۔ مگر نہ مانا اور تلوار کھینچ کے جھپٹا۔ مستورد نے تاک کے اس کے سینے پر اس زور سے نیزہ مارا کہ پیٹھ توڑ کے نکل گیا۔ مگر اسی نیزے میں چھدا ہوا بڑھا اور قریب پہونچ کے مستورد کے سر پر تلوار کا ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ تاج تک کاٹ گئی اور دونوں حریفوں نے گر کے زمین پر ایک ساتھ جان دی۔

اور دونوں کا مارا جانا۔

خوارج کا استیصال۔ معقل نے مقابلے پر آتے وقت وصیت کر دی تھی کہ میں مارا جاؤں تو عمرو بن محرز تمیمی فوج کی سرداری کرے۔ اس نے فوراً جھنڈا بلند کر کے حملہ کیا تو ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ خوارج میں سے بجز پانچ یا چھ آدمیوں کے کوئی زندہ نہ بچا۔

اس سال کے امیر حج اور مغازیان اسلام۔ اسی سنہ ۴۲ھ کے خاتمے پر حج کا موسم آیا تو مروان بن حکم نے جو حکومت مدینہ پر

Marfat.com

ناموربتاج کرایا۔ اور سنہ ۴۴ھ شروع ہوا جس کے آغاز ہی میں نامور غازی اسلام حضرت خالد بن ولید کے فرزند عبدالرحمن نے بلاد روم پر اور بسر بن ارطاۃ نے جو معاویہ کی طرف سے امیر البحر کی خدمت انجام دیتے تھے سمندر میں جہاد کیا۔

ابن عامر کی معزولی۔

سنہ ۴۴ھ کا اہم واقعہ یہ ہے کہ عبداللہ بن عامر کو جناب معاویہ نے بصرے کی حکومت سے معزول فرمادیا۔ وہ بُردبار، کریم النفس اور رحمدل بزرگ تھے یہاں تک کہ

ان کی کمزوری

بدمعاشوں اور فتنہ انگیزوں کے ساتھ بھی سخت گیری کا برتاؤ نہ کرتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بصرہ فتنوں اور فسادوں سے بھر گیا۔ مجبور ہو کر انھوں نے اپنی دشواریاں زیاد پر ظاہر کیں۔ زیاد نے کہا اس کی تدبیر بس ایک ہی یہ ہے کہ تلوار کھینچ لیجیے۔" کہا "مگر مجھے یہ پسند نہیں کہ ان کی اصلاح کی کوشش میں اپنے نفس کو خراب کروں"۔

ابن کا وفد دمشق میں۔

اس کے بعد انھوں نے اپنا ایک وفد جناب معاویہ کی خدمت میں بھیجا اُن کے وکلا دمشق ہی میں تھے کہ کوفے کا ایک وفد بھی وہاں پہونچا جس میں عبداللہ بن اوفی ملقب بہ ابن کوا بھی تھا جناب معاویہ نے ان لوگوں سے عراق کے اور خصوصًا بصرے

ابن کوا نے معاویہ سے انکی شکایت کی۔

کے حالات پوچھے ابن کوا نے کہا امیر المومنین۔ بصرے والوں کو تو وہاں کے بدمعاش کھا گئے اسلیے کہ ابن عامر نہایت کمزور آدمی ہے اور انکی کمزوری سے حکومت بھی بدمعاشوں کے مقابلے میں کمزور ہے۔ حضرت معاویہ نے کہا بصرے کے وفد کے لوگ خود ہی یہاں موجود ہیں۔ تم کو اُن کے شہر کا حال بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

اس کے ساتھ ابن عامر کا سلوک۔

بصرے کا وفد واپس آیا تو ان لوگوں نے ابن عامر سے بیان کر دیا کہ جناب معاویہ کے دربار میں ابن کوا نے آپ کی شکایت کی تھی"۔ اس پر انھیں سخت غصہ آیا۔ پوچھا "عراق میں ابن کوا کا سب سے بڑا دشمن کون ہے؟" بتایا گیا کہ عبداللہ بن ابی شیخ یشکری"۔ ابن عامر نے فورًا اُس شخص کو والی خراسان مقرر کر دیا۔ ابن کوا نے یہ خبر سُنی تو کہا "ابن دجاجہ (ابن ابی عامر) کو گمان ہے کہ عبداللہ کے والی خراسان مقرر ہونے سے مجھے ضرر پہونچے گا مگر وہ جاہل ہے۔ میری تمنا تو یہ ہے کہ قبیلہ یشکر کے جتنے لوگ ہیں۔ سب میرے دشمن ہو جائیں اور وہ سب کو نہیں تو کہیں کا والی مقرر کرتا"۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابن عامر نے اس موقع پر عبداللہ یشکری کو نہیں بلکہ طفیل بن عوف یشکری کو حاکم خراسان مقرر کیا تھا۔

طریقہ معزولی کی دو روایتیں پہلی روایت

حضرت معاویہ نے یہ حالات معلوم ہونے پر کیا کارروائی کی۔ اس میں مورخین نے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ ایک یہ کہ قاصد بھیجکر عبداللہ بن عامر کو دمشق میں بلوایا۔ اور ملاقات

کے بعد انھیں اپنے علاقے پر جانے کا حکم دیا۔ مگر جب رخصت کرنے لگے تو کہا "میں تم سے تین باتیں کہتا ہوں اور امید ہے کہ تم سب کو منظور کرو گے!" ابن عامر نے جواب دیا "اگر میں ام حکیم کا بیٹا ہوں تو سب کو منظور کروں گا"۔ معاویہ نے کہا "بہتر" پہلی بات یہ ہے کہ "ولایت بصرہ کو بغیر ناراض ہوئے چھوڑ دو۔ دوسری یہ کہ عرفے میں تمھارا جو کچھ مال و اسباب ہے اس کو میرے نام پر ہبہ کر دو" تیسری یہ کہ "مکے میں تمھارے جتنے مکان ہیں سب مجھے دے ڈالو"! ابن عامر نے تینوں باتوں پر "منظور" کہا اور حکومت وجائداد سب سے دست بردار ہو گئے۔ اب ابن عامر نے کہا "امیر المومنین میں بھی تین باتیں کہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ بھی انھیں منظور فرمائیں گے"! کہا "اگر میں ہند کا بیٹا ہوں تو تینوں باتیں قبول کروں گا"۔ ابن عامر کی تین باتیں یہ تھیں۔ اوّل یہ کہ "عرفہ میں میرا جو کچھ مال ہے اس کو آپ واپس فرما دیں"۔ دوم یہ کہ "حکومت بصرہ کے متعلق آپ مجھ سے کسی قسم کی حساب فہمی نہ کریں"! سوم یہ کہ "اپنی بیٹی کا عقد میرے ساتھ کر دیں"۔ جناب معاویہ نے بھی ان سب کو منظور فرما لیا۔

دوسری روایت۔ دوسری روایت جو قرین قیاس ہونے کے باعث زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے یہ ہے کہ حضرت معاویہ نے ابن عامر سے کہا "دو صورتوں میں سے ایک کو تم اختیار کرو۔ پہلی یہ کہ تم حکومت بصرہ پر برقرار رہو اور میں تمھاری کارروائیوں کی تفتیش و تحقیق کروں اور حساب مانگوں۔ دوسری یہ کہ تم حکومت بصرہ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اور کسی قسم کی باز پرس تم سے نہ کی جائے"۔ ابن عامر دوسری صورت اختیار کی۔ حکومت بصرہ سے علیحدہ ہو گئے اور حضرت معاویہ نے ان کی جگہ حرث بن عبداللہ ازدی کو والی بصرہ مقرر فرمایا۔

Marfat.com

چوتھی فصل

حضرت حسنؓ کی مبارک زندگی کا آخری زمانہ

معاویہ کا حج۔ مقصورہ یعنے محراب مسجد۔ حارث حاکم بصرہ۔ زیاد حاکم بصرہ۔ مغیرہ کی چالاکی۔ زیاد کی تقریر بصرہ میں۔ ان کی سیاست۔ ایک خارجی کو جواب۔ زیاد کے اختیارات۔ اپنے حکم کی سخت پابندی۔ اکثر صحابہ سے کام لیا۔ تحریری خط کی اصلاح۔ پابندی گاہ۔ ذو الآیت خراسان کی تقسیم۔ غلام نے آقا کو سزا دلوائی۔ بات کا دھنی ہونا۔ عبدالرحمٰن بن خالد کی وفات۔ ان کو زہر دیا گیا۔ قاتل سے انتقام۔ پھر خوارج کی شورش۔ سہم خارجی کا انجام۔ خطیم خارجی کا انجام۔ عمرو بن عاص کی معزولی۔ معاویہ بن خدیج والی مصر۔ سلسلۂ جہاد جاری رہا۔ روم پر زبردست حملہ۔ یزید کی عیش پرستی۔ اس کا مجبوراً جہاد روم پر جانا۔ نامور مجاہدین قسطنطنیہ پر حملہ۔ عبدالعزیز کی بہادرانہ شہادت۔ ایک مفقود دل والا باپ۔ اس جہاد کا حال۔ عیسائیوں کی زبانی۔ گبن کی ایک فاش غلطی۔ اس کا بیان۔ محاصرۂ قسطنطنیہ۔ اہل قسطنطنیہ کا سختی سے روکنا۔ محاصرے کی مدت۔ عربوں کا ہیڈ کوارٹر۔ ان کا ناکام واپس ہونا۔ ابو ایوب کی وفات۔ ناکامی کا برا اثر۔ اور ذلیل صلح۔ گبن کے ماخذ۔ وہ قابل اعتبار نہیں ہیں۔ مروان کی معزولی۔ سعید بن عاص حاکم مدینہ۔ حضرت حسنؓ کی وفات۔

سنہ ۴۴ھ کے آخر میں خود حضرت معاویہ نے شام سے سفر کر کے حج کیا اور خود ہی امیر حج تھے۔ مروان کے طرز عمل سے ناراض تھے اور گو کہ ابھی معزول کرنا مناسب نہیں خیال کرتے تھے مگر یہ بھی نہ پسند کیا کہ سال گذشتہ کی طرح وہ پھر حاکم حج بنایا جائے۔ قاتل خارجی کے حملہ کے بعد حضرت معاویہ نے امام کے بحفاظت کھڑے ہونے کے لیے جامع دمشق میں مقصورہ بنوایا جس سے مراد وہ محراب ہے جو منبر کے برابر اکیلے امام کے کھڑے ہونے کے لیے عام مسجدوں میں بنائی جاتی ہے۔ اس واقعے سے پیشتر اس کا رواج نہ تھا۔ اس سال مروان نے جامع دمشق کی سی محراب مسجد نبوی میں بھی بنوا دی۔ اور بعد ازاں اس کا عام رواج ہو گیا۔ یہاں تک کہ اب شاذ و نادر ہی کوئی مسجد ہو گی جس میں نہ ہو۔

مقصورہ یعنے محراب مسجد

Marfat.com

حرث حاکم بصرہ

حرث بن عبداللہ ازدی کا حاکم بصرہ مقرر ہونا ہم ابن عامر کی معزولی کے ساتھ ہی بیان کر چکے ہیں مگر در اصل اُن کا تقرر سنہ ۴۴ھ کے آغاز میں ہوا۔ حرث نے عبداللہ بن عمرو ثقفی کو اپنی طرف سے بصرے کا کوتوال مقرر کیا لیکن حرث کو چار مہینے سے زیادہ حکومت کرنا نصیب ہوا۔ اس کا باعث غالباً یہ ہوا کہ ابن عامر کے زمانے میں جو بدنظمی پیدا ہوئی تھی وہ بدستور قائم رہی۔ اور جو فتنے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اسی طرح قائم تھے۔ چنانچہ حضرت معاویہ نے تقرر کے چار مہینے بعد انھیں معزول کر کے زیاد کو حاکم بصرہ مقرر کر دیا۔ جس پر

زیاد حاکم بصرہ

فی الحال نہایت مہربان تھے اور نیا نیا اپنے نسب و خاندان میں شامل کیا تھا۔

مغیرہ کی چالاکی

زیاد جب معاویہ سے مل کر اور صفائی کر کے کوفے میں واپس آئے تو وہیں کی حکومت ملنے کے امیدوار تھے۔ مغیرہ کو جو کوفے کے حاکم اور بڑے ہوشیار بزرگ تھے۔ اس کا پتہ لگ گیا۔ کمال دانائی کے ساتھ دمشق میں معاویہ کے پاس جا کر حکومت کوفہ سے استعفا پیش کر دیا۔ اور کہا "مجھے علاقہ الجزیرہ کے شہر قرقیسیا میں رہنے کو مکانات دیجیے تاکہ اپنے احباب بنی قیس میں سکونت اختیار کروں۔" مغیرہ کی چالاکی اور گہری پالیسی سے معاویہ کو اندیشہ ہوا۔ کہا "نہیں آپ کوفے ہی میں جا کر اپنی خدمت انجام دیں استعفا دینے کی ضرورت نہیں ہے۔" مغیرہ نے اپنے استعفے پر پھر اصرار کیا اور کہا "میں اب حکومت کرنا نہیں چاہتا۔" جناب معاویہ کو اور کھٹکا پیدا ہوا! ور زبردستی سمجھا بجھا کے انھیں کوفے میں واپس کیا! اس کارروائی نے اُن کی حکومت کو اس قدر قوی اور مضبوط کر دیا کہ کوفے میں داخل ہوتے ہی زیاد کو شہر سے نکل جانے کا حکم دیا۔

بعض راویان اخبار گزشتہ واقعہ کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ مغیرہ دمشق میں نہیں گئے بلکہ معاویہ نے خود ہی زیاد کو لکھا کہ تم کوفہ چھوڑ کے بصرے چلے جاؤ۔ اس کے چند ہی روز بعد حرث کو معزول کر کے انھیں وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔ ربیع الآخر سنہ ۴۵ھ میں زیاد نے حکومت بصرہ کی باگ اپنے ہاتھ میں لی! اور اسی دن سے بدنظمیوں اور فتنوں کے مٹانے کی کارروائی شروع کر دی۔ چنانچہ والی مقرر ہوتے ہی انھوں نے تمام لوگوں کو مسجد جامع میں جمع کر کے

زیاد کی تقریر بصرے میں۔

ایک زبردست تقریر کی جس میں حمد الٰہی کے بعد کہا "خدا کی نعمتوں اور احسانوں پر اس کا شکر اور اس سے زیادہ نعمتوں کے ملنے کی دعا۔ خداوندا جس طرح تو نے ہمیں نعمتیں عطا کی ہیں اسی طرح اُن نعمتوں کا شکر گزار ہونے کی بھی توفیق دے۔"

Marfat.com

اس نے اس کے بعد لوگوں کی بیہودگیوں جرأتوں اور بدنظمیوں کا حال بیان کرکے اہل شہر کو نہایت سخت دھمکیاں دیں سخت گیری کا خوف دلایا اور حکم کیا کہ خبردار کوئی شخص رات کو گھر سے نہ نکلے جو نکلے گا بے تحقیق وطلب فوراً قتل کر ڈالا جائے گا۔ پھر کہا تم لوگوں نے نئے نئے جرم ایجاد کیے ہیں اور ہم نے نئی نئی سزائیں تجویز کی ہیں۔ جو کسی کو دریا میں ڈبوئے گا اسے ہم ڈبوئیں گے۔ جو کسی کے گھر میں آگ لگائے گا اسے ہم زندہ جلائیں گے جو کسی کے گھر میں سیند دے گا ہم اس کے سینے اور دل میں سوراخ کریں گے جو کسی قبر کو کھود دے گا اسے ہم اسی قبر میں زندہ دفن کردیں گے۔ اپنے ہاتھوں اور زبانوں کو مجھ سے روکو اور میں بھی اپنے ہاتھوں اور زبانوں کو تم سے روک لوں گا۔ کسی کی نسبت بھی میں نے سنا کہ عام اہل شہر کے خلاف ہے فوراً اس کا سر اڑا دوں گا۔" غرضکہ خوب ڈرایا دھمکایا اور صاف کہہ دیا کہ میں کسی کی مروت و رعایت نہ کروں گا جس کا حق ہوگا اس کو دلواؤں گا اور جو مجرم ہوگا اسے سزا دوں گا۔ کوئی فریادی آدھی رات کو بھی آئے تو بے روک ٹوک میرے پاس پہنچ جائے گا۔ لہٰذا ڈرو اور سنبھلو قبل اس کے کہ میں سزا دینے پر آمادہ ہوں۔ انکی سیاست

یہ تقریر سنتے ہی سب کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ عبداللہ بن اہتم نے اٹھ کر کہا یا امیر واقعی خدا نے آپ کو دانائی و حکمت اور فیصلہ کرنے کی قوت عطا کی ہے۔" زیاد نے ناگواری کے ساتھ کہا "جھوٹ نہ کہو۔ یہ بات نبی اللہ داؤد علیہ السلام کے لیے خاص تھی۔ پھر احنف نے اٹھ کر کہا "حضرت امیر آپ نے خوب فرمایا۔ تعریف امتحان کے بعد اور شکر سخاوت کے بعد ہوتا ہے ہم کسی شخص کی تعریف نہیں کرتے جب تک اُسے پرکھ نہیں لیتے۔" زیاد بولا۔ ہاں یہ البتہ تم نے ٹھیک کہا۔"

ابو بلال مرداس بن ادیہ نام ایک خارجی اٹھا اور کہا "مگر خدائے تعالے نے تو آپ کے خلاف کہا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے وابراہیم[۱] الذی وفی الا تزر وازرۃ وزر اخری و ان لیس للانسان الا ما سعی۔" لہٰذا بہ نسبت آپ کے خداوند تعالیٰ نے ہم سے اچھا وعدہ کیا ہے زیاد نے کہا "سنو جس بات کو تم اور تمہارے لوگ چاہتے ہیں اس کے پورے ہونے کی کوئی تدبیر بجز سخت خونریزی کے نہیں ہے۔ ایک خارجی کو جواب

---

[۱] پوری آیت اس طرح ہے "ام لم ینبأ بما فی صحف موسیٰ - الی آخرہ (ترجمہ) کیا اس کو اس بات کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ اور ابراہیم کے صحیفوں میں جس نے احکام کی پوری تعمیل کی۔ لکھی ہوئی ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور یہ کہ انسان کو اتنا ہی ملے گا جتنی اُس نے کوشش کی۔

Marfat.com

زیاد کے انتظامات

اس کے بعد زیاد نے عبداللہ بن حصین کو اپنا صاحب شرطہ یعنی کوتوال مقرر کیا۔ اور جو انتظامی احکام اس نے دیے تھے اُن کے نفاذ کے لیے لوگوں کو اس قدر مہلت دی کہ اس کا حکم بیسیوں کوفہ تک پہونچ جانے کی اس کو اطلاع مل گئی۔ اس کے بعد وہ نماز عشا دیر کو پڑھتا اور حکم دیتا کہ کوئی شخص سورہ بقرہ یا اسی مقدار میں قرآن کے کسی حصہ کو ترتیل سے پڑھ جائے۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد اس قدر انتظار کرتا کہ کوئی شخص بصرہ کی اخیر آبادی تک پہونچ جا سکے۔ اب کوتوال کو حکم دیتا کہ گشت کرے۔ کوتوال گشت کرتا اور جس شخص کو پاتا قتل کر دیتا۔

اپنے حکم کی سخت پابندی

زیاد اپنے احکام کی پابندی میں اس قدر سخت تھے کہ ایک رات کو ایک بدوی سڑکوں پر گذرتا ملا اور پکڑ لایا گیا۔ زیاد نے پوچھا کیا تمھیں باہر نکلنے کی ممانعت کا حال نہیں معلوم تھا۔ اُس نے کہا خدا کی قسم میں نے اس حکم کو نہیں سُنا۔ اپنی دودھ دینے والی بکری کو دیہات سے لیے آتا تھا کہ رات ہو گئی۔ زیاد نے کہا "بخدا مجھے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تو سچا ہے لیکن مجبوری یہ ہے کہ تیرے مارے جانے میں امت کی اصلاح ہے"۔ یہ کہہ کے اُس نے قتل کا حکم دیا۔ اور وہ بے گناہ مار ڈالا گیا۔

انھیں واقعات کی بنا پر مورخین اسلام کہتے ہیں کہ زیاد ہی پہلا شخص ہے جس نے حکومت میں سختی سے کام لیا۔ اور معاویہ کی حکومت مضبوط کر دی۔ ہر ایک کے لیے تلوار برہنہ کر لی۔ محض بدگمانی پر لوگوں کو ماخوذ کیا۔ اور محض شک وشبہے پر سزائیں دیں۔ لوگ اس کے نام سے کانپنے لگے۔ یہاں تک کہ باہم ہمدردی پیدا ہوئی۔ ہر ایک دوسرے کو امان دینے لگا اور یہ حالت ہو گئی کہ کسی مرد یا عورت کے ہاتھ سے راہ میں کوئی چیز گر جاتی تو کوئی نہ اُٹھاتا۔ یہاں تک کہ خود مالک آ کر اُٹھا لے۔ ایسا امن وامان قائم تھا کہ رات کو کوئی دروازہ نہ بند کرتا۔ سختی ہی نہیں خوش تدبیری کے ساتھ فیاضی بھی تھی۔ غریبوں کو غلہ دینے کے لیے زیاد نے سرکاری بھنڈار خانہ جاری کیا۔ کوتوالی کے انتظامات کے واسطے چار ہزار آدمی مقرر کیے۔ پھر جب شہر کا انتظام بخوبی درست ہو گیا تو باہر کی اصلاح شروع کی اور چند ہی روز میں شہر کے تمام فتنوں اور فسادوں کو مٹا کے باہر کے راستے بھی لٹیروں سے صاف کر دیے اور سارے علاقے میں امن وامان قائم تھا۔

اکثر صحابہ سے کام لیا۔

انتظام ملک میں زیاد نے بعض صحابیوں سے بھی مدد لی چنانچہ عمران بن حصین خزانچی تھے اور وہی بصرے کے قاضی بھی تھے۔ انس بن مالک۔ عبدالرحمن بن سمرہ و سمرہ بن جندب کو

مختلف ملکی خدمتوں پر مامور کیا۔ عمران نے خدمت قضات سے استعفا دیا تو ان کی جگہ عبداللہ بن فضالہ کو پھر ان کے بھائی عاصم کو۔ بعد ازاں زرارہ بن اوفی کو قاضی مقرر کیا۔ زرارہ کی بہن زیاد کے عقد میں تھیں۔ اور ابوالاسود دؤلی کے مشورے سے قرآن میں اعراب اور نقطے لگائے گئے جو چیزیں اس سے پیشتر خط عرب میں نہ تھیں۔ (عربی خط کی اصلاح)

(باڈی گارڈ) بعض لوگ کہتے ہیں کہ زیاد نے حکومت اسلام میں سب سے پہلے یہ طریقہ جاری کیا کہ جب وہ گھر سے نکل کے گلی کوچوں میں گزرتا تو لوگ ہتھیار لگائے اور کاندھوں پر گرز رکھے اس کے آگے آگے چلتے۔ پانچ سو پہرے والے مقرر کیے جو ہر وقت مسجد کے پاس موجود رہتے۔

(ولایت خراسان کی تقسیم) خراسان کے زیاد نے چار حصے کر دیے۔ اول مرو۔ وہاں کا حاکم امیر بن احمر کو مقرر کیا۔ دوم خراسان خاص۔ اس کی حکومت خلید بن عبداللہ حنفی کو۔ سوم مرو روذ۔ فاریاب اور طالقان۔ اس علاقے کی حکومت قیس بن ہیثم کو دی۔ چوتھا ہرات۔ بادغیس اور بوشنج اس حصے کا حاکم نافع بن خالد کو مقرر کیا۔

(غلام سے انتقام اور رہائی) نافع نے زید نام اپنے ایک غلام کے ہاتھ جو ان کا معتمد علیہ اور گھر کا داروغہ تھا زیاد کے پاس بادزہر کا خوان بھیجا جس کا ایک پایہ بندار تھا اور نافع نے اس کی جگہ سونے کا پایہ لگوا دیا تھا۔ زید نے بصرے میں پہنچ کر اپنے آقا کی چغلی کھائی اور کہا کہ انھوں نے ایک پایہ توڑ لیا اور اس کی جگہ دوسرا بنوا کے لگا دیا۔ زیاد کو یہ ناگوار گزرا۔ برہم ہو کر نافع کو معزول اور قید کر دیا اور ایک لاکھ یا بقول بعض راویوں کے آٹھ لاکھ درہم جرمانہ کیا۔ مگر بنی ازد کے بعض معززین نے سفارش کر کے اسے آزادی دلوا دی۔ اور اس کی جگہ زیاد نے عجیب اتفاقی طور پر حکم بن عمرو غفاری کو حاکم مقرر کیا جنھیں شرف صحبت رسالت حاصل تھا۔ (بات کا غلط ہونا) زیاد نے اپنے حاجب سے کہا حکم کو بلا لاؤ۔ اصلی مقصود تو حکم بن ابی عاص ثقفی تھا مگر حاجب حکم بن عمرو غفاری کو بلا لے گیا۔ ان کی صورت دیکھ کر زیاد نے کہا میں نے تمھیں تو نہیں بلایا تھا مگر خدا کی مرضی یہ معلوم ہوتی ہے کہ تمھارا تقرر ہو۔ لہذا جاؤ اور ہرات وغیرہ کی حکومت اپنے ہاتھ میں لو۔ پھر چند اور لوگ ان کے ہمراہ کیے۔ اور تحصیل خراج کا کام ان کے ذمہ کیا۔ ان لوگوں میں اسلم بن زرعہ کلابی بھی تھے۔

(عبدالرحمن بن خالد کی وفات) اب سنہ ۴۶ھ شروع ہوا۔ اس سال کا نہایت اہم واقعہ یہ ہے کہ حضرت سیف اللہ خالد بن ولید کے فرزند عبدالرحمن نے سفر آخرت کیا۔ ان کی شان و شوکت اہل شام میں بہت بڑھ گئی تھی چنانچہ کچھ تو اس خیال سے کہ ان میں اپنے والد مرحوم کی شجاعت اور تمام خوبیاں جو

Marfat.com

تھیں کچھ اس وجہ سے کہ وہ شام میں سب سے بڑے دولتمند تھے۔ اور کچھ اس بنا پر کہ مملکت روم میں سب کے دلوں پر اُن کی ہیبت بیٹھی ہوئی تھی۔ معاویہ کو اُن سے اندیشہ ہوا۔ ابن اثال نصرانی کو پوشیدہ اشارہ کر دیا کہ کسی تدبیر سے اُن کا کام تمام کر دو۔ اس کے صلے میں تمہارے حین حیات تم سے سرکاری محاصل کو معاف کر دوں گا۔ اور حمص کے والی خراج بھی تمہیں مقرر کیے جاؤ گے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عبد الرحمٰن روم پر جہاد کر کے غنیمت سے لدے پھندے واپس آرہے تھے کہ ابن اثال نے سم آلود شربت پلا کے اُن کا کام تمام کر دیا۔ اور (اُن کو زہر دیا گیا) حمص میں آغوش لحد کے سپرد کیے گئے۔ معاویہ نے جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا۔ مگر ابن اثال نے اس سے چند ہی روز فائدہ اُٹھایا۔ کیونکہ عبد الرحمٰن کی وفات کے بعد اُن کے فرزند خالد مدینے میں آئے تو عروہ بن زبیر سے ملے۔ عروہ نے اُن سے ابن اثال کی کارروائی کا تذکرہ کیا۔ سنتے ہی انھیں ایسا طیش آیا کہ سیدھے شہر حمص میں پہنچے اور ابن اثال کو (قاتل سے انتقام) مار ڈالا۔ اس کا مقدمہ جناب معاویہ کے سامنے پیش ہوا تو خالد کو چند روز تک قید رکھا بعد ازاں اپنے پاس سے خون بہا کی رقم ادا کر کے چھوڑ دیا۔ خالد چھوٹتے ہی پھر مدینے میں آئے اور عروہ سے ملے۔ انھوں نے تعریضاً کہا ابن اثال کا کیا انجام ہوا؟ خالد نے جواب دیا اُسے تو میں نے قتل کر ڈالا۔ اگر آپ بتائیں کہ ابن جرموز (قاتل زبیر) کا کیا انجام ہوا؟ اس کا عروہ سے کچھ جواب نہ بن پڑا۔

لیکن مغیرہ بن شعبہ اور زیاد کی خوش تدبیریوں سے خوارج کا جوش فقط دبا ہوا تھا مٹا نہ تھا۔ (پھر خوارج کی شورش) چنانچہ اسی سنہ ۴۶ھ میں یزید بن مالک باہلی ملقب بہ خطیم اور سہم بن غالب ہجیمی نے اپنے اپنے گروہوں کے ساتھ نکل کے "ان الحکم الا للہ" کے نعرے بلند کیے۔

سہم نے اہواز میں جا کے بلندی کی مگر کسی مصلحت سے بصرے میں واپس آکر (سہم خارجی کا انجام) روپوش ہو گیا۔ اور کسی کو بھیجکر زیاد سے امان مانگی جس سے زیاد نے قطعاً انکار کیا بلکہ اندر ہی اندر تفتیش کر کے اُسے گرفتار کر لیا۔ اور قتل کر کے لاش ایک مدت تک اُسی کے دروازے پر مصلوب رکھی۔

خطیم کو زیاد نے بحرین میں بھجوا دیا تھا مگر پھر واپس بلوا لیا۔ اور قتیبہ بن مسلم سے اور مسلم بن عمرو (خطیم خارجی کا انجام) باہلی کو حکم دیا کہ اسے اپنی حراست میں رکھو۔ انھوں نے حراست کی ذمہ داری اپنے سر لینے [illegible] سے انکار کیا۔ اور کہا صرف اتنا وعدہ کر سکتا ہوں کہ اگر کسی شب کو یہ اپنے گھر [illegible]

Marfat.com